ओ३म्

دکھی دل کی پُر درد داستان

بجواب

الزامات لالہ رلارام پلیٹڈر گوجرانوالہ

از

منشی رام مکھیہ ادھشٹھا گروکل

سمت ۱۹۶۳ بکرمی

باہتمام چودھری ٹھاکر داس منیجر

مطبوعہ ستدھرم پرچارک پریس جالندھر سٹی

بار اول ۱۱۰۰

قیمت ۱۰/

اِلتماس

جس بے سر و سامانی کی حالت میں یہ کتاب طیار ہوئی ہی اُس
کا خیال کر کے اُمید ہی کہ ناظرین لفظی غلطیوں اور بے ترتیبی مضمون کے لئے
مجھے معاف فرمائینگے ایکماہ کے عرصہ میں اِسقدر ضخیم کتاب کے چھاپ کر
شائع کرنے میں ہی بڑی دقت محسوس ہوئی تھی لیکن جب اس کیساتھ
یہ امر شامل کیا جاوے کہ چھپائی کا کام شروع کرنے سے محض پندرہ دن
پیشتر ہی میں نے تلاش کاغذات اور لکھائی کا کام شروع کیا تھا اور
ساتھ ہی اس عرصہ میں برابر بیمار اور کمزور تھا تو میری مشکلات کا اندازہ
لگ سکتا ہے لیکن میں آخر کار آریہ بھائیوں کے سخت تقاضوں سے سرخرو
ہوا ہوں میں اس کہانی کو بڑے تامل کیساتھ سرو سادھارن کے روبرو
رکھنے لگا ہوں مجھے اس کے پبلک ہونے کا سخت رنج ہے لیکن
باوجود رنج کے بھی فرض ادا کرنا لازمی ہی تھا ۔

مصنّف

دیباچہ

اِس کتاب کے لکھتے وقت چاروں طرف سے یہی آواز آرہی تھی۔ کہ ایسے جلد تیار کیا جاوے۔ سجن بھی جو ہمیشہ سے مجھے ان حالات کے پبلک کرنے سے روکتے رہے تھے۔ اِسوقت اِس کے جلد شایع ہونے کے مشتاق نظر آتے تھے۔ محض ایک گمنام بھائی نے اسکی اشاعت کروانے کے لئے دو خطوط بھیجے ہیں۔ جنہیں بجنسہ اِس جگہ درج کردیتا ہوں۔ تاکہ کتاب شایع ہونے پر اُن کو اخباروں میں جانے کی (بقول خود) ضرورت نہ رہے۔

میں ابھی گروکل میں ہی تھا۔ کہ ام۔ اگست سنہ ۶ء کو حسب ذیل خط میرے پاس پہونچا۔

دو 16.8.06 ام

شریمان مہاتما منشی رام جی۔ نمستے۔ بہت دیر سے آپکی خدمت میں اپنے دلی خیالات ظاہر کرنے کی بابت سوچ رہا تھا۔ کئی دفعہ لکھنے کے لئے طیار بھی ہوا۔ مگر یہ خیال اُٹھا۔ کہ تو ناحق اپنا قیمتی وقت ضایع کرے گا۔ تیری آواز کی مطلق پرواہ نہیں ہوگی۔ عالی مرتبہ لوگ غریبوں کی بات پر بالکل دھیان نہیں دیتے۔ خواہ وہ اُن کے نباہ کی بات ہو۔ مگر آج من میں ایک بردست لہر اُٹھی۔ جسنے مجھے مجبور کیا۔ کہ میں ضرور آپکی سیوا میں اپنے خیالات کا اظہار کروں ورنہ وقت گزر جانے پر پھر ہاتھ ملنے پڑیں گے۔ کہ افسوس میں نے کیوں اپنی رائے پہلے نہ دیدی۔

مہاتما جی میں اپنے آج کے نہایت قیمتی وقت اور ایک نہایت ضروری کام کا ہرج کرکے آریہ سماج کے ہت اور خاص کر آپکی ذات مبارک کے پریم سے پریرت ہو کر ذیل کی سطور کو آپ کے ارپن کرتا ہوں۔ اُمید ہے۔ آپ انکو ایکانت میں وچار کر اگر معقول ہوں۔ تو ان سے کچھ فایدہ اُٹھا دیں گے۔ ورنہ خیر۔ آپکی عزت اور محبت نے مجھے مجبور کیا تھا۔ کہ میں ضرور آپکو لکھوں۔ اس نے میں ایسا کیا۔ اپنے خیال اور تجربہ کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر آپکی شروع سماج لاہور سے لے کر آج تک کے کاموں کی پڑتال کیجاوے۔ تو ہر ایک قدم پر آپکی سچی قربانی

کا ثبوت ملیگا۔ آپ نے لوک لاج اور اپنے لفع و نقصان کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے سدھانتوں
کے پالن کرنے میں اپنی پوری دڑھتا کا ثبوت دیا ہے۔ ہر دفعہ پر آپنے اپنے فائدہ کو سماجک
فوائد پر قربان کیا ہے۔ مگر میرے یہ جو بیان کہ میں نے آپکی تحریر سے سمجھا ہے۔ اس دفعہ آپ غلطی
کر گئے ہیں۔ رلارام کی چٹھیوں کا جواب دینے میں آپنے ایک ضخیم کتاب لکھنے کا وعدہ کیا ہے
جہاں تمام جس قدر اشانتی ہونی تھی ہوچکی ہے۔ اور جس قدر انہوں نے آپکی بدنامی کرانی تھی
وہ سارا زور لگا چکے ہیں۔ اب آریہ سماجوں میں امن ہے۔ میرے خیال میں آپکی اس ضخیم کتاب
نکلنے سے سماجوں میں پہلے سے بھی بڑھکر اشانتی پھیل جاویگی۔ اور جس قدر نقصان آریہ
سماجوں کو پہلی اشانتی سے ہوا ہے (جیسا کہ آپکو معلوم ہے) اس سے کئی گنا بڑھکر نقصان
ہوگا۔ آپکا نشر سماجک فائدہ کے لئے انتین ہوا ہے۔ نہ نقصان کے لئے۔ مانا کہ جواب دینے
سے آپکی عزت خطرے میں رہیگی۔ مگر ایک آپکی اکیلی ذات کی خاطر آرگنیزیشن کو کس قدر
ہانی پہونچیگی۔ اگر آپ اپنے خاص آدمیوں کی رائے بھی دریافت کریں تو میرے خیال میں شاید
۹۰ فیصدی اس کے برخلاف ہونگے۔ پردہان رام کرشن جی سے بات چیت کرنے پر معلوم ہوا
کہ وہ خود اس کے برخلاف نہیں۔ مگر خیر۔ آپ خود دانا ہیں۔ اور مجھ سے زیادہ عقل رکھتے ہیں
لیکن اپنا خیال ظاہر کرنا تھا۔ اگر بفرض محال آپ ٹریکٹ لکھنے کا پکا ارادہ کر چکے ہوں۔ تو
کرپا کر کے ان کے اعتراضات کا معقول۔ سوچ سمجھ کر مگر مختصر جواب دیویں۔ یہی چھوٹی سی پوستکا
لکھ کر کتاب کو زیادہ ضخیم لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لوگوں کو رقوم کے بارہ میں جو کچھ
اعتراضات ہونگے وہ رفع ہو جاویں گے۔ زیادہ ضخیم کتاب بنانے میں لاگت زیادہ آویگی اور
شاید لوگ قیمتاً خریدنے کو تیار نہ ہوں۔

(۲) آپنے جو طرز تحریر اختیار کر رکھا ہے۔ گو یہ سچائی اور واقعات پر مبنی ہوتا ہے۔ مگر کسی قدر
سخت اور لوگوں کے دل دکھانے والا ہے۔ آپکو مترسیہ چکھشوشا کے مقولہ پر عمل کرنا چاہئے
اگر ہر ہفتہ آپ کوئی تحریر لکھتے ہیں۔ اسی ہفتہ دو چار آدمیوں کو اپنا دشمن بنا لیتے ہیں۔ اس تحریر
سے میرا مطلب یہ منشا نہیں ہے۔ کہ آپ سچ نہ لکھیں۔ بلکہ ستیہ کو نرم الفاظ میں ظاہر کریں۔
چنانچہ جاپان ڈیپوٹیشن کے متعلق آپنے جو مضمون لکھا ہے۔ اس سے علاوہ کچھ [illegible]

برخلاف ہونے کے پانچ وہ آدمی جن کے آپنے نام لکھے ہیں۔ وہ آپکے جانی دشمن ہو گئے ہیں۔ اس کا ثبوت آپکو اس ہفتہ کے مسافر آگرہ۔ اور پرچارک امرت سر سے ملیگا۔ بدی پر نام دینے کے بغیر وہ آرٹیکل لکھتے۔ تو میرے خیال میں زیادہ موزون ہوتا۔ خیر گزشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط۔

(۳) مجھے پرائیویٹ طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ آپنے اپنا پاکٹ خرچ اور خرچ مطبع بہت بڑھا رکھا ہے۔ جو ذرا سا تم کا نام اور مسکین بن کر گفتگو کرتا ہے۔ بس آپ اسی پر ہی دیا لو ہو جاتے ہیں اور اپنی حالت کو نہیں دیکھتے۔ کہ اس قدر مقروض ہو گئے ہیں۔ اور نیز آپ چیت رام کو جو اس قدر روپیہ دیکر پٹ رہے ہیں۔ کیا آپکو اس کے چال چلن کا بھی کچھ خیال ہے یا نہیں۔ آپ کس امید پر اس قدر دھن گنوا رہے ہیں۔

ٹریکٹ کے بارے میں مکرر عرض کرتا ہوں۔ کہ اول تو لکھیں ہی نہ اور اگر لکھیں بھی تو نہایت محتاط ہو کر اور بڑی گمبھیرتا اور نظر ثانی کر کے مختصر لکھیں۔

(باقی پھر عرض کروں گا)

(نوٹ میں اپنا نام اور پورا پتہ تو لکھ دیتا۔ مگر اس خیال سے۔ کہ مبادا آپ میری تحریر پر دھیان نہ دیں۔ ہشیر لکھکم)

اس کے لفافہ پر جالندھر شہر کے ڈاک خانہ لوہڑ والے چوک کی موہر تھی۔ چونکہ کاتب نے نام درج نہیں کیا تھا۔ اس لئے میں جواب کیا دیکتا تھا۔ پھر میں ۱۱ ستمبر کو جالندھر پہونچا۔ ۱۳ ستمبر کو مندرجہ ذیل خط گردش کرتا ہوا مجھے جالندھر ملا۔

اوم

از لاہور

میرے واجب التعظیم مہاتما منشی رام جی

نمستے۔ قریباً پندرہ روز کا عرصہ ہوا۔ کہ جب میں اتفاقیہ ایک ضروری کام کے لئے جالندھر آیا تھا۔ اور وہاں سے آپکی خدمت میں ایک عریضہ دربارہ اظہار لاسے جوابی ٹریکٹ لالہ رلا رام لکھا تھا۔ امید ہے کہ ملا ہوگا۔ میرے نویدن پر آپنے کچھ وچار کیا ہے یا نہیں۔ اسکی بابت مجھے ابتک کچھ معلوم نہیں ہوا۔ اگر اطلاع دیتا۔ پر کاش کے نوٹ سے

معلوم ہوا ہے۔ کہ آپنے جوابی پمفلٹ لکھنا شروع کر دیا ہے۔ چونکہ میں نے اِس عریضہ میں
آپکی خدمت میں اس کے متعلق کچھ اور لکھنے کا بھی وعدہ کیا تھا۔ مگر باعث پر آدھین ہونے
جلدی نہیں لکھ سکا۔ اور آج کچھ مختصر سا لکھتا ہوں۔ کیونکہ آپ دانا ہیں۔ ہر ایک بات کو
سمجھتے ہیں۔ اِس لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ اور نیز اسوقت میرے پاس کافی وقت بھی نہیں
ہے۔ کیونکہ میں ایک ضروری کام کیلئے انبالہ جا رہا ہوں۔ شائید واپس لوٹتا ہوا جالندھر
آپ سے ملکر اچھی طرح سے بات چیت کر سکوں۔

بقیہ مضمون

میں پرسوں لاہور گیا تھا۔ وہاں مجھے معلوم ہوا۔ کہ آپنے نہ صرف رلیا رام کے مضمون
کا جواب ہی دینے کا ارادہ کیا ہے۔ بلکہ اِس میں آریہ سماج کی مکمل ہسٹری درج کریں گے
اور آپ آریہ سماج کے موجودہ لیڈروں کی پول کھولیں گے۔ میں نہیں جانتا۔ کہ یہہ بات
کہاں تک درست ہے۔ لیکن اگر یہ درست ہے۔ تو پھر آپ فرمائیے۔ کہ آپسے بڑھکر آریہ
سماج کا دشمن اور کون ہوگا۔ اور کیا اِس طرح لکھکر آپکو شانتی حاصل ہو جاویگی ہرگز نہیں
بلکہ آریہ سماج میں ایک زبردست اشانتی کی لہر اُٹھیگی۔ جو آریہ سماج کو بمعہ اُس کے
لیڈروں کے غرق کر دیگی۔ موجودہ کشمکش میں آریہ سماج مہذب آدمیوں کی نظروں سے گر
گیا ہے۔ اور کچھ تری سی جان باقی ہے۔ تو باقی آپ کا پمفلٹ نیم لسبل کی طرح آریہ سماج کو
گھائل کر کے چھوڑے گا۔ جسوقت میرے سامنے وہ نقشہ آتا ہے تو مجھے غش سی طاری
ہو جاتی ہے۔ نہ معلوم آپ کا کیسا پتھر دل ہے۔ آپ فرمادیں ــ کہ اگر آریہ سماج کے
کسی آدمی پر کبھی اعتبار نہیں رہے گا۔ اور ہر ایک کی زندگی کا پول پبلک میں کھل جاوے
گا۔ تو پھر کون آریہ سماج میں داخل ہوگا۔ اور کون ایسے آدمیوں پر اعتبار کرے گا
دیگر اخباروں میں پہلے ہی آریہ سماج کی بہت مٹی پلید ہو رہی ہے۔ نامعلوم پھر کیا ہوگا
میرے خیال میں (شائید یہ خیال غلط ہو) تو پمفلٹ کے نکلنے پر آریہ سماج کی زندگی اور
موت کا سوال درپیش ہوگا۔ بیشک آپ اسوقت جوش میں بھرے ہونگے۔ کہ ہتکاری وغیرہ
اخبار میں آپ پر نوک جھوک کر رہی ہیں۔ مگر اُن ناعاقبت اندیشوں کی خاطر آپکو اپنے

خون سے سینچے ہوئے آریہ سماج کا ناش نہیں کرنا چاہیئے۔ اب کسی قدر بات ٹل گئی ہے پھر دوبارہ اشانتی پھیل کر آریہ سماجوں کو بہت دھکا لگیگا۔ اور کئی سماجیں ٹوٹ جاوینگی اُس وقت آپکو سمجھانا مشکل ہو جاوے گا۔ اور پھر آپ ضرور پچھتائیں گے۔ ایسے وقت میں سب سے پہلا شخص میں ہوں گا۔ جو آپکو اخبار میں اپنی اِن ہمدردہ چٹھیوں کی بابت یاد دلاؤنگا آئندہ آپ مالک ہیں۔ جیسا آپ کا جی چاہے کریں۔ مگر پرمیشور کے واسطے آریہ سماج کی ہانی لابھ کا خیال ضرور مدنظر رکھیں۔ اُن لوگوں نے تو آپکے مقابلہ میں کھلم کھلا بکواس لکھنا شروع کر دیا۔ چنانچہ آج لاہور میں میں نے سنا ہے۔ کہ یکم ستمبر کو پنڈت رام بھجدت اور ماسٹر آتما رام نے امرتسر آرین ڈیبیٹنگ کلب کے سالانہ پر آنریری پن کی آڑ لے کر بہت کچھ آپکی شان میں ناشائستہ الفاظ کہے ہیں۔ لیکن ایسے وقت آپکو لازم ہے۔ کہ ایسے طریقہ سے کوئی کام کریں۔ کہ ان کا بھی منہ بند ہو جاوے۔ اور سماج کو بھی ہانی نہ ہو۔

آپکا خیرخواہ اور آریہ سماج کا سچا ہتیشی

ایک سیالکوٹ نواسی

پرمیشور کے واسطے میری تحریر کو پڑھکر اچھی طرح سے اس پر وچار کریں۔

نوٹ ۔ میرا پورا مطلب تحریر میں نہیں آسکتا ہے۔ اس لئے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ انبالہ سے واپس آکر ضرور آپ کو ملوں۔ ”

لکھنے والا اپنے آپکو سیالکوٹ نواسی بیان کرتا ہے۔ لیکن پوری تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ کوئی ایسا بھائی سیالکوٹ سے یہاں نہیں آیا تھا جس کا لکھا ہوا یہ خط۔ اس کے علاوہ میرے پاس وجوہات ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس خط کا لکھنے والا جالندھر کا ہی رہنے والا ہے۔

(۱) گو پہلے حصہ میں از لاہور لکھا ہے۔ لیکن دوسرا حصہ شروع کرتے ہی لکھا ہے ” پرسوں میں لاہور گیا تھا۔ “ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ کاتب اس خط کے لکھتے وقت لاہور میں نہ تھا۔

(۲) کاتب اب تک مجھے نہیں ملا۔ اگر ظاہر ہونے کا منشا ہوتا تو ضرور ملتا۔

(۳) معلوم ہوتا ہے کہ جب لفافہ بند کر چکا۔ تو کاتب کو یاد آیا۔ کہ اُسنے تو خط کا لاہور سے
لکھا جانا بیان کیا ہے اور لفافہ پر مُہر جالندہر کی ہوگی۔ پس لفافہ کی دوسری طرف حسب
ذیل عبارت پنسل سے لکھی۔ "افسوس سے لکھتا ہوں کہ کارڈ کل کا لکھا ہوا جیب میں
آگیا ہے۔ لہذا ارسالہ جاتا ہوا" اس قدر عبارت دو سطروں میں آئی ہے۔ آگے تیسری
سطر میں لفظ "جالندہر" تو صاف پڑھا جاتا ہے۔ لیکن اُس کے آگے بھی کچھ لکھا تھا جس پر
شاید گھبراہٹ میں آکر کاتب نے دو ایک پیسے والے ٹکٹ لگا دئے ہیں۔ اور اُن ٹکٹوں
پر مُہر کہاں کی ہے؟ نہ ریلوے میل سروس، ورنہ ڈاکخانہ ریلوے سٹیشن جالندہر کی۔
بلکہ یہی بوہڑ والے چوک کی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کاتب باشندہ جالندہر کا
ہی ہے۔ اس میں تو شبہ نہیں کہ کاتب جالندہر کا رہنے والا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اُسکا
دُنیاوی کاروبار ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جو اُسے انبالہ کی طرف اکثر لیجاتا ہے۔ شاید انبالہ
سے آگے وہ سہارنپور نہیں جاتا۔ بلکہ اُسے زیادہ تر کرنال جانا پڑتا ہے۔ اس قدر قیاس
دوڑانے کے بعد میں نے ان دونوں خطوں کی نشان کو اُن خطوں کی نشان سے ملایا جو کہ لالہ
جھجو رام جی سابق پردھان آریہ سماج کرنال، درحال ٹھیکہ دار رئیس جالندہر نے منتری آریہ
پرتی ندھی سبھا پنجاب کے نام گزشتہ سال لکھے تھے۔ تب یقین ہو گیا۔ کہ اس صلح لپ ری
کی تحریک لالہ جھجو رام جی کی طرف سے ہی ہوئی ہے۔ لیکن لالہ جھجو رام جی اخبار پرکاری کے
مالکوں میں سے بھی ایک ہیں۔ اور اُنہوں نے ۳۰۔ اگست ۱۹۰۶ء کے پرکاری میں حسب ذیل
مضمون بھی پڑھا ہوگا:۔

"**چھٹیات کا مجموعہ** آریہ پبلک پر واضح ہو۔ کہ شریمان لالہ رلارام صاحب پلیڈر پلیڈر گوجرانوالہ و سابق پریذیڈنٹ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی
چھٹیاں جو اخبار ہذا میں شائع ہوتی رہی تھیں۔ جن چھٹیات کا مجموعہ طبع شدہ کثرت ناظرین
کے باعث ختم ہو گیا تھا۔ وہ مجموعہ اب پھر بہت سی تعداد میں طبع کرایا گیا ہے۔ ناظرین کو
چاہئے۔ کہ جو اس کے دیکھنے کے خواہشمند ہوں۔ بہت جلد مطلع فرمائیں۔ کہ مجموعہ چھٹیات
مذکور۔ ان کے پاس روانہ کر دیجائیں۔ پچھلی دفعہ کچھ تو بہت سی صاحبان ختم ہو جانے کی وجہ سے

چٹھیات مذکورہ کو پڑھ نہ سکے تھے۔ اور جن صاحبان نے ان کو پڑھا بھی ہوگا۔ وہ شاید عرصہ گذر جانے کے باعث اِن واقعات کو بھول گئے ہونگے۔ جن کا چٹھیات کے مجموعہ میں ذکر ہے۔ اور جن کے جواب کا لالہ منشی رام جی کی طرف سے انتظار ہے۔

لالہ منشی رام جی نے اگرچہ کئی مرتبہ ان کے جوابات دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کے تمام وعدے محض نقش بر آب ثابت ہوئے۔ اب پچھلے دنوں ستیہ دھرم پرچارک نے پھر لکھا ہے۔ کہ اُن چٹھیات کا جواب نومبر سنہ حال تک شروع دیا جائے گا۔ خیر نومبر کو بھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں۔ یہ غنیمت ہے۔ کہ اُنکی طرف سے جواب دینے کا وعدہ تو ہوا ہے

نہیں ہوں وہ تو کریں حشر کا وعدہ ہی کریں
میرے نالے تو قیامت بھی اُٹھا دیتے ہیں

لیکن ہمارا خیال ہے۔ کہ ان کا یہ وعدہ بھی وعدہ فردا ہی نکلے گا۔ اور تعجب نہیں کہ پبلک کو پھر ان کے وعدہ ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ لیکن لالہ منشی رام جی پر واضح رہے کہ ان کا چھٹکارا نہیں ہوگا۔ تاوقتیکہ وہ اس مجموعہ چٹھیات کا جواب نہ دیں گے۔ ہم بھی "دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید" کے مصداق ان کے آخری سے آخری وعدے کے بھی منتظر ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ لالہ منشی رام جی اپنے اس وعدہ پر قائم رہ کر چٹھیات مذکورہ کے جواب سے اپنی صفائی کر کے پبلک میں سرخروئی کی کوشش کریں گے۔"

اب لالہ چیمو رام جی ہی بتلائیں کہ ہیں ان کے ایڈیٹر کے حکم کی تعمیل کرتا۔ یا ان کے حکم کی۔

میں ایک اور واقعہ بتلاتا ہوں جسنے مجھے اس جواب کی طرف جلد تر متوجہ کیا۔ بابو گوری شنکر جی گروکل کے ایک آنریری کارکن ہیں۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ شاہجہانپور میں پنڈت دوارکا پرشاد جی کے پاس پنڈت بشن لال ایم۔ اے۔ منصف تشریف لائے تھے۔ اسوقت لالہ ملا رام کے مجموعہ چٹھیات کا ذکر آیا۔ پنڈت بشن لال جی نے فرمایا۔ کہ اُس کا جواب نکل جانا چاہئے۔ پنڈت دوارکا پرشاد جی نے جواب دیا۔ کہ

لالہ منشی رام جی کی طبیعت کی علالت کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے۔ اِس پر پنڈت کشن لال جی نے فرمایا۔ " لوگ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ بیماری کا صرف بہانہ بنایا گیا ہے۔ ورنہ اصلیت یہ ہے کہ لالہ رلا رام کے الزاموں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ "

اِس گفتگو کا حال مجھے شاید اگست کے دوسرے ہفتہ میں معلوم ہوا۔ تب مصمم ارادہ کر لیا کہ باوجود تکلیف کے بھی بہت جلد جواب شائع کیا جاوے۔

اوپر کے جملہ حالات کی موجودگی میں بھی میں اس کتاب کی تحریر سے کنارہ کش ہو جاتا اور آخری دن تک جملہ چھپے ہوئے کاغذات کو جلا دینے کے لئے تیار تھا

بشرطیکہ انصاف کے لئے

اگر پنڈت ٹھاکر دت اور لالہ چھجو رام تیار ہوتے۔ اُس انصاف کے لئے کسی بڑی کوشش کی ضرورت نہ تھی۔ صرف چند حروف لکھنے کی ضرورت تھی۔ وہ چند حروف کیا ہونے چاہئے تھے۔ اس امر کی تشریح کے لئے اخبار پرکاش کا مطالعہ ضروری ہے۔

از پرکاش ۲۸۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء

مہاشہ بنواری جی آریہ سبھاسد کرنال ایک لمبا مراسلہ پرکاش میں اندراج کے لئے ارسال کرتے ہیں جس میں لالہ منشی رام جی کی ان خدمات اور قربانیوں کا ذکر کر کے جو کہ انہوں نے آریہ سماج کے لئے کی ہیں۔ وہ بہت اچھی طرح سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ ان کے مخالفین جن کا آرگن ہتکاری ہے ایرشا اور دویش کے بھاؤ سے پریرت ہو کر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ یہ مضمون واقعی دلچسپ ہے۔ اور ہمیں اس کے شائع کرنے میں بھی کوئی عذر نہ تھا۔ لیکن ہمارا خیال ہے۔ کہ اس مضمون کی اشاعت سے راقم مضمون کا مطلب فوت ہو جائے گا۔ کیونکہ اس مضمون کے شائع ہونے پر ہتکاری پہلے سے بھی زیادہ گندہ دہن بن جائیگا۔ اور اسکی گندہ دہنی ہوگی بھی۔ لالہ منشی رام جی کے لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسوقت آریہ پرش جان چکے ہیں کہ اصل حالات کیا ہیں۔

مہاشہ بنواری لال کا خیال یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ لالہ رلا رام جی کی چٹھیوں کا جواب دئے جانے کے بجائے لالہ منشی رام جی کو اپنے کاموں میں لگا رہنا چاہئے۔ خیال تو عمدہ ہے۔ لیکن

مشکل کو حل نہیں کر سکتا۔ مخالفوں نے بڑے زور شور سے مشہور کرنا شروع کر دیا ہے کہ لالہ منشی رام جی کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اگر ہوتا تو وہ ضرور دیتے۔ ایسی حالت میں جواب نکل جانا ہی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مہاشہ بنواری لال جی کو یہ سنکر افسوس ہوگا۔ کہ گو لالہ منشی رام جی کی طبیعت بگڑ رہی ہے۔ اور اپریشن سے پہلے آرام کی بھی ضرورت ہے تاہم وہ کتاب کے جواب میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ ان کے اپنے کرموں کا پھل ہے۔ جن ایلوگیہ آدمیوں کو انہوں نے آگے بڑھایا۔ وہ انہی کی عزت اتارنے کے درپے ہو رہے ہیں۔

مہاشہ بنواری لال جی کی چھٹی گو شائع نہیں ہوگی۔ تاہم اس کے چند فقرات ناظرین تک پہنچانے ضروری خیال کیئے گئے ہیں۔ وہ فقرات یہ ہیں:-

"لالہ رلا رام پارٹی کے ایک سربراور وہ اور معزز (مگر معاف گو) ممبر نے ہم سے بحاضری کئی ممبران سماج یہ فرمایا۔ کہ جنرل اجلاس ہذا سے پیشتر لالہ رلا رام جی نے گوجرانوالہ کانفرنس میں حاضرین سے یہ کہا تھا۔ کہ "میں لالہ منشی رام پر غبن کے الزام لگانے کو تیار ہوں۔ اس لئے آپ سب حاضرین میری درخواست پر جنرل اجلاس میں پیش ہونے کے لئے بطور تائید دستخط کر دیویں"، جس پر رائے ٹھاکر دت صاحب نے یہ فرمایا۔ کہ اگر آپکے الزام اسی روپیہ کے متعلق ہیں۔ جو کہ سو سو دام دام بے باق ہو چکا ہے۔ اور سبھا میں جس کا کل فیصلہ ہو کر کاغذات داخل دفتر ہو چکے ہیں۔ تو اب دوبارہ معاملہ کو از سر نو شروع کرنا بیجا ہے۔ ہاں اگر کوئی جدید الزام ہو تو وہ بیان کرنا چاہئے۔ جس پر لالہ رلا رام نے کہا۔ کہ حال میں ہی مجھ کو ایک ہزار کا غبن معلوم ہوا ہے۔ اور میرے پاس کافی ثبوت موجود ہے۔ جسکو میں جنرل اجلاس کے روبرو پیش کرونگا اور اسکے ثبوت کے لئے میں بذات خود ذمہ دار ہوں۔ لالہ رلا رام کی اس دلیری کو دیکھ کر حاضرین نے دستخط کر دئے۔ ورنہ ہرگز دستخط نہ کرتے۔ جس وقت یہ الزام بالکل بے بنیاد اور جھوٹا ثابت ہو چکا۔ اور ایک ہزار روپیہ کا پرتی ندھی سبھا کے کاغذات میں درج ہونا اور رسیدات کا ادھکاریان راولپنڈی سماج کے پاس موجود ہونا ثابت ہو چکا۔ تو انہی مہاشہ نے ہم سے یہ بیان کیا کہ دو درحقیقت یہی ایک الزام تھا۔ جسکی وجہ سے ہم نے لالہ رلا رام کا ساتھ دیا تھا۔ یہ اب بالکل

جھوٹا ثابت ہو گیا ہے" اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا ہے کہ میں نے لالہ رلا رام جی کو نوٹس لکھی ہے کہ آپ سبھا الزام متعلقہ جھوٹ ثابت ہو چکا ہے۔ اس سے آپ کو لازم ہے۔ کہ کانفرنس والی بات کو یاد کر کے ویسے جلد ثابت کریں۔ ورنہ تم خود جھوٹے ہو۔ اگر تم ثابت نہیں کر سکتے۔ تو بہتر ہے۔ کہ تم لالہ منشی رام سے تحریری معافی مانگو۔ جس کا جواب اب تک (جسکو عرصہ ۱۰ ماہ کا گذر چکا ہے) لالہ رلا رام نے کچھ نہ دیا۔ اور نہ معافی مانگی"

اسپر حاشیہ چڑھانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ معاملہ بالکل صاف ہے۔ ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں"

ناظرین! آپ سمجھے یہ لالہ رلا رام کی پارٹی کے سربرآوردہ ممبر کون ہیں۔ یہ سربرآوردہ ممبر لالہ چھجو رام جی ہی تو ہیں۔ کیونکہ یہی گفتگو لالہ چھجو رام جی جالندھر میں کئی معزز آریہ بھائیوں سے کر چکے ہیں۔ پس اگر چھجو رام جی کی یہ تقریر درست ہے۔ اور رائے ٹھاکر دت جی نے منشی جی کے الزام پوری شرکت اختیار کی تھی۔ تو کیا انصاف یہ نہیں چاہتا تھا کہ رائے ٹھاکر دت اور لالہ چھجو رام صاحبان صاف الفاظ میں لکھ کر دیدیتے۔ کہ ان کا خیال واقعات نے بدل دیا ہے۔ اور کہ وہ دونوں

مجھے غیروں کے الزامات سے بری کیجئے

میں ان حروف کو اخبار میں چھپوا دیتا۔ اور لالہ رلا رام کی چٹھیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتا اور آریہ سماج کے اتہاس کا یہ تاریک پہلو عوام کے سامنے نہ آتا۔ لیکن

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

دکھی دل کی درد داستان

میرے ناظرین! میں چاہتا تھا کہ یہ داستان میرے دل کے ساتھ ہی شمشان بھومی میں چلی جاتی۔ اور میرے جسم کے ساتھ ہی جل کر خاکستر ہو جاتی۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے میں نے کس قدر تردد کیا۔ اور اپنی عادت کے برخلاف کس قدر اپنے آتما کی آواز کو دبایا۔ مفصل حال آپکو میری اس درد کہانی سے ہی واضح ہو جاوے گا میری یہ خواہش کیوں تھی؟ اس کا جواب مجھے علیحدہ دینے کی ضرورت نہیں۔ آپ خود اپنے لیے اس سوال کا جواب ان اوراق میں تلاش کیجیے۔ اگر مجھے مجبور نہ کیا جاتا۔ نہ صرف ان نامہربانوں کی طرف سے جو غلطی سے مجھے اپنا دشمن سمجھتے ہیں (شاید اس لیے کہ وے اپنے دلوں کے اندر مجھ سے دشمنی کے خیالات رکھتے ہیں۔ ورنہ میرے دل میں انکی نسبت کسی طرح کی بدی کے خیالات نہیں ہیں) بلکہ ان مہربانوں کی طرف سے بھی جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر مجھے مجبور نہ کیا جاتا۔ اور مجھے اپنی طور پر زندگی کے دن کاٹنے کی اجازت دیجاتی۔ تو جو فوٹو آریہ سماج کی اندرونی حالت کا اس تحریر کے ذریعہ سے پبلک کے روبرو آنے لگا ہے وہ صرف دل کے شیشہ کے ساتھ ہی چکنا چور ہو جاتا۔ میں جانتا ہوں کہ میری اس تحریر سے آریہ سماج کی موجودہ تحریک کو ایک سخت دھکا لگیگا۔ میں جانتا ہوں کہ موجودہ کئی دیگر تحریکوں کو اس تحریر سے نقصان عظیم پہونچنے کا احتمال ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر میں نے گذشتہ تجربہ اور مشاہدہ سے یہ سبق لیا ہے۔ کہ سچائی کو دبانا ان جملہ خرابیوں سے بھی بڑھکر پاپ ہے۔ جو ممکن ہے۔ کہ انسانی کمزوریوں پر چڑھے ہوئے ملمع کو علیحدہ کرنے سے بڑی بھاری حرکت پیدا ہو۔ ممکن ہے کہ ایک ایسا طوفان آوے کہ اسکے جھونکے

مجھے چکنا چور کر دیں اور ساتھ ہی بہت سے انسانوں پر سے دوسرے انسانوں کی شر وہا کو دور کر دیں۔ ممکن ہے کہ جب میں اپنی واقعی کمزوریوں کو آپکے سامنے رکھوں تو کچھ عرصہ کے لئے آپکے دل دہرم جیسے پرم پتر سے بھی متنفر ہو کر ڈانواں ڈول ہو جاویں لیکن میرا

دہرم کے بل پر دڑھ وشواس ہے

کیسے معلوم ہے کہ میری دنیاوی بربادی اور میرے کچھ متروں اور سہچاریوں کی دنیاوی بدنامی کی بوسیدہ کھاد پڑنے سے آریہ سماج رول بھومی کے اندر پھر سے دہرماتما انسان پیدا کرنیکی طاقت آوے۔ اور ہماری آیندہ نسلوں کو ویدک دہرم کی پیروی کے لئے سیدھی سڑک مل جاوے!۔

بل مئے پرماتمن! آپ مجھے بل دو کہ میں دنیاوی بدنامی اور دنیاوی بربادی سے نہ ڈرتا ہوا سچائی کا پورا اظہار کرنے کے قابل بنوں۔ اوم شم۔

منشی رام

تمہید

میں اسوقت ایک ملزم کی حیثیت میں پبلک کے روبرو حاضر ہوتا ہوں اور اپنی صفائی کے
لئے محض واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ ان واقعات کا اثر بہت سے معزز اصحاب
کی زندگیوں پر پڑیگا اسلئے سب سے پہلا سوال یہہ ہوگا کہ آیا مجکو صفائی پیش کرنیکا حق بھی حاصل ہے
یا نہیں۔ مجھسے پوچھا جائیگا کہ آیا مجھپر کوئی ایسے الزام علانیہ طور پر لگائے گئے ہیں جنکا جواب علانیہ
طور پر دینے کی ضرورت ہے اور یہ بھی دریافت کیا جاویگا کہ آیا جن معززین کی زندگی کے کچھ حالات
اسجگہہ درج کئے گئے ہیں اُنکے یہہ حالات ظاہر کئے جانے ضروری تھے یا نہیں۔ ان سوالات کے
جوابات مجھے علیحدہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ واقعات خود بولیں گے اور شہادت دیگی
کہ جو کچھ مینے لکھا ہے اس سے ایک لفظ بھی کم لکھنے سے کام نہیں چلسکتا تھا۔

(۱) مجھپر الزامات کسنے لگائے؟ (۲) کونسے الزامات لگائے؟ (۳) کیا وہ الزامات صحیح
ہیں یا غلط؟ (۴) اگر غلط ہیں تو مدعی کی محرک وجہہ کیا تھی؟ یہہ چار سوال ہیں جنکے جواب کے
اندر میرا سارا صفائی کا بیان آجاویگا۔

(۱) مجھپر الزام قائم کرنیوالے لالہ رلارام صاحب ہیں۔ انہوں نے ۱۲۔ مئی ۱۹۰۵ء کو بسفارش دیگر
ممبران آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب (جنہیں انہوں نے اپنے طور پر واقعات بتلائے) ایک فرد الزام
تیار کی جسمیں انہوں نے بہت سے الزام مجھپر لگائے۔ سبھا کا میں اسوقت پردھان تھا۔ مینے
اُنکے اس الزام نامہ کو آریہ پرتی ندھی سبھا کے اس اجلاس میں جو ۲۷۔ اور ۲۸۔ مئی ۱۹۰۵ء
کو ہونیوالا تھا پیش کرنیکا حکم منتری جی کو باوجود اُنکے عذر کے دیدیا۔ سبھا میں اُن الزامات
کی لنسبت لالہ رلارام کا بیان سنا گیا۔ میرا جواب سنا گیا۔ پھر لالہ رلارام کا جواب الجواب سنا گیا
جو بہت لمبا تھا۔ لالہ رلارام کی اس دہمکی پر کہ اگر میں جواب دونگا تو وہ پھر تین گھنٹے جواب الجواب کے

لئے لگنگے۔ میںنے جواب دینے کی کچھ ضرورت نہ سمجھی اور سبھا نے ان الزامات کو اسقدر قابل بھی نہ سمجھا کہ انکے لئے کوئی سب کمیٹی تحقیقات کے لئے مقرر کرتی۔ اسپر لالہ رلارام جی نے انمیں سے کچھ الزامات کو چھوڑ کر (شائد بہت ہی بے بنیاد سمجھنے کی وجہ سے) باقی کی نسبت اخبار "متکاری" امرتسر میں (جو خاص میری مخالفت کے لئے نکالا ہوا تھا) کھلی چٹھیاں لکھنی شروع کیں۔ میرا اقرار تھا کہ کل مضمون ختم ہونے پر میں جواب دونگا۔ اسپر جہاں لالہ رلارام نے چٹھیوں کے ختم کرنے میں ایکطرف تساہل کیا وہاں دوسری طرف مجھے بدنام کرنے کی غرض سے آریہ سماج لاہور کے گزشتہ سالانہ جلسہ پر امرتسر کے لالہ کرم چند نے (جنکی مخالفت کیوجہ واقعات کے سلسلہ میں آجاویگی) ان نامکمل چٹھیوں کو ایک مجموعہ کی صورت میں چھاپ کر تقسیم کرنا شروع کیا۔

سوال ہوگا کہ لالہ رلارام صاحب کون ہیں؟ جواب مجموعہ چٹھیات پر درج ہے "پلیڈر گجرانوالہ و سابق پریسیڈنٹ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب"۔

(۲) الزامات کیا ہیں؟ پہلے خط میں جو آریہ پرتی ندہی سبھا کے اجلاس میں پیش ہوا دو قسم کے الزامات تھے۔ ایک بابت تصرف بیجا چودہ ہزار سے زیادہ روپیہ از سرمایہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب۔ اور دوسرا چند بھدر پرشوں پر جھوٹے الزام لگا کر انکو پبلک میں بدنام کرنیکی کوشش۔ لیکن جب چٹھیوں کا سلسلہ شروع کیا تو انکی تمہید میں اس دوسرے الزام کا ذکر تک چھوڑ دیا جسکی وجہ اسی کتاب میں درج کر دیجاویگی۔

(۳) کیا الزامات صحیح ہیں یا غلط؟ میںنے آریہ پرتی ندہی سبھا کے جلسہ متذکرہ میں ہی ان الزامات کا غلط ہونا ثابت کر دیا تھا۔ اور لالہ رلارام کے پمفلٹ کا اسجگہ مفصل جواب دیتے ہوئے پھر ثابت کرونگا کہ انکے لگائے الزامات نہ ٹھیک ہیں اور نہ ہی انکے لگانے میں نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے۔

(۴) اگر غلط ہیں تو انکی محرک وجہ کیا تھی؟ پس اس سوال کے جواب کے لئے ایک دفتر درکار ہوگا لیکن پھر بھی کوشش کرونگا کہ جہانتک ہو سکے اختصار کے ساتھ اس کل کارروائی کی محرک وجہ بیان کروں۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ سوائے لالہ رلارام اور انکے بڑے بھاری مددگار رائے ٹھاکر دت دہون کے اور کسی صاحب کا نام اس بحث کے درمیان آتا۔ لیکن لالہ رلارام نے اپنی تحریروں سے

مجھے اس قابل نہیں چھوڑا کہ میں علاوہ دیگر زندہ صاحبان کے ان اصحاب کا ذکر بھی ترک کر سکوں جو کہ اسوقت اس جہان میں موجود نہیں ہیں۔ رائے پیڑارام صاحب مرحوم اور بابو بچارام صاحب وغیرہ کا ذکر درمیان میں آنیکا ذمہ وار میں نہیں ہوسکتا بلکہ لالہ رلارام جی ہیں اور اسلئے اگر ان بزرگوں کی کسی قسم کی کمزوریوں کا پردہ فاش ہوجاوے تو آریہ پبلک کو ہرگز اُسکے لئے مجھے ذمہ وار نہیں ٹھہرانا چاہئے۔

اب میں لالہ رلارام کی چٹھیوں کے چھپے ہوئے مجموعہ کی پڑتال شروع کرتا ہوں۔ بہتر ہوتا اگر میں اس داستان کو لالہ رلارام جی آریہ سماج اور اپنے ابتدائی زمانہ کے تعلقات سے ہی شروع کرتا اور جگہہ بہ جگہہ اُنکے دعوؤں کی تردید کا پتہ دیتا جاتا لیکن لالہ رلارام جی نے سارے معاملہ کو اسطرح پیچیدہ بنا دیا ہے کہ قبل مفصل سلسلہ وار داستان شروع کرنے کے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی کل تحریر کی پڑتال کر جاؤں اور جن جن واقعات کو انہوں نے عمداً چھوڑ دیا ہے یا جن جن تحریروں کے جھوٹے حوالے دیکر انہوں نے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے ان سب کو درج کرکے اُنکی اصلیت ظاہر کردوں اُسکے بعد اپنے اوپر اُٹھائے ہوئے چوتھے سوال کا جواب ایک سلسلہ وار کہانی کی صورت میں دیدونگا۔ اسطرح پر شاید مجھے بعض واقعات کا مکرر ذکر کرنا پڑے یا خاص تحریروں کیطرف دوبارہ اشارہ کرنا پڑے۔ لیکن میں حتی الوسع کوشش کرونگا کہ تکرار سے پرہیز کیا جاوے۔

لالہ رلارام فخر کیا کرتے ہیں کہ اُنہیں تکرار کی کمزوری نہیں ہے۔ جن لوگوں نے اُنکو "۶، ۷ مئی سنہ ۱۹۰۵ء کو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے اجلاس میں ایک ایک امر کو دس دس بار بیان کرتے سُنا تھا اور جن مہاشوں نے اُنکی چٹھیوں کو پڑھا ہے وے متعجب ہونگے کہ اس قسم کا دعوےٰ لالہ رلارام جی کیسے کر سکتے ہیں مجھے بھی شاید مجبوراً اُنکے تکرار کا جواب ایک سے زیادہ بار دینا پڑے لیکن حتی الوسع اس سے بچنے کی کوشش کرونگا۔

منشی رام

لالہ کرمچند کا دیباچہ

لالہ کرمچند امرتسری نے اپنے دیباچہ میں لالہ رلارام کے مجموعہ چٹھیات کو شائع کرنیکی وجہہ یہہ بیان کی ہے کہ یکجا کل چٹھیات کو دیکھکر ایک آدمی اُنکے مضمون کی نسبت بہتر رائے قائم کرسکتا ہے اور کہ اُسکے پڑھنے والوں کا دائرہ بھی فراخ ہو سکتا ہے۔ اُنکی اس رائے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اسقدر لکھکر اُنکے دلمیں خود بخود سوال پیدا ہوا کہ جب لالہ رلارام نے ابتک اپنے پانچ دعووں میں سے محض دو دعووں کی نسبت ہی لکھا ہے تو اُنکا مجموعہ چھاپنا کہیں قبل از وقت تو نہ سمجھا جاویگا۔ خصوصاً اسلیئے جبکہ میںنے اخبار ستیہ دہرم پرچارک مطبوعہ ۲۳۔ جون ۱۹۰۵ء میں لکھدیا تھا "چونکہ لالہ رلارام نے عدالت میں جانے سے صاف انکار کردیا ہے اور ایک نیا سلسلہ تحریروں کا نکالنا شروع کیا ہے اسلیئے اُنکے سلسلے کے ختم ہوتے ہی اُنکی سخت ذاتی حملوں سے پُر اور بد تہذیب طرز تحریر کو نظر انداز کرکے محض واقعات کے اظہار کے لیئے ایک پمفلٹ نکالونگا" اور پھر اسی مضمون کو دوہراتے ہوئے ۸۔ ستمبر ۱۹۰۵ء کے پرچارک میں لکھا تھا "جملہ بھائیوں کی اطلاع اور غیر ضروری خط و کتابت سے بچنے کے لیئے میں صاف الفاظ میں اپنی پہلی تحریر کو دوہراتا ہوں کہ جبوقت لالہ رلارام صاحب اپنے موجودہ سلسلہ مضامین کو خاتمہ پر پہونچا کر لکھدینگے کہ اُنہیں اور کچھ لکھنا باقی نہیں ہے اسوقت میں اپنا وعدہ کردہ پمفلٹ لکھنا شروع کرونگا۔"

اِن تحریروں کو یاد کرکے لالہ کرمچند نے لالہ رلارام کی چٹھیوں کے سلسلے کے ختم نہ ہونیکی وجہہ حسب ذیل بیان کی ہے۔

"ان چٹھیوں کا خاتمہ جلدی اسلیئے نہیں ہوسکا کہ لالہ منشی رام جی کے متعلق کوئی نہ کوئی تازہ رقومات نکلتی ہی رہتی ہیں۔ مثلاً حال میں لالہ کاشی رام صاحب آنریری آڈیٹر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے جو گروکل کانگڑی کے حساب کی پڑتال کی تو معلوم ہوا کہ تقریباً آٹھ ہزار روپیہ کا اندراج ندارد ہے اور مبلغ ایکہزار روپیہ منجملہ بارہ ہزار روپیہ کے جو گروکل کی بھومی

ستہ بماہ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء سبھا کے دفتر میں جمع کرانیکی غرض سے لالہ منشی رام صاحب لائے تھے ابتک سبھا میں نہیں پہونچایا۔"

ہر سمجھدار آدمی اس دلیل کو سنکر حیران ہوگا کہ لالہ رلارام نے تو اس سلسلہ چٹھیات میں خاص زور کے تصرف بیجا کا ثابت کرانا اپنے ذمہ لیا تھا اسکا اس نئے واقعہ سے کیا تعلق ہے۔ اگر اس نئے واقعہ کو محض بحث میں لانا تھا تو چٹھیوں کا دوسرا سلسلہ شروع کر سکتے تھے۔ پس یہ دلیل تو لچر ہے وجہ دوسری ہی ہے جو صاف عیاں ہے۔ باوجودیکہ لالہ رلارام صاحب اور انکے مددگاران اور دوستوں نے خفیہ اور علانیہ طور پر بہت کچھ کوشش مجھے بدنام کرنے کے لئے کی تاہم وے کامیاب نہ ہوئے اور اسلئے اس سلسلہ کو ادھورا ہی چھوڑا اور مجھے جواب کا موقعہ نہ دیکر ہی مجموعہ چٹھیات کو ازسرنو شائع کر دیا نہ صرف یہ بلکہ ایک نیا الزام بھی جڑ دیا۔ یہ لالہ کاشی رام صاحب کون ہیں انہوں نے کسطرح؟ گردکل کے حساب کی پڑتال کی۔ انکی رپورٹ کیونکر آریہ پرتی ندہی سبھا میں پیش ہوئی۔ اسپر سبھا نے کیا کارروائی کی اور کہانتک وہ رپورٹ درست تھی؟

ان سب سوالوں کے جواب میں نے ایک ضمیمہ کے طور پر دئے ہیں (دیکھو ضمیمہ الف)

خاتمہ پر لالہ کرمچند نے لکھا ہے کہ لالہ رلارام کی چٹھیوں "جذبات کو اپیل نہیں کی گئی" سو اسکا اندازہ لالہ رلارام کی اصل عبارت کے پیش ہونیسے لگ سکیگا۔

لالہ رلارام کے دیباچہ کی پڑتال

لالہ کرمچند ترتیب دہندہ چٹھیات لالہ رلارام کا دعوے تھا کہ ان چٹھیات میں جذبات کو اپیل نہیں کی گئی۔ دیباچہ کی سرخی ملاحظہ فرمائیے "لالہ منشی رام جی کی کرتوت" خیر آگے چلئے۔ اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ اس معاملہ کو

اخباروں کی بحث میں لانیوالا کون ہے؟

آپ فرماتے ہیں کہ "میرا خاص ارادہ نہیں تھا کہ سبھا کے نازک معاملات پر جنکا لالہ منشی رام

جی نے تعلق رہا ہے سبھا کے روبرو پیش کرنے کی بجائے کسی اور طرح روشنی ڈالوں۔ مگر چونکہ لالہ منشی رام جی خود اور انکے چیلے چلانٹے ان معاملات کو خواہ مخواہ اخباروں کی بحث میں لاتے ہیں اسلئے بامر مجبوری خود لالہ منشی رام کی تحریر کے جواب میں بذریعہ اخبار کچھ عرض کرتا ہوں"۔

اس تحریر میں لالہ رلا رام جی دعوے کرتے ہیں کہ انکا ارادہ ہرگز آریہ پرتی ندہی سبھا سے باہر اس معاملہ کو لیجانیکا نہ تھا۔ اگر میں خود یا میرے چیلے چلانٹے (تہذیب کا نمونہ) اس معاملہ کو سبھا سے باہر یعنے اخبارونمیں نہ لیجاتے۔ سوال یہہ ہے کہ اس معاملہ کو سب سے پہلے سبھا سے باہر کون لیگیا؟ کیا یہہ سوال میری طرف سے اٹھایا گیا ہے؟ ہرگز نہیں اور نہ مجھے اس سوال کے زیر بحث لانیکی ضرورت تھی۔ سوال یہہ تھا کہ آیا رلا رام کا الزام میری نسبت صحیح ہے یا غلط اس سے مجھے کچھ غرض نہ تھی کہ وہ سوال محض سبھا تک ہی محدود رہے یا اخباری بحث میں بھی آوے۔ یہ معاملہ کچھ نیا نہ تھا سنہ ١٩٠٠ء کے آغاز میں ہی اسی بنیاد پر کلچرڈ صاحبان بہ سرپرستی لالہ ہنسراج ولالہ جیت رائے بذریعہ اپنے اخبارات کے مجھپر الزام لگا چکے تھے اور میں انکا جواب دے چکا تھا۔ جب میری طرف سے اس سوال کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں تھی تو لالہ رلا رام نے اپنی طرف سے یہ سوال کیوں اٹھایا؟ اسلئے کہ پبلک کے روبرو اپنے آپ کو بغض وکینہ کے اوصاف سے بری ثابت کریں۔ یہہ ثابت کریں کہ سوائے سبھا اور سماج کی بہبودی کے خیال کے اخبار میں اس بحث کو لیجانیکی انکی کوئی دیگر غرض نہیں۔ منشی رام کو بدنام کرنیکی غرض نہیں۔ اور اگر منشی رام بدنام ہو رہا ہے تو اسکے لئے وہ خود ذمہ وار ہے۔ اس سے بڑھ کر جذبات کی اپیل کیا ہو سکتی ہے! اور یہی وجہہ ہے کہ میں لالہ رلا رام کے اس دعوے کی پڑتال کرتا ہوں ورنہ جو لوگ میری زندگی کے حالات سے واقف ہیں وے بخوبی جانتے ہیں کہ اپنی نسبت ان حالات کو چھپانیکا کبھی میں عادی نہیں ہوں۔ جنہیں پوشیدہ رکھنا اس وقت کے معزز لوگ ضروری سمجھتے ہیں۔

سوال یہہ ہے کہ اس معاملہ کو سبھا کے دائرہ سے باہر کون لیگیا۔ آیئے قیاسی

بحث کو چھوڑ کر واقعات پر آتے ہیں۔

آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کا سالانہ معمولی جلسہ ۱۶ - ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو ہونا قرار پایا۔ ایک سو سے زیادہ پرتی ندہی واسطے شمولیت جلسہ تشریف لائے۔ لیکن خاص افسوسناک واقعات کے باعث (جنکا ذکر آخیری داستان میں آئیگا) وہ جلسہ ہنوز شروع نہیں ہوا تھا کہ وگھن پڑ گیا اور جملہ پرتی ندہیان آریہ سماج پنجاب مایوس ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس گئے اسوقت کے ملتوی شدہ جلسہ سالانہ کی باری پھر ۱۶ جنوری ۱۹۰۵ء کو آئی ۴۸ ممبران سبھا شامل جلسہ ہوئے۔ میں (بوجہ اسکے کہ اپنے آپ کو ممبر آریہ سماج نہ سمجھتا تھا) شامل نہ ہوا۔ یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ مینے سبھا کے جملہ انتظامی کاموں سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ صرف گروکل کے بقیہ ادھستاتا پد سے علیحدہ نہیں ہو سکا۔ کیونکہ اسقدر بڑے کارخانہ کا چارج لینے کے لئے کوئی موجود نہ تھا۔ آریہ پرش میرے پیچھے پڑے ہوئے تھے کہ میں اپنے اعلان کو واپس لوں چنانچہ اس غرض کے لئے رائے ٹھاکردت صاحب معہ لالہ رلا رام اور دیگر صاحبان کے گروکل میں میرے پاس تشریف لائے۔ لیکن جب میری رائے کی تبدیلی میں کامیاب نہ ہوئے تو ایک مشورہ مجھسے لیکر چلے گئے جسکا مفصل حال آگے عرض کرونگا۔

اس قرارداد کو جلسہ کے شروع میں ایکطرف سے پیش کیا گیا اور دوسری طرف سے زور دیا گیا کہ مجھے اور لالہ خوشی رام جی کو (کیونکہ اسوقت وہ بھی سبھا کے ممبر نہ تھے) بلایا جاوے۔ چنانچہ اتفاق رائے سے یہہ تجویز منظور ہوئی اور رائے ٹھاکردت صاحب نے اپنے دست مبارک سے چٹھی لکھکر مجھے اور لالہ خوشی رام کو بلایا جب ہم دونوں جلسہ میں حاضر ہوئے تو رائے ٹھاکردت صاحب ابھی بھوجن سے فارغ ہو کر واپس نہیں آئے تھے۔ بعد بہت انتظار اور خاص ڈیپوٹیشن جانے کے انکا جواب صاف آیا کہ وہ نہیں آویں گے۔ چنانچہ کارروائی بصدارت ڈاکٹر پرمانند صاحب شروع ہوئی اور میں پردھان منتخب ہوا۔ حالانکہ مینے بار بار Protest کیا (جسکا مفصل ذکر آگے آویگا) کسی نے نہ سنا اور مینے مجبوراً کام کرنا شروع کر دیا۔ اسپر لالہ چھجو رام صاحب ممبر سبھا نے ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء کو حسب ذیل خط رجسٹری کرا کر میرے پاس بھیجا۔

شری جان مانیہ ور لالہ منشی رام جیو۔ نمستے۔

(۱) یہہ نشچت ہو چکا ہے کہ آپ مورخہ ۱۶۔ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کو کسی آریہ سماج کیطرف سے پرتی ندہی سبھا نہیں تھے۔ (۲) جبکہ آپ پرتی ندہی ہی نہیں تھے تو پھر نہ معلوم کیوں آپ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۵ء برخلاف اُن قواعد آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب جنکی رجسٹری سنہ ۱۸۹۶ء کو زیر ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ء کرادی گئی تھی (لالہ چھجو رام نے غلطی کہا لی ہے سبھا کی رجسٹری دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء کو ہوئی تھی۔) پریسیڈنٹ بنگئے ہو (۳) بہت سی بحث آپکے ناجایز پریسیڈنٹ بننے کی بابت اخباروں میں شائع ہو چکی ہے۔ جسکا جواب کوئی بھی تسلی بخش آپکی طرف سے نہیں دیا گیا ہے۔ (۴) اب میں بذریعہ اس نیاز نامہ کے آپکی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ ان وجوہات سے جو آپکے پاس جایز پریسیڈنٹ بننے کی ہوں میری تسلی کرو ورنہ جو کچھ روپیہ آپنے ناجائز طور سے سبھا کا پریسیڈنٹ بنکر خرچ کیا ہے یا آئندہ کروگے اسکی ادائگی کے ذاتی ذمہ وار لقصور ہوگے۔ دیگر جو کچھ کارروائی آپنے ناجائز طور پر پریسیڈنٹ بنکر کی ہے وہ سبھی ناجائز قرار دیجاویگی۔ آپکا شبہ چنتک چھجو رام آریہ سبھاسد آریہ سماج کرنال از مقام جالندھر شہر

اس خط کے پہونچنے پر سینے لالہ روشن لال جی منتری آریہ پرتی ندہی سبھا کو لکھا کہ ۴۔ مئی سنہ ۱۹۰۵ء کی رات کو انترنگ سبھا بلا کر آریہ پرتی ندہی کے ایک جنرل اجلاس کے بلانے کی تاریخ کا نشچے کیا جاوے اور اسی جگہہ لالہ چھجو رام کا خط پیش کیا جائے۔ اسی دوران میں لالہ چھجو رام نے منتری جی کے ساتھ سبھا کے دیگر حسابات کی لنسبت سوالات شروع کردیے تھے اتفاق سے سنہ ۱۹۰۱ و ۱۹۰۲ء کے حساب کی پڑتال کا سوال مدت سے ملتوی ہوتا چلا آتا تھا مینے اُسے بھی مضامین میں رکھوادیا۔

اسوقت لالہ رلارام جی گھبرائے اور امرتسر میں اپنے دوستوں کی خاص میٹنگ کی اور ایک انگریزی درخواست پر اپنے علاوہ سات دیگر احباب کے دستخط کرائے اور منتری کے پاس بھیجدیا۔ اس انگریزی درخواست کا اُردو ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

ازمقام گجرانوالہ ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء

پیارے بھائی لالہ روشن لال بی اے بیرسٹر ایٹ لاء سکرٹری

آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

لاہور

آپ براہ مہربانی مندرجہ ذیل عرضداشت کو آریہ پرتی ندھی سبھا کے اجلاس عام میں جو ۲۷، ۲۸ ماہ حال کو ہونیوالا ہے پیش کریں:-

اول - یہ کہ لالہ منشی رام اس لائق نہیں ہیں کہ کوئی ایسا کام اُنکے سپرد کیا جائے جس میں پبلک فنڈ پر اُنکا تسلط ہو یا اسکے خرچ کرنیکا انکو اختیار رہے پبلک فنڈ سے مراد اُس روپیہ کی ہے جو امور خیرات یا رفاہ عام کے لئے جمع کیا گیا یا کسی کام پر لگایا گیا ہو کیونکہ گذشتہ معاملات سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مثلاً انہوں نے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے پبلک سرمایہ میں سے چودہ ہزار روپیہ سے زیادہ پر تصرف بیجا کیا۔

دوم - لالہ منشی رام اس لائق نہیں ہے کہ انکو کسی دھارمک سوسائٹی میں کوئی ذمہ داری یا اعتبار کا عہدہ دیا جاوے۔ کیونکہ انکی عادت ہے کہ جو ذی عزت ان سے کسی معاملہ میں اختلاف رائے رکھتے ہوں اُنکو نقصان پہنچانے یا رسوا کرنے کی غرض سے جھوٹے الزام گھڑ گھڑ کر انپر لگائے اور اسطرح انکو پبلک کی نظروں میں حقیر بنائے۔ مثلاً منشی طوطا رام۔ ماسٹر بندہ سنگھ بی اے۔ پنڈت رام بھجدت بی اے۔ پنڈت دولت رام۔ برہمچاری نتیانند اور سوامی درشنانند کے برخلاف الزام لگائے۔

سوم - ان دونوں باتوں کی اصلیت دریافت کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے

چہارم۔ میں یہ بات اپنے ذمہ لونگا کہ حتی المقدر لالہ منشی رام کے برخلاف مذکورہ بالا الزامون
کا ایسا ثبوت بہم پہنچا کر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب یا کمیٹی مذکور کے سامنے پیش
کروں جس سے لالہ منشی رام کے برخلاف ایک "پرائیما فیسی کیس" یعنی
بظاہر اسباب ایک اچھا مقدمہ قائم ہو سکے ۔

پنجم۔ مجکو صلاح دی گئی تھی کہ میں اس معاملہ کو جنرل پبلک کے سامنے پیش کروں
مگر مینے اسکو مناسب نہ سمجھا تاوقتیکہ اپنی سبھا سماج کے ضابطہ کے مطابق
غلطی کی اصلاح کے لئے پوری کوشش نہ کرلوں ۔

ششم۔ اسی نظر سے مینے اس عرضداشت کو آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اور
بذریعہ رجسٹری اسلئے بھیجا ہے کہ اسکے پہونچنے میں شک نہ رہے۔

ہفتم۔ آپ پر واضح رہے کہ آپنے اور لالہ منشی رام نے آریہ پرتی ندہی سبھا کے جنرل
اجلاس کا نوٹس بلا منظوری انترنگ سبھا کے جاری کیا ہے۔ اسلئے اب آپ
یہہ عذر نہیں کرسکتے کہ یہ عرضداشت جنرل سبھا میں پیش ہونیسے پہلے انترنگ
سبھا میں پیش ہونی ضروری ہے ؛

ہشتم۔ محض فرائض کے زبردست خیال نے مجکو اس ناپسندیدہ کارروائی کے
کرنے کے لئے مجبور کیا ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ یہی سماجک اور دہارمک
فرض کا زبردست خیال آپکو بھی مجبور کریگا کہ آپ ۲۷ و ۲۸ تاریخ کے جنرل
اجلاس سبھا میں اس عرضداشت کو پیش کریں

آپ کا بھراتا

رلا رام

پرتی ندھی آریہ سماج گوجرانوالہ اور ممبر آریہ پرتی ندہی انترنگ سبھا پنجاب

ان حالات میں جنکو لالہ رلا رام نے بیان کیا ہے ہم سفارش اور درخواست کرتے

ہیں کہ یہ عرضی آریہ پرتی ندہی سبھا کے اجلاس آئندہ میں پیش کی جاوے ۔

دولی چند ایم ۔ اے پلیڈر پرتی ندہی امرتسر سماج وپردھان آریہ سماج امرتسر

چھجو رام پرتی ندہی کرنال سماج ۔ گنگا رام بی ۔ اے وکیل پرتی ندہی سیالکوٹ

سماج کرم چند پرتی ندہی امرتسر سماج ۔ حاکم رائے بی ۔ اے وکیل پرتی ندہی گوجرانوالہ

سماج ۔ بسنت رام رتڑہ پرتی ندہی گورداسپور سماج ۔ رلا رام پرتی ندہی

گوجرانوالہ سماج ۔

اس اردو ترجمہ کی سینکڑوں کاپیاں چھپوائی گئیں اور قبل سبھا کے اجلاس کی مقررہ تاریخ کے جو ۲۷ ۔ اگست سنہ ۱۹۰۵ء تھی نہ صرف آریہ سماجک پرشوں میں ہی تقسیم کی گئیں بلکہ غیر آریہ سماجک پرشوں کے پاس بھی یہہ درخواست گشتی خط کے طور پر روانہ کی گئی ۔

ایسی صورت میں کیا لالہ رلا رام کہہ سکتے ہیں کہ اس معاملہ کو سبھا کے دائرے سے باہر لیجانے کے لئے وہ ذمہ وار نہیں ہیں ۔

سبھا کا اجلاس ۲۷ مئی کو ہوا تھا ۔ اور اجگہہ یہہ امر فیصل پانا تھا کہ آیا رلا رام کے لگائے ہوئے الزام صحیح ہیں یا غلط ۔ اگر لالہ رلا رام اور انکے مددگار نیک نیت ہوتے تو انہیں پہلے کچھ کارروائی نہ کرنی چاہیے تھی لیکن نہیں ! اخبار ہتکاری امرتسر لالہ رلا رام اور ٹھاکر کی ملکیت ہے ۔ انکے ۲۶ مئی کے پرچہ میں ٹھاکر دت جی کی طرف سے ایک مضمون بعنوان " لالہ منشی رام کی قربانی اور گرودم " نکالا گیا جسکی پڑتال آگے چلکر کرینگے ۔ اسکے صفحہ ۱۶ پر آخری فقرہ حسب ذیل ہے ۔

(۵) جب پرتی ندہی سبھا کا تیرہ چودہ ہزار روپیہ آپکے ذمے نکلا اور بابو بچا رام اور لالہ رلا رام نے سخت تقاضا کیا کہ سبھا کا امانتی روپیہ واپس ادا کیا جائے تو کئی تدابیر سوچی گئیں چنانچہ ایک تجویز یہہ بھی کہ چند دہناڈیہ آریہ پرش چندہ کرکے کل روپیہ ادا کریں ۔ آخر یہ سوجھی کہ ایک کمپنی بنائی جاوے اور وہ لالہ منشی رام سے کتابوں کا پرانا ردی ذخیرہ خریدے ۔ انکی خاطر آریوں نے اس کمپنی کے حصص خریدے اور انکا بیس پچیس ہزار روپیہ اسمیں غرق ہوا اسمیں سے چھ سات ہزار روپیہ مہاتما جی کو ایسی کتب کے عوض دیا گیا جو بہت کم بکتی وغیرہ ..

یہہ چھ سات ہزار روپیہ کبھی بصینٹ نہ ہوتا اگر قربانی کے ڈھکو سلسلے نے آریوں کو اندھا نہ کر دیا ہوتا۔"

کیا اس سے بڑھکر بھی سبھا کے روبرو لالہ رلارام کا کچھ دعوے تھا اور کیا اب بھی جو بذریعہ اخبار مہکاری اور پمفلٹ کے ظاہر کیا گیا ہے وہ اس سے کچھ زیادہ ہے اگر اب بھی لالہ رلارام اخباری دنیا میں جانے کی ذمہ واری سے اپنے آپ کو بری سمجھیں تو تعجب ہے۔

رائے صاحب کا یہہ مضمون آریہ مندر لاہور (جہاں سبھا کا اجلاس بیٹھا) کے اندر اور باہر سینکڑوں آدمیوں کو مفت بانٹا گیا اور امرتسر میں بھی انکی سینکڑوں کاپیاں مفت تقسیم ہوئیں۔

اب میں اس معاملے کی بابت محض کل خط و کتابت درج کردیتا ہوں تاکہ لالہ رلارام کے دوسرے فقرے تک پہونچنے کے لیے آسانی ہوجائے۔

لالہ رلارام کے خط پر تاریخ ۱۲۔ مئی اور مقام گوجرانوالہ درج ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہہ خط لکھکر امرتسر لے گئے تھے اور وہاں پر لالہ دنی چند وغیرہ کے دستخط کراکے وہاں سے ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۵ع کو روانہ کیا کیونکہ آپ منتری جی نے اسپر حسب ذیل کیفیت لکھی ہے۔ "یہہ بات قابل لحاظ ہے کہ لفافہ پر مہر ڈاکخانہ امرتسر کی ۱۶۔ مئی سنہ ۱۹۰۵ع کی لگی ہوئی ہے۔ لاہور یہہ خط ۱۷۔ مئی سنہ ۱۹۰۵ع کو پہونچا اور سکرٹری کے پاس معمولی طور پر گیا۔ آج سکرٹری صاحب کے حکم سے پردہان کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۵ع"

اسپر سکرٹری نے حسب ذیل عبارت لکھکر مثل میرے پاس بھیجدی۔

"پریسیڈنٹ۔ یہہ خط لالہ رلارام اور چھ دیگران کی طرف سے کوئی بات ظاہر نہیں کرتا جو کچھ انہیں لکھا ہے وہ ایک یا دوسری شکل میں بذریعہ اخبار مہکاری کے مشتہر ہوچکا ہے جو اخبار کہ اسکے مالکان (رائے ٹھاکر دت) دہون۔ لالہ صاحبان رلارام چھجو رام اور لالہ کرم چند) نے اپنو پبلک کی آنکھوں میں شک کرنے کی نیت سے کھولا ہوا ہے اور جو کہ وہ اپنی بڑی سے بڑی خراب کوششوں کے باوجود بھی نہیں کرسکا۔ یہہ اچھا ہے کہ جو سازش آپکے دشمنوں نے آپکے برخلاف پانچ چھ برس ہوئے کھڑی کی تھی وہ اب جنرل سبھا کے روبرو اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوجاویگی۔ اس مراسلے کے مصنف نے اسکا اردو ترجمہ (لالہ رلارام) بڑی وسعت کے

ساتھ بانٹتا ہے اور مینے اُردو کاپی بھی دیکھی ہے۔ اگر ممکن ہو تو ان لوگوں کو بذریعہ عدالت سبق دینا چاہیے کیونکہ کسی ایسی کارروائی کے بغیر ان لوگوں کو کبھی سبق سیکھنے کی اُمید نہیں ہے

دستخط روشن لال - ۱۸ - مئی ۱۹۰۵ء"

اسپر مینے بحیثیت پردہان حسب ذیل نوٹ لکھکر ۱۹ - مئی ۱۹۰۵ء کو فائل واپس کر دی۔

"سکرٹری - براہ مہربانی ایک اور ضمیمہ نوٹس ممبران کے پاس ذیل کا فقرہ مضمون دیکر جاری کر دیجیے" لالہ رلا رام کا خط جسمیں انہوں نے لالہ منشی رام پردہان سبھا پر الزامات لگاکر جلسہ ۲۷-۲۸ مئی ۱۹۰۵ء میں پیش کرنے کے لئے بھیجا ہے" آپ جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ قانونی کارروائی کے برخلاف رہا ہوں۔ عدالت میں جانے کے معنی آریہ سماج کیلئے موت ہے۔ بہتر ہے کہ ایک آدمی بغیر شکایت کے برداشت کرے بجائے اسکے کہ آریہ سماج جیسی شاندار آرگنیزیشن ٹکرے ٹکرے ہو جاوے۔ عدالت میں جانے سے آپکا سارا اعتبار جاتا رہیگا لیکن آپ سب کے مجھے رخصت دینے سے آرگنیزیشن شاید بچالی جاسکے۔ اب میرے لئے یہ وقت جدائیگی اور کچھ کہنا باقی نہیں ہے۔ سوائے شاعر کے مصرعہ کے۔ ع

یاد آئیگی تجھے میری وفا میرے بعد

منشی رام - ۱۹ - مئی ۱۹۰۵ء"

لالہ رلا رام جی نے اپنی درخواست پر ہی خفتہ نہیں کیا بلکہ ۲۲ - مئی ۱۹۰۵ء کو ایک خط رجسٹری کرا کے منتری کے پاس بھیجا جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

گجرانوالہ - ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء

لالہ روشن لال بیرسٹر ایٹ لا سکرٹری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب

آپکو نوٹس بھیجا جاتا ہے کہ کانگڑی گروکل کی بہی حساب یا روزنامچہ Daily Cash book اور دوسری حساب کی کتابیں ملاحظہ کے لئے پیش کرو۔ آمدنی و خرچ گروکل کا حساب بابت سال ۱۹۰۲ء و ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء و ۱۹۰۵ء کے اس حصہ کا جبکہ لالہ منشی رام گروکل کے چارج میں رہے لکھا جاتا رہا ہے میں ان کتب کو آریہ پرتی ندہی

سبھا پنجاب کے دفتر میں مقام لاہور ملاحظہ کر دنگا نیز مہربانی کرکے ایک شخص مسمی
لچھمنداس ولد گوبند رام بنیہ تحبیب آباد (جو اب ہردوار میں بنیے کیطرح کام
کرتا ہے)، کا شکائت نامہ معہ کاغذات متعلقہ (اگر کوئی ہوں) برخلاف پنڈت
بھگت رام ۔ لگھر سنگھ بھی پیش کرنیکا انتظام کیجئے

یہ جملہ معلومات اور ملاحظہ حساب کانگڑی گرو کل میری درخواست کے متعلق
ضروری ہے جو میں نے لالہ منشی رام کے برخلاف بابت پبلک سرمایہ کے تصرف
بیجا کے دی ہوئی ہے۔ آپ جانتے ہو کہ قانوناً میں اس ملاحظہ حساب کا
مستحق ہوں۔ دستخط۔ ملا رام پریتذہی گجرانوالہ و ممبر انترنگ سبھا"

خط منتری جی کے پاس ۲۴۔ مئی ۱۹۰۵ء کو پہونچا جنہوں نے اس سے
دوسرے دن یعنی ۲۵/۵/۰۵ کو میرے پاس بھیجا میں نے ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء کو حسب ذیل نوٹ
کے ساتھ واپس کیا:۔

سکرٹری۔ یہ خط نہ صرف بڑی شوخی کا نتیجہ ہے بلکہ فضول بھی ہے۔ روزنامچہ وغیرہ
سب کانگڑی میں ہیں کسی ممبر کا یہ حق نہیں ہے کہ کسی انسٹیٹیوشن کے جملہ کام کو بند
کرکے کل کتب کو طلب کر لیوے اسکے علاوہ اس تنگ نوٹس پر کسطرح یہ سب کتابیں
منگائی جا سکتی ہیں مجھے کسی لچھمنداس کی شکائت کی خبر نہیں ہے۔ کیا آپکے آفس میں کوئی
ایسا کاغذ ہے۔ لالہ کیدار ناتھ سے پوچھئے۔ وہ دو سال سے زیادہ عرصہ سے سکرٹری
کا کام کرتے ہیں۔ اگر ایسی کوئی شکائت ہے تو اسے اس فائل کیساتھ نتھی کر دیجئے
اور ۲۷ کی صبح کو جلسہ کے وقت معہ اپنی رپورٹ کے مجھے دیجئے۔

دستخط منشی رام ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء

اسپر لالہ کیدار ناتھ جی کی رپورٹ یہ ہے۔

منتری جی۔ جہانتک مجھے یاد ہے کوئی مسل فائل بابت شکائت لالہ لچھمنداس
برخلاف پنڈت بھگت رام نہیں ہے ۲۷/۵/۰۵

یہ کیفیت سبھا میں منتری جی نے میرے حوالے کردی جو سبھا کو سنادی گئی۔

لالہ سوہن لال جی شرقپور۔ بابو تارا سنگھ مردان۔ لالہ نرائنداس جی بی اے جالندھر چھاؤنی۔
لالہ سومراج قادیاں۔ پنڈت سیتارام شاستری پشاور۔ اچھر چند۔ لالہ دیویدیال۔ لالہ پرسرام جی

چونکہ کورم سے زیادہ حاضری موجود ہے اسلئے کارروائی شروع کیجاوے۔

نوٹ۔ پردہان سبھا نے بیان کیا کہ قبل اسکے کہ دیگر مضامین کے اوپر وچار کیجاوے
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نوٹس مورخہ یکم مئی ۱۹۰۵ء کے مضمون نمبر ۳ اور
نوٹس مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء کے مضمون نمبر ۴ پر سب سے پہلے وچار کیا جاوے
اور چونکہ ان مضامین کا تعلق میری ذات سے ہے جنمیں سے مضمون نمبر ۴ مندرجہ
نوٹس ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء کو سبھاسدوں میں بھیجنے کا نتیجہ یہ ہے کہ میں نے اپنے
آپ کو اس سبھا کے سامنے بحیثیت ملزم کے کھڑا کرنا منظور کیا ہے اس لئے
سب سے پہلے اسی مضمون پر وچار ہونا چاہیئے اور جبتک ان دونوں مضامین کا
فیصلہ نہ ہو لے۔ تب تک میں میر مجلس کی کرسی کو چھوڑتا ہوں۔ اس جگہہ سبھا کے
اپ پردہانوں میں سے کسی کو نیت کیا جاوے۔ اس موقعہ پر لالہ کانشی رام وکیل
پنڈت رام بھرت جی۔ لالہ شیودیال جی۔ لالہ رام کشن جی تشریف لائے پردہان
سبھا نے اپنی مرضی سے آپ پردہان ڈاکٹر پرمانند جی کو یہہ آگیا کی کہ آپ میری جگہہ
پر میر مجلس کا کام کریں۔

کثرت رائے سے یہہ فیصلہ ہوا کہ ڈاکٹر پرمانند جی پردہان سبھا۔ لالہ منشی رام
جی کی آگیا انوسار میر مجلس کا فی الحال کام کریں۔

۱۔ لالہ رلارام جی کا پتر مورخہ ۲ مئی ۱۹۰۵ء جسمیں انہوں نے لالہ منشی رام
جی پردہان سبھا پر کچھ الزامات لگائے ہیں پیش ہوا۔ لالہ رلارام جی نے بیانات
کئے لالہ رلارام جی بیان کرتے ہے تھے کہ لالہ کرمچند جی ونکہ۔ لالہ دیناناتھ جی بجواڑا
اور لالہ بھگوتی پرشاد جی۔ لالہ سوہن لال جی۔ لالہ تارا سنگھ جی۔ لالہ نرائنداس بی
اے۔ پنڈت سومراج جی۔ پنڈت سیتارام جی۔ لالہ اچھر چند جی۔ لالہ دیویدیال
جی۔ لالہ پرسرام جی بنوں تشریف لائے۔ لالہ منشی رام جی نے لالہ رلارام جی کے

لگائے الزامات کے جوابات پیش کئے

لالہ ملا رام جی نے بتائید لالہ کرم چند جی تجویز پیش کی۔

That a committee of:-
enquiry be constituted to enquire into the following two indictments submitted by seven Prati-nidhis

1, That Lala Munshi Ram is not a fit person to be trusted with any function involving control over, and power of spending, public funds or money invested or contributed for charitable or other public purposes or objects.

For instance, he misappropriated over 14,000 Rs of the public funds of the A. P. S. P.

2, That Lala Munshi Ram is not a fit person to be hold any position of trust and responsibility in any Dharmic Society as he is in habit of fabricating or getting up false accusations, false charges or concocted cases

against respectable persons who happen to be aposed to him with the in tention of harming then on other wise ruining them and thus lowering them in public estimation,

For instance,

1, Charges against Munshi Tota Ram, 2, aainst Munshi Sunder-Singh B.A. 3. against Pt R.B Dutta B.A. 4. against Pt Doulat Ram. 5. aainst Br Nitya-nanda. 6, against Sawami-Darshna Nanda.

کثرت رائے سے تجویز گر گئی۔

حق میں

(۱) لالہ ٹھاکر دت جی (۲) لالہ سنت رام رڑا (۳) لالہ چھجو رام جی۔

(۴) لالہ گنگا رام جی (۵) ماسٹر لچھمن داس جی (۶) لالہ شنکر داس جی

(۷) لالہ حاکم رائے جی (۸) لالہ کشن سروپ جی (۹) لالہ نرسنگھ داس جی۔

(۱۰) لالہ کرم چند جی (۱۱) لالہ رلا رام جی (۱۲) لالہ شاداس جی (۱۳) لالہ خوشی جی

(۱۴) پنڈت امرناتھ جی (۱۵) لالہ جیون داس جی (۱۶) ڈاکٹر بالمکند جی۔

(۱۷) لالہ صاحب دیال جی۔

برخلاف

(۱) لالہ روشن لال جی (۲) ڈاکٹر رام رکھا مل جی (۳) ماسٹر شیودیال جی ۔ ایم اے (۴) لالہ نرائن داس جی (۵) پنڈت بشمبر ناتھ جی (۶) لالہ پرسرام جی (۷) لالہ بھگوتی پرشاد (۸) لالہ منشی رام ککیریال (۹) لالہ گورانداتا مل جی (۱۰) لالہ کرم چند جی ڈسکہ (۱۱) لالہ لبھو رام جی (۱۲) لالہ لبھ داس جی (۱۳) لالہ گجر مل جی ۔

(۱۴) لالہ ہرگوپال جی (۱۵) لالہ بسنت لال جی (۱۶) پنڈت سومراج جی ۔

(۱۷) امرائے شیو سنگھ جی (۱۸) لالہ لبھ داس سری گوبند پور (۱۹) لالہ ٹھاکر داس جی (۲۰) لالہ اچھر چند جی (۲۱) لالہ ہیرانند جی (۲۲) لالہ کانشی رام نواشہر ۔

(۲۳) لالہ رام کشن جی (۲۴) لالہ لبھا رام جی (۲۵) لالہ رتن چند جی (۲۶) لالہ گلزاری مل جی (۲۷) لالہ بھاگیرت لال جی (۲۸) پنڈت ترمبنی سہائے ۔

(۲۹) لالہ بدری داس جی (۳۰) لالہ دینا ناتھ جی (۳۱) لالہ سومناتھ جی ۔

(۳۲) لالہ ٹیکچند جی (۳۳) لالہ گوبند رام جی (۳۴) لالہ مدن لال جی (۳۵) لالہ کانشی رام جی وکیل (۳۶) لالہ ایشر داس جی (۳۷) لالہ جگت رام جی (۳۸) لالہ رام سہائے جی (۳۹) مہتہ چمنی جی (۴۰) لالہ دیو دیال جی (۴۱) بابو تارا سنگھ جی (۴۲) لالہ نرائن داس جی (۴۳) لالہ کدار ناتھ جی (۴۴) لالہ کرم چند جی بی اے ۔

ناٹ ووٹنگ

(۱) پنڈت رام بھجدت جی (۲) لالہ رام سرن داس جی (۳) لالہ چوگردھان جی ۔ (۴) چودھری جگکشن جی (۵) ڈاکٹر پرمانند جی ۔

کارروائی جنرل اجلاس

منعقدہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۵ ء

حاضرین

(۱) لالہ منشی رام جی (۲) لالہ روشن لال جی ۔ (۳) لالہ کدار ناتھ جی ۔ (۴) لالہ دینا ناتھ جی

(۵) لالہ سندر داس جی (۶) لالہ صاحب دیال جی (۷) لالہ رتن چند جی (۸) ڈاکٹر بالمکند جی (۹) لالہ ٹیک چند جی (۱۰) لالہ بوٹا رام جی (۱۱) لالہ پرسرام جی۔

(۱۲) لالہ گودھا رام جی (۱۳) لالہ جگت رام جی (۱۴) پنڈت رام بھجدت جی۔

(۱۵) پنڈت بشمبر ناتھ جی۔ (۱۶) پنڈت سیتا رام جی (۱۷) پنڈت سوشنانند جی۔

(۱۸) لالہ لچھمن داس جی (۱۹) لالہ رلا رام جی (۲۰) لالہ شیو دیال جی (۲۱) لالہ گنگا رام جی (۲۲) لالہ دیویدیال جی (۲۳) لالہ ٹھاکر داس جی (۲۴) لالہ بھاگیرت لال جی۔

(۲۵) پنڈت تربینی سہائے جی (۲۶) لالہ رامسرنداس جی (۲۷) رائے ٹھاکر دت جی (۲۸) مہتہ جیمنی جی۔ (۲۹) لالہ بسنت لعل جی (۳۰) لالہ حاکم رائے جی (۳۱) بابو تارا سنگھ جی (۳۲) لالہ نرائنداس جی (۳۳) لالہ نرائن دت جی (۳۴) ڈاکٹر رام رکھا مل جی۔ (۳۵) لالہ کرم چند جی ڈسکہ (۳۶) پنڈت سومراج جی قادیاں۔

(۳۷) لالہ اچھر چند جی (۳۸) لالہ جیونداس جی (۳۹) رائے شیو سنگھ جی۔

(۴۰) لالہ بسنت رام جی رہتڑا (۴۱) لالہ رام کشن جی (۴۲) لالہ بھگوتی پرشاد جی (۴۳) لالہ لبھنداس جی۔ (۴۴) لالہ ہیرانند جی (۴۵) پنڈت جے کشن جی۔

(۴۶) لالہ کرم چند جی امرتسر (۴۷) لالہ کرم چند جی جالندھر (۴۸) لالہ بدری داس جی (۴۹) لالہ کانشی رام جی نواشہر ضلع جالندھر (۵۰) لالہ رام سہائے جی۔

(۵۱) لالہ جھبو رام جی (۵۲) ڈاکٹر پرمانند جی (۵۳) لالہ لبھو رام جی نیر۔

(۵۴) لالہ کانشی رام جی (۵۵) لالہ ایشور داس جی (۵۶) لالہ مدن لال جی۔

(۵۷) لالہ دولی چند جی راولپنڈی۔ (۵۸) لالہ کرپا رام جی ساہنی۔ (۵۹) لالہ لبھنداس جی (۶۰) لالہ کشن سروپ جی (۶۱) لالہ لچھمنداس جی رام نگری (۶۲) لالہ نرسنگھداس جی (۶۳) پنڈت امرناتھ جی (۶۴) لالہ جوگ دھیان جی (۶۵) لالہ سوہن لال جی۔

ڈاکٹر پرمانند جی کے آنے سے پہلے پنڈت رام بھجدت جی باجازت پردھان سبھا چیرمین کا کام کرتے رہے۔ ڈاکٹر پرمانند جی کے آنے پر پردھان سبھا نے اکھوا گیا دی کہ کل کیطرح آپ چیرمین کا کام کریں۔ ڈاکٹر پرمانند جی نے

بیان کیا کہ آج کل کی نسبت زیادہ بدمزگی معلوم ہوتی ہے۔ اسلئے جبتک کہ اعتراض کرنیوالے صاحبان کی کثرت رائے میرا میر مجلس کے طور پر کام کرنا سویکار نہیں کرلیتی تب تک میں چیرمین کا کام نہیں کرسکتا۔ اسوقت پردہان سبھانے لالہ رلارام جی سے دریافت کیا کہ آپکی کثرت رائے کا کیا خیال ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر ڈاکٹر پرمانند جی چیرمین کا کام کریں تو ان کو کوئی اعتراض نہیں لیکن پنڈت رامبہجدت جی کی ہتک ہوتی ہے۔ ڈاکٹر بالمکند جی نے پروٹیسٹ کیا کہ صرف میجارٹی کی کثرت رائے پر فیصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ڈاکٹر بالمکند کے پروٹیسٹ کرنے پر میجارٹی کے اور آدمی بھی ڈاکٹر پرمانند جی کے چیرمین بنانے کے برخلاف ہوگئے اسلئے پردہان سبھانے مناسب سمجھا کہ پنڈت رامبہجدت اس جلسہ کے صدر انجمن تا فیصلہ مضمون نمبر ۳ مندرجہ نوٹس یکم مئی ۱۹۰۵ء ہوں۔ چنانچہ کثرت رائے سے پنڈت رام بہجدت چیرمین مقرر ہوئے۔ لالہ منشی رام جی پرتی ندہی جالندہر آریہ سماج کے پردہان بنائے جانے کے برخلاف لالہ رلارام جی کا پروٹیسٹ معہ کارروائی انترنگ سبھا منعقدہ ۲۶ فروری ۱۹۰۵ء درج رجسٹر و نوٹس لالہ چھجو رام جی پرتی ندہی کرنال آریہ سماج پیش ہوکر پڑھے گئے۔ لالہ منشی رام جی نے اس موقعہ پر حسب ذیل نوٹ لکھایا ہے

نوٹ۔ چونکہ مجکو یقین ہے کہ محض میری شخصیت کی وجہ سے اس سبھا میں بار بار اشانتی پیدا ہوتی ہے۔ جو میرے پردہان پد سے علیحدہ ہونے سے دور ہو ہو جاویگی۔ اسلئے میں پردہان پد سبھا سے اپنا استعفا پیش کرتا ہوں۔ اسے منظور کر کے کسی اور یوگیہ مہاشے کو سبھا کا پردہان بنایا جاوے۔ بعد بہت وچار کے یہ نشچے ہوا کہ پہلے اس بات کا فیصلہ کیا جاوے کہ آیا لالہ منشی رام جی کا پردہان بنایا جانا جائز تھا یا ناجائز۔ چونکہ لالہ منشی رام جی کے انتخاب پریزیڈنٹی کے جواز ناجواز کا سوال کسی قدر پیچیدہ اور مشتبہ ہے اور اسی اثنا میں لالہ منشی رام نے اپنا استعفا بھی پیش کر دیا ہے اور سوال مذکورہ بالا پر یقینی فیصلہ دینا ان حالات میں

مشکل اور غیر ضروری ہو گیا ہے اسواسطے اس سوال کو چھوڑ کر لالہ منشی رام جی کا استعفا منظور کیا جاوے اور انکی خدمات کے لئے انکا شکریہ ادا کیا جاوے اور انتخاب پریذیڈنٹی از سر نو کیا جاوے اور جو کارروائی لالہ منشی رام جی کے ایام پریذیڈنٹی میں ہوئی ہے اسکو جائز اور سبھا کیطرف سے تصور کیا جاوے۔ کیونکہ انکے انتخاب کے لئے بھی سبھا ذمہ وار ہے۔

نوٹ۔ یہ درج ہے کہ اس سے لالہ منشی رام جی جنرل سبھا کی ممبری سے علیحدہ نہیں ہوئے اور باقی الیکشن بالکل جائز ہے۔

ترمیم از طرف لالہ وشمبر ناتھ جی بتائید لالہ جیونداس جی کہ نوٹ کاٹا جاوے کثرت رائے سے ترمیم گر گئی اور تجویز بھی کثرت رائے سے گر گئی جسکے ووٹ حسب ذیل ہیں۔

برخلاف

(۱) لالہ دولی چند جی راولپنڈی (۲) لالہ لبھنداس جی راولپنڈی (۳) لالہ کرپا رام جی (۴) لالہ مدن لال جی (۵) لالہ لبھو رام جی (۶) بابو تارا سنگھ جی (۷) لالہ روشن لال جی (۸) لالہ کدار ناتھ جی (۹) پنڈت وشمبر ناتھ جی (۱۰) لالہ منشی رام جی بکیریاں۔ (۱۱) لالہ بوٹا رام جی۔ (۱۲) لالہ جگت رام جی (۱۳) لالہ نراینداس جی۔ (۱۴) لالہ بھگوتی پرشاد جی (۱۵) لالہ ہیرانند جی (۱۶) لالہ رام رکھا مل جی۔ (۱۷) رائے شیو سنگھ جی۔ (۱۸) لالہ ٹھاکرداس جی (۱۹) پنڈت سومراج جی (۲۰) لالہ اچھر چند جی۔ (۲۱) لالہ رام سہائے مل جی۔ (۲۲) لالہ بسنت رام جی (۲۳) لالہ پرسرام جی۔ (۲۴) لالہ گوردھا رام جی (۲۵) لالہ ٹیک چند جی (۲۶) لالہ بھاگیرت لال جی۔

حق میں

(۱) لالہ لچھمنداس جی۔ (۲) لالہ کرم چند جی۔ (۳) لالہ دینا ناتھ جی۔

(۴)، لالہ گلزاری مل جی۔ (۵)، لالہ کالنشی رام جی (۶)، ڈاکٹر بالمکند جی (۷)، لالہ دیوید یال جی (۸)، لالہ کاشی رام جی (۹) لالہ رام کشن جی (۱۰)، لالہ شیودیال جی (۱۱)، لالہ لبھنداس جی (۱۲)، لالہ الیشرداس جی (۱۳)، لالہ رامسرنداس جی۔

(۱۴)، لالہ لبھنداس جی (۱۵)، لالہ گنگارام جی (۱۶) لالہ کرمچند جی (۱۷)، پنڈت ستیارام جی (۱۸)، لالہ رتن چند جی (۱۹)، پنڈت تربھنی سہائے۔

ناٹ ووٹنگ

(۱)، لالہ حاکمرائے جی۔ (۲)، لالہ رلارام جی (۳)، مہتہ جیمنی جی (۴)، لالہ سومناتھ جی (۵)، لالہ نرائنداس جی (۶)، لالہ گجرمل جی (۷)، لالہ کرمچند جی (۸)، لالہ جیونداس جی۔ (۹)، پنڈت امرناتھ جی (۱۰)، لالہ صاحبدیال (۱۱)، لالہ جیکشنداس جی (۱۲)، ڈاکٹر پرمانند جی (۱۳)، لالہ چھبورام جی۔

لالہ رلارام جی سرکاری کام کا ذکر کرکے بلا اجازت چلے گئے۔ لالہ چھبورام بلا اجازت چلے گئے۔ لالہ گنگارام جی بھی چلے گئے اور کئی اصحاب انکے علاوہ بلا اجازت چلے گئے۔

اسکے بعد لالہ رلارام جی کے پروٹیسٹ اور لالہ چھبورام جی کے نوٹس کے بموجب یہہ سوال پیش ہوا کہ لالہ منشی رام جی کا انتخاب پریذیڈنسی مورخہ ۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۵ء ناجائز تھا۔ ووٹ حسب ذیل لئے گئے۔

جائز

(۱)، لالہ لوٹارام جی (۲)، لالہ لبھنداس جی (۳)، لالہ کرپارام جی (۴)، مہتہ جیمنی جی (۵)، لالہ گلزاری مل جی۔ (۶)، لالہ کالنشی رام جی (۷)، لالہ مدن لال جی۔

(۸)، لالہ سومناتھ جی (۹)، پنڈت لشمبرناتھ جی (۱۰)، لالہ لبھورام جی (۱۱)، لالہ روشن لال جی (۱۲)، لالہ نرائنداس جی۔ (۱۳)، سردار تارسنگھ جی (۱۴)، لالہ کرمچند جی

(۱۵) لالہ منشی رام جی بکیریاں (۱۶) لالہ دلیو دیال جی۔ (۱۷) لالہ جگت رام جی

(۱۸) لالہ نرائندت جی۔ (۱۹) لالہ کالشی رام جی۔ (۲۰) ڈاکٹر بالمکند جی (۲۱) رائے شیو سنگھ

جی (۲۲) ڈاکٹر رام رکھامل (۲۳) بابو بھگولی پرشاد جی (۲۴) بادا اچھر چند جی۔

(۲۵) لالہ ٹھاکر داس جی (۲۶) لالہ راسمنداس جی (۲۷) لالہ رام سہائے جی

(۲۸) پنڈت سوم راج جی (۲۹) لالہ ہیرانند جی (۳۰) لالہ بسنت لال جی۔

(۳۱) لالہ رام کشن جی (۳۲) لالہ لبھنداس جی سرکی گوبندپورہ (۳۳) گوردہا رام جی

(۳۴) لالہ ایشرداس جی (۳۵) لالہ رتن چند جی (۳۶) لالہ ٹیک چند جی۔

(۳۷) لالہ دینا ناتھ جی (۳۸) پرمانند جی (۳۹) لالہ گدانا تھ جی۔

ناجائز

لالہ شیو دیال جی۔ لالہ جیونداس جی ماسٹر لچھنداس جی۔ پنڈت رام بھجدت جی

ناٹ ووٹنگ

(۱) لالہ کرم چند جی (۲) لالہ بدری داس جی (۳) پنڈت امرناتھ جی۔

پس کثرت رائے سے قرار پایا کہ لالہ منشی رام جی کا انتخاب ۱۲۔ فروری ۱۹۰۰ء بطور پردھان سبھا جائز تھا۔ اور اسلئے انترنگ سبھا اور اس الیکشن کے بعد کی جملہ کارروائی جائز ہے۔ اسوقت لالہ موہن لال جی شامل جلسہ ہوئے۔ اسوقت لالہ منشی رام جی کا استعفا مندرجہ بالا از عہدہ پردھان سبھا آنکے اصرار کرنے پر پیش ہوا۔ کثرت رائے سے لالہ منشی رام جی کا استعفا منظور ہوا ...... دستخط سکرٹری

اوپر درج شدہ کارروائی کے خاتمہ پر لالہ رلارام صاحب کے باقی دوست بھی چلے گئے اور انہوں نے کام کرنا شروع کر دیا جو رزولیوشن اُنکے بعد پاس ہوئے انکا تعلق سوال زیربحث سے نہیں ہے اسلئے اُنکی نقل یہاں درج نہیں کی گئی۔

سبھا کی اس کل کارروائی کی ایک بجنسہ نقل مینے ستیہ دھرم پرچارک میں اسلئے

چھاپدی تھی کہ سبھا کے اجلاس کے خاتمہ کے بعد ہی لالہ رلارام اور انکے مددگاروں نے
یہہ مشہور کرنا شروع کردیا تھا کہ سبھا نے منشی رام کی صفائی نہیں کی لیکن میںنے اپنی طرف سے
اس کارروائی پر نہ تو کوئی رائے دی اور نہ ہی سبھا کے جنرل اجلاس کے شرمناک اور
افسوس کے لایق نظارے کا ہی کوئی نقشہ کھینچا۔ پس لالہ رلارام کا یہہ عذر درست نہیں ہے
کہ میری طرف سے کوئی ایسی کارروائی ہوئی جس کے باعث انہیں آریہ سماج کے کنسٹیٹیوشن
کی پروا نہ کرتے ہوئے پبلک کے روبرو جانا ہی ضروری تھا۔ لیکن لالہ رلارام جی بھولتے ہیں
انہوں نے تو آریہ پرتی ندہی سبھا کے اجلاس میں ہی ارادہ کرلیا تھا کہ وہ اس معاملہ کو ضرور
آریہ سماج کے دائرہ سے باہر لیجاویں گے چنانچہ انکی زیر بحث چٹھیوں کی اشاعت کے آغاز سے
پہلے ہی انکے صادق دوست لالہ کریچند امرتسری نے اخبار "ہتکاری" مطبوعہ ۱۱ جون میں
لالہ رلارام صاحب کے سارے مضمون کا خلاصہ معہ دیگر امور کے جنکا ذکر ان چٹھیات میں کرنا
انہوں نے مناسب نہ سمجھا تھا دیدیا تھا۔

کیا اب بھی لالہ رلارام جی یہ کہہ سکتے ہیں کہ اخباری بحث میں اس معاملہ کو مجبوراً لائے ہیں؟

عدالت میں اسکو جانا چاہئے تھا؟

اوپر کے واقعات سے یہہ امر صاف پڑ جاتا ہے کہ لالہ رلارام جی نے مجھپر الزامات لگاکر آریہ
سماج ہائے پنجاب کی سب سے اعلیٰ سبھا کے روبرو نہ صرف خود بلا روک ٹوک بحث کی بلکہ انکے
ساتھ آٹھ دوستوں نے بھی بلا قید وقت تقریریں کیں۔ جب اسکے بعد آریہ سماج کی آخری
اپیل کورٹ نے انکے برخلاف فیصلہ دیدیا تو انکے لئے دو ہی راستے کھلے تھے یا تو وہ سبھا
کے فیصلہ کو سر آنکھوں پر رکھکر آریہ سماج کی سیوا کے لئے طیار ہوتے اور اسطرح آریہ پرتنیدھیوں
کے عزیز بنکر اپنی کثرت رائے بنا لیتے وگرنہ اگر انکو آریہ سماج اور آریہ پرتی ندہی سبھا پر اعتبار نہیں
رہا تھا تو حسب قول خود جب انکا قانونی حق تھا کہ وہ سارے حساب کی پڑتال کر سکیں تو انکا
یہ بھی فرض تھا کہ وہ اسکو صرف دہمکی تک ہی محدود نہ رکھتے بلکہ بذریعہ عدالت کے اپنے دعوے
کو پایہ ثبوت تک پہونچا لیتے ورنہ میرے اس پرانے دستور العمل کو جانتے ہوئے کہ میں سخت

سے ہزرت ذاتی حصول کے لئے بھی جو آریہ سماج کا کام کرتے ہوئے مجھپر کیے گئے کبھی عدالت سرکاری کا دروازہ دیکھنا پسند نہیں کرتا ہوں۔ مجھے راہبری عدالت کرنیکے جو معنی ہیں وہ ہر انصاف پسند آدمی سمجھ سکتا ہے اس ضمن میں لالہ رلارام صاحب جو کچھ لکھتے ہیں۔ انکو بصیغہ اعتراض درج کرکے بصیغہ جواب اسکی اصلیت ظاہر کردونگا

اعتراض۔ ابھی مدتبہ مہاتما جی نے اس بات پر کہ راقم نے گردکل کانگڑی کے حساب کی بہیات روزنامچہ وغیرہ دیکھنے کے لئے سکرٹری سبھا کو لکھا۔ اپنا استعفا اخبار میں شایع کیا ہے اور بات کو الٹے طور پر ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اصلیت یہہ ہے کہ راقم نے بتاریخ ۲۲۔ مئی سنہ ۱۹۰۵ء سکرٹری سبھا کو لکھا تھا کہ گردکل کانگڑی کے حساب کی کتابیں بابت سنہ ۱۹۰۲ء و سنہ ۱۹۰۳ء و سنہ ۱۹۰۴ء و سنہ ۱۹۰۵ء کے راقم کو دکھلائی جائیں کیونکہ راقم نے لقرف بیجا کا الزام سبھا کے روپیہ و لالہ منشی رام جی پر لگایا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر اسکا کچھ جواب نہ آیا۔"

جواب۔ میں لالہ رلارام کی ۲۲ مئی سنہ ۱۹۰۵ء والی چٹھی کا لفظی ترجمہ اوپر درج کرچکا ہوں اور اسپر جو کارروائی ہوچکی ہے اسکی بھی بجنسہ نقل درج کرچکا ہوں۔ لالہ رلارام صاحب نے اس تحریر میں سارے خط کا بھاؤ ظاہر نہیں کیا۔ ایک الزام اس چٹھی کے ذریعے انہوں نے یہ لگایا تھا کہ میرے کھبیہ ادھشٹاتا یدیہ کام کرنے کے زمانہ میں پنڈت بھگت رام پر الزام غبن کا کسی الجھن اس کیطرف سے لگایا گیا تھا اور کہ مینے اسے چھپایا تھا۔ اسکے بارے میں صاف معلوم ہوا کہ ایسی کوئی تحریری شکایت سبھا کے دفتر میں نہیں پہونچی۔ پنڈت بھگت رام گردکل سے سنہ ۱۹۰۴ء کے آغاز میں چلے گئے اسوقت سبھا کے پردہان رائے ٹھاکر دت صاحب تھے اور انکے بیشتر پنڈت رام بھجدت تھے۔ دونوں صاحبان سبھا کے اجلاس میں شامل تھے جبکہ مینے لالہ رلارام کو بار بار ثبوت پیش کرنے کے لئے اعلان دیا تھا۔ لالہ رلارام جی تو باوجود چار گھنٹوں تک متواتر تقریر کے لئے وقت ملنے کے کچھ نہ کہہ سکے۔ لیکن اگر کوئی شکایت آئی تو ان دونوں پردہان مہاشیوں میں سے کسی ایک کے پاس آتی انہوں نے بھی ایسی شکایت کے پہونچنے سے لاعلمی ظاہر کی پس لالہ رلارام کا سبھا میں لگایا ہوا ایک الزام تو بالکل بے بنیاد ثابت ہوتا ہے باقی یہہ امر کہ لالہ صاحب کی چٹھی مورخہ ۲۲۔ مئی سنہ ۱۹۰۵ء کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔

یہہ غلط ہے جواب نہ صرف اُسی چٹھی کے بعد شل میں لگا دیا گیا بلکہ ساری سبھا کے روبرو پڑھکر
سنا دیا گیا تھا۔

اعتراض ۔ اسلیئے یکم جون سنہ ۱۹۰۵ء کو پھر راقم نے سکریٹری سے پوچھا کہ یہہ کتابیں
کبتک دکھلائی جائیں گی اور لکھا کہ اگر لالہ منشی رام جی سے حکم لینا ہو تو لے لیجئے۔ میں دو ہفتہ
اور انتظار کرونگا۔ اس میعاد کے گذر جانے پر قانونی امداد حاصل کرنیکی کوشش کیجاویگی۔ لالہ
منشی رام جی نے اب بجائے اسکے کہ میری مذکور الصدر تحریر پر حساب کی کتابیں دکھلاتے یا کچھ
اور جواب دیتے اخبار میں یہہ لکھدیا ہے کہ میں استعفا دیتا ہوں یہہ استعفا تو کوئی نئی بات
نہیں ہے کیونکہ جب کوئی نکتہ چینی انپر ہو رہی ہے تو وہ استعفا ہی پیش کرتے رہے ہیں
مگر حساب کے دکھلانے میں اُنہیں کیا تشویش و پیچ ہے ؏

"آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک!"

سبھا کے روبرو میںنے ذکر کیا تھا کہ تصرف بیجا کی بعض تازہ شکایتیں میرے پاس پہونچی ہیں
جو کہ پرانی نہیں بلکہ نئی ہیں چنانچہ انہیں سے ایک رقم تعدادی [illegible] کی بابت خود لالہ منشی رام
کا اقبال ہے اسلیئے میں گرد کل کانگڑی کے حساب کی کتابوں کو دیکھنا چاہتا ہوں"۔

جواب ۔ آپکا یہہ لکھنا بالکل غلط ہے کہ میںنے سبھا کے روبرو اقبال کیا کہ میںنے [illegible]
کا تصرف بیجا کیا ہے۔ آپنے پبلک کو صریح دہوکہ دیا ہے۔ اصل حال یہہ ہے کہ جب میں گرد کل کی
سیوا کیلیئے سنہ ۱۹۰۲ء کے شروع میں مقام کانگڑی پہونچا تو جہاں میںنے اپنے تبدیل شدہ
حالات میں بعض روزانہ اور ہفتہ وار انگریزی اخباروں اور ماہوار انگریزی رسالوں کی خریداری
بند کردی وہاں اخبار پایونیر کو جاری رکھا۔ جولائی یا اگست سنہ ۱۹۰۲ء میں اسکا سال ختم ہوا
اسوقت پایونیر آفس سے اطلاع آنے پر میںنے جالندہر سے اپنے پریس کے منیجر کو لکھا کہ وہ آیندہ
سال کی قیمت بذریعہ منی آرڈر الہ آباد روانہ کر دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جولائی یا اگست سنہ ۱۹۰۳ء
میں پھر پایونیر پریس سے اطلاع آئی کہ سال ختم ہو گیا ہے آیندہ سال کا چندہ بھیجو جسوقت
یہہ خط پہونچا میرے پاس بعض گرد کل کی آمدنی کا روزنامچہ تھا جسمیں سب آمدنی میرے قلم
سے لکھی جاتی تھی۔ میں آمدنی سے مختلف اوقات میں خرچ کرنے کیلیئے کچھ رقم بھگت رام کے سپرد

کرتا اور وہ سارا حساب خرچ کا رکھا کرتے تھے۔ میں گروکل سے جدا ہونے کے وقت غیر حاضر
تھا۔ اور میری ڈاک کا سارا کام پنڈت بھگت رام کرتے تھے۔ انہوں نے اس خیال پر مبلغ
للعہ بذریعہ منی آرڈر مع کمیشن وغیرہ مینیجر پایونیر پریس کے نام الہ آباد روانہ کر دیا۔ یہہ روپیہ
بھگت فنڈ میں سے دیا گیا۔ کیونکہ پستکالیہ کے لئے جملہ کتب اور اخبارات کے منگانے کے
لئے۔ آریہ پرتی ندھی سبھا نے بھی فنڈ مخصوص کر دیا ہے اور اسکا بجٹ سالانہ سے کوئی
واسطہ نہیں ہے اگر یہ خرچ ان مدات میں سے کسی میں درج ہو سکتے (دو گانسکو) باہر
گروکل کو جاتے ہیں۔ تو میری نظر سے گذرتا لیکن چونکہ بھگت فنڈ کا کوئی بل سبھا میں نہیں
جاتا اسلئے مجھے اسکا علم نہ ہوا۔ شاید اس واقعہ کے تین ماہ بعد جب میںنے بھکشا فنڈ
Vouchers کا رسیدی دستاویزات کی پڑتال میںنے ایک خاص بھائی کی خاص مہربانی
کا حال سنکر کی تو یہہ رقم میری نظر سے گذری میںنے پنڈت بھگت رام سے پوچھا کہ یہ رقم کیونکر
یہاں درج ہوئی یہہ خرچ تو مطبخ سے ہونا چاہیئے تھا اس وقت میرا مطبخ پر اختیار میں آچکا
تھا، پنڈت بھگت رام نے جواب دیا کہ جب آپ اپنا سارا پستکالہ تک گروکل کے ارپن
کر چکے ہیں اور آئندہ بھی جو کتاب خود خرید کرتے ہیں وہ بھی پستکالے کے ہی ارپن کر دیتے
ہیں تو میں کیونکر سمجھہ سکتا تھا کہ یہہ اخبار آپ اپنے نج کا منگاتے ہیں۔ میںنے پنڈت بھگت رام
کو کہا کہ میرے حساب کے جمع روپیوں میں سے یہہ خرچ ڈالکر بھکشا فنڈ میں جمع کر دو
(واضح رہے کہ میں اپنے نج کے روپیے بھی گروکل میں حساب کھولکر جمع کر چھوڑا کرتا ہوں جسطرح
اور ادھیاپک بھی امانت رکھتے ہیں) پنڈت بھگت رام کچھ ایسے الفاظ کہتے چلے گئے جنکا
مطلب حسب ذیل تھا:-

"آپ اس اخبار میں سے خبریں کبھی تو لڑکوں کو سناتے ہیں تاکہ خیالی کی بھی کوئی حد ہے"
واضح ہو کہ میں ان دنوں بڑی جماعت کے لڑکوں کو اتہاس بھی پڑہاتا تھا اور انکو ہمیشہ
تازہ حالات دنیا کے۔ پولیٹکل۔ سوشل اور مذہبی تحریکوں کی بابت مع اپنے خیالات کے
مناسب طور پر بتلایا کرتا تھا۔ میں اسکو تصرف بیجا سمجھتا ہوں اور نہ ہی نامناسب خرچ۔
صرف بات یہہ ہے کہ اگر پایونیر کے منیجر کی اطلاع وہی کا خط پہلے میرے پاس آتا تو یہہ نوبت

میں اپنی جیب سے بھیجا نہ کہ گروکل فنڈ سے۔ یہہ ہے جو میںنے سبھا میں ظاہر کیا تھا۔

اس صاف واقعہ کو میرا تصرف بیجا کی نسبت اقبال ظاہر کرنا کہانتک مناسب تھا اسکا فیصلہ میں ناظرین پر ہی چھوڑتا ہوں۔

یہہ ہے ایک غلط بیانی کا جواب۔ باقی رہا یہہ امر کہ لالہ رلارام جی کے یکم جون سنہ ۱۹۰۶ء کے خط کی محرک وجہہ صرف ۲۲ - مئی سنہ ۱۹۰۶ء والے خط کا سلسلہ تھا یا کچھ اور اسکا جواب سب منصف مزاج اصحاب پہلے ہی دے چکے ہیں۔ لالہ رلارام چاہتے تھے کہ میں سبھا کے پردھان پد سے علیحدہ کر دیا جاؤنگا۔ میں بھی خود جھگڑوں سے بچنے کے لئے اور لالہ رلارام اور انکے دوستوں کے ہردے شانت کرنے کے لئے علیحدہ ہونے کے لئے طیار تھا لیکن پنجاب کے آریہ سماجوں کی مجموعی رائے اسکے برخلاف تھی میںنے اسی جلسہ میں اپنے آتما کی آواز کے برخلاف ان اصحاب کی اصلی غرض معلوم کرنے پر کوشش کی تھی کہ میں سبھا کے پردھان پد سے علیحدہ کر دیا جاؤں لیکن عام رائے کو اپنے عہدہ اور صفائی سے دور عملیت سے لالہ رلارام اور انکے ہمراہیوں نے پھر اپنے برخلاف کر لیا تھا اور میں اپنی علیحدگی کی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ پس یکم جون کا خط اسلئے لکھا گیا کہ لالہ رلارام جی اپنے اصلی مقصد یعنی مجھے پردھان پد سے علیحدہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ باقی رہا یہہ امر کہ حساب دکھلانے میں کسی طرح کا پس و پیش کیا گیا اسکا حال اصل خط و کتابت سے ظاہر ہو جائیگا

اعتراض ششم۔ اب حساب کی کتابیں دکھلانے میں انکا تامل کرنا دو باتوں سے خالی نہیں ہے۔ یا تو ضرور تصرف بیجا ہوا ہے۔ یا مطلب اس قسم کا ناقص اور بیہودہ ہے کہ اس سے سبھا کے نگران کی کسی قدر از حد غفلت کا ثبوت ملتا ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ انترنگ سبھا کے ایک ممبر کی درخواست کو (راقم انترنگ سبھا کا ممبر ہے) اسطرح ٹالا جاتا اور بیفائدہ سادھے سماجیوں کے جوش کو یہہ کہکر بڑھایا جائے کہ یہہ سب کچھ میری شخصیت کی وجہہ سے شور پڑا ہوا ہے۔

جس حالت میں سبھا کے روبرو میںنے ثابت کر دیا ہے کہ لالہ منشی رام جی نے ہزار روپیہ سے زیادہ کا تصرف بیجا کیا اور اسکی نسبت تحریری ثبوت اس قسم کا پیش کیا کہ اسکا

جواب۔ نہ تو لالہ منشی رام جی سے بن آیا۔ اور نہ آنکھ چھپنے چالوں سے۔ ساتھ
ہی یہ بھی ثابت کر دیا کہ اس پر لے تصرف بیجا کے بعد سے تصرف بیجا کا ہونا
بھی نہایت ہی اغلب ہے۔ چنانچہ ایک رقم تعدادی ۔۔۔ کی بابت خورد برد
منشی رام جی اقبالی ہیں۔ تو میرا یہ حق بخوبی ثابت ہو گیا تھا کہ مجھکو حساب کی کتابیں
بلا حیلہ و حجت دکھلا دی جائیں اس پر نہ پہلے ہونا یا استعفے پیش کرنے سے ظاہر کرتا ہے
کہ دراصل معاملات کیا ہیں"

جواب ثابت تو جو کچھ ہوا یا ہو سکتا ہے اسکی نسبت مناسب موقعہ پر ہی لکھونگا۔ لیکن لالہ
رلا رام کی یہ تحریر کہاں تک درست ہے کہ حساب دکھلانے سے انکار کیا گیا اسکا ہمکو ثبوت
محض اصلی خط و کتابت اور کارروائی سے ہی ہو سکتا ہے جسکی نقل بجنسہ یہاں درج
کرتا ہوں۔

لالہ رلا رام کا خط مورخہ ۱ر جون ۱۹۰۵ء حسب ذیل ہے

"گوجرانوالہ۔ رائے روشن لال بیرسٹر ایٹ لا۔ سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب۔
میں کب امید کروں کہ کانگڑی گورکل کی کتب حساب میرے ملاحظہ
کے لیے پیش ہونے کی جاویں گی جیسے کہ میں نے اپنے رجسٹری خط مورخہ ۲۲ مئی
۱۹۰۵ء میں درخواست کی تھی۔ اگر آپ نے لالہ منشی رام سے اجازت
لینی ہے تو مہربانی کر کے جلد ہی کیجئے اور بغیر کسی توقف کے لیجیے۔ میں دو
ہفتوں تک انتظار کرونگا اگر اس عرصہ کے خاتمہ تک کتابیں پیش نہ کی گئیں
تو اسکے لیے عدالت سے قانونی کو حرکت دینے کے لیے کارروائی
کیجاویگی۔ میری ۲۲ مئی کی درخواست ہے کہ مجھے ۱۲ و ۱۳ مئی ۱۹۰۵ء کی
کارروائی کی نقل بھی دکھائی جاوے میں نقول کے اخراجات بھی ادا کرنے کو تیار
ہوں۔ دستخط رلا رام ممبر انترنگ سبھا آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب"

یہ رجسٹری خط ۱ر جون ۱۹۰۵ء کو لاہور پہنچا اور ۳ر جون ۱۹۰۵ء کو جواب منتری جی
نے حسب ذیل لکھ کر ۔۔۔ منتری جی کے روبرو پیش کیا۔

"آفس! [illegible] - اس خط کو معہ انکے زلالہ رلارام کے) پہلے خط
کے جو اسی مضمون پر ہے (مراد خط مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء سے ہے)
جسمیں انہوں نے گروکل کی کتب حساب دیکھنے کی اجازت مانگی ہے
منتری جی کے روبرو پیش کرو۔ کیا لالہ جھبو رام کو نقل کارروائی کی بھیجدی
گئی ہے۔ اس فائل میں لالہ جھبو رام کا خط بھی شامل کردو۔ منتری جی
براہ مہربانی جواب لکھوا دیں ۶ جون ۳"
آفس نے لالہ جھبو رام کو نقل بھیجے جانے کی نسبت لکھ دیا کہ چونکہ آپ منتری
کے پاس تھا سلئے دیر ہوئی۔ اب دیدی جاویگی اور منتری جی نے لکھا۔
"پردہان کے پاس احکام کے لئے بھیجدے ۷ جون ۱۹۰۵ء"
میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ لالہ رلارام کا ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء والا خط سبھا میں معہ میری
کیفیت کے پڑھکر سنایا گیا تھا۔ جس سے لچھمنداس کی شکایات کا حوالہ دیکر وہ حسابات دیکھنا
چاہتے تھے۔ اسکی شکایات کی ناراستی یا راستی تو درکنار اسکا وجود بھی ثابت نہیں ہوتا تھا
اور سبھا کے جنرل اجلاس نے اپنے عمل سے انکا جواب دیدیا تھا تو سوائے اسکے کہ اسکو
انترنگ سبھا میں پیش ہونے کے لئے بھیجا میرے لئے کوئی اور چارہ نہ تھا۔ پس میں نے
حسب ذیل کیفیت لکھکر فائل کو واپس کردیا۔
"سکرٹری۔ اس معاملے کو انترنگ سبھا کے روبرو رکھدو۔ منشی رام ۶/۶/۵
مکرر۔ کارروائی کی نقل ستیہ دہرم پرچارک میں شائع ہوچکی ہے۔ اگر لالہ رلارام
چاہتے ہیں تو انکو بھی ایک نقل دیدو۔ کانگڑی گروکل کی پستکوں کے ملاحظہ
کی نسبت سوال انترنگ سبھا میں پیش کردو اور ایک ضمیمہ نوٹس بھیجدو
اگر انترنگ سبھا مجھے مشورہ دینے کی اجازت دے تو میں کہونگا کہ کسی
انسٹیٹیوشن کے باقاعدہ کام کو ایک ممبر کے وہم کی دلداری کے لئے بند
نہیں کیا جا سکتا۔ اگر لالہ رلارام گروکل کے حسابات دیکھنا چاہتے ہیں
انہیں گروکل جانا چاہیئے اور روزنامچہ و روکڑ وغیرہ کو پابندی ان نیموں کے دیکھنا چاہیے

جو گرو کل ہیں رائج ہیں میں اس قسم کی تہمت تراشیوں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں اور آپکے نام ایک خط بھیج رہا ہوں جو کہ ستیہ دہرم پرچارک کی اگلی اشاعت میں شائع ہوگا۔ منشی رام ۲۰-۶ "

اسپر منتری جی نے ۸ جون ۱۹۰۵ء کو لکھا۔

"وقت نہیں ہے۔ یہ معاملہ دوسری تاریخ کی انترنگ سبھا کے روبرو پیش ہو سکتا ہے لیکن اسکو سبھا کے روبرو بغیر نوٹس کے ہی رکھدو۔ روشن لال ۸-۶-۰۶"

واضح رہے کہ انترنگ سبھا کا اجلاس ۱۷ جون کے لیے مقرر تھا لیکن چونکہ مینے اپنا استعفا اخبار میں چھاپدیا تھا اور انترنگ سبھا کے جلسہ میں شمولیت سے بھی انکار کر دیا تھا اسلیے "رائے روشن لال صاحب نے اس تاریخ کے جلسہ کو منسوخ کر دیا اور مجھے لکھا کہ انہوں نے اسلیے خود استعفا دیدیا ہے اسلیے میں انکو یہ دل نا منظوری کا استعفا کا کام کر لینا چاہیے کہ وہ خود منتری پد کا کام کرنیکو تیار ہیں۔ اسوقت برہمچاری دہرم پال جی سخت بیمار رہ چکے تھے اور میں انکو ایکدم کیلیے چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ ۹ جون ۱۹۰۵ء کے پرچہ پرچارک میں حسب ذیل خبر بھی درج تھی۔

"برہمچاری دھرمپال جی

کی طبیعت برابر روبصحت تہی۔ اور باعدہ غذا وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا لیکن دفعتاً ۳ جون کی رات سے دست شروع ہو گئے جنکا علاج فوراً کیا گیا۔ ۴ جون کو زیادہ دست آئے لیکن شام کو کم ہو گئے۔ اس دن ٹمپریچر تین چار گھنٹوں کے لیے اوسط سے بڑھ گیا تھا۔ ۵ جون کو کم دست آئے اور ۶ جون کو دستوں سے آرام ہو گیا اس طرح طاقت میں کچھ کمی واقع ہو گئی ہے لیکن علاج ٹھیک طور پر ہو رہا ہے اسلیے کہ اب دن بدن صحت ہوتی جاویگی۔ (منشی رام)"

اسکے سوائے برہمچاری دہرمپال جی کی ڈیڑھ مہینہ سے زیادہ لگاتار بیماری میں تیمار داری کے باعث میں خود کمزور ہو گیا تھا اور جب اسی کمزوری کی حالت میں برہمچاری دھرمپال کو مذبذب حالت میں چھوڑکر لالہ رلا رام کے الزاموں کے جواب کے لیے جو ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء کو آٹھ بجے صبح سے رات کے ایک بجے تک جھٹ اور شانتی کے ساتھ بارہ گھنٹوں تک نہ صرف

سخت کلامیوں کو ہی برداشت کرنا۔ بلکہ ایسی گالیوں کی بوچھاڑ کا شکار ہونا پڑا جکی کسی مہذب سوسائٹی میں نظیر نہیں ملتی۔ تب سمجھہ میں آسکتا ہے کہ میں جالندہر سے اسوقت ہل نہیں سکتا تھا۔ میںنے یہہ عذر پیش کر دیا اور لکھہ دیا کہ انترنگ سبھا کا اجلاس جالندہر میں بلایا جاوے۔ جو ۲ جولائی ۱۹۰۶ء کے لیے بلایا گیا۔ اس جلسہ کے نوٹس پہونچنے پر لالہ رلارام نے حسب ذیل نوٹس منتری جی کو دیا

"گجرانوالہ ۲۷ جون ۱۹۰۵ء۔ بنام لالہ روشن لال بی اے۔ بیرسٹرایٹ لا

سکرٹری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب

پیارے بھائی انترنگ سبھا کا ایک اجلاس ۱۱ جون کے لئے بلایا گیا تھا۔ تاریخ کے ایکدن پیشتر آپنے بغیر اختیار کے اسے منسوخ کر دیا۔ لالہ منشی رام ایکم تمہیر مطابق اپنے ہی اعلان کے پروہان نہیں رہے تھے اور آپنے ان وائس پریذیڈنٹوں سے بھی صلاح نہ لی جو جائے موقع (لاہور) موجود تھے۔ اسلئے آپکا عمل ناواجب اور خلاف قانون ہے۔ اب میںنے انترنگ سبھا کے ایک جلسہ کا نوٹس پایا ہے جو ۲ جولائی کے لئے جالندہر بلائی گئی ہے۔ لالہ منشی رام کو چونکہ جالندہر انترنگ سبھا بلانے کیلئے تمہیں حکم دینے کا کوئی اختیار نہ تھا اور تمہیں لاہور میں سینیر وائس پریسیڈنٹ داس ... میری آخری داستان میں اکثر مرتبہ زیر بحث آ چکا ہے کوئی ہدایت نہیں ملی تھی اسلئے تمہارا جالندہر جلسہ بلانا صاف طور پر خلاف ضابطہ اور نہایت ہی بے قاعدہ ہے۔ تمہارا مطلب بلاشبہ اُن مشہور ممبروں کی حاضری کو روکنے کا ہے جو اس قدر تنگ نوٹس پر جالندہر نہیں جا سکتے۔

نوٹ۔ واضح ہے کہ لالہ رلارام گو جنرل سبھا کے جلسہ میں شریک ہوئے تھے لیکن ۱۷۔ فروری ۱۹۰۵ء کے بعد جو انترنگ سبھا ہو لی تھی ہمیں صاف سمجھا گئے کہ وہ ساری انترنگ سبھا ناجائز ہے۔ اور اسلئے وہ انہیں آئندہ شریک نہ ہونگے۔ گو اپنے ہی خیال کے مطابق انترنگ سبھا میں انکے آنے کا کسیا کو گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ انہیں سے میں ایک ہوں اور بغیر ایک ہفتہ پیشتر درخواست بھیجے رخصت حاصل نہیں

کرسکتا۔ (نوٹ اگر آپ جالندھر کیلئے رخصت نہیں حاصل کرسکتے تھے تو لاہور بھی آپکے علاقہ میں نہ تھا کہ ٹرالی لیکر وہاں پہونچ جاتے۔ بغیر رخصت لئے تو آپ لاہور میں بھی شریک جلسہ نہ ہوسکتے) اسکے سوائے افسر اعلیٰ خود اس مہینہ کی ۲۵ تاریخ سے رخصت پر گیا ہوا ہے اور اسکے سوائے تمہارا مطلب ان ممبروں کی حاضری کے لئے آسانی پیدا کرنیسے ہے جو جولائی کے جلسہ میں تمہاری رائے میں لالہ منشی رام اور اُسکے سازشیوں کی جانب داری کرینگے اسلیئے میں اپنی طرف سے اور ان دیگر ممبروں کیطرف سے جو لاہور میں نہیں اور جنکے خیالات میںنے دریافت کرلیئے ہیں (یعنی لالہ جیونداس۔ لالہ شیودیال ایم اے۔ ڈاکٹر بالمکند اور ڈاکٹر مہانند) تمہارے عمل کے خلاف پروٹیسٹ پیش کرتا ہوں اور صاف طور پر تمہیں کہتا ہوں کہ تمہارا اس بیقاعدہ اور نامناسب عمل سے جو بدنتائج پیدا ہونگی جو تمنے انجمن کا اجلاس کے منسوخ کرنے اور ۲ جولائی کی میٹنگ مقام جالندھر بلانے سے کیا ہے اُسکے تم ذمہ وار سمجھے جاؤگے۔ مگر براہ مہربانی سب ممبران کو بمقام جالندھر بڑھ کرسنا دینا۔ دستخط رلارام ممبر انترنگ سبھا اے۔ پی۔ ایس۔ پی۔"

اس پروٹیسٹ پر جو خط وکتابت مابین منتری جی اور لالہ رلارام جی ہوئی اسکے بجنسہ طبع کرانے سے پیشتر میں لالہ شیودیال ایم اے کا ایک خط پیش کرتا ہوں جس سے لالہ رلارام جی کے انصاف اور احتیاط پر بہت کچھ روشنی پڑیگی۔ یہہ خط منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے نام تھا۔

"لودھیانہ ۲۴۔ جولائی ۱۹۰۵ء۔ پیارے بھائی۔ نمستے آپنے لالہ رلارام کے پروٹیسٹ مورخہ ۲۷۔ جون ۱۹۰۵ء کی ایک نقل مجھے دینے میں جو تکلیف اُٹھائی ہے اسکے لئے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مجھے یہہ دیکھکر تعجب ہوا ہے کہ لالہ رلارام نے اُن لوگوں کے ساتھ جنہوں نے کہ جالندھر والی میٹنگ کے برخلاف پروٹیسٹ کیا تھا۔ میرا نام شامل کرنے میں بھی دریغ نہیں کیا۔ لوگوں سے بغیر مشورہ لئے اور یہاں تک کہ بغیر کسی امر پر اُنکے خیالات معلوم کئے ہی انکے نام شامل کردینے

کے اس ناواجب عمل کے برخلاف میں نمبردار پروٹیسٹ پبلش کرتا ہوں اصل معاملہ یہہ ہے کہ میں اُس کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا جسمیں کہ لالہ رلارام نے اپنے بیٹے لالہ ہردیال بی اے سے پروٹیسٹ کی عبارت لکھوائی تھی۔ چونکہ لالہ ہردیال میرے دوست ہیں اسلئے مینے محض شوقیہ اس کاغذ کو اُن سے لے لیا۔ اُنکی خوشخطی کو دیکھکر اسمیں جو نمایاں ترقی تھی اسکے لئے تعجب ظاہر کیا۔ (نوٹ لالہ ہردیال ٹریننگ کالج میں ماسٹر شبدیال جی کے شاگرد رہ چکے ہیں) میں لالہ ہردیال کے ساتھ بغیر لالہ رلارام کے ایک منٹ کی گفتگو اس بارہ میں کئے کمرہ سے چلا آیا۔ اُسوقت ہمارے ناموں کے متعلق فقرہ نہیں لکھا گیا تھا اور مجھے شک ہے کہ یہہ فقرہ بعد کو گھر سے لکھا گیا ہے۔ (نوٹ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے گھر سے عبارت لکھوانے اور اُن کے چلے جانے کے بعد لالہ رلارام نے سارا خط پھر اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور اسمیں یہہ ناموں کی ایزادی بھی کردی کیونکہ خط شروع سے اخیر تک اُنہیں کے دستخط کا لکھا ہوا ہے) شاید سارا خط پھر سے لکھا گیا ہو جبکہ میں لاہور سے چلا گیا تھا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جب لالہ رلارام کو یہہ حال معلوم ہوگا تو وہ میرا نام چھوڑ دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُنکی اپنی شخصیت بڑی زبردست ہے اور اونکو کسی دوسرے کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ آپکا آریہ بھائی۔ شبدیال"

اس خط کو پڑھ کر مجھے ضلع جالندہر کے ایک گانو کے ساہوکار کا قصہ یاد آیا۔ ساہوکار مذکور کا لڑکا دوکان پر بیٹھتا اور ساہوکار خود اپنی اراضیات کو دیکھنے اور اسامیان سے تقاضا کرنے جاتا۔ شام کو کام سے فارغ ہوکر آتا تو لڑکے سے پوچھتا کہ کون کون شخص سودا لیگیا۔ اگر ایک آدھ کا نام سنتا تو پھر پوچھتا کہ کون کون اسطرف سے گذرا۔ اسپر اگر لڑکے نے جوابدیا "لالہ جی! پہلے بھوپ سنگھ گذرا" "اچھا کچھ سودا لیگیا؟" "نہیں نہیں"۔ "بہو رکھ ہماری دوکان کے آگے سے کوئی گذر سکتا ہے جو بغیر سودا لئے جائے کچھ تو لے ہی گیا ہوگا۔ لکھ ڈیڑھ سیر گڑ ایک سیر نمک اور آدھ سیر تیل"۔

کیا اس ساہوکار کی کارروائی سے لالہ رلارام جی کی کارروائی کچھ کم دلچسپ ہے۔ اب میں منتری جی کا وہ خط درج کرتا ہوں جو انہوں نے لالہ رلارام کے متذکرۃ الصدر پروٹیسٹ کے جواب میں لکھا۔

"لاہور۔ ۲۹ - جون ۱۹۰۵ء۔ پیارے بھائی۔ نمستے۔
چونکہ لالہ منشی رام کا استعفا تاریخ جلسہ سے دو روز پہلے آیا تھا اور اطلاع دینے کیلئے
کافی وقت نہ تھا میں نے اپنے امتیاز سے جلسہ کو ملتوی کر دیا اور لالہ منشی رام کو لکھدیا
کہ جبتک انکا استعفا منظور نہ ہو جاوے انکو پردھان کا کام کرنا چاہیئے اور میں
باوجود اپنے استعفا کے سکرٹری کا کام کرونگا۔ انہوں نے اپنے اختیارات کو
استعمال کر کے جلد جلسہ نہیں بلوایا ہے۔ چونکہ لالہ رام کشن جی کی طبیعت
ناساز ہے اور منیر اپنی اور دہا نشے، ویر بہال کی صحت خراب ہونے کے باعث
وہ خود لاہور نہیں آسکتے تھے۔ سولو لگانے کے لئے منشی گجرانوالہ کیطرف سے
یہہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اور پارلیمنٹ پبلک کے بارے میں صرف یہی عرض ہے
کہ پرتی ندہی سبھا کا کوئی ایسا رزولیوشن موجود نہیں ہے جسکی وجہ سے میں اسکا
وجود سمجھوں۔ اسمیں شک نہیں کہ جن لوگوں کو وقت کا ہرج کر کے اور صرف کر کے
جالندہر جانا پڑیگا۔ وے ناراض ہونگے لیکن وزیرآباد اور کانگڑی میں جب پریسیڈنٹ
نے جلسے بلائے تھے تب انکے حکم کی ہمیشہ تعمیل ہوئی تھی۔ (نوٹ یہہ جلسے رائے
ٹھاکر دت جی نے بحیثیت پردھان بلائے تھے۔ وزیرآباد میں پندرہ سے زیادہ
اصحاب شامل ہوئے تھے) جبکہ پریسیڈنٹ کا استعفا ابھی منظور نہیں ہوا تو آپکی
یہہ ہدایت کہ میں وائس پریسیڈنٹ کو پریسیڈنٹ سے مشورہ لینا ناجائز اور
غیر ضروری ہے۔ میرا عمل بموجب اپنے اختیارات اور پورانے دستور کے جلسہ
ملتوی کرنے کا جائز اور ٹھیک تھا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ پانچ دس دنوں
کی چھٹی لیکر بھی جلسہ میں شامل ہونگے۔ حالانکہ لگیگا صرف ایکدن ہی اور
وہ بھی اتوار۔ اگر ممبران چاہیں تو پردھان سے اپنا سفر خرچ مانگ سکتے ہیں"
اسکے بعد ۲ جولائی کا جلسہ انترنگ سبھا کا جالندہر میں ہوا۔ میرا استعفا منظور ہوا اور
میری جگہ لالہ رام کرشن جی وکیل جالندہر پردھان مقرر ہوئے لالہ ہرلارام کی درخواست
پر انترنگ سبھا نے حسب ذیل رزولیوشن پاس کیا جسکی نقل لالہ خوشی رام جی اسوقت کے لکھ

ادھشٹاتا گروکل) کی سیوا میں بھیجی گئی ۔ ریزولیوشن کی نقل معہ نقل جوابی کارڈ
مکھیہ ادھشٹاتا گروکل نیچے درج کرتا ہوں ۔

نقل خط منتری سبھا ۔

"تاریخ ۲ جولائی ۱۹۰۵ء کے انترنگ سبھا کے ریزولیوشن کی نقل آپکی
اطلاع کیلیئے بھیجتا ہوں ریزولیوشن ۔ لالہ رلا رام جی کے خطوط
مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء و یکم جون ۱۹۰۵ء پڑھے گئے اتفاق رائے سے
تجویز ہوا کہ جب وہ چاہیں مکھیہ ادھشٹاتا گروکل کو پیشتر کافی اطلاع دیکر
کاغذات گروکل جاکر دیکھ لیویں
باقی خط سے اس معاملہ کا کوئی تعلق نہیں ہے اسلیئے درج نہیں ہوا ۔

اسکے جواب میں گروکل کے مکھیہ ادھشٹاتا جی نے حسب ذیل جواب بھیجا :-

"اُنہیں نویدن ہے کہ لالہ رلا رام جی جب چاہیں خوشی سے پیشتر اطلاع
دیکر اور گروکل میں آکر سب کاغذات دیکھ لیویں لیکن اسقدر اطلاع آپ انکو ابھی
سے دیدیں کہ بہی کھاتہ وغیرہ دفتر میں ہی دیکھیں تاکہ جسے جب بہی
ضرورت پڑے تو دیکھ سکیں ۔ کیونکہ بہی کھاتوں کی عموماً روز ہی ضرورت پڑا
کرتی ہے ۔ اگر وہ دفتر کے باہر کسی جگہہ پر دیکھنا چاہیں گے تو دفتر کا کام بند
کرنا پڑیگا ۔ دستخط خوشی رام"

اس لمبی خط و کتابت اور ریزولیوشن سبھا کے پڑھنے سے ظاہر ہو جائیگا کہ لالہ رلا رام جی
یہہ لکھنے میں کہانتک راستی پر ہیں کہ حساب کتاب لُٹنے چھپایا گیا ۔

اب میں اپنا استعفا بجنسہٖ معہ تمہید و خاتمہ کے اخبار ستیہ دہرم پرچارک مطبوعہ ۲۹ -
جیٹھ سمت ۱۹۶۳ بکرمی مطابق ۹ جون ۱۹۰۶ء سے نقل کرتا ہوں ۔

اطلاع ضروری

ذیل کا خط جو میں نے شریمان رائے روشن لال جی منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے نام

بھیجا ہے کسی تفسیر کا محتاج نہیں ہے۔ ۲۷ و ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۵ء کے جلسہ کے بعد ابھی پورے تین دن ہی گذرے تھے کہ لالہ رلارام نے پھر سبھا کے منتری جی کو خط لکھا جسمیں گردکل کے روزنامچہ حساب وغیرہ دیکھنے کے لئے مانگتے ہوئے اپنے حکم کی عدم تعمیل میں عدالت تک پہونچنے کی دھمکی دی۔ انکا خط تو بجنسہٖ انترنگ سبھا میں پیش کرنے کے لئے میں نے بھیجدیا اور ذیل کا خط منتری کے نام علیحدہ لکھدیا۔

نقل خط

جالندھر شہر }
۱۰ جون سنہ ۱۹۰۵ء } مہاشے ورر لاے روشن لال جی بی اے منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

نمستے۔ آپنے جو لالہ رلارام کا خط واسطے ملاحظہ بہی جات گردکل معہ دھمکی چارہ جوئی عدالت میرے پاس بھیجا ہے اُسے واپس بھیج چکا ہوں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ محض ایک میری شخصیت کے باعث سبھا میں آئے دن فسادی لوگ فساد ڈالکر آریہ سماج کا مضحکہ اڑانے اور اُسے بدنام کرانے کے باعث ہو رہے ہیں۔ گو گذشتہ اجلاس میں سبھا نے مجھے سبکدوش کرنے سے انکار کرکے پھر اپنے وشواس کا ثبوت دیا تھا لیکن باوجود سبھا کی اس قدردانی اور حکم کے میں معزز سبھا کو روزانہ دقتوں سے بچانے کے لئے اپنا پردھان پد سے خودبخود علیحدہ ہونا ضروری سمجھتا ہوں اور راے ٹھاکردت اور لالہ رلارام وغیرہ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر انکو کبھی آریہ سماج کے آرگنیزیشن سے پریم تھا۔ تو اب آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے کاموں میں وگھن ڈالنے سے باز آجاویں۔ اور چونکہ اُنکے حملوں کا نشانہ اکیلا میں ہوں اور میری گذشتہ سولہ سالہ پرائیویٹ اور پبلک تحریروں سے وہ جانتے ہیں کہ میں ان الزاموں کے لئے جو وہ عائد کرتے ہوئے مجھ پر لگائے جاویں عدالت سے چارہ جوئی اپنے اصول کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اس لئے اخباری غیرذمہ وار حملوں سے باز آکر ایکمرتبہ

اپنے لگائے ہوئے الزاموں کا فیصلہ کرالیویں۔ اور جن جن اصحاب کی نسبت
(مثلاً ماسٹر سندر سنگھ۔ پنڈت دولت رام۔ منشی طوطا رام۔ پنڈت رام بھجت۔ سوامی
درشنانند۔ سوامی نتیانند وغیرہ) وے ظاہر کرتے ہیں کہ مینے ان لوگوں کے
برخلاف جھوٹے الزام وغیرہ لگائے ہیں ان اصحاب کو پرنا کرکے اُنکے دعوے
ازالہ حیثیت عرفی کا مجھپر دائر کراویں میں ہر ایک ایسے دعوے کا جواب دینے
کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ منتری جی! میرا یہ آخری پتر اس وشے میں ہے
میں انترنگ سبھا کے اجلاس مورخہ ۱۱ جون ۱۹۰۵ء میں اپنا حاضر ہونا مناسب
سمجھتا ہوں۔ اور اسلئے یہہ خط اخبار میں شائع کرا دیتا ہوں تاکہ جملہ ممبران انترنگ
سبھا کو اطلاع میرے پردھان پد سے علیحدہ ہونیکی پہونچ جاوے اور وے
اکٹھے ہوکر اس موقعہ پر جیسا مناسب انتظام سمجھیں کر سکیں۔

آپکا متر منشی رام

اس خط کو پڑھکر امید ہے کہ سب سجن میری پوزیشن کو سمجھہ لینگے۔ آئندہ کوئی
صاحب بھی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے متعلق مجھ سے خط وکتابت کی تکلیف
نہ کریں کیونکہ ایسا کرنے سے کام میں توقف اور حرج ہوگا۔ طبیعت گذشتہ سفر
اور جدوجہد نے کسی قدر خراب کردی ہے جسکی درستی کے لئے آرام مطلوب ہے
پس میرے مہربان مجھپر احسان کریں گے۔ اگر غیر ضروری خط وکتابت سے
مجھے معاف رکھیں۔ رائے ٹھاکر دت و لالہ رلا رام کو مصالحہ نالش تیار کرنے
کی سہولت دینے کے لئے ہی میں سبھا کے پردھان پد سے علیحدہ ہوا ہوں
آشا ہے کہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر دونوں صاحبان بمدد اپنے ہمراہیوں
کے بہت جلد مجھپر نالش دائر کردیں گے اور دیگر اصحاب سے بھی نالش
دائر کرا دینگے تاکہ ایک ہی مرتبہ جملہ احباب کی شکائت رفع ہو سکے۔

منشی رام

اس سے بڑھ کر میں اس معاملہ کو کیا صاف کر سکتا تھا میری اس تحریر کو پڑھ کر لالہ رلا رام جی نے اپنے خطوط لکھنے شروع کئے جنمیں سے پہلا خط وہ ہے جسمیں سے کچھ اقتباس میںنے اوپر پیش کیا ہے اور باقی سلسلہ وار پیش کرتا ہوں۔

لالہ رلا رام جی لکھتے ہیں:-

۲ - لالہ منشی رام جی لکھتے ہیں کہ راقم انپر مقدمہ دائر کرے اور عدالت سے الزامات کا ایک ہی دفعہ فیصلہ کرا لیوے۔

میںنے جو الزامات اتر بیجا کے لالہ منشی رام جی پر لگائے ہیں اور انکا جو کافی تحریری ثبوت سبھا میں پیش کیا ہے انکی تردید نہ تو لالہ منشی رام جی کر سکے ہیں اور نہ انکا کوئی ہمراز۔ اور نہ اب کوئی تردید کر سکتا ہے۔ جواب میں لالہ منشی رام جی کی طرف سے بجز اور کچھ نہیں کہا جا سکا کہ یہہ بات پرانی ہے۔ پس نالش لالہ منشی رام جی کو کرنی چاہیئے کیونکہ الزام انپر ہے اگر یہہ الزام مجھپر ہوتے تو میں اپنی بریت کے لیئے نالش کرتا۔

فی الحال لالہ منشی رام جی اخباری تحریروں کو غیر ذمہ وار ٹھہراتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اخباری تحریر اسوقت غیر ذمہ وار نہ تھی جسوقت کہ لالہ منشی رام جی نے ہر ایک چھوٹے بڑے پر حملے کیئے اور لوگوں کو بے عزت کیا۔ حتے کہ لوگو کے عقائد کی نسبت بھی بدظنی پھیلائی۔

جواب لالہ رلا رام جی اپنی تحریروں کو پھر غور سے پڑہیں میںنے ہرگز جواب نہیں دیا کہ بات پرانی ہے اسلیئے جانے دو۔ آپ نے آریہ پرتی ندھی سبھا کے روبرو استغاثہ دائر کیا وہاں سے آپکا استغاثہ خارج ہوا۔ آپ خود سمجھتے ہیں کہ اخباری تحریروں سے کوئی شخص ٹھیک نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ اسیلیئے تو آپکے دوست صادق لالہ کرمچند اور لسٹری نے آپکی چٹھیوں کا مجموعہ یکجا کر کے چھپوایا۔ پس میںنے برا نہیں کہا کہ آپ عدالت میں جا اور ثابت کیجئے۔ اور جو آپ نے میری تحریروں کا حوالہ دیا تو جن اصحاب کی نسبت آپکا دعوے ہے کہ میںنے انکو بے عزت وغیرہ کیا تھا میںنے انکو کب منع کیا تھا کہ مجھپر نالش

نہ کریں۔ اور اگر آپنے آریہ سماج کے سدھانتوں کے برودھ کچھ لکھا ہے تو اسکے لئے مجھے کوئی نیا دعوے عدالت میں جانے کے لئے ہو سکتا تھا؟ ۔ اپنے سب سے بڑے مددگار ٹھاکر دت صاحب کو ہی پوچھئے۔ لیکن آپکو تو بقول آپکے (جو بار بار بطور دھمکی آپکی تحریروں میں آیا ہے۔) صرف نیا دعوے لاحاصل ہے۔ اگر لالہ رلارام جی کی تحریروں کے ایک ایک جزو کو علیحدہ علیحدہ لیکر انکی پڑتال کیجاوے تو مضمون اسقدر بڑھ جائیگا کہ شائد کبھی ختم ہی نہ ہوسکے اسلئے انکی پہلی چٹھی کا بقیہ مضمون انگجہ حرف بحرف درج کرکے اسکا مختصر جواب دیدونگا اور پھر اصل اعتراضوں کی طرف رجوع ہونگا

اب جبکہ الزامات آپ پر لگتے ہیں اور جواب آپ کے پاس کچھ نہیں تو لوگوں کو عدالت کا راستہ بتلایا جاتا ہے۔ کیا ہی انصاف ہے؟ چونکہ لالہ منشی رام جی وکیل رہ چکے ہیں وہ اسکے بھید کو سمجھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ایک تو پبلک کی ہمدردی ملزم کے ساتھ بالعموم ہوتی ہے۔ خاصکر لالہ منشی رام جیسے ملزم کیساتھ۔ بمقابلہ انکی پراسی کیوٹر یعنی پیروی کرنے والے کی نسبت معاملہ اُسکے متضاد ہوتا ہے۔

دوم عدالتوں میں شک کا فائدہ ملزم کو پہونچتا ہے اور بعض حالتوں میں کسی قانونی نقص کی وجہ سے ایسا شخص جو درحقیقت ملزم ہوتا ہے بری ہوجاتا ہے اور پبلک میں اس بات کی تمیز یا اس بات کا خیال بہت ہی کم ہوتا ہے کہ بریت اصلی الزاموں سے ہوئی ہے یا کہ محض قانون یا ضابطہ کے کسی نقص کی وجہ سے وہ اس راز کو محسوس کرتے ہوئے پبلک کی ہمدردی ان الفاظ سے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مجھپر تصرف بیجا یا غبن وغیرہ کا مقدمہ بنایا جاوے درحالیکہ میرے ثابت کئے ہوئے چودہ ہزار سے زیادہ کے تصرف بیجا کی کوئی تردید تو ایکطرف رہی از دست انکی حجت کو تسلیم کیا گیا ہے تو یہہ فرض لالہ منشی رام جی کا ہے کہ وہ اگر مناسب سمجھیں تو عدالت میں جاکر اپنی بریت کریں۔

ﷲ۔ چونکہ خود لالہ منشی رام جی اور اُنکے دوستوں نے اس تصرف بیجا کے معاملہ کو اخباری دنیا میں پہونچایا ہے اور اسکی نسبت بہت کچھ غلط بیانی کی ہے۔ اسلئے

میرا یہہ فرض ہوگیا ہے کہ اصل واقعات کو پبلک کے روبرو رکھکر پبلک کو اسبات کے جانچنے کا موقعہ دوں کہ یہہ الزامات کہانتک درست ہیں اور کہانتک اُنکی تردید ہوئی یا ہوسکتی ہے؟۔ میں لالہ منشی رام اور اُنکے دوستوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ تصرف بیجا کی تائید میں جو شہادت کہ میں پیش کرتا ہوں اسکی تردید کریں۔

میں تصرف بیجا کے الزامات پانچ مدات میں جو ذیل میں درج کیجائینگی تقسیم کرتا ہوں اور ہر ایک مد کا ذکر معہ تفصیل علیحدہ علیحدہ ایک ایک پرچہ میں کیا جائیگا تاکہ پڑھنے والوں کو پچھلے اخباروں کے جمع کرنے اور دیکھنے کی تکلیف اور دقت نہ رہے وہ پانچ مدات یہہ ہیں:۔

اوّل۔ یہ سات ہزار پانچسو روپیہ کا تصرف بیجا۔ یہہ روپیہ لالہ منشی رام جی کے حوالے ہوا تھا کہ اسکو سود وغیرہ پر لگائیں۔

دوم۔ ۴۳۹۹ روپیہ کا تصرف بیجا۔ یہہ روپیہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے لیکر دسمبر ۱۹۰۰ء تک لالہ منشی رام جی کے قبضہ میں وقتاً فوقتاً آتا رہا۔

سوم۔ چند ایک چھوٹی چھوٹی رقمیں جو وقتاً فوقتاً لالہ منشی رام جی کے قبضہ میں آتی رہیں اور انپر انہوں نے تصرف بیجا کیا۔

چہارم۔ وہ رقومات جو کہ تین سال کے اخبار ستیہ دھرم پرچارک سے انتخاب کی گئیں جنکی نسبت لالہ منشی رام جی اخبار میں تسلیم کرچکے تھے۔ مگر سبھا میں وہ روپیہ نہیں دیا گیا تھا۔

پنجم۔ چند ایک ایسی رقومات کہ جنکی بابت میرے پاس حال میں شکایت تصرف بیجا کی پہونچی چنانچہ انہیں سے ایک رقم مبلغ (۸۰) کے تصرف بیجا کا اقبال لالہ منشی رام جی کی طرف سے ہوچکا ہے اس مد میں ایکہزار روپیہ کی جو کہ لالہ منشی رام جی کو فروری ۱۹۰۱ء میں راولپنڈی سے حاصل ہوئی اسکے علاوہ ہے اس رقم کی بابت لالہ منشی رام جی سے پوچھا گیا تھا کہ یہ رقم آپنے لی یا نہیں اور اگر لی تو بعد میں مد فنڈ میں جمع کی یا نہیں؟ مگر جواب کچھ نہ ملا تھا۔"

۱۶- جون کے "ہتکاری" میں لالہ رلارام جی کی چھٹی نکلی۔ اس چھٹی کے خاتمہ پر لالہ رلارام
نے مجھپر تصرف بیجا کے الزام پانچ مدوں میں لگائے ہیں اونمیں سے پانچویں الزام کا
اول حصہ تو مبلغ ۵ قیمت اخبار پایونیر کے متعلق ہے جسکا اصل حال میں سیدھے
الفاظ میں بیان کرچکا ہوں یہی بیان سبھا کے روبرو مینے کیا تھا جسکو بگاڑ کر لالہ رلارام
کے صادق دوست نے ہتکاری میں بیان کردیا تاہم اس سے بھی صاف پتہ لگتا ہے کہ
لالہ رلارام اور انکے دوست اس الزام کے لگانیسے خود شرمندہ تھے بلکہ اگر کوئی پوچھتا
تھا تو ہنسی میں ٹالنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس الزام کے دوسرے حصہ میں لالہ کرپارام
ساہنی پردھان آریہ سماج راولپنڈی کیطرف سے مجھے ایکہزار روپیہ گروکل کیلئے وصول
ہوئے اور انکے سبھا کے دفتر میں نہ جمع ہونیکی بابت ہے۔ اسکا جواب مینے معہ عدالت والے
معاملہ کے جواب کے ۲۲ جون کے پرچارک میں چھاپ دیا تھا جسے بجنسہ درج کرلینے سے
پیشتر میں لالہ رلارام کا ایک اجتماع ضدین دکھلاتا ہوں۔ اسجگہہ تو قانونی نقائص وغیرہ
کے باعث مقدمہ خارج ہونیکا بہانہ کر کے ٹالتے ہیں لیکن اہنیں چٹھیوں کے مجموعہ کے خاتمہ
پر دوسری رقم ۴۹۹ پر بحث کرتے ہوئے اسکو غبن ظاہر کر کے اور پرامیسری نوٹ لکھے
جانیکے بعد اسے تصرف بیجا کی تعریف میں لاکر تحریر فرماتے ہیں "ایسی صورت میں قانون
والوں کی رائے ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے پرامیسری نوٹ لیا ہر ایک مذہبی سبھا
کا ہر ایک ممبر جو آجتک اس روپیہ کی تفصیل سے بے خبر رہا لالہ منشی رام کے اوپر فوجداری مقدمہ
غبن یا تصرف بیجا کے دائر کرنیکا حق رکھتا ہے" جب ایسی حالت ہے تو آپکے دلی دوست
اور رشتہ دار جناب رائے ٹھاکر دت سے بڑھکر اس دعوے کیلئے اور کون موزون تھا اور
اگر وہ اندر والے کے سمجھانے سے رکتے دکھائی دیتے تو جن لالہ چھجو رام صاحب ٹھیکہ دار
رئیس جالندہر نے مجھے بے عزت اور برباد کرانے کی خاطر اتبالی طور پر تین صد سے زیادہ
روپیہ اخبار "ہتکاری" کے گھاٹے میں ڈالا اور جن لالہ کرمچند امرتسری نے اپنے خیالی دکھ کا بدلہ
لینے کیلئے ہزار کے قریب روپیہ "ہتکاری" کے ارپن کیا انمیں سے ایک کیوں نہ کھڑا ہوگیا
اور سب سے بڑھکر تو لالہ دتی چند ایم اے خود وکیل ہیں انہوں نے کیوں ایسے صاف

مقدمہ میں عدالت سے پہلوتہی کی اور اب کیا گیا ہے۔ اگر انکے مزاج میں آوے تو اب بھی کوئی روک ٹوک نہیں ہے

۲۴ - جون ۱۹۰۵ء کے پرچارک کا مضمون :-

غور سے پڑھیے

(۱) میں نے پردھان پد سے علیحدہ ہو کر امید کی تھی کہ رائے ٹھاکر دت اور لالہ رلارام عدالت میں جانیکا ساہس کرینگے اور بجائے غیر ذمہ دار حملوں کے اپنے دعاوی کو باقاعدہ ثابت کرنیکی کوشش کرینگے میرا ارادہ تھا کہ اگر ستمبر کے خاتمہ تک وہ عدالت میں نہ جاویں تو اصل حالات معہ حوالجات تحریری ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کر دونگا تاکہ حق بین اصحاب غلط فہمیوں سے بچ سکیں لیکن چونکہ لالہ رلارام نے عدالت میں جانے سے صاف انکار کر دیا ہے اور ایک نیا سلسلہ تحریر دنکا نکالنا شروع کیا ہے اسلیئے انکے سلسلہ کے ختم ہوتے ہی انکے سخت ذاتی حملوں سے پر اور بدتہذیب طرز تحریر کو نظر انداز کر کے محض واقعات کا اظہار کرنے کے لیئے ایک پمفلٹ نکالدونگا۔ جہانتک ہو سکیگا دیگر اصحاب کی نسبت حالات ظاہر کرنے سے پرہیز کرونگا لیکن اگر انکے ظاہر کیئے بغیر اصلیت صاف ہوتی نظر نہ آئی تو افسوس ہے مجھے وہ حالات بھی لکھنے پڑینگے

۲۔ اس اخبار کو میں ان کو سنکاروں سے پاک رکھنا چاہتا ہوں جو کہ اسوقت بعض ناعاقبت اندیش بھائی پھیلانیکی کوشش کر رہے ہیں اسی لیئے ان کالموں میں انکا نوٹس نہیں لیا جاتا۔ پمفلٹ کی تیاری پر ان کالموں میں صرف اسکی تیاری کی خبر شائع کر دیجاویگی تاکہ جو اصحاب اسے دیکھنا چاہیں درخواست بھیجکر منگوا سکیں :

۳۔ ایک غلط فہمی کو جو حال میں ہی پھیلائی گئی ہے دور کر دیتا ہوں۔ لالہ رلارام نے سبھا کے اجلاس میں پہلی مرتبہ بتلایا کہ ایکہزار روپیہ اب کسی

سماج سے لالا اور منشی رام نے داخل نہیں کیا۔ میرے دوبارہ سہ بارہ پوچھنے
پر کہا اسوقت نہیں بتلا دیں گے۔ پھر آخر تقریر میں فرمایا کہ راولپنڈی سماج
کا روپیہ تھا۔ میں نے چونکہ آخری جواب نہیں دیا تھا اسلیئے اسپر کچھ نہ کہا اور لالہ رلارام
کی تقریر کے وقت لالہ کرپارام ساہنی چلے گئے تھے ورنہ بتلانا انکا فرض
تھا۔ لالہ رلارام جی کا یہ الزام غلط ہے۔ راولپنڈی کے جلسے سے میں ۱۴ فروری
کی رات کو چلا تھا۔ لالہ کرپارام جی نے ایکہزار روپیہ گردکل کے لئے دیا۔ بابو
کالی شرن نے شاید ۵۰۰ اسی فنڈ کے لیئے مری سماج کیطرف سے دے
۲۰ فروری کی صبح کو میں گردکل میں پہونچا اسی دن دونوں رقمیں گردکل کے
خزانہ میں داخل ہوگئیں اور روکڑ میں انکا اندراج ہوا سکرٹری آریہ سماج
راولپنڈی اور مری کے پاس گردکل سے رسیدیں گئیں۔ سکرٹری صاحب
موصوف اور رکھیہ ادھشٹاتا گردکل کا فرض ہے کہ اگر میری تحریر غلط ہے
تو اسکی تردید کریں۔" "منشی رام"

اسپر منتری آریہ سماج راولپنڈی نے حسب ذیل خط ہتکاری کے پاس چھپوانے کے لئے
بھیجا جو ۲۴ جون ۱۹۰۵ء کے ہتکاری سے بجنسہٖ معہ اُس نوٹ کے درج کیا جاتا ہے
جو "ہتکاری" کے مالک اور اُسکے ایڈیٹر کے بھی افسر اعلیٰ لالہ کرم چند نے اپنی طرف سے
اسکے نیچے کر دیا۔

"لالہ رلارام کی شخصی عداوت سے پُر از کینہ مضمون جو بذریعہ ہتکاری وغیرہ
شایع ہوکر پبلک کو مغالطے میں ڈال رہے ہیں۔ اس قابل نہیں کہ انکی طرف
توجہ دیجاوے۔ کیونکہ جو جو کارروائیاں اسوقت تک ایک نیک پُرش کو
خوامخواہ بدنام کرنے کے لئے انکی اور اُنکے چند گمراہ ہمراہیوں کی جانب سے
وقوع میں آئی ہیں بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں مگر چونکہ
پانچویں دفعہ ہے کہ لالہ منشی رام جی کو بدنام کرنے کی خاطر اب راولپنڈی
سماج کی آڑ لی گئی ہے۔ اسلیئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انکے بیجا حملوں

کے واقعات کی بنا پر چھان بین کرکے پبلک کو اصلیت سے واقف کیا جائے۔
پہلے چار حصوں کو چھوڑ کر پانچواں حملہ جو لالہ رلا رام جی کی نیک نیتی
ظاہر کرتا ہے یہہ ہے کہ لالہ منشی رام جی الـ۱۰۰۰ روپیہ راولپنڈی سے
لگئے اور اسپر بیجا تصرف کیا اسکے متعلق لالہ رلا رام جی نے آریہ پر تی
ندہی سبھا کے جنرل اجلاس مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۰۵ء میں قدرے ذکر
کرنا چاہا تھا مگر چونکہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے ثبوت بہم نہ پہونچا
سکنے کیوجہہ سے جھجک گئے اور یہہ کہکر ٹالدیا کہ اسکا ذکر میں ابھی نہیں
کرسکتا۔

دوسرے روز ۲۸ مئی ۱۹۰۵ء کو پھر اسی بات کا مہمل طور پر ذکر ہوا۔ جسکو
اس سماج کے پرتی ندہی نے بے معنی سا خیال کرکے قابل جواب نہ سمجھا۔
اب چونکہ لالہ رلا رام جی نے اپنی نیک نیتی کے ثبوت میں اسکو اخبار
میں شائع کرایا ہے اسلئے پبلک کو مغالطہ سے بچانے کے لئے اسکی
تردید کی ضرورت پڑی ہے۔

افسوس کہ انکے چیلے جو راولپنڈی سے انکو اس اگنی کے بھڑکانے
میں مدد دے رہے ہیں انکو بدنام کیا چاہتے ہیں۔ اگر انکے مددگار راولپنڈی
سماج کے ادھکاریوں سے اس امر کی بابت دریافت کرلیتے۔
تو یقین ہے کہ لالہ رلا رام کی ہمت کا یہہ خاکہ نہ کھنچتا اور نہ ہی ایسی بکروہ
چال میں انکو شرمندگی اٹھانی پڑتی۔

اصل واقعات یہ ہیں کہ لالہ منشی رام جی کو منت سماجت کرکے راولپنڈی
سماج کے سالانہ جلسہ پر بلایا گیا اور ۱۴ فروری ۱۹۰۵ء واپسی کے
وقت گروکل فنڈ کیلئے الـ ۱۰۸۱ روپے دئے نہ کہ الـ۱۰۰۰ روپے جیسا کہ
لالہ رلا رام جی نے ظاہر کیا ہے، اس سماج کی طرف سے دیا گیا۔ جیسا
کہ اکثر جلسوں کے موقعہ پر اکثر کیا جاتا ہے سبھا کے ادھکاریوں اور

اپدیشکوں کی معرفت سبھا میں بھیجا جاتا ہے۔

۲۰۔ فروری کو چھ روز کے بعد (جو شاید سفر میں لگے ہونگے) گوروکل کاریالہ سے مفصلہ ذیل رسیدات ہمارے پاس پہنچگئیں۔

رسید نمبر ۴۰۴۶ مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۵ء برائے مبلغ ۸۰۰ روپیہ گوروکل فنڈ۔

رسید نمبر ۴۰۴۷ مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۵ء برائے مبلغ ۲۰۰ روپئے عمارت فنڈ۔

رسید نمبر ۴۰۴۹ مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۵ء برائے مبلغ ۵۰ روپیہ گوروکل جلسہ فنڈ

رسید نمبر ۴۰۵۱ مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۵ء برائے مبلغ ۳۸ روپیہ دان روپلی فنڈ

اسطرح چہ اگر لالہ منشی رام جی نے یہاں سے روپیہ لیجا کر گوروکل میں پہونچا کر سماج کو منی آرڈر و ہنڈی کمیشن سے بچادیا تو بخیال آپکے بیشک تصرف بیجا کیا۔

یہ رسیدات سماج کے دفتر میں موجود پڑی ہیں اگر کسی بھائی نے لالہ رلارام جی کی نیت کا اندازہ کرنا ہو تو اس آمدنی کا حساب ہردوار جاکر دیکھ لیں کیا ہی اچھا ہوتا اگر لالہ رلارام جی اپنی نیت کا اندازہ پبلک میں لگوانے سے پہلے راولپنڈی سماج کے کسی ادہکاری سے دریافت کرلیتے تو مفت کی بدنامی نہ اٹھانی پڑتی۔

انت میں لالہ رلارام سے نویدن ہے کہ اپنی ذاتی عداوت کے کارن آریہ سماج کی جڑ کو کھوکھلا نہ کریں اور آریہ سماج میں اشانتی پھیلانے سے باز رہیں۔ اوم شم"

"ویدک دہرم کا سیوک گوری شنکر وج منتری آریہ سماج راولپنڈی"

ایک ہزار پرتگیا بھنگ

ست دہرم پرچارک مطبوعہ ۱۰۔ اساڑہ کی مہمل تحریر سے بہت کچھ غلط فہمی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ لالہ رلارام جی کو یہہ پہلے سے پتہ ہے کہ ۱۰۸۱ اردیہ

لالہ منشی رام جی کی معرفت مختلف فنڈات۔ متعلقہ گروکل راولپنڈی سماج
کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ جو شخص یہ کہکر اس بات کی تردید کرے کہ لالہ
منشی رام جی نے ایکہزار روپیہ نہیں لیا ۱۰۸۱ روپئے۔ سمجھو کہ اسکو اس
امر کی اصلیت کا کچھ بھی پتہ نہیں۔ ایکہزار روپیہ جسکا ذکر لالہ رلارام جی نے
کیا خاص لالہ منشی رام جی کے ہاتھ میں دیا گیا تھا۔ پس جو شخص ہزار روپے
کی تردید کیلئے ۱۰۸۱ روپیہ چندہ گوروکل کا ذکر کرتے ہیں وہ پبلک کو غلطی
میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں پھر کہونگا کہ وہ ہزار کی رقم اس ۱۰۸۱ کی رقم
کے علاوہ ہے۔ اگر کوئی اب بھی انکار کریگا تو میں اپنے ایک دوست کی
مفصل چٹھی آمدہ از راولپنڈی آئندہ شائع کرا دونگا۔ جس سے سب پول
کھل جائیگا۔ مینے ایک معتبر شخص سے یہ بھی سنا ہے کہ اس ہزار کی وجہ
سے تو لالہ منشی رام جی نے پنگیا جنگ کی اور راولپنڈی میں لیکچر دیدیا
اور چونکہ فروری سے لیکر آجتک سبھا کے خزانے میں یہ مبلغات داخل نہیں
کئے گئے۔ اسلئے لالہ رلارام جی کا اعتراض بدستور قائم ہے۔ میرا جب
ضرورت مزید یا مفصل لکھنے کا وچار ہے۔ میرا جواب دینے والے گالیوں
کی بجائے واقعات سے کام لیں تو مناسب اور بہتر ہوگا۔ اگر لالہ منشی رام
واقعی صاف گو ہیں تو وہ کیوں نہیں اس ایکہزار کے متعلق صاف بیان
کر دیتے

(کرمچند)

اس نوٹ میں لالہ کرمچند نے ایک خاص عقلمندی سے کام لیا ہے۔ لالہ رلارام نے
چونکہ سبھا میں الزام دیتے وقت ایکہزار روپیہ بیان کیا تھا اسلئے جواب میں مینے بھی
ایکہزار کا ذکر کر دیا۔ اسوقت میں گروکل سے علیحدہ تھا اور اسلئے وہاں کا اندراج
دیکھ نہ سکا تھا۔ اصل میں گروکل فنڈ کے متعلق آدلی جلسہ سے تو ایکہزار روپیہ ہی
دیا گیا تھا۔ لیکن وہ روپیہ الٹپ فنڈ کا پہلے سے اکٹھا رکھا تھا اور یہہ روپئے دلنا
روپی فنڈ کے تھے۔ سوائے اس روپے کے لالہ رلارام نے کوئی روپیہ مجھے نہیں دیا

اسکے بعد راولپنڈی سے ایک اور خط ہتکاری میں چھپا جسے میں یہاں بجنسہ چھاپ دیتا ہوں۔ یہہ خط غالباً لالہ رلا رام جی کے رشتہ دار لالہ تارا چند مہوک کا لکھا ہوا تھا جو شاید انہیں دنوں راولپنڈی آریہ سماج کی سبھا سے خارج کئے گئے تھے۔

ازاخبار ہتکاری، جولائی ۱۹۰۵ء

از راولپنڈی

(۱) راولپنڈی سماج خاص سے تین بر لی ندہی نہیں بلکہ دو تیسرا کوہ مری سماج کیطرف سے ہوا حالانکہ وہ کبھی راولپنڈی سماج کا ممبر تھا یہاں بھی شمار کیا گیا اور وہاں بھی جوکہ دونوں جگہہ ناجائز طرح ممبر بنے کا مطلب تھا۔ اگر میری مفصل چٹھی چھاپ دی ہوتی۔ تو آپ کے اس نوٹ سے جو ۲۴ جون کے پرچہ میں سماجک سماچار کے اندر نکلا غلط فہمی نہ پھیلتی اب ذیل کی سطور سے غلط فہمی دور ہو جاویگی۔

(۲) لالہ منشی رام جی ستیہ دہرم پرچارک مطبوعہ ۱۰۔ اساڑھ میں تحریر فرماتے ہیں کہ لالہ رلا رام جی نے جو ایکہزار روپیہ کا اعتراض اُٹھایا تھا وہ لالہ کرپا رام جی نے گروکل کے لئے دان دیا تھا اور جمع ہو چکا ہے۔ یہہ صریحاً غلط ہے لالہ کرپا رام جی نے کوئی ہزار روپیہ کی رقم گروکل کے لیے دان نہیں دی تھی انہوں نے اس سماج کے سالانہ جلسہ اور پردیش کے موقعہ پر صرف ۵۰ روپیہ دان دیا تھا اور ۲۵۰ دیگر فنڈ کے لئے تھا اور یہ اسوقت وعدہ تھا۔

کوہ مری سماج والا روپیہ اور لوکل اگراہی جوکہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پہ کی گئی تھی ملاکر جو کچھ ہمنے اکٹھا کیا تھا اسمیں سے ۱۰۸۱ روپیہ گروکل کے لئے لالہ منشی رام جی کو بروقت روانگی ۸ تاریخ کو دئے گئے تھے اور زیر بحث ہزار روپیہ صاحب موصوف نے ۹ تاریخ کی شام کو پردیش سماج مندر علیحدہ بھینٹ کیا تھا وہ روپیہ جسکی وہ رسید چھاپتے ہیں ایک ہزار نہیں

بلکہ ایک ہزار اکاسی (۱۰۸۱) روپیہ ہے اور یہہ ایکہزار کی رقم علیحدہ ہے ہاں
اگر یہہ بھی انہوں نے گرد کل کے لیے دان دی تھی تو راولپنڈی پبلک
کو ہرگز معلوم نہیں اور اگر گپت دان تھا تو ایکہزار اکاسی کی بجائے دوہزار
اکاسی روپیہ گرد کل فنڈ میں راولپنڈی سماج کیطرف سے جمع ہونا چاہیے تھا
اور اسی طرح یہ رقم بھی راولپنڈی سماج کی بکل اوگراہی میں جمع ہوکر میزان
کل بجائے قریب ۰۰،۷ہے کے ۰۰،۸ کے قریب ہونا چاہیے تھا۔
میں دعوے سے ثابت کرنے کے لئے طیار ہوں کہ یہہ ایکہزار روپیہ اور ہے
اور جو سماج کیطرف سے ۱۰۰۰ روپیہ دیا گیا تھا وہ اور ہے۔
پردہان آریہ سماج راولپنڈی بھینٹ کرنے والے اور لالہ منشی رام جی پردھان
شرومنی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب دان لینے والے اس سے منکر نہیں ہو سکتے
کیونکہ مجھ گھر کے بھیدی کو سب حالات اچھی طرح سے معلوم ہیں۔"
"ایک گھر کا بھیدی"
ابتک لالہ کرپا رام جی نے خاموشی اختیار کر چھوڑی تھی لیکن جب یہہ خط شائع ہوا تو حسب
ذیل خط لالہ کرپا رام ساہنی کا اخبار پرکاش میں شائع ہوا (دیکھو پرکاش مطبوعہ ۱۲ جولائی
۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

مانیہ ور مہاشے ایڈیٹر پرکاش

نمستے

مجکو سخت رنج اس بات کے سننے پر ہوا کہ لالہ رلا رام جی نے ایک بے بنیاد
الزام لالہ منشی رام جی پر میرا نام لیکر لگایا ہے چونکہ اس دینے میں اُنکے ایک رشتہ
دار نے جو لالہ رلا رام جی کے ہیں ایک غلط فہمی عام طور پر پھیلائی ہے لہذا اس غلط
فہمی کو دور کرنا اپنا دہرم سمجھکر اصلی واقعات ذیل میں درج کرتا ہوں جب لالہ منشی رام
جی راولپنڈی شہر کے سالانہ جلسہ پر ماہ فروری ۱۹۰۵ء کو تشریف لائے تھے

لو جلسہ کے اختتام پر آریہ سماج راولپنڈی نے منجملہ اس روپے کے جو اس
موقعہ پر فراہم کیا گیا تھا۔ مبلغ ایکہزار روپیہ حسب معمول گروکل کانگڑی کو دینا
تجویز کیا تھا۔ چونکہ لالہ منشی رام جی اسوقت گروکل کے ادہشٹاتا تھے اسلئے
بجائے کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ یا بذریعہ رجسٹری کے اس رقم کو ارسال
کرنے کے یہ روپیہ اُنکے ہاتھ روانہ کرنا مناسب سمجھا گیا تھا۔ چنانچہ روپیہ کے
بوجہ سے بچنے کی وجہ سے انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر ایک قطعہ نوٹ
کا مل جاوے تو بہتر ہوگا لہذا نوٹ حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اتفاق سے
نوٹ اُنکے روانہ ہونیسے پہلے شام کو ملگیا۔ لہذا اُنکے لیکچر کے اختتام پر
جو آریہ سکول صدر بازار راولپنڈی میں اسی شام کو ہوا تھا اُنکے حوالہ کیا گیا
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ لالہ رلارام جی کے رشتہ دار اسوقت موجود تھے۔
اس امر کو نوٹ کر لیا کہ کسی دیگر موقعہ پر وے غلط فہمی پھیلانیکا موقعہ پا سکیں
گے میں اپنے سچے دل سے تحریر کرتا ہوں کہ نہ مینے آجتک لالہ منشی رام جی کو
کبھی روپیہ بھینٹ کیا اور نہ ہی انہوں نے کبھی مجھ سے روپیہ لینے کی خواہش
ظاہر کی۔ آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ اگر مینے کوئی روپیہ لالہ منشی رام جی کو
بھینٹ کرنا ہوتا تو کیا اسطرح سے ایک عام جلسہ میں پیش کرتا۔ خصوصاً جبکہ
میں جانتا تھا کہ اُنکے مخالفین رائی کا پربت بنانے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ
اس قسم کی امداد خفیہ طور پر دی جایا کرتی ہے نہ کہ اسطرح سے کھلم کھلا روپیہ
مذکور کی رسید سکرٹری آریہ سماج راولپنڈی کے پاس موجود ہے پھر یہہ
نہیں معلوم ہوتا کہ لالہ منشی رام جی نے کیونکر اس روپے کا غبن کیا۔ جیسا
کہ اُنکے مخالفین نے مشہور کیا ہے مجکو سخت افسوس ہے کہ لالہ رلارام
جی جیسے تعلیم یافتہ کو کیونکر اس قسم کے بے بنیاد الزام لگانے اور شریف
و سداچاری مہاشے کو بدنام کرنیکا موقعہ پڑتا ہے آپ کرپا کر کے میرے خط
کو اخبار میں درج کر کے پبلک کو اس غلط فہمی کی اصلیت سے واقف ہونیکا

موقعہ ویں۔ اگر اسپر بھی کسی صاحب کو شک ہو تو مجھ سے خط وکتابت کر
سکتے ہیں۔ میں اپنی تحریر مندرجہ بالا کو صحیح اور درست ثابت کرنے کیلئے
ہر وقت بذریعہ تحریر و تقریر طیار ہوں۔ بہتر ہوتا کہ بجائے ایسے بہتان
گھڑنے کے کوئی اصلی نقص لالہ منشی رام جی کا اگر کوئی واقعی نقص انمیں پایا
جاتا ہو طشت از بام کرکے بدنام کرنے کی کوشش کرکے اپنے دلوں کی ہوس
نکالتے ورنہ ایسے ایسے بے بنیاد الزاموں سے مہاشے موصوف کا بال
بینگا بھی نہیں ہو سکتا۔ کرپا رام ساہنی از کوہ مری"

لالہ رلا رام نے تو اپنی چٹھی میں ایکہزار کا ذکر کرنے کے بعد اسکی بابت کچھ لکھا ہی نہیں
لیکن لالہ کرپا رام جی کی تحریر کے بعد انکے صادق دوست لالہ کرمچند امرتسری اور انکے
رشتہ دار لالہ تاراچند مدہوک کو بھی لکھنے کا حوصلہ نہ ہوا جسکے معنی یہ ہیں کہ لالہ رلا رام کو
یقین ہو گیا کہ لالہ کرپا رام نے مجھے کوئی ایکہزار روپیہ نہیں دیا تھا۔ اگر لالہ رلا رام جی کے
دل میں شخصی کینہ یا حسد نہ تھا تو کیا بطور ایک شریف آدمی کے انکا فرض نہ تھا کہ وے
اس غلط اتہام لگانے کے لئے خود بخود مجھسے بذریعہ اپنے اخبار کے معافی مانگتے یا کم
از کم اس ناانصافانہ برتاؤ پر اظہار افسوس ہی کرتے لیکن آپ تو آج ان کلچرڈ بھائیو
(لالہ مولراج وغیرہ) کے گاڑھے دوست ہیں جنکو کسی وقت دہرم کے دشمن خیال کیا
کرتے تھے۔ (مفصل ذکر آگے آئیگا) جب لالہ جیت رائے مجھپر کلکتہ تار بھیجنے کا جھوٹا
الزام لگا کر اس خبر کا بطلان ظاہر کرنے پر بھی بجائے معافی مانگنے کے اس کہنے
سے نہ شرمائے کہ "دشمن کی بریت کرنا ہمارا فرض نہیں ہے" تو لالہ رلا رام بھی انکی پیروی
سے کب علیحدہ ہو سکتے تھے جن کلچرڈ بھائیوں سے ایسے الزام لگانے کی آپ نے
مشق کر لی ہے کب ممکن تھا کہ آپ ہر ایک بات میں انکی پیروی نہ کرتے۔

اسکے بعد مہینے ہی گذر گئے۔ ٹھاکر گوبند سنگھ جی جالندہر تشریف لائے تھے۔ انکو
بستیہ دہرم پرچارک کی اشاعت کی کمی کا حال معلوم کرکے افسوس ہوا۔ آپنے مجھے
۵۰۰ جلدیں کلیات آریہ مسافر کی بالعوض سما یسے کے خرید کیں (نوٹ مطبع

کا اصل خرچ ان کتابوں پر بحساب عہ فی کتاب کے آیا تھا اور اسقدر مدت تک قیمت کی کمی کے
رہنے کی وجہ سے عہ فی کتاب اصلی لاگت سمجھی گئی تھی) اور مطبع پرچارک میں اسلئے رکھدیں
کہ نئے خریداروں کو ایک ایک جلد بطور انعام کے دیجاوے۔ چنانچہ ۴ اگست ۱۹۰۵ء
کے پرچارک میں اس انعام کا ذکر صفحہ ۱۰ پر کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ ٹھاکر صاحب نے اپنا نام
ظاہر کرنے سے مجھے منع کر دیا تھا اسلئے بجائے انکا نام درج کرنے کے محض "ایک
بھدر پرش جنکا پرچارک کے ساتھ مدت سے تعلق ہے" لکھدیا گیا تھا اسکے بعد پراشاعت
میں یہہ اشتہار نکلتا رہا۔ لالہ کرمچند سے بڑھکر لالہ رلا رام کا کوئی صادق دوست نہیں۔
آپ نے جھٹ **ایک** آریہ بنکر حسب ذیل نوٹ ہتکاری کے پرچہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء
کے مراسلات میں جڑ دیا۔

کیا یہ ہزار روپیہ وہی تو نہیں

چند ہفتوں سے اخبار ست دھرم پرچارک کے ٹائٹل پیج پر اشتہار نکلا ہے کہ کسی مہاشے نے ۵۰۰ کاپی کلیات آریہ مسافر کی خرید کر مطبع میں رکھ چھوڑی ہیں ہیں تاکہ ایک ایک کاپی ہر نئے خریدار کو جو سالانہ چندہ اخبار کا پیشگی بھیجدیوے مفت ملے۔

ہمیں اسمیں کوئی اعتراض نہیں کہ مہاشے منشی رام جی ممبران یا سبھاسدان سماج سے ایسے نذرانے لیا کریں۔ ایک تو کتابوں کی فروخت اور ہزار روپیہ کی وصولی دوسرا اخبار کی اشاعت میں ایزادگی اور تیسرا آریہ مسافر کی تحریر کا پرچار۔ لیکن کم از کم دان دینے والے کا نام تو پرگٹ ہونا چاہئے تاکہ دوسروں کی بھی حوصلہ افزائی ہو۔

عام طور پر قیمت فی جلد کلیات دو روپیہ ہے اس حساب سے کل رقم بھینٹ شدہ ایکہزار ہوتا ہے ہمیں شک گذرتا ہے کہ کہیں یہ ہزار روپیہ وہی نہ ہو جو کہ مہاشے جی موصوف کو راولپنڈی میں ملنا بیان ہوا تھا اور جسکی

وصولی کا ایک ٹیڑھا انکار اخباروں میں بھی شائع ہوا تھا۔ پبلک مشکور ہوگی اگر یہ سٹر "گھر کا بھیدی" اصل حالات ظاہر کرے۔ یا مہاشے "پرکاش" ہی رازفاش کریں۔ "راقم ایک آریہ"

میں تو ہتکاری کی کسی تحریر کا نوٹس لیتا ہی نہ تھا۔ اسلئے اسکے بعد ۷ نومبر کے ہتکاری میں پھر حسب ذیل مضمون نکلا۔

کیا اب بھی ایکہزار روپیہ کی تصدیق باقی ہے

جب لالہ رلارام جی نے پرتی ندھی سبھا پنجاب کی میٹنگ میں لالہ منشی رام جی پر یہ الزام لگایا کہ آٹھ دو ماہ ہوئے کہ ایکہزار کی رقم راولپنڈی سے بھینٹ ملی ہے تو لالہ جی نے اقبال کی بجائے ایسا پیچدار جواب دیا کہ جسے نہ تو اقبال اور نہ اقرار سمجھا جائے۔ ارتھات کہاں سے ملے اور کسنے لئے۔ لیکن سمجھدار آدمی اسوقت تاڑ گئے تھے مگر اسکے بعد پرکاش اور منش سدھار مہاشیوں نے آسمان سر پر اُٹھا لیا کہ لالہ رلارام جی ثبوت دیویں لیکن یہ نہ سمجھا کہ سچائی ایسی چیز ہے کہ اسکو خواہ کتنا ہی منش چھپائے وہ پہاڑ سے پھوٹ کر خود بخود باہر نکل آتی ہے ابھی اسے کچھ عرصہ نہیں گذرا کہ ستیہ دھرم پرچارک کے ٹائیٹل پیج پر لیکھ نکل گیا کہ ایک مہاشے نے ایکہزار روپیہ لالہ جی کو بھینٹ کیا ہے کہ وہ پرچارک کی ترقی کے لئے صرف کریں لیکن جب ہتکاری کے نامہ نگار نے اس پر کچھ لیکھ نکالا تو جھٹ پرچارک نے روپ بدل دیا۔ کہاں ایک مہاشہ کی اودارتا کا ذکر اور کہاں پھر سوانگ بھرو یا کہ ہمنے پانچسو جلد کلیات آریہ مسافر کی اس غرض کے لئے وقف کردی ہے کہ ہر ایک نیا خریدار ایک سال کی قیمت پرچارک پیشگی دیکر ایک جلد کلیات آریہ مسافر کی انعام لے سکتا ہے۔

اب میں شریمان پرکاش جی سے نویدن کرتا ہوں کہ اب بھی آپکو لالہ

جی کی گو رودم سے انکار ہے اور کیا اب بھی آریہ پبلک آپکے دہوکہ میں رہ سکتی ہے کہ لالہ جی ایسے نذرانے نہیں لیا کرتے یا بقول کلپجر ڈمہا شیوں کے لالہ جی کو قربانی مہنگی نہیں پڑی اور کیا اب بھی ایکہزار روپیہ کی تصدیق باقی ہے اور یہ روپیہ نذرانہ گرو جی کو کس تاریخ اور کہاں سے کس سبیل سے نقد یا نوٹ یا منی آرڈر وغیرہ کے ذریعہ ملا۔ تبلائیں ؟"

"راقم خریدار ہتکاری" ۳۱۶

جن الفاظ پر لکیریں کھینچدی گئی ہیں وہ قابل ملاحظہ ہیں۔ ہتکاری کے لالہ کرمچند لیک آریہ کا مضمون ہتکاری مطبوعہ ۲۷ راکتوبر میں نکلا تھا اور اشتہار کے الفاظ میں تبدیلی ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہو چکی تھی پس تبدیلی ہتکاری کی تحریر کا نتیجہ نہ تھی نیز عبارت کی تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے خریدار نمبر ۳۱۶ نے دہوکا دیا ہے اسمیں کہیں بھی درج نہیں ہے کہ "پہلے ... ۵ جلد کلیات آریہ مسافر کی اس غرض کیلئے وقف کردی ہے وغیرہ" بلکہ صاف الفاظ میں لکھا ہے "جو پانصد جلدیں کلیات آریہ مسافر کی پرچارک کے نئے خریداروں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں انمیں سے نصف کے قریب ختم ہو چکی ہیں وغیرہ"

جب یہاں اسطرح کی غلط بیانی شروع ہوئی تو ٹھاکر شیورتن سنگھ جی نے حسب ذیل خط اخبار "ہتکاری" کے نام یعنی اڈیٹر ماسٹر آتما رام کے نام بھیجا۔ ماسٹر صاحب نے اس خط کو باوجود دوسرے ہفتہ کی اشاعت میں جگہہ دینے کے اقرار کے نہ چھاپا اسلئے اس خط کی نقل ۲۰ نومبر ۱۹۰۵ء کے اخبار "پرکاش" سے بجنسہٖ یہاں نقل کیجاتی ہے

مانیہ ور مہاشے اڈیٹر ہتکاری جی!

نمستے۔ کل اکسمات آپکا اخبار ہتکاری مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۰۵ء میری نظر سے گذرا اس ایک مضمون بعنوان "اب بھی ایکہزار روپیہ کی تصدیق باقی ہے"۔ ایک خریدار ہتکاری نمبر ۳۱۶ کی جانب سے شائع ہوا ہے ساتھ ہی معلوم ہوا کہ پیشتر بھی اور ایک مضمون اسیطرح کا

لکھا گیا تھا ایک دوست سے فائل منگوا کر دیکھا۔ (کیونکہ میں اس اخبار کا
خریدار نہیں ہوں)، تو ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء میں "کیا یہ اکھنڈ ار
روپیہ وہی تو نہیں" لکھا ہوا تھا جو ایک آریہ کی جانب سے
ہو۔ پہلے تو مجھے خیال ہوا کہ اسکی نسبت کوئی نہ کوئی نوٹ شری مان ایڈیٹر
صاحب کی طرف سے ضرور ہوگا لیکن بغور دیکھنے پر بھی کوئی نوٹ نہ ملا
پہلے اسکے کہ ان پانسو جلدوں کے دینے والے کا نام پبلک میں ظاہر کروں
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میرے اور شری مان ایڈیٹر پرتاپ کاری کے درمیان
جو بات چیت جو کہ بموقعہ سالانہ جلسہ آریہ سماج شیر گو تیدپور جو ستمبر ۱۹۰۵ء
میں ہوا اسکو ظاہر کروں اثنائے گفتگو میں کلیات آریہ مسافر کی پانسو جلدوں
کا ذکر آیا تو میں نے ماسٹر جی سے کہا کہ آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ہم دونوں
بھائیوں کی یہ عادت نہیں ہے کہ شہرت کے لئے کام کریں۔ ہم ہمیشہ
شہرت سے دور رہتے ہیں اسی خیال کو مدنظر رکھکر میرے عزیز بھائی ٹھاکر
گوبند سنگھ ورما منصبدار نے یہ پانسو جلدیں خرید کر ست دھرم پرچارک
کے نئے خریداروں کے لئے انعام دینے کے واسطے پرچارک کے آفس میں
رکھدی ہیں۔ مجھے سخت افسوس ہے جبکہ یہ کل بات چیت میرے اور شری مان
ایڈیٹر پرتاپ کاری سے ہو چکی ہو تو وہ خود جانتے ہیں تو کیا انکا یہ دھرم نہیں
تھا کہ جب انکے ایک آریہ اور خریدار ۳۱۶ کے لیکھوں پر جو دراصل واقعات
معلومہ کے خلاف نہیں بلا کسی اپنی رائے کے لکھکر شائع کرنا غلط تحریروں
کے ذریعہ اس مہاتما کی عزت کو گھٹانے کی کوشش میں مدد کرنا نہیں ہے
اگر یہ سچ ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ گذشتہ را .... اب بھی اس
تحریر کیساتھ آپ اپنا نوٹ دیجئے اور ان غلط تحریروں کی تردید کیجئے اور جو مہاتما رام
کی آرزو پرکاش سے رکھتے ہیں اب بھی پوری کیجئے۔ ماسٹر جی جیسے مہاتما منشی رام
جی کے منتری ویسے آپ بھی ہیں۔ میں سب باتوں کو پھر آپکو یاد دلاتا ہوں۔

جو سری گوبند پور میں ہوئیں اسمیں ہیں کیا کہوں پبلک خود فیصلہ کریگی
اُدم تم ۔ خاکسار شیو رتن سنگھ دریا جالندہر شہر"
اس خط کے شائع ہونے کے بعد ایکہزار روپیوں والا معاملہ ختم ہوگیا
اسطرح علاوہ لالہ رلا رام صاحب کے دیباچہ کی پڑتال کے لکھے لگائے ہوئے الزامات
کی مد ۵ کا بھی مکمل جواب آگیا ۔ ______

تصرف بیجا کا الزام ملا

اس مد جرم کو لالہ رلا رام جی نے یوں قائم کیا ہے :۔
"اول۔ سات ہزار پانسو روپیہ کا تصرف بیجا۔ یہہ روپیہ لالہ منشی رام جی کے حوالے ہوا تھا
اسکو سود وغیرہ پر لگا ئیں "۔
اس دعوے کے ثبوت میں لالہ رلا رام جی کی پہلی دلیل انکی تمہید ہے جو اسطرح شروع ہوئی ہے
"ان چٹھیات کے لیے کسی لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت نہیں صرف اتنا کہدینا کافی
ہوگا کہ سنہ ۱۸۹۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۰۱ء تک لالہ منشی رام جی کے اس تصرف بیجا کی وجہ
سے جو کشمکش۔ تکلیف۔ باہمی رنج۔ کام کا ہرج روپیہ کا نقصان اور دنیا میں بدنامی
ہم لوگوں کو حاصل ہوئی اسکو وہی لوگ جانتے ہیں جو اس کھیڑے میں شامل رہے
ہیں۔ چونکہ بدقسمتی سے روپیہ کی وصولی کے وقت میں بہ وہاں تھا اسلیے مجھپر سخت
مصیبت رہی۔ خط وکتابت کے جو اقتباسات کہ اس بحث میں ظاہر کیے جائینگے
اسنے واضح ہو جائیگا کہ مجکو کس قسم کا جدوجہد کرنا پڑا تھا۔ ناظرین! میری حیرانی
اور رنج کا جو کہ مجکو نصیب ہوا اندازہ لگائیں کہ مجھے جب یہ معلوم ہوا کہ سال سنہ ۱۹۰۲ء
سے اسی قسم کا تصرف بیجا پھر منجانب لالہ منشی رام جی شروع ہوگیا ہے تو یکایک گذشتہ
دردناک نظارے اور تکالیف کے فوٹو پھر میری آنکھوں کے سامنے آگئے۔ پس اب
بجز اُسکے کوئی چارہ نہ رہا کہ سبھا میں شروع سے لیکر اخیر تک کل معاملات ظاہر ہوں
لہذا میں نے اپنا فرض سمجھکر کھلم کھلا لالہ منشی رام جی پر الزامات لگائے اور یہ تی

مذہبی سبھا میں تجویز پیش کی کہ ان الزامات کی تحققات کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہو"

جواب۔ لالہ رلارام نے ۵۰۰ ، معاملہ کو پبلک کے روبرو دلانیکی یہہ وجہ ظاہر کی ہے کہ بیا لتصرف بیجا شروع ہو گیا تھا لیکن میرے ناظرین نے دیکھ لیا کہ ایکہزار روپیہ کی بابت تو ہاتھ پیر مار کر بھی چپ ہونا پڑا۔ اور مبلغ والا معاملہ بھی محض قیاسیات کی بنا پر اُٹھایا گیا ورنہ انکی کوئی اصلیت نہیں۔ باقی حصہ میں محض جذبات کو اپیل ہے۔

اس عبارت کے بعد صفحہ ۱۰ البقیہ مضمون سبھا کی کارروائی پر ملامت کی ہے اور اخبار پرکاش کے ایڈیٹر کو کوسا ہے اور اپنی چٹھیوں کے ختم ہونے پر پمفلٹ کی٭ ساتھ مقابلہ کرنے کی سفارش کی ہے۔ لیکن افسوس کہ برخلاف اپنے اس اقرار کے اپنی چٹھیوں کے سلسلہ کے خاتمہ کے بغیر ہی اپنی نامکمل چٹھیوں کو چھپا کر تقسیم کرا رہے ہیں۔

اسکے بعد بھی لالہ رلارام جی کی بہت سی عبارت غیر ضروری ہے اور آئندہ بھی صفحہ کے صفحے غیر ضروری اور تکرار کے آئیں گے۔ لیکن میں انہیں بجنسہ درج کرونگا۔ تاکہ ناظرین کو دونوں تحریروں کا ہر پہلو سے مقابلہ کرنے کا موقعہ مل سکے۔

اعتراض "واضح ہو کہ رائے ٹھاکر دت جی نے جو سال گذشتہ میں سبھا کا پردھان بننا سویکار کیا تھا۔ وہ اس منشا سے تھا کہ سبھا کے حساب و کتاب کو درستی پر لا سکیں تاکہ آئندہ لتصرف بیجا کی کوئی گنجائش نہ رہے اور جب وہ پہلی مرتبہ میرے ساتھ کانگڑی میں لالہ منشی رام جی کے پاس گئے تو ان سے یہہ منظور کرا لیا تھا کہ کانگڑی میں ایک اکونٹنٹ رکھا جاوے اور کل آمدنی کا روپیہ اُسکے پاس جمع ہوا کرے۔ رائے ٹھاکر دت جی نے بزرگوار لالہ جیونداس جی کو روپیہ کا کام اپنے چارج میں لینا منظور کرا کر بمقام کانگڑی بھیجا تھا۔ مگر لالہ جیونداس جی کو لالہ منشی رام جی نے اسقدر دق کیا کہ لالہ جیونداس کو تنگ آ کر کانگڑی چھوڑنی پڑی اور آخر کو اُنپر لالہ منشی رام جی کی جانب سے ایک جھوٹا الزام لگا۔ جہانتک مجھے معلوم ہے اسوقت تک کوئی اکونٹنٹ گروکل کانگڑی میں مقرر نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ لالہ منشی رام کے عہد حکومت میں کوئی انتظام ہو جائے

٭ نقل میں غلطی کر کے وعدہ کیا تھا اور پبلک کو میرے وعدہ کردہ جوابی پمفلٹ کے ٭

رائے ٹھاکر دت جی کے پریزیڈنٹ پد سویکار کرنے کے متعلق میری رائے صاحب
اور رائے پیڑارام مرحوم کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ بھی نہایت
ہی دلچسپ ہے۔ انہیں چٹھیوں میں چند اقتباسات اُن چٹھیوں کے بھی
شائع کئے جائیں گے جنسے پبلک کو واضح ہو جائیگا کہ ہمنے پبلک کے روپیہ
کو نقصان سے بچانے اور اسکا باقاعدہ حساب رکھنے کے لئے کہانتک
کوشش کی اور لالہ منشی رام جی کی طرف سے کیا ہوتا رہا"

جواب رائے ٹھاکر دت جی کیونکر پردھان بنے اور کیلئے کابگڑی گئے اسکا ذکر تو
حسب موقعہ کرونگا۔ آپ کے ہر دو رائے صاحبان کے ساتھ کیا دلچسپ خط و کتابت
ہوئی وہ جب آپ پیش کرینگے تو دیکھا جائیگا۔ میں بھی کچھ دلچسپ خط و کتابت پیش کرونگا جو
ایسی نہ ہوگی جسے میںنے چھپکر کیا ہو۔ گو بہت سی دلچسپ خط و کتابت محض آپکی بیماری
کے وقت رائے پیڑارام صاحب کی اپیل پر میںنے جلا دی تھی۔ لالہ جیونداس جی پر میںنے
کوئی جھوٹا الزام نہیں لگایا۔ لالہ رلارام جی اگر جھوٹے الزام کی نوعیت بیان کرتے تو جواب
دیا جا سکتا۔ نہ میںنے لالہ جیونداس جی کو دق کیا بلکہ جسقدر لالہ جیونداس جی نے گروکل کے
کرمچاریوں کو تنگ کیا اسکو گروکل نواسی خوب جانتے ہیں۔ لالہ جیونداس جی کو بابو کہہ
لیکن انہوں نے خزانہ اور حساب کا آزاد چارج لینے تک سے انکار کیا ایک کلرک جو میرے
ماتحت تین گھنٹوں میں حساب کا کام روزانہ ختم کر لیتا تھا دن بھر لالہ جیونداس جی کی
سیوا میں رہتا تھا اور مجھے بھی روزانہ دو اڑھائی گھنٹے محض خزانچی صاحب کو طریقہ
حساب سمجھانے اور انکی تسلی کرنے میں لگتے تھے۔ لالہ جیونداس جی کے جانے کا واقعہ اسطور
پر ہے کہ لاہور میں انتر نگ سبھا کا جلسہ اگست ۱۹۰۷ء کی کسی تاریخ کے لئے مقرر تھا
میں تیار رہا۔ لالہ جی پہلے تو پریوار سمیت تشریف لائے تھے کیونکہ اسوقت لاہور میں
پلیگ تھا پھر اُنکے گاؤں میں پلیگ ہوگیا تو لالہ بھولا ناتھ اپنے فرزند ارجمند کو بھی بلا لیا۔
جب پلیگ دور ہونے کی خبر آئی تو لالہ بھولا ناتھ جی تو معہ اپنے پریوار کے پہلے چلے گئے
اور لالہ جیونداس بھی میرے ساتھ واپس جانے کو تیار ہوئے۔ میںنے انہیں جانیکی اجازت نہ دی

کیونکہ اگر میں موجود رہتا تو روپیونکا چارج میں لے لیتا۔ اور کوئی روپے کا چارج لینے والا موجود نہ تھا۔ لالہ جی کو سب لوگ منع کرتے تھے۔ اسپر لالہ جی نے کہا "صاحب بہت سے جھگڑے کے معاملے انترنگ سبھا میں پیش ہونگے میرا جانا ضروری ہے۔" اسپر شاید کسی صاحب نے کہا "لالہ جی کیا ہر ایک جھگڑے کے معاملے میں آپکی موجودگی لازمی ہے" جسپر بڑی ہنسی ہوئی۔ میںنے لالہ جی کی خاموشی سے یہ نتیجہ نکالا کہ آپ ٹھہرنے کے لیے رضامند ہوگئے ہیں اور میں گروکل سے چلا گیا۔ لیکن جب تین دنوں بعد لاہور پہونچا تو لالہ جی اسجگہہ موجود پائے گئے۔ معلوم ہوا کہ میرے چلے آنے کے بعد آپکے پاس ۶۸۰ روپیوں کے قریب تھے۔ آپنے لالہ سوسنا تھ۔ پنڈت گنگا دت وغیرہ سب مہاشیوں کو چارج لینے کے لئے کہا لیکن بغیر اجازت کے وہ کیسے چارج لے سکتے تھے لالہ چونی لال ایک ادھٹا تا ہیں۔ انکے دو بھتیجوں کے خاص طور پر داخلہ کا سوال انترنگ سبھا میں پیش ہونیوالا تھا۔ لالہ جی نے انکو رضامند کر لیا کہ ۸۰ روپیہ سے شروع کرکے خرچ وہ برابر کرتے جائیں اور منی آرڈر کا روپیہ وغیرہ بھی وہی وصول کریں اور لالہ جی نے اقرار کیا کہ وہ سبھا میں انکے بھتیجوں کے داخلہ پر زور دینگے۔ چنانچہ ۸۰ روپئے اور چند چٹھی تو لالہ چونی لال کے حوالے ہوئی اور چھ سو روپیہ نقد اپنے ساتھ لیکر لالہ جیونداس جی لاہور پہونچ گئے۔ اور روزنامچہ اور روکڑ بہی ایکطرح سے حوالہ لالہ چونی لال کے ہے لیکن اسمیں چھ سو روپیہ لالہ جیونداس کے لیجانیکا اندراج بالکل نہ ہوا۔ شاید ستمبر ۱۹۰۴ء کے دوسرے ہفتہ میں واپس گروکل آیا اور روکڑ سنبھالتے وقت چھ روپیہ کم ہوا لالہ چونی لال کا چہرہ فق ہوگیا۔ لیکن مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ لالہ جیونداس جی روپیہ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ تب لالہ چونی لال جی کو میںنے شمانت کیا اور لالہ جیونداس جی کو خط لکھا کہ جو روپیہ وہ لے گئے ہیں وہ فوراً واپس بھیجدیں دو تین خطوط لکھنے کے بعد لالہ جی کا ایک خط پیڈ دو پیسے کے لفافہ میں آیا جسمیں چھ صد روپیہ کے نصف قطعہ نوٹ بند تھے۔ میںنے نصف قطعہ جات کی رسید بھیجتے ہوئے تاکید کی کہ لفافہ رجسٹری کراکے بھیجئے ورنہ نوٹوں کے گم ہونیکا اندیشہ ہے ہاں یہ بھی میںنے لکھدیا کہ چونکہ تب

خلاف قواعد روپیہ ساتھ لے گئے ہیں اسلئے رجسٹری کا خرچ آپکے ذمہ ہوگا اسکا جواب
کچھ نہ آیا اس عرصہ میں نصف قطعہ جات واسطے خرید لکڑی لالہ سوہنا تھ جی کے پاس
بھیجے گئے تھے آخرکار باوجود مکرر سہ کرر تحریر کے لالہ جیونداس کا کوئی جواب نہ آیا
تو مینے نصف قطعہ جات لالہ سوہنا تھ جی سے منگوا لیے اسکے کچھ عرصہ بعد دفعتاً لالہ
جی کا ایک پوسٹکارڈ آیا کہ وہ کہیں باہر گئے تھے اور لالہ کوڑمل کے صاحبزادوں کو
کہہ گئے تھے کہ باقی نصف قطعات بھیجدیں انہوں نے نہ بھیجے اب بھیجے جائیں گے
اور اُسکے تیسرے دن لالہ جی کا ایک بیرنگ خط آیا جسمیں باقی نصف قطعہ جات
نوٹوں کے تھے۔ اسطرح روپیہ شاید تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے بعد وصول ہوا
پس یہ ساری کہانی ہے لالہ جیونداس جی کے تشریف لیجانے کی اس سے جو نتیجہ
نکالا جاسکتا ہو نکالئے۔

اعتراض۳۔ پیشتر اسکے کہ میں جملہ مدات متذکرہ سابق کے دنمبر (۱)
کا ذکر کروں۔ آریہ پبلک کو ایک تازہ معاملہ کی اطلاع دیتا ہوں مجھے
۱۴ ماہ جون کو خبر ملی کہ ایک صاحب لالہ گنگا رام صاحب پنجابی مقیم
جوہانسبرگ کیپ کالونی جنوبی افریقہ نے جولائی یا اگست سنہ ۱۹۰۳ء میں لالہ
منشی رام جی کے پاس ساٹھ ۲۷۵ معہ راہداری واسطے فارن مشن
کے بھیجے تھے۔ اور یہ لکھا تھا کہ ایک اُپدیشک جو انگریزی اور سنسکرت
جانتا ہو افریقہ کو بھیجیں۔ لالہ منشی رام جی کو روپیہ مل گیا تھا مگر اسوقت
تک اس روپیہ کی ہوا تک نہیں نکلی۔ مجھے جب خبر ملی تب مینے ستیہ
دھرم پرچارک کے فائل بابت سنہ ۱۹۰۳ء و سنہ ۱۹۰۴ء و سنہ ۱۹۰۵ء لغایت
ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء نکلوا کر معائنہ کرائے مگر انمیں اس رقم کا پتا نہیں
ملا۔ یہ مجھے پختہ طور پر معلوم ہوگیا تھا کہ لالہ منشی رام جی نے اس روپیہ
کو سبھا کے خزانے میں جمع نہیں کرایا اور فی الحال میں اسی وچار میں
تھا کہ اس معاملہ کو سبھا کے روبرو کسطرح پیش کیا جائے۔ کیونکہ نہایت تنگ

سبھا کو لالہ منشی رام جی اور انکے سکرٹری صاحب اپنے سکھا شاہی اختیار سے ایکطرح علیحدہ کر چکے ہیں۔ نیز مجکو یہ بھی خبر ملی ہے کہ اب اگر انترنگ سبھا بلائی بھی گئی تو جالندھر میں بلائی جائیگی تاکہ راقم اور لاہور والے اصحاب شامل نہ ہو سکیں اور لالہ منشی رام صاحب اور لالہ روشن لال جی کا استعفا اطمینان سے فیصلہ پائے مگر اسی عرصہ میں ایک صاحب کی زبانی جو لاہور سے تشریف لائے یہ معلوم ہوا کہ بھائی پرمانند جی ایم اے کلیجر ڈ جو افریقہ گئے ہیں وہ بھی روپیہ لالہ منشی رام جی سے لیکر گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ افریقہ کے بھائیوں نے پنجاب کی ویدک سبھا کیطرف سے بعوض اس روپیہ کے جو انہوں نے لالہ منشی رام جی کے پاس بھیجا تھا کوئی بھی سند وابت آپدیشک کا ہوتے نہ دیکھا تو انہوں نے مجبوراً کلیجر ڈ صاحبان کو لکھا اور ساتھ ہی ساڑھے ۳۷۵ روپیہ کی اطلاع بھی ان اصحاب کو دی تو انہوں نے یہ روپیہ لالہ منشی رام جی سے طلب کیا اور انکو وہ روپیہ دینا پڑا۔ غالباً اگر سبھا کے الزامات انپر نہ لگے ہوئے ہوتے تو روپیہ دینے سے ضرور گریز کرتے یہ بھی سنا گیا ہے کہ افریقہ کے بھائیوں سے خبر پاکر بمبئی والے بھائی لالہ منشی رام جی سے روپیہ طلب کر چکے ہیں۔ چونکہ یہ ایک تازہ معاملہ ہے جسکی نسبت ابھی میری تحقیقات مکمل نہیں ہوئی اسلئے مد پنجم میں اسکا ذکر کرونگا تو بھی اتنا تو بخوبی ظاہر ہی ہے کہ لالہ منشی رام جی کو عرصہ سے ساڑھے ۳۷۵ روپیہ افریقہ سے وصول ہو چکے تھے اور وہ اب بھائی پرمانند جی کو افریقہ جانے کے واسطے دئے گئے ہیں لہذا ان دونوں واقعہ کو بغیر کسی حاشیہ کے پبلک کے سامنے رکھا جاتا ہے تاکہ لالہ منشی رام جی اسکے متعلق کچھ بیان کرنا چاہیں تو کر لیں۔

جواب بجائے اسکے کہ ایک ایک لفظ کا جواب دوں اصل حالات درج کرتا ہوں

ٹرانسوال میں ایک مہاشے گنگا رام پنجابی گئے ہوئے ہیں جس زمانہ میں وہ اسجگہہ
پہونچے تھے تو اپنے آدمیوں کی درگتی کا حال جتلانے کے لیئے انہوں نے ایک
سلسلہ مضامین کا بھیجا تھا جسکی سرخی میںنے قائم کی تھی "ہندو سے قلی بن گئے"
انکا ایک مسلمان ڈاکٹر سے مباحثہ چل پڑا۔ انہوں نے مطبع پرچارک سے پنڈت
لیکھرام جی کی تصانیف کے علاوہ وید بھاشیہ وغیرہ بہت سے پُستک منگوائے تھے لیکن پھر
بھی انہوں نے ایک اپدیشک کی ضرورت محسوس کی انہوں نے مجھ سے دریافت
کیا میںنے لکھا کہ کوشش کرونگا اگر کوئی اپدیشک اسطرف کے لیئے طیار ہو سکا تو اطلاع
دونگا میں ابھی تک کوئی پربندھ نہ کر سکا تھا کہ انہوں نے ۵ ۲۷ روپیہ میرے پاس
اسغرض کے لیئے بھیجدیئے کہ سفر خرچ دیکر کوئی اپدیشک طیار کردوں اس سے
بیشتر ایک اور مہاشے نے جو آریہ سماج سے کچھ واسطہ بھی نہیں رکھتے تھے ایکسو بیس
میری معرفت بھیلوں میں پرچار کے لیئے آریہ اپدیشک منگوایا تھا میں وہاں شرمندگی
اُٹھا چکا تھا۔ اسلیئے میں معمولی اپدیشک بھیجنا نہیں چاہتا تھا بہتیروں کا انتخاب
کیا اور پھر انہیں جوابدیا آخر کار بابو کیشو دیو جی کی معرفت (جو اسوقت میرے پریس
کے منیجر تھے) بابو بشمبر ناتھ بی اے سے سلسلہ جنبانی کی اسجگہہ میں یہ ذکر کر دینا
ضروری سمجھتا ہوں کہ اس روپیہ کی مجھے خبر بھی سنہ ۱۹۰۷ء کے شروع میں لگی ہے
یہ روپیہ نہ تو سبھا کے نام آیا تھا اور نہ ہی منشی رام مکھیہ ادھشٹاتا گروکل کے نام آیا
تھا روپیہ سیدھا ہردوار میں "منیجر ستیہ دھرم پرچارک پریس" کے نام آیا اور بابو کیشو
دیو نے وصول کر لیا پہلے انہوں نے بھی یہ سمجھا کہ کسی افریقی مہاشے نے اپنے حساب
میں روپیہ بھیجا ہے۔ اُسوقت اُس سے پیشتر اور اب بھی اکثر باہر کے اصحاب سینکڑوں
روپیہ (پیشگی) مطبع میں بھیجدیتے ہیں اور کتابیں اور دیگر اشیا منگواتے ہوئے اُس
روپیہ کو کٹواتے جاتے ہیں۔

باوجود دو مرتبہ اصرار کرنے کے بھی بابو بشمبر ناتھ جی باہر جانے کو طیار نہ ہوئے
پھر جب پولیس پر دولے سے شائد اگست سنہ ۱۹۰۷ء میں جالندھر پردیس چلا گیا تو بابو

کیشپ دیو جی کو مینے پریرا۔ وہ بھی تیار ہوے۔ اس عرصہ میں بمبئی سے نہیں بلکہ راجپوتانہ کی کسی اریہ سماج کے منتری نے خط لکھا کہ آپ کے پاس افریقہ سے جس بھائی نے روپیہ بھیجا ہے اسنے ہمکو خط لکھا ہے کہ سوامی سنکرانند (یہہ وہی انن پرچارک مہاشے ہیں جو پہلے جالندہر میں سکرداس اور پھر شنکرناتھ نام سے مشہور تھے) کو اس روپیہ کے خرچ پر بھیجدو۔ پس آپ ہمکو روپیہ بھیجدیجئے۔ مینے جواب لکھدیا کہ جبتک مہاتمے گنگارام کے ہاتھ کا خط نہ آئے گا میں آپکو روپیہ نہیں بھیج سکتا۔

اسکے بعد مینے پنڈت نردیو شاستری جی کو طیار کیا انہوں نے مارچ ۱۹۰۵ء میں جانیکا وعدہ کیا لیکن قبل اسکے کہ مارچ کا مہینہ آتا انہوں نے بھی جانے سے انکار کر دیا۔

اس عرصہ کے اندر ایک اور پنجابی بابو محکم چند جی سے مقام ڈربن (علاقہ نٹال) میں کام کرتے تھے میری خط و کتابت شروع ہو چکی تھی اور وہ گرو کل کے لئے کچھ چندہ بھی اکٹھا کر کے بھیج چکے تھے انہوں نے بھی تاکید کی کہ اپدیشک ضرور بھیجنا چاہیے ایکطرف تو یہہ خط بابو محکم چند کا آیا اور دوسری طرف سے لالہ گنگارام کا خط آیا کہ روپیہ نصفا نصف گرو کل اور ڈی اے وی کالج کے درمیان تقسیم کر دو مینے پھر لالہ محکم چند سے پوچھا کہ آپ تو بابو گنگارام کی طرف سے اپدیشک کے لئے زور دیتے ہیں اور وہ کچھ اور لکھتے ہیں اتفاق کر کے لکھیے جیسا کروں اسکا جواب بابو محکم چند پنجابی نے نٹال سے دیا اور پھر زور دیا کہ ضرور اپدیشک ہی بھیجا جاوے اور ساتھ ہی لکھا کہ بابو گنگارام کو چونکہ اپدیشک کے نہ آنے کی وجہ سے چندہ دہندگان تنگ کرتے تھے اسلئے انکا خیال تھا کہ دونوں انسٹیٹیوشنوں کی رسیدیں منگا کر چندہ دہندگان سے چھٹکارا کرا دیں انہوں نے پھر تاکید لکھی کہ ضرور اپدیشک ہی بھیجا جاوے اور تحریر کیا "اگر آپ نہ بھیج سکیں تو براہ مہربانی مہر کے لالہ ہنسراج سے مصلاح ہو جیسے شاید وہ کوئی اپدیشک نٹال کو بھیج سکیں۔ میں دو تین برس سے آپکو لکھ رہا ہوں جو سلوک ہم لوگوں کے ساتھ نٹال

ہو رہا ہے آپکو سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ مینے لکھا ہے سب ٹھیک ہے اسلیے ہمیں ایک اچھے اپدیشک کی ضرورت ہے۔ مثال میں مسلمان لوگ ہمارے مذہب کو پاؤں تلے روند رہے ہیں وغیرہ ۔ . . . . . . ۔" اس خط کے پہونچنے پہ مینے بابو گنگارام اور بابو مکھم چند دونوں کو جواب لکھدیا کہ میں اپدیشک بھیجنے میں اسمرتھ ہوں اور میرے اسمرتھ ہونیکا کارن یہہ ہے کہ لالہ رلارام وغیرہ کی مخالفت اور شور و شر کے باعث کوئی بھی آریہ پرش آئندہ امیدوں کو میرے سپرد نہیں کرنا چاہتا تھا جس شخص کے ہر ایک کام کے راستہ میں اسقدر اندرونی رکاوٹیں ڈالی جاویں اُسکے ساتھ اپنی قسمت کو کون جوڑے۔ لالہ مکھم چند کا یہہ رجسٹرڈ خط مجھے شائد مارچ کے شروع میں ملا۔ مینے اُسکے دوسرے دن جواب بھیجدئے۔

اُسکے بعد ۱۵ مئی ۱۹۰۵ء کو حسب ذیل خط میرے پاس پرتھوریا علاقہ ڈالسوال سے بابو گنگارام کا بھیجا ہوا پہونچا جسے لفظ بلفظ درج کرتا ہوں اور اسلیے جو الفاظ اس جگہہ لکھے ہیں انکا میں ذمہ وار نہیں۔

" مہاتما لالہ منشی رام جی نمستے۔ میں آپکے کرپا پتر مورخہ ۵-۳-۰۵ کے پہونچنے سے بدیں وجہ بہت پرسن ہوا کہ میں بھی ایسا خوش قسمت ہوں کہ آپ جیسے مہاتما پرش مجھہ جیسے ناچیز کو ایسی عزت (خط و کتابت کی) بخشیں۔ دیگر یہ سنکر کہ امسال آپ پرتی ندھی سبھا کے پردھان نیت ہوئے ہیں مجھے اشد خوشی ہوئی کیونکہ اب امید ہے کہ سماجک سب حالتیں درست ہو جاویں گی ایسی خوشخبریونکو ہی سنکر معلوم ہوتا ہے کہ ویدک دھرم کی انتی اب ہند میں بھی پرماتما کو منظور ہے تبھی تو رائٹ پرشوں کو رائٹ جگہہ ملنے لگ گئی ہے جس سے میرے جیسے بے علم بھی کہہ سکتے ہیں کہ اب سماجک دنیا کی کایا پلٹ جائے گی اور جو آب نہیں کہتے چند دنوں کو فخر سے کہنے لگ جائیں گے کہ آپ جیسے مہاتما ہند کو مبارک ہیں بلکہ ہمیشہ رہیں چونکہ میں بے علم محض ہوں اسلیے نہیں

جانتا کہ آپکی شان میں کیا لکھوں۔"

لالہ چھگن چند کے خط سے معلوم ہوا کہ لاہور سے لالہ منسا راج نے ایک لائق گریجوایٹ کو ڈربن سوتھ افریقہ کے پرچار کے لیئے روانہ کر دیا ہے اور مہاشے مذکور نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ سے دستی پچیس پونڈ جو اس غرض سے آپکی خدمت میں روانہ کیئے تھے لاہور بھیجدینے کی استدعا کروں سو عرض ہے کہ چونکہ آپ سے یہ میری غرض پوری نہ ہوئی جس سے بے امید ہو کر مینے روپیہ کے بلٹنے کے لیئے بھی لکھدیا تھا۔ یہہ روپیہ مہربانی کر کے لالہ صاحب مذکور کو لاہور روانہ کر دیں فقط

"نیازمند ایک ویدک دہرم کا سیوک گنگارام"

مینے ۱۵ رمئی کو ہی ایک خط لو بابو گنگا رام کو اطلاعًا بھیجدیا اور ایک خط لالہ منسا راج کو لکھدیا کہ روپیہ کی وصولی کا انتظام کر لیں۔ انہوں نے لکھا کہ میں جالندہر میں پنڈت جی مہر چند کو روپیہ دیدوں لیکن چونکہ اُنکے خط پہونچنے پر تعطیلیں تھی اور بنک سے روپیہ میں جلد نکال نہیں سکتا تھا اسلیئے دو دنوں کی دیر ہوگئی اور جب یہ روپیہ بنک سے برآمد کرایا تو میں لاہور کے لیئے طیار تھا لیں ۲۷ رمئی ۱۹۰۵ء کی صبح کو معرفت لاجپت رائے تھا پر ۳۷۵ روپیہ لالہ منسا راج جی کے پاس پہونچا دیا۔

یہہ ہیں مختصر صاف واقعات جنکو لالہ رلا رام جی نے اپنی طرز پر بیان کیا ہے ابتک تو دیباچہ ہی تھا جسکے اندر مجھے ایک اور الزام کا جواب دینا پڑا۔ وہ جواب باصواب ہے یا نہیں اور اسکے لگانیوالا کہانتک مستحق طعن ہے اسکا فیصلہ ناظرین کتاب نے کرنا ہے۔ خیر دیباچہ ختم ہوا

اب اصل الزام کی طرف رجوع ہوتے ہیں اسکا آغاز ہی عجیب پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ جب میرا یہہ دعوے ہی نہیں کہ جو روپیہ میرے قبضہ میں آیا وہ میرے ذاتی اغراض پورا کرنے کے لیئے تھا تو اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش غیر ضروری تھی کیونکہ ایسا منشا آریہ سماجوں کا نہ تھا اس واقعہ کی نسبت لالہ رلا رام نے

میرے مضمون مطبوعہ ستیہ دہرم پرچارک مورخہ ۲ فروری سنہ ۱۹۰۰ء میں سے
اقتباس پیش کئے ہیں جنکے دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کل بحث کے
خاتمہ پر میں وہ مضمون بجنسہ درج اخبار کرونگا۔

اعتراض۔ اسکے سود کی نسبت لالہ منشی رام جی نے اپنے اخبار ستیہ
دہرم پرچارک میں یہ غلط بیانی کی ہے کہ **سود وصول ہوتا رہا**
مگر کوئی بھی سود لالہ منشی رام جی نے نہیں بھیجا تھا۔ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء
کو راقم سے سکریٹری سبھا نے دریافت کیا کہ مبلغ معہ صما؎ جو لالہ
منشی رام جی کی معرفت الولیٹ کیا ہوا بیان کیا جاتا ہے آیا اسکا
سود طلب کیا جاوے؟ راقم چونکہ ان ایام میں آریہ پرتی ندہی سبھا
کے دفتر کے چارج پر تھا۔ اسلئے راقم نے بجواب اسکے لکھا کہ "ہاں
جو روپیہ لالہ منشی رام جی نے الولیٹ کیا اسکا سود طلب کرو" چنانچہ
اسکی تعمیل ہوئی اور لالہ منشی رام جی نے ۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو جواباً
لکھا کہ "سمت ۳۵۰ صما؎ یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو دوبارہ الولیٹ کیا گیا۔ جسکا
ایک سال سود وصول کرکے جمع کرا دیا ہے۔ دوسری
رقم للعہ ۴۰۰ ؎ یکم مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو الولیٹ کی گئی اسکا سود یکم
مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کو وصول ہوگا" اسکے جواب کے یہ الفاظ کہ **ایک سال
کا سود وصول کرکے جمع کردیا ہے** قابل ملاحظہ ہیں کیونکہ
سبھا کے حساب میں کبھی بھی اس سود کی رقم جمع نہیں نکلی اگر یہ کہا جاوے
کہ اسکو زر اصل کیساتھ شامل کردیا ہوگا تو اس صورت میں زر اصل کی تعداد
سمت ۳۵۰ صما؎ سے زیادہ ہو جانی چاہیئے تھی مگر ایسا نہیں ہوا۔ پس لالہ
منشی رام جی تبلائیں کہ انہوں نے سود کہاں جمع کیا تھا؟ بہر حال سنہ ۱۸۹۷ء
کے شروع میں رقم سمت ۳۵۰ ؎ کا سود من ابتدا یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء اور
للعہ ۴۰۰ ؎ کا سود من ابتدا یکم مارچ سنہ ۱۸۹۶ء قابل وصول ہوگیا تھا۔

لالہ منشی رام جی کو تاکیدی طور پر لکھا گیا کہ وہ سود بھجوائیں انہوں نے بجواب
اسکے ۵ جون ۱۸۹۶ء کو یہ لکھا کہ میری طرف سے جو محصل ۱۰۵ روپیہ
دو جگہہ دیا گیا۔ یکم جولائی کو زیور والے روپے کا سود آخیر نومبر ۱۸۹۵ء
اور رہن والے للعہ ۴۰۰۰ روپیہ کا سود لغایت یکم مارچ ۱۸۹۶ء وصول
ہو جائیگا اسوقت ارسال کردونگا" لیکن پھر بھی سود کچھ وصول نہ ہوا۔ حتی کہ پھر
۱۸۹۸ء شروع ہو گیا"

جواب۔ لالہ رلارام اگر اپنے مطلب کے ٹکڑوں کو نہ چھوڑتے اور محض خط وکتابت
کی نقل کر دیتے تو لمبا جواب دینے کی ضرورت نہ ہوتی۔

اسجگہہ سب سے پہلے مختصر طور پر اس روپیہ کے قرض دے جانیکا حال لکھوں۔
یکم دسمبر ۱۸۹۴ء کو مبلغ ۳۰۰۰ روپیہ ایک ساہوکار کو قرض دیا گیا۔ اسکا میں واقف
نہ تھا میرے ایک معزز مہربان لے میرے پاس لائے اور کچھ زیور طلائی گروی رکھوا کر
تین ہزار روپیہ اپنی ذمہ داری پر اسے دلوا کر لے گئے یہ روپیہ رجسٹر (Cash book)
نمبر ۵۷ میں (جو اسوقت میرے پاس تھا اور اسے میں لکھا تھا جسکی مفصل وجہ خاتمہ
پر مضمون پر چارک سے واضح ہوجاویگی)، میرے قلم سے لکھا ہوا موجود ہے" معرفت پردھان
پرتی ندہی سبھا پنجاب بگروی زیور برسود ۱۲ پائی فیصدی ماہوار" اس روپیہ کا سود
یکم دسمبر ۱۸۹۴ء سے یکم دسمبر ۱۸۹۵ء تک کا ۱۰۵ روپیہ ۲ آنہ۔ ۴ دسمبر ۱۸۹۵ء
کو ساہوکار رندکور دیگیا جو اسی رجسٹر پر اسی تاریخ کے حساب میں درج ہے چونکہ سود ایکسال
کا وصول ہو گیا اسلئے زیور بدستور گروی پڑا رہا۔ یکم مارچ ۱۸۹۶ء کو میرے وہی مہربان
پھر ساہوکار رندکور کو میرے پاس لائے اُسکے پاس کچھ قبالہ جات از قسم رہن نامجات
وبیعنامجات جائداد سکنی وزرعی تھے۔ میرے معزز مہربان نے اسکے لئے بڑی ضرورت تبلائی
پر وہ فاش ہونے میں بے عزتی تبلائی۔ اپنے مہربان پر مجھے پورا وسواس اور انکی بڑی
عزت تھی وہ قبالہ جات دیکھکر ایک تھیلے میں باندھ کر زیور کے ساتھ ہی Iron safe
میں رکھدئے اور مبلغ ۴۰۰۰ روپیہ اسکو ۱۲ فیصدی سود پر دیدیا اسکا اندراج بھی

میرے قلم سے لکھا ہوا اسی رجسٹری میں موجود ہے۔ زاں بعد وہ رجسٹر معہ کل زرِ بقایا
کے جو میرے پاس تھا حوالہ خزانچی سبھا کے کردیا اور ساتھ ہی ان اندراجات کو بھی
لئے رجسٹر Cash book میں جمع کرادیا۔

۹۵، ۱۸۹۶ء کے بجٹ میں سود کی آمدنی کا اندازہ چار صد روپیہ لگایا گیا تھا۔ سبھا کا
سرمایہ ۲۰۵۴ر۱۱ دو آنہ تین پائی تو بنکوں میں جمع درج تھا۔ پوسٹ آفس سیونگ بنک
میں ۲۳۰۲ر۱ روپیہ دو آنہ ۳ پائی درج تھا۔ اور دیگر جائداد پر لگایا ہوا ۳۰۰۰ درج تھا
جس سے مراد اس رقم سے تھی جو میں نے قرض پر دی ہوئی تھی۔ اسقدر بیان کے بعد
اب جو خطوط میں درج کرتا ہوں انکا مطلب سمجھ میں آجائیگا۔ لالہ جے چند نے حسب
ذیل لکھکر لالہ رلا رام کو دیا۔

"بجٹ میں رقوم جمع وغیرہ پر سود ۴۰۰ روپیہ دکھلایا گیا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں
کہ صرف للعہ روپیہ کے قریب سود خزانچی کے پاس پوسٹ آفس میں سیونگ
بنک کے حساب میں آیا ہے (اصل میں ۲۳ روپے ۱۵ آنے ۶ پائی وصول ہوئے
تھے۔) ۷،۵۰۰ روپیہ لالہ منشی رام کی معرفت زیور اور جائداد سکنی پر قرض دئے
گئے ہیں۔ کیا آپ کرپا کرکے انکو لکھیں گے کہ وہ مقروضوں سے سود طلب کرکے
خزانچی کو بھیجدیویں (اس جگہ ایک امر قابل ذکر ہے۔ بجٹ نومبر ۱۸۹۵ء
میں تھا اسوقت تک صرف ۳۰۰ روپیہ سود پر میری معرفت دیا گیا تھا
باقی ۴۵۰۰ یکم مارچ ۱۸۹۶ء کو دیا گیا جو بجٹ کے وقت درج نہیں
ہو سکتا تھا۔)

اسپر لالہ رلا رام جی کی تحریر ہے

"سکرٹری۔ ہاں۔ لالہ منشی رام کو اس رقم کے سود کے لئے لکھو جو انکی
معرفت قرض پر دی ہوئی ہے۔ ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۶ء"

چنانچہ لالہ جے چند سکرٹری نے حسب ذیل خط مجھے لکھا۔

"شریمان پردہان جی۔ آپکو گیات ہوگا کہ نومبر ۱۸۹۵ء میں جو بجٹ پاس ہوا

تھا اسمیں ۴۰۰ روپیہ کے سود کی بابت آمدنی میں دکھلائے گئے ہیں لیکن
حساب کی پڑتال کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ صرف ۲۴ روپے ۲ آنہ ۶ پائی
یہ غلطی ہے کیونکہ سود ۲۴-۱۵-۶ وصول ہوا تھا) سود اُس
روپیہ کا جوڑا گیا نہیں آپ کے نام سے جمع ہے آیا ہے۔ اور جو ۵۰۰
روپئے اسپر اور سود پر شئے ہوئے ہیں اُنکا سود نہیں آیا۔ کرپا کرکے
تحریر فرمادیں کہ قرض داروں نے سود ادا کر دیا ہے یا نہیں اگر ادا کر دیا ہو
تو حساب میں آنا چاہیئے۔ اور اگر نہ ادا کیا ہو تو اُنسے طلب کرنا چاہیئے
اشا ہے کہ آپ اسکا پربندہ کرکے سوچیت کریں گے۔ ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء"
اسکے جواب میں ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو مینے حسب ذیل کارڈ بھیجا۔

جالندھر شہر ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء۔ مہاشہ در نمستے

جو ۴۰۰ روپیہ بابت سود دکھایا گیا تھا وہ بینک میں داخل شدہ کے
سود سے مراد تھی نہ کہ اس روپیہ کے سود سے جو کہ پرتی ندہی سبھا کا
جمع تھا۔ لیکن پرتی ندہی سبھا کا روپیہ دو بار سود پر چڑھایا گیا ہے اول
یکم دسمبر ۱۸۹۴ء کو ۳۵۰۰ روپیہ اسکا سود لغایت آخر نومبر ۱۸۹۵ء
تک کا مینے مقروض سے وصول کرکے جمع کر دیا ہے۔ جو رجسٹر روپیہ سمجھتے
وقت مینے دیا ہے اسمیں دیکھ لیجئے۔ میرے پاس رسید بھی پہونچ چکی ہے
اسکا سود پھر یکم دسمبر کو ملیگا۔ دوسرا ۴۰۰۰ روپیہ یکم مارچ ۱۸۹۶ء
سے دیا ہے اسکا سود یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو ملیگا۔ آپکا منشی رام"

اب صاف معلوم ہو جاویگا کہ جس رجسٹر میں سارا اندراج تھا وہ سبھا کے دفتر لاہور میں
تھا۔ قلم برداشتہ مینے جواب لکھا۔ ایک ہی آدمی دو بار رقوم لے گیا اسلئے غلطی سے
یہ سمجھے کہ جلدی میں بجائے تین ہزار کے ساڑھے تین ہزار لکھے گئے۔ لیکن رجسٹر
موجود ہے نہ صرف یہی بلکہ اسکی تصدیق آگے چلکر ایسی تحریروں سے ہوگی جنپر کوئی
شک ہی نہیں ہو سکتا۔

اس جگہہ خاص قابل غور یہہ امر ہے کہ کارڈ میں صاف طور پر لکھا ہے "۔ لیکن پرلی ندھی کا روپیہ دوبارہ سود پر چڑھایا گیا" کارڈ میں الفاظ صاف ہیں۔ کہیں بے سے ہونیکا گمان بھی نہیں لیکن لالہ رلارام نے اسکا مطلب یوں ادا کیا ہے " ۳۵۰۰ یکم دسمبر ۱۸۹۴ء کو دوبارہ الوزلیٹ کیا گیا ہے" جب روپیہ ۴۰۰۰ شروع میں الوزلیٹ ہی یکم دسمبر ۱۸۹۴ء کو ہوا تو اس تاریخ کو اُسکے دوبارہ الوزلیٹ ہونے کے کیا معنی ہیں۔

لالہ رلارام نے ۵ رجون ۱۸۹۷ء کے خط کا حوالہ دیا ہے۔ اس خط کا سارا مضمون انہوں نے پیش نہیں کیا۔ مثل میں وہ خط موجود نہیں ہے۔ اگر لالہ رلارام اس خط کو اسیطرح مثل سے علیحدہ کر کے لیگئے ہیں جسطرح کہ انہوں نے رائے ٹھاکر دت کے پردھان پد سے علیحدہ ہونے پر بہت سی قابو آئی ہوئی مثلیں غائب کر لی تھیں تو بات دیگر ہے لیکن جبتک ۵ رجون ۱۸۹۷ء کا خط سامنے نہ ہو میں اُسکا نوٹس نہیں لے سکتا۔

اب سوال ایک باقی رہتا ہے۔ میں لکھتا ہوں کہ یکم دسمبر ۱۸۹۴ء سے ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء تک کا سود بابت ایکسال لغایت ۱۷۵ روپیہ ۲ر-۴-دسمبر ۱۸۹۵ء کو وصول ہو گیا تھا اور لالہ رلارام لکھتے ہیں کہ میں نے یہہ جھوٹ لکھا اور کوئی سود وصول نہیں ہوا اور پوچھتے ہیں "لالہ منشی رام بتلائیں کہ انہوں نے سود کہاں جمع کیا تھا؟" میں جواب دے چکا ہوں کہ ۴ر دسمبر ۱۸۹۵ء کو اس سود کی ادائیگی درج رجسٹر ہے لیکن وہ رجسٹر بھی تو میرا ہی لکھا ہوا تھا۔ شاید میں نے اب بنا لیا ہو۔ پھر میں جواب دیتا ہوں کہ۔ میرا ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء کا خط کیا کہتا ہے اگر سود وصول نہ ہوا ہوتا تو لالہ سچے چندر نہ اعتراض اٹھاتے "کہا جائیگا کہ جس رسید کا ذکر ہو۔ سٹاڑوں میں کرتے ہو وہ لاؤ یہاں مجھے بالکل خاموش ہونا پڑتا۔ (کیونکہ مجھے کیا معلوم تھا کہ ایک ایسا وقت بھی آئیگا جب مجھ سے وہ رسید طلب کیجاویگی۔ لیکن خوش قسمتی سے میرے بیان کی تصدیق مثل میں ہی موجود ہے۔ غور سے پڑھیے۔

۲۲ستمبر ۱۸۹۶ء کو لالہ جے چند منتری نے حسب ذیل خط میرے نام بھیجا اسوقت پر دہان لالہ رام کرشن جی تھے۔

لالہ منشی رام جالندہر۔ گیا چند خزانچی سبھا سے معلوم ہوا کہ جو روپیہ سبھا کا آپکی معرفت سود پر دیا گیا ہے اسکا سود اپنے ابھی تک نہیں بھیجا آپنے لاہور آکر ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر شائد آپکو یاد نہیں رہا میںنے یہ سمجھا تھا کہ اپنے خزانچی صاحب کو دیدیا ہوگا اسواسطے میںنے آپکو یاد نہیں دلایا تھا۔ آشا ہے کہ اب آپ جلدی سود کی رقم بھیجکر ممنون فرماویں گے۔ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۶ء"

اسکا جواب ۲۹۔ ستمبر ۱۸۹۶ء کو میںنے حسب ذیل بھیجا (شائد تقاضا میں وقت لگا ہوگا)

"پریہ مہاشے مہجے چندر جی نمستے۔

میرے پاس ڈاکٹر جے چندر کی تنخواہ ماہ اگست ۱۸۹۶ء تک پہونچی تھی اسکے لبعد نہیں پہونچی گویا ستمبر کی تنخواہ نہیں پہونچی

(۲) جو روپیہ میری معرفت دیا گیا ہے اسکے سود کے لئے تقاضا کرنا مجھے پھر یاد نہیں رہا تھا۔ اب لینے وعدہ کرایا ہے کہ نومبر ۱۸۹۶ء تک کا سود ہر دو دے دیویں اور آئندہ نومبر کے اخیر تک دیدیا کریں اب لالہ گیان چندر جی سے ہزا کر یا خود بنا کر انکا بل لغائت آخیر نومبر ۱۸۹۶ء بھیجد یجیئے میں روپیہ وصول کرکے فوراً بھیجدونگا۔ اسطرحپر کسیقدر آمدنی میں بھی ابزادی ہو جاویگی۔ تین ہزار کا حساب یکم دسمبر سے شروع ہے اور ساڑہے چار ہزار کا یکم مارچ سے۔

(۳) ابدلینک طیار کرنے کی نسبت آپ سے ملکر بات چیت کرونگا۔"

"آپکا متر منشی رام"

نوٹ۔ ناظرین معاف فرماویں جن امور کا متنازعہ سے تعلق نہیں ہے انکو بھی اسلیئے درج کر دیتا ہوں کہ مبادا معترض اس سے بھی خاص فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

(۲) یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ تقاضا برابر لالہ جے چندر کی طرف سے ہوتا تھا اگر ناراضگی ہوتی تو اُن سے نہ کہ لالہ ملا رام سے۔)

اسکے بعد مثل میں تین پرچے شامل ہیں بعنی لالہ گیان چند جی خزانچی اور لالہ جے چند جی منتری کے ہاتھ کا ہی لکھا ہوا ہے اسلئے انہیں بجنسہ یہاں درج کرتا ہوں

(۱) پرچہ نمبر ۱۸ پر حسب ذیل عبارت ہے۔

"خزانچی۔ میں حصہ پر خط لگا دیا ہے اسکی تعمیل کے لئے مجھے چندہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۶ء
لالہ گیان چند۔ یکم دسمبر ۱۸۹۴ء بحساب ۱ر۹ پائی فیصدی فی ماہ ضمانت ۳۰۰۰ تین ہزار
یکم مارچ ۱۸۹۶ء بحساب ۶ر فیصدی فی ماہ المسمٰی ۴۰۰۰ چار ہزار
(اسکے بعد سود کا حساب بموجب حساب جوڑا ہوا ہے۔ جسمیں اوپر نیچے تین رقمیں کالی ہوئی ہیں۔)"

(۲) پرچہ نمبر ۱۹۔

"مہاشہ لالہ گیان چند جی۔
مبلغ -/2/175 بابت سود تین ہزار روپیہ دسمبر ۱۸۹۵ء
میں آچکے ہیں آپنے شاید یہ رقم نہیں دیکھی اسکے مطابق جو تبدیلی ہو
وہ کر دیجئے۔ جے چندر یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء

(اسقدر حصہ اردو میں بدستخط لالہ جے چندر کے ہے اسکے بعد انگریزی بدستخط لالہ گیان چند جی ہے جسکا اردو ترجمہ درج کرتا ہوں)

(۱) سود بابت تین ہزار روپیہ بحساب ۱ر۹ پائی فیصدی ماہوار بابت ۲
سال از یکم دسمبر ۱۸۹۴ء لغایت ۳۰ نومبر ۱۸۹۵ء 548-2-0
نوٹ پہلے ۰-۱۰-۶۸۵ لکھے تھے اسکو قلم زن کرکے اوپر کی رقم بنالی ہوئی ہے
جو وصول ہو چکا ہے 175-2-0
اب باقی 373-0-0

(۲) سود بابت چار ہزار بالنو روپیہ بحساب ۶ر فیصدی ماہوار یکم مارچ ۱۸۹۶ء

سے لغایت بلار نومبر سنہ ۱۸۹۷ء واجب ۲۱ ماہ ۰ — ۶ — 354

859 — 14 — ۰

میزان

(اسکے بعد لالہ جے چند کی تحریر پر سرخ قلم سے جو لالہ گیان چند نے لکھا ہے اور لالہ جے چند نے جواب دیا ہے وہ بجنسہ درج ہے)

لیکن قبل بھیجنے کے مہربانی کرکے مجھے بتلائیے کہ آیا سود مرکب کا اقرار تھا یا سود سادہ کا۔ گیان چند ۔ ۲ اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء

خزانچی سود۔ سادہ ہے جے چند ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء

دیکھ لیا۔ اب جواب بھیج دیجئے۔ گیان چند ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء "

(۳) پرچہ ۷۸ ۔ میرے نام جو خط بھیجا گیا تھا اسکا مسودہ بدستخط لالہ جے چند ۔

"لالہ منشی رام جی جالندھر۔ جو روپیہ آپنے سود پر دیا ہوا ہے اسکا سود بہ تفصیل ذیل ہے:-

۱۔ سود تین ہزار کا بحساب ۷/۱ فیصدی فی ماہ

تین سال کا یکم دسمبر سنہ ۹۴ء سے اخیر نومبر سنہ ۱۸۹۷ء تک ۰ — 2 — 548

ادا ہو چکا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۰ — 2 — 175

واجب الادا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۰ — ۰ — 373

۲۔ سود ۴½ ہزار کا بحساب ۶/۱ فیصدی فی ماہ

یکم مارچ سنہ ۹۶ء سے اخیر نومبر سنہ ۹۷ء تک یعنی ۲۱ ماہ کا ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۰ — 6 — 354

کل میزان واجب الادا ۰ — 6 — 727

جے چند ۱۶ اکتوبر ۹۷

اگر لالہ رلا رام جی قبل کوئی رائے قائم کرنے اور قبل مجھپر الزام کے احتیاط کے ساتھ مثل کو پڑھ جاتے تو انکو معلوم ہو جاتا کہ ایک سال کا سود داتجی وصول ہو کر خزانہ سبھا میں جمع ہو گیا تھا۔ اس سے زیادہ میں کچھ لکھنا نہیں چاہتا

"اعتراض"۔ لالہ منشی رام جی نے اپنے اخبار ستیہ دہرم پرچارک مورخہ ۲ ر دسمبر ۱۹۰۰ء میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۸۹۶ء کے آخر میں میری طبیعت بہت بگڑ گئی تھی۔ اسوقت کچھ عجیب خیالات اٹھ رہے تھے جنکی وجہہ سے میںنے اپنی وصیت بھی لکھکر اپنے دراز میں رکھدی تھی اور سبھا کی رقوم کی اخلاقی ذمہ وار کو سمجھکر علاوہ اصلی کفالت کے اپنی ذاتی ذمہ داری کا ایک پرو نوٹ بھی لکھدیا تھا" مگر پھر خود ہی اپنی چٹھی مورخہ ۵ جون سنہ ۱۸۹۷ء میں سکرٹری سبھا کو لکھتے ہیں کہ اگر مناسب ہو تو بصلاح لالہ گیا چند لکھیئے کہ میں اس رقم کی نسبت یادداشت کے لئے پرامیسری نوٹ لکھکر سبھا میں رکھدوں"۔ ذرا غور کرنا چاہیئے کہ آپ ادہر تو ۵ جون سنہ ۱۸۹۷ء کی چٹھی میں دریافت کر رہے ہیں کہ آیا میں پرامیسری نوٹ لکھدوں؟ اور ادہر اخبار میں پبلک کو پیشتر ہی سے سناتے ہیں کہ سنہ ۱۸۹۶ء کے آخیر میں ایک پرونوٹ لکھدیا تھا۔ پس بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ طبیعت کے بگڑنے کا معاملہ ایک فرضی کہانی ہے تاکہ پرامیسری نوٹ لکھے جانے والے معاملہ پر پردہ پڑ جائے اور چونکہ سبھا کی طرف سے بار بار یہ لکھا جا رہا تھا کہ روپیہ کا نہ تو سود آتا ہے اور نہ مقروض اور کفالت وغیرہ کا کچھ پتا ہے۔ اسلئے مجبوراً ۵ جون سنہ ۱۸۹۷ء کو پرامیسری نوٹ لکھ دینے کی آمادگی ظاہر کی اور ہمارے اس شک کو مضبوط کر دیا کہ اصلی کفالت کوئی نہیں ہے

جواب۔ یہ ہماری غلط فہمی صرف کاتب کی غلطی سے پیدا ہوئی ہے۔ میںنے لکھا تھا سنہ ۱۸۹۸ء کا آخری حصہ کاتب نے سنہ ۱۸۹۶ء لکھدیا۔ جسوقت میںنے وہ مضمون

لکھا تو میں لاہور میں گروکل کی ضرورت ظاہر کرنے کے لئے لیکچر دے رہا تھا۔ مضمون
جالندھر بھیجا گیا۔ پروف بھی وہیں دیکھا اسلئے غلطی ہو گئی اور میری توجہ میں بھی نہ آئی
اسپر میری توجہ ۲۷ مئی ۱۹۰۵ء کے جلسہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب میں کھینچی
جب میں نے وہ مضمون سبھا کے روبرو پڑھا تھا۔ چنانچہ اسیوقت اسکی اصلاح کر دی
تھی۔ لالہ ملا رام جی کو اسکا بھی ذکر کر دینا چاہیے تھا۔ غیر ۱۸۹۸ء کا آخری حصہ
وہ تھا جبکہ میں واسطے خاص کام کے راجپوتانہ کیطرف گیا تھا۔ میرے ہمراہ ماسٹر
آتما رام جی اور لالہ وزیر چند جی بھی گئے تھے۔ شاہپورا جہ کے سفر میں بیمار ہو کر
ماسٹر آتما رام جی واپس ہو گئے اور ریاست کوٹا کا سخت سفر بیماری کی حالت میں
ہی کاٹ کر لالہ وزیر چند جی بھی اجمیر سے واپس چلے آئے۔ اور اُنکے بعد جے پور
الور۔ دہلی۔ اٹاوہ۔ میرٹھ وغیرہ ہوتا ہوا میں لوٹا تھا۔ واپس آنے پر میری جو حالت
تھی اس سے میرے سب متر واقف ہیں اسکا ذکر آگے چلکر آویگا۔

اعتراض "۳"۔ میں پیراگراف نمبر ۱ کے آخیر میں بتلا چکا ہوں کہ
۱۸۹۸ء شروع ہو گیا اور سود کچھ وصول نہیں ہوا سکرٹری نے اس پر
۶۔ جنوری ۱۸۹۸ء کو اس مضمون کا خط لالہ منشی رام جی کو لکھا
کہ ۱۵ نومبر ۱۸۹۷ء تک کا ہماری رقم کا سود واجب الادا ہو گیا ہے
بہتر ہے کہ روپیہ سکوں میں جمع کر لیا جاوے کیونکہ سود کا نقصان ہوتا ہے
بجواب اُسکے لالہ منشی رام جی نے ۲۵ مئی ۱۸۹۰ء کو لکھا کہ میں
مبلغ ۷۵۰۰ کا سود وصول کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور ساتھ
ہی یقین دلایا کہ اصل رقم خطرے میں نہیں ہے ایسے زبانی جمع خرچ کا
اثر ہی کیا ہو سکتا تھا۔ لالہ منشی رام جی کو مجبور کیا گیا کہ یا تو وہ مقروض کا
نام بتلائیں اور کفالت وغیرہ کا پتا دیویں اور جو کاغذات زیورات اُنکے پاس
ہیں وہ سبھا کے دفتر میں روانہ کریں۔ ورنہ جبتک ایسا نہیں ہوتا اپنی
ذاتی پرونوٹ لکھکر بھیجیں تاکہ سبھا کا روپیہ خطرے سے محفوظ رہے

اسکے جواب میں لالہ منشی رام جی نے اور تو کچھ نہیں کیا صرف ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو
ایک پرامیسری نوٹ نمبری ۶۰۷۰۰۵ - ۳ کا لکھکر بھیجدیا اسدن
یہ رقم سبھا کے حساب میں بشرح سود ۷ فیصدی ماہوار بنام لالہ منشی رام
جی بطور قرضہ دکھلائی گئی۔

جواب - میں پھر بجائے کچھ جواب دینے کے اصل خطوط کی عبارت لفظاً بلفظ پیش
کردیتا ہوں۔ واضح ہو کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مجھے پردھان بنایا گیا تھا اور دوسری مرتبہ
کالج پارٹی اور ویدپرچار پارٹی ایکدوسرے سے جدا ہو گئی تھی۔ میں ۱۸۹۸ء کے شروع
سال سے ہی بیمار چلا آتا تھا۔ لیکن چونکہ رائے بیٹرارام۔ لالہ رلارام اور خصوصاً لالہ
جے چند سمجھتے تھے کہ بغیر میری غیر معمولی کوشش کے بقول رائے بیٹرارام "کلچرڈ
شیطان مائنڈ Cultured demon" آریہ سماجوں کو کھا جائیں گے اس لئے
وے متواتر مجھے باہر جانے اور آریہ سماجوں کی ہمت بندھانے کے لئے پریرت کرتے
تھے جو خط لالہ رلارام نے ۲۵ مئی ۱۸۹۰ء کا لکھا ہے وہ ۲۵ مئی ۱۸۹۸ء
کا ہے (شاید کاتب کی غلطی سے ۹۸ کا ۹۰ لکھا گیا) اس خط کی بجنسہ نقل درج کر
دیتا ہوں۔

"جالندھر شہر۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۸ء - پریہ مہاشے ور لالہ جے چند رجی نمستے
آپکے بہت سے خطوط بلا جواب کے پڑے رہے۔ وجہ آپکو معلوم ہے
وہی کام کا بوجھ۔ تعطیلوں کے تین دن گذر چکے ہیں (غالباً محرم کی
تعطیلیں ہوں گی) اور ابتک میز پر ڈھیر لگا ہوا ہے۔ حالانکہ ۲۰ سے
زیادہ خطوط کا فیصلہ ان دنوں میں کر چکا ہوں آمدم برسر مطلب۔

آپکے ۱۶ مئی کے خط کا جواب

(۱) لاہور سماج کی لائبریری کی نسبت میری یہ رائے ہے کہ اسکا انتظام
بدستور لاہور آریہ سماج اپنے پاس رکھے۔ سبھا اس بوجھ کو برداشت
نہیں کرسکتی۔ جواب لکھ بھیجئے۔

(۲) لالہ دیوراج جی نہوں آریہ سماج کے جلسہ پر نہیں گئے میں بھی نہیں جا سکا۔ آپنے لو گیہ ایڈلیشنک بھیجدئے ہونگے

(۳) لالہ دیوراج جی سے استعفا دلانے کے یہ معنی ہونگے کہ اُنکو بالکل ساماجک کاموں میں دلچسپی ہی نہ رہے۔ لالہ کرمچند جی سے بھی استعفا دلانا ٹھیک تو نہیں ہے تاہم اگر اور کوئی صاحب استعفے کے لئے نہیں ملتے تو آپ تو ایسی لکھیں تاکہ لالہ کرمچند بی اے کو ترغیب دیجائے کہ وے استعفا بھیجدیں۔

(۴) جگراؤں کا جلسہ ملتوی ہوگیا۔

(۵) کرنال کا روپیہ معرفت لالہ گیا چند جی آپکو پہونچ گیا ہوگا

۱۲ رسی کے خط کا جواب

(۱) پنڈت گنگا دت جی کہ رسیدیں بابت فروری ۔ مارچ ۔ اپریل مئی اور جون ارسال ہیں کل ۱۵۰ روپیہ ہوئے ایکصد روپیہ لالہ رام کرشن جی کو بنگی بحساب ویدک آشرم دے گئے کل ۱۵۰ ہوئے باقی ۵۰ روپیہ بابت آمدنی وید پرچار فنڈ اب آریہ سماج جالندھر شہر سے پاس ہیں۔ اس حساب سے جمع کر لیجیے اگر کہیے تو ۵۰ بھی لالہ رام کرشن جی کو آشرم کے حساب میں دیدیے جاویں یا کنیا مہاودیالہ کے روپیے دیگر جو کچھ بچے وہ لالہ رام کرشن جی کے حوالہ کردوں۔

(۲) [illegible] مختلف فنڈوں میں دیگر باقی لالہ رام کرشن جی کو منجملہ ۵۰ کے دیدونگا۔

(۳) پاٹھ شالہ کی سکیم اب میں نہیں بناؤنگا۔ بجائے گرد کل کے نام رکھنے کے ویدک پاٹھ شالا اور ویدک اشرم نام رکھکر گویا سوامی جی مہاراج کے طریقہ پر پڑھائی اور گرد کل کا بنیادی انسٹیٹیوشن قائم کرنے کے لئے سکیم بناؤنگا

(۵) میری رائے میں آریہ مسافر کی ایڈیٹری کے لائق حکیم سنت رام نہیں ہیں البتہ وہ مضمون لکھ سکتے ہوں گے اور حوالہ جات خوب تلاش کر سکتے ہیں۔

لیکن انکی تحریر میں سنجیدگی اور ضروری سمجھ تا نہیں ہے۔ پس میری رائے
میں بہتر ایڈیٹر کی تلاش کیجئے۔ میں لالہ دیویال سے دریافت کرتا ہوں
وہ اعلیٰ اُردو دان ہیں اور جالندہر چھاونی میں مقیم ہیں اگر وہ ایڈٹ کرنا منظور
کر لیویں تو یہاں سے میں اپنی نگرانی میں رسالہ نکلوا سکتا ہوں آریہ مسافر
کا جلد نکلوانا نہایت ہی ضروری ہے۔ میں خود یہ بوجھ برداشت کرتا لیکن بوجھ
آگے ہی ناقابل برداشت ہے۔

(نوٹ:- آخر کار مجھے ہی ایڈیٹر بننا پڑا اور دو سال سے زیادہ عرصہ تک
آنریری طور پر کام کرتا رہا)

(٦) رجسٹر ہی کے مسودہ کے متعلق ضروری ہدایتوں کی اگر فہرست بھیجئے
تو میں طیار کر دونگا۔

۱۱ اپریل

اس پتر میں آپنے باہر ڈیپوٹیشن لیجانے کے بارے میں لکھا تھا۔ اسمیں
شُبہہ نہیں ہے کہ ڈیپوٹیشن کے لیجانے کی سخت ضرورت ہے۔ تعطیل محرم
میں میرا ارادہ ہوا تھا لیکن اگر میں چلا جاتا تو رہا سہا انتظام بھی میرا بگڑ
جاتا اور سماجک کاموں میں حرج ہوتا اس تعطیل میں میں کل کام درست
کر لینے کی اُمید رکھتا ہوں اور میرا ارادہ دڑھ ہے کل بہت سے دوست
مجھے صحت کے لئے باہر لیجانیکی کوشش کرتے رہے لیکن میں نہیں گیا۔ خیر
اس تعطیل میں سب کچھ ٹھیک ہو جاویگا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ڈیپوٹیشن کیونکر جا سکتا ہے میری حالت اسوقت
یہ ہے کہ میں خرچ بالکل نہیں کر سکتا۔ ملتان گیا ص روپیہ خرچ
ہو گئے (میری پتریاں ہمراہ گئی تھیں کیونکہ اُس منتری سماج نے
بلایا تھا) میں ہی جانتا ہوں جس تکلیف سے میں نے گوارا کیا اگر مکمل ڈڈ
کروں تو کم سے کم ۱۱ص روپیہ چاہئے کیونکہ بنگال ہمارے ممالک

مغربی و شمالی - راجستھان - اور کل پنجاب کا دورہ ضروری ہے اور پھر
پیچھے گھر کے خرچ کیلئے قریباً پانچصد روپیہ چاہیے - اسوقت گنجائش ذرا بھی
نہیں ہے

(۲) . . . . (دو سطروں میں بالکل پرائیویٹ معاملہ تھا جسے
چھوڑ دیا ہے) لڑکوں کی رکشا جنکی تعلیم کا ابھی تک معقول بندوبست
نہیں ہوا - (سکول میں پڑھتے تھے اتنشا دھیائی وغیرہ پڑھانیکا کوئی
پربندھ نہیں ہو سکا تھا) ان وجوہات سے مجبور ہوں - سچ سمجھیے میری
حالت بعینہٖ وہی ہے جو شیر کی پنجرے میں ہوتی ہے - میں جانتا ہوں کہ
کلیجہ ڈاپ دھرم تا شروع کریں گے دمیرے بھائی مجھے معاف کریں
لیکن کیا کروں آپ ہی صلاح دیویں کہ کیا کیا
جائے - آپ اگر ماسٹر آتما رام جی کو پریرنا کر سکیں کہ لالہ جوالا سہائے کو
لیکر پنجاب میں گشت کریں اور کم از کم پنجاب کی حفاظت کر لیں تو بہت کچھ
کام ہو سکتا ہے - خیر اسباب پر پیچ سوچکر مفصل لکھیے -

(۳) سارودیشک سبھا کے نیم انہیں تفصیلوں میں تیار کرونگا -

(نوٹ باوجود اس لکھنے کے مجھے انہیں تفصیلوں میں چکر لگانا پڑا تھا اس لئے
اسوقت کے ملتوی ہوئے نیم مہینے فروری سنہ ۱۹۰۶ کے شروع میں بمقام
ریاست نابھ بنائے گئے تھے -

(۴) سبھا کے مکان کی ضرورت وغیرہ کی نسبت آپ مضامین شروع
کر دیجیے - انپر میں بھی نوٹ دیا کرونگا -

(۵) روپیہ کا سود وصول کرنیکی کوشش کر رہا ہوں آپ خاطر جمع رکھیں
اس روپیہ کا معقول بندوبست ہو جاویگا مشکل یہ ہے کہ میں کام میں اسقدر
پھنسا ہوا ہوں کہ معمولی کاموں کیطرف دھیان دینا مشکل ہو رہا ہے

(۶) پنڈت لیکھرام جی کی زندگی کے بیمہ کا روپیہ تا ہنوز وصول ہوا یا نہیں

بہت جلد اطلاع دیجئے۔ مجھے افسوس ہے کہ آریہ سماجک لوگ بھی اپنے
فرائض کو بہت کم سمجھتے ہیں باقی دوسرے خط میں لکھوں گا۔

آپکا منشی رام "

اس خط کو مینے بجنسہٖ نقل کر دیا ہے بہت ہی اچھا ہوتا اگر میں کُل خط و کتابت شائع
کر سکتا جو شروع سے میرے دفتر کے ساتھ سنہ ۱۹۰۰ع کے خاتمہ تک ہوتی رہی
لیکن گنجائش کہاں ہے۔ ایکسو صفحے صرف اسی خط و کتابت کی نذر کرنے پڑتے
اس خط سے صاف ظاہر ہے کہ میں کن دقتوں میں پھنسا ہوا تھا ہاں تشریح تھوڑا سا لکھنے
کے لئے مجبور ہوں:۔

(۱) لاہور والے بھائی جنکے سر پر لیڈر پنڈت گرو دت ... صاحب مرحوم اور لالہ رلا رام تھے۔
ہمیشہ خاص خاص رعایتوں کے لئے درخواستیں دیتے رہتے اور مجھے ہر قتِ ذہنی کے
حقوق کی ضرورت پڑتی

(۲) یہہ بھی واضح ہو جائیگا کہ جمعو کا سالانہ جلسوں پر جانے کے باعث میں ہی باہر
سے روپے لاتا تھا۔ انکو سماجک دیگر جلسوں میں خرچ کرتا تھا اور حساب منتری کے
پاس بھیجا کرتا تھا۔ یہہ سلسلہ برابر رہا ہے۔ انکو آئندہ الزامات کی اصلیت سمجھنے
کے لئے مدنظر رکھنا چاہیئے۔

(۳) یہہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مئی سنہ ۱۸۹۶ع تک میں سبھا سے اپنا سفر خرچ
نہیں لیتا تھا سارا سفر خرچ اپنی گرہ سے کرتا تھا۔ جب سنہ ۱۸۹۶ع کے نومبر میں
تنگ آکر اور تھک کر مینے بکمال منت سبھا کو لالہ رام کرشن کے پردھان بنانے
پر مجبور کیا تھا تو اسوقت مینے حساب لکھا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آخیر دسمبر ۱۸۹۶ع
تک مینے اپنے سفر خرچ کے علاوہ اپدیشکوں اور انیہ مہاشیوں کو ڈیپوٹیشن لیجانے
کے لئے اپنے پلے سے ۲۶۰ روپیہ کے قریب خرچ کیا تھا۔ اسکے سوائے میری غیر حاضری
سے جو آمدنی کا نقصان ہوتا تھا وہ علاوہ تھا۔ یہہ بھی ذکر کر دوں کہ باوجود انکار کرنے
کے بھی آخرکار راجپوتانہ کیطرف مجھے ہی جانا پڑا تھا۔ جہاں سے میں بیمار ہو کر آیا

اسوقت والسبی پر میںنے اپنی وصیت لکھکر رکھدی تھی اور ۵۰۰ ، ۷ کی رقم کی بابت
پرونوٹ سادہ ہنستری سبھا کے نام لکھکر رکھدیا تھا اسکے بعد جو کارروائی ہوئی اُسے لالہ
رلارام نے دو لفظوں میں ختم کر دیا ہے لیکن میں تفصیل کے ساتھ لکھدیتا ہوں۔

واضح ہو کہ جب دوسری مرتبہ پھر ہمیں اپنے کالج پارٹی والے بھائیوں سے
جدا ہونا پڑا اور میں پرویسا ہوا بنا تو اسوقت لیکھرام میموریل فنڈ کا روپیہ زیادہ آچکا
تھا اور گرودت میموریل فنڈ وغیرہ کا بھی فیصلہ باہمی ہو کر تقسیم ہو چکی تھی اسلئے میں نے ۱۲
مارچ ۱۸۹۹ء کی انترنگ سبھا میں موجودگی خود اتفاق رائے سے حسب ذیل ریزولیوشن
پاس کرایا تھا۔

"کہ تجویز ہوا کہ صاحبان ذیل کی ایک سب کمیٹی مقرر کیجاوے جو اسبات پر
وچار کر کے رپورٹ کرے کہ جو روپیہ اسوقت سبھا کے پاس ہے اسکو
کسطرح پر تجارت میں لگایا جاوے۔

ڈاکٹر پرمانند۔ رائے پیڑارام۔ بابو بچارام۔ لالہ گیاچند۔ لالہ جے چند
کورم تین مہاشیوں کا ہوگا۔

واسی کو سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی جو بجنسہ منظور ہوئی اُسکی نقل
حسب ذیل ہے:-

"جو روپیہ اسوقت سبھا کے پاس موجود ہے وہ۔

(क) ایسی جائداد پر لگایا جاوے جسکا سود چھ فیصدی کم سے کم ہو یعنی
مکانات زمین وغیرہ خریدے جاویں

(ख) پانچہزار کے قریب پنجاب بینک میں ٹرسٹیز (امینوں) کے نام جمع کرایا جاوے۔ (ग) چار ہزار روپیہ پنجاب نیشنل بینک میں ٹرسٹیز کے نام جمع کرایا جاوے

(घ) دس ہزار روپیہ کے پرامیسری نوٹ ٹرسٹیز کے نام خریدے
جاویں۔

(ङ) جو روپیہ شریمان لالہ منشی رام جی کی معرفت قرضہ دیا ہوا ہے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ برامد ہوکر باقاعدہ ٹرسٹیز کے نام
الائنس بنک میں جمع کرایا جائے یا کوئی ایسی جائداد خریدی جاوے
جسکا سود کم سے کم چھ فیصدی سالانہ آتا ہو یا اگر جائداد محفوظ ہو اور
اور ایسی جگہہ پر ہو جہاں آئندہ آمدنی یا قیمت بڑھنے کی امید ہو چھ
فیصدی سے کم منافع والی بھی لیجاوے

(۲) جتنا روپیہ اسوقت پنجاب نیشنل بنک اور راگرہ بنک میں جمع ہے
وہ میعاد گذرنے پر برآمد کرا کے حسب قاعدہ بالا سود پر لگایا جاوے

(۳) اب سبھا کی رائے میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جو ٹرسٹیز سبھا
کی طرف سے مقرر ہیں انکے نام کا ٹرسٹ ڈیڈ باضابطہ رجسٹری کرایا
جاوے تاکہ اُنسے یا اُنکے وارثوں سے آگے کو کسیطرح کے جھگڑے
کا ڈر نہ رہے اور مدرسٹیوں کے جو فرائض ہوں وہ اسمیں لکھے جاویں"

اس سے ظاہر ہوگا کہ لالہ رلا رام جی کا یہہ لکھنا کہ مجکو میسود کیا گیا وغیرہ کہانتک
درست ہے۔

لیکن اوپر کے اقتباس کے آخری حصہ کی طرف آریہ پرشوں کو عموماً اور آریہ پرتی ندہی
پنجاب کے ممبروں کو خصوصاً متوجہ ہونا چاہیئے اس رزولیوشن کی موجودگی کے
باوجود اور کچھ بھائیوں کی لگاتار سخت کوششوں کے باوجود ابتک ٹرسٹیوں نے کوئی
بھی ٹرسٹی نامہ لکھکر نہیں دیا۔ بلکہ اسی .... کی
تحریک پر بار بار سبھا اور آریہ سماج کو برباد کرنے کی دہکی ملتی رہی۔

اس ضمن میں یہہ بھی عرض کردوں کہ پارسال شاید ماہ اگست انترنگ سبھا پھر پاس
کرچکی ہے کہ ٹرسٹیوں سے اقرارنامجات لئے جاویں نہ معلوم لالہ رام کرشن جی
اور رائے ٹھاکر دت جی دہون موجودہ ٹرسٹیان سبھا نے کوئی اقرارنامہ رجسٹری
کرا کے سبھا کے دفتر میں رکھدیئے ہیں یا نہیں۔

خیر اسکے مطابق منتری نے مجھے اطلاع دینی ہی تھی مگر میں سخت کام میں مصروف

رہا اور پھر راجپوتانہ کیطرف چلا گیا۔ وہاں سے میری واپسی پر ۱۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو لالہ جے چندر جی نے لکھا:-

"۲۳۔ جون ۹۸ء کو مفصلہ ذیل مضمون کا ایک پتر آپکی سیوا میں بھیجا گیا تھا اسکا کوئی جواب اب تک نہیں دیا اور نہ ہی سود بھجوایا ہے

۱۵۔ مئی ۹۸ء کو انترنگ سبھا میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو روپیہ شری مان لالہ منشی رام جی کی معرفت قرضہ دیا ہوا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ برآمد ہو کر یا تو حسب قاعدہ ٹرسٹیز کے نام الائنس بنک میں جمع کر دیا جاوے یا کوئی ایسی جائداد خرید لی جائے جسکا سود کم از کم چھ فیصدی سالانہ آتا ہو یا اگر جائداد محفوظ ہو اور ایسے موقعہ پر ہو جہاں آئندہ آمدنی یا قیمت کے بڑھنے کی اُمید ہو تو ۶ فیصدی کم منافع والی بھی لیجاوے۔

اسپر الوسٹمنٹ کمیٹی میں ذکر ہونے پر مجھے کہا گیا تھا کہ میں آپ سے دریافت کروں کہ یہ ۷۵۰۰ روپیہ کب واجب الادا ہوگا اور کب آپ اُنکو برآمد کرکے سبھا کے ٹرسٹیز کے نام جمع کرا سکیں گے۔ کرپا کرکے جواب سے جلد کرتارتھ کریں۔ اس ۷۵۰۰ روپیہ کا سود بھی ابھی تک سبھا کے پاس نہیں پہنچا۔ آپ کرپا کرکے جلد بھجوا دیں"

واضح ہو کہ اس سے پیشتر میں راجپوتانہ وغیرہ سے واپس ہو کر جیسا کہ میں نے پہلے عرض کی ہے اپنی وصیت لکھکر ۷۵۰۰ کا پرونوٹ بھی لکھکر رکھ چکا تھا اور اپنی پتری کے وواہ کا انتظام کر رہا تھا جو شاید ۱۶ یا ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء کو ہونیوالا تھا۔ میں نے پھر تقاضا مقروض سے واپنے مہربان ضامن سے کرنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ یا تو اُس خط کے آتے ہی یا اسکے جواب بھیجنے کے بعد میں نے مقروض کو معہ ضامن کے بلوایا۔ اوپر کے خط کا جواب اسکی پشت پر ہی لکھکر بھیجدیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

"منتری مہاشے جی آپکا گذارش ہے کہ سود وصول ہونیکی اُمید اسوقت تھی

لیکن بوجہ کثرت کام دواہ پتری کے تقاضا نہ ہو سکا اب جلد وصول کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ باقی اصل روپیہ اسقدر جلد وصول ہونا مشکل ہے اسکےلئے بھی نوٹس دیدیا ہے جسوقت موقعہ ۱۰ روپیہ نقد وصول کرکے داخل کردونگا۔ روپیہ کے چھ ماہ سے زیادہ شاید انتظار کرنی پڑیگی لیکن سود بہت جلد وصول ہو جاویگا۔ اس عرصہ کے لئے الولیٹ کمپنی سے دریافت کرکے اطلاع دیں کہ اگر ضرورت ہو تو میں ۳۰۰ او ۵۰۰ سو کے علیحدہ علیحدہ پرامیسری نوٹ لکھکر دفتر میں حوالہ خزانچی کردوں۔ آپکا جنتی رام ۱۹ ستمبر ۱۸۹۶ء"

یہہ خط بھیجکر مینے مقروض اور ضامن کو بلایا اور سخت تقاضا کیا۔ انہوں نے عذر کیا کہ روپیہ کی اسوقت مشکل ہے۔ مینے اپنی مجبوری ظاہر کی جسپر مقروض نے کہا کہ لائے زیور فروخت کرکے کچھ بندوبست کرلاؤں۔ مینے زیور اور قبالجات بھی حوالہ مقروض کے کرکے تاکید کی کہ زیور فروخت کرنے کے علاوہ اور انتظام کرکے بھی کل رقم اداکردو تاکہ مجھے سبھا سے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ مقروض زیور اور قبالجات لیکر چلا گیا اور ہفتہ عشرہ کے بعد آکر ظاہر کیا کہ زیور کے استعمال کی دواہ پر ضرورت پڑ گئی اسلئے ابھی تک فروخت نہیں ہوا۔ مہلت دیجئے۔ مینے اُسے پھر تاکید کرکے مہلت دی اور حسب ذیل خط لکھدیا:۔

"قبل اسکے کہ میں خط کو درج کروں اسقدر بتلا دینا ضروری ہے کہ ان دنوں کثرت کام کیوجہ سے مینے سبھا سے ایک کلرک مانگا تھا چونکہ بجٹ میں گنجائش نہ تھی اسلئے ۱۲ جون ۱۸۹۶ء کے انترنگ سبھا میں نشچے ہوا کہ ۱۲ اپدیشکوں کی جو جگہیں خالی ہیں اُنھیں سے ایک عہدہ پر ۱۰ روپیہ کا ایک اپدیشک پر دہان جی نیت کرلیں اور اس سے اپدیشک اور خط وکتابت کا کام لیں۔"

مینے ہنوز کوئی ایسا آدمی ملازم نہ رکھا تھا کہ دورے کےلئے جانا پڑا چنانچہ کار کن پردہان لالہ رلارام جی کو بنا دیا۔ بس اسوقت سارا کام وہی کرتے تھے۔ اسی

موقعہ پر میری پتھری کا دورہ ہو نیوالا تھا اور اُسی موقع پر پنڈت گوپی ناتھ کے ساتھ شاستر ارتھ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی۔ جسم بہت کمزور ہو گیا تھا۔ اسلیئے میں آئندہ سال پروہان پد پر کام کرنا نہیں چاہتا تھا۔ یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ۱۹ ستمبر کے خط کے جواب میں کوئی تاکید وغیرہ نہیں آئی تھی یہہ خط بیئے ادورے کے واقعات کے بعد خود بخود لکھا تھا۔

"جالندھر شہر ۱۳ اکتوبر ۹۸ء۔ پریہ بھاشے ور لالہ جے چندر جی منتری

انترنگ سبھا کے ۱۶ اکتوبر والے جلسے میں شامل نہیں ہو سکتا۔

ضروری امور پاس کرا لیجیے گا۔ دوسرا جلسہ اکتوبر کے آخیر میں رکھئے

اور اسمیں منجملہ اور مضامین کے ایک یہہ مضمون بھی رکھئے۔

الف۔ گرو کل کا سکیم اور وید بھاشیہ کی تجویز پیش کردہ منشی رام پر وچارہ میں یہ مضمون تیار کر رہا ہوں اور غالبًا ایک ہفتہ تک آپکی سیوا میں بھیجدونگا۔

ب۔ چونکہ آئندہ سال میں پروہان پد سے بالکل سبکدوش ہونا چاہتا ہوں اور ہو جاؤنگا۔ نیز اب تک رقم ۵۰۰ روپے کا سود اول اور دوسرے سال کا بھی وصول نہیں ہوا۔ اور اس رقم کا انتظام ہو کر نقد سبھا کے دفتر میں جمع ہونا چاہیئے اور زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اور نہ مجھے امید ہے کہ آئندہ پانچ چھہ ماہ تک اصل مقروضوں سے روپیہ وصول ہو سکے اسلیئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ کل رقم اخیر نومبر تک سود کی جوڑ شامل کرکے، رقعہ بحیثیت کل رقم لکھدوں تاکہ بحالت کسی اتفاق ناگہانی کے آریہ پرتی ندہی سبھا کو کوئی نقصان نہ پہنچے لیئے آپ مجھے لکھدیں کہ حساب کرنیسے آخیر نومبر ۹۸ء تک کل سود کسقدر واجب الادا ہے تاکہ سب جوڑ کر روپیہ و لنوٹ لکھکر وقت علیحدگی سبھا کے حوالے کردوں جس سے

کسیطرح کی دقت واقع نہ ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

اسکے بعد کے ضمن دیگر مضامین سے تعلق رکھتے ہیں ۔

میرے اس خط کے پہونچنے پر الوٹمنٹ سب کمیٹی میں اس امر پر وچار ہوا جسکا نتیجہ منتری جی کے حسب ذیل خط سے واضح ہوتا ہے ۔

" لاہور ۔ ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء ۔ شری مان لالہ منشی رام جی نمستے ۔

نقل ریزولیوشن الوٹمنٹ سب کمیٹی منعقدہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۸ء

برائے اطلاع وکارروائی ارسال خدمت ہے ۔ لالہ منشی رام جی کے پتر مورخہ ۱۹ ستمبر و ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء پڑھے گئے نتیجہ ہوا کہ انکو جواباً لکھا جاوے کہ جو روپیہ اُنکی معرفت قرضہ پر دیا گیا ہے اسکو جہانتک جلدی ہوسکے برامد کراکے سبھا منعقدہ ۱۵ ۔ مئی ۹۸ء ٹرسٹیز کے نام جمع کرایا جاوے اور بالفعل اصلی وثیقہ جو قرضداروں سے لیا گیا ہو دفتر ہذا میں بھیجدیں اور اگر نہ لیا گیا ہو تو اب باضابطہ وثیقہ لیکر بھیجدیں اور اگر اس قسم کی تحریر درست ملنی مشکل ہو تو بموجب انکی تحریر کے ایک پرونوٹ بنام پیڈارلعل اور لالہ رام کرشن جی کے نام پر انکے تحریر کرالیجاوے ۔ لیکن اسبات کی تاکید کردیجاوے کہ روپیہ جلد وصول ہوکر سبھا کے دفتر میں آجانا چاہیئے ۔ آخر اکتوبر ۹۸ء تک کا سود شمار کرکے کل رقم یعنی 8642 - 6 - 6 کا وثیقہ یا پرونوٹ تحریر کرالیا جاوے ۔ آپکا سیوک سجے چندر منتری اریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب

اس خط کے پہونچنے پر جہاں پرونوٹ لکھدیا وہاں ساتھ ہی حسب ذیل نوٹ پشت خط پر لکھکر واپس کردیا ۔

" مہاشے ور نمستے ۔ پرونوٹ ۸۶۴۲ - ۶ - ۶ کا لکھکر ارسال ہے اسکو سبھا کے دفتر میں رکھ لیویں ۔ تاکہ مجھے تسلی ہوجاوے سود کل ، کے حساب سے لکھدیا ہے ۔ لیکن جو سود وصول ہوگا وہی

بحساب سابق دونگا۔ روپیہ نسبت جلد وصول کرکے سبھا کے کوش میں

داخل کرنیکی کوشش کرونگا۔ ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۰ء ۶۔ آپکا منشی رام"

اب صاف ہوگیا ہوگا کہ ۲۰۰ روپیہ تو ۱۲ فیصدی ماہوار کے حساب سے تھا اور

۴۵۰۰ روپیہ ۶ فیصدی ماہوار کے حساب اگر اس حساب سے سود لکھا جاتا تو

۲۶ ماہوار سود بیٹھتا لیکن میری کل رقم پر ۷ کے حساب سے سود لکھنے

پر ۱۳ ماہوار قائم ہوا۔ گویا ۱۳ ماہوار سود مینے زائد لکھدیا۔

یہہ ہیں اصل واقعات جنکو لالہ رلا رام جی نے اپنی طرز پر (اصل خطوط کی عبارت

کو نہ ظاہر کرتے ہوئے) بیان کرکے معاملہ کو مشتبہ قرار دینے کی کوشش کی ہے

در زبانی جمع خرچ کا اثر کیا ہوسکتا تھا۔ "مجبور کیا گیا" وغیرہ وغیرہ فقرات کی جگہہ اگر

اصل خطوط چھاپ دیتے تو مجھے اپنے ناظرین کا اسقدر وقت ضائع نہ کرنا پڑتا۔

اعتراض ۴۔ واضح ہو کہ لالہ منشی رام کا اقرار سود کی نسبت پیشتر

۷ اور ۸ کا تھا مگر جب پرونوٹ دیا تو صرف ۷ درج کیا۔ لالہ منشی رام

جی کو بتلانا چاہیے کہ اگر فی الحقیقت کوئی کفالت بطور زیور رہن

یا مکان کے اُنکے پاس تھی جیسا کہ وہ پبلک کو یقین دلاتے رہے

ہیں تو مقررہ سود ۷ و ۸ فیصدی کو ۷ کیوں کردیا؟ اسکی اصل وجہہ

سوائے اسکے اور کیا ہوسکتی ہے کہ کفالت وغیرہ کچھ بھی نہیں تھی۔

فرضی سود لکھا چھوڑا تھا۔ پر اسمیری نوٹ کے دیتے وقت چونکہ سود

گذشتہ سالونکا اصل کے ساتھ لگنے لگا اسلئے شرح ۷ مقرر کردی

اور لحاظ کی وجہہ سے کسی نے اعتراض نہ کیا۔"

جواب۔ پہلے جواب کے خاتمہ پر جو لکھ چکا ہوں اُسے غور سے ملاحظہ کیجئے

رجسٹر Cash book میں سود کی شرح ۷ اور ۶ درج ہے۔ لالہ جے چند

کے خطوط اور لالہ گیا چند کے دونوں مرتبہ کے حسابوں میں شرح سود یہی درج ہے

اپ نے ۸ اور ۷ کہاں سے نکالے اور پھر بھولے پن سے لکھدیا کہ مدلحاظ

کیوجہ سے کسی نے اعتراض نہ کیا" میرے آخری خط کا مطلب صاف تھا چونکہ دونوں
رقوم کو ایک جگہہ کیا گیا تھا اسلیئے غلطی سے بچنے کے بجائے ۷/ ۔ اور ۶۱ر کے کل
سود کی شرح ۸ر ماہوار لکھدی جو ۴ پیسہ فی ماہ کے حساب سے زیادہ تھی اور ساتھ
ہی معاف کردیا" لیکن جو سود وصول ہوگا وہ حساب سابق دونگا" اور باوجود
اس تحریر کے بھی جب مجھے سود خود ادا کرنا پڑا تو میں نے اپنی تحریر کے مطابق
کل سود ادا کردیا۔ گویا ۲۳ مہینوں کے سود میں میری طرف سے (?) سبھا
کو نذرانہ ادا کئے گئے۔

اب وہ موقع آگیا ہے کہ ایسی مختصر سی تمہید لکھنی ضروری ہے جو کہ نہ صرف
آگے لکھے ہوئے معاملات کو ہی صاف کردیوے بلکہ اس کشمکش کی اصلیت کو بھی
ظاہر کردیوے۔ سنہ ۱۸۹۲ء کے نومبر کے جلسہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب میں مجھے
پردھان پد کا فخر بخشا گیا۔ مجھے جسقدر کام کرنا پڑا اسکے دوہرانے کی ضرورت نہیں
ہے۔ میں دکھلا چکا ہوں کہ سنہ ۱۸۹۶ء کے خاتمہ پر میں نے پردھان بننے سے معافی
مانگی تھی۔ وچار یہہ تھا کہ لالہ رلا رام جی کو پردھان بنایا جاوے۔ لیکن بڑی کثرت
رائے انکے برخلاف تھی اسکی وجہہ کیا تھی اور اب تک کیا ہے اسے میں بیان نہیں
کرونگا کیونکہ میں کسی بھائی کی بھی گستاخی کرنا نہیں چاہتا۔ سب آریہ بھائی وجہہ
جانتے ہیں۔ بس کثرت رائے سے لالہ رام کرشن جی ۲۰ ممبران حاضرین کی موجودگی میں
۱۱ رایوں سے پردھان منتخب ہوئے۔ ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۹۷ء کو پھر سالانہ انتخاب کا
دن مقرر تھا۔ مجھے پہلے ہی رلے پیڑا رام (?) وغیرہ درخواستیں کر رہے تھے کہ پردھان
بننا قبول کروں لیکن میں انکار کرتا تھا میں نے اپنے جالندہری بھائیوں کی منت کر کے
انسے ووٹ بھی دوسروں کے لئے دلوائے لیکن پھر بھی ۲۰ کی حاضری میں ۱۲ رایوں
میں پردھان بنایا گیا۔

سنہ ۱۸۹۸ء میں چونکہ آریہ سماج میں پھر تفرقہ پڑگیا اسلئے کالج پارٹی اور وید
پرچار پارٹی کا جنگ شروع ہوا سنہ ۱۸۹۵ء کے دسمبر میں جالندہر ایک اپدیشک پنجہ شالا

قائم ہو چکی تھی جسکا نام میں اپنے خط میں بتلا چکا ہوں کہ میں نے ویدک پاٹھ شالا و ویدک
آشرم رکھا۔ اس پاٹھ شالا اور آشرم کے شری مان پنڈت گنگا دت جی ادھیاپک مقرر
ہوئے تھے جنہوں نے بڑے پرشارتھ سے پنڈت بھگت رام جی کو پڑھا کر اپدیشک ہونے کے
لیے طیار کردیا اور کئی لائق ودیارتھیوں کو طیار کر رہے تھے۔ جالندھر آریہ سماج
کیلئے یہ آشرم اور پاٹھ شالا غنیمت تھی۔ شاید شروع جون ۱۸۹۶ء میں لالہ
رلا رام جی نے مجھے کہا کہ گوجرانوالہ میں میری رہائش ہے لیکن وہاں کلچرڈ سکول
کھولنا چاہتے ہیں۔ اگر انکا سکول کھل گیا تو ہمارے آریہ سماج کو بہت ہانی
پہونچیگی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مشہور پنڈت ودیا دھر نامی مر گئے ہیں انکی
پاٹھ شالا کے نام معافی تھی اب کوئی پڑھانیوالا انکا جانشین نہیں ہے۔ اگر آپ ویدک
آشرم اور پاٹھ شالا کو گوجرانوالہ میں منتقل کر دیں تو امید ہے کہ وہ معافی ہمیں
ملجاوے اسیطرح ہمارے سماج کی رکشا بھی ہو جاوے اور ہمارے آریہ سماج کو
ایک کام بھی ملجاویگا جس سے انکا دل بڑھا رہیگا۔ میں نے جب سے آریہ پرتی ندھی سبھا
کی سیوا شروع کی ہے تب سے خاص آریہ سماجوں کی رعایت کے خیال کو دل میں
جگہہ ہی نہیں دی۔ میں ہمیشہ آریہ سماجوں کی مجموعی رکشا اور بزرگی کے خیال کو مد نظر
رکھتا رہا ہوں یہانتک کہ پرانک رعایت کو بھی میں نے اپنے عمل سے کبھی روا نہیں
رکھا میرا یہ عمل یہانتک بڑھا ہوا تھا کہ لالہ پیڑا رام صاحب و لالہ رلا رام صاحب وغیرہ
مجھے طنزاً [illegible] کا خطاب دیا کرتے تھے پس میں نے گوجرانوالہ کی رکشا
کو مقدم سمجھکر اس وچار میں اپنی سمتی دیدی۔ جالندھر والے بھائیوں کے عذر کرنے
پر میں نے انکو بھی رضامند کرلیا اور حسب ذیل ریزولیوشن ۳۱ جولائی ۱۸۹۶ء کی
انترنگ سبھا میں پیش ہوا

"تجویز ۱۸۲ منشی کیول کشن۔ منشی نرائن کشن و لالہ رلا رام جی کا پتر
تاریخ ۲۰ جولائی ۱۸۹۶ء اس وشے کا کہ ویدک پاٹھ شالا جو سبھا کے
اور سے جالندھر شہر میں ستھاپت ہے وہ گوجرانوالہ میں پریورتت کیجاوے

پرستت ہو کر پڑھا گیا اور شری جان پردھان جی کا پتر بھی اس وشے کا پڑھا گیا۔ سروسمتی سے لنسچے ہوا کہ پاٹ شالا منشی کیول کشن۔ منشی زائن کشن اور لالہ رلا رام جی کی پرارتھنا انوسار گجرانوالہ میں پرلیورتت کیجاوے اور لالہ رام کشن جی ادھشٹاتا کے ستھان میں لالہ رلا رام جی پاٹھ شالا کے ادھشٹاتا نیت ہوں اور لالہ رام کشن جی سے پرارتھنا کیجائے کہ پاٹھ شالا کے گجرانوالہ میں پریورتن ہونے پر اسکی انتم رلپورٹ سبھا کے کاریالہ میں بھیجدیں۔"

یکم ستمبر ۱۸۹۸ء کو پاٹھ شالہ گوجرانوالہ میں چلی گئی۔ پنڈت گنگا دت جی جالندھر والوں سے خاص طور پر مانوس ہو چکے تھے میرے پستکالے انکو اور ودیارتھیوں کو پستکیں مطالعہ کے لئے لینے کا بڑا آرام تھا۔ ویدک دہرم کے سدّھانت وشئے میں میری اور انکی بات چیت رہتی تھی۔ جب سے وہ آئے تھے گروکل کے طریقہ تعلیم کو از سر نو تازہ کرنے کی دھن مجھے لگی ہوئی تھی جسکی شہادت اخبار پرچارک سے ملسکتی ہے چنانچہ ۱۸۹۵ء کے درمیانی حصہ میں بہرسن کرتے ہوئے میںنے چار پانچ مہاشیوں کو جتے طیار بھی کرلیا تھا کہ فی لڑکا ھے روپے ماہوار خرچ دینگے اور شروع میں فی کس پالصد روپیہ واسطے تیاری مکان کے دیں گے اور یہ نشچے تھا کہ اگر ۱۰ لڑکے اسطرح پر تعلیم دلانے کے لئے جمع ہو جائیں تو جالندھر کے پاس ہی کسی ایکانت ستھان میں گروکل کے طریقہ تربیت وتعلیم کو جاری کر دیا جائے۔ پنڈت گنگادت جی نے مجھ سے ہمصلاح ہو کر یہہ بھی وچار کیا تھا کہ اشٹا دھیائی کی برلی رشی دیانند کی منتویہ انوسار بنادیں گے اور درشنوں کے بھی سرل بہاشیہ رلکر انکو بھی چھپوادیں گے۔ ودیارتھیوں کو میں راجہ اشوک کے لڑکوں اور لڑکیوں کی کہانیاں سناکر سچے آریہ اپدیشک بننے کی پریرنا کیا کرتا تھا اسلئے چلتے ہوئے سب ودیارتھیوں کو عموماً اور شری پنڈت گنگادت جی کو خصوصاً بڑا دکھ ہوا۔ گوجرانوالہ پہونچتے ہی جہاں انکے لئے کوئی سنسکرت کا پستکالے نہ تھا وہاں مکان مسلمانوں کے محلے میں لیا گیا اور دوسرے دن ہی جب کوا بڈھی آشرم میں ڈال گیا

تو پنڈت جی کو گھرنا گوار ہوئی اور انہوں نے وہاں رہنے میں آرچی پرگٹ کی۔ میں نے خط لکھکر سمجھا دیا اور وہ پھر رہ گئے اس عرصہ میں پنڈت جی کے شش دیار تھی مرلیدھر جی کی پریرنا سے بھگت اشٹم سروپ رئیس گوجرانوالہ نے اپنا بنایا ہوا مکان عارضی طور پر پاٹھشالا کے استعمال کیلئے دیا یہاں پہونچکر پنڈت جی کو کچھ سنتوش ہوا۔

میں پہلے پرانے خطوط کی شہادت سے ثابت کرچکا ہوں کہ میں ۱۸۹۶ء کے خاتمہ پر سبھا کے پردھان پد سے سبکدوش ہونا چاہتا تھا۔ اسلیئے میں نے ۲۵ نومبر ۱۸۹۶ء کے سالانہ جلسہ سبھا میں پھر لالہ رلارام کے پردھان بنائے جانے پر زور دیا۔ لوگوں کا وہی پرانا خیال باتعجب سدراہ ہوا۔ تاہم بہت کوشش کی گئی اور ۲۵ ممبروں کی حاضری میں ۸ رائیوں سے لالہ رلارام پردھان بنائے گئے جبتک لالہ رلارام پردھان نہیں بنائے گئے تھے تبتک اُنکا رابطہ اتحاد میرے ساتھ بنا ہوا تھا لیکن جہاں وہ پردھان بنے ساتھ ہی گروکل کا کھولا جانا بھی منظور ہوا۔

جسطرح گروکل کا سوال سبھا کے روبرو اکسمات آیا۔ جسطرح دوسرے ہی دن میں نے لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر اپیل کی اور جسطرح ملک بھر میں جوش آریہ سماجوں میں پیدا ہو کر انمیں جیون ڈال گیا اُسے دہرانے کی مجھے ضرورت نہیں۔ مجھے آگیا ہوئی کہ میں سکیم بناوں۔ میں نے جالندھر آریہ سماج کے کچھ ودوان سبھاسدوں مثلاً لالہ بدری داس ایم۔ اے۔ لالہ کرمچند بی۔ اے وغیرہ اصحاب کی مدد سے ایک خاکہ سکیم کا بنایا اور چونکہ اسکی تیاری میں لالہ لچھمنداس بی۔ اے نے خاص حصہ لیا تھا اور اس مضمون پر آریہ پترکا میں کچھ مراسلات بھی چھپوائے تھے اسلیئے اس سکیم کے سمجھانے کے لئے میں نے انہیں گوجرانوالہ بھیجا۔ بس یہیں سے لالہ رلارام کی ناراضگی شروع ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ لالہ رلارام جی ہماری سکیم کو بیہودہ کہتے ہیں اور لالہ لچھمنداس کو "مغرور" بتلاکر ہماری بھیجی ہوئی سکیم کی ہنسی اُڑاتے ہیں اسپر میں نے سکیم کی تیاری میں دخل دینا چھوڑ دیا۔ ایکطرف تو یہ معاملہ تھا اور دوسریطرف لالہ رلارام جی اپنے برتاؤ سے پنڈت گنگادت جی کو باربار ناراض کر لیتے تھے۔ بارہا پنڈت جی وہیں سے چلے آنیکو تیار ہو

اور بارہا لالہ رلارام جی نے اُنکے روکنے کے لئے مجھے استدعائیں کیں اور جب مینے انکو سمجھاکر رہنے کیلیئے منالیا تو بارہا لالہ رلارام جی ناراض ہوئے کہ کیوں انکا کہنا نہ مانکر میرے کہنے پر پنڈت جی ٹھہر گئے اسیطرح لالہ رلارام اپنے سختی اور توہین آمیز برتاو سے اپدیشکوں کو ناراض کر لیتے اور جب سبھا یا خود لالہ رلارام کی درخواست پر میں اُنکی ناراضگی کو دور کر دیتا تو لالہ رلارام ناراض ہوتے۔ انکا یہہ خیال بجا تھا کہ اپدیشکو کو عہدہ کا لحاظ کرنا چاہیے نہ کسی خاص شخص کا لیکن اسمیں اگر قصور تھا تو ان پنڈتوں اور اپدیشکوں کا نہ کہ میرا۔ یہہ خط و کتابت بڑی دلچسپ تھی لیکن رائے پیرارام جی کے لکھنے پر جلا دی گئی تھی۔

ادہر تو یہہ حالت تھی جس سے میں اسوقت تک بالکل بے خبر تھا اور ادہر جالندہر میں عرصہ سوا سال سے میرے دلمیں وکالت کا پیشہ ترک کرنے کی نسبت سخت کشمکش شروع ہو چکی تھی۔ یہہ ذاتی معاملہ ہے۔ میں اسکو ہرگز دوران بحث میں نہ لاتا۔ اگر لالہ رلارام اور رائے ٹھاکر دت دہون بار بار غلط بیانی کرکے یہ نہ ظاہر کرتے کہ بوجہہ وکالت کی آمدنی قلیل ہونے کے مینے اسوقت وکالت کو چھوڑ دیا۔ میں اس واقع کی نسبت محض چند اقتباس پیش کر دیتا ہوں۔

وکالت چھوڑنے کیوجہہ

کشمکش جیسا کہ مینے اوپر لکھا ہے سوا سال سے سخت شروع ہوئی گو شروع سے ہی میں اس پیشہ میں رہکر دہرم کا سرو تھا پالن سنبھو نہیں سمجھتا تھا۔ چنانچہ جب سنہ ۱۸۸۸ء میں پنڈت گرودت جی آخری بار جالندہر آریہ سماج کے جلسہ پر تشریف لائے تو پنڈت رام بھجدت کو قانونی لکچروں میں شامل ہونے سے منع کرتے تھے اور ہدایت کرتے تھے کہ سکول ماسٹر بننے کے لئے ٹریننگ کالج میں شامل ہوں۔ آخرکار فیصلہ مجھپر چھوڑا گیا اور مینے یہہ کہکر کہ پیشہ وکالت میں دہرم کا پالن کٹھن ہے یہہ فیصلہ دیا کہ پنڈت رام بھجدت سکول ماسٹر بنیں۔ پس کشمکش تو قریباً آریہ سماج میں داخل ہوتے ہی ہو گئی تھی

لیکن سخت کشمکش جنوری ۱۸۹۶ء سے شروع ہوئی تھی اسکے متعلق چار اقتباس پیش کرتا ہوں۔

(۱) اکتوبر ۱۸۹۵ء میں کسی تاریخ پر ایک مقدمہ جالندھر شہر کے ایک منصف کی عدالت میں تھا۔ مدعیہ عورت تھی۔ مدعا علیہ کیطرف سے میں حاضر تھا۔ جوابدعوے میں عام طور پر منشی نے یہہ بھی لکھدیا تھا کہ دعوے زائد المیعاد ہے جب امور تنقیح کے لئے میں حاضر ہوا تو منصف نے کہا کہ پہلے میعاد کا تنقیح برآمد کریں۔ میری رائے میں دعوائے زائد المیعاد نہ تھا لیکن چونکہ منشی مجھسے دستخط کرا کے جواب دعوے دے چکا تھا اسلئے عدالت کے روبرو اپنے موکل کے برخلاف کیسے کہہ سکتا تھا۔ میںنے کہا "جملہ تنقیح برآمد کر دیجئے بعد شہادت بحث کرینگے" وکیل مدعا علیہ نیا پاس شدہ تھا۔ پہلے خاموش تھا اسکو بھی سہارا لگگیا اسنے بھی ایسے ہی کہدیا۔ لیکن منصف صاحب مقدمہ فیصلہ میں ڈالنا چاہتے تھے آپنے صرف میعاد کا تنقیح برآمد کر کے مجھسے پوچھا کہ میں اپنے دعوے کے لئے حوالہ جات پیش کروں۔ اب میں عجیب بلا میں پھنسا اگر جواب دیدوں کہ دعوے زائد المیعاد نہیں تو صرف مجھے نالائق وکیل سمجھا جائے بلکہ میری ہنسی ہو۔ دل میں آیا کہ اصل بات کہدوں لیکن شرم نے اجازت نہ دی اور جھٹ قانون میعاد کے ورق الٹ پلٹ کر دو ضمن پیش کر دئے کہ انمیں سے کسی ایک میں آجاویگا۔ وکیل مدعا علیہ جواب دینے لگے منصف صاحب نے انکی ایک نہ مانی اگر مقدمہ چلتا تو شائد چالیس یا پچاس گواہ گذرتے منصف صاحب نے فوراً دو سطریں لکھکر دعوے خارج کر دیا اسوقت میرا چہرا قابل ملاحظہ تھا۔ میں منصف کیطرف اسطرح دیکھ رہا تھا گویا اسنے میرا بڑا اچھا اور مضبوط مقدمہ میرے برخلاف کر دیا ہے۔ خیر میں تو اس وحشت میں واپس آیا اور میرے منشی صاحب خوش خوش فیس وصول کرنے لگے۔ اس واقع پر میری ڈائری میں حسب ذیل درج ہے

"آہ کبتک اسطرح اپنی آتما کا خون کرتا رہوں گا۔ بزدل! اسوقت کیوں نہ اپنی حماقت کا اقبال کیا۔ اس بیکس عورت کی آہ کیا تجھپر نہ پڑیگی

آئندہ کیا تو سچ بولنے کا حوصلہ کریگا۔ کیا دوسرے بڑے سے بڑے وکیلوں
کا ایسا عمل تیرے لئے کوئی آدرش ہے۔ آہ! پاپی من تو کیا مجھے کہیں کا
نہ رکھے گا۔ کیوں اس معزز پیشہ کو دوش دیتا ہے۔ پرماتما سہائتا دیں۔
آئندہ کبھی ایسا موقعہ نہ آوے۔ ......"

(۲) اب میں اپنی آمدنی کا رجسٹر دیکھتا ہوں تو اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء کی آمدنی 528 روپے
درج ہے۔

(۳) سنہ ۱۸۹۹ء کے شروع میں یہہ کشمکش بہت بڑھ گئی تھی۔ فروری سنہ ۱۸۹۹ء کے
آخیر ہفتہ میں ایک مقدمہ اپیل ڈویزنل جج کے سامنے تھا۔ جائداد زرعی زیر تنازعہ بہت
مالیت کی تھی فیس بینگی تو مینے پچاس لی تھی اور مابعد ماصہ مقرر تھی۔ میں رسپانڈنٹوں
کیطرف سے پیرو کار تھا۔ سوال یہہ تھا کہ آیا مدعیان اپنا حصہ بعہد سکھاں ترک کر
چکے تھے یا نہیں۔ سارے سوال کا مدار ایک فارسی دستاویز پر قرار پایا۔ صاحب ڈویزنل
جج مسٹر کیننگٹن تھے انکو اپنی لیاقت پر بڑا ناز تھا۔ فارسی دستاویز ریڈر سے سنا اور الٹا مطلب
سمجھکر جھٹ اپیلانٹ کے برخلاف ہوگئے۔ وکیل اپیلانٹ بھی پرانے انگریزی خوان
تھے دوسری زبان شائد اردو لی تھی فارسی جانتے نہ تھے۔ وہ جھنجھلاہٹ میں وہ
بھی چپ ہوگئے۔ اب میں کھڑا ہوا یہ کہنا چاہتا تھا کہ "آپ نے دستاویز کے معنی غلط
سمجھے ہیں۔ لیکن ہمارے جواب کے حق میں دیگر دلائل ہیں"

صاحب فیصلہ لکھنے لگے تھے سر اٹھا کر بولے "کیا ہے"۔ مینے توجہہ کھینچنی ہی
شروع کی تھی کہ آپ بولے "آپکے بولنے کی ضرورت نہیں۔ یہہ وجہہ اپیل خارج کرنے
کے لئے کافی ہے"۔ مینے دوسری بار بولنا چاہا صاحب نے پھر درمیان ہی میں بند کر
دیا۔ مینے تیسری بار بولنا چاہا تب صاحب نے تنگ آکر کہا "میں کچھ نہیں سنونگا"
دس منٹ میں فیصلہ ہمارے حق میں سنایا گیا۔ منشی روپیہ وصول کرنے لگا لیکن
میں بگھی پر سوار ہو مغموم سیدھا گھر پہونچا ڈائری میں درج ہے:-
"اب فیصلہ ہے۔ اب آتما کی زبان کو دبایا نہیں جا سکتا۔ پرماتما مجھے

بل وہ بڑا زبردست امتحان ہے! بیشک بچوں کے لئے ذہن کی ضرورت
ہے لیکن آتما کے لئے شدھی کی ضرورت ہے۔ فیصلہ ۔۔ "

(۴۸) ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء تک نئے مقدمات لیتا رہا اسکے بعد کوئی نیا مقدمہ نہیں
لیا۔ آمدنی اس مہینہ کی رجسٹر میں 523 روپئے درج ہے ———

وکالت کو جواب دیدیا تھا اور ارادہ کر لیا تھا کہ پریس کا کام بڑھاؤں۔ چنانچہ ٹائپ
پریس کے لئے کچھ روپیہ علیحدہ رکھ لیا اور نمونہ کے طور پر ایک نئی ہینڈ لوم کپڑا اپنے
کی سٹر ہیول [illegible] پرنسپل سپر امپور ورکس سے منگوائی۔ میں نے لالہ رلا رام جی
کو وعدہ دیدیا تھا کہ آٹھ ہزار روپیہ اکٹھا کرنے کیلئے میں انکو وقت دونگا اُسکے بعد
میں اپنا کام شروع کردونگا۔

اسکے بعد اپریل کے مہینہ میں تو میں علیگڈھ وغیرہ آریہ سماجوں کے جلسوں میں
شامل ہوا۔ لیکن اسکے بعد لالہ رلا رام جی نے پھر مجھے انترنگ سبھا کے جلسوں میں
شریک ہونے کے لئے پریرنا کی وجہ یہ تھی کہ سکیم لاہور کے چند بھائیوں کی کمیٹی کے
سپرد ہوئی تھی اور بحث میں دیر لگ گئی تھی۔ ایکمرتبہ ۱۲ سال کا سکیم پاس بھی ہو گیا لیکن
جب میں ۲۱ مئی کے جلسہ میں شامل ہوا تو اسپر پنہ وچار شروع ہو گیا۔ اسپر لالہ
رلا رام نے کہا کہ بار بار مجھے رخصت نہیں ملسکتی۔ چونکہ وہ پردھان تھے میں نے آمادگی
ظاہر کی کہ اگر دو تاریخیں گجرانوالہ رکھ لی جاویں تو ہم معاملہ ختم کر کے وہاں سے لوٹیں
گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ۲۷ اور ۲۸ مئی ۱۸۹۹ء کے جلسوں میں کل سکیم اور قواعد
پاس ہو گئے۔ اسوقت انگریزی کو لالہ رلا رام لازمی کرنا چاہتے تھے اور اختیاری
کے حق میں کثرت رائے تھی جنمیں میں بھی ایک تھا۔ لالہ رلا رام جی نے پہلے دن
کے خاتمہ پر کہدیا تھا کہ وہ کل سکیم کو پھاڑ ڈالنا قبول کریں گے لیکن انگریزی کو اختیاری
مضمون نہیں لکھنے دینگے۔ برخلاف تو بڑی بھاری کثرت رائے تھی لیکن اس واقع
کی ناراضگی کا سارا بوجھ لالہ رلا رام نے مجھپر ڈالا۔ آخر کار پنڈت رام بھجدت جی نے
بڑی محنت سے اسپر لالہ رلا رام کو رضامند کیا کہ بجائے انگریزی اختیاری لکھے جانے

کہ حسب ذیل رزولیوشن لکہا جاوے

"اول فریق کے تمام ودیارتھیوں کے لئے کل مضامین مجوزہ لازمی ہونگے
سوائے اُن ودیارتھیوں کے جن کے ولی اس بات پر اصرار کریں کہ انکو
انگریزی نہ پڑہائی جاوے"

چونکہ کثرت رائے کا منشا پورا ہوگیا اسلئے سبنے اس تبدیلی کو منظور کرلیا کیونکہ غرض ناک بگڑنے سے تھی نہ اس سے کہ کدہر سے بگڑی جاوے۔

اسجگہہ یہہ جتلا دینا ضروری ہے کہ چونکہ بعض ولی اسوقت سے انگریزی نہیں پڑہانا چاہتے تھے اسلئے اس معاملہ پر بھگت ریلداس جی نے زور دیا تھا۔ اس عرصہ میں پنڈت گنگادت جی کو لالہ رلارام نے پھر ناراض کردیا۔ وہ جالندہر کو طیاہر سے آشرم کی چھٹیوں میں جالندہر آئے گویا رخصت ہوگئے تھے لالہ رلارام جی نے مجھے پھر لکہا کہ میں پنڈت جی کو رکھنے پر زور دوں۔ میںنے لکہا کہ اس شرط پر نہیں راضی گیا ہے کہ بہی الحال وہ میرے ساتھ مدراس میں شناردوں کی عدمپ کیلئے جاویں۔ اسپر لالہ رلارام نے جو لکہا تھا وہ اُنکے ۱۱ جولائی کے خط سے ظاہر ہے جو اتفاقاً بہی حمہ دو تین اور خطوں کے اُنکی دیمہ تا کے بیچ سے بچ رہا تھا لالہ رلارام لکھتے ہیں۔

"دوبارہ مدراس کے آپ کو تنہا جاویں گے ہی۔ اس آریہ سماج کے پریسیڈنٹ
اور سکرٹری کو اسپر رضامند کیجئے کہ وے پنڈت بھگت رام کو آپکے ساتھ
جانے کے لئے اجازت دیں۔ ذاسوقت پنڈت بھگت رام جی کی خدمات
کوئٹہ آریہ سماج سے لے رکھی تھیں، اگر اب اُنکی رضامندی بھگت رام
کی خدمات دو ماہ حاصل کرنے کی نسبت لے لیں تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے
لیکن میں پنڈت گنگادت کے جانے کے سخت برخلاف ہوں کیونکہ اُنکی
غیرحاضری سے شالا کا کام سارا بگڑ جائیگا اور آٹھ ماہ کا کام برباد ہو جائیگا"

پنڈت گنگادت جی مدراس تو نہ جاسکے کیونکہ میرا ارادہ چپ چاپ جانیکا تھا۔ ایکطرف تو پنڈت رام بھجدت جی نے ایک عام لکچر میں سارا حال بیان کرکے زبردست اپیل

کی اور ماسٹر درگا پرشاد جی کو تیار کر دیا اور دوسری طرف گروکل کی اپیل چھپکر تیار ہونے لگی
اسکے متعلق بھی لالہ رلا رام مجھ سے ناراض ہوئے مانترنگ سبھا نے پاس کیا کہ لالہ رلا رام جی
تمہید اور اپیل لکھیں اور مجھے دکھلا کر طبع کرا دیں اس سے انہوں نے اپنی ہتک سمجھی
یہہ دعوے محض قیاسیہ نہیں ہے۔ مثل میں بہ ۱۱۲ ایک خط کی نقل بدستخط لالہ شیودیال
صاحب منتری درج ہے جو انہوں نے لالہ رلا رام جی پردھان کے نام لکھا تھا۔

"لاہور ۲۲ جولائی ۱۸۹۹ء۔ لالہ رلا رام جی پریسیڈنٹ آریہ پرتی ندہی
سبھا پنجاب۔ پیارے بھائی نمستے۔

یہہ وشواس کا کوئی سوال نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ لالہ منشی رام کا نام
اسلیئے شامل کیا گیا تھا کہ اسکا اطمینان ہو جائے کہ جو تمہید آریہ پبلک کی
ہاتھوں میں جائے وہ اول درجہ کی ہو اور اس امر کے حصول کے لیئے یہہ مناسب
سمجھا گیا کہ یہہ سب سے ایک اعلی لیئق شخص کی قلم سے لکھا جاوے جسنے کہ
مضمون کا بخوبی مطالعہ کیا ہے اور ویسے ہی لائق اور دلچسپی والے آدمی
سے اسکی نظر ثانی کرائی جاوے۔ میری رائے میں انترنگ سبھا کے مشورہ
کو ٹھیک سپرٹ میں سمجھنا آپکے لیئے ضروری تھا۔۔۔۔۔۔"

جو لوگ لالہ رلا رام صاحب کی عادت سے واقف ہیں وے سمجھہ سکتے ہیں کہ لالہ شیودیال
جی کی اس تحریر نے بجائے مرہم کے زخم پر الٹا نمک چھڑکنے کا کام کیا ہوگا۔ اور اسکا نتیجہ
مجھے بھگتنا پڑا۔ اسکے بعد پنڈت گنگا دت کے زور دینے پر ۳۰ جولائی ۱۸۹۹ء کی انترنگ
سبھا میں خود تو آپنے انکے لیئے چار ماہ کی رخصت کا دیا جانا پیش کیا جو محض دو ماہ کیلیئے منظور
ہوئی اور خود ہی اخبار میں پنڈت کے لیئے نوٹس دیدیا۔ باوجود اسکے بھی جب میں کوئٹہ جانے
کے لیئے لاہور پہونچا تو معلوم ہوا کہ اسطرف بہت کم اپدیشک جا سکیں گے میںنے پنڈت گنگا دت
جی کو تار دی۔ وہ بیچارے پھر کوئٹہ کو چلے۔ وہاں سے واپس ہو کر میں تو پانچ چھ دن
جالندہر رہکر گروکل کیلیئے دھن اکٹھا کرنے چلا گیا اور پنڈت جی اپنے گھر چلے گئے پنڈت کے
لیئے اشتہار کا حال انہیں معلوم تھا۔ اور شاید لالہ رلا رام جی چاہتے بھی نہ تھے کہ وہ

آویں۔ لیکن پنڈت دولت رام نے جہاں گجرانوالہ میں اپنی لیاقت کا یہ ثبوت دیا کہ مہابھاشیہ
نہ پڑھا سکے وہاں ودیارتھیوں کو تیر بخشش کے دلوں میں شرادھ جما دئے۔ ۱۲ اگست ۱۸۹۶ء
کے ایک خط میں لالہ ملا رام جی لکھتے ہیں "وہ (یعنی پنڈت دولت رام) اپنے تئیں کٹر برہمن
ثابت کر رہا ہے" الفاظ ہیں۔ Brahmin of Brahmins

خیر اس سارے معاملہ کے بعد جب لالہ شیو دیال جی مدراس کے لئے طیار ہوئے تو لالہ
ملا رام نے اپنی موجودگی میں پنڈت گنگا دت جی کا وہاں بھیجا جانا انترنگ سبھا میں پاس
کرایا اور اس سوشیل دھارمک براہمن نے ہر ایک طرح کے برتاؤ کو بھلا کر چپ چاپ مدراس
کا راستہ لیا۔

اسی عرصہ میں بابو بیجا رام چیٹرجی سبھا کے ایڈیٹر مقرر ہو چکے تھے اور یہ بات عام طور
پر مشہور تھی اور ثابت تھی کہ وہ کلچرڈ صاحبان کے قابو میں تھے کئی بار انکے سماج میں جا کر
لکچر دے گئے۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کی انترنگ سبھا کے جملہ نوٹس آنکے حوالہ کر دیتے تھے
چنانچہ دو تین نوٹس قبل ہماری سبھا کے اجلاس بیٹھنے کے کلچرڈ صاحبان نے اپنے اخبار
میں چھاپ بھی دے تھے۔

اسقدر تمہید کے بعد اب آگے کا حصہ سمجھنے میں آسانی ہوگی

اعتراض ۵۔ جب ۸۶۰۷ ۵ر اور ۱۱۰۷ ۵ر۲ سود کل ۹۷۱۴ ۳ر۵ر
لالہ منشی رام جی کے نام بطور قرضہ درج رجسٹر ہوا تو وہ ورق پڑتال میں یہ
معاملہ بابو بیجا رام چیٹرجی محاسب سبھا کے سامنے آیا کیونکہ سبھا کا حساب ۱۸۹۷ء سے
باقاعدہ ہوا تھا اور بابو بیجا رام چیٹرجی محاسب مقرر ہو چکے تھے۔ انہوں نے ماہ
اپریل ۱۸۹۷ء سے حساب کی پڑتال شروع کی اور کتاب نمبری ۳ آڈٹ نوٹ بک جو کہ اپریل
۱۸۹۷ء سے شروع ہوئی تھی اسکی صفحہ ۴۹ پر انہوں نے ایک نوٹ نمبری ۱ حسب ذیل تحریر کیا

"رقم تعدادی ۸۶۰۷ ۵ر۳ر پائی"

یہ رقم لالہ منشی رام جی کو قرضہ پر دی گئی درج ہے۔ لالہ منشی رام جی نے انکو

لئے ایک پرامیسری نوٹ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء دیا ہے لیکن کیش بک۔ درجسٹر نقدی ۱ میں کسی ایسے حکم کا ذکر نہیں ہے جسکے رو سے یہ رقم لالہ منشی رام جی کو قرضہ میں دیگئی۔ کیا یہ قرضہ دیا جانا اور لیٹ سنٹ کمیٹی (یعنی سود وغیرہ لگانیوالی کمیٹی) نے منظور کیا تھا؟ اور اسکی کارروائی کو انتر نگ سبھا منظور کر چکی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس رزولیوشن کا جبر سے یہ منظور ہوئی یہاں ذکر ہونا چاہیے تھا سود صرف ۶ روپیہ سالانہ فیصدی بمقابلہ ۱۲ فیصدی بنکوں کو سود دینے کے ہے جو معتبر کفالت یا رہن وغیرہ پر ہوتا ہے۔ پھر دوسرا امر قابل غور سبھا کے یہ ہے کہ کیا لالہ منشی رام جی کو ایسا اختیار ہے کہ سبھا کے قواعد کے مطابق اس قسم کا معاہو کار سبھا کے ساتھ شروع کرے۔ ایسے لین دین خاصکر سبھا کے عہدہ داران کے درمیان بالکل روکنے کے قابل ہیں۔ تاکہ پرتی ندھی سبھا پر پبلک کی طرف سے گنجائش مخالفانہ نکتہ چینی کی نہ ہووے

راقم کی طرف سے بابو بیچارام جی کی اس تحریر کی تحت میں حکم مورخہ ۷ ستمبر ۱۸۹۹ء بدیں مضمون موجود ہے۔ کہ "لالہ منشی رام جی کو لکھا جائے کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہو روپیہ وصول کریں۔ انہوں نے اکتوبر ۱۸۹۸ء میں بارہ روپیہ وصول کرنے کی بابت لکھا تھا لیکن اب تک انہوں نے کچھ نہیں کیا سکریٹری اسپر فوراً کارروائی شروع کرے" اور اسکے نیچے لالہ مدن گوپال جی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے کہ تعمیل کی گئی۔"

یہاں لالہ رلارام جی نے تاریخوں کی ایسی گڑبڑ کر دی ہے جس سے شاید یہ سمجھا جاوے کہ بابو بیچارام نے بحیثیت ایڈیٹر شاید ۱۸۹۷ء میں اعتراض کیا تھا لیکن لالہ رلارام کا ۷ ستمبر ۱۸۹۹ء کا نوٹ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ایڈیٹر کا اعتراض انکے نوٹ سے دو چار دنوں پہلے کا ہوگا نہ معلوم لالہ رلارام نے ایڈیٹر کے ریمارکس کی تاریخ درج کرنے سے کیوں گریز کیا ناظرین! کیا اب بھی آپ کے لئے یہ معاملہ صاف نہیں ہوا۔ بابو بیچارام جی نے نہ صرف یہ

نوٹ ہی لکھا۔ بلکہ اسکی ایک نقل کلچڑ صاحبان کو بھی دیدی جنہوں نے اسکے الفاظ آخرکار اخبار میں چھاپ دئے۔ یہہ تو ایک امر قابل غور ہے۔

دوسرا امر قابل غور کہ لالہ رلارام کا حکم مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۹ء ہے آپ خود اقبال کر چکے ہیں کہ روپیہ کے سارے قصہ سے آپ واقف تھے اور باوجود اسکے ایمائے صحیح حال درج کر دینے کے اپنے ایڈیٹر کو محض مغالطہ میں رکھا۔ اس حکم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لالہ رلارام کی معہ نجی خفگی اس حد تک پہونچ گئی تھی کہ وہ اسکو عملاً روک نہیں سکتے تھے۔ انکو معلوم ہوتا تھا کہ میں بھرمن کر رہا ہوں باوجود اسکے انہوں نے دورہ میں ہی میرے نام خط بھیجا یا جو مجھے ملتا ہیں ملا۔ پس اب سمجھہ میں آسکتا ہے کہ مینے کیا جواب دیا اور کیوں۔

اعتراض ۸ اب میں ناظرین کی اطلاع کے لئے محاسب کے اعتراض کے متعلق کچھہ عرض کرتا ہوں۔ اوپر کی تحریر سے صاف ظاہر ہو چکا ہے کہ نہ تو انترنگ سبھا نے معہ ۵۰۰ صما رر لالہ منشی رام جی کو دیا اور نہ انولیٹ منٹ کمیٹی نے انکے حوالے کیا تھا بلکہ لالہ منشی رام جی سال ۱۸۹۴ء و ۱۸۹۵ء میں بحیثیت پردہان یہ روپیہ سماجوں سے وصول کرتے رہے جسکی بابت ظاہر طور پر تو یہ لکھتے رہے ہیں کہ مینے اس روپیہ کو سود پر لگایا ہوا ہے۔ زیور گروی رکھے ہوئے ہیں زمین گروی رکھی ہوئی ہے مگر اصل کچھ بھی نہ پایا گیا۔ کیونکہ باوجود متواتر تحریروں کے سبھا میں زیور یا کاغذات کچھ بھی نہ پہونچا سکے۔ جس سے صاف یہ واضح ہوا کہ وہ روپیہ کو اپنے تصرف میں لائے ہوئے ہیں۔ جب انترنگ سبھا نے دیکھا کہ نہ سود وصول ہوتا ہوا نظر آتا ہے نہ کوئی وجہ درہن نامہ یا زیور وغیرہ کا معلوم ہوتا ہے تو با مجبوری پرامیسری نوٹ اصل اور سود کا لالہ منشی رام جی کر لکھا لیا۔ بھلا ایسی صورت میں انترنگ سبھا یا انولیٹ منٹ کمیٹی بذات خود کسطرح ذمہ دار اس قرضہ کی ہو سکتی تھی۔ پس اس بیاری رقم کو

نقصان سے بچارے کے لئے جو کچھ انتظام کہ وہ قانوناً کر سکی وہ اسنے کیا
یعنی کوشش کرکے پرامیسری نوٹ لالہ منشی رام جی سے لکھا لیا اور پھر اس روز
سے تقاضا سخت واسطے ادائے روپیہ کے شروع ہوا چونکہ راقم بدقسمتی سے اُن
ایام میں سبھا کا پردہان تھا اسواسطے راقم اور لالہ منشی رام کے درمیان یہ معاملہ
ایک گونہ رنجش کی بنیاد ہو گیا۔"

جواب۔ تکمیل کے مدعی لالہ رلارام کا یہ دوسرا انحراف اُن کل الزامات کی نسبت ہے
جنمیں سے ایک ایک کو میں بے بنیاد ثابت کر چکا ہوں۔ میں ثابت کر چکا ہوں کہ رنجش کی
بنیاد کیا تھی۔ ہاں یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ بابو بیچارام کی اس تحریر کو دیکھکر آپ کے دماغ
کو مجھے بدنام کرنیکا ڈھنگ پہلے پہل سوجھا ہو۔ گو جیسا کہ میں ثابت کرونگا آپنے اپنا ارادہ
خیال ظاہر نہیں کیا۔ جبتک کہ آپکو گروکل کے قبضہ سے بالکل ناامیدی نہیں ہو چکی تھی

اعتراض ۶۔ ۲۷۔ جون ۱۸۹۹ء کو محاسب (بابو بیچارام چٹرجی)
بروئے پڑتال حساب۔ پڑتال کی کتاب نمبر ۱۳ کے صفحہ ۵۰ پر نوٹ
نمبر ۹ اسطرح درج کیا "نقدی کی باقی میں مبلغ ۸۹۵، ،،
روپئے ۔ ۵ر۳ پر بطور پرامیسری نوٹوں کے انولیسٹ کئے ہوئے درج
ہیں یہ معاملہ پرانا معلوم ہوتا ہے۔ اسکو انولیسٹ منٹ کمیٹی کے روبرو لاکر
قرضداروں سے سکیورٹیز یعنی کفالت بطور رہن وغیرہ لیجانی چاہیے تاکہ
آئندہ کے لئے مشکلات سے بچاؤ ہو۔ نیز سبھا کی توجہ صفحہ ۹۴ کے نوٹ
نمبر ۱۱ پر ہونی چاہیے۔" اسکے محاذ میں یہ یادداشت راقم کے ہاتھ کی
درج ہے کہ "لالہ منشی رام جی نے پرامیسری نوٹ دیا ہے انکو کہا گیا ہے
کہ روپیہ جسقدر جلد ہو سکے وصول کریں دیکھو خط وکتابت کا فائل"۔
واضح ہو کہ دوسرا پرامیسری نوٹ تعدادی مبلغ ۵۰۰۳، کسی اور
صاحب کا ہے لالہ منشی رام جی کا پرامیسری نوٹ مبلغ
۵ — ۳ — ۸۶۰۷ کا تھا دونوں ملکر مبلغ ،،،

۳۱ ــــــ ۵ ــــــ ۱۸۹۵ء) ہوئے ہیں

جواب۔ یہ نوٹ بابو بیجا رام چٹرجی نے اس بڑے نوٹ سے پیشتر لکھا تھا جسکی بنا پر مجھے خط ملتان بھیجا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت کلیجر ڈرنگ بابوجی پر نہیں چڑھا تھا۔ اس نوٹ کا مجھے کوئی علم نہ تھا۔

اعتراض ۰ ۷۔ یہ قرضہ جب لالہ منشی رام جی نے اسطور پر تسلیم کیا تھا تب معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے لالہ خوشی رام جی نے اصلیت اس قرضہ کی دریافت کی تھی۔ کیونکہ لالہ منشی رام جی ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے یہ روپیہ سود وغیرہ پر چڑھا ہوا ہے۔ حالانکہ اُ نمذکور الصدر کارروائی سے انکا ایسا کہنا صحیح نہیں پایا جاتا۔ ۷ دسمبر ۱۸۹۴ء کو لالہ منشی رام جی نے اس بات پر بہانہ بنا کر لالہ خوشی رام کو لکھا کہ میں نے یہ پرامیسری نوٹ اس خیال سے لکھدیا کہ مبادا میرے لڑکے مکان اور زیور کو اپنا سمجھنے لگ جائیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ مکان اور زیور کونسا ہے جسکو انکے لڑکے اپنا سمجھنے لگ جاتے دراصل اس بات کی اصلیت آجتک نہیں کھلی کہ وہ کسکا مکان تھا اور کسکے زیور تھے۔ شائد لالہ خوشی رام جیسے بھگت کی تشفی اتنی بات سے ہو گئی ہو گو انکی بعد کی کارروائی سے ثابت تھا کہ انکی کبھی تشفی نہیں ہوئی لیکن راقم کیونکر ایسی بنا دوٹوں کو مان سکتا تھا الغرض میں نے پھر زور کیا تو لالہ منشی رام جی کو لکھا اور روپیہ طلب کیا ۱ ستمبر ۱۸۹۵ء کو لالہ منشی رام جی نے راقم کو جواباً لکھا کہ " دسمبر ۱۸۹۵ء تک کل روپیہ اور کتابیں میرے پاس رہی ہیں میں نے اور روپیہ کو سیونگ بینک میں رکھدیا لیکن ایک ساہوکار نے زیادہ سود پر روپیہ مانگا۔ عصمت ۳۰۰۰ روپیہ تو میں نے زیور گرو رکھکر دیا اور للعقیم ۴۵ کے عوض ایک مکان بطور رہن مستغرق کیا۔ اگرچہ مکان میرے اختیار میں ہے تاہم ساہوکار بڑا آدمی ہے وہ معاملہ کا ظاہر ہونا پسند نہیں کرتا میری ہنڈوی بھی

تو ویسی ہی معتبر ہے۔ جیسی کسی اور کی ساہوکار لکھیتی ہے۔ ساہاجوں
کی دیگر رقومات وصول شدہ کی بابت جو لہنے دریافت کیا ہے
انکی نسبت مینے لالہ شدیال کو مفصل لکھدیا ہے"

میری کوئی تشفی اس مہمل جواب سے نہ ہوئی۔ پس مینے تقاضا کو پھر
زور سے جاری کیا۔ جائے غور ہے کہ ایک لکھیتی ساہوکار کو ۵۰۰ کا
روپیہ قرضہ دیا جاتا ہے۔ برسوں تقاضا کرتے ہیں اور روپیہ وصول
نہیں ہوتا۔ نہ سود ملتا ہے نہ اصل وصول ہوتا ہے اگر یہ کہا جائے
کہ روپیہ بطور امانت ساہوکار کے پاس جمع ہے تو جو شخص امانت
کے مانگنے پر واپس نہیں کرتا وہ لکھیتی ساہوکار ہو سکتا ہے وہ تو ایک
قسم کا دیوالیہ ہی ہو سکتا ہے۔ اسلئے مجکو اور دیگر ممبران انترنگ
سبھا کو (باستثنا ایک دو کے) یہ یقین ہو گیا کہ روپیہ لالہ منشی رام
کے تصرف میں آیا ہے

نوٹ۔ میرا ارادہ تھا کہ پہلی مد کو ایک ہی نمبر پر ختم کردوں اور مینے
بہت کچھ اختصار بھی کیا ہے لیکن چونکہ معاملہ کو عام فہم کرنے کے
لئے کچھ اور بھی تفصیل دینا ضروری ہے اسلئے کوشش کیجاویگی
کہ مد اول جو اسوقت شروع کی گئی ہے اسکو آئندہ پرچہ میں
ختم کیا جاوے۔ رلارام

جواب۔ کیا جواب دوں یہ انہیں باتوں کی نسبت تیسری بار تکرار ہے ہاں
فرق اتنا ہے کہ یہاں عبارت کسیقدر بدلکر مضمون مصالحدار بنا دیا گیا ہے۔ اور لالہ رلارام
کا آخری نوٹ بہت ہی دلچسپ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "بہت کچھ اختصار بھی کیا
ہے" اگر اختصار نہ کرتے تو شاید انہیں واقعات کو دو تین بار اور پیش کرتے لیکن
گھبرائیے نہیں۔ خط نمبر ۱۲ اسطرح شروع ہوتا ہے۔

چٹھی نمبر ۳

چٹھی نمبر ۲ میں ہم دکھلا چکے ہیں کہ لالہ منشی رام جی نے :-

(الف)، مبلغ ۔۔۔ روپیہ ساہوکاروں سے انویسٹ کرنے کے لئے لیا مگر بجائے انویسٹ کرنے کے وہ اسکول فنڈ کے اخراجات میں لے آئے

(ب)، جب ۔۔۔ مبلغ کا سود اُنسے طلب کیا گیا تو بہت سا ٹال مٹول کرتے رہے اور ادا نہیں کیا۔

(ج)، کارکنان سبھا نے جب سود بھی وصول ہوتے نہ دیکھا تو انکو شک ہوا کہ روپیہ کہیں انویسٹ نہیں کیا گیا ہے اسلئے روپیہ اُنسے واپس مانگا گیا

(د)، لالہ منشی رام جی کفالت وغیرہ کے نام سے ٹال مٹول کرتے رہے کبھی کہہ دیا کہ بعوض روپیہ کے زیور گروی رکھے ہوئے ہیں۔ کبھی ظاہر کیا کہ مکان گروی ہے کبھی کہا کہ زمین گروی رکھی ہوئی ہے۔ روپیہ خطرے میں نہیں ہے ساہوکار لکھپتی ہے وغیرہ وغیرہ

(ر)، سبھا کو اس قسم کے ٹال مٹول ہونے پر شبہ ہوا کہ روپیہ خود منشی رام جی کے تصرف میں آیا ہوا ہے۔ جس سے روپیہ کی واپسی پر پہلے سے زیادہ زور دیا جانے لگا۔ اور اسپر لالہ منشی رام جی نے خود اپنا پرونوٹ لکھدینے کی آمادگی ظاہر کی۔

(س)، ۳۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو لالہ منشی رام جی نے معمہ سبھا کے /// ۸۶۰۷ ۵ر۳ پائی کا ایک پرونوٹ ۶ر فیصدی سود پر لکھکر حوالے کیا حالانکہ شرح سود ۷ر۰۰ر مقرر تھی تاریخ تحریر پرونوٹ سے یہہ روپیہ سبھا کے حساب میں بطور قرضہ ذمہ گی لالہ منشی رام جی سبھا کے کاغذات میں درج ہوا۔

(ش)، بابو بیچارام چٹرجی محاسب سبھا نے اسبات پر سخت اعتراض کیا کہ لالہ منشی رام جیسے اوہکاری سبھا سے اس قسم کا قرضہ لیویں۔ ساتھ ہی

روپیہ کی واپسی کی سخت تاکید کی جسپر شرنگ سبھا نے سخت تقاضا واپسی روپیہ کا ہوتا رہا مگر لالہ منشی رام جی نے نہ سود دیا نہ اصل

(ح) روپیہ کے عوض پر و نوٹ دینے پہ لالہ خوشی رام جی نے لالہ منشی رام جی سے دریافت کیا کہ آپکے کہنے کے مطابق روپیہ سود وغیرہ پر لگا ہوا تھا اور بعوض اُسکے زیور اور مکان وغیرہ گروی تھے۔ اسلئے اب پرونوٹ لکھدینا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور معاملہ کی اصلیت کیا ہے؟ اسپر لالہ منشی رام جی نے ایک عجیب بہانہ بنایا اور لکھا کہ زیور اور مکان جو بعوض روپیہ کے میرے قبضہ میں ہے کہیں میرے لڑکے اسکو اپنا نہ سمجھنے لگ جائیں اسواسطے اپنا پرونوٹ لکھدیا ہے۔ حالانکہ لالہ منشی رام جی کے قبضہ میں بجز اُنکے اپنے مکان اور اپنے زیور کے نہ تو کوئی زیور پایا گیا نہ مکان نہ زمین نہ کوئی کفالت نامہ نہ کوئی رہن نامہ نہ کوئی تحریر دیگر قسم کی جو یہ ثابت کرے کہ سبھا کا روپیہ لالہ منشی رام جی نے کسی جگہہ سود وغیرہ پر لگایا ہوا ہے۔

(ط) راقم نے مئی ۱۸۹۹ء کو بمجبوری سخت زور ادائگی روپیہ کی نسبت جب لالہ منشی رام جی کو کہا کہ کیا میری ہنڈوی کسی سے کم معتبر ہے ساتھ ہی ظاہر کیا کہ ساہوکار جسکو روپیہ بطور قرض دیا گیا ہے لکھپتی ہے۔ حالانکہ جسطرح زیور مکان۔ زمین۔ کفالت نامجات وغیرہ سب باتیں فرضی پائی گئیں اسی طرح لکھپتی ساہوکار بھی محض کاغذی رہا۔

اسطرحپر تقاضا کرتے کرتے قریبًا چار سال میری چٹھی نمبر ۲ کی تشریح کے مطابق گذر گئے۔ مگر اصل یا سود کچھ بھی وصول نہ ہوا۔

جواب۔ یہہ تکرار نمبر ۲ہے اور لالہ رلارام جی کی مختصر نویسی کا نمونہ ہے۔ اسکا کیا جواب دوں؟ ہاں اس امر کو اسجگہہ صاف کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ لالہ رلارام جی نے اسطرحپر یہ سلسلہ لکھنا شروع کر دیا ہے کہ شاید یہ دعوے دوبارہ نہ آوے تکرار نمبر ۳ کا اظہار خط نمبر ۲ کے خاتمہ پر کر کے لالہ رلارام جی نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۸۹۹ء کے درمیانی

حصہ میں مجکو اور دیگر ممبران انترنگ سبھا کو (باستثناء ایک دو کے) یہہ یقین ہو گیا کہ روپیہ لالہ منشی رام کے اپنے تصرف میں آیا ہے "

ناظرین کیا صاف دعوے ہے۔ گویا لالہ رلا رام اور باقی ممبران انترنگ سبھا بابو بیجا رام کے بیہے رمارکس کے بعد کچھ کچھ اور آپنے ۱۰ ستمبر ۹۹ ء کے پیشتر والے ریمارک کے بعد پورے طور پر نشچہ کر بیٹھے تھے کہ روپیہ میرے تصرف میں آیا ہے اور کسی شخص کو قرض نہیں دیا گیا۔ ہاں ایک دو ممبر مستثنی رہے ہوں تو رہے ہوں ورنہ انکی نسبت بھی ایسا یقین نہیں ہے۔

میں اسکا جواب سوائے واقعات کے اور کیا دوں ملاحظہ ہو حسب ذیل رزولیوشن انترنگ سبھا جو لالہ رلا رام کے اس یقین سے چار ماہ بعد پاس ہوا۔

"الڈیٹ منٹ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۳ دسمبر ۱۸۹۹ء کا رزولیوشن نمبر ۴ پیش ہو کر پڑھا گیا اور نشچہ ہوا۔ سب کمیٹی کے اس رزولیوشن سے پایا جاتا ہے کہ کمیٹی کو اس روپیہ کے الڈسٹ منٹ کے اصل حالات سے واقفیت نہیں ہے کیونکہ یہہ روپیہ وہ روپیہ ہے جو سبھا کی رجسٹری ہونے سے پہلے آریہ سماجیں ویدپرچار فنڈ کی امداد میں لالہ منشی رام جی کے پاس جالندھر میں بھیجتے رہے ہیں اور جسکو انہوں نے سبھا کی آگیا سے الڈیٹ کیا ہوا ہے اور اس الڈیٹ منٹ کی بابت سبھا کو پورا اطمینان ہے مگر چونکہ حال کے قواعد کے بموجب ایسا الڈیٹ منٹ قائم نہیں رہنا چاہئے اسلئے پہلے سے ہی لالہ منشی رام جی بموجب لکھنے سبھا کے رقم مذکور کی وصولی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ پس اب دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں"

حاضرین۔ (۱) لالہ چیونداس۔ (۲) لالہ کانشی رام وید (۳) بھگت رلیا (۴) لالہ گیا چند۔ (۵) لالہ نرائنداس (۶) لالہ گدرناتھ (۷) لالہ شبد پال (۸) پنڈت رام بھجدت"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ انترنگ سبھا کے ۱۲ ممبروں سے آٹھ کا اتفاق تو لالہ رلا رام

کے ساتھ نہ تھا لیکن سوال یہ ہے کہ لالہ رلارام کا یقین کیا تھا۔

یہہ رزولیوشن انترنگ سبھا نے ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو پاس کیا مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کے خاتمہ پر میں تیس ہزار سے زائد روپیہ جمع کر کے اپنے گھر چلا گیا تھا اسکے بعد بہت سے واقعات گذرے جنکا ذکر جگہہ بجگہہ آویگا۔ آخر کار ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کو انترنگ سبھا کا جلسہ میری چٹھی پر غور کرنے کے لئے بلایا گیا جو میں نے گروکل کے پروار کھولنے کی بابت بھیجی تھی۔ اس چٹھی پر جو مفصل اعتراضات لالہ رلارام نے لکھکر بھیجے اُنکا ذکر تو حسب موقعہ آویگا لیکن یہاں میں وہ حصہ درج کرتا ہوں جو روپیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ روپیہ کی تفصیل لالہ رلارام جی یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"اصل جو انہوں نے کفالت پر لگایا ہوا ہے معہ سود دس ہزار روپیہ" یہہ چٹھی ۲۸ جولائی کی لکھی ہوئی ہے

جب ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء تک لالہ رلارام جی اُس روپیہ کا میری معرفت کفالت پر دیا جانا قبول کرتے ہیں تو کیسے مان لیا جاوے کہ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو انہیں یقین ہو چکا تھا کہ روپیہ میرے صرف میں آیا۔

ناظرین! جس ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کے رزولیوشن کی نقل میں نے اوپر درج کی ہے اُسکا ذکر اور خلاصہ میرے اس مضمون مطبوعہ ستیہ دھرم پرچارک میں موجود ہے جسکا لالہ رلارام نے بار بار حوالہ دیا ہے یہہ رزولیوشن میں نے آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے اجلاس منعقدہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۰۰ء میں بلفظہٖ (حرف بحرف) پڑھا تھا۔ کیسا تعجب ہے کہ لالہ رلارام صاحب کا سا محتاط آدمی اس رزولیوشن کو نظر انداز ہی نہیں کرتا بلکہ اسکا ذکر بھی نہیں کرتا۔ اسکو سوائے اپنی بدقسمتی کے اور کس امر پر محمول سمجھوں۔

اعتراض ۸۔ "اسکے بعد واقعات اس قسم کے پیش آئے کہ معاملہ اور بھی پیچیدہ ہو گیا اور روپیہ کی وصولی کی اُمید اور بھی کم ہو گئی۔ لالہ منشی رام جی نے بار جود اسقدر بھاری قرضہ سر پر ہونے کے وکالت کا کام ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء قطعی طور پر چھوڑ دیا جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وکالت

کی آمدنی خرچ نکالکر بچت نہیں دکھلا سکتی تہی۔ اسوقت خاص سبھا کا روپیہ قریبًا لعمـ ۱۰۰۰ اُنکے ذمے ہوگیا تھا۔ ماسوا اس کے کسی اور صاحب کا کوئی اور قرضہ اُنکے ذمہ ہوگا تو وہ اُسکے علاوہ رہا۔ غرض جب یہ صورت تھی تو لالہ منشی رام جی نے کونسا انتظام اس قرضہ کی ادیگی کی بابت کیا؟ ہمارے سامنے یہ ایک سوال ہے جسپر ہمیں غور کرنا ضروری ہے۔

دھرم جیکو رشی دیانند جی نے نیار چرن کے نام سے نامزد کیاہے اس امر کا مقتضی تھا کہ خواہ لالہ منشی رام جی نے کسی گری ہوئی اوستھا میں سبھا کے روپیہ کو اپنے کام میں لگالیا تھا تاہم اُنکا یہ فرض تھا کہ اب تقاضا ہونے پر اپنا سارا وقت وکالت وغیرہ کے کام میں لگاکر جسطرح ہو سکتا ہے اس قرضہ کو سر سے اُتار دے۔ پھر کسی آزادی کا خیال دلمیں لاتے مگر انہوں نے اُسکا ذرہ بھی خیال نہ کرکے وکالت کا پیشہ چھوڑا اب صرف اخبار ستیہ دہرم پرچارک اور کتب فروشی کا کام باقی رہ گیا۔ ان دونوں کاموں سے ہزاروں کا قرضہ ادا ہونا سراسر ناممکن اور محال تہا۔ پھر نہ معلوم کہ لالہ منشی رام جی نے قرضہ کی ادائگی کا کیا انتظام سوچا۔ قیاس ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر اُنکو قربانی کی سوجھی ہوگی۔ دلمیں خیال آتا ہوگا کہ اگر ہم وکالت چھوڑ دینگے اور سماج کا کام کیا کرینگے تو جہاں ایکطرف تمام جگ ہمدردی ہمارے ساتھ ہوگی وہاں دوسریطرف روپیہ کا تقاضا بھی نرم ہو جاویگا۔ الغرض یہی نتیجہ ہوا کہ تمام سماجوں میں قربانی کا بڑا چرچا ہوا اور انترنگ سبھا کے ممبر بھی کچھ ڈھیلے پڑگئے۔

۹۔ اسی دوران میں ایک اور واقع پیش آیا جس سے سماجوں کی نظر میں اس قربانی کی قدر اور بھی بڑھ گئی اور ایک تازہ رکاوٹ سبھا کے روپیہ کی وصولی میں پڑگئی وہ تازہ واقعہ یہ ظہور میں آیا کہ آریہ پرتی ندہی سبھا نے گروکل کو کھولنا اور اسکے لئے چندہ جمع کرنا منظور کیا اور انترنگ سبھا کو یہ ہدایت

کی کہ وہ گروکل کے لئے سکیم وغیرہ تیار کر کے شائع کریں۔ یہ کام راقم کے سپرد ہوا۔ جسمیں کئی مہینے لگ گئے آخیر جولائی ۱۸۹۹ء کو سکیم وغیرہ مکمل ہو کر چھپنے کے لئے بھیجدی گئی۔ لالہ منشی رام جی نے اس موقعہ پر یہ ظاہر کیا کہ میں جبتک گروکل کے لئے تیس ہزار ۳۰۰۰۰ روپیہ جمع نہ کر لوں اپنے گھر میں واپس نہ آونگا اور اسکے مطابق ۲۶ اگست ۱۸۹۹ء کو جالندھر سے روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اس سے پہلے جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں نہ قرضہ یافتنی سبھا کی وصولی اور اسکا تقاضا ڈھیلا پڑ گیا تھا مگر راقم نے یہ دیکھکر کہ اسطرح تو روپیہ وصول ہی نہیں ہوگا۔ پھر تقاضا شروع کیا۔ لیکن لالہ منشی رام صاحب زیادہ دلیر ہو چکے تھے کیونکہ سادھوں کی ہمدردی قربانی کی وجہ سے انکیطرف کھنچی جا چکی تھی انہوں نے راقم کو لکھا کہ میں گروکل کے لئے روپیہ اکٹھا کرنیکی پرتگیا کر چکا ہوں۔ اگر تم مجھے قرضہ کی وصولی پر مجبور کرتے ہو تو میں گروکل کے کام کو چھوڑ کر قرضے کے پیچھے لگ جاتا ہوں۔ اگرچہ راقم پر دھان تھا مگر عام رائے کے روبرو کیا پیش چلتی تھی۔ خاموش ہونا پڑا۔ ثبوت میں خود لالہ منشی رام جی کی ذاتی تحریر پیش کرتا ہوں "

جواب۔ اس تہذیب کی بوچھاڑ کا کیا جواب دوں۔ میری اوپر کی تحریر سے صاف ظاہر ہو گیا ہوگا کہ کسطرح میں گروکل کیلئے بھیک مانگنے کو ٹھیا رہا۔ ۲۶ اگست ۱۸۹۹ء سے آخیر مارچ ۱۹۰۰ء تک ۶ مہینے برابر چکر لگاتا۔ اس سارے چکر کا حال میں اخبار میں بعنوان "گروکل بھکشا منڈلی کا برتانت" لکھتا رہا اس بیان کی سچائی میں بحث کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ ہزاروں مخالفوں کی نگاہ سے گذرتا رہا۔ اگر اسمیں کوئی بات غلط درج ہوتی تو اسکی فوراً تردید مخالفوں کیطرف سے ہوتی۔ اس میں سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔

۵ ستمبر ۱۸۹۹ء کے پرچہ میں یہ برتانت شروع کیا گیا۔ چنانچہ گروکل کی ضرورت اور

اور سکیم کی تیاری کا حال بتلا کر لکھا ہے۔

"آریہ پرتی ندھی سبھا کے پردھان مہاشہ (مراد لالہ رلارام) کی آگیا پاکر میںنے ایک خاص جماعت اسلئے تیار کرنیکا ارمبھ کیا تاکہ پنجاب اور دیگر صوبجات کی مشہور مشہور جگہوں میں جاکر مہاتما گروکل کا بنیادی پتھر رکھنے کیلئے کافی دھن اکٹھا کر سکیں۔ میں اس کام کیلئے مدت سے تیار تھا۔ اور کئی بھائیوں سے بات چیت بھی کر چکا تھا۔ لیکن افسوس کہ میںنے آریہ بھائیوں میں اس پرجوش اور ہمت ور سپرٹ کا ابھار پایا جسکی موجودگی ہی ہمیشہ کامیابی کی سند ہوا کرتی ہے۔ سنہ ۹۳ء سے لیکر سنہ ۹۶ء تک جن آتماؤں کے اندر ویدک دھرم کی سیوا کیلئے زبردست شردھا کا بھاؤ میں دیکھتا رہا تھا۔ افسوس کہ وے آتما بالکل سرد پرتیت ہوئے اور بڑی مشکل سے دو ایک بھائیوں نے اس مشکل کام میں ہاتھ بٹانے کا وعدہ کیا۔ (ہاں) پنڈت رام بھجدت جی نے میری پرینا سے پہلے ہی ستمبر کا مہینہ گروکل کے ڈیپوٹیشن کے ارپن کرنیکا وعدہ کیا جسکے لئے کہ میں انکا بہت ہی مشکور ہوں۔

(نوٹ پنڈت رام بھجدت جی نے حسب اقرار پورا مہینہ لگایا اور قابل قدر سہایتا دی تھی۔)

میںنے ایشور پر بھروسہ کرکے پردھان مہاشہ سے صرف دو اپدیشکوں کی سہایتا طلب کی اور گروکل کیلئے بھکشا کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا۔"

"جب پشاور سے پہلے خشک جواب آیا اور میرے پہونچنے پر نا امیدی سی معلوم ہوئی تو میںنے سب سے پہلے وہاں ایک بھائی کو بتلایا کہ میںنے دڑہ سنکلپ دھارن کر لیا ہے کہ بغیر تیس ہزار روپیہ جمع کئے میں اپنے گھر واپس نہ جاؤنگا۔ اس پرتگیا کا حال سماچار پتر وغیرہ میں نہیں دیا تھا کیونکہ نمائش مطلوب نہ تھی۔ بلکہ کامیابی سے مطلب تھا ایک دو جگہ خاص بھائیوں کو دھن جمع کرنے کی پرینا کیلئے بتلایا تھا۔ اخبار میں صرف

۴ نومبر ۱۸۹۹ء کو ضمناً یہ خبر درج کی تھی میں لاہور سے شملہ کو طیار تھا۔ لیکن جالندر آریہ سماج کے ایک ممبر نے آکر خبر دی کہ رہتیوں کو فرش دینے پر ایک سناتن سادہو نے جالندر شہر میں شور مچایا ہوا ہے چنانچہ میں ادہر روانہ ہوا اور وہاں "سماج مندر میں پہونچکر ڈیرہ جمایا کیونکہ میں پرتگیا کر چکا تھا کہ جبتک گروکل کیلیے تیس ہزار ۳۰۰۰۰ روپیہ نقد جمع نہ کر لوں اپنے گھر کے اندر پیر نہ رکھونگا۔"

ناظرین خود خیال کریں کہ لالہ رلا رام جی نے کس بے احتیاطی سے بلا سوچے سمجھے الزام لگائے ہیں۔

اسکے بعد میرے مضمون مطبوعہ پرچارک ۲ فروری ۱۹۰۰ء میں سے اقتباس ہے جو اسجگہ درج کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ وہ سارا مضمون خاتمہ پر درج کرتا ہے۔

ازاں بعد الزام ۱۰ کیطرف اشارہ کرتے ہوئے پھر سے ادھرمی اور مجرم وغیرہ کے خطابات مجھے عطا کئے ہیں اسکے بعد مضمون مذکور میں سے ہی اقتباس کیا گیا ہے لیکن چونکہ لالہ رلا رام کا مضمون سب کا سب ناظرین کے پیش کرنا ہے اسلئے اُسے یہاں بجنسہ درج کر دیتا ہوں۔

اعتراض اقتباس از سنیہ دہرم پرچارک ۲۰ فروری ۱۹۰۰ء

"لاہور میں کام دگروکل کے چندہ کی فراہمی کا کام) شروع کر دیا تھا کہ میرے پرانے مہربانوں لالہ ہنسراج بی۔اے و لالہ لاجپت رائے پلیڈر کیطرف سے حسب عادت چوٹیں شروع ہو گئیں۔ لالہ ہنسراج و لاجپت رائے کے اخبار میں لکھوایا گیا کہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کا دس ہزار روپیہ معرض خطر میں ہے اسکا سود وصول نہیں ہوا۔ ایک عہدہ دار سے جواب طلب ہوا ہے وغیرہ وغیرہ اور خفیہ طور پر لوگوں میں مشہور کیا گیا کہ عہدہ دار سے مراد انکی مجھ سے ہے دوسرے پرچہ میں کسیقدر زیادہ واضح طور پر لکھا گیا۔ لیکن جبکہ میرے پانچ لیکچر بڑی کامیابی سے ساتھ ہو چکے اور روپیہ بھی معقول جمع ہونے لگ گیا تو جوش مخالفت اور بھی بڑھ گیا

اور آخر کار یہہ لکھوایا گیا کہ منشی رام نے سبھا کی منظوری کے بغیر اپنے ذاتی خرچ کیلئے (ہزار روپیہ (سبھا سے) قرض لیا ہے" وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین معلوم کر گئے ہونگے اور اس اقتباس میں جن الزامات کا ذکر ہے وہ بالکل صحیح اور مبنی بر واقعات ہیں۔ اور لالہ منشی رام جی انکو غلط ثابت کرنے کے لئے بجز اسکے اور کچھ نہیں کر سکے کہ کلچرڈ اصحاب کو سخت سست لکھدیا کیا اسی کا نام صاف گوئی ہے؟ کیا وہ صاف گوئی یہی ہے جسکا لالہ منشی رام جی فخر کیا کرتے ہیں کہ مجھہ میں صاف گوئی مرض حد سے بڑھی ہوئی ہے "اگر کسی امر کو خصوصیت سے جھوٹ کہا جا سکتا ہے تو کلچرڈوں کی تحریر پر لالہ منشی رام جی کا یہ جواب ضرور جھوٹ ہے طرہ یہ کہ کلچرڈوں کو اس بارہ میں سچ کہنے کے عوض کوسا گیا اسی ضمن میں لالہ مولراج کی نسبت نہایت ہی سختی سے کام لیا گیا ہے رشی نے جس ہم کو نیا آچرن یا ستیہ بہاشن آدی آچرن کے نام سے نامزد کیا ہے اسکا اگر لالہ منشی رام جی کو کچھ بھی پاس ہوتا تو اس بارہ میں بالکل ہی خاموشی اختیار کرتے اور الٹا چور کوتوالی کو ڈانٹے کی مثال نہ بنتے اسپر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں صرف لالہ منشی رام جی کی تحریر کا کسیقدر اقتباس یہاں پر درج کر دینا کافی ہے جس سے اندازہ منشی رام کے دہرم بھاؤ کا لگ جائیگا۔

جواب۔ یہ بھی انہیں دعاوی کا تکرار نمبر ۵ ہے جنکی اصلیت میں شروع میں ہی بخوبی کہول چکا ہوں۔ لیکن ساتھہ ہی اسکے اندر قیاسی الزامات کا تکرار نمبر ۲ ہے جو محض لالہ رلا رام جی کے دماغ کا اختراع اور انکی محتاط سپرٹ کا نمونہ ہیں پس اسے میں واقعاتی تکرار نمبر ۵ اور قیاسی تکرار نمبر ۲ کہونگا۔ اسکے بعد میرے مضمون مذکورۃ الصدر سے ایک اقتباس اس امر کے ثابت کرنے کے لئے دیا ہے کہ مینے لالہ مولراج ایم اے وغیرہ کلچرڈ صاحبان کو بدنام کیا ہے۔ لالہ رلا رام جی۔ رائے مولراج وغیرہ کی نسبت کیا رائے رکھتے تھے

اس سے سب آریہ بھائی واقف ہیں لیکن انہیں شاید یہ معلوم نہیں کہ جن دنوں لالہ رلارام جی میرے برخلاف گروڈم وغیرہ کا الزام لگاکر سخت مضامین لکھتے تھے اور جن ایام میں انہوں نے سدھانت وشے پر لکھتے ہوئے نہ صرف سوامی جی کو ایک ویش بھگت ہی ثابت کرنیکی کوشش کی تھی بلکہ ویدوں سے مراد محض گیان کی لیکر کلچرڈ بھائیوں کے ارگن آریہ سنجیم کے حملوں تک نشانہ رہتے تھے ان دنوں آپ رائے مولراج کی صحبت میں گھنٹو رہا کرتے تھے۔ خیر

اب موقع آگیا ہے کہ میں اپنا مضمون مندرجہ پرچارک ۲ رفروری سنہ ۱۹۰۰ء یہاں بجنسہ درج کردوں۔ تاکہ ناظرین پتا لگا سکیں کہ جو کچھ مینے اسمیں لکھا ہے صحیح ہے یا نہیں

پربھو! تم انہیں سُمتی دو

میں ۲۶- اگست سنہ ۱۹۰۰ء سے آریہ سماجوں میں بھرمن کرتا ہوا گروکل کیلئے دھن اکٹر کرنیکا کام کر رہا ہوں اس عرصہ میں مجھ سوائے پرچارک اور آریہ پترکا کے دیگر اخبارات کے دیکھنے کا بہت کم اتفاق رہا ہے نہ معلوم میرے بعض کرمفرماؤں نے اس عرصہ میں میری نسبت کیا کیا غلط بیانیاں کی ہونگی۔ جن کا مجکو علم تک نہیں ہوا۔ مفصلات سے میں تقریبًا سترہ ہزار روپیوں سے زیادہ نقد کرلایا تھا اور لاہور میں کام شروع کردیا تھا کہ میرے پرانے مہربانوں لالہ ہنسراج صاحب بی اے اور لالہ لاجپت رائے صاحب پلیڈر، کیطرف سے حسب عادت چوٹیں شروع ہوگئیں لالہ ہنسراج اور لالہ لاجپت رائے کے اخبار میں لکھوایا گیا کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا دس ہزار روپیہ معرض خطر میں ہے اسکا سود وصول نہیں ہوا۔ ایک عہدہ دار سے جواب طلب ہوا ہے وغیرہ وغیرہ اور خفیہ طور پر لوگوں میں یہ مشہور ہوگیا کہ عہدہ دار سے مراد انکی مجھ سے ہے دوسرے پرچوں میں کسیقدر زیادہ واضح طور پر لکھا گیا۔ لیکن جبکہ میرے پانچ ایکچر ڈیہی کامیابی کیساتھ ہو چکے اور روپیہ بھی معقول جمع ہونے لگ گیا۔

تو جوش مخالفت اور بھی زیادہ بڑھ گیا اور آخر کار یہ لکھوایا گیا کہ منشی
رام نے سبھا کی منظوری کے بغیر اپنے ذاتی خرچ کیلئے دس ہزار روپیہ
قرض لے لیا ہے وغیرہ وغیرہ

ست دھرم پرچارک کے ناظرین کو معلوم ہے کہ کچھ مدت سے میں نے کلچرڈ
غلط بیانیوں اور بیہودہ شخصی حملوں کا نوٹس لینا بالکل بند کر دیا ہے اور لالہ ہنسراج
وغیرہ کی اس آخری حرکت کا بھی نوٹس لینا میرے لئے کچھ ضروری نہ تھا کیونکہ وہ
سجن پرش جو کہ میرے آچرنوں سے بخوبی واقف ہیں انکے دلوں میں اس قسم کی
تحریریں ہرگز کسی قسم کا وسوسہ پیدا نہیں کر سکتیں لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ
اپنی خفیہ کوششوں سے لاچار ہی باخبر پبلک کو بھی یہ لوگ کچھ عرصہ کیلئے دھوکہ میں ڈال
سکتے ہیں تو ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آریہ پبلک کو خصوصاً اور عام پبلک کو عموماً ایک
مرتبہ پھر ان صاحبان کے ہتھکنڈوں سے واقف کر دوں۔

آریہ بھائی بخوبی جانتے ہیں کہ کلچرڈ دنیا میں جو چالیں کہ چلی جاتی ہیں اور جو خیالات
کہ کلچرڈ کیمپ کی طرف سے پھیلائے جاتے ہیں ان سب کے محرک عموماً رائے مولراج
صاحب ایم اے ہوا کرتے ہیں چونکہ رائے صاحب کسی خیال یا تحریک کے عوض میں بھی
پبلک سے شاباش لینے کے خواہاں نہیں ہیں گویا اپنی طرز پر نشکام بھاؤ سے کام
کرنے والے ہیں اسلئے اکثر اصحاب غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ رائے صاحب موصوف
کو کلچرڈ صاحبان کی سازشوں میں کوئی دخل نہیں ہوتا لیکن جو لوگ واقعات کو جانتے
ہیں انہیں بخوبی معلوم ہے کہ کلچرڈ دنیا سے جو خیالات نکلتے ہیں انکے موجد رائے مولراج
ہی ہوتے ہیں۔ پس ممکن نہیں تھا کہ جہاں دیگر چالوں میں رائے صاحب کی رہبری
قبول کی جاتی وہاں آریہ سماج کے سیوک کو بدنام کرنے کے لئے انکے سوا کسی اور سے
سبق حاصل کیا جاتا۔ چنانچہ ابتدائے جنگ میں ہی رائے صاحب نے اپنے چیلوں کو سکھا
دیا تھا کہ اگر دوسری طرف سے پانچ سچے اعتراضات ہوا کریں تو تم اپنی طرف سے
دس جھوٹے اعتراضات جڑ دیا کرو۔ پھر شور مچ جایا کریگا اور پبلک کو سچے جھوٹ

ہیں تمیز کرنیکا موقع ہی نہ رہیگا نہ صرف یہی بلکہ ایک اور بہترین تدبیر بھی بتا دی اور سمجھا دیا کہ
ایک معمولی سچے واقع کو لیکر اسکے گرد جسقدر جھوٹ کا خول پہنا سکتے ہو پہنا دو پھر تمہیں
کس میں طاقت ہے کہ تمہاری تردید کر سکے۔ بڑے مولراج کی اس بیش بہا نصیحت پر عمل
کرتے ہوئے لالہ ہنسراج اور انکے بھائیوں نے آجتک اپنا گذارہ کیا اور آئندہ بھی کرنیکی
امید رکھتے ہیں لیکن افسوس کہ یہ پالیسی ہمیشہ نکمی ثابت ہوتی رہی اور اصلیت کے اظہار
پر پالیسی باز صاحبان کو ہر مرتبہ پبلک کی نظروں میں زیادہ تر گرنا نصیب ہوتا رہا۔

اس ضروری تمہید کیلئے معافی مانگ کر اب میں پھر اصل مطلب کیطرف رجوع ہوتا ہوں۔
جسقدر اتہام کہ اس وقت سبھا کے روپیہ کے متعلق ہم پر بذریعہ تحریر لالہ ہنسراج وغیرہ نے لگائی
ہیں انکی اصلیت ظاہر کرنے اور کلچرڈ بھائیوں کی چالاکی کو پردۂ پالیسی سے باہر لانیکے لئے بہت کچھ لکھنے
کی ضرورت ہے۔ جسکے لئے اسوقت نہ میرے پاس سمے ہی ہے اور نہ ہی میں اسکی ضرورت سمجھتا ہوں لیکن
سادہ الفاظ میں اصل واقعات کو پبلک کے روبرو رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں تاکہ آئندہ کیلئے
آریہ پبلک ان گمراہ بھائیوں کی حکمت عملیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا اور میرا وقت ضائع
کرنے سے بچ جاویں۔ اصل واقعات کو ظاہر کرنے کے لئے مجھے اپنے ناظرین کو آریہ سماج کے موجودہ
دیواسنگرام کے ابتدائی زمانہ میں لیجانا ہوگا آریہ بھائی خصوصاً بھولے نہ ہونگے کہ موجودہ
بنیاد بڑے مولراج صاحب کا وہ مختصر دیاکھیان ہے جو کہ انہوں نے لاہور آریہ سماج کے سالانہ
جلسہ کی دھرم چرچا کے وقت نومبر ۱۸۹۲ء میں دیا تھا۔ مانس بھکشن کو ویدانوکول ثابت
کرنے کی عبث کوشش سے اسکا آغاز ہوا اور رفتہ رفتہ نومبر ۱۸۹۳ء تک نوبت یہانتک پہونچی
کہ جہاں کلچرڈ بھائیوں نے اپنا علیحدہ سماج بنالیا۔ وہاں لاہور میں سالانہ جلسے بھی دو جگہ ہوئے
لیکن ابتک آریہ پرتی ندھی سبھا ایک تھی اسکا سالانہ جلسہ کالج کے بڑے کمرہ میں رات کو ہوا تھا۔ اسی
رات جو کچھ تہذیب کی بےحرمتی کلچرڈ صاحبان کیطرف سے ہوتی رہی اسے آریہ بھائی کبھی بھول نہیں
سکتے آخرکار رکاوٹوں پر کاربند نہ پڑنے کے باعث اس رات اور دوسرے دن کا جلسہ بھی بلا کسی کارروائی کے
ختم کرنا پڑا۔ دسمبر ۱۸۹۴ء میں پھر جلسہ ہوا جسمیں کہ کلچرڈ صاحبان خود بخود شمولیت سے باز رہے انکے بعد
مئی ۱۸۹۵ء میں پانند کا پرتی ندھی سبھا کا اجلاس ہونیوالا تھا کلچرڈ صاحبان نے اسوقت اصلی آریہ سماجوں

کو ناجائز قرار دیکر اپنے چند ایک چیلوں کو آریہ سماج کا خطاب دلوا کالج کے حقوق سے آریہ پرشوں کو محروم
کرنا چاہا تھا۔ ۲ مئی کی صبح کو مینیجنگ کمیٹی میں بعد بحث کافی کے پاس ہو گیا کہ جن آریہ سماجوں کو از جانب
مینجنگ کمیٹی ناجائز قرار دیا گیا ہے انکے پرتی ندھیوں کو بھی عرض معروض سنانیکیلئے اندر جانیکی اجازت
ہو جاویگی لیکن جب وے بچیر دروازہ پر گئے تو انہیں روکا گیا ونڈی بازی ہی کی گئی آخر کار فساد و جنگ
اگرا ریہ پرش آریہ مندر میں واپس آئے گو سب نے تیز مزاج بہالی قانون اور عدالت اور حقوق کی
پکار مچاتے تھی لیکن آریہ سماج کی اصلی اُدیشہ کو نظر انداز ہوتے دیکھکر مینے خاص طور پر دھرم کا کام
کرنیکیلئے اسوقت کی موجودہ آریہ بھائیوں سے پرارتھنا کی اسپر چاروں طرف سے شور مچا کہ ہم کیا کریں؟
ہم کیا کریں جسکا جواب دیا گیا کہ وید پرچار کرو؛ یہی معرکہ **وید پرچار فنڈ کی بنیاد** کہنا چاہئے ادھر
یہ فنڈ پاس ہوا۔ اور اُدھر کلچرڈ صاحبان کی دوسری چال چلی نومبر ۱۸۹۲ء کے پیشتر لالہ ایشورداس صاحب
ایم اے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سکرٹری تھے چنانچہ حسب دستور بنک کا تمام روپیہ انہیں کی نام
بحیثیت سکرٹری سبھا جمع تھا جب ماسٹر درگا پرشاد جی نے یکم دسمبر ۱۸۹۲ء کو لالہ ایشورداس جی سے
چارج لیا تھا تو اسوقت انکو مناسب تھا کہ تمام **بینکوں** کو لکھ بھیجتے کہ سکرٹری کا نام تبدیل کیا
جاوے لیکن انہوں نے اسوقت ایسا نہیں کیا ماسٹر جی اسلئے بے خبر رہے کہ لالہ ایشرداس جی نے انکو
معمولی لکھدیا تھا کہ چارج دینے کے لئے جو ضروری کارروائی تھی کر دی گئی گویا باوجود سکرٹری بدلے ہوئے
ڈیڑھ برس گذر جانے کے بھی روپیہ لالہ ایشورداس ایم اے کے نام پر جمع رہا اسکا فائدہ کالج کے جھگڑے
کے بعد اُٹھایا گیا اور بینکوں کو اطلاع دی گئی کہ آئندہ کیلئے اس روپیہ کا سود ماسٹر درگا پرشاد کو نہ دیا
جاوے چونکہ کل روپیہ بینکوں میں جمع تھا سود کی بند ہوئی جس وقت معلوم ہوئی اودھر سبھا کے خزانہ میں
صرف ۱۱؎ روپیہ کچھ آنے رہ گئے اور بل تقریباً تین سو روپیہ کی دینے تھی سبھا کے ادھکاری حیران تھے
کہ کیا کریں گوروودت فنڈ کا روپیہ بھی بینک میں تھا سود بند ہو گیا لیکن پنڈت گورودت جی کے لڑکوں
کو گذارہ دیا جا چکا تھا اور آئندہ جاری تھا۔ اس مشکل کی موقع پر آریہ سماجوں نے اپنے فرائض کو سمجھا
اور لالہ تولا رام کی تجویز پیش کرنے پر مہرشن فنڈ کھولا گیا تھوڑے ہی عرصہ میں کافی روپیہ آگیا جس سے
کام جاری رہا۔ جولائی ۱۸۹۴ء میں کوئٹہ آریہ سماج کا سالانہ جلسہ تھا جسمیں میں بھی شریک تھا اور
کلچرڈ صاحبان کیطرف سے لالہ لاجپت رائے۔ لالہ لعلچند ایم اے اور لالہ ایشرداس ایم اے بھی تھے۔ اسوقت

بینک کے روپیوں کا سوال آریہ بھائیوں کی خاص جلسہ میں پیش ہوا اور لالہ ایشور داس جی سے استدعا کی
گئی کہ وے بینکوں کو لکھدیں کہ روپیہ سبھا کے منتری کو دیا جاوے اسپر لالہ لاجپت رائے جی نے کہا کہ
کوئی پرتی ندھی سبھا نہیں ہے اسلئے کسی کو روپیہ نہیں ملسکتا۔ پنڈت ہری کشن جی پردھان نے پوچھا
کہ کب سبھا نہیں ہے لالہ لاجپت رائے جی نے جواب دیا کہ نومبر ۱۸۹۳ء سے نہیں ہے اسپر لالہ
صاحب موصوف کا ایک خط اپریل ۱۸۹۴ء کا لکھا ہوا پیش کیا گیا جو انہوں نے میرے نام
بحیثیت پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا لکھا تھا اور پوچھا گیا کہ یہ خط کس سبھا کے پردھان کی نام
لکھا گیا ہے۔ اسپر لالہ لاجپت رائے نے جواب دیا کہ وہ خط انہوں نے بحیثیت سکرٹری دیانند کالج
کمیٹی لکھا تھا نہ کہ بحیثیت آریہ سبھاسد کے۔ اسپر لوگ حیران ہوئے اور کل آریہ بھائیوں نے
باستثناء ۳ یا ۴ کالج پارٹی صاحبان کے لالہ ایشور داس جی کی حرکت پر اظہار ناراضگی کیا اور جوش
میں آکر کوئٹہ کے آریہ بھائیوں نے اکہزار روپیہ کے قریب وید پرچار فنڈ کے لئے بغیر خاص اپیل کے
نقد جمع کر دیا۔ جب یہ روپیہ بھیجدیا گیا تو پردھان اور منتری نے مجھے کہا کہ تمہاری ذاتی ذمہ داری
پر روپیہ دیا جاتا ہے چنانچہ اسی قسم کی رسید مجھ سے لی گئی اسکی وجہ یہ تھی کہ لالہ ایشر داس جی
کی حرکت سے آریہ لوگ ڈر گئے تھے کہ مبادا نیا جمع کردہ روپیہ کو بھی اسیطرح روک دیں اور
اسمیں اور کوئی الجھن ڈالیں کوئٹہ کے بعد دیگر آریہ سماجوں نے بھی اسی شرط پر روپیہ بھیجنا شروع
کیا کہ کل روپیہ میرے پاس جالندر میں جایا کرے اور میری تحویل میں رہے جبتک کہ کوئی "ڈیڈ
آف ٹرسٹ" رجسٹرڈ نہ ہو جاوے (کیونکہ ان دنوں سبھا کی رجسٹری میں رکاوٹ معلوم ہوتی تھی
اور اسلئے "ڈیڈ آف ٹرسٹ" رجسٹری کرانیکا خیال تھا) چنانچہ آریہ سماجوں کی درخواست پر آریہ
پرتی ندھی سبھا کی انترنگ سبھا نے اکتوبر ۱۸۹۴ء میں یہ رزولیوشن پاس کیا کہ آریہ سماجہائے
اور دیگر اصحاب وید پرچار فنڈ کا روپیہ سیدھا میرے پاس بھیجا کریں اور میں ہی انکو انویسٹ[1]
کیا کروں اور روپیہ کی وصولی اور پہونچ کی اطلاع برابر دفتر میں بمقام لاہور دیتا رہا کروں
(یہ جلسہ میری غیر حاضری میں ہوا تھا) اس رزولیوشن کے مطابق روپیہ برابر میرے پاس
آتا رہا اور میں بھی اکثر سود پر چڑھاتا رہا اور سیونگ بینک میں بھی روپیہ میرے نام کی جمع ہوتا رہا دسمبر ۱۸۹۵ء میں سبھا کی
باقاعدہ رجسٹری ہو گئی اسوقت کل روپیہ سیونگ بینک وغیرہ کا منیجے لاہور میں تبدیل کر دیا

[1] انویسٹ کے معنی سرمایہ جمع کرانے یا کسی کام میں لگانے کے ہیں۔

اور کل حساب بھی حوالہ خزانچی اور سکرٹری کو کر دیا۔ باقی کل روپیہ تو بنکوں میں جمع کیا گیا صرف دو رقوم سات
سات ہزار کی بنکوں کی مختلف کفالت پر رہیں جنکا کہ سود وصول ہوتا رہا پر ۱۸۹۶ء کی آخر میں میری طبیعت
بہت بگڑ گئی تھی اسوقت کچھ عجیب خیالات گذرتے تھے جسکی وجہہ ہے کہ مینے اپنی وصیعت بھی لکھکر اپنے دراز میں
رکھدی تھی اور سبھا کی رقوم کی اخلاقی ذمہ واری کو سمجھہ کر علاوہ اصلی کفالت کے اپنی ذاتی ذمہ واری کا
ایک پرونوٹ بھی لکھہ دیا تھا۔ سنہ ۱۸۹۸ء کے درمیانی حصہ میں ایک عارضی انولیسٹ کمیٹی مقرر ہوئی جو اس
سے پہلے نہ تھی اسنے نئے قواعد بنائے جو انترنگ سبھا میں پیش ہوکر پاس ہوگئے ان قواعد پر جب عملدرامد ۱۸۹۹ء
میں شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ قرضہ میری معرفت دیا ہوا تھا اسکو موجب نئی قواعد کے دوسرے قسم کی کفالت
میں تبدیل کرنیکی ضرورت ہے اسپر مجھے سبھا کے منتری مہاشہ نے اس مضمون کا خط لکھا کہ روپیہ وصول کرکے
فوراً دوسری منظور شدہ کفالتوں میں سے کسی میں تبدیل ہونا چاہئیے مینے جواب بھیجا کہ مجھے بھی یہی خیال
ہے لیکن جبتک اپنی پرتگیا پورن کرکے میں واپس نہیں جاتا تب تک روپیہ وصول نہیں ہوسکتا اسکے
بعد یہ سوال ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو انولیسٹ کمیٹی میں بابو بیچارام نے پیش کرکے یہ تجویز منظور کرائی کہ انترنگ
سبھا کو روپیہ کی وصولی کیلئے لکھا جاوے۔ یہ امر واقعہ ہے اور انولیسٹ کمیٹی کے ممبران مانتے ہیں کہ بابو بیچارام
نے جنہیں بوجہہ ایڈیٹر ہونے کے کل واقعات معلوم تھے اصل واقعات انولیسٹ کمیٹی کے روبرو ظاہر نہیں کئے
محض [illegible] فارمل کارروائی ظاہر کرکے رزولیوشن پاس کرایا تھا (جگہہ یہ ظاہر کرنے کی ضرورت
نہیں ہے کہ بابو بیچارام نے کیوں ایسا کیا لاہور کی آریہ پبلک عموماً واقف ہے) جب یہ رزولیوشن انترنگ
سبھا کے روبرو پیش ہوا تو انترنگ سبھا نے ان حالات کو درج کرکے لکھدیا کہ جب میں گروکل کی متعلق دورہ
ختم کرونگا اسوقت کفالت کی تبدیلی کی کارروائی ہو جاویگی۔ یہ واقعات ہیں جنسے کہ انترنگ سبھا کے تمام ممبران
واقف ہیں اور اسلئے یہ نتیجہ نکالنا ناظرین کا کام ہے کہ آیا لالہ منہراج وغیرہ نے انصاف سے کام لیا ہے یا کسی
اور سپرٹ سے۔ اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ ایسا صریح جھوٹا اتہام مجھپر کیوں لگایا گیا؟

ان اتہام کی تہ میں وہی غرض کام کر رہی ہے جسنے کہ رائے مولراج سے معزز آدمی کے مونہہ سے میری نسبت
ایک ایسا کلمہ نکلوایا تہا جسے سنکر رائے بہادر پنڈت رادہاکشن وکیل سے آدمی انگشت بدنداں تھے!

اس اتہام کی پریرک وہی شکتی ہے جسنے کہ لالہ لاجپت رائے سے مجھپر دیانند کالج کے برخلاف کلکتہ
تار بھیجنے کا اتہام لگوایا تھا۔ اور جس نے کہ لالہ صاحب کو نیچی پٹہالی تھی کہ اسی اتہام کے جھوٹے

ثابت ہونے پر بھی وہ اپنی جھوٹی تحریر کی تردید نہ کریں! اس اتہام کی جڑ میں وہی طاقت کام
کر رہی ہے جسنے کہ لالہ لاجپت رائے کے والد بزرگوار سے میری اولاد پر حملے کرائے تھے جس نے
کہ بار ہا لالہ ہنسراج اور لالہ لاجپت رائے کو میری لسنبت سیکڑوں جھوٹے اتہام لگانے کیلئے مجبور کیا؛
یہ آخری مرتبہ ہو کہ مینی کلچرڈ اتہاسوں کا جواب دینے کے لئے قلم اُٹھایا ہے۔

آریہ پرشو اگروکل کے شروع کرنے کیلئے ابھی تک تیس ہزار روپیہ بھی جمع نہیں ہوا۔ پھر گرد کی تلاش
میں سرگردان پھرنا ہنوز باقی ہے۔ پراچین آریہ ورت کی کوئی مستند اتہاس لٹریچر موجود نہیں؛
لئے دن مخربے پوتر ویدوں پر حملے ہو رہے ہیں اور کوئی جواب دینے والا نظر نہیں آتا* ایسے سخت مقابلے
کے وقت میں اگر کلچرڈ غلط بیانیوں اور جھوٹے اتہاموں کے نوٹس لینے میں وقت ضائع کیا جاوے
تو مجھ سے بڑھ کر موکھ اور کون ہوگا۔ میں آئندہ کیلئے کلچرڈ اخباروں کی تحریروں کا نوٹس لینے کے لئے
ہرگز تیار نہیں ہوں؛ اگر سبھا کے انتظام یا دیگر امور کے متعلق کوئی شخص آریہ بھائیوں کو مجھ پر
بدظن کرانا چاہے تو سبھا کا دفتر اور اسکے رجسٹر آریہ بھائیوں کے لئے کھلے ہیں وے اپنا اطمینان
بخوبی کر سکتے ہیں اور اگر میرے نج کے معاملات کی لسنبت کوئی شخص غلط بیانی کرے تو میرے
بھائی کرپا کر کے مجھ سے دریافت کر لیا کریں۔ نیک نیت مخالفوں کا جواب دینا ممکن ہے لیکن
جنکے حملوں کی غرض محض یہی ہو کہ کسی طرح ہو آریہ سماج کے کام میں بگھن پڑے انکے جواب
میں خاموشی ہی سب سے بہتر ڈھال ہے؛ اپنے پرمیشور پر وشواش رکھ کے میں ویدک دھرم
کی سیوا کے لئے اُدّت ہوا ہوں اور اسلئے مجھے نشچہ ہے کہ میرا مالک مجھے مخالفوں کی بزدلانہ
چوٹوں سے محفوظ رکھکر اپنے فرائض کے ادا کرنے میں مدد دیگا۔

پتاجی! آپ مجھے شکتی دیجئے کہ اپنے گمراہ کلچرڈ بھائیوں کی چوٹوں پر چوٹیں برداشت کرتا ہوا بھی
آپ کی سیوا سے بے مکھ نہ ہوں اور آپ کے پرکاش کئے ہوئے ویدک دھرم پر دن بدن درڑھ ہو کر
آپکی آگیا کا پالن کروں۔ اور ہے دیا ندھے! آپ اپنی اپار دیا سے میرے گمراہ بھائیوں کو سمتی
دیجئے تاکہ وے جیوں کے اوپدیش کو سمجھنے کے قابل بنیں اور یہ نشچہ کر سکیں کہ حسد کی آگ میں جلنے
کی بجائے اپنے گرو کے پالن کرنے کی کوشش کرنا زیادہ تر مفید ہے۔ اوم شم

منشی رام۔ مقام لاہور۔ ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء

* پورانک اور جینی۔ بدھ اور برہمو مسلمان او عیسائی غرضیکہ ہر طرف سے مخالفت کا طوفان چلا آتا ہے اور کوئی روکنے کی کوشش نہیں کرتا یہ چار ہے بغیر موجودہ آریہ سماج شتھل ہو رہے ہیں اور نئی جگہوں میں ویدوں کی دھوم بھی پہونچتی نظر نہیں آتی

اعتراض - ۱۱ - اصلیت یہ ہے کہ لالہ منشی رام جی اسوقت علاوہ رقم ۱۵۰۰۰ روپیہ کے جسکی تعداد سود ملاکر ۱۶۰۰۰ (۱۵۰۰۰) روپیہ تک پہونچ گئی تھی سنہ ۱۸۹۸ء کے اخیر سے لیکر سنہ ۱۹۰۱ء کے اخیر تک پانچہزار سے زیادہ دیگر روپیہ اور بھی بیجا تصرف کر چکے تھے۔ جس کا بڑا حصہ گروکل کے لئے بھکشا کرنے کے دورہ میں اُن کے قبضہ میں آگیا تھا۔ اُسکا پتہ ہمکو کس طرح پر لگا؟۔

یہ امر آپ پر ظاہر کرنے کے لئے ہم ایک رپورٹ مندرجہ اخبار دھرم پرچارک مورخہ ۳- مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

مضمون رپورٹ مندرجہ دھرم پرچارک مورخہ ۳- مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

"گروکل بھکشا کی منڈلی حیدر آباد دکن سے واپس آگئی ہے۔ پنڈت پورنانند جی تو اپنی دھرم پتنی کی بیماری کا تار پاکر پہلے ہی چلے آئے تھے لالہ منشی رام جی قریباً دو ہفتہ تک بیمار پڑے رہے۔ نہ کوئی ویاکھیان دے سکے۔ اور نہ گروکل کے متعلق کام کر سکے۔ اگر انکی صحت نہ بگڑ جاتی تو وہاں بڑی بھاری کامیابی کی امید تھی۔ ہم حیدر آباد کے دھرم آتما آریہ بھائیوں کو انیک انیک دھنیاد دیتے ہیں کہ جنہوں نے لالہ منشی رام جی کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا۔ اور چند آریہ بھائیوں نے ہی پرسپر ملکر قریباً الف ۱۰۰۰ روپیہ گروکل کے لئے چندہ کر دیا۔ یہ روپیہ ابھی **سبھا کے دفتر میں نہیں پہنچا مگر جلد پہنچنے کی آشا ہے۔**"

اقتباس بالا میں جو آشا کہ جتلائی گئی وہ پوری اس لئے نہ ہو سکی کہ لالہ منشی رام جی روپیہ اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ اور اس لئے وہ سبھا کے دفتر میں نہ پہنچا۔ جب سُراغ لگنے پر صحت کے لئے تحقیقات شروع ہوئی تو معلوم ہوا کہ لالہ منشی رام جی اس کے علاوہ الف ۱۵۰۰ روپیہ کی ایک اور رقم تھا کہ گوبند سنگھ جی سے بھی لے آئے تھے۔ یا اُنہوں نے لالہ منشی رام جی کے پاس بھیجدی تھی۔ مگر لالہ منشی رام جی نے یہ رقم بھی سبھا کے حوالے نہیں کی

تھی۔ اِسپر حیدر آباد سے خط وکتابت ہوئی اور روپیہ طلب کیا گیا۔ حیدر آباد
کے بھائیوں نے جواب میں لکھا کہ روپیہ لالہ منشی رام جی لے گئے ہیں۔ بلکہ
معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خود بھی لالہ منشی رام جی کو ہماری طلب کی اطلاع
دی۔ اسپر لالہ منشی رام جی بہت گھبرائے اور سبھا کے دفتر کو لکھا کہ بلا میرے
پوچھے تم کسی کو کچھہ مت لکھو۔ اور اسیطرح پر مہمل باتوں میں معاملہ کو دبانے
کی کوشش کی لیکن راز افشا ہوگیا۔ بلکہ مزید براں معلوم ہوا کہ علاوہ
ایکے اور بھی کتنی ہی رقمیں جو مل ملا کر ۳۰۰۰ سے زیادہ ہوگئی تھیں لالہ
منشی رام جی کے بیجا تصرف میں آئی ہوئی ہیں جنکی تفصیل مد نمبر ۷ کے نیچے
آئیگی۔ ہ ہ

جواب۔ حیدر آباد دکن جانے سے پیشتر ہی میں بیمار ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب گرہ کرداشٹک
انتب سے ہوتے ہوئے حیدر آباد جانے لگا تو ۲۳ فروری سنہ ۱۹۱۰ء کے پرچارک میں بیس ہزار
کی پورتی کے لیے ایک اپیل چھاپی تھی۔ اس اپیل میں یہ ظاہر کرکے کہ ابھی تک بیس ہزار پانچ
سو کے قریب جمع ہو چکا ہے میں نے باقی ۹½ ہزار کے جمع کرنے کیلئے آریہ پرشوں کو پریرت
کیا تھا۔ اور اپنی بیماری اور جسمانی کمزوری کا حال بھی درج کیا تھا۔ اگرہ آریہ سماج کے اتسب پر
میں زیادہ بیمار ہو گیا تھا۔ اس لئے پنڈت پورنا نند جی میرے ساتھ حیدر آباد کو روانہ ہوئے
تھے۔ جو حالت میرے شریر کی تھی اُن کو معلوم ہے۔ سخت زکام۔ بخار۔ قبض وغیرہ میں مبتلا
تھا۔ حیدر آباد پہونچکر نہ کوئی لیکچر دے سکا۔ نہ ہی بات چیت کر سکا۔ ٹھاکر گوبند سنگھ
جی منصب دار دہاراشٹیو کا اقرار دس ہزار روپیوں کا برسوں پہلے ہو چکا تھا۔ آریہ بھائیوں
نے ان کو خبر دی ہوئی تھی لیکن وہ پہنچ نہیں سکتے تھے۔ کچھہ روپیہ جمع بھی ہو چکا تھا لیکن
طبیعت زیادہ بگڑ جانے پر میں وہاں سے شاید ۱۵ مارچ سے پیشتر ہی چلا آیا اور سیدھا
لاہور پہنچا۔ وہاں میری موجودگی میں کچھہ روپیہ تو نقد ہو چکا تھا۔ اور کچھہ بھائیوں نے
رقعے لکھہ دئے تھے۔ یہ تو اخبار کے پڑھنے اور سبھا کا حساب دیکھنے سے واضح ہو جائیگا کہ
میں برابر رقمیں وصول کرتا جاتا تھا۔ اور ہر بیسویں دن یا مہینے یا سوا مہینے بعد

سچا حساب صاف کرتا تھا - وجہ یہ تھی کہ کُل ڈیپوٹیشن کا خرچ کرایہ وغیرہ سب میری ہی معرفت ہوتا تھا - اور اُس کے بلوں کے روپیہ کاٹنے پڑتے تھے - جب کُل تیس ہزار سے زیادہ روپیہ ہو گیا - اُسوقت میرے پاس حیدر آباد سے آئے ہوئے کچھ نقد اور کچھ رقعہ سب ملا کر ۱۰۵۸ تھے - میں نے منتری جی سے کہا کہ رقعہ کے بھی نقد ہی روپیہ سمجھ کر جمع کر لو - اُنہوں نے اِس سے انکار کیا - اُسوقت آخری بل بھی پاس ہونے تھے - اِسی دوران میں تار آیا کہ ابھی روپیہ مت جمع کرو - ٹھاکر گووند سنگھ جی سے بھی نقد وصول کر کے بھیج گئے - چنانچہ میں شاید ۸ یا ۹ - اپریل کو جالندھر چلا آیا - اُس کے بعد روپڑ آریہ سماج کے جلسہ پر چلا گیا - جہاں سے ۱۵ - اپریل کو واپس کر پرچارک کا کام کرنا شروع کیا پس صاف ظاہر ہے کہ سب حالات جانتے ہوئے سبھا کے دفتر کا حیدر آباد کو خط لکھنا ایسا عمل تھا جس کی تہ میں کچھ اور حالات کام کر رہے تھے - اِس کے بعد شاید ماہ مئی ۱۹۰۰ء میں جبکہ میں مع لالہ روشن لال و لالہ جیونداس وغیرہ ہردوار گُرُوکُل کے لئے مکان دیکھنے کی غرض سے گیا ہوا تھا - ۰۰ روپیہ کے نصف نقد اور نوٹ ٹھاکر گووند سنگھ جی نے اور حیدر آباد کے دیگر مہاشیوں نے بھی اپنے رقعوں کے روپیہ بھیج دئے - چنانچہ واپسی کے وقت ان کُل رقموں کا پہونچنا مجھے جالندھر میں معلوم ہوا - لیکن ساتھ ہی ٹھاکر گووند سنگھ جی کا تار میرے پاس اکولہ سے آیا جس نے اُس حکم سو روپیوں کے داخل کرنے کو بھی روک دیا - اور اُس کے بعد ایک مفصل خط آیا جس سے رُکاوٹ کی وجہ معلوم ہوتی - وہ خط بھائی مثل میں بعد ۲۳ اٹھی ہے - میں اُس خط کی بجنسہ نقل مع اپنی اور منتری جی کی عبارت کے یہاں درج کرتا ہوں :-

نقل خط ٹھاکر گووند سنگھ جی

" اوم - پاتور ضلع اکولہ (برار) ۱ نیہ ور - مہاشے منشی رام جی نمستے

کل شام کو ہی میں نے یہاں سے آپکو تار دیا ہے - میں یہاں پندرہ دن تک اور رہونگا - بعد از آں شیو جاؤنگا میں نے (مطلب میرے) حیدر آباد میں کنور بہادر جی کے پاس دئے ہوئے چھ سو کے نوٹوں کے آدھے

آپکو پہونچے اور آدھے آپکو آج کل میں پہونچ ہی جائیں گے۔ وہ روپیہ
آپ اپنے پاس امانت رکھیں۔ اور نو سو میں منی آرڈر دوارا بھیجتا ہوں وہ
بھی آپکو پہونچیں گے۔ بعد کل پندرہ سو آپ گروکل فنڈ میں جمع کر دیجئے
یہ روپیہ میرے نام سے جمع کر دیجئے۔ میرے (مطلب پنے) لڑکے دھرم
سنگھ کو پڑہنے کے لئے کب بھیجوں۔ اس سے سوچت کیجئے۔ کیونکہ میرا
انومان ہے۔ کہ اُسے آٹھ برس ہوئے ہیں اور اب وہ مرہٹی دوسری کلاس
میں ہے۔ وہ دیوناگری اکشر پڑھ سکتا ہے۔ پتیس تک پہاڑے بھی اُسے یاد
ہو گئے ہیں۔ اور یہاں کے کورس کی پہلی کتاب اُسکی ہو چکی ہے۔ اور دو
مہینے ہوئے کہ دوسری شروع کی ہے۔ ایسے لڑکوں کی پڑھائی کا گروکل
کے کھلنے تک آپنے کیا پربندھ کیا ہے۔ سو بھی لکھ بھیجئے۔

آپکا داس گووند سنگھ "

اس پر یہ لکھا ہوا ہے انگریزی میں۔

"سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ٹھاکر گووند سنگھ اپنے
لڑکے کو گروکل میں پڑھانے کے لئے ۱۵۰۰ روپیہ دینا چاہتے ہیں۔ مہربانی
کر کے اسے فایل میں رکھئے۔ تاکہ آیندہ کام آسکے۔ ۴ جون سنہ ۱۹۰۶ء "

اسپر لالہ شبدیال جی ایم۔ اے منتری نے لکھا ہے۔

" یہہ گروکل کے کیس کے ساتھ حسب درخواست لالہ منشی رام جی فایل کیا جاوے۔
شبدیال "

ان دو رقوم اور دیگر رقوم کی نسبت حسب موقع مفصل لکھ دیا جاویگا۔ ابھی تک تو لالہ رلا رام
جی نے اپنے دوسرے الزام کو محض ایک ضمنی طور پر بیان کیا ہے۔ چونکہ لالہ رلا رام نے
اپنے لگائے ہوئے الزامات کی مد نمبر ۲ کی نسبت اس کے بعد صرف اپنی آخری چٹھی نمبر ۵ میں
ہی کچھ لکھا ہے۔ اس لئے اس کا مفصل جواب اُسی جگہ کے لئے چھوڑ کر میں اُنکی دیگر تحریر کو
سلسلہ وار درج کرتا ہوں۔ لالہ رلا رام جی اگر حوالہ جات اور تحریرات مسلمہ سے کام لیتے اور ب

تحریریں بجنسہ درج کر دیتے۔ تو مجھے لمبا جواب لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ لیکن چونکہ انکا غرض صرف الزامات لگانا ہی تھا۔ اِس لئے اُن سے شکایت بھی کچھ نہیں۔

اعتراض ۱۴ واضح ہو کہ سبھا کے تازہ سال کے شروع۔ یعنی جون سنہ ۱۸۹۹ع سے شروع ہوا تھا سبھا کے پردہان لالہ منشی رام جی مقرر ہوئے تھے جبپر رقم روپیہ کی وصولی کے بوجھ سے بالکل سبکدوش ہو چکا تھا۔ مگر جب تازہ تصرف بیجا کا معاملہ پیش ہوا اور کشمکش اندرونی شروع ہوئی۔ تو لالہ منشی رام جی نے استعفا دیا۔ گو تحریری وجوہات کچھ ہی ہوں۔ کیونکہ وہ عموماً اور ہی ہوا کرتی ہیں۔ لیکن استعفا کی اصلی وجہ یہی روپیہ کا معاملہ تھا۔ اسوقت بجائے لالہ منشی رام جی کے پیرا قم کو پردہان مقرر کیا گیا۔ اور روپیہ کی وصولی کا تقاضا پھر شروع ہوا۔"

جواب۔ اِس تحریر میں لالہ رلارام جی پہلا دعوی یہ کرتے ہیں کہ مینے استعفا اس لئے دیا تھا کہ تازہ تصرف بیجا کا معاملہ پیش آیا۔ اور کشمکش اندرونی شروع ہوئی۔ لالہ رلارام جی کی اپنی پچھلی تحریر کے مطابق حیدر آباد کے روپیہ کا حال ۳۰۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ع کے اخبار میں چھپا اُس کے بعد ٹھاکر گووند سنگھ کے روپئیوں میں سے ۴ جون سنہ ۱۹۰۰ع تک محض ۲۰۰ کے آدھے نوٹ وصول ہوئے تھے۔ اور نوسو روپیہ ابھی قابل وصول تھا۔ اور یہ خط بھی مینے علانیہ سکرٹری سبھا کے پاس بھیج دیا تھا۔ پس کم از کم ۴ جون سنہ ۱۹۰۰ع تک نہ کسی کو تصرف بیجا کا خیال آسکتا تھا۔ اور نہ ہی کشمکش شروع ہو سکتی تھی۔ مینے سبھا کے پردہان پد سے استعفا دینے کا خیال پہلے ہی ظاہر کر دیا تھا۔ اور تحریری استعفا بھی بھیجدیا تھا۔ جو یکم اپریل سنہ ۱۹۰۰ع کو پیش ہوا تھا۔

مینے استعفا کیوں کر دیا اور اسپر کیا کارروائی ہوئی۔ اور اُس سے لالہ رلارام جی نے کیا فائدہ اُٹھایا۔ اسکا حال ذیل کے اخباری اقتباسوں اور ریزولیوشنوں وغیرہ سے ظاہر ہو جاویگا۔

میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ مینے وکالت کا کام چھوڑ دیا تھا۔ اُسکے ترک کرنیکی

وجوہات جو کچھ تھیں اُن کا ذکر بھی کر چکا ہوں۔ اُس کے بعد کیا کرنے کا وچار تھا۔ وہ بھی بتلا چکا ہوں۔ اُن سب حالات کو پھر سے یاد کر کے میری تحریر مندرجہ پرچارک ۲۳ فروری سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۶ کے کالم ۲ و ۳ کا مطلب آپکی سمجھ میں آجاویگا۔

"اب تک تو جس طرح ہو سکا ہے کام کیا۔ لیکن لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسے جو طبیعت بگڑنی شروع ہوئی۔ تو اب تک برابر بگڑتی ہی چلی گئی ہے۔ شبانہ روز کی تحریر و تقریر کی محنت کے علاوہ رت جگوں اور سفر کی تکلیفوں نے جسم و دماغ دونوں کو کمزور کر دیا ہے اب اِس انسانی جامہ میں بہت زیادہ برداشت کی طاقت نہیں رہی ہے۔ ۔ ۔ " (از کالم ۵)

"آپ میں سے اکثر بھائی جانتے ہیں۔ کہ یکم مارچ سنہ ۱۸۹۹ء سے وکالت کا کام بند کرنے سے میری یہ غرض ہرگز نہ تھی کہ میں اس طرح پر باہر پھر تا رہونگا۔ گروکل کے لیئے دھن اکٹھا کرنے کیلئے اس قدر سمے ارپن کرنے کا شوق خیال تک نہ تھا۔ بلکہ خاص تصانیف کو مرتب کرنے کا درڑھ سنکلپ تھا۔ کیا میرے اس سنکلپ کو پورا کرنے میں مدد دینا آریہ بھائیوں کا فرض نہیں ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

(از کالم ۶)

میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ حیدرآباد دکن سے میں سخت بیمار ہو کر آیا تھا۔ جب تک آریہ بھائی (جن میں سے لالہ گوکل چند جی کا خاص شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کا ہمیشہ کے لیئے مشکور رہونگا کہ اُنہوں نے دھن اکٹھا کرنے کے لیئے خاص محنت کی تھی اور پریم سے پریرت ہو کر کی تھی) اِدھر اُدھر سے روپیہ میری پرتگیا پورن کرنے کے لیئے کرتے رہے۔ تب تک مجھے لاہور میں ہی رہنا پڑا۔ اُسی دوران میں یکم اپریل کو انترنگ سبھا کا ایک جلسہ ہوا جسمیں میں نے اپنی بیماری اور کمزوری کی وجوہات پر استعفا پیش کر دیا۔ لالہ شبدیال جی منتری تھے۔ اُنہوں نے مجھے بہت سمجھایا کہ میں کام خواہ دوسرے سے کرا دوں لیکن پردھان بنا رہوں۔ اِسکی وجہ یہ تھی کہ اُن کے خیال میں کالج والے صاحبان کے ساتھ دوسری بار علیحدگی کے باعث جو آریہ سماج سو گئے تھے وہ گروکل بھکشا منڈلی کے جگانے سے جاگ اُٹھے ہیں۔ اگر میری علیحدگی کی خبر سُنی۔ تو وہ سب پھر گھبرا جاوینگے۔ یہ صرف زبانی ہی معاملہ نہیں ہے

بلکہ اسکی تصدیق لالہ شبدیال جی کی رپورٹ سے ہوتی ہے۔ جو بحیثیت سکرٹری انہوں نے
بابت سال ۱۸۹۸ و ۱۸۹۹ء لکھی تھی۔ (دیکھو صفحہ ۲۶-رپورٹ صدر)
میرے کام کی نسبت لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"پرم پتا کی سہائیتا اور کرونا سے آج تک شریمان جی جہاں جہاں تشریف لے گئے ہیں نہایت ہی کامیابی نصیب ہوتی رہی ہے۔ دربل آتما شخص نا امیدی میں کہہ دیتا ہے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اور نراش ہو کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جاتا ہے۔ مگر نہیں جانتا۔ کہ بھگوان الینو ہیومن کے نیک ارادوں کو تقویت بخشنے والے ہیں۔ انہی کی سہائیتا سے سب نیک اور پوتر کام سرانجام پاتے ہیں۔ مختلف مقامات کی سماجوں نے لالہ منشی رام جی کو خطوط میں لکھا کہ آپکو یہاں سے بہت کچھ کامیابی نصیب نہ ہوگی۔ مگر جب کام کیا گیا تو وہ صاحب خود ہی حیران رہ گئے۔ کہ ہمیں تو ایسی کامیابی کی ہرگز امید نہ تھی۔ ... ... اس بھکشا منڈلی نے صرف روپیہ کی فراہمی نہیں کی۔ بلکہ پژمردہ اور افسردہ دل آریہ بھائیوں کے اندر نئے سر سے جان ڈالدی ہے۔ اور سسکتی ہوئی سماجوں کے اندر نئی روح پھونکدی ہے ... ..."

میرے استعفا پیش ہونے پر حسب ذیل ریزولیوشن یکم اپریل کی انترنگ سبھا میں پیش ہوا۔

(۴) لالہ منشی رام جی نے ظاہر کیا۔ کہ چونکہ میری طبیعت اب اس قدر کام کرنے کے لائق نہیں رہی۔ اس لئے مجھ کو اس کام سے جلدی سبکدوش کیا جاوے سرو سمتی سے نشچہ ہوا۔ کہ لالہ صاحب موصوف بدستور پردھان کی پدوی پر نیت رہیں۔ پرنتو اس عہدہ کے کل کام لالہ رلا رام جی اُپ پردھان بطور Acting President (کارکن پردھان) کے کیا کرے۔

درخواست کیجاتی ہے کہ لالہ رلا رام جی ۱۶- اپریل سنہ ۱۹۰۰ء سے پردھان پد کا کام کرنا آرمبھ کر دیں"

"(نوٹ:) لالہ رلا رام جی اس جلسہ میں موجود تھے۔ لیکن باوجود دریافت کے انہوں نے زبانی کچھ جواب نہ دیا اور کہا۔ کہ جب رزولیوشن کی نقل اُن کے پاس جاویگی تو جواب دیویں گے۔"

منتری جی نے ریزولیوشن کی نقل لالہ رلا رام جی کے پاس بھیجدی۔ لیکن اس دوران میں دو واقعات ایسے ہوئے۔ جنہوں نے لالہ رلا رام جی کو مجھ سے سخت ناراض کر دیا۔ اول معاملہ تو وہی ہے۔ جو سارے فساد کی بُنیاد تھی۔ منشی نارائن کرشن جی گوجرانوالہ میں ویدک پاٹھ شالا اور آشرم کے ادھشٹھاتا تھے۔ گرو کل کے لئے تیار ہونے کے واسطے شاید دسمبر ۹۹ء میں خاص زر رویکر میں نے اپنے لڑکے بھجوائے تھے۔ اور دیگر کچھ لڑکے بھی آگئے تھے۔ پنڈت گنگا دت جی ہی چونکہ انشٹادہیائی اور مہا بھاشیہ پڑھانے کے یوگیہ سمجھے گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے ہی گرو کل کا آچاریہ بننا تھا۔ انہیں میں نے ہی یقین دلاکر گوجرانوالہ میں رکھا تھا کہ گرو کل چونکہ ایکانت ستھان میں کُھلیگا۔ اس لئے انہیں ہمیشہ کے لئے گوجرانوالہ نہیں رہنا ہوگا۔ لیکن میرے دورہ کے موقعہ پر منشی نرائن کرشن جی گوجرانوالہ سے دو اڑھائی میل پر ایک پرانی جگہ لڑکوں کو دکھانے لیگئے۔ اور ظاہر کیا کہ اُس جگہ گرو کل کُھلیگا۔ اور لالہ رلا رام جی اس خیال کے حامی تھے ہی۔ ان کا پکا خیال یہ تھا۔ کہ گوجرانوالہ میں ہی گرو کل کُھلے۔ چنانچہ ہفتم اپریل ۱۹۰۰ء کی انترنگ سبھا میں ہی انہوں نے اپنے اندرونی خیالات کا اظہار کیا جو کارروائی سے ظاہر ہوگا۔ واضح رہے کہ یہ سوال انترنگ سبھا کے مضامین کی فہرست میں درج نہ تھا۔

"کاغذات متعلق انتظام تعلیم و رہائش ان طلباء کے جن کے والدین انکو گرو کل میں بھیجنا چاہتے ہیں۔ پڑھے گئے۔ اور حسب ذیل سجبٹ برائے ایکسال مجوزہ لالہ رلا رام پیش ہوا۔ ترجمہ تجویز لالہ رلا رام (جو انگریزی میں ہے) یہ کہ واسطے انتظام تعلیم اُن کم عمر ودیارتھیوں کے جو کہ اسوقت ویدک پاٹھ شالہ گوجرانوالہ میں گرو کل کے طریقہ پر تعلیم پانے کے لئے موجود ہیں۔ یا اُس غرض سے آئندہ داخل ہونگے۔ ایک خاص پاٹھ شالہ کھولی جاوے۔ اور حسب ذیل مجوزہ اخراجات منظور کئے جاویں۔ اور اس تجویز کو عمل میں لانے

کے لئے بھگت رلیا رام جی سے درخواست کیجائے کہ بحیثیت ادھشٹاتا کام
کرنا سوسکار کریں۔

نمبر عمارت	تنخواہ ادھیاپکان	خرید سامان	خرچ [illegible]
۴۵۰ روپیہ	۱۶۸۰ روپیہ	۲۰۰ روپیہ	۸۰۰ روپیہ

جملہ ۳۱۳۰ ۔ تخمینہ آمدنی ۶۰۰ ۔ باقی ۲۵۳۰ روپیہ گروکل فنڈ میں
سے لیا جائے۔

چونکہ اس تجویز کی کسی صاحب نے تائید نہیں کی اسواسطے یہ سوال سبھا
کے سامنے نہیں آسکتا

ایک تو یہ ناراضگی تھی کیونکہ جیسے کہ میں آگے چلکر ظاہر کرونگا آریہ پرتی ندہی سبھا کا ارادہ
گجرانوالہ سے باہر گوروکل کھولنے کا تھا اور سبھا کے انہیں رزدیوشن کے باعث لالہ رلیا رام
کی تجویز کی کسی نے تائید نہ کی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ تیس ہزار نقد جمع ہونیکے بعد بغیر
میری اطلاع کے لالہ روشن لال اور لالہ کاشی رام وید صاحبان نے خفیہ طور پر مصلاح ہو
کر میرے لاہور سے چلنے کے دن آریہ سماج میں مجھے ایڈریس دیکر اس کامیابی پر ایک
پروسیشن نکالا ۔ لالہ رلیا رام جی نے اس پروسیشن کا حال سنکر جو سخت الفاظ زبان مبارک سے
فرمائے تھے انکے دہرانے سے ناظرین کے دلوں پر ٹھیس لگانا نہیں چاہتا۔ اس ایڈریس
وغیرہ کی نسبت میرے کیا خیالات تھے وہ حسب ذیل تحریر مندرجہ پرچارک ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء
سے ظاہر ہونگے

"اس کامیابی کی خوشی میں گو آریہ سماج لاہور نے ایک عالیشان جلسہ
کیا اور میری وہ عزت کی کہ جس کے قابل میں نہ تھا۔ گو اس جلسہ کے بعد
جلوس کیساتھ شہر کا گشت بھی کیا گیا جسمیں کہ میں ایسا پھنسا ہوا تھا جیسا
کہ نیا جانور کشتی میں پھنس جاتا ہے۔ گو انکی تقلید میں جالندھر آریہ سماج نے
بھی اسیطرح کی دھوم دھام کی۔ لیکن میں ایسے عظیم الشان موقع پر ایسی
کارروائیوں کو ادائگی فرض میں داخل نہیں سمجھتا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ

لاہور آریہ سماج کیطرف سے اس قسم کی کارروائی ہوگی تو میں اول رات کسی ریل میں ہی بلا اطلاع جالندھر چلا آتا کیونکہ میں اپنے ادہم پاپی من کو خود ہی خوب جانتا ہوں اور اسلئے جو تعریفیں میری کی جاتی تھیں انہیں سنکر میرے ہردے پر بڑی بھاری چوٹ لگتی تھی۔ اسلئے آپ سب بھائی خوشیاں منا چکے بیرونی اظہار سے ہم سب دنیا کو سنتشٹ کر چکے اب ضرورت ہے کہ اس نئے سال کے آغاز میں ہم سب اپنے فرض کو سمجھیں اور سب کے سب بھائی دل کو تمام برائیوں سے پاک کرکے ایکانت میں اپنے پیارے پرماتما کی سیوا میں حاضر ہوں اور اس درگاہ میں سچے دل سے پرارتھنا کریں کہ وہ ہمیں برہمچریہ آشرم کے گورو کو سمجھنے کے قابل بنا دے اور ہمیں ایسی برکت دیوے کہ ہم گورکل کو باقاعدہ چلا کر سچے برہمچاریوں کا گروہ پیدا کر سکیں اور پھر سب تکت کنٹھ سے کہہ سکیں کہ۔

بولو سناتن ویدک دھرم کی جے!

اب ناظرین کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ لالہ رلارام جی کہانتک مجھ سے ناراض ہو چکے ہونگے چنانچہ منتری جی کے خط کے جواب میں فائل پر لالہ رلارام نے جو لکھا تھا اسکا مطلب یہ تھا کہ "لالہ منشی رام کی عادت ہے کہ عوام کی التعریف تو خود حاصل کرتے ہیں لیکن اگر کوئی کام بگڑ جائے تو دوسروں کے سر اُسکے مڑھتے ہیں چنانچہ ایسا ہی مضمون پرچارک کی تحریر سے بدنامی ہوتی ہے اسے دوسرے کے گلے مڑھ دیتے ہیں اگر وہ کام نہیں کر سکتے تو انکا صاف طور پر استعفا منظور ہو مجھے منظور نہیں ہے کہ کام میں کروں اور اسکے لئے وہ تعریف کے مستحق بنیں" میں لوٹا تو خود بند من سے آزادی چاہتا تھا اور ساتھ ہی لالہ رلارام جی کے پیچ وتاب کا حال سن چکا تھا اسلئے میں نے صاف لکھدیا کہ "جس حالت میں لالہ رلارام جی پردہان پد کا کام کرنے کے نہایت ہی خواہشمند ہیں اور میں کام نہیں کر سکتا ہوں اور نہ ہی کرنا چاہتا ہوں تو لالہ رلارام جی کو ہی پورا پردہان بنا دینا چاہئے" یہ مثل اسوقت باوجود تلاش کے مجھے آریہ پرتی ندہی سبھا کے دفتر میں نہیں ملی لیکن لالہ

شیودیال جی ایم اے کو اُمید ہے کہ اس خط و کتابت کا خلاصہ یاد ہو گا اگر مینے غلط بیانی کی ہے تو وہ اسکی تردید کر دینگے۔ خیر جب مینے لالہ رلارام جی کی خفگی کا حال صرف سنا ہی نہیں بلکہ آنکی تحریروں سے محسوس کر لیا تو مینے انترنگ سبھا میں جانا بھی بند کر دیا۔ چنانچہ یہہ سوال بعد اس خط و کتابت کے ۲۹۔ اپریل ۱۹۰۰ء کی انترنگ سبھا کے اجلاس میں پیش ہوا لیکن نہ معلوم منتری جی نے اوپر کی خط و کتابت حاضرین کو سنائی یا نہیں انترنگ سبھا کی کارروائی کی صاف لکھنگ میں خواہ اسکا اندراج کچھ بھی ہے لیکن اصل مسودہ کی کتاب کی تحریر حسب ذیل طریقہ پر ہے (میں اس جلسہ میں شریک نہ تھا)

"(۱) لالہ منشی رام جی کا استعفا پردھان کے عہدہ سے پیش ہوا جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ میری صحت اچھی نہیں ہے اور مجھکو آرام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسپر لالہ جیونداس نے بتائید سردار سوجیت سنگھ تجویز پیش کی کہ استعفا لالہ منشی رام جی کا منظور کیا جاوے کثرت رائے سے نتیجہ ہوا کہ استعفا منظور کیا جاوے"

پردھان کامل بنتے ہی لالہ رلارام جی نے اپنے اختیارات کو کس طرح پر استعمال کیا اسکا پتا ذیل کی کارروائی سے بخوبی لگ سکیگا۔

یکم اپریل ۱۹۰۰ء والا بجٹ کا سوال پھر لالہ رلارام جی نے میری غیر حاضری میں ۲۹ اپریل ۱۹۰۰ء کو حسب ذیل پاس کرا لیا۔

نقل ریزولیوشن نمبر ۲ لالہ رلارام جی نے پیش کیا کہ جو لڑکے گروکل میں داخل ہونیکی اُمید پر گجرانوالہ میں آئے ہوئے ہیں یا آئیں حتی الامکان گروکل سکیم کے مطابق تعلیم رہائش وغیرہ کا انتظام کرنے کے لئے بہ تفصیل ذیل خرچ منظور کیا جاوے۔

تفصیل آمدنی

گوجرانوالہ ویدک پاٹھ شالا کے خرچ میں سے	للعہ ۴۰ روپے
گروکل فنڈ کے سرمایہ میں سے	مار رر روپے
میزان	پاللعہ روپے

تفصیل خرچ

کرایہ کوٹھی	للعہ روپیہ [illegible]
ادہیاپکوںکا گذارہ	لعہ روپیے
متفرق خرچ	عللہ روپیے
میزان	ماللعہ روپیے

سردستی سے یہہ تجویز منظور ہوئی "

(نوٹ گو صاف درج نہیں لیکن بجٹ کا اندازہ ماہانہ ہے)

ناظرین! یہ تھی کل کارروائی میرے استعفا کی جسے لالہ رلارام جی نے اپنے طور پر بیان کرکے مجھے مجبور کیا کہ آپکی اسقدر تضیع اوقات کروں

اعتراض۔ روپیہ کی تعداد اسوقت پرانا اور نیا ملا کر سرسری طور پر ۱۳۰۰۰ تیرہ ہزار سے زیادہ پائی جاتی تھی۔ میں بذریعہ چٹھی نمبر ۲ بتلا چکا ہوں کہ جو روپیہ سبھا کا لالہ منشی رام جی کے ذمہ چلا آتا تھا اسکی وصولی کی کوشش عمل میں لانیکی وجہہ سے لالہ منشی رام جی کے دلمیں مجھ سے رنجش تھی نتیجہ یہ ہوا کہ اسدن سے لالہ منشی رام جی نے مجھکو کئی طرحپر دق کرنا شروع کر دیا جب گروکل کا معاملہ چھڑ گیا تو لوگونکو اندر ہی اندر اسطرحپر بہکانا شروع کیا کہ گویا راقم گروکل کا مخالف ہے اور گروکل کی قائمی کے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اگر گروکل قائم ہو تو اسی کے ماتحت رہے اور گوجرانوالہ میں رہے۔ زیادہ تر قابل افسوس یہ امر تھا کہ ممبران انترنگ سبھا بھی جو زیادہ تر لاہور میں تھے وہ لالہ صاحب کی باتوں میں آئے ہوئے اور انکے ہمخیال بنے ہوئے تھے جب راقم کو اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کے اخیر میں پردہان سبھا مقرر کیا گیا تھا تو راقم کو لالہ منشی رام جی کے ساتھ دو معاملات میں واسطہ پڑا ایک تو سبھا کے روپیہ کی وصولی کے بارہ میں اور دوسرا گروکل کے انتظام وغیرہ

کے معاملات میں جبوقت میری طرف سے بابجائے انترنگ سبھا تقاضا روپیہ کا شروع ہوا تو لالہ منشی رام جی اس چال پر چلے کہ گروکل کی حمایت کے نیچے رہکر اس سے نکلجائیں اور گروکل کے کام میں اپنے آپ کو ایسے ڈھنگ سے لگائیں کہ پردھان کو تقاضا کرنے اور روپیہ وصول کرنے میں انترنگ سبھا سے بالکل مدد نہ ملے بلکہ انترنگ سبھا کے ممبر پردھان کو گروکل کے مخالف خیال کر کے ایک گونہ روپیہ کی وصولی میں ہارج ہوں یہ خیال لالہ منشی رام جی نے پہلے ہی سے بہیلا رکھا تھا کہ گروکل ہردوار میں کھلنا چاہیے اسلئے اپنے چیلے چانٹوں کو اپنے ساتھ لیکر اسبات پر بڑا زور دیا کہ گروکل ضرور ہردوار میں کھولا جائے

میں گروکل کیلئے مقام ہردوار کے حق میں نہ تھا اور نہ مرحوم رائے پیڑا رام صاحب اور نہ رائے ٹھاکر دت صاحب ہردوار کے حق میں تھے مگر دیگر ممبران انترنگ سبھا لالہ منشی رام کے ساتھ ہردوار کے حق میں تھے"

جواب۔ اس ساری تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ روپیہ مارنے کے لئے میںنے غلط طور پر مشہور کیا کہ لالہ منشا رام گروکل کو گجرانوالہ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ آیا لالہ منشا رام جی یہ چاہتے تھے یا نہیں گذشتہ کارروائی سے یہ ظاہر ہو چکا ہے لیکن کیا اپنے لڑکے کو گروکل میں نہ بھیجنے پر بیائی گروکل کے اکھیڑنے کی کوشش کرنے اور گجرانوالہ میں نام نہاد گروکل قائم کرنے اُسے بار بار اقرار کرنے کے پبلک استیفا پیش قرار دینے کے واقعات ایسے ہیں جو پبلک سے چھپے ہوئے نہیں اور کیا اب اس بارے میں کسی ثبوت کی ضرورت ہے کہ لالہ منشا رام جی کا اصلی منشا گروکل کو گجرانوالہ میں رکھنے کا تھا! خیر اسکے بارے میں یہاں کیا لکھوں۔ اصل داستان کے اندر سارا حال آجاویگا۔

دوسرا دعوے اس تحریر میں یہ ہے کہ میںنے محض روپیہ کے معاملہ پر پردہ ڈلوانے کے لئے ہردوار کا شور مچا دیا۔ ناظرین! قیاسی الزامات کا دلائل سے جواب دیا جا سکتا ہے لیکن وہ جواب بھی جواب الجواب کا موقع دے سکتے ہے۔ میں واقعات پیش کرتا ہوں جنکا جواب الجواب کوئی ہو

ہی نہیں سکتا۔

گرو کل کی سکیم گجرانوالہ میں ۱۸۹۹ء ماہ مئی میں پاس ہوئی چنانچہ ۲۸ مئی ۱۸۹۹ء کو ایک رزولیو حسب ذیل پاس ہوا۔

"(۴۴) اتفاق رائے سے نسچے ہوا کہ گرو کل کے مستقل مقام کے لیے۔ لالہ منشی رام رائے پیرارام۔ لالہ رلارام۔ ملک جوالا سہائے اور لالہ جوند اس کی ایک سب کمیٹی مقرر کیجائے جو پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی میں مختلف مقامات کا ملاحظہ کرکے مستقل مقام کی نسبت رپورٹ کرے"۔

اس رزولیوشن میں ممالک مغربی و شمالی کا لفظ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ہردوار کو لحاظ رکھکر ہی یہ رزولیوشن پاس کیا گیا تھا۔

اس سب کمیٹی کو اکٹھا کرنے کا کام میرے سپرد ہوا تھا چنانچہ میںنے ان صاحبان کو جو میرے علاوہ ممبران کمیٹی مقرر کیے گئے تھے حسب ذیل مضمون کا سرکلر خط بھیجا۔

"جالندھر شہر۔ ۱۴ جون ۱۸۹۹ء۔ پریہ مہاشے درنمستے۔ حسب ذیل رزولیوشن ۲۸ مئی کی انترنگ سبھا میں آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے پاس کیا ہے (اسکے بعد اوپر کے رزولیوشن کی نقل درج ہے) چونکہ آپ صاحبان کو یہ کرنے کا کام میرے سپرد ہوا ہے اسلئے کرپا کرکے مطلع فرمائیں کہ آپ کن کن اطراف میں مقامات کا ملاحظہ فرما سکتے ہیں نیز اپنی رائے مفصل لکھ بھیجئے کہ کسطرف جگہہ لیجانی چاہیئے۔"

اس سرکلر خط کے جواب میں سب صاحبان نے لکھدیا "چونکہ تم روپئے کیلئے دورہ پر جانے والے ہو۔ ہم سب کیطرف سے تم ہی جگہوں کا ملاحظہ کرتے آنا۔ چنانچہ جہاں میں اخبار پرچارک میں اپنے دیپوٹیشن کا حال لکھتا وہاں ساتھ مستقل مقام کے لئے جگہوں کے ملاحظے کا حال بھی لکھتا۔ اس بارے میں صرف دو اقتباس پیش کرونگا۔

(از پرچارک ۸ دسمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۹ - کالم ۳ سے شروع)

آریہ بھائیوں کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ لالہ جوالا سہائے جی نے گرو کل کے

لئے زمین دینے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اُس زمین کو دکھلانے کے لئے لالہ جوالا سہائے جی نے دوسرا دن یعنی ۲۸ اگست کی صبح مقرر کی پس اس دن پراتہ کال ہی نتیہ نیموں سے فارغ ہوکر پانچ بجے میں اور پنڈت دلپوی دیالوجی معہ لالہ ٹھاکر داس اور ایک دو دیگر بھائیوں کے لالہ جوالا سہائے کے ہمراہ زمین دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے اور زمین کو دیکھ بھال کر ہم سب ریل گاڑی کی آمد سے پون گھنٹہ پیشتر ہی ریلوے سٹیشن میانی پر پہونچ گئے۔ چونکہ میں اس سب کمیٹی کا ایک ممبر ہوں جو کہ گرد کل کے لئے مستقل جگہہ تلاش کرنے کے لئے مقرر ہوئی ہے اور چونکہ ممبران نے مجھے آگیا دیدی ہے کہ میں اس دورے میں جگہوں کی تحقیقات بھی کرلوں اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو جو جگہہ مجھے گرد کل کے لئے دکھلائی جاویں ان کے حسن و قبح سے برابر آریہ پبلک کو اطلاع دیتا جاوں . . . . . . "

چنانچہ اس عبارت کے بعد میانی والی زمین کے حسن و قبح دکھلائے گئے ہیں۔

(از پرچارک ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء)

دہلی جاتے ہوئے میں ۲۹ ستمبر کو ہردوار جگہہ کی تلاش کے لئے ٹھہرا تھا یعنے تین دنوں میں ہر ایک جگہہ کو دیکھا اور اپنی تحقیقات کا نتیجہ پرچارک میں بیان کیا تھا جسکا کسیقدر انتخاب یہاں درج کرتا ہوں۔"

"الف۔ سب سے پہلے مجھے بتلایا گیا تھا کہ ہردوار اور ڈیرہ دون کے درمیان میں اکثر جگہیں ایسی ہیں جہاں گرد کل کے لئے جگہہ عمدہ مل سکے . . . . . .
اسکے آگے چلکر پہلی جگہہ ایک مسٹر ولسن کی کوٹھی ہے جو کہ فروخت ہونیوالی ہے اور شاید سستی ملجاوے اسکے ساتھ جگہہ باغ کی بھی ہے لیکن آبادی سے نزدیک اور ترغیبوں سے پُر ہے . . . . . (آگے دو دیگر جگہوں کا بیان کرکے) . . . . . یہہ جگہہ برسات کے چار مہینے کیا بلکہ پانچ مہینوں تک رہنے کے قابل نہیں ہوتی۔ موسمی بخار آن دبا تا ہے۔ . . . . .

ب۔ دوسری جگہہ رشی کیش کی طرف بتلائی جاتی تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
رشی کیش کی آب وہوا بھی برسات کے پانچ مہینوں میں بڑی خراب رہتی ہے چنانچہ ہانچی پانڈ
شالا میں بھی اندنوں کنکھل میں آجاتی ہیں۔ ۔ ۔ اسکے بعد رشی کیش کو مقام نفائص صحیح طور پر بیان کئے گئے ہیں
ج۔ یعنی تیسری جگہہ خود بخود پٹ نالی کی ہردوار پر گنگا کے دوسرے کنارے کیطرف چنڈی کا پہاڑ ہے
اسکے دکہن کی جانب چنڈی کا مندر پہاڑ کی چوٹی پر ہے اتر کیطرف جاتے جاتے تقریباً آدہی
سے دو یا ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر اس پہاڑ کا خاتمہ ہوتا ہے اور پہاڑ اور دریا گنگا کے درمیان
ایک خاصہ بڑا ہموار سا میدان ہے اس پہاڑ کے اتر کیطرف گنگا کے کنارے اگر گرو کل آشرم
کھولا جائے تو یہانکی ہوا جو برسات میں نہیں بگڑتی وہاں کنکھل یا ہردوار جیسی بلکہ ویسی ہی کی فاصلہ ہی
سمجہا جاسکتا ہے اسجگہہ پہلے بھی آسانی سے صحیح ہوسکتی ہیں اور نگرانی کیلئے بھی تیرتھ کے ساتہ لوگ بہ آسانی پہنچ
جاسکتے سوچو لوگ کسی متبرک خیال سے ہردوار آتے ہیں انکو دو نمبر گرو کل کی برمہ چاریوں کی جو ترتیب
کا اچہا اثر پڑ سکتا ہے اور گرو کل آشرم کو اسطرح دہن کی مدد بھی مل سکتی ہے۔
د۔ (اس ضمن میں آپ کاشی کی سنی ہوئی تعریف کا ذکر کر کے وقتیں بتلائی
ہیں)۔ ۔ ۔ میری رائے میں (جیسا کہ پہلے ظاہر کر چکا ہوں) اگر گنگا کے کنارے
پر گرو کل قائم کیا جاوے تو گنگا کے پانی سے برمہ چاری بڑا فائدہ اٹھا
سکیں گے اسطرح کا نزدیک پانی اور جگہہ مشکل ہے چنڈی کے پہاڑ والی
جگہہ کی نسبت یہ معلوم ہوا تھا کہ گورنمنٹ کا ہی اسپر اختیار ہے۔ لیکن اگر کسی
گانوں کی شاملات کا بھی اسکے ساتھ تعلق ہے تو اس جگہہ بڑی آسانی کے ساتھ
کم قیمت پر اسوقت زمین مل سکتی ہے"
مجھے اپنے ناظرین کو بتلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ جس ٹکڑہ زمین کی میں نے
اسوقت تعریف کی تھی اُسپر گرو کل کھلا ہوا ہے اور تجربہ نے بتلایا ہے
کہ یہ جگہہ نہایت صحت بخش ہے۔ اسجگہہ ناظرین کی توجہ ایک دوسرے امر
کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ہردوار کے کنارے کی جگہہ کی آب وہوا کی نسبت
میں خود شکایت لکھ چکا ہوں۔ لیکن آگے چلکر جو لالہ لاجپت رائے جی نے میرے
سطح کے ہردوار سے اٹھ جانیکو گرو کل کی آب وہوا کی خرابی ظاہر کرنے

کے لئے دلیلاً پیش کیا ہے اسکا مطلب آپ لوگ خود بخود سمجھ لیں
خاصکر اس حالت میں جبکہ لالہ رلارام جی خود دو مرتبہ اسبجھہ کی آب و ہوا
کا حال انکر ملاحظہ کر چکے ہیں۔

اسکے بعد جب لالہ رلارام جی نے یکم اپریل سنہ ۱۹۰۰ع کو گوجرانوالہ گروکل کا
بنیادی پتھر رکھنے کا معاملہ پیش کیا تھا تو جہاں انترنگ سبھا میں انکے رزو
لیوشن کی کوئی تائید کرنیوالا نہ تھا وہاں حسب ذیل رزولیوشن اتفاق رائے
سے پاس ہوا تھا۔

"سرِ دست سے تسلیم ہوا کہ ہردوار کے قریب مستقل مقام کے لئے جگہہ حاصل
کرنیکی غرض سے صاحبان ذیل کی ایک سب کمیٹی بنائی جاوے (۱) لالہ منشی رام
جی (۲)، لالہ روشن لال جی (۳)، لالہ جیونداس جی (۴)، ڈاکٹر پرمانند جی
(۵)، چودھری جنگی سنگھ جی (۶)، کنور حکم سنگھ جی۔ اس کمیٹی کے سکرٹری لالہ
روشن لال جی مقرر ہوں اور کمیٹی کو اختیار دیا جاوے کہ ایک انجنیر اور
ایک ڈاکٹر کی صلاح سے دس ہزار روپیہ تک حسب پسند خود زمین کے
خریدنے کا انتظام کرے"

اس جلسہ انترنگ سبھا میں لالہ رلارام جی بذات خود شامل تھے۔ پس جن چیلے چانٹوں سمیت
بقول لالہ رلارام میٹنے ہردوار پر زور دیا تھا انیں لالہ رلارام جی بھی شامل سمجھنے چاہئیں
اب ناظرین خود اندازہ لگائیں کہ لالہ رلارام جی کے الزاموں کی بنیاد کیا ہے۔

اعتراض اسلیئے ادہر تو اس معاملہ میں کشمکش تھی اور اُدہر روپیہ کی وصولی
کے معاملہ میں کوشش جبکہ ممبران انترنگ سبھا بوجہ معاملہ گروکل روپیہ
کی وصولی میں پہلوتہی کرتے رہتے تھے مگر تاہم تقاضا برابر جاری تھا
اور متواتر یہ معاملہ انترنگ سبھا کے روبرو آتا رہا آخر گروکل کی نسبت
انترنگ سبھا نے ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کو یہ فیصلہ کر دیا کہ دریا ے
گنگا کے کنارے کوئی جگہہ خرید کر کے گروکل کھولا جاوے اور لالہ منشی رام جی

جی کو یہ کام سونپا گیا لالہ منشی رام جی نے اپنے اخبار مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۶ء
میں اسپر ایک نوٹ لکھا جسکی سرخی یہ ہے کہ "گروکل ہردوار میں
کھلیگا" لالہ منشی رام جی خود اور پنڈت گنگا دت وغیرہ ہردوار میں جا پہونچے
اور وہاں گروکل کے لیے جدوجہد کرنے لگے۔

راقم اس سے پہلے شروع ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء سے بعارضہ بخار بیمار
چلا آتا تھا۔ چنانچہ یاد پڑتا ہے کہ راقم اسی وجہ سے ۲۹۔ جولائی ۱۹۰۶ء
کے اجلاس میں شامل نہیں ہو سکا تہا۔ پہر اسکے بعد بخار نے زیادہ
خوفناک صورت پکڑی تو میں گجرانوالہ سے گجرات میں بغرض علاج چلا
گیا۔ اور وہاں دو ماہ تک بڑے بہیا رام جی کے مکان پر زیر علاج رہا
نہ معلوم اس عرصہ میں کیا کارروائی ہوتی رہی۔ اور روپیہ کی دھولی
کی بابت کیا کوشش ہوئی۔"

جواب ان چند سطور میں لالہ رلا رام جی نے چونکہ اصل معاملہ کو چھپا دیا ہے اسلئے اوپر
ذکر کئے ہوئے رزولیوشن کے بعد جو کارروائی ہوئی میں اسکو بجنسہ درج کر دیتا
ہوں تاکہ رلا رام جی کے اعتراض کی اصلیت معلوم ہو جائے

میں ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کی انترنگ سبھا میں استعفا منظور کرانے کے بعد اپنے معاملات
کی درستی کیطرف رجوع ہونے لگا تھا ہم سئی اور ۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے اخباروں سے
اسکا سارا پتا لگ سکتا ہے۔ لیکن ابھی اخبار کو باقاعدہ کر کے اپنے غیر حاضری کے ایام کے حساب
کی پڑتال شروع کرنے ہی لگا تھا کہ لالہ روشن لال جی نے اوپر کے رزولیوشن کے مطابق مجھے
ہردوار جا یا وہاں پہنچ کا ایک پورا ہفتہ خرچ ہو گیا کوئی جگہ حسب دلخواہ نہ ملی لیکن ولسن کی
کوٹھی کے لئے بات چیت کرنے کو مجھے ڈیرہ دون بھیجا گیا اور بس دورہ کا خاتمہ ہو گیا۔
اسی دوران میں حسب درخواست لالہ رلا رام جی میں پنڈت رلا رام شاستری کو ویدک پاٹھ
شالا کے ادھیاپک پد کے لئے بہیج چکا تھا۔ ویدک آشرم تو انہیں سپرد کیا گیا اور جو لڑکے
گروکل میں داخل ہونے کے لئے آئے تھے انکے لئے لالہ رلا رام نے اپنی کوٹھی متصل

ریلوے سٹیشن کے پیچھے کچہری تحصیل کے نزدیک ایک احاطہ دار مکان کرایہ پر لیلیا تھا اور ان
لڑکوں کا ادھیاپک اور گرو پنڈت گنگا دت جی کو مقرر کردیا تھا منشی نرائن کرشن جی نے
ان دنوں صاف طور پر کہدیا کہ گروکل کیلئے گجرانوالہ ہی مستقل مقام تجویز ہوگا ایک تو اس
خبر کے سننے سے پنڈت گنگا دت جی گھبرا گئے اور دوسرا ایک اور واقع ہوا جس نے انہیں اداس
کردیا ایکدن پنڈت جی لڑکوں کو باہر لیکر گئے اتفاقاً غیر موسمی چند بوندیں پڑ گئیں زمین سے
ابخرات اٹھنے لگے جنکا بد ہی نتیجہ تھا۔ میرا چھوٹا لڑکا تین مرتبہ لڑکپن میں نمونیا کا شکار ہو چکا تھا
باعث کمزوری اسے جورالش سا ہو گیا۔ لالہ رلا رام جی نے شام کا سنان سب لڑکوں کا
حکماً بند کردیا۔ پنڈت گنگا دت جی نے استعفا دیدیا اس بنا پر کہ جبکہ اسطرح سنان صرف ایک لڑکے
کے جورالش سے پیڑت ہونے پر بند کرنا ضروری ہے ایسے نازک لڑکوں کا چارج میں نہیں
لیتا۔ لالہ رلا رام جی اسپر گھبرائے اور ایکطرف تو پنڈت دیوی دیالو جی کو روک لیا جو
کہیں سے پرچار کرکے آئے تھے۔ یا شاید بلالیا اور دوسری طرف مجھے خط لکھا کہ تمہارے چھوٹے
لڑکے کو بخار ہو گیا ہے جلد آؤ۔ میں فوراً گجرانوالہ پہونچا۔ جاکر عجیب حالت دیکھی۔ بابو کاشی رام
جی بھی موجود تھے کیونکہ انکے لڑکے بھی داخل ہو چکے تھے پنڈت گنگا دت جی کو بہتیرا
سمجھایا وہ ٹلتے نہ تھے اسوقت تک مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ پنڈت دیوی دیالو جی کو کسلئے ٹھہرایا
ہے لیکن جب علی الصباح چار بجے پنڈت دیوی دیالو جی میرے ساتھ لیکلے شوچ سنان کے
لئے دیہک آشرم سے دور چلے گئے تو وہاں انہوں نے کہا مہاراج لالہ رلا رام جی بڑے
بے پرواہ ہیں مجھے کہتے ہیں کہ تم ادھیاپکی پڑھاؤ۔ بھلا میں کیسے پڑھاؤں سوائے پنڈت
گنگا دت جی کے جب پنڈت دولت رام تک نہ پڑھا سکے تو میرا کیا قدر ہے۔ آپ ضرور بضرور
دیگر پنڈت گنگا دت جی کو رہنے پر راضی کریں"۔

پہلے دن تو میں بھی بار بار کے جھگڑے سے تنگ آکر فیصلہ کر چکا تھا کہ اب پنڈت جی کو نہ روکا
جاوے لیکن پنڈت دیوی دیالو کے کہنے اور پنڈت کاشی رام جی کے زور دینے پر مجھے پھر پنڈت
جی کو پرینا کی۔ چنانچہ لالہ رلا رام کی کوٹھی پر میں پنڈت جی اور لالہ رلا رام جمع ہوئے پنڈت
جی نے اس شرط پر رہنا قبول کیا کہ اگر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب ایک ماہ کے اندر گروکل

کے سنہر سبھا ان کا فیصلہ نکریگی یا اگر کریگی اور وہ پنڈت جی کے خیالات کے بہ خلاف ہوگا تو انکو اختیار ہوگا کہ وہ فوراً گوجرانوالہ کی گرد کل پاٹھ شالا سے علیحدہ ہو جاویں۔

ناظرین! یہ سب واقعات مد نظر رکھنے بڑے ضروری ہیں کیونکہ انکو معلوم ہوگا کہ اگر میں اپنی غیر حاضری میں لئے ہوئے روپیوں کی پڑتال نہ کر سکا تو اسکی وجہ یہ تھی کہ لالہ رلارام اپنی وقتوں میں بار بار مجھے بلاتے تھے

خیر اس فیصلہ کے بعد میں جالندھر چلا آیا اور لالہ رلارام جی نے ۹ اور ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۰ء کے لئے انترنگ سبھا کا نوٹس دیدیا اس جلسہ کی مفصل کیفیت لکھوں تو اسکے لئے تیس بتیس صفحے وقف کرنیکی ضرورت ہو اسلئے اس کارروائی میں سے چند ایک تنبا[illegible] پیش کر دیتا ہوں۔

واضح ہو کہ ۹ جون کے جلسہ میں سب سے پہلے رائے پیڑا رام صاحب نے خاص تقریر کی اور ظاہر کیا کہ اگر کوئی ایک آدمی سمجھتا ہے کہ میں روپیہ اکٹھا کر کے لایا ہوں تو وہ غلطی پر ہے یہ روپیہ ساری سبھا نے کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب طنزاً مجھپر حملے تھے چونکہ میں اس تقریر سے ان اصحاب کی مخالفت کو سمجھ لیا تھا اسلئے میں نے کوشش کی کہ دخل دینا ہی بالکل چھوڑ دوں چنانچہ سب سے پہلے رائے صاحب نے آریہ ودیا سبھا کے لئے ایک رزولیوشن پیش کیا جسپر میں نے کوئی رائے نہ دی اور وہ سبھا کے جنرل اجلاس میں پیش ہونا پاس ہوا۔ اسکے بعد میں نے لالہ رلارام سے پوچھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ میری رائے میں فی الحال گردکل گوجرانوالہ میں رہنا چاہئے میں نے انسے پوچھا کہ اپنی ضروریات بتلائیں۔ انہوں نے بتلائیں۔ انہیں میں نے حسب ذیل رزولیوشن کی شکل میں پیش کر دیا اور پنڈت رام بھجدت جی نے بہمت تائید کرائی۔

نقل تجویز۔

"(۷) مذکورہ بالا رزولیوشن دمراد رائے پیڑا رام کے ودیا سبھا والے رزولیوشن سے ہے) کے پاس ہونے پہ بہت سا بحث مباحثہ ہوا جسکے آخر پر لالہ منشی رام جی نے بتائید پنڈت رام بھجدت جی تجویز پیش کی کہ گردکل کا جمع شدہ کل سرمایہ مستقل سمجھا جاوے محض اسکے سود کو خرچ کیا جاوے

اور مستقل فنڈ سے جسقدر روپیہ سود کا حاصل ہو سکے اسمیں اسقدر
ماہوار ویدیہ پرچار فنڈ سے شامل کیا جاوے کہ کل ماہوار بجٹ ما ۱۵۰ کا
پورا ہو جاوے اور فی الحال تیس ودیارتھیوں سے زیادہ نہ لئے جاویں
اور حسب ذیل صاحبان کی سب کمیٹی مقرر کیجاوے جسکو اختیار دیا جاوے کہ
گرو کل کے قواعد اسکیم کے مطابق جسقدر آپ نیم تیار کرنے کی ضرورت
ہو طیار کر کے انترنگ سبھا میں واسطے منظوری کے پیش کرے
(۱)، لالہ رلا رام جی (۲)، رلئے پیڑا رام جی (۳)، ماسٹر شیو دیال جی
(۴)، رلئے ٹھاکر دت جی (۵)، پنڈت رام بھجدت جی۔
اور نیز لالہ رلا رام جی کو اختیار دیا جاوے کہ وہ جس آریہ سبھاسد کو مناسب
سمجھیں پورے اختیار دیکر چیف سپر نٹنڈنٹ بنا دیں۔ بہت سے مباحثے کے
بعد جلسہ برخاست ہوا اور اسپر زیادہ چارہ کرنا دوسرے دن پر رکھا گیا۔ نوٹ
ناظرین صاف دیکھیں گے کہ سب کمیٹی میں میرا نام نہیں ہے کیونکہ میں بالکل
علیحدہ رہنا چاہتا تھا۔ کارروائی انترنگ سبھا مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۰ء کل
کارروائی آخری رزولیوشن پیش کردہ لالہ منشی رام جی دوبارہ پڑھے جانے
کے بعد رلئے پیڑا رام جی کی چٹھی پڑھی گئی لالہ منشی رام جی کا پیش کردہ رزولیوشن
کثرت رائے سے گر گیا۔ لالہ منشی رام جی کی تجاویز جو درج نوٹس تھیں پڑی گئیں
(۴۸)، لالہ کاشی رام جی نے بتائید لالہ روشن لعل جی یہ تجویز پیش کی کہ گرو کل
کے اخراجات کے لئے فی الحال دو سو روپے ماہوار کا خرچ منظور کیا جاوے
جو سود کی آمدنی نکالکر باقی اصل گرو کل کے سرمایہ سے ادا کیا جاوے۔
اتفاق رائے سے یہ رزولیوشن پاس ہوا۔
(۴۹)، لالہ کاشی رام جی نے بتائید رائے پیڑا رام تجویز پیش کی کہ فی الحال ۴۰
ودیارتھی پوری فیس دینے والے پانچ رعایتی پانچ معاف داخل کئے
جاویں۔ اتفاق رائے سے یہ تجویز منظور ہوئی صرف لالہ رلا رام جی نے کوئی

رائے نہیں دی ؛

۹- لالہ منشی رام جی کی رپورٹ بابت کارروائی ڈیپوٹیشن جو ہردوار میں گرو کل کے لئے جگہہ تجویز کرنے گیا تھا پڑہی گئی اور نیز لالہ منشی رام جی کی چٹھی جسکے ساتھ انہوں نے منشی طوطارام جی کا کارڈ پردہان جی کے پاس بھیجا تھا پڑہی گئی۔ منشی طوطارام کا کارڈ بھی پڑہا گیا اور تین دیگر خطوط بھی جو کہ لالہ منشی رام جی نے بنام پردہان جی بھیجے تھے پڑہے گئے اسی مضمون کے متعلق پنڈت موہن لال جی بیرسٹرایٹ لا سہارنپور کی دو چٹھیاں بنام لالہ روشن لال جی پڑہی گئیں اور ساتھ ہی لالہ روشن لال جی اور ڈاکٹر پرمانند جی سے ہردوار ڈیپوٹیشن اور اس جگہہ کی بابت جو کنکھل کے نزدیک ہے سوالات کئے گئے اسپر لالہ رلارام جی نے بتائید لالہ کاشی رام جی یہ تجویز کی کہ گرو کل اسوقت بطور انتظام عارضی کے لاہور کے ضلع میں کھولا جاوے اور چونکہ اس معاملہ میں سنا گیا ہے کہ شریمتی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب اور نارتھ ویسٹرن پراونسز بھی گرو کل کھولنے کا وچار کر رہی ہے اور ممکن ہے کہ انکے ساتھ ہمارا ایسا اتفاق ہوجائے کہ جس سے ہم مشترکہ کام شروع کر سکیں اسواسطے پرتی ندہی سبھا مذکور سے دریافت کیا جائے کہ انکا اس معاملہ میں کیا منشا ہے انکا جواب آنے پر ہردوار میں گرو کل کھولنے کے سوال پر وچار کیا جاوے اور تبتک گرو کل کے مستقل مقام کا سوال ملتوی رہے کثرت رائے سے یہ تجویز منظور رہی ؛

لالہ رلارام جی۔ لالہ منشی رام جی۔ لالہ شیو دیال جی اور بھگت رلیا رام جی اسکے برخلاف ہے

(۱۰) لالہ رلارام جی نے بتائید لالہ کاشی رام جی یہ تجویز پیش کی کہ ہردوار میں خرید اراضی کی نسبت جو کارروائی بموجب رزولیوشن نمبر ۲۲ انترنگ سبھا منعقدہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۰ء ہو رہی ہے وہ تا آخیر فیصلہ رزولیوشن بالا ملتوی رکھی جاوے۔ یہ تجویز خود ان صاحبان نے ڈاکٹر پرمانند جی کے یقین دلانے پر

کہ خرید اراضی کے متعلق ہرگز جلدی نہ کیجاویگی واپس لے لی۔

(۱۵) لالہ روشن لال جی نے بتائید لالہ کاشی رام جی تجویز پیش کی کہ مندرجہ ذیل اصحاب کی اپ سبھا گردکل کے انتظام کیلئے مقرر کیجاوے اور اس اپ سبھا کو اختیار دیا جاوے کہ بھگت رمل داس جی کو چیف سپرنٹنڈنٹ کرنیکا پربندھ کرے۔

لالہ روشن لعل جی۔ ڈاکٹر پرمانند جی ماسٹر شیو دیال جی۔ لالہ گیانچند جی۔ لالہ بیبڑا رام جی۔ لالہ بدری داس جی ایم اے۔ لالہ جیونداس جی۔ لالہ گیانچند جی نے بتائید ڈاکٹر پرمانند جی یہ تجویز پیش کی کہ مندرجہ بالا فہرست میں لالہ منشی رام جی اور لالہ رلا رام جی کا نام بھی درج کیا جاوے کثرت رائے سے یہ ترمیم پاس ہوئی

لالہ روشن لال جی اور ڈاکٹر پرمانند جی نے اپنی چٹھی متعلقہ نظر ثانی رزولیوشن نمبر ۱۲ پاس کردہ انترنگ سبھا منعقدہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء واپس لے لی۔

(۱۶) مذکورہ بالا تین رزولیوشنوں کی نسبت چند ممبران نے بہت نارضامندی ظاہر کی آخرکار بہت سے بحث مباحثہ کے بعد پنڈت رام بھجدت نے بتائید لالہ کاشی رام جی یہ تجویز پیش کی کہ جب شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اور ٹرسٹیز کا جواب آجاوے تو چاہے وہ شامل ہوں یا نہ بہرحال ہردوار میں گردکل قائم کیا جائے اور مذکورہ بالا سب کمیٹی اور جو جگہہ عارضی طور پر تجویز ہوئی ہے وہ صرف تبتک کیلئے سمجھی جاوے۔ پردھان نے بدیں وجہ کہ یہ ایک نیا رزولیوشن جسکا نوٹس ہونا لازمی ہے یہ رزولیوشن (۹۴) کی ترمیم ہوسکتی تھی ایسا نہیں ہوا اسلئے یہ بالکل ایک نیا رزولیوشن ہے اسکو بے ضابطہ قرار دیا مگر کثرت رائے ممبران نے پردھان کی رائے کو منظور نہیں کیا۔ اسواسطے یہ رزولیوشن پیش ہوکر بحث شروع ہوئی دوران بحث میں لالہ کاشی رام و دیگر دو صاحبان نے ووٹ رائے جلدی لینے کیلئے کہا اسپر پردھان نے دریافت کیا کہ آیا اسکو بغیر کافی بحث کے پاس کرنیکا ارادہ ہے پردھان سے کافی بحث کے معنی دریافت کئے گئے اور اسپر کچھ بحث ہونے کے بعد پردھان نے یہ نوٹ درج کردیا کہ یہ رزولیوشن بہت بحث طلب ہے اور اسمیں

ایسے امور شامل ہیں جنپر مجوزہ گرو کل کی کامیابی اور ناکامیابی کا انحصار ہے اور چونکہ اب سات گھنٹے تک کام کرنے کے بعد وقت کافی آج اسکی بحث کرنے کے لیے نہیں رہا اور چونکہ پنڈت منشی رام جی نے اس سوال کے تمام پہلوؤں پر بحث کرنے پر اپنا ارادہ ظاہر کیا ہے لیکن رخصت نہ ہونیکی باعث کل وہ یہاں نہیں ٹھہر سکتے اسواسطے نہایت ضروری ہے کہ یہ مباحثہ کسی اور مناسب موقعہ کیلیے ملتوی کیا جاوے اور وہ ملتوی موقعہ حتی الامکان بہت جلد آنا چاہیے اسواسطے جلسہ برخاست ہونیکی تجویز پیش کی جاتی ہے اس تجویز کی مخالفت نہ ہونے کی وجہ سے جلسہ برخاست ہوا۔"

یہ کارروائی کسی حاشیہ کی محتاج نہیں۔ لالہ رلارام جی نے انترنگ سبھا کا یہ فیصلہ کہ گرو کل لاہور میں تبدیل ہو پنڈت گنگا دت جی پر ظاہر نہ کیا لیکن اس فیصلہ کا جو اثر ہوا وہ حسب ذیل خطوط سے ظاہر ہے جو میں نے ۱۴ جون ۱۹۰۰ء کو لکھے۔

بخدمت مہاشے منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب لاہور۔ پیارے بھائی! انترنگ سبھا کے گذشتہ اجلاس میں اس عارضی کمیٹی کا ممبر بنایا گیا تھا جو گرو کل کا لاہور میں انتظام کرنے کی خاطر بنائی گئی ہے گو ان اصحاب کے لئے میرے دل میں بڑی عزت ہے جو کہ اسکے ذریعہ سے منیجر بنائے گئے ہیں لیکن میں دیانتداری سے اس کمیٹی کا ممبر نہیں رہ سکتا کیونکہ اپنے پبلک لکچروں میں تعلیمی انسٹیٹیوشنوں کے لاہور جیسے شہروں جگہوں میں قیام کے برخلاف بڑی سختی سے بول چکا ہوں پس اس سب کمیٹی سے میرا نام خارج کر دیجیے میں یہ بھی صاف ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ میرا یہ عمل مخالفانہ نہ سمجھا جاوے کیونکہ جبکہ ایک ایسا معاملہ کثرت رائے سے پاس ہو گیا جسکا سدھانتوں سے کوئی تعلق نہیں تو میں نے اس رزولیوشن کے برخلاف منہ بند رکھنا ہمیشہ سے اپنا فرض سمجھا ہوا ہے۔"

"آپکا بھائی منشی رام"

چونکہ میں نے رائے پیرا رام صاحب کے عمل سے دیکھ لیا تھا کہ وے بھی میری سبھا وغیرہ میں
موجودگی کو باعث فساد سمجھتے ہیں اس لئے ساتھ ہی حسب ذیل استعفٰے بھی بھیج دیا تھا کیونکہ اخبار
میں نوٹس دے دیا تھا کہ صبح اُمید کی باقی جلدیں بھی جلد نکالونگا +

وسجالندھر شہر ۱۴ جون سنہ ۱۹۰۰ء پیارے بھائی نمستے - چونکہ میں نے پرتگیا کی ہے
کہ چند مفید تصانیف متعلق ویدک دھرم کے جلد ختم کروں - اس لئے میں
نے ارادہ کرلیا ہے کہ آئندہ میں بارہ ماہ تک جالندھر سے باہر نہ جاؤنگا
پس میں انترنگ سبھا کے جلسوں میں باقی سال تک شریک نہیں ہوسکونگا
اس لئے میں انترنگ سبھا کی ممبری سے استعفٰی دیتا ہوں تاکہ میری جگہ کوئی
اور آریہ بھائی مقرر ہوسکیں جو سبھا کے جلسوں میں حاضر ہوسکیں
آپ کا بھائی - منشی رام "

اس کا جواب سبھا کے اپ منتری نے حسب ذیل دیا :-

" از دفتر آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور ۱۹۹۷ع مورخہ ۱۶ جون سنہ ۱۹۰۰ء
شریمان مانیہ ور مہاشہ جی نمستے :-
آپ کا انترنگ سبھا کی سبھاسدی کا پد پری تیاگ پتر عدد ۲۳ مورخہ ۱۴ جون
سنہ ۱۹۰۰ء ہستگت ہوا - اُتر میں شریمان منتری جی کی آگیا انوسار نویدن
ہے کہ آپ اُکت پد کا تیاگ نہ کریں "

اس معاملہ کو یہیں چھوڑ کر اب پھر لالہ رلا رام کی طرف رجوع ہوتا ہوں اسی
۱۴ جون سنہ ۱۹۰۰ء کو میں نے لالہ رلا رام جی کو بحیثیت ادھشٹھاتا گروکل پاٹھشالہ
حسب ذیل خط لکھا :-

جالندھر شہر ۱۴ جون سنہ ۱۹۰۰ء عدد ۲۳

مانیہ ور مہاشہ رلا رام جی نمستے -

" چونکہ انترنگ سبھا منعقدہ ۹ و ۱۰ جون کی کارروائی کو دیکھ کر اب نتیجہ
نہیں ہوسکتا کہ گروکل کم از کم کب تک کسی مستقل مقام پر کھلیگا اور میرے

میرے لڑکوں کی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اگر اس وقت سے ہی
اعلےٰ سنسکار پڑنے شروع نہ ہوئے تو احتمال ہے کہ وہ نہ صرف
یہی کہ اپنے ہی سنسکار نہ درست کر سکیں گے بلکہ دوسرے کم عمر
بچوں کے سنسکاروں پر شاید اُن کا اثر خراب پڑے اسلئے میں
اُن کا اپنے پاس سے علیحدہ رکھنا مناسب نہیں سمجھتا پس آپکی
سیوا میں یہ پتر بھیجکر نویدن کرتا ہوں آپ اُن کے خرچ کا حساب لغایت
۱۸ جون سنہ ۱۹۰۰ع بھیجدیجئے تاکہ وہاں کسی معتبر آدمی کو یہاں سے ۱۸ کی شام کو بھیجدیا
وہ جہاں حساب بیباق کر آویگا ہرشچندر اور اندرچندر کو اپنے ہمراہ جالندھر لے آویگا
میں اشارہ کر چکا ہوں اور آگے مفصل ذکر آ دیگا کہ رائے بہادر
کی پریرنا پر میں نے لالہ رلا رام کی کل خط و کتابت بلغایت اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۰ع
جلادی تھی۔ اتفاقاً چند میرے خطوط جنکی نقول میں نے رجسٹر میں کر لی تھیں
بچ گئے باقی سب جلائے گئے۔ انہیں میں وہ خط بھی جلایا گیا جو لالہ رلا رام
نے اس خط کے جواب میں لکھا تھا۔ اس کا بھاؤ کیا ہوگا وہ میرے جوابی خط
سے ظاہر ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ جون کے خط کے بعد میں نے ایک کارڈ بھیج
دیا تھا کہ لڑکوں کو ابھی نہ بھیجیں۔ اُس کے بعد جب پنڈت گنگا دت جی کو سبھا
کے فیصلہ کا حال لالہ رلا رام جی نے نہ بتلایا تو وہ ضروری رخصت حاصل کرکے
میرے پاس آئے یہاں حال معلوم ہونے پر پنڈت جی نے استعفیٰ لکھ کر
بھیجدیا دوسری طرف لالہ رلا رام کا خط آیا کہ پنڈت کو سمجھا دو۔ کہ اگر
حکم کی تعمیل پوری کرنے کا ارادہ نہ ہو تو نہ آوے ساتھ ہی یہ بھی لکھا
کہ اگر انترنگ سبھا بیہودہ پن سے لاہور وغیرہ کے رزولیوشن پاس
کرتی ہے تو میں تھوڑا ہی اُسے بیہودہ پن کرنے دونگا۔ اس خط کا جواب
میں حسب ذیل دیا:۔

"جالندھر شہر۔ ۱۹ جون سنہ ۱۹۰۰ع پیارے بھائی

سُنتے۔ میں نے آپ کا ۱۸ جون کا خط آپ کی ہدایت کے مطابق کلھم پڑھ کر پنڈت گنگا دت جی کو معہ اس کا ترجمہ دیش بھاشا میں سُنا دیا +

(۲) اپنے خط مورخہ ۱۴ جون سنہ ۱۹۰۰ء میں آپ کو میں نے لکھا تھا۔ کہ میرے لڑکوں کو واپس بھیجدیں لیکن مزید غور پر میں نے فی الحال اُنہیں گوجرانوالہ میں چھوڑنا مناسب سمجھا تھا اور اس مضمون کا پوسٹ کارڈ بھی آپ کو بھیجدیا تھا۔ لیکن جو خط کہ مجھے آج ملا ہے وہ میرے لیئے کوئی اور چال نہیں چھوڑتا۔ یہ اب نشچت ہے +

(۱) کہ پنڈت گنگا دت جی لڑکوں کا چارج چھوڑتے ہیں +

(۲) کہ پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اطمینان کے ساتھ نہیں بتلا سکتے کہ گروکل کب کھلیگا اور :-

(۳) بحیثیت پردھان آپ اُس ہر تحریک کا سخت مقابلہ کریں گے جسے آپ نامعقول اور جلدباز سمجھیں گے ان حالات میں فی الحال میں اپنے آپ کو سب سے بہتر پکا آچاریہ اپنے لڑکوں کا سمجھتا ہوں۔ اور آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے لڑکوں کو اس خط کے پہنچتے ہی بھیج دیجیئے ""

اس خط کے پہنچنے پر میرے لڑکے واپس چلے آئے اور میں ابھی ان کا کچھ انتظام ہی کرنا چاہتا تھا کہ رہتیہ شدھی کے باعث سکھوں سے کشمکش شروع ہوئی کس طرح پرچارک تین نمبر رک رہے۔ کس طرح پر بھائی لکھمن سنگھ کا مضمون لبرٹی Dangera head نکلا کس طرح اُسپر ٹربیون نے حاشیہ چڑھایا۔ کس طرح اس کی عبارت کی نسبت

غلط فہمی ہو کر مجھے زخمی سمجھا گیا۔ کس طرح تاروں اور خطوں
کے ڈھیر لگے اور کس طرح پر چارک کے تینتوں نمبروں کے
لکھنے میں میرے تئیں دن اور رات لگے۔ یہہ بذاتہٖ خود
ایک دلچسپ کہانی ہے۔ جس کے بیان کرنے کے لیے یہاں
جگہہ نہیں۔ ان بواعثات سے میں اپنے جج کے کاروبار کی طرف
پھر رجوع نہ ہو سکا!!

اس قدر اور عرض کر دوں کہ ہردوار سے مئی کے درمیانی حصہ
میں واپس آکر دوستوں کی پریرنا سے ایک مرتبہ پھر وکالت کا کام شروع
کیا۔ لیکن دس دنوں کے بعد ہی سب نسلیں واپس کرکے پھر آزاد ہو گیا
اس موقعہ پر میجر بریڈشا صاحب ڈپٹی کمشنر نے کسقدر کوشش مجھے ہمیشہ
وکالت قائم رکھنے کے لیے کی اس سے جالندھر کے وکلا اور دیگر معززین
بخوبی واقف ہیں۔ خیر۔ یہہ بھی ضروری جملہ معترضہ تھا +

میں اپنے لڑکوں کو واپس منگا چکا تھا اور اپنے گھر کے کاموں کو درست
کرنے اور اپنے غیر حاضری کے حساب کی پڑتال کے لئے طیار تھا کہ بہت سے
بھائیوں نے مجھ سے پھر درخواست کی کہ اگر میری رائے میں گروکل کے
مستقل طور پر کھلنے کا کوئی انتظام ہو سکے تو میں اپنی تجویز پیش کروں اس وقت
تلاش سے مجھے وہ خط نہیں ملتا۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے وہ خط لالہ خوشی
رام جی نے منتری سبھا سے لکھوایا تھا۔ اُس خط کے آنے پر میں نے کچھ تجاویز
بھیجی تھیں۔ اُن کی نقل بھی مجھے نہیں ملی پس میں ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کی کارروائی
کی نقل اسجگہ درج کر دیتا ہوں:۔

کارروائی انترنگ سبھا منعقدہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

"لالہ رلا رام پردھان کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے لالہ
خوشی رام جی اُپ پردھان اس جلسہ کے میر مجلس قرار پائے۔

(۵۳) رزولیوشن ہائے ۴۹ لغایت ۵۲ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۰ء
پڑھے گئے۔ جن میں سے رزولیوشن ۵۲ مجوزہ پنڈت رام
بھجدت جی جو پچھلے جلسہ میں پیش ہو کر بلا فیصلہ ہی رہ گیا تھا۔
نیز چٹھی لالہ رلا رام جی مورخہ ۲۸ ماہ حال باظہار وجہ غیر حاضری
اور رائے نسبت امور متعلقہ گروکل زیر بحث جلسہ ہذا پڑھی گئی
سکرٹری نے بیان کیا کہ شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پشچم اوتر
دیش کو چٹھی پچھلے جلسہ کے رزولیوشن (۴۹) کے مطابق
لکھی گئی تھی۔ اس کا جواب اب تک کوئی نہیں آیا سکرٹری نے
یہ بھی بیان کیا کہ جو رزولیوشن ۴۹ الف مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۰ء
ضلع لاہور میں عارضی گروکل کھولنے کے بارہ میں پاس ہوا تھا
اس پر کئی وجوہات سے اب تک عمل درآمد نہیں ہوا اس کے
بعد تجاویز ذیل پیش ہو کر منظور ہوئیں۔

(اول) چونکہ گروکل کا کام شروع کرنے کے لئے کافی سرمایہ جمع
ہو چکا ہے۔ اس لئے اب گروکل کھولا جاوے اور اس کے بہت
جلد کوئی مناسب جگہ ہردوار کے متصل برلب دریائے گنگ تلاش
کر کے خریدی جاوے۔ اتفاق رائے سے یہ تجویز منظور ہوئی

دوم۔ لالہ منشی رام جی گروکل کے ادھشٹھاتا مقرر کئے جاویں
اور ان کو اختیار دیا جاوے کہ:۔

(۱) دس ہزار روپیہ تک گروکل فنڈ سے خرچ کر کے کوئی
جگہ مناسب خرید کر ضروری مکانات تعمیر کرائیں۔

(۲) رزولیوشن ۴۸ و ۴۹ مورخہ ۱۰ جون کے مطابق ادھیاپک
اور دیگر ملازمان کے تقرر کا بندوبست کر کے گروکل کا کام
جاری کریں + (۳) آچاریہ کے لئے کوئی یوگیہ ودوان تجویز

کر کے سبھا کی منظوری کے لیئے رپورٹ کریں - اور ساتھ ہی
رہم، گروکل کی کارروائی کے قواعد کا مسودہ طیار کر کے پیش
کریں یہ تجویز بھی اتفاق رائے سے منظور ہوئی +

سیوم گروکل کے ادھشٹھاتا کا تقرر آنریری سمجھا جائے -
مگر اُن کے ضروری اخراجات گروکل فنڈ سے دے جاویں "+

اس کے بعد دہلی میں بھارت دھرم مہامنڈل کا جلسہ تھا سبھا کے
منتری مہاشے کی پریرنا سے میں شائد ۴ یا ۵ اگست کو دہلی پہنچا - اور ۱۴
اگست تک برابر ویاکھیانوں اور شاستر ارتھ کے لیئے چیلنج وغیرہ کا انتظام کرتا
رہا - اگست کے تیسرے ہفتہ میں ایک طرف بے حساب فہمی کے لیئے کوشش شروع
کرنے لگا تھا - کہ پھر لالہ رلارام اور رائے پیڑا رام کی سخت مخالفت کا پتہ لگا میں
روزمرہ کے جھگڑوں سے تنگ آگیا تھا - چنانچہ میں نے مفصل حالات مخالفت
کے درج کر کے لالہ شیو دیال جی منتری کے پاس بھیج دیئے - اور ساتھ ہی
نہ صرف گروکل کھولنے کے کام اور ادھشٹھاتا پد سے ہی سبکدوشی چاہی بلکہ
آریہ پرتی ندھی سبھا کی ممبری سے بھی استعفےٰ داخل کر دیا چونکہ صاف تحریر سے
کام لیا گیا تھا اس لیئے لالہ رلارام جی کے سارے عملوں سے یہ نتیجہ نکالا گیا - کہ
وہ ایک پارٹی کھڑی کرنا چاہتے ہیں اور اس لیئے میں آریہ سماج میں پارٹی ٹیڑھ
پھیلنے کا ایک نیا ذریعہ نہیں بننا چاہتا - اُن دنوں لالہ رلارام جی بیمار تھے اور
علاج کے لیئے گجرات رائے پیڑا رام جی کے پاس ٹھیرے ہوئے تھے -
معلوم ہوتا ہے کہ اُن دنوں لالہ رلارام کو تپ محرقہ تھا - رائے پیڑا رام اُن
کی ڈاک کھولتے تھے - رائے صاحب نے میرا استعفےٰ پڑھ کر مجھے خط لکھا
اُنہوں نے لکھا کہ اگر اتفاق سے لالہ رلارام کے ہاتھ میں میرا خط پڑ جاتا تو نا معلوم
اُس کے صدمہ سے اُن کی کیا حالت ہوتی - مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ لالہ رلارام جی
اسقدر سخت بیمار ہیں کیونکہ میں دہلی پرچار میں مشغول تھا رائے صاحب کا خط

ایک دردناک اپیل کی شکل میں تھا۔ میں نے پڑھتے ہی شوک ظاہر کیا اور اُن کو لکھ دیا کہ میرا استعفے واپس کردیں میں اُسے جلا دونگا۔ اور اُن کے خطوط میں نے اُنہیں واپس کرنے کو کہا۔ رائے صاحب نے میرا استعفے اور دوسرا خط بجنسہ واپس کرکے لکھ دیا کہ اُن کے خطوط بھی میں ہی جلا دوں مجھ پر اس واقعہ کا ایسا اثر ہوا کہ میں نے نہ صرف اپنا استعفے اور خط اور رائے پیڑا رام صاحب کے خط ہی جلا دئے بلکہ لالہ رلارام جی کے جسقدر خطوط ایسے ملے جو شاید اس وقت اصل معاملہ پر بہت زیادہ روشنی ڈالتے سب جلا دیئے +

اسطرح پر میں نے دو بار۔ اور بھی خاص انسٹیٹیوشنوں کے متعلق خط وکتابت کو رقت انگیز اپیلوں پر جلا دیا تھا +

رائے صاحب نے لکھا تھا کہ میں حسب الحکم انترنگ سبھا گروکل کے لئے جگہ تلاش کرنے میں مصروف ہو جاؤں ورنہ لالہ رلارام جی کی بدنامی ہوگی کہ اُنہوں نے گروکل کے کام میں رخنہ ڈالا ہے۔ پس میں نے حسب مشورہ رائے صاحب مرحوم اپنے لڑکوں کو معہ دو اور لڑکوں کے پنڈت گنگا دت جی کے ساتھ کنکھل کو روانہ کردیا۔ اور خود تلاش جگہ سمت کے شروع میں ہردوار جا پہونچا +

ہردوار میں جو کوششیں تلاش مکان کے لیئے ہوئیں۔ اُن کا مفصل ذکر لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ اس عرصہ میں لالہ رلارام جی ناراض ہوگئے تھے۔ ایک مکان کا معہ زمین متعلقہ کے سودا ہوگیا تھا۔ روپیہ کی ضرورت تھی میں نے منتری جی کو تار دی وہاں سے جواب آیا کہ پردہان جی کا حکم ہے کہ سبھا کا رزولیوشن ہمیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ ہم آپ کو پیشگی روپیہ دیں۔ اگر آپ جگہہ خرید کر بل باضابطہ پیش کرینگے۔ تو پاس ہو سکتا ہے۔ امر صاف ہے کہ ہردوار میں میرے پاس ۳۵۰۰ روپیہ نہ تھا کہ میں جگہہ خرید کر قبالہ بطور voucher کے بھیج سکتا۔ اب میری آنکھیں کھلیں اور مجھے معلوم ہوا کہ رائے پیڑا رام جی کا خواہ کچھ ہی خیال ہو اور میں خواہ کسی سبز باغ میں

گھوم رہا ہوں۔ لیکن لالہ رلا رام جی بیماری کے بستر سے بھی وہی لالہ رلارام اٹھے
ہیں۔ میں نے افسوس کیا کہ میں کیوں جھگڑے میں پھنسا چنانچہ اصل وجہ کو چھپا کر
عادت کے برخلاف) اور مفصل حالات اصلی سے گریز کر کے میں نے رپورٹ کر دی
جگہ نہیں ملتی سبھا انتظام کر لیویں اور اسکے بعد جو کارروائی سبھا میں ہوئی اسکا ذکر حسب موقع آئیگا۔

اعتراض لیکن راقم جب صحت یاب ہو کر اور اسکے بعد ارادہ کر لیا
کہ سبھا کے کسی جلسہ میں شریک نہ ہوں گا۔ گو جب انوالہ میں
واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اس عرصہ میں لالہ منشی رام جی کی طرف سے
یہ انوکھی تجویز پیش ہوئی ہے کہ اُن کا مکان جالندھر والا آشری ستی
آریہ پرتی ندھی سبھا بعوض اپنے روپیہ گروی رکھ لے۔

۱۴۔ مجھے یہ معلوم کر کے کہ لالہ منشی رام جی اپنا مکان روپیہ
کے عوض رہن کرنا چاہتے ہیں۔ سخت حیرانی ہوئی۔ میرا حافظہ اگر
مجھے غلطی میں نہ ڈالتا۔ تو مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ لالہ منشی رام
جی نے سبھا کے سکرٹری کو لکھا تھا۔ کہ بعوض روپیہ کے لینے
اپنا مکان سبھا کے پاس رہن کر دیا ہے۔ میں چونکہ بیمار تھا اور
کاغذات میں نے نہیں دیکھے تھے۔ اس لئے ان الفاظ کی
نسبت کہ میں نے اپنا مکان سبھا کے پاس گروی کر دیا ہے۔
اپنے حافظہ سے کام لیتا ہوں۔ مگر اس امر کی نسبت کہ لالہ منشی رام
جی کی طرف سے مکان گروی کر دینے کی تجویز پیش ہوئی۔ بعض
موجودہ تحریروں سے بھی تصدیق ہو رہی ہے۔ میں نے ۲۳
ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو ایک خط لالہ منشی رام کو لکھا جس میں ایک تو
اُن کے مکان کے گرو کرنے کی نسبت ذکر تھا۔ اور دوسرا اختلاف
کی نسبت جو پنڈت گنگا دت کی شرارت وغیرہ کے متعلق میرے اور
لالہ منشی رام کے باہم تھے اور اس کی نقل میں نے احتیاطاً اپنے پاس

رکھ لی تھی۔ اُس چٹھی کے پہلے حصہ کا ترجمہ انگریزی سے اردو میں کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے :-

از مقام گوجرانوالہ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۰ء

ڈیئر لالہ منشی رام جی۔

میں آپ کو خوشی سے اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میں گوجرانوالہ میں واپس آگیا ہوں۔ اور پریزیڈنٹ کے فرائض کو ادا کرنا شروع کر دیا ہے میں تندرست ہوں۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو دماغی کام کے دباؤ سے پرہیز کرنا چاہتا ہوں۔ دو امر ہیں جن کے متعلق میں آپ کو لکھنا چاہتا ہوں۔ پہلا معاملہ روپیہ کا ہے۔ آپ کی یہہ تجویز کہ میرا مکان گرو کر لیا جائے منظور نہیں کی جا سکتی۔ اس سے چاروں طرف بے اعتباری پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ ہمارا سب اعتبار اُٹھ جائے گا۔ اس بارہ میں رائے پیڑا رام جی نے بھی آپ کو لکھا ہے۔ اُن کا خط میں نے نہیں دیکھا۔ لیکن مجھ کو انہوں نے بتلا دیا ہے سو اس میں اُن سے متفق ہوں +

میں نے اس موقعہ پر ایک چٹھی رائے پیڑا رام صاحب کو بھی لکھی تھی جسکے ساتھ ایک نقل خط مذکور الصدر موسومہ لالہ منشی رام جی کی بھی روانہ کی گئی تھی۔ اور حالات کی پیچیدگی کو ظاہر کر کے اُن سے التجا کی گئی تھی۔ کہ ڈیرہ اسمعیل خان سے واپس آنے پر اس بارہ میں وہ بھی گوجرانوالہ میں آ کر وچار کریں +

رائے پیڑا رام جی نے میری تحریر کا جواب اپنی چٹھی مورخہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء کے ذریعہ سے میرے پاس مقام ڈیرہ اسمعیل خان سے بھیجا تھا۔ کہ جس کا کسیقدر انتخاب ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے :-

"میں دیکھتا ہوں کہ انترنگ سبھا میں کوئی ایسا نہیں ہے جو یہ کہنے کا حوصلہ کرے کہ روپیہ کا معاملہ فوراً طے ہونا چاہیئے۔ نتیجہ اُس کا چاہے کچھ ہی ہو۔ لیکن جب اد سمجھتا یہ ہے کہ تمہاری خالی دھمکیاں کس مصرف کی ہیں تم اپنا قطع تعلق کر سکتے ہو۔ لیکن اس سے جو تھوڑی بہت روک لوگوں پر ہے وہ بھی جاتی رہے گی۔ × × × "

× × × × × × ×

رہا یہ سمجھ کہ لالہ منشی رام جی نے سبھا کے پاس اپنا مکان گروی کیا ہے اگر اُنہوں نے بلا مرضی سبھا کے ایسا کیا ہے تو میں صرف یہی کہہ سکوں گا۔ کہ وہ نہایت اندھا دھند کارروائی کرنے والے ہو گئے ہیں۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کا اعتبار اُٹھ جائیگا۔ اگر سبھا روپیہ کی وصولی کے لیئے کوئی قطعی فیصلہ کرنے والی کارروائی نہ کرے شاید لالہ منشی رام جی کی مراد یہ ہے کہ اُنہوں نے یہ رہن زبانی طور پر کیا ہے ٭

القصہ رہن کی تجویز آخر کار ترک کرنی پڑی اور لالہ منشی رام جی کو اصرار کے ساتھ لکھا گیا کہ وہ روپیہ کے واپس دینے کا بندوبست کریں ٭

چونکہ مجھ کو اس روپیہ کی وصولی میں سخت تکلیف اور دقت کا سامنا رہتا تھا۔ اس لئے میں نے پھر مناسب مشورہ رائے صاحب سے طلب کیا۔ رائے صاحب نے اپنی چٹھی مورخہ ۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کے ذریعہ سے مجھ کو صلاح دی کہ :-

"تم دیگر اختلافات کو بالکل ایک طرف رکھو۔ البتہ روپیہ کے معاملہ پر جس طرح پر کہ تم مناسب سمجھتے ہو زور دو۔ یہ تمہارا ایک فرض ہے۔ جو تم کو ادا کرنا چاہیئے۔ اس میں ہیں دست

اندازی نہیں کرتا"*

اسی چٹھی مورخہ ۱۸۔اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء میں یہ بھی مجھ کو لکھا کہ:۔

"درباقی جملہ اختلافات چھوڑ دو × × × × × × × صرف روپیہ کے معاملہ کو ہاتھ میں لو۔اور اس پر بہت زور دو کہ لالہ منشی رام جی روپیہ فوراً ادا کریں + × × × ×"

میں نے بھی اُن کے مشورہ سے اتفاق کر کے ایسا ہی کیا اس عرصہ میں لالہ منشی رام بہ سبب نہ ملنے کسی زمین وغیرہ کے ہر دوار سے ناکامیاب واپس آئے جس کا ذکر اُنہوں نے اخبار ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۱۲۔اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء میں کیا تھا*

جواب لالہ رلارام کے اس بیان کی تردید کے لئے کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں تمہید تو یوں شروع کرتے ہیں کہ منشی رام نے سبھا کے سکرٹری کو لکھا تھا کہ میں نے روپیہ کے عوض مکان رہن کر دیا ہے۔لیکن ساتھ ہی فرماتے ہیں۔کہ چونکہ انہوں نے کاغذات خود بوجہ اپنی بیماری کے نہیں دیکھے تھے اس لئے اس بارے میں وہ اپنے حافظہ سے کام لے رہے ہیں اور اسی حافظہ سے کام لے کر ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو میرے نام ایک خط بھیجنا بیان کرتے ہیں۔جسے اس واقع کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔اگر یہہ مان بھی لیا جاوے۔کہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء کا خط لکھتے وقت انہوں نے حافظہ سے کام لیا تو کیسا تعجب ہے کہ انہوں نے اُس کے بعد بھی کبھی منتری جی سے اصل کاغذ کے دیکھنے کی کوشش نہ کی۔جب لالہ رلارام جی نے اس قدر احتیاط کی کہ میرے نام بھیجے ہوئے خط کی نقل سنہ ۱۹۰۵ء کے درمیانی حصہ میں پیش کرنے کے لئے رکھ لی۔تو باوجود ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے لے کر برابر اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء تک پر وہاں بنے رہنے کے اُنہوں نے کیوں اُس کاغذ کی نقل حاصل نہ کی پھر اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء سے ۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۵ء تک برابر رائے ٹھاکر دت جی پردہان رہے اور اُس وقت لالہ رلارام نے ان چٹھیات کی طیاری

بھی شروع کر دی تھی۔ اگر دفتر سبھا میں کوئی ایسا کاغذ تھا تو کیوں نہ اُس وقت اُس کی نقل لے کر اپنے پاس رکھ لی۔ یا اصل کاغذ ہی تمثیل دوسرے کاغذات کے کیوں نہ اپنے پاس رکھ لیا ؛

خیر یہ تو ایسے سوالات ہیں جو لالہ صاحب کی تمہید پڑھنے پر ہی منصف مزاج آدمی کے دل میں اُٹھیں گے۔ لیکن جو کچھ آپ نے تمہید میں لکھا اس کا جواب تو آپ کے ۲۳ ستمبر والے خط سے ہی (اگر اس خط کو فرضی نہ سمجھا جائے کیونکہ مجھے یاد نہیں کہ آپ کا ایسا کوئی خط میرے پاس پہنچا ہو) مکمنڈن ہو جاتا ہے وہاں آپ میرے مکان کے رہن کو نامناسب بتلانے کے بعد لکھتے ہیں " اس بارہ میں رائے بیڑا رام جی نے بھی آپ کو لکھا ہے۔ اُن کا خط میں نے نہیں دیکھا لیکن جس کو اُنہوں نے بتلا دیا ہے۔ اور میں اُن سے متفق ہوں " اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خبر آپ کو سبھا کے منتری سے نہیں لگی۔ بلکہ آپ کو میرے مکان رہن کرنے کا معاملہ رائے بیڑا رام جی نے بتلایا تھا۔ اور آپ نے مجھے وہی الفاظ لکھے جو حسب بیان آپ کے رائے بیڑا رام صاحب مجھے لکھ چکے تھے آپ فرماتے ہیں کہ میرے نام کے خط کی ایک نقل آپ نے رائے صاحب کو بھی بھیج دی تھی۔ اور اس کا جواب بقول آپ کے رائے صاحب نے ۲۸ ستمبر ۱۹۰۱ء کو لکھا تھا۔ اب اس خط کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ رائے صاحب لکھتے ہیں:

" . . . . رہا یہ معمہ کہ لالہ منشی رام جی نے سبھا کے پاس اپنا مکان گروی کیا ہے۔ اگر انہوں نے بلا مرضی سبھا کے ایسا کیا ہے وغیرہ . . . . . . "

کیا اس عبارت سے صاف ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ رائے صاحب کو اس رہن وغیرہ کو واقعہ کی خبر بھی نہیں اور کہ اُنہیں یہ قصہ محض لالہ رلا رام کے کسی خط سے معلوم ہوا۔ پیارے ناظرین! منتری سبھا کے نام کا کوئی کاغذ پیش نہیں کیا گیا۔ لالہ رلا رام کا خط ظاہر کرتا ہے کہ اُنہوں نے منتری سے نہیں بلکہ رائے بیڑا رام سے رہن کے معاملہ کو سنا۔ رائے صاحب کے خط کے تعجب انگیز لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہیں لالہ

رلارام کے خط جانے پر اس قصّہ کی خبر ہوئی - پس اب آپ لوگ خود فیصلہ کر لیں کہ یہہ قصہ کس دماغ سے نکلا ؞

اس کے آگے جو کسیقدر اقتباس رائے پیڑارام صاحب کے خطوط سے پیش کئے گئے ہیں - اُن سے کیا معلوم ہوتا ہے ؟ اگر لالہ رلارام جی پورے خطوط کی نقل پیش کر دیتے - تو شاید معاملہ صاف ہو جاتا - ورنہ ان اقتباسوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے - کہ اصل شکایت لالہ رلارام کی گروکل وغیرہ کی بابت تھی - جن کی نسبت شاید رائے صاحب نے اور کچھ لکھا ہوگا - جو لالہ رلارام جی ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے - بہرصورت جب تک رائے صاحب کے خطوط میں سے چند ایک الفاظ ہی پبلک کے روبرو ہیں - تب تک پتہ نہیں لگ سکتا - کہ رائے صاحب نے کیا لکھا اور کیا رائے دی ؞

اعتراض :-

اقتباس اخبار سنیہ دھرم پرچارک مورخہ ۱۲ - اکتوبر ۱۹۰۰ء

میں ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے ۲۷ ستمبر تک ہردوار کی طرف گوروکل کی عمارت کے لئے جگہ تلاش کرنے کی غرض سے گیا ہوا تھا - باوجود سخت کوشش کے کوئی بھی حسب ضرورت جگہہ گوروکل کے لئے ہردوار میں نہیں ملی مفصّل رپورٹ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے منتری مہاشہ کی خدمت میں بھیجدی ہے اس میں شبہ نہیں کہ ہردوار کے پاس جگہہ ملنے سے بہت فائدے زمانہ مستقبل میں ہونے کی اُمید تھی - لیکن وِدیارتھیوں کے صحت اور اُن کے اختلاف کو محض گنگا جل کی خوبی پر قربان کرنا مناسب نہ سمجھ کر ؛ میں نے رپورٹ کر دی ہے کہ گروکل کے لئے پنجاب میں کوئی صحت مند اور عمدہ جگہہ تلاش کی جائے ؞

اس کے ساتھ ہی سبھا کو لالہ منشی رام جی نے یہ بھی لکھ دیا تھا
"کہ آئندہ وہ گوروکل میں کام نہیں کر سکیں گے"۔

(نوٹ ۔ چنانچہ اپنا پریس ملازمان کی صحت درست
نہ رہنے کی وجہ سے آخر کار جالندھر میں تبدیل کیا موضع
کانگڑی کے ساکنان کی جسمانی حالت بھی اسی بات کی تائید
کرتی ہے")

جواب ۔ اوپر کے اقتباس اور عبارت سے یہ ظاہر کرنے کی منشا
ہے کہ جس ہردوار کی آب و ہوا کو اُس وقت میں نے خراب سمجھا تھا
اُسی جگہ پر اب گرد کل قائم ہے ۔ گویا گروکل کی آب و ہوا بڑی خراب
ہے ۔ اب میں ناظرین کی توجہ اپنی اس اخباری تحریر کی طرف کھینچتا ہوں
جو کہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو ہردوار کے قرب و جوار میں جگہوں کے
ملاحظہ کے بعد درج کی تھی ۔ وہاں ہردوار کے آس پاس کی جگہوں کو
خراب لکھا تھا ۔ لیکن جس میدان میں اب گروکل کا قیام ہے اس کی بڑی
تعریف کی تھی ۔ میرا مطمع خاص ہردوار میں تھا ۔ جہاں کی آب و ہوا برسات
میں خصوصاً بوجہ کثرت آمد جاتریوں کے خراب رہتی ہے ۔ واضح ہو کہ
روپیہ میں نے ولسن کی کوٹھی کی خریداری کے لئے سبھا کے منتری جی سے
مانگا تھا ۔ لیکن قبل روپیہ کا جواب آنے کے ہی بوجہ خرابی قرب و جوار کے
اور ایک اور وگھن پڑنے کے (جس کی تشریح کی ضرورت نہیں) میں
اُس کی خریداری کا ارادہ چھوڑ چکا تھا ۔ اس وقت منشی امن سنگھ
جی کا خاص تیسرا خط میرے پاس پہنچا تھا جس میں اُنہوں نے استدعا
کی تھی ۔ کہ میں ایک مرتبہ آنجن کے جنگل کو خود دیکھ جاؤں ۔ میں اُس جنگل
کو دیکھنے کے لئے طیار ہی تھا ۔ کہ منتری جی کا روپیہ کے بارے میں صاف
جواب آیا اُس وقت (جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں) میری آنکھیں کھلیں ۔

اور اس خوف سے مبادا اصل حال کھلنے پر یا ظاہر کرنے پر آریہ بھائیوں
میں زیادہ کھلبلی مچے اور لالہ رلارام جی زیادہ تر دکھی ہوں اور ایک
نئی پارٹی کی بنیاد کھڑی ہو جاوے۔ میں نے کمال بزدلی سے اصل حالات
کو چھپا کر رپورٹ کردی جس کا پھل بھوگنا میرے لئے آوشیک تھا +

اعتراض:-

۱۴- اس پر اب قرضہ کا معاملہ پھر تھوڑا تھوڑا باہر نکلنے لگا
اور ممبران انترنگ سبھا کو بھی خیال ہوا کہ روپیہ ضرور وصول
ہونا چاہیئے - اور قیاس ہوتا ہے کہ رائے پیڑا رام جی نے
اس معاملہ کو بمقام کرنال رائے ٹھاکر دت جی کے پاس لکھ
کر بھیجا نیز لالہ چھجو رام صاحب نے کرنال کے سماجک
بھائیوں کو جتلایا کہ سبھا کا بہت سا روپیہ لالہ منشی رام جی
کے ذمے ہے رائے ٹھاکر دت جی کو یہ سنکر بہت رنج
ہوا۔ چونکہ وہ لالہ منشی رام جی کو سماج کا ہتیشی جانتے
تھے۔ اس لئے اس کوشش کے درپے ہوئے۔ کہ کسی
طرح روپیہ بہم پہنچا کر جو قرضہ لالہ منشی رام جی کے ذمہ
ہے۔ اُس کو اُتارا جائے عام طور پر اس وقت یہ پایا جاتا
تھا۔ کہ قریباً دس ہزار روپیہ قرضہ سبھا کا لالہ منشی رام
جی کے ذمہ ہے۔ پس رائے صاحب موصوف نے ایک ہزار
روپیہ اپنے ذمہ لیا اور ایک ایک ہزار روپیہ رائے گنیش
رام صاحب اور لالہ چھجو رام صاحب کو دینے کی ترغیب دی
اور باقی روپیہ بہم پہنچانے کی فکر میں ہوئے۔ اور لالہ چھجو
رام جی کو جالندھر بھیجا کہ وہ لالہ منشی رام جی سے قرضہ کی
صحیح تعداد دریافت کریں۔ پھر اس کے بعد ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

لاہور سماج کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر رائے صاحب اور
لالہ رام کشن صاحب اور دیگر ممبران انترنگ سبھا لالہ
کا منشی رام جی وید کے مکان پر ایک پرائیویٹ میٹنگ میں
شامل ہوئے۔ اس میٹنگ میں لالہ چھجو رام جی نے یہ ظاہر
کیا کہ لالہ منشی رام جی کے ذمے اٹھارہ بیس ہزار روپیہ
کے درمیان قرضہ ہے۔ پندرہ ہزار روپیہ پرتی ندھی سبھا
کا ہے۔ اور باقی دیگر لوگوں کا اس میں تجویز ٹھہری کہ اس
قرضہ کے اتروانے کے لئے روپیہ کا بندوبست کرنا
ضروری ہے۔ اور لالہ منشی رام جی سے کہا گیا۔ کہ جو روپیہ
پرتی ندھی سبھا کا ان کے ذمہ ہے۔ اس کی مفصل فہرست
بنا کر سبھا کے دفتر میں چھوٹی چھوٹی رقمیں جن کا
میزان قریب ایک ہزار بنتا ہے۔ وہ تو فوراً ادا ہو
جانی چاہئیں۔ اور باقی دو بڑی بڑی رقموں کے دو پرامیسری
نوٹ لالہ منشی رام جی لکھ کر دے دیں چنانچہ لالہ منشی رام
جی نے ۲۰ دسمبر ۱۸۹۶ء کو [illegible] (۳۳۹۹) کا ایک
پرامیسری نوٹ معہ تفصیل قرضہ کے میرے پاس لکھ کر بھیج دیا
اور چھوٹی چھوٹی رقموں کی ایک فہرست جو ایک ہزار کی تعداد
تک پہنچتی ہے۔ سیکرٹری سبھا کے پاس بھیج دی۔ (مفصل ذکر
مد نمبر ۲ و ۳ میں آئے گا) علاوہ اس کے ۳۰ اکتوبر
۱۸۹۰ء والا سابقہ پرامیسری نوٹ از سر نو لکھ
دیا جس کی میزان اس وقت دس ہزار
سے قدرے کم تھی اور ظاہرا معلوم ہوتا
تھا کہ معاملہ اس طرح طے ہو جائیگا۔"

جواب - ہر دوار سے واپس آنے پر میری اور میرے کاموں کی کیا حالت تھی ذیل کے اقتباس سے ظاہر ہوگا جو لالہ رلارام کو خود بخود درج کر دینا چاہیے تھا

از پرچارک ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء

"(۲) گروکل کے ستھان کی تلاش میں مجھے ان دنوں ڈیرہ دون وغیرہ بھی جانا پڑا تھا۔ اس سفر میں مجھے تجربہ ہو گیا کہ میری صحت اب کچھ عرصہ تک سفر کی تکلیف برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے اسلئے آریہ بھائیوں سے نویدن ہے کہ مجھے جالندھر سے باہر بلانے کے لئے نہ لکھا کریں۔ نیز میں ان پُستکوں کو ختم کرنا چاہتا ہوں جنکو لکھنا شروع کر دیا ہے اسلئے جبتک کہ وہ ختم نہ ہو جاویں تبتک بھی جالندھر سے باہر جانے سے میرا سخت نقصان ہوگا۔

(۳) میری غیر حاضری میں ایک کاتب کا لڑکا مر گیا وہ چلا گیا۔ پھر دوسرا کاتب بھی (خود) ہیضہ کی نذر ہو گیا۔ پہلا کاتب ابتک واپس نہیں آیا۔ ان حالات میں اخبار مجبوراً رُکا پڑا رہا اُمید ہے کہ اس مرتبہ کی بے قاعدگی کو خریداران پھر معاف فرما دیں گے۔ . . . . . ."

ایک طرف پریس کی درستی میں لگا اور دوسری طرف حساب کو درست کرنے کی طرف رجوع ہوا۔ چونکہ بہت سا حصہ حساب فہمی کا میرا نج کا معاملہ ہے اور اسمیں دیگر بے تعلق بھائیوں کے نام آسکتے ہیں اسلئے اسکے مفصل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن میںنے اپنے گذشتہ مہینوں اور اخبارات وغیرہ اور خطوط کی پڑتال سے ان روپیوں کا پتا لگایا جو میرے بعد آئے تھے۔ تب ٹھیک طور پر معلوم ہوا کہ میری غیر حاضری میں بے حساب روپیہ خرچ ہو گیا خیر اپنے گھر کا معاملہ تو گھر کے ساتھ تھا مگر چونکہ ہمیشہ سے میرے مطبع کی معرفت آریہ پرش مختلف فنڈوں کو دہن بھیجتے رہے ہیں اسلئے مجھے اپنا نقصان بالکل بھول گیا اور میںنے اُن رقوم

کی پڑتال شروع کی جو مختلف فنڈوں کے لئے مطبع کی معرفت آئیں چنانچہ جملہ رقوم کی ایک فہرست بناکر میں نے منتری جی کے پاس بھیجی تاکہ وہ اپنے رجسٹروں سے ملاکر دیکھ سکیں کہ کونسی رقم انکو پہونچ چکی ہے اور کونسی رقم نہیں پہونچی۔ اس فہرست کی ایک نقل مینے بھی اپنے پاس رکھلی تھی۔

ایک فہرست انہیں بھیجی اور دوسری فہرست کنیا مہاودیالے اور کنیا آشرم کے خزانچی کے پاس بھیجی اور خود اپنے نقصان کے دریافت اور اسکے انتظام میں لگ گیا۔ اسی عرصہ میں جالندہر کے بھائیوں کی درخواست پر جالندہر میں کچھ لکچر دئے اور سبھا کے کاموں میں دخل دینے کا بالکل ارادہ چھوڑ دیا تھا جس کا ثبوت اس سے بھی ملسکتا ہے کہ لالہ دیوراج جی کی درخواست پر مینے کنیا مہاودیالے کا مینیجر بننا سویکار کرلیا تھا۔ چنانچہ ۲ نومبر ۱۹۰۰ء کے پرچارک میں لکھا ہے۔

"گو میں اسوقت اس قسم کے تحریری کاموں میں مشغول ہوں کہ ایک پل بھی دوسرے کاموں کے لئے دینا ناممکن سا ہو رہا ہے تاہم چونکہ میرے بھائی لالہ دیوراج جی کنیا مہاودیالے کے کچھ حصہ سے سبکدوشی حاصل کرکے کسیقدر آرام کرنا چاہتے تھے اسلئے کچھ عرصہ کے لئے کنیا مہاودیالے کی مینیجری کا کام مینے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔۔۔ ۔۔۔۔"

اس وقت میں سچ امید کے باقی حصوں۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے ہندی ترجمے اور رشی جیون آدرش کی طیاری کے مدت سے وعدہ کی ہوئی تصانیف میں مشغول ہو رہا تھا۔

اب قبل اسکے کہ میں آگے چلوں سبھا کی کارروائی کے اقتباس سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ لالہ رلارام جی نے میرے قطع تعلق کرنیکا کیا

کیا فائدہ اُٹھایا۔ اور کسطرح اُنکی منہ مانگی مراد نہیں ملگئی اور کہ اُس
منہ مانگی مراد دلوانے والا میں ہی تھا۔

منتخب از کارروائی انترنگ سبھا منعقدہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء

(۳٦٦) گروکل فنڈ کے فراہم ہونے کے بعد جو کارروائی آجتک دوبارہ
تلاش مکان مقام ہردوار ہوئی ہے اور اسمیں جو جو دقتیں پیش آئی
ہیں اُن کی اطلاع آریہ پبلک کو دیجاوے اور ان سے نویدن کیا جاوے
کہ اگر وہ بمقام ہردوار یا کسی اور جگہہ کوئی مناسب مکان گروکل کے لئے
بہم پہونچانے کا انتظام کر سکتے ہیں تو سبھا کو اطلاع دیں اور چونکہ کئی
خطوط پر جوش آریہ بھائیوں کے آئے ہیں جنہیں وہ اپنی خدمات گروکل
کے متعلق ارپن کرنا چاہتے ہیں اسلئے بطور پبلک نوٹس کے آریہ بھائیوں
کی خدمت میں التماس کیجاوے کہ جو جو اصحاب گروکل کے لئے اپنی خدمت
ارپن کرنا چاہتے ہوں وہ سکرٹری سبھا کو اطلاع دیں۔

کثرت رائے سے یہ رزولیوشن قرار پایا کہ آریہ سماجوں کے منتری مہاشیوں
کو اس امر کی مفصل اطلاع دیجاوے اور مختصر اور مناسب حالات آریہ پتر کا
اور ستیہ دہرم پرچارک میں شائع کئے جاویں۔

(۳٦۴) لالہ منشی رام جی کی چٹھی پڑھ کر سنائی گئی جسکا مضمون یہ ہے کہ
جبتک مستقل جگہہ کا فیصلہ نہ ہو اسوقت تک گروکل باقاعدہ ابھی سے
گوجرانوالہ میں کھل جانا چاہیئے یعنی جو لڑکے اسوقت گوجرانوالہ پاٹھشالہ میں پڑھتے
ہیں اُنکے لیئے استادوں کا انتظام کرکے باقاعدہ پڑھائی شروع کیجاوے
غرضیکہ گوجرانوالہ ایک عارضی مقام سمجھا جاوے اور مستقل مقام تجویز ہونے
پر پاٹھشالہ وہاں مستقل کیجاوے۔

اسپر نسچہ ہوا کہ بالفعل آئندہ انترنگ سبھا کا جلسہ بتاریخ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء
بمقام گوجرانوالہ ہو تاکہ ممبران سبھا موجودہ پاٹھشالہ کو دیکھ بھال کر فیصلہ کر

سکیں کہ آیا گجرانوالہ کی موجودہ پاٹھ شالا میں گرو کل کی سکیم کے مطابق پڑھائی کا انتظام کیا جا سکتا ہے یا نہیں ۔"

اسکے بعد گجرانوالہ میں انترنگ سبھا ہوئی اور گروکل کی پڑھائی پنڈت وشنومتر جی کو ادھیاپک بنا کر باقاعدہ شروع ہو گئی میں تو سمجھا تھا کہ لالہ رلارام جی اب شانت ہو جائیں گے اور سمجھ لیں گے کہ گروکل انہیں کے سپرد رہیگا لیکن لفظ "عارضی" سے وہ آخر کار ناراض ہو گئے اور انہیں شک ہوا کہ میں پھر انکے قبضہ سے گروکل کو نکالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ادھر لالہ رلارام جی کے من کی یہ حالت تھی اور ادھر میں فہرست کل رقوم کی منتری جی کے پاس بھیج چکا تھا۔ لاہور آریہ سماج کا جلسہ بھی نزدیک تھا کہ لالہ جھورام میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ رائے ٹھاکر دت اور کرنال آریہ سماج کے خاص خاص ممبروں نے بڑی ہمدردی سے انہیں میرے پاس بھیجا ہے جو گفتگو اسوقت انہوں نے کی جسطرح میری تعریف کی اور جو کچھ اظہار رائے کیا اُسکو لکھتے ہوئے بھی مجھے شرم آتی ہے آخر کار انہوں نے رائے صاحب کا منشا یہہ ظاہر کیا کہ چونکہ مینے آریہ سماج کی خدمت میں اپنے آپ کو برباد کر لیا ہے اسلیئے وہ چاہتے ہیں کہ میں سود وغیرہ سے بالکل سرخرو ہو جاؤں جسقدر ذمہ داری میری ہو وہ بلا سود دینے کو طیار ہیں۔ مینے اُنسے سارا حال بیان کر دیا اور صاف کہدیا کہ رائے صاحب کی ہمدردی کا مشکور ہوں لیکن میں سمجھتا ہے روپیہ کے لیئے تو خاص کوشش آتی ہے اگر بڑی اور اُمید ہے کہ وہ خاص کوشش کرنے پر وصول ہو جائے گا اور میں بھی اپنا سارا انتظام چھ ماہ تک کر لونگا۔ بس آپ لوگ کچھ فکر نہ کریں جو ذمہ واریاں میری غلطی سے پڑی ہیں اُنکا بوجھ مجھے ہی برداشت کرنا چاہیئے اسکے بعد آریہ پرتی ندھی کے جلسہ سے کچھ دنوں پہلے ڈاکٹر پرمانند جی

شائد ہندو ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ یا کانگریس کیلئے کام کرنے کے واسطے جالندھر
تشریف لائے انہوں نے مجھ سے تخلیہ میں بات کی اور بتلایا کہ لالہ رلارام
نے پرتی ندہی سبھا میں آریہ دیا سبھا کا سوال رکھا ہے انکو خوف ہے
کہ آپ اس جلسہ میں پھر گروکل کے پردوار کھلنے پر زور دینگے اور اسلئے
وہ اسوقت [illegible] کی طیاری کر رہے ہیں انہوں نے یہ بھی
کہا کہ انکی صلاح میں میرا سالانہ جلسہ میں نہ شامل ہونا ہی اچھا ہے
مینے صاف الفاظ میں کہدیا کہ میرا ارادہ پہلے سے ہی لاہور جانیکا نہیں
چنانچہ میں نہ تو لاہور آریہ سماج کے جلسہ پر ہی شامل ہوا اور نہ ہی آریہ
پرتی ندہی سبھا کے جلسہ میں گیا۔ لالہ رلارام جی پھر پردھان بنائے گئے
اور حسب دلخواہ کام کرنے لگے۔

لاہور سے واپس ہوتے ہوئے رائے ٹھاکر دت جی بڑی ہمدردی
کے اظہار سے میرے یہاں اُترے مینے جو فہرست منتری جی کو بھیجی
تھی اسکی رکھی ہوئی نقل رائے صاحب کے حوالہ کردی اور اُنہیں کہدیا کہ
میں مدد تو کسی سے ایک کوڑی کی نہ لونگا لیکن اگر لالہ رلارام کو وہ
جون سنہ ١٩٠١ء تک تقاضا سے روکدیں تو مشکور ہونگا۔ چنانچہ انترنگ سبھا
میں رزولیوشن پاس ہوا کہ ٣٠ رجون سنہ ١٩٠١ء تک وہ روپیہ جو میری
معرفت قرض پر دیا ہوا ہے۔ اگر وصول نہ ہو تو اسکے بعد یہ سوال سبھا کے روبرو
پیش ہو۔

سبھا کا روپیہ دینے کا میں بندوبست کر رہا تھا جسکے بعد مطبع کا سارا کام بند کرنا پڑتا اسپر رائے
صاحب نے مجھے صلاح دی کہ میں سبھا کے روپیوں کی ایک فہرست لکھکر داخل کردوں
جسمیں سولی رقموں کو جمع کرکے ایک پرونوٹ لکھدوں تاکہ مجھے ادائیگی میں سہولیت
اور خود اپنے مطبع وغیرہ کا کام باقاعدہ کرکے جلد روپیہ صاف کردوں۔ پس فہرست وہ لے
گئے اور کچھ پنسل سے جوڑ جاڑ کرنے کے بعد میرے پاس واپس بھیجدی اور مینے اسکے

مطابق بڑی رقموں کا تو ایک پرونوٹ ۴۳۹۹ روپیہ لکھدیا اور باقی چھوٹی رقموں
کی فہرست علیحدہ لکھکر منشی جی کو بھیجدیا جنکی تعداد کل ۵ — ۲ — ۱۹۳ تھی نہ کہ ایکہزار روپیہ
جیسا کہ لالہ رلارام نے بیان کیا ہے ان کل رقوم کا روپیہ معہ ۱ — ۱۵ — ۱۶۴ بابت
قیمت سوانحعمری شری سوامی دیانندجی مہاراج جو میرے مطبع سے برائے فروخت
لی تھیں ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو ادا کر دیا یہ فہرست معہ رسید و دستخطی لالہ شیو دیال جی
منتری سبھا میرے پاس موجود ہے۔
پرونوٹ لالہ رلارام جی نے اپنے پاس منگوایا تھا اور یہ سارا معاملہ شاید اسوقت
میرے برخلاف ایک خاص طور کی شہادت پیدا کرنے کے لئے ہی کیا گیا تھا۔
اس جگہہ گویا لالہ رلارام کے الزام ۳ کا جواب بھی لکھا گیا۔ یہ رقوم وہ تھیں جو
وقتاً فوقتاً میرے مطبع میں آتی رہیں آنکے ساتھ ہی خاص حساب مطبع کا تھی تعلق میرے
بل سبھا کے نام تھے نہ صرف خرچ کے ہی بل بلکہ دہلی دربار پر چار کے لئے جو ٹریکٹ
چھپوا کر تقسیم کئے تھے ان سب کے بل میری سبھا سے واجب الادا تھے اسکے سوا
جو اخراجات مینے ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں واسطے تلاش مکان گروکل کئے تھے ان سب
کے بل بھی قابل ادا تھے۔ یہ باعث تھا کہ مینے یہ رقوم ادا نہیں کی تھیں حساب
ہونے پر رقوم ادا کی گئیں۔ پس فرد الزامات کی مد ۳ جسکی تشریح لالہ رلارام نے
نہیں کی اور شاید نیتاً اسکو شبہہ میں چھوڑا ناظرین کے لیے صاف ہو گئی۔ باقی رقوم
مندرجہ پرونوٹ بابت ۴۳۹۹ روپیہ کی نسبت اسوقت جواب دونگا جب انکے متعلق
لالہ رلارام کی خاص تحریر زیر غور ہوگی۔
اس جگہہ لالہ رلارام نے ایک اور غلطی کی ہے جو شاید سہواً ہوئی ہو۔
سنہ ۱۹۰۰ء کے خاتمہ پر کوئی پرونوٹ بدلا نہیں گیا بلکہ وہی ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء والا
پرونوٹ قائم تھا کیونکہ جب مینے روپیہ ادا کیا تو اسی پرونوٹ پر اسکی رسید اصل اور
سود کی لالہ شیودیال جی منتری نے دی تھی جو میرے پاس موجود ہے اور مینے آریہ
پرتی ندہی سبھا پنجاب کے اجلاس مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۵ء میں بھی اس رسید کو

کو معہ دیگر کاغذات کے جنکا حوالہ دے آیا ہوں اور آگے دونگا پڑھکر سنا دیا تھا۔
باقی رہا لالہ صاحب کا لالہ کاشی رام دیو کے مکان پر کنفرنس کرنا اور میرے معاملات
پر خود بخود وچار کرنا۔ اس بات سے مجھے بالکل آگاہی نہیں کیونکہ میں لاہور میں موجود نہ تھا۔

اعتراض ۱۳ "مگر ہماری بدقسمتی سے لالہ منشی رام جی کی صاف گوئی (جوکہ درحقیقت بیجا پردہ گوئی اور بعض حالتوں میں دروغگوئی بھی ہوئی ہے) دفعتاً اس بنے بنائے کام کو بگاڑ دیا۔ اسکا وقوعہ اس طرح پیر ہوا کہ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء بڑے دن کی تعطیلوں میں لاہور میں کانگریس کا اجلاس تھا۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کا بھی خاص اجلاس بھی ان دنوں میں بلایا گیا تھا۔ اسمیں لالہ ہنسراج صاحب دت جی اور لالہ منشی رام جی دونوں شامل ہوئے تھے۔ چونکہ لالہ منشی رام جی نے اس سے پہلے ظاہر کیا تھا کہ میں گروکل کے لئے اب کام نہیں کر سکتا۔ اسلئے اس سبھا کی میٹنگ میں بعض ممبروں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ لالہ منشی رام جی کیوں گروکل کا کام نہیں کرتے اسکے جواب میں لالہ رام کشن جی نے کہا کہ لالہ منشی رام جی کے گھر کے معاملات بہت پیچیدہ ہو گئے ہیں اسلئے وہ انکی درستی کے لئے سارا وقت اسی میں لگانا چاہتے ہیں مگر لالہ منشی رام جی کے بھگت خاصکر لالہ وزیر چند جی وِدیارتھی بار بار اٹھکر یہی کہتے تھے کہ کیوں لالہ منشی رام جی اپنے مونہہ سے نہیں بتلاتے کہ انہوں نے کسلئے گروکل کا کام چھوڑ دیا ہے۔ نہ معلوم اس بار بار کے سوال کی تہ میں کیا بھید یا کونسا من سمجھوتا یا سوال کرنے والوں کی فضول گوئی وغیرہ تھی کہ لالہ منشی رام جی نے یکبارگی کھڑے ہو کر ایک عجیب ثبوت اپنی صاف گوئی کا دیا اور قرضہ کے معاملہ کو وہیں لاکر ڈالدیا جبکہ وہ لالہ صاحب کی دست اندازی سے پہلے تھا یعنی لالہ منشی رام جی نے بجائے اسکے کہ صاف طور پر اپنے مقروض ہونیکا عذر پیش کرتے اور کہتے کہ چونکہ

میں اپنے قرضہ کا بندوبست کرنا چاہتا ہوں اسلئے اور کوئی کام نہیں کرسکتا
ایک لمبی چوڑی تقریر کے ذریعہ سے یہ جتلایا کہ لوگ میرے راستے میں رکاوٹیں
ڈالتے ہیں۔ اسلئے میں گروکل کا کام نہیں کرسکتا وہ قرضہ وغیرہ کے
معاملہ کو اس موقعہ پر بالکل ہی نظر انداز کر گئے شائد مدعایہ ہو کہ باہر کے
لوگوں پر انکا مقروض ہونا بالخصوص سبھا کے روپیہ کا انکے تصرف میں
آیا ہوا ہونا ظاہر نہو۔ چونکہ انکی تقریر واقعات کے صریحًا برخلاف اور باہر
سے آئے ہوئے پرتی ندھیوں کو دھوکے میں ڈالنے والی تھی اسلئے
رائے ٹھاکردت جی لالہ صاحب کی اس بناوٹ سے یا انکے اس مبہم
سے ایسے ناخوش ہوئے کہ میٹنگ سے اٹھکر چلے گئے اور اس کل انتظام
سے جو کہ انہوں نے کیا تھا دست بردار ہوگئے۔
اب اوستھا اور بھی نازک ہوگئی وجہ یہ کہ لالہ منشی رام جی کو اور ادھکاریان
سبھا کو اس سے پہلے ہی سخت تکلیف کا سامنا تھا کہ ادہر تو قرضہ کا انترنگ
سبھا کی طرف سے تقاضا اور ادہر اتنی بڑی رقم کا ان سے کوئی انتظام
نہ ہوسکنا ایک بڑی بھاری مشکلات کی صورت تھی جسکو وجود میں لانے
ڈالے خود لالہ صاحب ہی تھے"

جواب۔ اوپر کی عبارت کو اگر مختصر کیا جاوے تو مطلب یہ ہے کہ رائے ٹھاکردت نے
روپیہ کی ادائیگی اپنے ذمہ لی تھی اور کہ میں اور رائے ٹھاکردت دونوں اکٹھے اس
جلسہ سبھا میں شریک ہوئے جو دسمبر ۱۹۰۶ء میں بلایا گیا تھا۔ میں اس سے پہلے گروکل
کے لئے کام کرنے سے انکار کر چکا تھا لیکن اس جلسہ میں مینے بجائے اسکے کہ کام کرنے
کی وجہ مقروضیت وغیرہ تبلاتا مینے کہدیا کہ میرے راستہ میں رکاوٹیں ڈالی جاتی
ہیں اسکو لالہ رلا رام نے تو میری پیچیدہ گوئی اور دروغگوئی سمجہا اور رائے ٹھاکردت صاحب
نے دہوکہ سمجہا اور اسلئے رائے ٹھاکردت صاحب نے باوجودیکہ اس سے پیشتر اقرار صالح
کر چکے تھے کہ روپیہ کے وہ ذمہ دار ہونگے اپنی ذمہ داری سے صاف انکار کردیا۔ اور

ردیپوں کا معاملہ نازک اور زیادہ تر پیچیدہ ہو گیا۔

جواباً گزارش ہے کہ نہ کبھی لالہ صاحب نے مجھے یہ بتلایا کہ وہ میری ذمہ واریوں
کے لئے خود ذمہ وار بنتے ہیں اور نہ ہی دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کے جلسہ کے بعد مجھے تقریری
یا تحریری طور پہ یہ اطلاع دی کہ اس ذمہ واری سے "جسکا مجھے علم بھی نہ تھا" وہ کسی خاص
وجہ پر سبکدوش ہو گئے ہیں لیکن اصل حالات میں درج کر دیتا ہوں۔

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ لالہ ٹھاکر دت جی کے کہنے پہ میں نے ۴۴۹۹ روپیہ
کا پرو نوٹ لکھکر بھیجا تھا وہ پرو نوٹ مورخہ ۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کا تھا۔ اس پرو نوٹ
کے پہونچنے پہ لالہ شیودیال جی نے باقی چھوٹی رقوم کی نسبت ایک فہرست بنا کر بھیجدی
تھی جنکی میزان کل ۔ ۲ ۔ ۱۹۲۴ تھی میں یہ بھی ظاہر کر چکا ہوں کہ ۲۴ مارچ
سنہ ۱۹۰۱ء کو یہ روپیہ معہ ۔ ۱۵ ۔ ۱۶۴ بابت قیمت سوانحعمری شری سوامی
دیانند جی جو میرے مطبع نے سبھا سے خرید کی تھیں ادا کر دیا تھا اس خط و کتابت
کے بعد جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں آریہ سماج کو اس پارٹی سپرٹ سے بچانے کیلئے جبکی
دبکی لالہ رلا رام جی دیتے تھے میں نے گروکل کی نسبت سوچنے تک کا خیال چھوڑ دیا
اور تصانیف کے کام میں مشغول ہو گیا تھا۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں لاہور کانگریس کا جلسہ
تھا۔ اسیوقت سوشیل کانفرنس کا بھی جلسہ ہونیوالا تھا۔ مسٹر موزندار مسٹر رچی
رام وغیرہ کے خطوط تاکیدی آئے کہ میں ضرور آؤں کیونکہ رہتیوں کی شدہی پہ سکھوں
میں شور برپا ہو رہا تھا اور سوشیل کانفرنس کے حامی اس سوال پہ بولنے والا مجھے
ہی موزوں سمجھتے تھے۔ میں نے صاف جواب دیدیا تھا کہ لاہور دسمبر کے آخری ہفتہ
میں نہ جاؤنگا۔ تب بمبئی یہ خبر پہونچنے پہ سورگباشی مسٹر راناڈے نے مجھے خط لکھا تھا
جسمیں اپنی بیماری کا حال لکھکر اور اسلئے اپنے آنیکی مجبوری ظاہر کر کے مجھے اپیل
تھی کہ میں ضرور لاہور جاؤں کیونکہ میں نے مسٹر چنداوارکر اور مسٹر گوکھلے کو کہدیا ہے کہ
"آپ سے انکو کانفرنس کی کامیابی کے لئے پوری مدد ملیگی" میں اسپر بھی طیار نہ ہوا۔
وجہ کیا تھی؟ اول تو میں بار بار اقرار کر چکا تھا کہ میں اپنی وعدہ کردہ تصانیف کو اب

مکمل کر دونگا۔ دوم ایک دلبش بھگت نے مجھے شوشیل ریفارم کے گیارہ مضامین پر گیارہ ناول لکھنے کے لیئے پریرت کیا تھا۔ شرط یہ تھی کہ فی ناول اڑھائی سو صفحوں کے قریب ہو انکا حق کاپی رائٹ میرا ہو اور میرے محرک کا اُسکے منافع سے کچھ واسطہ نہ ہو اور وہ ہر ایک ناول کی طیاری پر مجھے یا لصد روپیہ نقد دیدیا کریں گے ہیں چونکہ وکالت کا کام ہمیشہ کے لیئے ترک کر چکا تھا اور ادہر آریہ سماج میں پارٹی سپرٹ کا غبار کبھی بھیانک نظر آتا تھا اسلیئے ان کاموں کو ہاتھ میں لے لیا تھا اور سب سے پہلے رشی جیون آدرش کو ختم کرنیکا ارادہ کیا۔ رشی دیانند کے جیون کے حالات کو مختصراً بیان کر کے چھاپ چکا تھا محض بھومکا باقی رہگئی تھی جو کل کتاب کی جان ہونی تھی۔ مینے اسکے لیئے دماغ صاف کیا اور کتابوں کا مطالعہ کر اور انمیں نشان لگا کر اسکے لکھنے کی پوری طیاری کر لی اور پورا نشچہ کر لیا کہ جب جالندہر والے بھائی جلسوں میں شرکت کے لئے لاہور جاویں گے اسی وقت اسکی لکھائی شروع کر دونگا۔

یہہ حالات تھے جبکہ ۲۱ یا ۲۲ دسمبر کو رائے ٹھاکر دت صاحب لاہور جاتے ہوئے اپنے پریوار دہرم پتنی لڑکیوں سمیت ہمکے میرے پاس ٹھہرے۔ شاید دو دن قیام کیا اور مجھے لاہور چلنے کے لیئے کہا۔ رائے صاحب نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ لالہ رلارام سے میری سا ماجک معاملات میں صفائی ہو جاوے تو بہتر ہے۔ مینے رائے صاحب سے اپنے سب راستے بیان کیئے اور کہدیا کہ جب میرا دل صاف ہے تو لالہ رلارام کا دل خود بخود صاف ہو جاویگا۔ رائے صاحب نے میری رائے سے اتفاق کیا اور چلے گئے۔

اب میں "رشی جیون آدرش" کی بھومکا لکھنے بیٹھا اور ابھی دو دن تک چار جاگے لکھکر تقریباً پچاس صفحے فولسکیپ کاغذوں کے طیار کیئے تھے کہ میرے نام ایک ضروری رجسٹرڈ ہنگامی تار آیا جسکا مضمون تھا "فوراً چلے آؤ ضروری کام ہے"۔ بھیجنے والے کا نام رلارام درج تھا۔ سبھا کا ایک اجلاس بھی بلایا گیا تھا جو ۲۵ اور ۲۶ دسمبر کے لیئے مقرر تھا تار ۲۷ کی صبح کو پہونچی۔ پہلے تو میں تار کو ردی میں پھینکنے لگا لیکن پھر خیال آیا کہ سبھا کا جلسہ تو ہو ہی چکا ہوگا۔ تار میں نام صرف "رلارام" ہے اگر سبھا کی طرف سے

ہوئی تو منسٹری کے دستخط ہونے تھے شاید اسلئے صاحب نے لالہ رلارام کو رپورٹ کیا ہے
کہ وہ خود مجھسے صفائی کرا لیں اپنے کام کو وہیں رکھدیا اور میں لاہور چلا گیا۔
(واضح ہو کہ رشی جیون آدرش کی بھومکا کے ۵۰ صفحے بھی کانگڑی میں جب اُن
چھپروں میں آگ لگی جنمیں میری لڑکیاں رہتی تھیں تو جل گئے تھے۔)
لیکن لاہور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ میری طلبی معہ دیگر ممبران سبھا کے اسلئے ہوئی ہے
کہ جلسہ سبھا کا ۲۷ کے لئے ملتوی کیا گیا ہے تاکہ خاص کورم حاصل کیا جاوے خاص
کورم کی اسلئے ضرورت تھی کہ لالہ رلارام جی سبھا کا ایک قاعدہ بدلنا چاہتے تھے۔ جب
۲۷ کی رات کو اجلاس جمع ہوا تو سب سے پہلے شمار ممبران ہونے لگا ۳/۴ ممبران کی
موجودگی پائی گئی اور کارروائی شروع کی گئی۔ میں چپ چاپ بیٹھا رہا لیکن جب لالہ
رلارام نے اپنی تجویز پڑھی تو میںنے سبھا کی قواعد کی کتاب نکالکر آنکو دکھلا دیا کہ جن
قواعد کی رو سے رجسٹری ہوئی ہے اُنکے بدلنے کا اختیار اس جلسہ کو ہوسکتا ہے جسمیں
۳/۴ ممبران شامل ہوں۔ میرا کہنا ہی تھا کہ سناٹا پڑ گیا۔ میںنے یہ رائے کسی خاص مخالفت
کی غرض سے پیش نہیں کی تھی۔ میرا مطلب صرف یہہ تھا کہ ایک رجسٹری شدہ جماعت
جسکی بڑی محنت اور مخالفت کے بعد میںنے ہی رجسٹری کرائی تھی از سر نو نہ ٹوٹ جاوے۔
لالہ رلارام جی پر میرے اس عذر کا جو اثر پڑا تھا وہ اُسوقت کے حاضرین بخوبی جانتے ہیں
اسکے بعد لالہ رلارام جی نے کہا کہ اچھا معمولی جلسہ شروع کیا جاوے اور گروکل کے
نیم پیش ہوں۔
اب قبل اسکے کہ میں اسدن کی کارروائی کا ذکر کروں اسقدر جتلانا ضروری ہے کہ
گروکل کے قواعد انترنگ سبھا نے بنائے تھے۔ وہ واسطے منظوری کے سبھا کے روبرو
پیش ہونے تھے میرے آنے سے پیشتر لالہ رلارام جی نے رائے ٹھاکردت جی کی مدد سے
اول بارہ قواعد میں ترمیمیں کرا چھوڑی تھیں اُسی سلسلہ میں ۲۷ دسمبر ۱۹۰۰ء کے
اجلاس میں پہلا رزولیوشن حسب ذیل پیش ہوا
"رائے ٹھاکردت کی تجویز اور لالہ جیونداس جی کی تائید کہ بجائے قاعدہ

۱۳ کے حسب ذیل الفاظ قایم کیے جاویں۔"

"اغراض تعلیم کے لیے کتب۔ سامان تحریر۔ آلات۔ کتب خانہ۔ نقشے اور متعلقہ سامان ضروری وغیرہ۔ ایک ادبھت آلہ۔ ایک ودیالیہ شالا اور دوسرا ضروری سامان انسٹیٹیوشن کے خرچ پر مفت اس مدرسے کے ادھیاپکوں اور ودیارتھیوں کے لیے بہم پہونچایا جائے گا۔"

یہ رزولیوشن چونکہ میری سمجھ میں نہ آیا اسلئے مینے انسے پوچھا کہ پہلے ریزولیوشن سے فرق تو کچھ نظر نہیں آتا۔ رائے صاحب نے فرمایا کہ پہلے رزولیوشن میں الفاظ ہیں "آریہ پرتی ندہی سبھا سے بہم پہونچائی جائینگی" کیا اگر ایک پنچ کی ضرورت ہوگی تو سبھا کے پاس درخواست بھیجی جاوے اور جبتک سبھا کا کورم ہو کر جلسہ نہ ہو تو ودیالے کا کام رکا رہے۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ الفاظ "فری اف چارج" free of charge زائد ہیں "کی ترمیم سے یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ مینے حسب ذیل ترمیم پیش کی:-

"بجائے الفاظ "آریہ پرتی ندہی سبھا سے" حسب ذیل الفاظ قائم کیے جاویں "آریہ پرتی ندہی سبھا کے خرچ پر" اور الفاظ the words free of charge اُڑا دیے جاویں:

میری اس تجویز کی تائید لالہ رام کرشن جی نے کی۔

اس ترمیم کے پیش ہونیکے بعد جب تقریریں شروع ہوئیں تو مینے سنتری سے لیکر گزشتہ دنوں کی کاروائی دیکھی۔ انمیں بڑی ترمیمیں میری نظر سے گذریں۔ تب بحث میں مجھے بھی حصہ لینا پڑا جب مینے رائے ٹھاکر دت صاحب کی بیان کردہ وجہ ترمیم کی تردید کر دی تو پنڈت رام بھجدت جی نے تقریر شروع کی اور رائے صاحب کو کہا کہ آپ اپنی اصلی وجہ کیوں نہیں بتلاتے چنانچہ پنڈت رام بھجدت جی نے

گذشتہ کارروائی کیطرف اشارے کرکے بہت سی باتیں کہیں جو میری سمجھ میں نہ آئیں
لیکن انکے جواب میں رائے ٹھاکر دت صاحب نے جو تقریر کی اس سے معلوم ہوا کہ انہوں
نے "پرتی ندھی سبھا" یہ الفاظ خاص سہولت کے لیئے دور کردیئے ہیں۔ لالہ رلا رام
جی گو یہ وہاں تھے اور انہیں آخری تقریر کرنی چاہیئے تھی تاہم ان سے نہ رہا گیا اور
انہوں نے بھی بیچ میں ہی تقریر شروع کردی اور ظاہر کیا کہ چونکہ وہ آگے چلکر آریہ ودیا سبھا
کے نیم پیش کریں گے پس اگر الفاظ "پرتی ندھی سبھا" اور "انترنگ سبھا" قواعد
میں موجود ہے تو اسوقت پھر ترمیم کرنی پڑیگی تب مجھے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا
منشاء کچھ اور ہے چنانچہ میںنے اسی وقت اٹھکر تقریر شروع کی۔ میری تقریر کا خلاصہ
یہ تھا کہ اگر گروکل کو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب" سے لیکر ایک نئی سبھا کے ہاتھ میں دینا ہے
تو صاف الفاظ میں ایسی تجویز پیش کرنی چاہیئے تاکہ سبھا کے ممبر جو کچھ کریں آنکھیں کھولکر
کریں۔ اسپر رائے ٹھاکر دت جی نے درمیان میں ہی (میری تقریر ابھی ختم نہ ہوئی تھی)
ٹوک کر کہا "تم بڑے ایماندار ہو اور ہم سب بے ایمان ہیں"، اسپر میںنے کہا "اگر میرے کسی
فقرہ سے آپکی دلشکنی ہوئی ہے تو میں اسکے لیئے معافی مانگتا ہوں" اسپر رائے صاحب
کی زبان سے حسب ذیل قابل یادگار الفاظ نکلے "آریہ سماج کے سدھانت میں تو ایشور
بھی معافی نہیں دے سکتا"۔ خیر میںنے اپنی تقریر میں رائے صاحب کا غصہ فرو کرنے کی
بہت کوشش کی اور بیٹھ گیا۔ لیکن رائے صاحب بالکل خاموش ہوگئے اور باوجود لالہ
رلارام جی کے اصرار کے بھی پھر آپنے لب نہ کھولے۔ لالہ رلارام جی نے آخری سپیچ کی
جسکے بعد رائیں دریافت کرنے پر کثرت رائے سے میری پیش کی ہوئی ترمیم پاس ہوئی
اسکے بعد میںنے ایک مختصر تقریر میں سب بھائیوں کو انکی ذمہ داری سے خبردار
کیا میں نے جتلایا کہ جن قواعد کو مشتہر کراکے آپ لوگوں نے روپیہ جمع کیا ہے اور جنکے
نافذ ہونیکی امید پر لوگوں نے گروکل کے لیئے دان دیا ہے ان قواعد کو بغیر تجربہ اور
ضرورت کے بدلنا ایمانداری نہیں ہے چنانچہ میںنے بعض ترمیموں کی قباحتیں بھی بتلائیں
انمیں سے ایک اسوقت بھی ظاہر کرتا ہوں۔ دفعہ چار میں داخلہ کے وقت برہمچاری

کی عمر کا " سات برس سے کم اور آٹھ برس سے زیادہ " نہ ہونے کی شرط تھی۔ لیکن ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کے اجلاس میں لالہ رلا رام صاحب نے بجائے " سات " کے " پانچ " کا لفظ لکھوا دیا۔ میں نے اعتراض کیا کہ پانچ برس کا لڑکا بغیر دایہ کے کیسے رہ سکیگا؟ آخر کار تین برس کے تجربہ نے بتلا دیا کہ اس قاعدہ کی پھر ترمیم ہونی چاہیے اور دسمبر ۱۹۰۲ء میں بجائے " پانچ " کے " اٹھ سات " برس کی شرط لگائی گئی۔ اس دسمبر ۱۹۰۳ء کے جلسہ میں رائے ٹھاکر دت اور لالہ رلا رام دونوں اصحاب موجود تھے اور جہانتک مجھے یاد ہے ترمیم کے بھی دونوں ہی حق میں تھے۔

میری اس تقریر کو سنکر لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں چنانچہ اسوقت میں نے بتائید پنڈت رام بھجت جی کے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا جو کثرت رائے سے پاس ہو گیا۔

" قاعدہ ۴ا کے آگے باقی قاعدے اور پاٹھ ودہی مع قواعد ضمنی اور ضمیموں کے جسطرح انترنگ سبھا نے شائع کئے تھے منظور اور تصدیق کئے جاویں "

جب اس رزولیوشن پر لوگوں نے رائیں دیں تو رائے ٹھاکر دت جی اُٹھے اور حسب ذیل الفاظ کہتے ہوئے ممبران کی دو رویہ صف کے اندر سے گذر گئے " بندروں کی سبھا میں ہم نہیں بیٹھتا "۔ رائے صاحب کے قابل یادگار الفاظ سبھا کے سب پرانے ممبروں کو یاد ہیں چنانچہ جب رائے صاحب خود پردھان بن گئے تو بزرگ لالہ جیونداس جی نے کہا تھا " کیوں رائے صاحب آپ بندروں کے پردھان بنکر نہیں۔ پھر آپ آپ کیا ٹھہرے۔ لالہ جیونداس جی چونکہ * پرائیوٹ گارڈ پرسن ہیں اسلئے رائے صاحب نے برا نہ مانا۔ القصہ رائے ٹھاکر دت جی تو چلے گئے لیکن پنڈت رام بھجت جی نے اسیوقت یہ تجویز پیش کی کہ گرودکل کے بابت قاعدہ کھولنے کے لئے اسی جلسہ میں غور ہو جو منظور ہوئی اسکے بعد حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوا۔

" (۱) اتفاق رائے سے نشچہ ہوا کہ گرودکل کیواسطے پروار پرناسب

* Private gard person

جگہہ تلاش کرنے کے لیے اور تین ماہ مزید کوشش کیجاوے اور اگر اس عرصہ
میں حسب پسند انترنگ سبھا دہاں کوئی جگہہ نہ مل سکے تو پنجاب میں کسی اور
مقام پر انترنگ سبھا کوئی اور جگہہ مناسب تلاش کر کے گروکل کھولدیوے
اور اسوقت تک گجرانوالہ کی موجودہ گروکل پاٹھ شالا کے لئے علاوہ
بجٹ منظور شدہ سابقہ کے اور بارہ سو روپیہ سالانہ منظور ہوا اور یہ
روپیہ سرمایہ گروکل میں سے دیا جاوے اور حسب گنجائش اس روپیہ
کے پاٹھ شالا مذکور میں نئے ودیارتھی داخل کئے جاویں۔"

دوسرے دن میں ان واقعات کو بالکل بھول گیا تھا کیونکہ پنڈت رام بھجدت جی اور دیگر گروکل کے ہمنشینوں کے سخت تقاضا پر بھی میں نے صاف کہدیا تھا کہ میں اسطرح پر گروکل کے لئے کام کرنے کیلئے آمادہ ہوکر ایک نئی پارٹی کا کارن نہیں بننا چاہتا۔ لیکن جب میں دوسرے دن رائے ہیرا رام جی کو اُنکے جائے قیام پر ملنے گیا اور رائے ٹھاکر دت صاحب کو نمستے کی تو انہوں نے بڑے غصہ سے میری طرف دیکھکر مونہہ ادہر کو کر لیا اور میرے نمستے کا جواب ندیا۔ لالہ رلا رام بھی اسوقت موجود تھے اور اس واقع پر ہمیشہ رائے صاحب کو چڑاتے رہتے تھے۔ جسکا ذکر آگے انہیں کے خطوط میں آویگا۔"

اس دوران میں ایک اور واقعہ متعلقہ لکھنا میں بھول گیا۔ جب گروکل کے کھلنے سے نراش ہو گیا تو میںنے اپنے لڑکوں کو برہمچریہ برتی میں ہی رکھکر جالندہر میں پنڈت گنگا دت جی سے پڑھوانا شروع کیا۔ اسپر لالہ رلا رام نے شور مچا دیا کہ میںنے سبھا کی مخالفت میں ایک نیا گروکل قائم کیا ہے۔ چونکہ لالہ رلا رام کی اس حرکت کا باعث پنڈت گنگا دت جی کا میرے ساتھ تعلق تھا اسلئے میںنے غلط فہمی پھیلتے دیکھکر پنڈت گنگا دت جی کو رخصت کر دیا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اپنے دونوں لڑکوں کو انہیں لالہ رلا رام جی کے حوالہ کر کے گوجرانوالہ میں بھیجدیا جو میری نسبت وہ جملہ منصوبے باندھ رہے تھے جنکا پورا ظہور ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء کو لاہور میں ہوا۔

"اعتراض ۔ لالہ منشی رام جی نے خود بھی اسکا اظہار بذریعہ
اپنے اخبار مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۰ء میں بایں الفاظ کیا تھا کہ
" اسطرح پر ۱۸۹۶ء میں ایک مرتبہ ۱۹ رات نیند نہیں آئی
تھی۔ اسیطرح اب آٹھ راتوں تک بالکل نیند نہیں آئی
بہ ہیپی نار ۲۱ نومبر کو نویں رات سونا نصیب ہوا۔ اور وہ
بھی دوائی کی امداد سے " ۔ بھلا جب اسقدر قرضہ سر پر ہوا اور
اسکا بڑا بھاری حصہ اخلاق اور قانون کے برخلاف حاصل
کیا ہوا ہو تو نیند کسطرح آسکتی ہے۔ رائے ٹھاکر دت جی نے جیسا
کہ مینے اوپر بیان کیا ہے ازراہ ہمدردی اس قرضہ کو اتارنے
کا بھی انتظام کیا تھا مگر آپکی صاف گوئی نے جو اکثر بناوٹ
اور دکھ کے درجہ تک ہوتی ہے اس معاملہ کو بگاڑ دیا۔ اب
اس قرضہ کی ادائگی کے لیئے نیا تردد شروع ہوا۔"

جواب ۔ ۱۸۹۶ء میں جب مجھے لگاتار چار برسوں تک وزارت کلچرڈ
مہاشیوں نے اتیاچاروں کے مقابلہ میں کام کرتے ہوگئے تھے تو ایسی ہی
نوبت آئی تھی۔ کیا اس واقع پر دلگی اڑاتے ہوئے لالہ رلارام کو میرے ساتھ
اپنے پرانے سانا جک سمبندھ سب بھول گئے۔ اور کیا خود مجھ سے درخواست کر
آٹھ ماہ سے زیادہ مجھے شہر شہر اور گرام گرام گھما کر اور پھر اپنے عہد پریزیڈنٹی میں
دہلی کے مسلمہ بیشنال پرچار کا انتظام کرا کے اسکا پھل یہی دینا تھا۔

اعتراض ۱۵ ۔ پنڈت رام بھجدت صاحب ۔ لالہ روشن لال صاحب
لالہ کاشی رام جی وید اور دیگر اصحاب نے یہ سوچا کہ ایک کمپنی
کھڑی کیجاوے جو کہ دہرم کے متعلق کتابیں وغیرہ شایع کرکے
فروخت کرے اور اسمیں تمام آریہ لوگ حصہ لیں۔ اور اس کمپنی
کی مدد سے لالہ منشی رام جی کا قرضہ اُتارا جاوے اور جو اتو کبھی

تجویز ان اصحاب کے ذہن میں آئی تھی وہ یہ تھی کہ پرتی ندھی
سبھا اس کمپنی کے ڈائرکٹروں کی ذاتی ذمہ داری پر دس ہزار
روپیہ قرضہ دے اور کمپنی وہ روپیہ پرتی ندھی سبھا سے لیکر
لالہ منشی رام جی کو بعوض کتب فروختنی دیدے ۔ یا دوسرے
لفظوں میں لالہ منشی رام جی کے قرضہ کا دس ہزار روپیہ لالہ
منشی رام جی کے نام سے ہٹاکر پنڈت رلیا رام بعدبت یا لالہ
روشن لال کے نام منتقل کردیا جائے اسطرح جبر دس ہزار
روپیہ سکے ادا کرنیکا انتظام تجویز ہوجانے کے بعد باقی پانچہزار
کی ادائگی کے لیے لالہ خوشی رام جی میرے پاس گوجرانوالہ میں
آئے تھے ۔ باہم بات چیت ہونے پر مینے صاف لفظوں میں
اُنسے کہا تھا کہ اس دوسال کے عرصہ میں جو پانچہزار روپیہ
کا نیا تصرف ہوا لالہ منشی رام جی نے کیاہے یہ روپیہ فوراً ادا
کرایا جانا چاہیئے ۔ ورنہ اُنکے بچنے کی کوئی صورت نہیں ۔ لالہ
خوشی رام جی نے کہا کہ گو میں لالہ منشی رام جی کو اب دھرماتما
نہیں سمجھتا تاہم ایک بیچے بالش کی عزت کو بچانے کے لئے میں
اپنے پاس سے نقد مبلغ ۳۰۰۰ روپیہ دینے کو تیار ہوں
بشرطیکہ دو ہزار روپیہ کا لالہ منشی رام جی کسی اور جگہہ سے بندوبست
کرلیں ۔ آپ پانچزار روپیہ اب لیلیں اور دو ہزار کے لئے کچھ مہلت
دیں مینے اسکو منظور کرلیا کرونگا ۔"

جواب ۔ آریہ کمپنی والے معاملہ کی حکایت تو مفصل آگے بیان کرونگا
کیونکہ اس جگہہ اسے درج کرنے سے پھر تکرار لازم آئیگا ہاں لالہ خوشی رام جی
کی نسبت جو کچھ آپنے لکھا ہے اُسکی نسبت آپ کو یا تو لالہ خوشی رام جی کی اُس تقریر
کی کوئی تحریر پیش کرنی چاہیے تھی یا اسوقت اُنسے اس امر کی تصدیق کرا

ثبوت دینا چاہیئے تھا مجھے نہیں معلوم کہ لالہ خوشی رام جی کی آپ سے کیا بات چیت ہوئی اور نہ ہی میرے دریافت کرنے پر لالہ خوشی رام بتلا سکتے ہیں کہ وہ کیسا بات چیت تھی۔ لیکن اگر واقعی لالہ خوشی رام نے مجھے اس وقت سے یعنی فروری ۱۹۰۱ء سے ادہرمی سمجھنا شروع کر دیا تھا تو تعجب ہے کہ انہوں نے ۱۹۰۲ء کے ماہ جنوری میں کیوں دو دفعہ سخت ضد کرکے مجھے گرو کل بھیجا اور ۱۹۰۳ء میں وہ خط پنڈت رام بھجدت کو کیوں لکھا جسکے کچھ حصہ کی نقل معہ دستخط لالہ خوشی رام جی مجھے ملگئی ہیں جنہیں میں حسب موقعہ پیش کرونگا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ مینے کوئی مزید مہلت مانگی اور لالہ رلارام نے دی مجھے افسوس ہے کہ لالہ رلارام جی کی تحریر کا کوئی سلسلہ نہیں ہے اور اسلیئے جواب دینے میں بڑی دقت۔ تاہم کوشش کرونگا کہ اسکو کسی سلسلہ میں لے آؤں

اعتراض۔ مجوزہ کمپنی کو دس ہزار روپیہ پرتی ندہی سبھا سے قرضہ دے جانے کی نسبت میرے ساتھ وکتابت ہوئی مگر مینے اس تجویز کو خطرناک سمجھ کر نامنظور کیا۔

۲۹۔ مارچ ۱۹۰۱ء مینے اپنا آخری جواب لالہ کاشی رام جی وید کو لکھدیا۔ جسکی نقل نیچے درج کرتا ہوں۔

" از مقام گوجرانوالہ۔ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء

پیارے کاشی رام جی۔

مینے آپکو چھٹی بذریعہ ڈاک بھیجی ہے۔ وقت بہت نہیں تھا اسلیئے پورے طور پر کچھ نہیں لکھ سکا۔ نیز میں اسبات کا منتظر تھا کہ دیکھوں مجوزہ کمپنی میں کون شامل ہوتا ہے۔ کیونکہ مجکو یہ تجربہ ہے کہ لوگ اقرار بہت کرتے ہیں لیکن بناتے بہت

کم ہیں۔ میں اس کمپنی میں خوشی سے شامل ہونگا اگر اسکو کامیابی کے ساتھ کھڑی کرنے کی کوئی اُمید ہو سکے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مجھے اس کامیابی کی رفتار سے اطلاع دوگے

دوسرے معاملہ یعنے دو ہزار روپیہ سبھا سے قرضہ دے جانے کی نسبت تم جانتے ہو کہ یہ قرضہ جو لالہ منشی رام جی کے ذمے سبھا کیطرف سے تھا، اپنی مرضی سے نہیں دیا گیا۔ یہ ایک طرح زبردستی ہمارے گلے پڑ گیا۔ پرامیسری نوٹوں کی منظوری کرنے میں ہمنے دوراندیشی سے کام لیا۔ مجوزہ قرضہ کی بابت حالات بہت ہی مختلف ہونگے یہ قرضہ بلکہ میں ایک قسم کی سخت بدنامی کا موجب ہوگا کہ ہم ایک خیراتی سوسائٹی فنڈ سے دو ہزار روپیہ محض ذاتی ذمہ واریوں پر ایک ایسے کاروبار کے لئے دیں جسکو کہ ابھی شروع کیا جاتا ہے۔ پہلی حالت میں تو صرف ایک آدمی کی عزت کا (یعنی لالہ منشی رام جی کی عزت کا) سوال تھا۔ اس دوسری حالت میں سوسائٹی کی عزت خطرے میں ہوگی میں ہرگز کوئی ایسی کارروائی نہیں کرونگا کہ جس سے سبھا کی عزت یا سبھا کا اعتبار خطرے میں پڑے۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت لالہ منشی رام اور سبھا دونوں کی عزت خطرے میں ہے۔ لیکن مجھے ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا کہ تم کسطرح ایک مقروض کی بجائے دوسرا مقروض تجویز کر کے اس اوستا کو بہتر بنانا چاہتے ہو۔ تمہاری تجویز اس انگریزی مثل کے مصداق ہے کہ کڑاہی سے نکلکر چولہے میں پڑے۔

اس شخص (یعنی لالہ منشی رام جی) کے لیے تو از حد مفید ہے
مگر سبھا کے لیے ہرگز نہیں۔ بتلائیے کمپنی کے جاری کرنے
سے فائدہ ہی کیا ہے۔ اگر تم فوراً روپیہ کا انتظام نہیں کر سکتے
۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم اس شخص کو بچانے کی خاطر سبھا کے
لیے اس سے بھی بدتر تجویز پیش کرتے ہو۔ اس وقت میں کوئی
وجہ نہیں دیکھتا کہ ایسی تجویز میں فریق ہوں۔ مجھے اس سے
کچھ فائدہ نظر نہیں آتا۔ اس سے معاملہ اور بھی پیچیدہ ہو جائیگا
کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی آئندہ وقت پر یہ سارا معاملہ عیاں
ہو۔ تمہارا کاروبار ناکامی کا مونہہ دیکھے اور سبھا کا روپیہ
وصول نہ ہو سکے۔ یہ سب کچھ (جو قرضہ کا انتظام کرتے ہو)
پبلک کے سامنے آئیگا۔ لیکن ہمارے ہاتھ ہرگز صاف نہ ہونگے
اگر ہم ایک آدمی کے بچانے کی خاطر ایک سبھا کی بربادی
کے الزام کے ملزم ٹھہرائے جائیں۔ اس شخص کو جسطرح ہو سکے
بچانا چاہیے۔ لیکن اس مطلب کے لیے سبھا کی عزت کو خطرے
میں ڈالنا ٹھیک نہیں ہے وہ لوگ جو کہ اس آریہ کمپنی لاہور
میں شامل ہوئے ہیں اگر اپنے اپنے حصص کا چوتھائی حصہ فوراً ادا
نہیں کرتے تو وہ کمپنی کے جاری کرنے کے مدعا کو ہی نہیں
سمجھتے۔ سبھا کو قریباً سب کا سب روپیہ نقد ادا کر دینا ایک طریقہ
ہے کہ جس سے سب کی عزت بچ سکتی ہے۔ میری یہ چٹھی ڈاکٹر
پرمانند جی کو بھی پڑھ کر سنا دو اور مجھکو انکی رائے سے
اطلاع دو۔"

بعد میں مجھ کو خبر ملی کہ ڈاکٹر پرمانند جی نے لالہ روشن لال
وغیرہ کی تجویز کو پسند نہیں کیا۔ مگر کمپنی کے جاری کرنے کی

تجویز کے پیروکاروں کی میری چٹھی سے تسلی نہ ہوئی اسلئے انہوں
نے لالہ کاشی رام اور پنڈت رام بھجدت کو میرے پاس گجرانوالہ
میں بھیجا تاکہ وہ مجھکو دو ہزار روپیہ قرضہ دینے پر رضامند کریں۔
لیکن کئی گھنٹہ کے بحث مباحثہ کے بعد میں نے اس بارہ میں
رائے پیڑا رام جی کو بھی لکھا ہے اگر انہوں نے بھی انکی تائید
کی تو میں اس تجویز کو انترنگ سبھا کے روبرو پیش کرونگا۔
ورنہ میں اسکو نہیں مان سکتا۔ ان دونوں نے کہا کہ رائے
پیڑا رام جی کو جواب کے لیے ضروری تار دو۔ تار دیگئی۔ رائے
صاحب نے جواب میں میرے ساتھ اتفاق کیا اور اتفاق حسنہ
سے اپنی چٹھی میں انہوں نے بھی وہی الفاظ استعمال کئے جو
میں نے لالہ کاشی رام جی کو لکھے تھے۔ یعنی کہ تجویز کڑاہی سے
نکلکر بھٹی میں پڑنے کا مصداق ہے"

جواب رائے ٹھاکر دت مجھ سے روٹھ کر چلے گئے اور میں جالندھر واپس
چلا آیا۔ میں اپنی تحریک کے کام میں لگنا چاہتا تھا اور پرتی ندھی سبھا کے روپیہ
کے مقروض اصل اور ضامن کو تقاضا جاری رکھا ہوا تھا لیکن اس عرصہ میں اور
سامان بھی ایسے پیدا ہو گئے جن سے نہ صرف لالہ رلا رام اور رائے ٹھاکر دت کی
ہی مخالفت بڑھ گئی بلکہ میرے نئے مخالف پیدا ہو گئے۔ نئے مخالف میرے لالہ
دیوراج جی علانیہ ہوئے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس مخالفت کا ذکر اس عدالت
میں آتا۔ لیکن لالہ رلا رام جی نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں معاملہ کو صاف کرنے
کے لئے مخالفت کا ذکر بھی کر دوں مفصل حالات اس مخالفت کے تو اصل خط و
کتابت کے پڑھنے سے ہی معلوم ہو سکتے تھے مگر جس حالت میں کنیا مہا ودیالے
آشرم اور اناتھالے سے اپنا تعلق توڑ چکا ہوں اور آئندہ انکے انتظامی معاملات
تو درکنار انکے وجود پر بھی بحث کرنے سے مجھے احتراز ہے تو ان انسٹیٹیوشن

کے پرانے نازک معاملات کو محض بحث میں لانا ٹھیک نہیں سمجھتا۔
مختصر طور پر اسقدر لکھنا کافی ہے کہ کنیا مہا ودیالے کے مینجر اور کنیا اُنتر
کے ورکنگ کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے مجھے بہت سے نقائص معلوم
ہوئے انکی بابت لالہ دیوراج جی سے بات چیت کی۔ وہ میری رائے سے
متفق نہ ہوئے۔ پس مینے چارج کنیا مہا ودیالے کا انکے حوالے کر دیا اور
جنوری کو خاص خاص اصلاحوں کے لیے رجھکنے ظاہر کرنے میں کوئی
نہ تھا، کنیا مہا ودیالہ کو مہیہ سبھا میں پیش کرنے کی درخواست کی اسپر لالہ
دیوراج جی ناراض ہوگئے۔ اس دوران میں مجھے کنیا اناتھ آلے کا منیجر
مقرر کیا گیا تھا۔ اسپر بھی لالہ دیوراج ناراض تھے۔ سب سے بڑھ کر ناراضگی باعث
شریمتی پنڈتی سمترا دیوی کا وواہ ہوا۔ لالہ دیوراج اور لالہ رام کرشن جی نے
ور تلاش کرکے سمترا دیوی کا وواہ کر دینا میرے سپرد کیا تھا۔ وہ ڈاکٹر گرودت
جی چونکہ ابراہمن کلوتپن تھے اور سمترا دیوی براہمن کلوتپن تھی اسلئے برا شور
مچا۔ لالہ رلا رام نے گجرانوالہ کے بھائیوں کو خوب بھڑکایا۔ میرے گھرانے میں
مخالفت ہوئی۔ اس واقعہ پر میرا اپنے بڑے بھائی صاحب اور انکے پریوار سے قطع
تعلق ہوا۔ جو جو مصیبتیں مجھپر آئیں انکا ذکر قصہ کو لمبا کر دیگا اسلئے اس سے پرہیز
کرتا ہوں۔ اسی دوران میں آریہ پرتی ندھی سبھا کی تحریک بھی زور شور سے جاری تھی
اور رائے ٹھاکر دت جی کا بحث مباحثہ مہاشے رام دیو کے ساتھ اس بارہ میں
رائے صاحب اور لالہ رلا رام وغیرہ اس سبھا کے برخلاف تھے۔ میں اس سبھا کے
ممبروں کے لیے انصاف کی درخواست کرتا تھا لیکن سمجھا یہ جاتا تھا کہ اس سبھا
کو حرکت میری ہی دی ہوی ہے۔

حالات اسطرح کے ہو چکے تھے جبکہ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کے درمیانی
حصہ میں لالہ دیوراج جی اپنی جائداد واقع لائلپور سے واپس ہوتے ہوئے گجرانوالہ
ٹھہرے۔ وہاں لالہ رام جی سے کیا گفتگو ہوئی مجھے معلوم نہیں لیکن گجرانوالہ

سے واپس آتے ہی لالہ دیوراج جی نے چودہری ٹہاکرداس اور لالہ سوناتھ کی معرفت مجھے چیلنج بھجوایا۔ انہوں نے بتلایا کہ مجھے د[illegible] سبھا سے کرنے کہلینے کے لئے لالہ رلارام اور وہ شریک ہوگئے ہیں۔ میں کنیا ناتھ کالج وغیرہ سے کنارہ کرلوں اور اپنا رویہ بدل لوں ورنہ وہ اخباروں میں مشہور کریں گے کہ مینے سبھا کا قرضہ دینا ہے اور اسیطرح مجھے کسی کام کے لائق نہ چھوڑیں گے۔ ان دونوں بھائیوں (مراد لالہ سوناتھ اور چودہری ٹہاکرداس) نے جو سچا وشواس کا بھاو پرگٹ کیا تھا اُسے ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ دونوں ہی بھائی شہرت پسند نہیں۔ اور اسلئے ایسے حالات کا اظہار انکے لئے کوئی تسلی کا باعث نہیں ہوسکتا۔ مینے انہیں بھائیوں کی معرفت لالہ دیوراج جی کو کھلی چٹھی بھیجی کہ وہ اور لالہ رلارام جسقدر زور میرے کہلینے کے لئے لگانا چاہیں لگائیں میں ہر ایک مخالفت کی برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دوسرے دن عزیز ہنسراج کی معرفت پیغام آیا کہ لالہ دیوراج مجھے ملنا چاہتے ہیں میں پہر سرل بھاو سے چلا گیا انہوں نے اسوقت جو لمبا تاپ کیا اسکا ذکر فضول ہے۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ لالہ رلارام ستیہ دہرم پرچارک کے مقابلہ میں اخبار نکلوانا چاہتے ہیں اور اسکے لئے لالہ دیوراج کو قابو کرنا چاہتے تھے۔ جب یہ حالات معلوم ہوئے تو مینے جون کا انتظار کرنا مناسب سمجھا اور روپیہ کی ادائگی کا بندوبست بغیر انتظار مقروض کے اپنے پاس سے کرنیکا ارادہ کیا۔

لالہ رلارام جی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آریہ کمپنی میرا قرضہ ادا کرنیکے لئے کھولی گئی اسلئے اسکا مختصر حال بہی یہاں درج کردینا مناسب ہے اکثر آریہ بھائیوں کو معلوم ہے کہ لالہ جے چندر جی مرحوم سکرٹری سبھا کا مدت سے خیال تھا کہ آریہ بھائیوں کا ایک بڑا پریس اور کارخانہ ہونا چاہیے تاکہ جن بھائیوں کو ہم ضرورت کے وقت مدد کرنا چاہیں انکے لئے روزگار کی کمی نہو۔ لالہ کاشی رام جی ویدبے اس مجوزہ آریہ کمپنی کا ذکر لالہ جے چندر نے کیا تھا۔ جب مجھ سے دریافت کیا گیا

کہ راولپنڈی میں مطبع وغیرہ ہو تو میںنے صاف کہدیا تھا کہ راولپنڈی مطبع ہونے
سبھا کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے۔ پھر لالہ کاشی رام جی لاہور مستقل طور پر اُٹھ
آئے۔ ان دنوں لالہ کاشی رام جی ویدا اور لالہ متھرا داس بھی ایک جان دو قالب
تھے۔ اکثر میرے مندر ہوٹل میں اُتر تے پر دونوں اصحاب مجھے مجوزہ کمپنی کا ڈا
کرنے کی درخواست کرتے کہ میں مجوزہ کمپنی کا ڈائرکٹر بننا سویکار کروں لیکن میں نے
سویکار نہ کیا تھا۔ جب کمپنی کا پختہ ارادہ ہو کر کچھ حصے بھی فروخت ہو چکے تو میرے
نسبت خرید ستیارتھ کتب بات چیت شروع ہوئی۔ کمپنی والوں کا خیال یہ تھا کہ اگر
کل ستیارتھ کتب خرید کرنے کے بعد میری تصانیف کا حق کاپی رائٹ وہ خرید لینگے تو انکا کام
بڑی خوبی سے چل نکلیگا اور میں بھی پبلشر کا کام چھوڑ کے محض مصنف یا مؤلف
کا ہی کام کرنا چاہتا تھا۔ بات چیت ہو رہی تھی کہ اس نئی دھڑہ بندی کا حال مجھے معلوم
ہوا۔ جن باتوں سے لالہ رلا رام اور لالہ دیو راج زیادہ سے زیادہ ناراض ہوئے
جاتے تھے۔ اسمیں میرا کچھ بھی قصور نہ تھا۔ اگر لوگ ستیارتھ دیو ہی کے ودوان سبھی
مبارکباد دیتے تھے۔ اور گن گرالو سہاروں بھی ستیہ کے ستھاپن کرنے کے حامی
تھے۔ تو اس سے زیادہ ان اصحاب کو ناراض نہیں ہونا چاہیے تھا۔ سب صاحبان
قابل قدر کام کر رہے تھے۔ لوگوں کی غلطی تھی کہ ساری کامیابی ایک ہی آدمی کے
ساتھ منسوب کریں۔ میں خود سب صاحبوں کی تعریف کرتا تھا۔ پھر میرا اسمیں کیا
قصور تھا۔

خیر جب اس دھڑا بندی کا حال معلوم ہوا تو میںنے مصمم ارادہ کر لیا کہ اب مفروضہ
کا انتظار نہ کرونگا۔ بلکہ خود بخود سارا روپیہ ادا کر دونگا۔ انہیں دنوں لالہ خوشی رام
بھی مجھے ملنے کے لئے آئے تھے۔ انھوں نے یہ حالات دوسروں کی زبانی سنے
آکر مجھ سے درخواست کی کہ تین ہزار روپیہ انکا ساہوکار کے جمع ہے۔ میں ضرور
اس سے اسوقت کام لوں۔ میرے تعلقات لالہ خوشی رام جی کے ساتھ بدوں
برادرانہ تھے۔ پس میںنے انکے روپیہ کے استعمال میں دریغ نہ کیا۔

نوٹ۔ اس روپیہ میں سے دو ہزار ادا کر چکا ہوں صرف ایکہزار روپیہ باقی ہے جو جلد ادا کرنیکی کوشش کر رہا ہوں۔

دو ہزار روپیہ کے قریب اسوقت تک مینے اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد لگاتار کوشش کرکے اپنے بنج کے قرضداروں اور باقیداروں سے وصول کیا تھا۔ یہ غلط ہے کہ لالہ دیوراج جی سے اسوقت مینے دو ہزار روپیہ لیا یا انہوں نے مجھے دیا۔ لالہ دیوراج جی سے روپیہ غالباً ماہ جون سنہ ۱۹۰۱ء میں لیا تھا جسکا قصہ آگے چلکر بیان کرونگا۔

نوٹ میرے پاس گروکل میں پورانے کاغذات نہیں اسلئے تاریخوں میں غلطی ہونا ممکن ہے۔

کمپنی سے مینے ایک تو خریداری کتب کا وعدہ کر لیا تھا۔ بعض کتب پر ۶۰ فیصدی کمیشن دیا بعض پر پچاس فیصدی اور بعض پر ۴۰ فیصدی اس سے کم کمیشن کسی پر نہیں دیا۔

کتب جنہیں ردی سا کر بیان کیا جاتا ہے حسب ذیل تہیں۔ سوامی دیانندجی کی تصانیف۔ پنڈت لیکھرام جی کی جملہ تصانیف جنکی ان دنوں بڑی مانگ تھی میری تصانیف صبح امید جو دوسری بار چھپ چکی ہے۔ آبدکشن منجری جو تیسری بار چھپ رہی ہے۔ ترجمہ رگوید آدی بہاشیہ بھومکا وغیرہ انکے علاوہ دیگر کتب تہیں جنکا حال فہرست سے معلوم ہو سکتا ہے۔ میرے اندازہ میں اسقدر کمیشن دینے پر بھی کتب کی قیمت سات ہزار سے کم نہ تھی۔ چنانچہ کتب مینے روانہ کردیں اور ساتھ ہی اور اخبار سے بھی کنارہ کرنا چاہا۔ کمپنی کا خیال تھا کہ اگر میرا اخبار بھی کمپنی لے لے اور میں کسیقدر روپیہ و شبک مضامین دینے کا وعدہ کروں تو کمپنی کا کام اچھیطرح چل نکلیگا۔ لالہ کاشی رام اسوقت کمپنی کے منیجر غالباً بمشاہرہ ۵۰ روپے مقرر ہوئے اور انہوں نے کمپنی کیطرف سے غالباً تین ہزار روپیوں میں اخبار کا بھی فیصلہ کر لیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان اصحاب

لئے روپیہ کا کیا انتظام کیا لیکن میں ملتان آریہ سماج کے جلسہ پر جاتے ہوئے
۱۲ مارچ سنہ ۱۹۰۶ کو لاہور اترا۔ دو ہزار روپیہ میرے پاس تھا۔ اور لالہ کاشی
رام جی کو میں نے اطلاع دی کہ وہ دس ہزار کمپنی کیطرف سے طیار رکھیں تین ہزار روپیہ
۲۲ مارچ کو لالہ خوشی رام والا مجھے لاہور میں ملگیا۔ لیکن ۱۲ مارچ کو اترتے ہی لالہ کاشی
رام جی نے جواب دیا کہ کمپنی نے سبھا سے دس ہزار قرض لینے کا بندوبست کیا تھا مگر
جب لالہ رلا رام کو معلوم ہوا کہ کمپنی آپ سودا کر رہی ہے تو انہوں نے معاملہ
کرنے سے انکار کر دیا۔ لالہ کاشی رام نے صاف بیان کیا کہ لالہ رلا رام نہیں چاہتے
کہ آپ کے سر سے قرضہ اترے کیونکہ انہیں یقین ہے کہ قرضہ سے آزاد ہو کر آپ
گروکل کو گجرانوالہ سے علیحدہ کر لیں گے" اسوقت لالہ کاشی رام جی لالہ رلا رام
جی کے سخت برخلاف تھے لیکن میرا معاملہ کمپنی کے ساتھ ختم ہونے کے بعد
لالہ متھرا داس نے ہوشیاری یہ کی کہ لالہ کاشی رام سے تو استعفا دلوا دیا اور
خود یکصد روپیہ ماہوار پر کمپنی کے مینجنگ ڈائرکٹر بن گئے۔ میرا اسوقت کمپنی سے کوئی
واسطہ نہ تھا اگر لالہ کاشی رام کو دھوکا دیا یا مات کیا گیا تو لالہ متھرا داس نے لیکن یہ
جرم بھی لالہ کاشی رام کے ذمے میرے برخلاف ہی لکھا گیا۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے
کہ انکی مینجری کے عمل کے دوران میں جو خط وکتابت انکی میرے ساتھ ہوئی اسے میرے
برخلاف استعمال کرنے کے لئے انہوں نے احتیاط سے رکھ لیا تھا اور جب میری
مخالفت کے واحد معاملہ پر لالہ رلا رام اور لالہ کاشی رام شیر و شکر ہوئے تو کل
خط وکتابت استعمال کرنے کے لئے لالہ رلا رام کے ہاتھ میں دیدی۔ خیر
لالہ کاشی رام وید کو صاف جواب لالہ رلا رام جی کیطرف سے ملچکا تھا۔ اور
پنڈت رام بھجدت اور لالہ روشن لال جی گجرانوالہ گئے ہوئے تھے۔ جب میں
لاہور پہونچا لالہ کاشی رام جی کو لالہ رلا رام نے آپ ہی خط لکھا تھا جو اسوقت
پیش کر رہے ہیں یا کچھ اور اسکا فیصلہ مشکل ہے۔ اگر لالہ رلا رام نے اسوقت
کاشی رام کو خط لکھا تھا تو بحیثیت منیجر کمپنی کے وہ خط کمپنی کے دفتر میں ہونا چاہیے

اگر کمپنی کے دفتر میں نہیں ہے تو اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ یہ خط اسوقت کے تجربہ کار دماغ کا نتیجہ نہیں۔ بہرصورت نہ تو مجھے ان اصحاب کے خط وکتابت کا حال معلوم تھا اور نہ ہی گجرانوالہ کا معاملہ میرے سامنے گذرا۔ لالہ رلارام صاحب بیان کرتے ہیں کہ رلے پیڑارام کے تار آنے پر پنڈت رام بھجدت اور لالہ روشن لال چلے گئے۔ لیکن ۲۴ مارچ کی صبح کو پنڈت رام بھجدت جی نے مجھ سے کچھ اور ہی بیان کیا تھا۔ انہوں نے ہندو ہوٹل پہونچتے ہی کہا۔

"چلیئے ایکانت میں"۔ میں اور لالہ متھرا داس ایکانت میں چلے گئے مجھے اسوقت کی گفتگو بخوبی یاد ہے۔ پنڈت جی نے کہا لالہ جی! میں رلے پیڑارام کو دیپ سے گورپھنٹ کا دوست سمجھتا تھا۔ اب بالکل تصدیق ہو گئی۔ روشن لال جی چلے آئے تھے۔ میں گجرانوالہ میں ہی تھا۔ آڑ میں سویا ہوا تھا چار بجے صبح کی گاڑی میں رلے پیڑارام اترے لالہ رلارام سے گفتگو شروع ہو گئی۔ تھوڑی گفتگو کے بعد رلے پیڑارام نے کہا "کم بخت کے ہاتھ اخبار پرچارک ایسا ہے کہ ایک سطر لکھکر سب کام خراب کر دیتا ہے۔ یہ طاقت اسکے پاس بڑی ہے یہ طاقت اس سے کسطرح لے لینی چاہیئے؟ اسپر لالہ رلارام نے کہا "دت بھی یہیں ہے شاید جاگ اٹھے" دونوں اور باتیں کرنے لگ گئے اور مجھے جگایا"۔ یہ قصہ بیان کر کے پنڈت رام بھجدت جی نے کہا "لالہ رلارام تو ٹول کچھ ٹھیک معلوم ہوتا ہے لیکن رلے ٹھاکر دت بھی مستشرق (؟) معلوم ہوتا ہے۔ لالہ جی! یہ پرچارک کو علیحدہ کرنیکا خیال ست کرو۔ کلیجہ دو سے ہماری رکشا ہونے کی۔ گرد نکل کو اسنے کھٹکایا اور اب جبکہ گرو کل کے کھلنے میں دقتیں پڑ رہے ہیں یہی پرچہ سہاتا کر سکیگا۔ میں کمپنی کو ہرگز رائے نہ دونگا کہ انکا پرچہ خرید کرے۔"

پنڈت رام بھجدت جی کو یاد ہوگا کہ میں انکے مدت بعد تک انکی گورمنٹ کی دوست والی تھیوری سے متفق نہیں ہوا۔ پنڈت صاحب کا ایک ...

یہی خیال ہے۔ زیادتی صرف اسقدر ہے کہ اس معزز پیشہ میں وہ دو تین چار اور
آریہ ساماجک اصحاب کو بھی شامل کرتے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی لکھدینا چاہتا ہوں
کہ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء میں ایک بے تعلق اور معزز بھائی کے کچھ ثبوت پیش کرنے
پر مجھے تھوڑا سا شک ایک صاحب پر ہوا تھا لیکن بعد میں وہ بھی دور ہوگیا
اور اسوقت میں نہ کسی صاحب کو گورنمنٹ کا دوست سمجھتا ہوں اور نہ ہی کسی
کی مخالفت کی وجہہ سے سوائے غلط فہمی کے اور کچھ سمجھتا ہوں۔
اس جملہ معترضہ کے لئے معافی مانگ کر پھر اصل مطلب کیطرف رجوع ہوتا ہوں
کتب کا سٹاک میں لاہور بھیج چکا اسکا چارج لالہ کاشی رام وید لے چکے۔
اور روپیوں سے یوں جواب ملا۔ جنہیں مینے حسب ذیل رقوم ادا کیں اور ملتان
آریہ سماج کے جلسہ کے لئے روانہ ہوا۔

(۱) بابت پرونوٹ مورخہ ۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء — 4399 — ۵ — ۰

(۲) بابت قرضہ ٹھاکر دت گووند سنگھ جو انہوں نے سبھا کو بابت بقایا آریہ دیارتھی آشرم دینا تھا اور میری معرفت ادا کیں — 194 — 4 — ۰

(۳) بابت رقوم متفرق مختلف فنڈات جو مطبع پرچارک کو وصول ہوئیں یہ رقوم متعلقہ مد ۳ مندرجہ الزام نامہ تھیں — 193 — 14 — ۰

(۴) بابت قیمت کتب سوانحعمری رشی دیانند جو مطبع پرچارک نے سبھا سے خریدیں — 164 — 15 — 1

میزان — 4952 — 11 — 4

پر ولوٹ اور فہرستوں پر ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کی لکھی ہوئی رسیدیں بدستخط لالہ شیو دیال ایم اے۔ منتری سبھا میرے پاس موجود ہیں۔

اعتراض۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ ہمارا دعوا کیا ہے وہ یہہ کہ لالہ منشی رام سبھا کا پندرہ ہزار روپیہ اخلاق اور قانون کے برخلاف اپنے بیجا تصرف میں لائے۔ اور اسمیں سے انہوں نے ایک کوڑی بھی اپنی گرہ سے ادا نہیں کی بلکہ آریہ پرشوں کی جیبوں سے روپیہ نکالا جاکر اسکی ادائگی کا انتظام کیا گیا۔ جو ثبوت کہ اپنے دعوا کی تائید میں ہم پیش کر چکے ہیں ہمیں یقین ہے کہ کوئی سمجھدار انسان اسمیں کسی قسم کا شک نہیں کر سکتا لیکن اسپر بھی اگر ہم ملزم کیطرف سے الزام کا پورا پورا اقبال پیش کردیں تو معاملہ بالکل ہی صاف ہے۔

لالہ منشی رام جی کا اقبال:۔ از مقام جالندھر شہر ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء۔ پوجیہ مہاشہ ور نمستے۔

میں نے یہاں ایکہزار* دو ہزار روپیہ اپنے ہاتھ میں نقد لے لیا ہے لالہ خوشی رام جی کو بھی اطلاع بھیجی ہے کہ پرسوں انکا تین ہزار روپیہ لاہور میں ملجاویگا۔ ۲۱۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو پرسوں بر سبب وار کو میں ڈاک گاڑی میں پونے چار بجے لاہور پہونچونگا۔

۲۲۔ کی صبح کو میں پانچہزار روپیہ نقد پیش کر سکونگا۔ اس وقت تک لالہ روشن لال جی سے دس ہزار لینے کا معاملہ طے ہونا چاہیے اور اسی تاریخ کو پردھان مہاشے یا منتری مہاشے آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب۔ معہ میرے پرولوٹ وغیرہ کے لاہور میں موجود ہونے چاہئیں۔ نیز دیگر حساب کتاب میرا ابھی منتری مہاشے

*نوٹ۔ یہ دو ہزار روپیہ لالہ دیوراج جی نے دیا تھا۔"

کو درست رکھنا چاہیئے تاکہ اسدن جملہ معاملے طے ہو جائیں "

ان سطروں میں لالہ منشی رام جی کا یہ اقبال ہے کہ پندرہ ہزار روپیہ انہوں نے دینا تھا۔ اس امر کا اقبال ہی ہے کہ روپیہ کے ادا کرنیکا انتظام کسطرح ہوا؟ چونکہ مینے دسہزار روپیہ مجوزہ کمپنی کو سبھا سے دینا منظور نہیں کیا تھا اسلیئے پانچہزار روپیہ یعنی تین ہزار لالہ خوشی رام والا اور دو ہزار لالہ دیو راج والا ہی انہوں نے سبھا کو دیا باقی دسہزار کیلیئے از سر نو تجویزیں سوچنے لگے۔

جواب۔ لالہ رلا رام جی کے تکرار کا نمبر بتلانا اب میری طاقت سے باہر ہو گیا ہے اسلیئے صرف اسقدر جواب کافی ہے کہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ مینے کوئی تصرف بیجا نہیں کیا۔ بلکہ اتبک جن رقوم کا ذکر آیا ہے انمیں سے دو ہزار روپیہ اپنی جیب خاص سے اسوقت ادا کیا باقی تین ہزار روپیوں میں سے دو ہزار روپیہ لالہ خوشی رام جی کو ادا کر چکا ہوں اور ایکہزار روپیہ جو باقی ہے وہ انکا قرضہ میرے ذمے ہے۔ باقی رقوم کی نسبت آگے حسب موقعہ ذکر آویگا۔ اسکے آگے جو میرے خط مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کی نقل پیش کی گئی ہے اُسکی نسبت لالہ کاشی رام جی وکیل نے جس اخلاق کا ثبوت دیا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ باقی رہا لالہ رلا رام کا پیچ تکرار کہ دو ہزار روپیہ لالہ دیو راج نے مجھے خیرات کیا۔ اُسکا جواب اسی جگہہ ختم کر دیتا ہوں اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو مینے کنیا اناتھ آلیے وغیرہ کے کاموں سے ہی اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا تھا۔ کیونکہ پنڈت گوپی ناتھ مجھپر دعوے دائر کر چکے تھے۔ اور میں اسکے جواب کے لیئے جملہ کاموں سے آزاد ہو کر مصروف ہونا چاہتا تھا۔ پس لالہ دیو راج جی کو پھر ناراضگی کی کوئی وجہ نہیں رہی تھی۔ اس موقعہ پر بجائے اسکے کہ لالہ رلا رام حسب فیصلہ انترنگ سبھا ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء کا انتظار کرتے اور اگر میں روپیہ پیش نہ کرتا تو انترنگ سبھا

کا جلسہ بلاتے ۳۰ جون ۱۹۰۱ء سنہ کے لیے انترنگ سبھا کا اعلان بھی جاری ہوگیا تھا۔ اس میں ایک خاص حکمت تھی۔ لالہ رلارام کو معلوم تھا کہ پنڈت گوپی ناتھ کے مقدمہ میں سخت مصروف کے باعث میں گھبراجاؤنگا اور شاید روپیہ کا بندوبست نہ کرسکنے پر انکے شرن آجاؤں اور گروکل کے انتظام میں دخل دینے سے ہمیشہ کے لئے باز آنے کی کوئی تحریر لکھکر دیدوں ان حالات کے معلوم ہونے پر لالہ دیوراج کے تعلق نزدیکی نے شاید جوش مارا کہ وہ مجھے دو ہزار روپیہ قرض دینے کے لئے آمادہ ہوئے۔

شاید لالہ دیوراج جی نے بھی یہہ روپیہ اس خیال پر ہی دیا ہوگا کہ میں آئندہ کیلئے کنیا مہاودیالہ کے نقائص کے بیان کرنے سے پرہیز کرونگا۔ لیکن واقعات ایسے پیش آئے کہ مجھے ودیالے وغیرہ کے نقائص بتلانے کے لئے مجبور کیا گیا اور جب اسکا نتیجہ لالہ دیوراج کے حق میں خراب برآمد ہوا تو روپیہ کا سخت تقاضا شروع ہوا۔ میں اسوقت گروکل آچکا تھا چنانچہ اسوقت تک جو زیورات میرے پاس اپنے بچے کے تھے انہیں فروخت کرکے لالہ دیوراج جی کو روپیہ مع سود ادا کر دیا اور چونکہ میں لالہ دیوراج جی سے دور تھا اسلئے انہوں نے ٹکٹ لگا کر رسید بھیجدی جسکی نقل بجنسہٖ یہاں درج کرتا ہوں

ٹکٹ ایک آنہ

(اس ٹکٹ پر انگریزی میں لالہ دیوراج کے دستخط ہیں اور تاریخ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۲ء درج ہے)

"مبلغ اکہزار اناالیس روپیہ لالعہ روپیہ آٹھ آنہ۔

اصل بوجہ لگایا پر اسیمری لوئنٹ تعدادی دوہزار روپیہ سو دلعہ

بابت بیاقی حساب لالہ منشی رام جی سے وصول پائے

دیوراج ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۲ء"

نوٹ۔ اکہزار روپیہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۲ء سے پیشتر ادا کر چکا تھا۔

پیارے ناظرین! اب آپ ہی فیصلہ کیجیے کہ آیا روپیہ میں نے ادا کیا یا بقول لالہ رلا رام بیری جگہہ دوسرے دل نے۔

اعتراض "اب ناظرین خود ہی اندازہ لگائیں کہ اس روپیہ کے متعلق لالہ منشی رام جی کے بیانات شروع سے اخیر تک کہاں تک راستی پر مبنی تھے مجھے یہ کہنے میں کچھ بھی تامل نہیں ہو سکتا کہ (۱) روپیہ کا سود وغیرہ پر دیا جانا۔ (۲) کفالت ناموں کا موجود ہونا۔ (۳) زمین کا رہن رکھنا مکان کا رہن رکھنا زیور کا گروی رکھنا (۴) مقروض کا لکھپتی ساہوکار ہونا (۵) طبیعت کا بگڑنا وصیت کرنا وغیرہ وغیرہ امور سب فرضی اور لغو باتیں تھیں۔ اگر لالہ منشی رام جی کو دھرم کا ذرا بھی پاس ہوتا تو کبھی بھی سبھا کے روپیہ کو اپنے کام میں نہ لاتے اور کام میں لا چکنے کے بعد اسقدر غلط بیانیاں بھی نہ کرتے جیسا کہ وہ بار بار اخبار ستیہ دھرم پرچارک کے ذریعہ کرتے رہے ہیں ؎

۱۷۔ باقی ماندہ دس ہزار روپیہ ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو وصول ہوا۔ کیونکہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء تک ادائے قرضہ کی آخری مہلت لالہ منشی رام جی کو سبھا سے دی گئی تھی اُس میں سے پانچ یا چھ ہزار کے قریب تو آریہ ٹریڈنگ کمپنی لاہور لے گیا۔ اور باقی ماندہ دو بنکوں سے لالہ روشن لال جی اور پنڈت رام بھجدت جی نے اپنی ذاتی ذمہ داری پر قرض لیکر دیا۔ جو آریہ ٹریڈنگ کمپنی سے لیا گیا۔ لیا گیا اسکے حاصل کرنے میں آریہ پبلک کا ۲۰ ہزار کا نقصان ہو گیا آرین ٹریڈنگ کمپنی کا وصول شدہ سرمایہ لغایت ۲۹ ۔۔۔۔ روپیہ کے قریب تھا۔ بعد ازیں سے کمپنی کے پاس اب ساڑھے تین ہزار کے قریب نقد موجود ہے اور پانچ یا چار ہزار کی کتابیں یا اسباب وغیرہ ہے باقی بیس اکیس ہزار روپیہ غرق ہے۔ اس پبلک کے نقصان میں جو حصہ کہ لالہ روشن لال جی بی اے بیرسٹر ایٹ لا نے لیا ہے۔ وہ واضح طور پر چٹھی نمبری ۴ میں ظاہر کیا جائیگا اُسکے ساتھ ہی باقیماندہ حالات متعلقہ مد نمبر ۱ کو ختم کیا جائیگا مجھے افسوس ہے کہ مد نمبر ۱ کے حالات ابھی چٹھی نمبری ۳ میں بھی ختم نہ ہو سکیں گے ہیں لئے اس میں کتنا ہی معاملہ مطلق استعمال نہیں کیا۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ شاید

کی ہمشیرہ اور بھی لیتا ؟؟

جواب اوپر کی عبارت کو اگر تکرار نمبر ۹ کہیں تو بیجا نہیں ہے اور باوجود تکرار کے لالہ رلارام کا یہ افسوس کیسا موزون ہے کہ وہ نمبر ۱ کو اس چٹھی میں بھی ختم کر سکے۔ ختم تو سارا پانچوں چٹھیوں کا مضمون ایک ہی چٹھی میں ہو جاتا اگر اس طرح پر تکرار نہ ہوتی۔ غیرہ

اب میں باقی روپیہ ادا ہونے کی داستان بھی اس جگہ درج کر دیتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ لالہ رلارام جی کے اندر کونسی سپرٹ کام کر رہی تھی۔ اور اس کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ یہ بتلاؤں کہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء تک جبکہ دن کہ میں نے کل روپیہ پرونوٹ اول کا ادا کر دیا تھا۔ دیگر کون سے حالات پیدا ہو چکے تھے۔ جنہوں نے لالہ رلارام جی کو ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء کی انترنگ سبھا میں میرے متعلق مضمون خاص پیش کرنے کے لئے مجبور کیا ایک طرف تو میرے برخلاف پنڈت گوپی ناتھ کا مقدمہ چل رہا تھا۔ جس کی مفصل کیفیت خاص موقعہ پر درج کرونگا۔ اور دوسری طرف گروکل کے ہردوار کھلنے کا سوال آریہ پرشوں نے گرنے نہیں دیا تو گروکل کے سوال سے بالکل بیزار ہو کر اپنے دل میں اپنا تعلق نہ صرف اس سوال سے ہی بلکہ کنیا مہا ودیالیہ۔ آشرم اور اناتھالیہ سے بھی توڑ چکا تھا۔ لیکن آریہ پرش برابر گروکل کے ہردوار کھلنے پر ہی زور دیتے جاتے تھے۔ چنانچہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء اور ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کی کارروائی انترنگ سبھا درج کرنے کے بعد جو جلسہ انترنگ سبھا کا خاص ہردوار ہوا اُس کی کارروائی بھی بلا کسی حاشیہ کے درج کرونگا۔ اس جملہ کارروائی میں دلچسپی سے یہ امر دیکھا جاویگا کہ سوائے لالہ رلارام کے باقی ممبران انترنگ سبھا عموماً متفق ہوتے تھے۔

رزولیوشن نمبر ۹ مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

(۹) لالہ جیونداس اور بابو باشی رام جی کی رپورٹ ... متعلق تلاش جگہ بمقام ہردوار اور گرد نواح اس کے واسطے گروکل کے پڑھی گئی جس سے معلوم ہوا کہ وہاں پر کئی جگہیں مناسب موقعہ پر قیمتاً اور لطور دان مل سکتی ہیں۔ اسکے علاوہ ہردوار احباب

نے یہ بھی امید دلائی کہ اگر وہاں جگہ حاصل کر لی جاوے تو گروکل کے انتظام کیلئے وہ اپنی
خدمات دینے کو تیار ہیں ۔

تجویز لالہ کانشی رام جی تائید لالہ کلیان رائے ۔ ہر دو اصحاب کو اختیار دیا جاوے کہ جو جگہیں
اس وقت بطور دان کے مل سکتی ہیں اُن کو وہ فوراً حاصل کر لیں اور اُن کے لئے تین
سو روپیہ تک خرچ کرنے کا اختیار اُن کو دیا جاوے اور جو جگہیں قیمتاً حاصل ہونے کے
لائق ہیں وہ اگر گروکل یا کسی اور سماج کے کام کے لئے مفید خیال ہوں تو اُن کو حاصل کرنے
کے لئے کوشش کر کے اس کی مفصل رپورٹ سبھا میں پیش کریں ۔ اتفاق رائے
سے یہ تجویز منظور ہوئی اور صرف لالہ رلا رام جی پردہان سبھا اسکے برخلاف رہے ۔

پنڈت رام بھجدت جی نے تجویز کی کہ اصحاب مذکورہ ماسٹر آتما رام جی نجیب آباد
کی سماج کو سالانہ جلسہ میں شریک ہوں ۔ ڈاکٹر پرمانند نے اس کی تائید کی ۔ اتفاق رائے
سے یہ تجویز منظور ہوئی ۔

رزولیوشن نمبر ۱۰ مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء لالہ رام کشن جی تائید لالہ رلا رام جی
تجویز پیش کی کہ ہردوار کے قریب گروکل کے لئے جگہ لینے کے واسطے لالہ جیونداس جی اور
پنڈت کانشی رام جی کو پہلے اختیار مل چکا ہے ۔ اب چونکہ وہ اصحاب اس کی تکمیل ہو جانے
کی امید ظاہر کرتے ہیں ۔ اس لئے کمیٹی کی آخری رپورٹ آئندہ انترنگ سبھا میں جو بمقام ہردوار
بتاریخ ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ مارچ کو ہوگی پیش ہو کر یہ تجویز ہر دو کمیٹی سے پاس ہوا ۔

کارروائی انترنگ سبھا منعقدہ ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء بمقام ہردوار ۔

(۱) لالہ رلا رام جی ۔ لالہ جیونداس جی ۔ لالہ روشن لال جی لالہ بھجو رام جی لالہ
رام کشن جی ۔ سردار سوجیت سنگھ جی ۔ پنڈت رام بھجدت جی نے معہ پنڈت کانشی رام
جی و پنڈت بال مکند وکیل پردہان آریہ سماج نجیب آباد وغیرہ چند صاحبان کے موضع
کانگڑی کی زمین کو جو کہ منشی امن سنگھ جی گروکل کے لئے دان دینا چاہتے ہیں بر موقع
جا کر دیکھا اور کل حالات متعلقہ باشندگان دیہہ اور منشی امن سنگھ جی سے دریافت کئے
اور نیز لالہ جیونداس اور پنڈت کانشی رام جی سے زبانی حالات بھی دریافت کئے گئے

جو پہلے سے موضع کانگڑی کے رقبہ کے دیکھنے پر منظور کئے گئے تھے۔ اور جنہوں نے دو تین دفعہ بر سر موقعہ جاکر تحقیقات ضروری کی تھی +

لالہ رام کشن جی نے بتائید پنڈت رام بھجدت تجویز کی کہ منشی امن سنگھ جی کی خواہش اور درخواست کے مطابق اُن کی ملکیت کا گاؤں موضع کانگڑی تھانہ شام پور تحصیل نجیب آباد جس کا رقبہ تخمیناً بارہ سو بیگہ پختہ ہے واسطے اجرائے اور قائمی گروکل کے منشی صاحب سے بطور ہبہ کے لینا منظور کیا جاوے یہہ تجویز کثرت رائے سے پاس ہوئی +

حق میں (۱) لالہ رام کشن جی (۲) پنڈت رام بھجدت جی (۳) لالہ روشن لال جی (۴) سردار سوچیت سنگھ جی (۵) لالہ نراین داس جی (۶) لالہ چھجو رام جی (۷) ڈاکٹر رام رکھا مل جی (۸) لالہ جیون داس جی +

برخلاف (۱) لالہ رلا رام جی +

(۱۹) یہ تجویز لالہ چھجو رام جی و بتائید لالہ نراین داس جی درج ہے کہ منشی امن سنگھ جی کی ہبہ کردہ اراضی موضع کانگڑی اس وقت ایکہزار ایک سو چھیانوے (۱۱۹۶) بیگہ پختہ ہے۔ جس کی جمع سرکاری اسوقت مبلغ دو سو روپیہ سالانہ ہے اور کل آمدنی قریباً ایکہزار روپیہ سالانہ ہے۔ اور چونکہ منشی امن سنگھ جی کے آئندہ گذارہ کے لئے ضروری ہے کہ اُن کی برادرانہ سہائتا کی جاوے اس لئے اُنکی حین حیات پچاس روپیہ ماہوار اور اُن کے بعد اُن کی دھرم پتنی شریمتی الشو دیوی جی کو مبلغ عـــہ ماہوار اس فنڈ میں سے دیئے جاویں +

لالہ روشن لعل جی نے بتائید لالہ جیون داس جی حسب ذیل ترمیم پیش کی + چونکہ منشی امن سنگھ جی نے اپنی ملکیت کا موضع کانگڑی گروکل کے لیے سبھا کو دان دیا ہے اس لئے سبھا کیطرف سے منشی امن سنگھ صاحب موصوف کو برادرانہ سلوک کے طور پر اُن کی حین حیات مبلغ عـــہ روپیہ ماہ بماہ اور ان کے بعد اُن کی دھرم پتنی شریمتی الشو دیوی جی کو ان کے حین حیات بیس روپیہ ماہوار گروکل فنڈ میں سے دئے جایا کریں۔ اور موضع موہوبہ کی آمدنی اس فنڈ میں محسوب ہوا کرے +

یہ ترمیم کثرت رائے سے پاس ہوئی:-

حق میں	برخلاف
(۱) لالہ روشن لال جی-	(۱) لالہ رلا رام جی-
(۲) پنڈت رام بھجدت جی-	
(۳) لالہ جیون داس جی-	
(۴) سردار سوچیت سنگھ جی-	
(۵) لالہ چھجو رام جی-	
(۶) لالہ نراین داس جی-	
(۷) ڈاکٹر رام رکھا مل جی-	
(۸) لالہ رام کشن جی-	

کارروائی انترنگ سبھا منعقدہ ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء بمقام ہردوار:-

(۲) لالہ چھجو رام جی نے بتائید سردار سوچیت سنگھ صاحب تجویز کی کہ حسب خواہش منشی امن سنگھ صاحب قبضہ موضع گانگولی مرہونہ کا فوراً لیا جاوے اور مزارعان سے بقیہ لگان سالتمام بابت سنہ [illegible] فصلی بصلاح و تجویز منشی صاحب موصوف حاصل کیا جائے اور بقایا مالگزاری سرکار بھی بابت سنہ [illegible] فصلی سبھا ادا کرے۔ باکثرت رائے سے یہ تجویز پاس ہوئی:-

حق میں	برخلاف
(۱) لالہ نراین داس جی-	(۱) لالہ رلا رام جی-
(۲) پنڈت رام بھجدت جی-	
(۳) لالہ روشن لعل جی-	
(۴) لالہ جیون داس جی-	
(۵) سردار سوچیت سنگھ جی-	
(۶) ڈاکٹر رام رکھا مل جی-	

(۴) لالہ چھجو رام جی۔

(۵) لالہ سام کشن جی۔

(۲) ڈاکٹر رام رکھامل جی نے بتائید لالہ نراین داس جی تجویز کی کہ منشی امن سنگھ جی کو جو ۵۰ روپیہ ماہوار دینے کا رزولیوشن نمبر ۱۹ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۰۱ء پاس ہو چکا ہے۔ اس کا عملدرآمد یکم اپریل ۱۹۰۱ء سے ہو۔

کثرت رائے سے یہ تجویز پاس ہوئی۔ صرف لالہ رلا رام جی برخلاف رہے۔

(۲) پنڈت رام بھجدت جی نے بتائید لالہ جیون داس جی تجویز کیا کہ:-

(الف) منشی امن سنگھ جی کو اختیار ہوگا کہ موضع مذکور میں گردکل کے احاطہ سے معقول فاصلہ پر اپنی رہائش کے لئے پختہ یا خام مکان بنا دیں۔ اور اس مکان کے بنانے کے واسطے مٹی۔ پتھر۔ لکڑی۔ پھوس وغیرہ حسب ضرورت بلا قیمت موضع مذکور سے لے دیں۔

(ب) جو قطعہ زمین گھیر کے نام سے مشہور ہے اور جس میں اب منشی صاحب رہتے ہیں۔ اور جو شرقاً غرباً پنتیس گز اور شمالاً جنوباً چوالیس گز ہے اور اراضی باغیچہ جو متصل چاہ آبنوشی ملحقہ ہے اور شرقاً غرباً۔ چالیس گز اور شمالاً جنوباً اسی گز ہے۔ تاحیات ان کے قبضہ میں رہے۔

(ج) منشی صاحب موصوف کو اختیار ہوگا کہ بانس سوختہ (ایندھن) چارہ (گھاس) وغیرہ اشیاء خوردہ موضع مذکور سے بقدر ضرورت ذاتی بلا قیمت استعمال میں لا دیں۔

کثرت رائے سے یہ تجویز منظور ہوئی۔ صرف لالہ رلا رام جی برخلاف رہے۔

(۳) لالہ روشن لال جی نے بتائید لالہ جیون داس جی تجویز پیش کی کہ واسطے تکمیل رجسٹری ہبہ نامہ موضع کانگڑی وغیرہ واسطے حاصل کرنے قبضہ اور کروانے داخل خارج کے اور نیز گردکل کے لئے مکانات ضروری بنوانے اور دیگر انتظام موضع موہوبہ کے لئے سبھا کی طرف سے پنڈت بانشی رام جی کو منیجر مقرر کیا جاوے۔ اور تکمیل ہبہ اور انتظام موضع کے لئے بالفعل مبلغ چار سو روپیہ پنڈت بانشی رام جی کو دیئے جاویں۔

اتفاق رائے سے یہ تجویز منظور ہوئی لالہ رلارام جی نے کوئی رائے نہیں دی :-

یادداشت :- لالہ رلارام جی نے ایک تحریری نوٹ پیش کیا جو اس سبھا کی رائے میں درست نہیں ہے بوجہ مندرجہ پشت نوٹ مذکور شامل مسل ہوگا

یہ تھی انتر نگ سبھا کی کارروائی جس نے لالہ رلارام جی کو میرے برخلاف زیادہ تر بھڑکا دیا۔ افسوس لالہ رلارام نے مجھ ناکردہ گناہ کے گلے وہ تمام باتیں مڑھ دیں جن کا موجد میں نہ تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر بارہا پنڈت باشی رام جی نے و منشی امن سنگھ جی نے مجھے طلب کیا لیکن میں نے جہاں منشی امن سنگھ جی کو معمولی عذرات لکھ بھیجے وہاں پنڈت باشی رام جی کو صاف لکھدیا تھا کہ میں گروکل کے کام میں کچھ دخل دینا نہیں چاہتا۔ وہ خط و کتابت چونکہ اسوقت یہاں موجود نہیں ہے اس لئے اس کی نسبت پنڈت باشی رام جی کے لکھے ہوئے حالات پیش کرتا ہوں :-

"آپ کے استفسار کے جواب میں نویدن ہے کہ جن دنوں میں آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی آگیا انوسار گروکل کے لئے جگہ کی تجویز میں شریمان مہاشہ منشی امن سنگھ رئیس و مالک موضع کانگڑی کے پاس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ان ایام میں جو میں بتردد بار اُن کی سیوا میں کرتا رہا انکا سارا آنش یہ تھا کہ منشی امن سنگھ جی کہتے ہیں۔ کہ باعث بیماری ہم لاہور یا جالندھر میں جا نہیں سکتے اس لئے لالہ منشی رام جی کو کانگڑی میں بُلا دو۔ سالنوں کا بھروسہ نہیں مجھ کو ان کے درشن کی خواہش ہے۔ وہ کانگڑی میں تشریف لا کر جو مجھ کو اطمینان دلا دینگے کہ ہمارا موضع کانگڑی میں گروکل مستقل طور پر کھولا جاوے گا۔ ان کے کہنے پر مجھ کو اطمینان ہو سکیگی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ سوائے اُن کے ہمارے رلشن لال جی بیرسٹر کے (جو اصل میں اُن کی بدانت کی آریہ پُرش ہیں) اور کسی کے کہنے پر مطمئن نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر لالہ منشی رام جی تشریف لا دینگے۔ تو اُن کے آنے پر آنکھے یتیم خانہ

جالندھر کو ضلع شام پور سے اپنے حصہ کی اراضی بطور ہبہ ارپن کر دوں گا۔
علاوہ اس کے انجمن بن کی مثل کا تب تک آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا۔
کلکٹر صاحب ضلع بجنور بسلسلہ اُس موقعہ بمقام شام پور آتا تھا اور مثل اس
بن کے وہاں پر پیش ہونی تھی میرا اور نیز منشی امن سنگھ جی کا یہ ارادہ
تھا کہ آپ تشریف لا کر موقع پر درخواست کریں۔ کہ گروکل کے لئے انجمن بن
سرکار کی طرف سے عطا کیا جاوے جو پہلے منشی امن سنگھ کے والد
بزرگوار کو کئی سال ملا رہا تھا۔ علاوہ بریں یہ بھی خیال تھا کہ آپ جو گروکل
کھولنے کی تجویز کے موجد تھے آپ جگہ کو دیکھ کر اس کا فیصلہ کر دیں۔ کہ
گروکل کے لئے موزوں ہے یا نہیں۔ مذکور بالا وجوہات سے میں نے چند
بار آپ کی سیوا میں نویدن کیا اور حالات مذکورہ کو پرگٹ کیا مگر اپنی خوشنودی
پتر میرے نام اور غالباً منشی امن سنگھ جی کے نام بھی تو بھیجے لیکن تشریف
لانا سویکار نہ کیا۔ تب میں نے رائے روشن لال جی کو پریرنا کی اور اُن کے تشریف
آور ہونے پر منشی امن سنگھ نے تحریری شرائط پرتی ندھی سبھا کے لئے
پیش کیں جن پر کئی دفعہ وچار ہونے کے بعد اخیر میں شرائط کو قانونی
پر منظور کرنا پڑا۔

آپ کا کرپا ابھلاشی
یاشی رام پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر

۲۷ر اگست سنہ ۱۹۰۶ء

معلوم ہوتا ہے کہ لالہ رلیا رام جی نے گروکل کے کانگڑی میں نہ مستقل
کرنے کی دھمکی منشی امن سنگھ جی تک پہنچا دی تھی۔ جس کی وجہ سے منشی جی نے عذر
پیش کیا کہ جب تک اقرار نامہ اُن کو نہ دیا جاوے وہ موضع کانگڑی کی رجسٹری سبھا
کے نام نہ کرائیں گے۔ اس پر پنڈت سدا رام بھگت اور ڈاکٹر پرمانند جی اُن کو سمجھانے
کے لئے روانہ ہوئے اور کارروائی ذیل بمقام لاہور ہوئی جس میں میں شریک نہ تھا۔

"رزولیوشن ۱/۳) انترنگ سبھا منعقدہ ۲۸ اپریل ۱۹۰۱ء بمقام لاہور
چونکہ منشی امن سنگھ جی چاہتے ہیں کہ موضع کانگڑی موہوبہ کے متعلقہ
رزولیوشن ہائے مورخہ ۲۶ و ۲۷ مارچ ۱۹۰۶ء پاس کردہ انترنگ سبھا
آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب بمقام ہردوار کی تعمیل میں بعد کسیقدر ترمیم کے ایک
اقرارنامہ رجسٹری ہوکر اُن کو دیا جاوے اس کیلئے پنڈت رام بھجدت جی نے
منشی امن سنگھ جی کی درخواست اور رزولیوشن ہائے مذکورہ کے مضامین
کو مدنظر رکھ کر بتائید لالہ روشن لال جی بیرسٹرایٹ لا تجویز پیش کی کہ سبھا ہذا
کی طرف سے مضمون ذیل کا اقرارنامہ حسب ضابطہ تیار کرکے رجسٹری
کرا کر حوالہ منشی امن سنگھ صاحب کے کیا جاوے اور رجسٹری کی کارروائی
کرنے کرانے کے لئے پنڈت باشی رام جی کے نام حسب ضابطہ ایک مختار
نامہ پریذیڈنٹ لالہ رلا رام جی کی طرف سے تصدیق کرا دیا جاوے :-
اقرارنامہ مابین منشی امن سنگھ صاحب مالک موضع کانگڑی موہوبہ اور
آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب :-
چونکہ منشی امن سنگھ صاحب نے اپنی ملکیت کا سالم موضع کانگڑی تحصیل
نجیب آباد ضلع بجنور ممالک مغربی و شمالی بحق آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب
قطعی ہبہ کر دیا ہے اور سبھا ہذا کا اُسپر قبضہ کرا دیا ہوا ہے اور حسب ضابطہ
ہبہ نامہ رجسٹری کرا دیا ہے اسلئے سبھا ہذا اقرار کرتی ہے اور لکھدیتی
ہے کہ :-

(۱) مجوزہ گروکل مستقل طور پر موضع کانگڑی موہوبہ کے رقبہ میں کھولی
جاوے گی - اور وہیں قائم رہے گی - الّا اگر بیماری وغیرہ یا کسی اور
ضروری وجہ سے گروکل کی مستقل جگہ بدلنی پڑے تو اس صورت
میں منشی امن سنگھ جی کی صلاح اور مشورہ سے دوسرے مقام کا
انتظام کیا جائیگا ×

(۲) موضع موہوبہ کی آمدنی ہمیشہ گرد کل میں صرف کی جاوے گی +

(۳) اگر کسی خاص مجبوری کے سبب گرو کل ٹوٹ جاوے تو موضع موہوبہ کی آمدنی وید پرچار فنڈ میں شامل ہو کر ویدک ودیا اور ویدک دھرم پرچار میں لگائی جاوے گی +

(۴) موضع موہوبہ کی آمدنی میں سے مبلغ پچاس (۵۰) روپیہ ماہوار منشی امن سنگھ جی کو تاحیات اور اُن کے بعد مبلغ بیس (۲۰) روپیہ اُن کی دھرم پتنی بی بی ایشور دیوی جی کو تاحیات ماہ بماہ دیے جایا کریں گے بلا لحاظ اس کے کہ موضع موہوبہ کی آمدنی گھٹے یا بڑھے یعنے اگر کسی سال میں موضع موہوبہ کی آمدنی کم ہو یا کچھ نہ ہو۔ تو بھی رقم مقررہ مذکور گرد کل فنڈ میں سے دیجاوے گی۔ کیونکہ موضع موہوبہ کی آمدنی گرد کل فنڈ میں ہی محسوب اور جمع ہوتی رہے گی +

(۵) اس اقرار نامہ کا عملدر آمد ابتدائے ماہ اپریل ۱۹۰۱ء سے ہوگا +

(۶) منشی امن سنگھ صاحب کو اختیار ہوگا۔ کہ گرد کل کے احاطہ سے باہر ایک معقول فاصلہ پر اپنی رہائش کے لئے پختہ یا خام مکان بنا دیں اور اس کی تعمیر کے لیئے، مٹی پتھر۔ لکڑی، پھوس۔ وغیرہ ضروری اشیائے حسب ضرورت عمارت موضع موہوبہ میں سے بلا قیمت لیویں +

(۷) جو قطعہ زمین کا گھیر کے نام سے مشہور ہے جس میں منشی صاحب اسوقت رہتے ہیں اور جس کا طول شرقاً غرباً چالیس گز اور شمالاً جنوباً اسّی گز ہے یہ دو قطعے منشی صاحب موصوف کے قبضہ میں اُنکی حین حیات رہینگے۔ اور اُن کے بعد سبھا ہٰذا کے قبضہ میں آجاینگے۔

(۸) منشی صاحب موصوف کو اختیار ہوگا۔ کہ بالنی سوختہ (ایندھن) مینڈ۔ پولا۔ گھاس وغیرہ اشیائے خود رو لبقدر ضرورت ذاتی خود

موضع موہوبہ میں سے لے کر استعمال کرتے رہیں +

(۹) مزارعان موضع کانگوڑی موہوبہ سے لگان بابت ۱۳۰۰ء فصل بعلاً دیجوئیہ منشی امن سنگھ صاحب وصول کیا جاوے +

(۱۰) بقایا مالگزاری سرکار بابت ۱۳۰۰ فصلی سبھا ہذا ادا کریگی +

مگر آنکہ سبھا ہذا کے جن رزولیوشنوں کے مورخہ ۲۶ و ۲۰ مارچ ۱۹۰۱ء کی تعمیل میں اقرار نامہ بالا لکھا گیا ہے ان کی نقل مطابق اصل ذیل میں درج کیجاتی ہے :"

پیارے ناظرین! یہ تھے واقعات جنہوں نے لالہ رلارام جی کے ہردے میں شعلے بھڑکا دیئے۔ اور انہیں مجبور کیا کہ میرے مقدمہ فوجداری کے پیروی میں مشغولیت کا فائدہ اٹھا کر گردوکل کو گوجرانوالہ میں رکھنے میں کامیابی کے لئے کوشش کریں۔ اب قبل اس کے کہ میں روپیہ کی آخری ادائیگی کا حال لکھوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ پنڈت گوپی ناتھ کے دیباچہ سے اس مقدمہ کے حالات نوایت ۲۸ جون ۱۹۰۶ء اختصار کے پیش کردوں ان حالات کے پڑھنے سے نہ صرف لالہ رلارام جی کی اسوقت کی حالت پر ہی روشنی پڑے گی۔ بلکہ جو اعتراض میرے جان پر اس مقدمہ کی نسبت رائے ٹھاکر دت جی نے اپنی مشہور چیٹھی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۵ء میں لکھا ہے "صرف ایک مقدمہ وہ جس میں پنڈت گوپی ناتھ مستغیث تھا وہ اخبار کے متعلق تھا اس میں کوئی مذہبی سوال زیر بحث نہ تھا۔ وہ آرٹیکل بھی لالہ وزیر چند جی نے لکھا تھا۔ پھر ہم بار پوچھتے ہیں کہ وہ کیا شے ہے جس کی قربانی پر آپ کے ثناخوان نازاں ہیں"!

وہ مقدمہ کیا تھا۔؟ حالات کتاب کی شکل میں قلمبند ہو چکے ہیں دیباچہ کا کچھ حصہ ملاحظہ کیجئے +

"مجھ پر کیوں یہ مقدمہ دائر ہوا"

اس مقدمہ میں گو ملزم تین تھے لیکن مقدمہ دراصل مجھ پر تھا۔ باقی ملزمان غالباً اس لئے گھسیٹے گئے تھے۔ کہ ان کی جالندھر سے غیر حاضری سے

باعث بھی مجھ کو ہی نقصان پہونچیگا۔ اس لیئے میں نے سوال اُٹھایا ہو کہ مجھ پر مقدمہ کیوں دائر کیا گیا پنڈت گوپی ناتھ نے اپنے بیان اوّل کے وقت پانچ چھ پرانے پرچے میرے اجلد کے اس غرض سے پیش کیئے تھے۔ کہ میری طرف سے مستغیث کی نسبت بغض کی سپرٹ ثابت کی جاوے۔ گو عدالت کی رائے میں اُن کے اندر ایک لفظ بھی ہتک آمیز یا سخت نہیں ہے لیکن پنڈت صاحب کی رائے میں اُن پرچوں کے مضامین سخت ہتک آمیز تھے۔ پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ اس وقت مجھ پر کیوں نالش نہ کی گئی؟ اس کے جواب کی تلاش میں مجھے کسی قدر دور جانا پڑیگا۔ جب کہ "سناتن دھرم گزٹ" محض آریہ سماج پر حملوں کی نیت سے جاری نہیں ہوا تھا۔ تب تک سوا ایک مرتبہ کے جبکہ اخبار عام نے پنڈت لیکھرام اور پنڈت کرپارام پر حملے کیئے تھے۔ میرے اخبار میں پنڈت گوپی ناتھ کا نام بھی کبھی درج نہیں ہوا تھا گزٹ کے جاری ہونے کے بعد اکثر آریہ بھائی پنڈت جی گوپی ناتھ کی سخت گندہ اور اشتعال دہ تحریروں کی شکایت کرتے رہے اور میرے پاس سخت جوابی مضامین شائع ہونے کے لیئے بھیجتے رہے لیکن میں ہمیشہ سختی سے پرہیز کرتا رہا اور اپنے نامہ نگاروں کو بھی نیک صلاح دیتا رہا اس جگہ تمثیلاً ۱۸۹۶ء کے ستیہ دھرم پرچارک اخبار سے دو اقتباس پیش کرتا ہوں وہ دونوں "نامہ نگاروں کو اطلاع" کے کالم میں درج ہیں۔

(اول از پرچارک مطبوعہ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۶ء صفحہ ۶)

"ایک دھرم پریکشک سناتن دھرم گزٹ لاہور کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس میں سوائے آریہ سماج پر کمینے حملوں کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ گالی گلوچ کی بھرمار ہوتی ہے۔ نامہ نگار کو جاننا چاہیئے کہ ہر ایک شخص وہی تحفہ پیش کر سکتا ہے جو کہ اُس کے پاس ہو گزٹ کے اڈیٹر مہاشے کے پاس اسی قسم کا ذخیرہ ہو تو

وہ کیا کریں ۔ آریہ سماج گالیاں تو ایک طرف رہیں ۔ اینٹ پتھر کی چوٹیں برداشت کرتا ہوا اسجگہ تک پہنچا ہے ۔ اسوقت ان قدرتی لہروں کو روکنا گزٹ کے سے کمزور بندوں کا کام نہیں "

(دوم ۔ از پرچارک مطبوعہ ۰ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۹)

"نامہ نگار دسوہہ پنڈت گوپی ناتھ تو اپنی عادت سے مجبور ہیں کیا ضروری ہے کہ آریہ سماج کی طرف سے بھی ویسی جھگڑا بازی سے کام لیا جاوے پھر آریہ سماج اور پورانک سبھا میں فرق کیا رہا گالی گلوچ ہمیشہ بکتی شوہدیہ آدمی کے لئے دلیل کا کام دیتی ہے ۔ جو راستی پر ہیں وے کبھی یاوہ گوئی میں پھنس نہیں سکتے "

اسطرح کے اعتراضات آریہ سماجی پرشوں کی طرف سے میرے پاس برابر پہونچتے رہے لیکن میں اپنے نامہ نگاروں کو برابر ان حملوں کو بردباری سے برداشت کرنے کی ترغیب دیتا رہا ۔ میری اس نرم سپرٹ کا نتیجہ جو کچھ ہوا ۔ وہ اس کتاب کے ناظرین دستاویز ح ۔ ھ میں ملاحظہ کریں گے ۔ اور اسکے بعد کے واقعات بھی دستاویزات مدخلہ ملزمان سے کافی طور پر معلوم ہو سکتے ہیں ۔ اسوقت جبکہ اپریل ۱۸۹۸ء کے سناتن دھرم گزٹ میں پنڈت گوپی ناتھ نے مجھ پر سخت حملے کئے تھے ۔ میرے پاس بہت سے آریہ بھائیوں کے خطوط آئے جن میں سہن شیلتا کی حد بتلاتے ہوئے مجھے عدالت میں چارہ جوئی کی ہدایت کی گئی تھی ۔ میں اپنے اصولوں کو بدل نہیں سکتا تھا ۔ اور اسلئے ان بھائیوں کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ سناتن دھرم گزٹ کے خریداروں نے بھی عموماً پنڈت گوپی ناتھ کی اس طرز تحریر کو پسند نہیں کیا ۔ اور ان میں سے چند ایک بخوف آدمیوں نے گزٹ کی خریداری بندکردینے کی دھمکی دی ۔ پس چونکہ پنڈت صاحب کے خریداروں کی دھمکی کا بے گناہ پبلک میں تھا اس لئے اُسیوقت سے پنڈت صاحب کی ناراضگی

میرے برخلاف شروع ہوئی۔ لیکن ساتھ اُن کی ٹون نرم ہو گئی۔ جس کا نتیجہ وہ شاستر ارتھ تھے جو کہ لاہور اور جالندھر میں نومبر اور دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوئے آخری شاستر ارتھ درن بیوستھا پر جالندھر شہر کی سناتن دھرم سبھا کے مکان میں تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کی دھرم سبھا نے یہ خیال کر کے کہ ایسے شاستر ارتھوں کا اثر دھرم سبھا کے برخلاف پڑتا ہے آئندہ سال شاستر ارتھ کے لئے جگہ دینے سے انکار کیا۔ یہ دوسری وجہ ناراضگی کی میرے برخلاف تھی۔ پھر شاستر ارتھ کے بعد کچھ دنوں تک پنڈت صاحب کا طرز تحریر بدل گیا۔ لیکن آریہ سماج کی طرف سے بغیر کسی طرح کے اشتعال کے پنڈت صاحب نے پھر اُس کے کارکنوں کو کوسنا شروع کر دیا اور مارچ ۱۸۹۹ء میں پہلا ہولی کا مضمون نکلا جس کی تعریف کرنے کی کچھ ضرورت نہیں جب اُس کا نوٹس کسی نے نہ لیا تو وہ زیادہ تر دلیر ہو گئے۔ اور مارچ ۱۹۰۰ء میں دوسرا ہولی کا مضمون نکلا جبکہ گورنمنٹ کی طرف سے اُن کے برخلاف استغاثہ چلایا گیا۔ استغاثہ تو پنڈت صاحب کے اپنے فعل کا نتیجہ تھا لیکن اُنہوں نے اس استغاثہ کا بانی بھی مجھے ہی سمجھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ جب تک کہ مقدمہ میرے برخلاف دائر نہیں ہوا تھا میں نے اس مضمون کو پڑھا بھی نہیں تھا۔ جس وقت یہ ہولی کا مضمون نکلا ہے اس وقت میں حیدر آباد دکن سے گروکل کے لئے کام کر کے لاہور واپس آیا تھا مجھے کچھ آریہ بھائی یہ مضمون دکھلانے آئے اور بیان کیا کہ مجھ پر اور لالہ روشن لعل جی پر بڑے سخت شرمناک اور گندے حملے کئے گئے ہیں میں نے اس وجہ یہ مضمون پڑھنے سے انکار کیا کہ جب میری پالیسی ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ آریہ سماج کے متعلق جو حملے مجھ پر ہوں۔ ان کے لئے عدالت میں نہیں جاؤنگا تو مضمون پڑھنے سے مجھے کوئی مطلب نہیں ہے اس کے بعد بھی اسی مضمون کے متعلق بہت سے آریہ بھائی میرے پاس سخت مضامین

لکھ کر بھیجتے رہے اور بہت کچھ بھڑکے ہوئے معلوم ہوتے تھے لیکن میں ان کو شانتی کی ہی صلاح دیتا رہا اور اُن کے جوش کو روکتا رہا آخر کار پنڈت صاحب کے برخلاف پہلے عدالت صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر لاہور سے چار ماہ قید محض کا حکم ہوا اور پھر اپیل میں محض چھ سو روپیہ جرمانہ کی سزا قائم رہی مگر میں اس میں بھی بے قصور تھا لیکن پنڈت صاحب مجھ سے ناراض ہیں اور ست دھرم پرچارک کی ساری فاعل کی پڑتال کر رہے ہیں تاکہ اگر کہیں گرفت کی جگہہ ملے تو مجھے نیچا دکھلائیں میں نے اس افواہ کا کچھ خیال نہ کیا لیکن پنڈت صاحب کی گزٹ میں میری تحریروں سے بیجوڑ ٹکڑے معہ نئی تشریحوں کے نکلنے شروع ہو گئے اور یہ امر اب اس مقدمہ میں بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ پنڈت صاحب آریہ سماج اور خصوصاً میرے برخلاف افسران گورنمنٹ کے کان بھرنیکی کوشش کرتے رہے ہیں*

ان واقعات کے بعد وپڑا آریہ سماج نے کچھ رہتیوں کو شدھ کرکے آریہ سماج میں شامل کیا۔ ہندوؤں میں مخالفت بھڑک اُٹھی اُسوقت پنڈت صاحب کے اخبار میں ایک مضمون نکلا جس کی سرخی تھی وہ۔ سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ آریہ چمار" (ملاحظہ ہو دستاویز ۱۵ ص۔ سناتن دھرم گزٹ بابت اکتوبر سنہ ۱۹ء) اس مضمون نے ایسی آگ بھڑکائی کہ آریوں کے بچے پانی بغیر تڑپنے لگے سخت تکلیف آریوں کو پہنچائی گئی لالہ سومناتھ پردہان آریہ سماج روپڑ کو اپنا کٹمب لیکر جالندھر آنا پڑا۔ جب کسی طرح پر اُمید شانتی کی نہ دیکھی تو مہاشے اندر چندر عرف لعل سنگھ (جنہیں شدھ کیا گیا تھا) اور لالہ سومناتھ نے استغاثہ فوجداری دائر کرنے کی صلاح کی میں اُن سے اس مشورہ کے برخلاف تھا اور برابر اُنہیں عدالت میں جانے سے روکتا رہا لیکن چونکہ میں اور کوئی مدد اُن کی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے میری خشک نصیحت پر عمل

کرنا اُنہوں نے مناسب نہ سمجھا اور پنڈت گوپی ناتھ و چند ممبران روپڑ
ناتن دھرم سبھا پر مقدمات فوجداری زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند
دائر کردیئے۔ پنڈت گوپی ناتھ کے پاس جب سمن پہونچا۔ تو اُنہوں نے
اس تکلیف کا باعث بھی مجھ کو ہی سمجھا جو اُن کی ذیل کی تحریر سے ثابت ہے

(از ناتن دھرم گزٹ بابت ۱۵ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

آریہ سماج کی طرف سے ناتن دھرم گزٹ پر مقدمہ اخبار
ٹربیبون سے یہ خبر مشہور ہوئی ۔۔۔۔۔۔ پس ہمارے آریہ بھائیوں نے
غالباً بہت سوچ بچار کے بعد مقام جالندھر کو اس طبع آزمائی کے لئے
پسند فرمایا ہے کہ جہاں گھاس پارٹی آریہ سماج کا بڑا بھاری گڑھ ہے۔ کہ جہاں
ہمارے مہربان لالہ منشی رام صاحب پلیڈر لیڈر گھاس پارٹی معہ اپنے
مطبع اور اخبار ست دھرم پرچارک کے بہ نفس نفیس تشریف رکھتے
ہیں شائد روپڑی آریہ سماج نے اس وجہ سے یہ مقام پسند فرمایا ہو۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ ہم روپڑی آریہ سماج کا اس چھیڑ خانی کے آغاز کے لئے شکریہ
ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ہم کو باضابطہ طور پر بذریعہ عدالت العالیہ جالندھر
میں ممنون کردیا ہے۔ جس کو منظور کرنا ہمارا فرض ہے ۔۔۔۔۔۔"
اس تحریر کے بعد ہی پوری طیاری کر کے مجھ پر چوری اور ازالہ حیثیت
عرفی کے دعاوی دائر کئے گئے۔ جن میں سے چوری کا دعوے تو سرسری
طور پر ہی خارج ہوگیا۔ (ملاحظہ کیجئے فیصلہ عدالت جو رائے زادہ بھگت
رام جی کی تقریر کے دوران میں درج کیا گیا ہے) اور ازالہ حیثیت عرفی
کے دعوے کا نتیجہ یہ کتاب ہے ۔
افسوس کہ پنڈت گوپی ناتھ نے دعوے دائر کرنے سے پہلے اس بات
پر وچار نہ کیا کہ آیا جو تکالیف انہیں مختلف اوقات میں پہنچتی رہی ہیں انکا
باعث میں تھا یا اُن کے اپنے اعمال تھے اپنے برخلاف اس مقدمہ کی

دائری کی وجہ بتلانے کے بعد اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح پیروی کارروائی اندرون عدالت مثل سے ظاہر ہوتی ہے اُسی طرح پر کارروائی بیرون عدالت کا مختصر حال ہدیہ ناظرین کر دوں تا کہ اُن کی سمجھ میں آسانی سے آجاوے کہ اس مقدمہ میں کن کن دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

پیروی مقدمہ کی کہانی۔

مارچ سنہ ۱۹۰۱ع کے خاتمہ پر میں ملتان آریہ سماج کے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے کی غرض سے گیا تھا۔ اور وہاں سے شروع اپریل میں بیمار ہو کر واپس آیا۔ اس بیماری سے ہنوز چھٹکارا نہیں ہوا تھا کہ پنڈت گوپی ناتھ صاحب نے ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے مجھ پر دائر کر دیا اور سمن کی تعمیل کے لیئے خود تشریف لائے خود بگھی پر میرے مکان کے باہر ٹھہرے رہے اور پیادہ کو اندر اطلاع یابی کے لیئے روانہ کیا میری طبیعت چونکہ بیمار تھی اور پنڈت صاحب نے باوجود پیچھے دعوے دائر کرنے کے جالندھر والے مقدموں سے پیشتر ہی تاریخ پیشی مقرر کرائی تھی بہت جلد قریب تھی اس لیئے سمن پر میں نے لکھا کہ طیاری جواب دہی کے لیئے وقت کافی نہیں ہے اول تاریخ پیشی ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۱ع کو تھی جس کے تین چار روز پیشتر سے ہی میں لاہور میں پہنچ گیا لیکن وہاں پہنچکر طبیعت اسقدر زیادہ ناساز ہو گئی کہ جانا آنا برابر ہو گیا۔ باوجود اس کے اخبار علم اور سناتن دھرم گزٹ کی فائلوں کی تلاش برابر جاری رہی اور جو پرچے اپنے پاس موجود تھے اُن کی پڑتال ہوتی رہی پنڈت رام بھجدت بی اے پلیڈر چیف کورٹ اور لالہ روشن لعل بی اے بیرسٹر پہلے سے ہی پیروی کر رہے تھے۔ اور بیان استغاثہ وغیرہ کی نقول مجھے بھیج چکے تھے۔

۲۵ اپریل کی رات کو لالہ رام کرشن جی پلیڈر چیف کورٹ جالندھر سے پیروی میں شریک ہونے کے لیئے تشریف لے گئے اور ۲۶۔ اپریل کی

صبح کو میرے بھائی رائیزادہ بھگت رام صاحب بیرسٹر بھی پہونچ گئے جنہوں نے کہ اس مقدمہ میں اپنی جانفشانی اور محنت سے ثابت کر دیا کہ برادرانہ پریم سے بڑھکر اور کوئی مدد دُنیا کے تختے پر نہیں ہے ✤

مقدمہ کی پہلی پیشی

۲۶-۱ اپریل کو بوقت ۱۰ بجے ہی ہم ٹاؤن ہال میں پہنچ گئے اس دن گو ہجوم زیادہ نہ تھا تاہم معلوم ہو گیا کہ اس مقدمہ میں پبلک خاص دلچسپی لے گی۔ ملزمان کے لئے بستر درختوں کے نیچے بچھ گئے۔ میرے کونسل بار روم میں گئے ہی تھے کہ مسٹر پارکر صاحب ایڈوکیٹ مستغیث نے التوا کے لئے درخواست کی۔ مجھ سے بھی پوچھا گیا میں نے بھی رضامندی ظاہر کی لیکن جب عدالت سے درخواست کیگئی تو نامنظور ہوئی۔ اُس روز مستغیث کا ابتدائی بیان ہو کر ۶ دیگر گواہان کے بیانات قلمبند کئے گئے جرح کسی پر نہیں کیگئی۔ عدالت کا اجلاس ایک نچلے چھوٹے سے کمرہ میں ہو رہا جو کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور ورانڈے میں اس کے علاوہ ہجوم تھا۔ چونکہ مستغیث کے گواہان ختم نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے آئندہ تاریخ پیشی مقدمہ ۱۶ و ۱۷ مئی مقرر ہوئی اور ہم سب جالندھر کو واپس چلے آرہے تھے ✤

مشکلوں کا سامنا

اس وقت بڑی حیرانی تھی۔ کہ بے سرو سامانی سے کس طرح پر ایسے زبردست دشمن کا مقابلہ کیا جاوے گا مستغیث باشندہ لاہور اور ہم پردیسی وہ مستغیث اور ہم ملزم اسے تاوان مقدمہ سے بے پرواہی اور ہمیں ناخوشی کے خوف سے عزت کا ڈر سوائے اسکے اخباروں کے فایل تک دستیاب نہ ہوتے تھے نہ صرف یہی بلکہ جس زبردست سے زبردست اور معزز سے معزز تعلیم یافتہ کے پاس جاتے وہ پہلے تو پنڈت گوپی ناتھ کے چال چلن اور پبلک اعمال کا شاکی نظر آتا اور سو واقعات بھی بیان کرتا لیکن جب عدالت میں چلکر انصاف

کی خاطر سچ بولنے کے لئے درخواست کیجاتی تو سوائے بغلیں جھانکنے کے
کچھ نظر نہیں آتا ہر ایک آزادی کی ڈینگ مارنے والا پنڈت گوپی ناتھ سے
سخت خائف نظر آیا۔ ایسی حالت میں سوائے پرمیشور پر بھروسہ کرنے کے
اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اور پرمیشور نے اپنی اپار دیا سے جو مدد مجھ بیکس کی
اُس وقت کی اُس کے لئے میں کیا شکریہ ادا کر سکتا ہوں۔ اخبار عام کی ساری
فایل ملگئی اُس میں سے جن کاغذات اور جن واقعات کو تلاش کر کے
پنڈت گوپی ناتھ کے دیگر فریق ثانی (کیونکہ پنڈت صاحب کے ساتھ بیشمار
آدمیوں کے مقدمات ازالہ حیثیت عرفی ہو چکے ہیں جن میں کو وہ کبھی مدعی
اور کبھی مدعا علیہ رہ چکے ہیں) ناکامیاب ہو کر تھک چکے تھے۔ وہی کاغذات
اور واقعات مجھے عین وقت پر ملتے رہے لیکن اسی اثنا میں میرے پاس
ایک گمنام خط پہنچا جسکے لفافہ پر اردو میں عبارت ذیل تھی:۔

"جالندھر شہر۔ لالہ منشی رام وکیل"

اور اندر کا خط انگریزی میں تھا۔ جو کہ ایک ۸" x ۳½" ٹکڑہ کاغذ پر لکھا ہوا
لفظ بلفظ حسب ذیل تھا۔

"Beware Shib Dass' fate awaits you Gopi-Nath's prosecution Semi Government.

Petman Asst Legal Remembrancer permitted to appear on G's behalf just got this news Cant write more Compromise any cost Done my duty"

اس کا مطلب حسب ذیل ہے:۔ خبردار ہو جاؤ شب داش کی سی تقدیر

تمہاری منتظر ہے گوپی ناتھ کا استغاثہ نیم سرکاری ہے بیٹیین اسسٹنٹ
لیگل ریممبرینئر (یعنی نائب مشیر قانونی سرکار) کو جی (مراد گوپی ناتھ)
کیطرف سے پیروی کرنے کی اجازت ملگئی ہے ابھی یہ خبر ملی ہے زیادہ نہیں
لکھ سکتا۔ خواہ کیسا ہی نقصان ہو راضی نامہ کرلو۔ میں نے اپنا فرض ادا
کردیا؟"

جب دیگر واقعات ملزمان کی طبیعتوں کو نہ ہلا سکے تو اس گمنام خط کی کیا مجال
تھی کہ میرے دلکو جنبش دیتا مجھے کب یقین آسکتا تھا کہ مجھ بیگناہ کے برخلاف
گورنمنٹ دقت بلاوجہ ہوگئی ہے نہ صرف یہی بلکہ مجھ بے دست و پا کو سزا دینے
کے لئے گورنمنٹ دقت کو اس قسم کی کمینہ سازش کرنی پڑے جس سازش
کی پردہ دری کیوجہ سے کہ یہ استغاثہ دائر ہوا تھا۔ میں نے اس خط کو اُس
بے پرواہی اور نفرت کے ساتھ دیکھا جس کا کہ وہ مستحق تھا اور پیشتر کی
نسبت بہتر طیاری کرکے پھر دوسری پیشی کیلئے پہنچ گیا ✤

مقدمہ کی دوسری پیشی

۱۶ مئی کو جب میں عدالت میں پہنچا تو ہجوم بہت ہی زیادہ تھا گو عدالت
نے اپنے بیٹھنے کا رخ بدلکر کسی قدر زیادہ گنجائش جگہ کی نکال رکھی تھی
تاہم دونوں ورانڈوں اور کمرے کے اندر تل رکھنے کو جگہ نہ رہی ادہ پھر
بھی سینکڑوں آدمی باہر گشت کررہے تھے۔ یہ دیکھ کر صاحب مجسٹریٹ
نے حکم دیا کہ آئندہ سے اس مقدمہ کے لئے اجلاس اوپر کے بڑے
ہال میں ہوا کرے گا ✤

مقدمہ پیش ہوتے ہی صاحب مجسٹریٹ بہادر نے فرمایا کہ ایسے مقدمات میں تو
راضی نامہ ہو جایا کرتا ہے۔ میں نے سمجھا تھا کہ شاید راضی نامہ ہوگیا ہوگا
اس پر سٹریار کرنے کہا کہ ہم کس طرح پر راضی نامہ کرسکتے تھے جبکہ ملزمان
کی طرف سے تحریک ہی نہیں ہوئی رلائے نادہ بھگت رام نے اس کا

محض یہ جواب دیا۔ کہ مستغیث کے بازو دعوے دینے سے مقدمہ کا فیصلہ ہو سکتا تھا ۔

اس روز مسٹر پارکر کے ساتھ مسٹر پیٹ مین صاحب بھی موجود تھے۔ اُن کو دیکھ کر صاحب مجسٹریٹ بہادر نے پوچھا کہ کیا وہ گورنمنٹ کی طرف سے اس مقدمہ کی پیروی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ مسٹر پیٹ مین صاحب نے جواب دیا کہ اُن کو مستغیث نے مقرر کیا ہے انہیں گورنمنٹ کی طرف سے پیروی کی کوئی ہدایت نہیں ہے جب مسٹر پیٹ مین یہ کہہ کر بیٹھ گئے تو رائےزادہ بھگت رام نے گمنام خط انہیں دیکھنے کے لئے دیا صاحب موصوف نے خط کو پڑھ کر کہا :-

"Yh Rascal!"

اور خط واپس دے دیا خیر اُس دن کی کارروائی استغاثہ کے گواہوں کی شہادت پر ختم ہوئی محض مسٹر جانسٹن گواہ مستغیث کا بیان باقی رہ گیا ۔

دوسرے دن (۷ مئی سنہ ۱۹۰۱ء) کو عدالت کا اجلاس بڑے کمرے میں تھا۔ دس بجے سے ہی لوگوں نے اپنی اپنی جگہیں سنبھالنی شروع کر دیں۔ سینکڑوں آدمیوں کا ہجوم ہو گیا۔ اوپر کی تو یہ حالت تھی اور نیچے عدالت کے پرانے کمرے میں رائےزادہ بھگت رام اور لالہ رام کرشن ایک طرف اور مسٹر پارکر و پنڈت گوپی ناتھ دوسری طرف سرگوشیاں کر رہے تھے۔ مسٹر پارکر نے صلح کی بات چیت چھیڑی۔ جس پر رائےزادہ بھگت رام جی نے کہا :-

"مسٹر پارکر! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ لالہ منشی (رام) ایڈیٹر پر اسقدر حملے ہو چکے ہیں اور جو ان تحریروں میں کچھ بھی نامناسب نہیں سمجھتے معافی مانگیں گے ؟"

مسٹر پارکر "میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ وہ معافی نہ مانگیں صرف اُن سخت الفاظ کے لئے جو کہ اُن کے نامہ نگار نے لکھے ہیں۔ regret

(افسوس) ظاہر کر دیویں "۔

"پنڈت گوپی ناتھ وہ اور میں اپنی طرف سے سختی کے لئے افسوس ظاہر کرونگا۔ لیکن جالندھر والے استغاثے بھی داخل دفتر کرا دیئے جاویں"

رائیزادہ بھگت رام صاحب نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اُن سے پوچھا کہ جس حالت میں میری رائے میں بلحاظ تحریرات پنڈت گوپی ناتھ کے میرے نامہ نگار نے پنڈت گوپی ناتھ کی کوئی توہین نہیں کی۔ تو میں ایکان داری سے کیونکر اُس کی تحریر پر افسوس کر سکتا ہوں؟ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ مقدمہ بلایا گیا اور مسٹر جانسٹن کا اظہار شروع ہوا جس کے بعد پنڈت گوپی ناتھ پر سارا دن جرح کے سوالات ہوتے رہے آخرکار جب باوجود پانچ بج جانے کے ملزمان کے کونسل رائے زادہ بھگت رام نے کہا کہ ابھی گوپی ناتھ کی جرح کا نصف حصہ بھی ختم نہیں ہوا تو مقدمہ ۴ اور ۵ جون کے لئے ملتوی کیا گیا۔

ضروری شہادتیں کس طرح پر ملیں۔

اس مقدمہ میں جس طرح پر کہ دستاویزی شہادتیں مجھے بغیر کسی طرح کی اپنی محنت کے ملیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجھے تو محض بدنامی یا نیک نامی (جو سمجھو) ہی ملتی تھی اصل میں وقت آ گیا تھا کہ پرمیشور کے انصاف کے مطابق پنڈت گوپی ناتھ کی مکمل پبلک لائف کا پردہ فاش ہو جاوے ورنہ کیا ضروری تھا کہ پنڈت گوپی ناتھ اور اُن کے بھائی یہ بھی نہ سمجھ سکتے کہ گورنمنٹ گزٹ کے اشتہار کو بگاڑنے سے بھی اُن کے سلسلہ وار برسوں کے گورنمنٹ اور چیف کورٹ کے اشتہار دھوئے نہیں جا سکینگے ۲۴ اپریل کا پرچہ اخبار عام دستاویز ح ۷ ح بجز کے اعلان اس اثنا میں بھیجا اسپر عدالت اور محکمہ کمشنری کی توجہ دلائی یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ محکمہ کمشنری میں سمت کالی معرفت کو بھیجی گئی ہو اسپر تلاش شروع ہوئی اور کئی اشتہارات گورنمنٹ

چھڑا اسرودان حالات - رغیرہ نگا دان کے سنہ ۱۹۰۹ء سے لیکر اب
تک کے اخبار عام کی فائل میں سے کے جن میں صرف دو دستاویزات
(87 پی اور 86 پی) شامل کیے گئے اسی اثنا میں وہ مشہور
خط (دستاویز 37 پی) ملا جس نے ظاہر کیا کہ پنڈت صاحب باوجود سناتن
دھرم سبھا کے سکرٹری اور دھرم اپدیشک ہونے کے جالندھر میں ایک فاحشہ
عورت کو شاید وہاں کی دھرم سبھا کے سالانہ جلسہ پر ساتھ لائے تھے گو ایک
خط (99 پی) 5 جون کے بعد ملا تھا تاہم اس کل شہادت کی بنیاد اس
سے پہلے ہی پڑ چکی تھی ان خطوط کی نسبت بڑی بڑی افواہیں اڑائی
گئی ہیں اور ان کے متعلق میرے دوستوں کو بڑی بڑی حکمت عملیوں کی
داد ملی ہے۔ اسکے متعلق میری امارت کو بھی بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے
اور کسی گواہ کو پانچ ہزار روپیہ اور کسی کو تین ہزار روپیہ بطور رشوت
دے کر شہادت دلانے کا بھی الزام افواہاً لگایا گیا ہے لیکن اصلیت یہ ہے
کہ نہ تو میرے دوست ہی اس بارے میں اس تعریف کے مستحق ہیں جو
اُنہیں بے تحاشا مل رہی ہے۔ اور نہ ہی میں اس خوبی سے ممتاز ہوں
جو مجھ سے منسوب کی جاتی ہے یہ جملہ خطوط مجھے ایسے اصحاب نے دئے
جنہیں نہ روپیوں کی پرواہ تھی اور نہ میری کچھ خوشامد تھی بلکہ محض
مجھے مظلوم سمجھ کر عدنا مناسب سمجھتے تھے کہ ناراستی کی فتح ہو۔ میاں کریم
بخش ہرگز شہادت کے لئے نہ بلوائے جاتے اگر یہ خطوط مجھے پہلے سے
نہ مل چکے ہوتے۔ یہاں یہ بھی صاف ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جسقدر
گواہان ملزمان نے پیش کئے یا طلب کرائے اُن میں سے ایک کو بھی
پیشتر سے نہیں پوچھا گیا تھا کہ آیا وہ شہادت دینے کے لئے طیار ہو گا
یا نہیں۔ شہادت کی تیاری کرتے نئے دستاویزات کے انگریزی ترجمے
کراتے اور عام طور پر مقدمہ کی طیاریاں کرتے ہوئے پھر تیسری تاریخ

پیشی بھی آن پہنچی ہو

مقدمہ کی تیسری پیشی

مقدمہ کی ہر پیشی پہ مجھے دو چار دن تاریخ مقررہ سے پیشتر ہی لاہور پہنچنا پڑتا تھا

اس لئے اگر یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ جس عرصہ تک یہ مقدمہ جاری رہا میں برابر مقدمہ کے سوا اور کوئی کام نہیں کر سکا (اخبار کا معمولی طور پر چلاتے رہنا اور معمولی ڈاک کی تعمیل کچھ کام نہیں سمجھا جاتا) آخر کار ۲۸ جون کی تاریخ آن پہنچی اور ٹھیک گیارہ بجے تقریباً ایک ہزار سے زیادہ آدمیوں کی حاضری میں مقدمہ پیش ہوا۔ عدالت نے سب سے پہلے ملزمان پر فرد جرم لگانا مناسب سمجھا اور اس کے لئے مسٹر ہیٹمین کونسل استغاثہ سے مدد لیکر جن جن الفاظ کی نسبت استغاثہ نے زور دیا فرد قرارداد جرم لگائی گئی۔ گو مجھے معلوم تھا کہ لائبل کے مقدمات میں فرد جرم لگانا عموماً لازمی ہوتا ہے تاہم جس وقت میں نے کھڑے ہو کر فرد جرم سننا شروع کیا تو تمام حاضرین کھڑے ہو گئے اُن کے چہرے ملزمان کے ساتھ ہمدردی کے اظہار کی شہادت دے رہے تھے۔ اور وہ حیران تھے کہ کیوں فرد جرم لگائی جا رہی ہے لیکن آخر کار اُن لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ ایسے مقدمات میں فرد لگنے کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ ملزم فی الحقیقت جرم کے مرتکب سمجھے گئے ہیں۔ پنڈت گوپی ناتھ کو اس کے بعد پھر جرح کے لئے بلا گیا لیکن پنڈت صاحب آج ایک رنگدار عینک لگا کر تشریف لائے تھے (یہ عینک جو ۴ جون کو لگی تو ۴ ستمبر تک بمقام جالندھر لگی ہوئی ہی دیکھی گئی) عذر ہوا کہ جرح ملتوی کی جاوے کیونکہ پنڈت صاحب کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ اور پنڈت بالکشن صاحب کول اسسٹنٹ سرجن کا سرٹیفکیٹ آگے کیا گیا رائےزادہ بھگت رام نے فرمایا کہ پنڈت صاحب کو دستاویزات پڑھنے کی تکلیف نہیں دیجاویگی میں خود پڑھ دونگا

پس اظہار مُنہ سے دے سکتے ہیں صاحب مجسٹریٹ بہادر نے فرمایا کہ شہادت
مُنہ سے دینا ہے جو نہیں دُکھتا ہے پس جرح شروع ہوئی اس جرح کا
حال بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے جس لیاقت سے کہ رائیزادہ
بھگت رام نے ایک ایک امر واقعہ کا اظہار مستغیث کی زبانی کرایا وہ سُننے
اور دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا!!

یہ حالت تھی جبکہ ۳۰ جون ۱۹۰۱ء کے جلسہ انترنگ سبھا کا نوٹس میرے پاس پہنچا
میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ آریہ کمپنی نے کتب تو اپنے اندر رکھ لیں لیکن روپیہ مجھے نہ دیا آخر
کار اقرار کرتے کرتے یہ موقع پہنچ گیا تب میں نے لالہ روشن لال جی کو لکھا انہوں نے
جواب دیا کہ میں باقی روپیہ لے آؤں۔ وہ کتابوں کی قیمت مجھے ادا کر دینگے اس موقع پر بعض بہت سی
تاکیدوں کے اصل مقروض کے ضامن نے تین ہزار روپیہ مجھے بھیجا اگر وہ خود روپیہ
لاتے تو امید ہے کہ یہ رقم قرضہ میں محسوب ہو جاتی لیکن انہوں نے روپیہ اپنے آدمی کی معرفت
بھیجا اس نے رسید مانگی۔ میں نے دے دی افسوس کہ کچھ مدت کے بعد وہ روپیہ بھی مجھے واپس
دینا پڑا خیر تین ہزار روپیہ یہ اور دو ہزار روپیہ لالہ دیوراج جی سے لے کر میں ۲۸ جون
کے دن سہ پہر کو لاہور پہنچا اس وقت تک لالہ روشن لال جی اور پنڈت رام بھجدت جی
ڈائرکٹران آرین کمپنی نے شاید پانچ ہزار روپیہ کے قریب موجود کر دیئے۔ اور کہا۔ کہ
باقی حساب کتابوں کے سمبھالنے پر کر کے روپے دیئے جاویں گے یہ کل رقم جو میں نے
آرین کمپنی سے لی اس میں سے شاید تین ہزار تو کمپنی نے اپنے پاس سے دیا اور دو
ہزار روپیہ ہر دو صاحبان نے اپنے پرامیسری نوٹ بنک سے قرض لے کر دیا میری
کتابیں شروع مارچ ۱۹۰۱ء کو کمپنی کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ قرضہ کا جب حساب ہوا
تو اور بھی کمیشن بڑھا کر پانچ ہزار پر ہی خاتمہ ہوا۔ صرف یہی نہیں بلکہ مطبع کا بہت
سا روپیہ جو بابت چھپوائی اشتہارات وغیرہ کمپنی نے دینا تھا۔ اُس سے بھی ہاتھ
دھونا پڑا اس کے علاوہ جو دو ہزار اپنے پرونوٹ پر دونو صاحبان یعنی لالہ روشن لال
اور پنڈت رام بھجدت جی نے لیا تھا وہ بدستور پرونوٹ رہنے دیا اور روپیہ

ادا کرکے بھی وہ باقی رکھا۔ جو بقدر ۸۰۹۴ روپیہ ۵ آنہ ۶ پائی ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء
کو مجھ سے دلوایا۔ سود نو روپیہ فیصدی سالانہ تھا۔ مجھے ڈائرکٹران نے خبر تک
نہ دی کہ کوئی روپیہ سود پر لیا گیا ہے۔ اور اگر خبر بھی دیتے تو بھی میں ذمہ دار سود
کا نہ تھا۔ لیکن اگر خبر دیتے تو کم از کم اسقدر بوجھ سود کا برداشت نہ کرنا پڑتا کمپنی
کا حساب کتاب (جو کچھ موجود ہے) اگر دیکھا جائے تو ثابت ہوگا کہ اگر کچھ آمدنی کمپنی
کو ہوئی تو وہ میری کتابوں کے فروخت سے ہوئی۔ کمپنی کو اگر نقصان ہوا تو اس کے
مینیجنگ ڈائرکٹر لالہ متھرا داس پوری کے عمل سے اور اُن کے بعد کے مینجران کے
عمل سے اگر اپنے اصلی اُدیشیہ یعنی چھپائی اور پبلشنگ کے محکمہ کو ہی محنت
اور دیانت داری سے جاری کیا جاتا۔ تو کمپنی آج تک ایک کامیاب جماعت نظر آتی ✤

ناظرین! یہ ہے کل حکایت روپیوں کی ذمہ داری اور روپیوں کی ادائگی
کی۔ آپ نے دیکھ لیا کہ کس طرح پر واقعات کو بدل کر اور بعض اوقات محض بے
بنیاد دعاوی کر کے (دیکھئے ایکسال کے سود کی ادائگی سے انکار اور سود بجائے
۹ کے ۶ اور ۷ کے ۸ اور ۷ روپیہ فیصدی ماہوار ظاہر کرنے کا عمل وغیرہ) لالہ رلا
رام جی نے مجھ پر الزامات لگائے اور اُن کی اصلیت کیا ہے۔ اخیر لیکچر صفحہ ۳۷
کے آخری فقرہ سے لے کر صفحہ ۳۸ کی سالم عبارت اور صفحہ ۳۹ کے پہلے فقرہ کے
خاتمہ تک ایک تو اخبار پرکاش اخبار منتشیہ سدھار اور اخبار شبھ چنتک کو میرے
جاری کئے ہوئے ظاہر کر کے اُن کو کوسا ہے اور باقی حصہ میں آریہ سماجوں کو
اُن ریزولیوشنوں کے لئے آڑے ہاتھوں لیا ہے جو اُنہوں نے بغرض اظہار
ہمدردی برخلاف لالہ رلا رام اور رائے ٹھاکر دت اسلئے پاس کئے کہ ان لوگوں نے
سبھا کے فیصلہ کے بعد اخباروں میں مجھے بدنام کرنے کی کوشش کی ان ریزولیوشنوں
اور اخباروں سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اسلئے مجھے اُن کی تحریرات یا آریہ
سماجوں کے ریزولیوشنوں کی نسبت کچھ ظاہر کرنے کی ضرورت نہ تھی ✤

اسکے بعد بھی جسقدر مضمون ہے سب تکرار سے پُر ہے لیکن جیسا کہ میں دعا

کر چکا ہوں اپنے ناظرین کو لالہ رلارام کی چٹھیوں کے دوبارہ پڑھنے کی تکلیف سے
بچانے کے لئے میں اُن کا کل مضمون اس جگہ سلسلہ وار درج کرتا جاؤنگا ٭
اعتراض میں اس موقعہ پر اسباب کا جتلانا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ سماج
میں کسی ایسے سمبند کا عام سماجک طور پر قائم ہونا صاف مردم
پرستی یا گورو ڈم کے درجہ پر ہے۔ اور یہ امر نہ صرف سماج کی بنیاد پر
تبر یا کلہاڑی کا کام کرے گا۔ بلکہ ویدک دھرم کی سماجک نیموں۔ اور
سورگ نواسی رشی کے منشا کے بھی یہ سخت برخلاف ہے میں جو کچھ
عرض معروض کرتا رہا ہوں۔ یا اب کر رہا ہوں اس سے میرا اصلی مقصد
کبھی یہ نہیں ہوا کہ لالہ منشی رام جی کے عیب خواہ مخواہ ظاہر کروں بلکہ
میں صرف انتظام چاہتا رہا ہوں۔ کہ سماج سے وہ مردم پرستی دور ہو جو
سماج کے نیموں کے سخت برخلاف ہے۔ دوم لالہ منشی رام جی آئندہ
سبھا یا گورو کل کے روپیہ پر ہاتھ صاف نہ کر سکیں۔ کیونکہ مجھ کو تجربہ سے
یقین ہو گیا تھا کہ روپیہ کے متعلق لالہ منشی رام جی کا اعتبار نہیں کرنا
چاہئے۔ رائے ٹھاکر دت جی جو سبھا کے پردھان تھے۔ اخیر میں وہ بھی
ان سب باتوں سے واقف ہو گئے تھے۔ اور وہ بھی اپنے طور پر اس
کوشش میں مصروف ہوئے۔ اور چاہتے رہے کہ سبھا اور گورو کل کا روپیہ
لالہ منشی رام جی کی دست برد سے محفوظ رہے ہم کو گورو کل کانگڑی کی
نسبت بھی بعض ایسے معاملات منکشف ہوئے جس سے یقین ہو گیا کہ
ضرور گورو کل کانگڑی میں بھی روپیہ کی گڑبڑ ہے حسب قاعدہ اور
درست نہیں ہے اور خیال ہوا کہ لالہ منشی رام جی شاید پھر پہلے جیسے
ہاتھ دکھلانے پر کمر بستہ ہیں اس لئے رائے ٹھاکر دت صاحب مجھ کو ہمراہ
لیکر معہ چند دیگر بھدر پرشوں کے کانگڑی میں تشریف لے گئے اور
بعد بہت سی بحث مباحثہ کے لالہ منشی رام جی کو اس پر راضی کیا کہ گورو کل

کا حساب کتاب درست رکھنے کیلیے ایک اکونٹنٹ علیحدہ مقرر کیا جائے کہ اس تجویز کی معقولیت کی وجہ سے اس تجویز پر لالہ منشی رام جی نے اپنے دستخط تو کر دیئے مگر پھر بھی کوئی اکونٹنٹ مقرر ہونے نہ دیا آخر تب لالہ جیونداس جی کو دام درست کرنے اور رکھنے حساب متعلقہ نقدی کی گورکل میں بھیجا گیا مگر اُن کو بھی لالہ صاحب نے رہنے نہ دیا غرضیکہ ہم لوگوں کے دلمیں یہ خیال روز بروز زیادہ تقویت پکڑتا گیا کہ اگر لالہ منشی رام جی کا ایسا ہی قابو زیادہ عرصہ تک رہا اور گورکل کے روپیہ کا حساب صاف نہ رکھا تو ضرور حسابمیں گڑبڑ ہو کر کوئی بھاری رقم معرض خطر میں جا پڑیگی غرض ادھر تو ہم لوگوں کے ایسے خیالات تھے اور اُدھر لالہ منشی رام جی کے دلمیں راقم کیطرف سے یہ بات کھٹکتی رہی کہ سبھا میں اگر یہ شخص رہا تو ہماری خیر نہیں اسی لئے وہ ایسے تدبیر وں میں رہتے تھے کہ کیطرح راقم کو سبھا سے علیحدہ کریں چنانچہ آپنے اپنے اخبار میں میری ایک گفتگو کی نسبت اشارہ کرکے ناظرین کی توجہ بڑے زور سے اسبات پر کھینچنے کیلیے کوشش کی کہ جو شخص رشی کی تحریروں پر سماج کی دس نیموں کو مقدم رکھتا ہے اور اس بنا پر رشی کی کسی ایک بات سے بھی اتفاق نہیں کرتا ہے وہ سماج سے نکالا جانا چاہیے وغیرہ وغیرہ

جواب گرودوم کا الزام کسپر عائد ہو سکتا ہے یہ آخری داستان سے ظاہر ہوگا۔ سنہ ۱۹۰۳ء کی دسمبر میں آپ اور دائی ٹھاکر دت صاحبان کیوں موضع کانگڑی میں تشریف لائے تھے اسکا ذکر جب موقع آویگا تب معلوم ہوگا کہ آپکی تحریر کی کیا وقعت ہے لالہ جیونداس یہاں سے کیونکر تشریف لیگئے اسکا ذکر کر چکا ہوں انہوں نے مجھپر خود کوئی الزامات نہیں لگائے اسلیے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں جب وہ خود کچھ لکھینگے تو جواب دینگے۔ باقی کل کاغذات شائع کرونگا باقی سدھانتوں کا معاملہ کیا تھا اور میں نے اسپر کیا لکھا یہ مضامین سے ہی ظاہر ہو جائیگا +

اعتراض جب میں نے دیکھا کہ لالہ صاحب راہ راست پر آنے حساب کو راست رکھنے یا روپیہ کی حفاظت کا مناسب عمل میں لانیکی بجائے اُلٹا میری تخریب کر رہے ہیں اور اپنے ارادتمند مریدوں کو بھڑکا کر آپ کو بار بار استعفے بھی زیادہ تر اسی مقصود پر مبنی ہو رہے ہیں) میرا دشمن بنا رہے ہیں اور ساتھ ہی معلوم ہوا کہ انہوں نے روپیہ کے متعلق کوئی تازہ گڑبڑ بھی کی ہے جسکی تحریری اطلاع مجھکو پہنچی تو مجبور ہو کر میں نے سبھا کی جنرل جلسہ میں ان اعتراضات کو پیش کرنیکی کوشش کی جو نسبت لالہ صاحب کے مجھکو ملتے اور درخواست کرا دی کہ انکی تحقیقات کیلیے ایک کمیشن مقرر کیا جائے مگر لالہ منشی رام جی نے جواب دیا کہ کمیشن کا مقرر ہونا میری زندگی اور موت کا سوال ہے اس جواب کا مطلب سوائے اسکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ بحالت تقرری کمیشن لالہ صاحب خود کشی کرنے پر آمادہ ہیں!!

جواب آپ کیوں سبھا میں میری نسبت ان الزامات کے پیش کرنیپر مجبور ہوئے یا کیوں آپنے یہ چٹھیاں چھپوائیں اسکا حال ۲۶ مئی سنہ ۹ء کی جلسہ کی پوری حالات سے ظاہر ہوگا آپکا یہ لکھنا میں خودکشی پر آمادہ تھا کیا شرافت کی حد کو اندر ہو یا ری بھائی! پھکڑ بازی سے ذلیل ہوا کرتی ہے اور نہ واقعات کیجگہ پوری کر سکتی ہے ناظرین آپکو میری اس پڑتال سے ہی معلوم ہو جاویگا کہ خودکشی کرنیکی ضرورت کسی ہو سکتی تھی اسکے بعد پنڈت رام بھجدت جی والا معاملہ دوران بحث میں لا کر چاہتے ہیں کہ میں اس معاملہ پر کچھ لکھوں حسب موقع میں محض اُسقدر حالات لکھدونگا جس سے معلوم ہو کہ اُس معاملہ کو طول دینیوالا کون تھا چونکہ پنڈت رام بھجدت جی نے سبھا میں صاف طور پر کہدیا تھا کہ اُن کے معاملہ پر کوئی بحث نکرے اسلیے اسکی نسبت لالہ

رام کی تحریر کا نوٹس لینا غیر ضروری ہے اسکے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں ؛

اعتراض "اس جملہ معترضہ کے بعد پھر مطلب پر آتا ہوں یعنی باوجود ان باتوں کے بھی کہ سبھا نے کوئی کمیشن الزامات کی تحقیقات کے لیئے مقرر نہیں کیا تھا ان معاملات کو سبھا کے دفتر کی حدوں سے باہر اخباری دُنیا میں لانے کے لیئے آمادہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن خود لالہ منشی رام جی کے اخبار پرکاش نے سبھا کے اندرونی معاملات کو غلط پیرایہ کے ساتھ اخبار میں جگہ دی اور لالہ منشی رام جی نے بذات خود بھی اپنے عقیدت کیشوں کو بھڑکانے اور میرا دشمن بنانے کی غرض سے اپنا استعفا اپنے اخبار میں چھاپا اور مجھ کو نالش کرنے کے لیئے چیلنج دیا۔ اس لیئے مجھ کو بھی بذریعہ اخبار کے جواب دینا پڑا اور جب اخباروں میں بحث چھڑ گئی تو ایک امر کی توضیح اخباروں میں ناگزیر ہوگئی پس یہ پیش قدمی لالہ منشی رام کیطرف سے ہے نہ کہ میری طرف سے"؛

جواب ۔ اس تکرار پر ناظرین نمبر خود قائم کرلیں اخباری بحث میں ان معاملات کو کون لے گیا اس کا مفصل بیان شروع کر چکا ہوں +

اعتراض "اب ایک امر کے بتلانے کی اور ضرورت ہے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ مہاتما جی (لالہ منشی رام جی) نے وکالت چھوڑ دی سب کچھ ترک کر دیا قربانی کری وغیرہ وغیرہ فی الواقعہ لالہ منشی رام جی کا یہ تیاگ ایک انوکھا تیاگ ہے کہ جب ہزاروں روپیہ سبھا اور دیگر شخصوں کا سر پر چڑھ گیا اور اُنکے ادا کرنے کی طاقت اپنے آپ میں نہ دیکھی تو تیاگی بن بیٹھے (یہ کوئی اُن کی نئی بات نہیں بلکہ ہندوستانیوں کا وطیرہ ہی ہے کہ جب قرضہ اُتارنے کی سامرتھ نہیں دیکھتے تو اولیا یا سادھو بن جاتے ہیں) زمانہ سلف کے تمام سچے تیاگوں کا تیاگ اس سے پھیکا پڑ گیا ہے۔ جو راج پاٹ دھن دولت ہر طرح کے عیش و آرام تیاگ کر تیاگی بنا کرتے تھے۔ نہ کہ اپنے سر پر اپنی بساط سے بڑھ کر زیادہ قرضہ لے کر اور پھر طرح یہ کہ تیاگ کی حالت میں مطبع اور

اخبار سے خواہ مخواہ منافع اٹھایا جا رہا ہے کیا دونوں کی بکری جاری ہے۔
اپنی شہرت اور پرتشٹھا پہلے سے زیادہ چاہتے ہیں اسکے واسطے لوگوں کو
مردم پرستی کے جال میں پھنسایا جا رہا ہے۔ کوشش جاری ہے کہ سماج میں
ان کو بادشاہی کا رتبہ حاصل ہو لوگ ان کو آریہ سماج کا مقنن اور تیاگی خیال
کریں۔ تاکہ قرضہ کے تقاضا وغیرہ کا نام نہ لیں ازدست عقیدت کیشی کے
ساتھ سیوا کریں۔ آریہ پرتی ندھی سبھا میں بھی بجائے اس کے کہ وہ سبھا
کے تابع ہوں ازدست سبھا ان کی مرضی کے انوسار کام کرے جو شخص
ان کے حکم کو نہ مانے ان کو خارج کر دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کام ہو چنانچہ
لالہ صاحب کو ان مقاصد میں کسی قدر کامیابی بھی ہوئی ہے کیونکہ انکا قرضہ
بخوشی دیگر لوگوں نے ادا کر دیا ہے تمام ارادت مند لوگ (جن کی اس تاریکی
کے زمانے میں کوئی کمی نہیں ہے) ان کو بادشاہی کا درجہ دینے کو تیار
ہیں۔ اخبار پرکاش میں اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے وہ ہمیشہ مہاتما جی کے
کے اشارہ کے منتظر ہیں۔ سماج کے فائدہ یا نقصان کا کسی کو ذرا بھی خیال
نہیں ہے۔ مہاتما جی کی مرضی کے برخلاف عمل کرنا پاپ خیال کیا جاتا ہو
آخر یہ اسی اتفاق و میل کی برکت ہے ہماری طرف سے لالہ منشی رام جی کو
ان کا یہ تیاگ مبارک رہے۔ یہہ مضمون ختم ہو گیا آئندہ ۹۹ ۳۴ روپیہ کا ذکر
شروع ہوگا راقم رلا رام از گوجرانوالہ"

جواب ابھی جملہ معترضہ کیلئے معافی مانگ چکے ہیں اور اس سے بھی لمبا جملہ معترضہ پھر موجود ہے وہ بھی بشکل تکرار۔ خیر نمبر قائم کرنا ناظرین کا کام ہو اسمیں جو گالیاں لالہ رلا رام نے دی ہیں انکو رائے ٹھاکر دت جی نے اپنے مراسلہ میں زیادہ تر مکدر بنایا ہو۔ اس لئے خاتمہ پر اسی کی پڑتال کرتے ہوئے ان سب جھگڑا بازیوں میں جسقدر حصہ الزامات کا ہے اسکا جواب آ جاویگا +

اعتراض + چٹھی نمبر (۴)

چٹھی نمبر ۳ کے اخیر میں جو یہ ذکر آیا ہے کہ لالہ منشی رام جی نے قریباً دس ہزار

روپیہ بتاریخ ۲۷ جون ۱۹۱۰ء سبھا کو وصول دیا۔ اس کی کسیقدر تصیح
و مزید توضیح درکار ہے۔ کیونکہ اس مختصر تحریر میں ایک فروگذاشت رہی ہو
وہ یہ ہے کہ لالہ منشی رام جی نے تخمیناً پانچ ہزار روپیہ بابت قیمت کتب
وغیرہ کے اور ۴ ہزار بابت معاوضہ اخبار ستیہ دھرم پرچارک کے لینا تھا
کیونکہ انہوں نے اخبار بھی کمپنی کو دینا کر لیا تھا۔ اس لئے دیگر ۴ ہزار روپیہ
کمپنی سے لالہ منشی رام جی کو نہ ملسکا جس پر لالہ منشی رام جی نے مقام جالندھر
سے یہ رقم کیونکر حاصل ہوئی چونکہ اس کا تعلق ایک صاحب آن تم کے نیج کے
معاملات سے ہے۔ اس لئے ہم اس کی تشریح کو فی الحال چھوڑ کر حسب
وعدہ مختصر حال لالہ روشن لال جی کی کارروائیوں کو ظاہر کرتے ہیں
جس سے پبلک اندازہ اس امر کا لگا سکے کہ روپیہ کے متعلق کس قسم کا
اندھیر کھاتہ بعض اصحاب نے برپا کر رکھا ہے"

جواب - ناظرین! منتظر تھے کہ اس خط میں ضرور دوسری مد کا ذکر آئیگا لیکن
شروع میں ہی جملہ معترضہ پھر آن موجود ہوا۔ میں لکھ چکا ہوں کس طرح روپیہ ادا ہوا
کیوں کمپنی نے میرے اخبار کا سودا نہ کرنا چاہا بلکہ پنڈت رام بھجدت جی نے ضروری سمجھا
کہ پرچارک کو میں برابر خود ایڈیٹ کرتا رہوں۔ اب لالہ رلا رام نے آن تم لکھ کر نہ معلوم
لوگوں سے اسکے متعلق کیا کچھ کہہ دیا ہے۔ جس کا جواب دینا میرے لئے مشکل ہے کیونکہ
مجھے معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے دوستوں کو تخلیہ میں اس عبارت کی بابت کیا
سمجھایا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ لالہ رلا رام میرے بعض دوستوں کو یہ کہہ دیا کرتے
تھے "دیکھا منشی رام یہ ظاہر کرتا ہے کہ روپیہ تمہیں قرض دلایا تھا" اور اس طرح
ان کو مجھ سے بدظن کرانے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن پرماتما کی کرپا سے میرے سب
دوست بجائے بھڑکنے کے لالہ رلا رام کی اس حرکت پر افسوس ظاہر کر کے مجھے تبلایا
کرتے تھے۔ میں منتظر تھا کہ آن تم دالی رمز کے بعد ہی شاید کچھ مطلب کی بات لکھیں گے
لیکن اس کے بعد آپ نے پنترا جو بدلا تو لالہ روشن لال جی کے گرد ہو گئے۔ لالہ روشن

لال نے بھی منتری پد سے استعفیٰ جون ۱۹۰۵ء میں دیدیا تھا۔ اس کے ساتھ
انہوں نے ایک خط بھی اخبار "پرکاش" میں چھپوایا تھا۔ اُس خط کے لئے لالہ روشن
لال کی خبر لی گئی ہے اور اُن پر سخت ذاتی حملے کئے گئے ہیں۔ چونکہ اُس کا مجھ سے
کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے وہ حصّہ لالہ رلا رام جی کی چٹھیوں کا بالکل نظرانداز کرونگا
ہاں میری نسبت جسقدر درفشانی کی گئی اس کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کردیتا
ہوں :-

اعتراض "بیچارے سادھارن ممبر (جن میں مقابلہ وچار کے
وشواش کا مادہ زیادہ ہے اور جن کے رگ و ریشہ میں گورو بھگتی سمائی
ہوئی ہے) کیسے بطرح ہر ایک جانب سے لٹک رہے ہیں یا لٹکتے رہے
ہیں اور یہ سب کچھ کس طرح دھرم اور پراُپکار کے نام سے ہوتا رہا ہے
اور نہ معلوم کہ ایسے وشواسی بھگت خود کہاں تک نقصان پر نقصان
اُٹھائیں گے اور کہاں تک آرگنیزیشن کا ستیاناس نہ کریں گے جب ہم
پنڈت شیو نارائن اگنی ہوتری اور مرزائے قادیانی اور دیگر اسی قسم
کے لوگوں کے معاملات دیکھتے اور پڑھتے ہیں۔ تو خوف ہوتا ہے اور غیر
اغلب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر لالہ منشی رام جی جیسے بھدر پرشوں کی
چالیں نہ روکی گئیں۔ تو آریہ سماج ویش اور قوم کو فائدہ پہنچانے کے بجائے
نقصان کا موجب ہوگا۔ اور آریہ سماج کے لوگ رشی کے عیان کئے ہوئے
ویدک دھرم کے بجائے ایک دیگر قسم کا پنتھ یا فرقہ بنجائے گا۔ تعلیم یافتہ
اصحاب اس وقت بھی آریہ سماج کا میلان بجائے حق پرستی کے مردم پرستی
اور گورو ڈم کیطرف دیکھکر اس سے پیچھے ہٹ رہے ہیں سماج کے
لئے یہ بڑی افسوسناک حالت ہے لوگوں کو پنڈت رام بھجدت پر جھوٹا الزام
لگائے جانے والے معاملہ نے اور بھی ڈرا دیا ہے۔ شک نہیں لالہ منشی
رام جی کی اپنی کرتوتوں سے لوگوں کی طبیعت ضرور برگشتہ ہوگی اندیشہ

ہے کہ تعلیم یافتہ جماعت سماج سے کنارے ہو جائے اور نتیجہ اس کا جو کچھ ہوگا
ہر ایک سمجھدار آدمی سمجھ سکتا ہے۔"

جواب - انہیں باتوں کا تکرار ہے اور وہی دشنام وہی ہے - جیسے
رائے ٹھاکردت نے زیادہ تمکینیت سے بیان کیا ہے - ہاں پنڈت رام
بھجدت جی والا معاملہ پھر درمیان میں لے آئے ہیں سو اُس کی نسبت
جناب رائے ٹھاکردت صاحب کا خط ملاحظہ فرمائیے - جو میرے آخری فیصلہ
کے بعد ۱۵ - دسمبر ۱۹۰۴ء کو انہوں نے مجھے لکھا تھا - اس سے معلوم
ہوگا کہ اس وقت آپ لوگ مجھے بدنام کرنے والا باور نہیں کرتے تھے لیکن
جب اور کوئی طریقہ میرے Crush کرنے کا ہاتھ نہ آیا تو پنڈت
رام بھجدت والا معاملہ دوہرانا اور اُن کو بھڑکانا شروع کر دیا - رائے صاحب
کے خط کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"پشاور - ۱۵ - دسمبر ۱۹۰۴ء :-

"میرے پیارے لالہ منشی رام - نمستے میں لاہور سے ۱۲ - کو لوٹا میں اس
انترنگ سبھا کے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے گیا تھا جو کہ ان انتخاب
کے کاغذات کی پڑتال کے لئے بلائی گئی تھی - جو کہ سماجوں سے واپس
آئے ہیں ان میں سے زیادہ تر تو منظور ہوئے لیکن بہت سا حصہ ابھی
واپس نہیں آیا - میں آپ کے ۱۰ دسمبر کے خط سے بہت خوش ہوا خصوصاً
یہہ معلوم کر کے کہ پنڈت رام بھجدت نے یہ عقلمندی کی ہے کہ تحقیقات
کی کمیشن کی کارروائی آپ کو دکھائی ہے - یہ صرف اُن کی بیہودہ
ضد اور آپ کی نیک نیتی کی بابت شک تھا جس کے باعث وہ کاغذات
آپ کے پاس بھیجنے کی مجھے اجازت نہیں دیتے تھے - اور لالہ رام کرشن
اُن کی تحریری اجازت کے بغیر کاغذات دینے سے انکار کرتے تھے اور
مجھے صرف اس شرط پر دئے گئے کہ میں کسی اور کو نہیں دکھاؤں گا میں

گوجرانوالہ میں انہیں گفتگوں سمجھاتا رہا اور اگرچہ وہ اس بات پر رضامند
ہوتے معلوم ہوتے تھے کہ میں اُن کاغذات کی نسبت جو ٹھیک سمجھوں
کروں لیکن انہوں نے پھر اجازت واپس لے لی اور مجھے تمام کاغذات
بغیر کسی نقل یا نوٹ رکھنے کے واپس کر دینے پڑے میں اس بات میں آپ
سے متفق ہوں کہ جانکی اور لڑکی کے بیانات قابل وقعت نہیں لیکن
میری یہہ بھی رائے تھی کہ جھوٹا الزام لگانے کے لئے کوئی کافی وجہ دریافت
نہیں ہوئی تھی۔ اُس کے بعد چند وجوہات بیان کی گئی ہیں جو اسی الزام
کے لگانے کے لئے محرک ہوئی ہوں۔ اور جو مجھے بہت کچھ ٹھیک بھی معلوم
ہوتی ہیں۔ یہ آپ کی نیک دلی اور دلیری کا ثبوت ہے کہ آپ نے مان لیا
ہے کہ آپ کی وہ پوزیشن جو آپ نے ابتدائی تحقیقات کی بنا پر اختیار کی
تھی۔ اب بعد کی شہادت کی موجودگی میں ٹھیک تصور نہیں کیجا سکتی
کیا آپ کے خیال میں لیڈروں کے پاس میرے کان فی ڈنشل . . .
Confidenshell طور پر نقل فیصلہ کمیشن معہ آپ کی رائے
اور تار کے بھیجنے سے کوئی فائدہ ہوگا۔ میری رائے میں ایسا کرنے سے
وہ کھلبلی دور ہو جائے گی۔ جو اس خیال کی موجودگی سے ہو رہی ہے
کہ ہمارا اسی معاملہ پر اختلاف رائے ہے اور کہ ہم نے درحقیقت اسی بد
معاشی کو چھپانے کی کوشش کی ہے مجھے یقین ہے کہ اگر لیڈروں
میں کوئی اور اختلافات ہیں۔ تو انکا باعث غلط فہمیاں ہیں۔ اور اگر
اکٹھے ملکر خیالات کا تبادلہ کر لیا جاوے۔ اور تفریق کرنے والی طاقتوں کو
روکنے کی کوشش کی جاوے تو لڑائی جھگڑے کے بہت سے اسباب
دور ہو سکتے ہیں۔ اور کسی امر کی باریکیوں پر اختلاف رکھتے ہوئے بھی ہم
اس قابل ہو سکتے ہیں کہ مشترکہ بھلائی کے لئے ملکر کام کر سکیں اس
خیال کو مدنظر رکھ کر میں ہونے والی کانگڑی میں ۲۷ - ۲۸ و ۲۹ دسمبر کو

سماج کے لیڈروں کی ایک انفارمل (Informal گیدرنگ) Gathering

ملانے کا ارادہ کیا ہے جس کے لئے چٹھیاں چھپوا کر جلد ہی بھیجونگا ۔ اور جن جن صاحبان کو بلانے کے لئے چٹھیاں بھیجی جائیں گی اُن کے ناموں کی بابت آپ کو اطلاع دی جاوے گی ۔ اور آپ سے درخواست کرونگا کہ اُن کی رہائش اور خوراک کا انتظام کر دیں ۔ میں کوشش کرونگا کہ اگر ممکن ہو سکے تو ایک دو ان سے پہلے ہی مل جاویں ۔ ڈاکٹر پرمانند تو شاید نہیں جا سکیں گے کیونکہ وہ بھی جا رہے ہیں ۔ اور اس کا کوئی چارہ نہیں ہے ۔ آپ کا بڑے صدق سے ۔ سنت کرو دت ہنگا

میں نے آپ کے خط کی نقل لاہور ۔ ملتان ۔ امرتسر اور سیالکوٹ بھیج دی ہے تاکہ انہیں آپ کی تحقیقات شہادت کا نتیجہ معلوم ہو جاوے پنڈت رام بھجدت نے ابھی اُس خط و کتابت کی بابت مجھے کچھ نہیں لکھا ۔ اب تک وہ میرے اپنے چارج میں رہی ہے اور کسی کو اب تک معلوم نہیں کہ اُن خطوط میں کیا لکھا تھا ۔ جو اس معاملہ کی بابت میرے پاس میرٹھ سے بھیجے گئے تھے ۔ (ایل ۔ ڈی)

اس خط کے آخری حصہ کو بھولنا نہیں چاہیئے ۔ کیونکہ اس کا آگے چلکر ذکر آویگا اس کے آگے صفحہ ۴۳ کی آخری سطر سے لے کر صفحہ ۴۸ کے خاتمہ تک لالہ روشن لال جی کا تعلق ہے ۔ جو اصحاب اسے پڑھیں اُنہیں چاہیئے کہ اُس کے متعلق لالہ روشن لال جی کا مختصر جواب بھی پڑھ لیں ۔ جو اُنہوں نے اخبار پرکاش میں شایع کرایا تھا ✦

اس کے بعد صفحہ ۴۹ کے شروع سے گو پھر وہی تکرار اور نئے لباس میں وہی تہذیب کی بوچھاڑ ہے ۔ لیکن چونکہ میرے متعلق ہے اس لئے اس کا درج کرنا ضروری ہے ۔

اعتراض ۳ ۔ مد نمبر اول کے متعلق جو واقعات تھے ختم ہو

چکے ہیں اب دیگر مدات کے واقعات شروع ہوتے ہیں۔ واقعات سے جو امر مترشح
ہیں ان کو ناظرین بخوبی نگاہ میں رکھیں۔ تاکہ نتیجہ نکالنے میں وقت نہ رہے سبھا
کے روپیہ کے عوض زیور کا یا دیگر جائداد کا گرو ہونا۔ یہ قرضدار کا لکھوتی ہونا
جو یقینی طور پر لالہ منشی رام جی نے جتلایا تھا۔ وہ ان واقعات سے یہاں تک
جھوٹ مفرضی اور بے وجود ثابت ہوا ہے کہ خود لالہ منشی رام جی کو بھی مطابق اُن
کی ایک چٹھی کے اس کے جھوٹ ہونے کا اقبال ہو جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا ہے
جس سے عیاں ہے کہ نہ تو کوئی دوسرا شخص قرضدار تھا نہ کوئی زیور جائداد
گرو تھی نہ کوئی رہنامہ اور کفالت نامہ تحریر ہوا تھا۔ بلکہ سبھا کا روپیہ اس
وقت کے پردھان (لالہ منشی رام جی) نے اپنے کاموں میں لگا لیا تھا۔ اگر ایسا
نہ ہوتا تو دوستوں۔ رشتہ داروں۔ کمپنیوں وغیرہ سے اس کے ادائگی کا انتظام
کیوں کرایا جاتا قرضدار کا نام کیوں نہ بتلایا جاتا زیور اور جائداد مرہونہ اور رہنامہ
وغیرہ وثیقہ جات کیوں پیش نہ کئے جاتے۔ اور سبھا کو کئی سال تک کیوں ٹال
مٹول اور حیلہ حوالہ میں رکھا جاتا۔

اس روپیہ کی وصولی میں وقت کے سامنا بھی جس قدر تھا ان واقعات
سے مخفی نہیں رہا ہے کیونکہ ایک طرف تو مہاتما جی جیسے پرتشخصت اور تعلیم
یافتہ آدمی تھے جن کی ناراضگی اور بدنامی کسی کو گوارا نہ تھی۔ ساتھ ہی کالج پارٹی ان
کے مقابلہ اور گورو کل وغیرہ کی خدمات کی آڑ انہوں نے لی ہوئی تھی جس نے
کسی قسم کی رکاوٹ روپیہ کی وصولی کے راستہ میں ڈال رکھی تھی۔ تیسرے مجبہ کو
گورو کل کا مخالف ٹھیرا رکھا تھا۔ دوسری طرف سبھا کی بھاری رقم کا نقصان
خود سبھا کی بے اعتباری اور بدنامی کا موجب تھا۔ حیرانی تھی کہ کیا کیا جائے
ہر حال جس طرح ہو سکتا تھا کوشش ہو رہی تھی۔

لالہ منشی رام جی نے درخواست کی کہ سبھا اُن کا مکان جالندھر والا گرو
رکھ لے یعنی بعوض روپیہ کے اینٹیں لے لے جس سے نصف روپیہ

بھی وصول نہ ہو سکتا تھا۔ اس تجویز کے منظور نہ ہونے پر مہاتما جی کے پاس
رکھا ہی کیا تھا وہ کھیل کھیلے بقول کسی :-

"ننگا کودے اجاڑ میں ہے کوئی کپڑے لیگا"

غرض سوا اس کے کچھ چارہ نہ تھا۔ کہ پرونوٹ کو غنیمت سمجھا جائے اسمیں
بھی ۷۰۰ ر ۸۰ ر سود کی بجائے لالہ منشی رام جی نے شرح سود ۴ فیصدی
درج کر دی گو اس میں سود کا خسارہ تھا مگر اس کو ہزار غنیمت سمجھا گیا کیونکہ
اس طرح ایک شخص ادائے روپیہ کا باضابطہ ذمہ دار تو ہو گیا۔ تقاضا سخت
ہوا تو مہاتما جی ایک اور چال چلے یعنی انہوں نے پرن دھارن کیا کہ
جب تک پورا ۳۰ ہزار روپیہ چندہ گورکل کے لئے جمع نہیں ہو جائیگا
وہ گھر میں قدم نہیں رکھیں گے اور اجتماع چندہ کے نام پر خود گھر سے
نکل کھڑے ہوئے سمجھتے تھے کہ اس طرح تقاضا سبھا کے روپیہ کا جو ہم
نے سنچ کے کاموں میں لگا لیا ہے اور جس کے ادا کرنے کی توفیق ہم میں
نہیں ہے۔ خواہ مخواہ نرم پڑ جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا بلکہ ایک دورہ میں
پانچ ہزار روپیہ سے مزید بھاری رقم آپنے اس گورکل وغیرہ چندہ میں
سے بھی چپ چاپ اپنے زیر تصرف کر چھوڑی اور چونکہ ان دنوں میں بھی سبھا
ہمہ وقت کرتا دھرتا آپ ہی تھے۔ پتہ لگنا آسان نہ تھا۔ اس کا ذکر اپنے موقعہ
پر مد نمبر ۲ و ۳ و ۴ میں آئیگا۔ یہ رقم تصرف بیجا کی حدود سے نکلکر تغلب کی
کی حد تک جا پہنچی تھی۔ مجھ کو عین وقت پر اس کا پتہ لگ گیا تھا چنانچہ
نہایت کوشش اور جد وجہد سے اس رقم کو بھی تغلب کے شکنجہ سے نکالا گیا
یعنی اس کا بھی پرونوٹ ہی لکھا لیا گیا۔ ازاں بعد لالہ صاحب ہردوار میں
گورکل کے واسطے زمین خریدنے گئے۔ اور ناکامیاب رہے تو آپ نے
صاف کہدیا کہ اب گورکل کا کام ہرگز نہیں کرونگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر
سبھا کی توجہ ان سے روپیہ وصول کرنے پر مبذول ہو گئی اور تقاضا سخت

شروع ہو گیا۔ لیت و لعل میں عرصہ زیادہ گذرتا گیا اور آخر پھر مجھ کو پردہان بنایا گیا اور مجھ کو یہ بات سمجھائی گئی کہ تمہاری ہی کوشش سے امکان روپیہ کے وصول ہونے کا ہے۔ سوائے تمہارے کسی اور کو پردہان بنایا گیا تو روپیہ ہرگز وصول نہ ہوگا یہی وجہ تھی کہ مجھ کو ایک قطعی سعی و واسطے ادائے روپیہ صرف کرنی پڑی اور ایسا برتاؤ اختیار کیا گیا کہ لالہ صاحب کو نالش کا خوف ہوا اور لاچار ہو کر انہوں نے جیسے کیسے روپیہ سبھا کے کوش میں پہنچایا۔

بعض صاحب فرمایا کرتے ہیں۔ کہ روپیہ کسی نہ کسی طرح وصول ہو ہی گیا ہے اس لئے کچھ اعتراض باقی نہیں رہا۔ مجھ کو جواباً کہنا پڑتا ہے کہ اس طرح پر اعتراض رفع نہیں ہو سکتا اول تو اس روپیہ کے عوض میں زیور اور جائداد وغیرہ کے گرو ہونیکا سفید جھوٹ ہی اس اعتراض کو رفع نہیں ہونے دیتا اور اس سے ایک مزید قلعی لالہ منشی رام جی کی مصنوعی راستباری اور رو گرگوں اندرونی اوصاف کی کھلتی ہے۔ دوسرے سابقہ شرح سود کا نقصان بھی اس اعتراض کی تائید کر رہا ہے لالہ منشی رام جی اگر کسی اور جگہ سے ایسے قرض لیتے تو ایک روپیہ کو ایک روپیہ یا ڈیڑھ روپیہ فیصدی ماہواری سود سے کم شرح پر قرض ملنا محال تھا تیسرے سبھا کے روپیہ کو اس طرح اپنے نج کے کاموں میں لگا لینا خود تصرف بیجا کے الزام کو زندہ اور برقرار رکھتا ہے جس کے ادا کرنے کے لئے ایک حبہ بھی لالہ صاحب کی گرہ سے نہیں نکل سکا بلکہ وہ کسی قدر تو ان کے دوستوں اور رشتہ داروں نے ادا کیا اور باوجود اس کے بھی پورا ہونے میں نہ آیا۔ اس کی سبیل کے لئے ایک کمپنی موسومہ آریہ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ قائم کرنی پڑی بھولے بھالے اور بیخبر آریہ بھگتوں نے اس کمپنی کے حصص خریدنے شروع کئے چنانچہ ان حصص کے ذریعہ سے ۲۸ ہزار سے زائد روپیہ جمع ہوا جس میں سے پانچ ہزار روپیہ باقی آریہ پرتی ندھی سبھا لاہو

لالہ منشی رام جی کے نبح کے کاموں میں لگ چکا تھا اور ابھی ادا ہونے
میں نہیں آیا تھا) ادا کیا گیا لالہ منشی رام جی نے اس کے عوض اپنے
مطبع کی کتابیں جو ان سے فروخت نہیں ہو سکتی تھیں کمپنی کے حوالہ کیں
اور پھر کمپنی کے ساتھ ایسا سلوک کیا جنکی امید آریوں سے بعید تھی ان کتب
میں بہت سا حصہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی تصنیفات کا بھی شامل
تھا جن کی قیمت یکجا طور پر فی مجموعہ ۶ روپیہ کے قریب ہوتی تھی۔ مگر
آپ نے ان ہی تصانیف کو اپنے مطبع میں چھاپ کر ان کی قیمت فی مجموعہ
۲ روپیہ کر دی اور اخبار میں اس کا ایک خاص اشتہار دے دیا جس سے
کمپنی کے سرمایہ پر ایک خاص پانی پڑ گیا کیونکہ کمپنی کی کتابوں کا پھر
سابقہ قیمت پر بکنا ناممکن ہو گیا۔ اور کمپنی کے لیے یہ بھی ایک بھاری اور
مزید وجہ خسارہ کی ہو گئی ؂

بعض صاحبان اس موقعہ پر لالہ منشی رام جی کے کارہائے نمایاں
کو یاد دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ان کاموں کی وجہ سے خاص
رعایت یا درگذر کے مستحق ہیں۔ اس کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ اگر
اس پندرہ ہزار روپیہ کو سماجک پرشوں کی طرف سے لالہ منشی رام جی
کی خدمات کا بدلہ مان لیا جائے تو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے بارہ برس
برس کی تنخواہ ہو سکتی ہے یہ تھوڑا سا معاوضہ ان کے کاموں کا نہیں ہے اور اس
صورت میں سبھا یا سماجوں کے سر پر خود لالہ منشی رام جی کا کوئی احسان
نہیں رہتا اس معاوضہ کے مستحق وہ اصحاب ہی ہیں جنہوں نے کہ ان
کے بدلے زر کثیر ادا کیا اور ایک ایسے با لیاقت آدمی کی خدمات اپنے
ذاتی خرچ سے سماجوں کے لیے مہیا کیں ؂

ناظرین آپ "مد نمبر" کے الفاظ دیکھ کر سمجھتے ہوں گے کہ شاید اور کچھ واقعات
ظاہر ہونے لگے ہیں یا کوئی نئی ملامت ہی سامنے آئیں گے لیکن یہ ساری عبارت

تکرار ۱۳ نہیں تو تکرار نمبر ۱۲ ضرور ہے آپ شاید گھبرا دیں اور پڑھنا نہ چاہیں لیکن میرے ساتھ انصاف کرنے کے لئے آپ کو اب سے لفظ بہ لفظ پڑھنا چاہیئے۔ اس سے آگے چھٹی نمبر ۵ یعنی آخری شروع ہوتی ہے۔ اب تو ضرور کچھ نہ کچھ نئی بات ہوگی۔

اعتراض۔ چھٹی نمبر ۵

"مد نمبر ۲ بابت رقم تعدادی ۴۳۹۹ روپیہ جو دراصل غبن تھا مگر کوشش کرکے اس کا پرامیسری نوٹ لکھا لیا گیا اس واسطے تصرف بیجا رہ گیا۔"

(۲۰ نمبر) اس رقم کی تشریح شروع کرنے سے پیشتر اس موقعہ پر ایک دو امر ضروری کا ظاہر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ امور یہ ہیں کہ جب لالہ منشی رام جی کے سر پرتی ندھی سبھا کا قرضہ قریباً ۹ ہزار روپیہ کے ہوگیا اور انہوں نے اپنے آپ میں اس قرضہ کی ادائگی کوئی صورت نہ دیکھی تو وکالت چھوڑ کر تیاگی بن بیٹھے تاکہ تقاضا کم ہو جائے اور اس تصرف بیجا کے سبب سے جو بدنامی پبلک میں ہونے والی تھی وہ تیاگ کے برقعہ میں پوشیدہ رہے۔ اسیطرح گوروکل کیواسطے ۳۰ ہزار روپیہ جمع کرنے کی پرتگیا بھی ایک خاص حکمت عملی تھی۔ میں پہلے اپنی ایک چھٹی میں ظاہر کرچکا ہوں کہ لالہ منشی رام صاحب نے ایک پاپ آلودہ خواہش سے پریرے جاکر اور یہ سمجھ کر کہ آریہ سماجوں میں میرے اندھے بھگت بہت پیدا ہوگئے ہیں۔ جو مجھ سے ایسے ایسے امور میں باز پرسش کرنے کو پاپ سمجھتے ہیں یہ تجویز نکالی تھی۔ کہ ۳۰ ہزار روپیہ کی وصولی کی پرتگیا کرکے جھٹ پٹ اس کی وصولی کیواسطے گھر سے نکل بیٹھے انہوں نے سمجھ لیا کہ جب میں ایک عرصہ دراز تک روپیہ وصول کرتا ہوا ادھر ادھر پھرونگا تو میری پرتشٹھا بڑھ جائیگی اور ادائے قرضہ کے تقاضے سے بھی بچا رہونگا۔ اور علاوہ پہلے دبائے ہوئے روپیہ کے

اور بھی دس یا پنجہزار کا پس و پیش کر لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ غرضیکہ انہوں نے اپنے بچاؤ اور پرتی ندھی سبھا کے تقاضے سے بچنے کے لیئے یہ ایک آسان طریقہ سوچا تھا۔ اس موقعہ پر میں منصف صاحب ملہر کی توجہ اس معاملہ کی طرف کھینچتا ہوں۔ آپ نے اپنی چٹھی میں مسٹر والٹر سکاٹ صاحب کے قرضہ کا ذکر کر کے اس کا مقابلہ لالہ منشی رام جی کے قرضہ سے کیا ہے۔ منصف صاحب ذرا حالات پر غور فرمائیں۔ مسٹر والٹر صاحب نے بیوپار میں قرضہ اُٹھایا تھا یوں کہ وہ بیوپار میں گھاٹے کے سبب سے سخت مقروض ہو گئے تھے اُن کے دوستوں نے انکا خانگی قرضہ ادا کرنا چاہا مگر انہوں نے نامنظور کیا اور مرنے سے پیشتر اپنی زندگی بھر سخت محنت اُٹھا کر بذریعہ تصنیفات روپیہ پیدا کر کے وہ قرضہ ادا کر دیا۔ ادہر لالہ منشی رام صاحب کو دیکھیے اُن کے ذمہ کسی پراُپکار یا دھرم کے کام کی وجہ سے یہ قرضہ نہیں ہوا۔ بلکہ ایک عالیشان کوٹھی بنانے لڑکیوں کی شادی نہایت دھوم دھام اور شان و شوکت سے کرنے اور آمدنی سے زیادہ خرچ رکھنے کی وجہ سے ہزارہا روپیہ کا قرضہ ہو گیا ہے اور لطف یہ کہ باضابطہ کسی سے یہ قرضہ حاصل نہیں کیا گیا۔ بلکہ پرتی ندھی سبھا کے پاس پہنچانے کے واسطے جو روپیہ انکو ملا تھا۔ اسکو دبا بیٹھے۔ ناظرین غور فرمائیں کہ اگر یہ تصرف بے جا نہیں تو اور کیا ہے۔ خیر جب بامر مجبوری لالہ منشی رام جی نے پرتی ندھی سبھا کو پرامیسری نوٹ لکھ دئیے۔ تو انکو واجب تھا واسطے ادا اس قرضہ کے روپیہ پیدا کرنے کی کوئی تدبیر نکالتے یا اپنی جائیداد فروخت کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ بجائے ایسا کرنے کے اُلٹے تیاگی بن بیٹھے اور وکالت چھوڑ دی۔ درحقیقت یہ تیاگ بھی برائے نام ہی تھا کیونکہ جسقدر آمدنی اُن کو وکالت سے تھی اگر اس سے زیادہ نہیں تو اُس کے برابر ضرور اخبار پرچارک اور بک ڈپو سے ہونے لگی تھی۔ اور وکالت کے متعلقہ خرچ کم ہونے کا جو مفاد تھا وہ اسکے علاوہ رہا اگر طبیعت میں شیخی نہ ہوتی

اور گرو بننے کے شوق کا بھوت سر پر سوار نہ ہو جاتا اور ایک جگہ بیٹھ کر اطمینان
سے اخبار اور تصانیف کا کام کرتے تو اس ذریعہ سے بھی ضرور کچھ نہ کچھ حصہ
قرضہ کا ادا ہو جانا ممکن تھا۔ مگر آپ کے خیال میں گرو بننے کے خیال نے یہ
جما دیا تھا کہ ایسے بھگت جن کی جیبوں میں روپے بہت ہیں وہ ضرور
کسی نہ کسی طرح قابو میں آ جائیں گے اور بھگتی کا جوش ان سے ظاہر ہو اور
گیت دان سے اس قرض لیکر ادا کرا دیگا۔ جب ایسی کیفیت ہے تو لالہ
منشی رام جی کا مقابلہ سر والٹر سکاٹ صاحب سے تو کسی حالت میں نہیں
ہو سکتا البتہ پنجاب کے مشہور بھگت بابا رام صاحب سے ضرور ہو سکتا ہے۔
ناظرین! آپ پھر مجھ سے ناراض ہونے کی طیاری کر رہے ہوں گے لیکن میں
کیا کروں ابھی چوتھے خط کے خاتمہ پر جو بارہواں یا تیرہواں سوال بتکرار تھا۔ اسی کا تیرہواں
یا چودھواں تکرار یہ ہے۔ زیادہ یہ ہے کہ اس میں میرا مقابلہ پنجاب کے مشہور بھگت
بابا رام سے کیا گیا ہے وہ کیونکر؟ اسے آگے پڑھیے ✽

اعتراض۔ یہ مشہور وشنو بھگت ضلع سیالکوٹ کے قصبہ ظفروال کے رہنے
والے تھے۔ راس لیلا کا رواج پنجاب میں انہیں کی بدولت جاری ہوا ہے۔
سری کرشن کے بھگت یہ بات فخریہ بیان کرتے ہیں۔ کہ بابا رام بڑی بھگتی سے
راس لیلا کیا کرتے تھے۔ اور راس میں لڑکے لڑکیوں کو نچاتے تھے بھگت
موصوف کچھ کاروبار بھی کیا کرتے تھے اور بعض اوقات روپیہ کی تنگی کی وجہ سے
جھوٹی ہنڈیاں بھی کر دیا کرتے تھے۔ جب ان ہنڈیوں کا روپیہ وصول
نہیں ہوتا تھا۔ اور روپیہ دینے والے روپیہ واپس مانگتے تھے اور
تقاضا ہوتا تھا تو ظفروال کے لوگ قرض خواہوں کو یہ کہکر ٹال دیا کرتے تھے
کہ بھائی یہ تو بھگت ہیں جو روپیہ ان کے ہاتھ آیا سادھ سنتوں کو کھلا
دیا آپ تھوڑا ہی کھا گئے ہیں۔ آپ ان سے کیا وصول کریں گے رس
لیلا کے سوا اُن کے پاس رکھا ہی کیا ہے یہ سُنکر بیچارے قرضخواہ چپ

چاپ واپس چلے جاتے تھے علیٰ ہذا القیاس لالہ منشی رام جی نے بھی بیانی
ہندو بھگتی کے کہہ دینے پر یہ چال چلی تھی۔ اور وہ کسیقدر کامیاب بھی ہوئے
کیونکہ ان بھگتوں نے کسیقدر روپیہ اُن کے قرضہ کا ادا کر دیا اور اب اُن
کا قرضہ جو لالہ منشی رام جی کے ذمہ باقی تھا اُسکا وہ تقاضا بھی نہیں کرتے اس
موقعہ پر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ سوامی دیانند جی مہاراج نے جو دھرم
کی تعریف کی ہے اسکے مطابق یہ کارروائی لالہ منشی رام جی کی سراسر معیوب
ہے کیونکہ سوامی جی مہاراج دھرم ایسے امور کو قرار دیتے ہیں جو انصاف اور
راستی پر مبنی ہوں مگر لالہ منشی رام جی کا یہ عمل نہ تو انصاف پہ مبنی ہے نہ
راستی پر اور اسی وجہ سے لالہ منشی رام جی اسبات کے بھی مستحق نہیں ہیں
کہ وہ اپنے آپ کو دیانتداری بیان کر سکیں ہاں اگر ان کو مایا رامی بیان کیا
جائے تو حق بجانب ہے"

جواب پیارے ناظرین! اسکا جواب دوں! میں کیا جواب دوں! میری بھائی
کی تحریر سراسر جھوٹ پر ہے اس سے بھی بڑھکر لئے ٹھاکر دت صاحب کی
مہربانی کا اظہار ہوگا۔ بعبارت مدرسہ کے آئندہ برہمچاریوں کی خاطر
یہ کچھ اسیقدر نہیں ہے ؞

اعتراض اب اصل معاملہ کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ کہ مارچ ۱۹ء
سے لالہ منشی رام جی گوروکل کے لئے روپیہ جمع کرنے کا دورہ ختم کر چکے
تھے۔ اور مجھ کو خفیہ طور سے اطلاع مل چکی تھی۔ کہ ۳ ہزار سے زیادہ
روپیہ اس پہلے نو ہزار روپیہ کے علاوہ جس کا ذکر پہلی مد میں تحریر
ہو چکا ہے دورہ ختم کرنے تک لالہ منشی رام جی اپنے تصرف میں اولا چکے
تھے جن کے منجملہ دو موٹی رقموں کی بابت مجھے پوری تسلی ہو گئی تھی
اسی وجہ سے میں نے انترنگ سبھا میں یہ لکھ کر پیش کیا تھا کہ اسوقت تک جہاں
تک مجھے معلوم ہے تیرہ ہزار روپیہ لالہ منشی رام جی کے قبضہ میں آچکا

ہے اسلئے لالہ منشی رام جی ہرگز قابل اعتبار نہیں ہیں - سبھا سے فوراً ایسا بندوبست ہونا چاہیئے جس سے روپیہ وصول ہو سکے ؟؟

جواب - سبھا کے دفتر میں آپ کی کوئی ایسی تحریر موجود نہیں ہے اگر آپ نے اپنے پاس لکھ کر رکھی ہوئی ہے تو پتہ نہیں - میں ان دونوں (جیسا کہ لکھ چکا ہوں) انتر سبھا کے اجلاسوں میں نہیں جاتا تھا ٭

اعتراض - اگرچہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کے ست دھرم پرچارک کے ایک نوٹ سے جس کی نقل میں نے چٹھی نمبر ۳ میں مفصل چھاپ دی تھی - اور سیکرٹری حیدرآباد کی تحریر سے (دیکھو چٹھی نمبر ۳) یہ معاملہ بالکل صاف ہو گیا تھا - کہ ۳ ہزار سے زیادہ روپیہ لالہ منشی رام جی دبا بیٹھے ہیں - مگر منشی رام جی کچھ نہیں بتلاتے تھے - نہ انہوں نے ست دھرم پرچارک میں کچھ چھاپا تھا - اس واسطے اُن سے خاص طور پر اس رقم کی بابت کچھ کہا نہیں جا سکتا - مگر اندر ہی اندر جسقدر اخلاقی دباؤ اُن پر پڑ سکتا تھا ڈالتے رہے اور دھمکیاں دیتے رہے مگر انہوں نے اس تازہ تصرف کی بابت اس وقت تک کوئی تحریر نہیں دی تھی - آخرکار جب رائے ٹھاکر دت جی اور چند دیگر اصحاب اُن کے لئے روپیہ جمع کرنے کی فکر میں ہوئے تب لالہ منشی رام جی سے کہا گیا کہ اس تازہ تصرف کی بابت بھی پرامیسری نوٹ لکھدو ورنہ ممکن ہے کہ فوجداری مقدمہ بن جائے کیونکہ یہ صریحاً غبن ہے اسپر لالہ منشی رام جی نے ایک پرامیسری نوٹ تعدادی مبلغ ۳۳۹۹ کا لکھکر میرے پاس بھیجا اور اسکے ساتھ ایک چٹھی بھی بھیجی جس میں رقم معہ تفصیل اس روپیہ کی لکھی ہے چونکہ اس چٹھی سے زیادہ اور کوئی ثبوت اس غبن یا تصرف بیجا کا نہیں ہو سکتا لہٰذا بجنسہٖ اس چٹھی کی نقل ذیل میں لکھی جاتی ہے :-

از جالندھر مورخہ ۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء

میرے پیارے لالہ رلا رام جی نمستے! میں سبھا کے دفتر سے اطلاع کا منتظر تھا۔ پیشتر اسکے کہ میں ایک فہرست ان رقومات کی جو میں فوراً ادا کرنا چاہتا ہوں بھیجوں۔ چونکہ مجھے اس وقت تک کوئی چٹھی نہیں ملی۔ میں نے ایک فہرست تیار کی تھی۔ ان رقومات کی جو کہ میں قسطوں میں ادا کرونگا۔ اور آپ کو ایک علیحدہ لفافہ رجسٹری شدہ میں ان رقوم کی بابت ایک پرامیسری نوٹ بھیجا ہے اب آپ حکم دیں کہ ان رقوم کی نسبت مناسب اندراج کیا جائے آپ کا صادق منشی رام!!

فہرست عطیات جو میرے پرامیسری نوٹ میں شامل ہیں

براے گورکل

نمبرا سکرٹری آریہ سماج حیدرآباد دکن ۱۰۵۸

نمبر۲ از افریقہ معرفت لالہ گنگا رام سکنہ جہلپور ۵۰۴

نمبر۳ از مہاشہ پرتاب سنگھ سکنہ کیار و وال ضلع ہوشیارپور ۱۵۰

نمبر۴ از ماسٹر بھگت رام سکنہ فیروزپور . . . ۴،

نمبر۵ از مہاشہ جگناتھ چوپڑ کانہ ۱۰۰

نمبر۶ دوسری قسط افریقہ ۸۷

نمبر۷ جالندھر آریہ سماج چندہ جمع شدہ بروقت جلسہ . ۴۸۴

سوید پرچار

نمبر۸ جالندھر آریہ سماج چندہ بروقت جلسہ ۱۸۹۹ء ۳۰۵

نمبر۹ لالہ رلا رام سوداگر برہما ۱۰۰

لیکھرام میموریل فنڈ

نمبر۱۰ از جموں ۲۳۶

نمبر۱۱ از ٹھاکر گوبند سنگھ دارا شیوا ریاست حیدرآباد دکن ۱۵۰۰

میزان کل ۴۳۹۹

ہیں اور یہ بیان کرچکا ہوں کہ منجملہ اس چار ہزار تین سو تانوے روپیہ کے مبلغ ۳ ہزار روپیہ کا صحیح و پختہ پتہ مل گیا تھا کہ لالہ منشی رام جی وصول کرچکے ہیں اور اسی واسطے میں نے انترنگ سبھا میں اپنی تحریر پیش کی تھی لیکن سبھا کے دفتر میں انمیں سے کسی رقم کی نسبت بھی تحریری اطلاع نہ تھی۔ اور نہ یہ رقمیں سبھا کے حساب میں درج ہوئی تھیں۔ چونکہ یہ جملہ رقوم لالہ منشی رام جی کو سبھا میں داخل کرنے کے لئے حاصل ہوئی تھیں اس لئے ان رقوم کا سبھا کو ادا نہ کرنا بلکہ اُن کی وصولی کی اطلاع تک نہ دینا اور اپنے خرچ میں صرف کرلینا صریحاً غبن تھا۔ اور اپنے خرچ میں صرف کرلینے کا ثبوت اسبات سے حاصل ہے کہ جب لالہ منشی رام جی نے ان رقومات کا وصول ہونا تسلیم کیا تو نقد روپیہ ادا نہیں کیا گیا بلکہ ایک پرامیسری نوٹ دیا گیا جسکے یہ معنے ہیں کہ روپیہ ان کے پاس موجود نہ تھا اور وہ خرچ کرچکے تھے باقی رہا یہ امر کہ یہ رقومات لالہ منشی رام جی کو کس کس تاریخ وصول ہوئیں اس کا پتہ لالہ منشی رام جی کی کتاب سے مل سکتا ہے ہم صرف اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ دسمبر ۱۸۹۸ء تاریخ جلسہ سالیانہ آریہ سماج جالندھر سے لے کر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک کہ جس تاریخ پرامیسری نوٹ لکھا گیا یہ رقوم وصول ہو کر لالہ منشی رام جی کے قبضہ میں رہی ہیں جسکے یہ معنے ہیں کہ عرصہ دو سال کے اندر یہ رقمیں لالہ منشی رام جی کو ملیں اور اُنہوں نے اپنے خرچ کے کاموں میں ان کو خرچ کیا"

جواب ۔ اس عبارت میں بھی عموماً اُنہیں پیشتر بیان کئے ہوئے امور کا تکرار ہے جنکا جواب میں دے چکا ہوں۔ ہاں اس تحریر میں ایک نیا الزام لگایا ہے وہ یہ کہ حیدرآباد دکن والی ۱۰۵۸ کی رقم اور ٹھاکر گوبند سنگھ والی ۱۵۰۰ روپیوں کی رقم کے سوائے اور رقوم کا نہ تو میں کچھ پتا بتلاتا تھا۔ اور نہ میں نے اخبار میں ہی چھاپا تھا۔ اس لئے اندر ہی اندر دباؤ ڈالا جاتا تھا۔ لالہ رلا رام کے اس شریفانہ الزام کی کیا

وقعت ہے اُسے محض واقعات سے دکھلاتا ہوں ۔

(۱) سکریٹری آریہ سماج حیدرآباد دکن ۱۰۵۰ روپیہ اس رقم کی نسبت لکھ چکا ہوں کہ میرے تیس ہزار پورا کر لینے کے بعد مکمل طور پر وصول ہوئی ۔ اور چونکہ میرے بلوں وغیرہ کا حساب نہیں ہوا تھا ۔ اسلئے دور کی پڑی رہی ۔

(۲) از افریقہ معرفت لالہ گنگا رام سکنہ بہلولپور ۴۰۵ روپیہ اس رقم کی آمد ۱۲ مارچ ۱۹۰۵ء کے پرچارک کے ضمیمہ کے صفحہ حرف الف کے تیسرے کالم میں درج ہے ۔ یہ روپیہ جالندھر میں میرے بھائی صاحب کو میری غیر حاضری میں وصول ہوا

(۳) از مہاشہ پرتاپ سنگھ ۱۵۰ روپیہ ۔ اسی ۲ مارچ کے اخبار میں درج ہے کہ مہاشے پرتاپ سنگھ جی نے ایک ہزار روپیہ کا چیک افریقہ سے ارسال کیا ہے اور باقی روپیہ اپنے ہمراہ لاویں گے ۔ غالباً مہاشہ پرتاپ سنگھ جی ماہ مئی ۱۹۰۵ء میں واپس تشریف لائے اس کے بعد یہ ما ۱۵۰ انہوں نے میرے پاس ارسال کیا ہوگا جو پوشیدہ نہ تھا ۔

(۴) ماسٹر بھگت رام فیروز پور ۳۴۷ روپیہ یہہ روپیہ مجھے جالندھر میں وصول ہوا تھا ۔ جب میں وہاں دسمبر ۱۹۰۶ء میں سماج کے جلسہ پر گیا تھا ۔ اُسیوقت جالندھر کا ۲۰۵ روپیہ بھی مجھے وصول ہوا تھا ۔ ان دونوں رقوم کے ساتھ اپنے پاس سے باقی رقم شامل کر کے میں لالہ شب دیال جی کو کچھ روپیہ واسطے خرچ دوآبہ ہائی سکول کے دے گیا تھا ۔ یہہ وجہ تھی کہ اس رقم کی ادائیگی ملتوی رہی ۔ مفصل حال دوابہ ہائی سکول کا علیحدہ ظاہر کرونگا ۔

نمبر ۵ از مہاشے جگناتھ چوہڑکانہ یکصد روپیہ یہ روپیہ بھی غالباً میری غیر حاضری میں ہی آیا تھا ۔ اگر اخبار میں تلاش کیا جاوے تو اس کا اندراج بھی نکلے گا لیکن اس وقت اسقدر فرصت نہیں ہے کہ اخبار میں تلاش کروں ۔

نمبر ۶ دوسری قسط افریقہ ۔ یہہ بھی مہاشے پرتاپ سنگھ جی نے بھیجی تھی جو راز پوشیدہ نہ تھا ۔

نمبر ۷ - جالندھر آریہ سماج کا چندہ جمع شدہ بروقت جلسہ ۱۸۹۹ء ۲۸۴ روپیہ یہ روپیہ بھی دوابہ ہائی سکول کے خرچ کے لیئے دیا ہوا تھا ✤

نمبر ۸ - جالندھر آریہ سماج چندہ بوقت جلسہ ۱۸۹۹ء ۲۰۵ - اس کا ذکر اوپر ماسٹر بھگت رام فیروزپوری کی رقم کے ساتھ کر چکا ہوں ✤

نمبر ۹ لالہ رلارام سوداگر یرنا کی رقم کی نسبت بھی اخبار میں تلاش کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے ✤

نمبر ۱۰ لیکھرام میموریل فنڈ از جموں ۲۳۶ روپیہ - اس کا مفصل ذکر جیبھ ٹال پیش کرتے وقت آوے گا ✤

نمبر ۱۱ ٹھاکر گوبند سنگھ کے ۱۵۰۰ روپیہ جن کا مفصل ذکر کر چکا ہوں کہ کس طرح جون ۱۹۰۰ء میں پہلے چھ سو آئے پھر ٹھاکر صاحب نے اپنے خط سے مجھے اس کے داخل کرنے سے روک کر ۹۰۰ روپیہ مزید بھیجا اور کسطرح وہ کل روپیہ ادا کیا گیا ✤

ان رقوم کی نسبت مختصر کیفیت لکھنے کے بعد اب میں وجہ ظاہر کرتا ہوں کہ کیوں یہ رقوم فوراً سبھا کے دفتر میں نہ پہونچیں - نمبر ۱ و ۱۱ کا تو مفصل حال پہلے درج کر چکا ہوں نمبر ۲ و ۳ و ۵ و ۶ اور نمبر ۹ میری غیر حاضری میں میرے بھائی صاحب نے وصول کیں اس لیئے ان کے داخل کرنے میں دیر ہوئی نمبر ۴ و ۷ و ۸ اور ۱۰ کی نسبت خاص طور پر لکھنے کی ضرورت ہے تاکہ آریہ پبلک کو معلوم ہو جاوے کہ ۱۸۹۲ء کے دسمبر مہینے سے جبکہ مجھے سبھا کا پردھان بنایا گیا - مجھے کن کن دقتوں میں سے گذرنا پڑا ہے ✤

گو شروع ۱۸۹۳ء سے مجھے گھربار کی ہوش بالکل نہ تھی - اور سماج کی ترقی کے لیئے دن رات کام کرنا اور ہزاروں میلوں کا سفر ہر سال کرنا پڑتا تھا - اور لوکل سماج کے کاموں میں کم حصہ لے سکتا تھا تاہم جب کچھ کام بگڑتا نظر آتا تو اپنی طاقت کی حد کو بھولکر بھی نئے کام اپنے سر پر لے لیتا - چنانچہ اسیطرح جالندھر آریہ سماج کے مندر

کی خراب دیکھکر مینے ایک لاکھ اینٹ اپنی عمارت کے لئے منگالی ہوئی مندر
فنڈ کیلئے دان دیکر چندہ کے لئے اپیل کی مکان بنوانا میرے سپرد ہوا۔ جب
مکان اسوقت کیلئے جسقدر بنوانا تجویز ہوا تھا مکمل کرا چکا تو معلوم ہوا کہ چار
صدروپیہ زیادہ خرچ ہوگیا ہے۔ وہ چار صدروپیہ لکڑی اور اینٹوں والوں کو
دینا تھا۔ چنانچہ جالندھر آریہ سماج کے وارشکوتسب دسمبر ۱۸۹۸ء میں جو ۲۸۴
روپے آئے اور ۲۳۶ بابت لیکھرام میموریل فنڈ کل ۵۲۰ روپیہ میں سے ۴۰۰
روپیہ تو لکڑی اور اینٹوں والونکا قرض ادا کردیا او ۱۲۰ روپیہ دوابہ سکول کے
خرچ میں ڈالے جسکا علیحدہ ذکر کرونگا۔ میں اس انتظار میں تھا کہ جالندھر آریہ سماج
کی انترنگ سبھا اس روپیہ کا انتظام کریگی۔ لیکن اودھکاریوں اا انترنگ سبھا
کے ممبروں نے اپنے سرمایہ میں نقص دکھلاکر مجھے پر ڈالی کہ میں ہی لوگوں کو پریر
کرنا چندہ جمع کرکے یہ قرضہ ادا کردوں۔ مجھے پہلے وزرات پرتی ندہی سبھا کے
کام میں رہنا پڑتا تھا۔ پھر جب ذرا اس سے سبکدوش ہوا تو لیکھرام میموریل فنڈ
کیطرف لوگ رجوع ہوگئے اور پھر گروکل کا بھاری کام سامنے آگیا آخرکار یہ چار
صدروپیہ مینے اپنی گرہ سے آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کو ادا کردیا۔
باقی دور قوم اور رہ گئیں اُنکے جلدنہ داخل ہونے کی وجہ میں بیان کرچکا ہوں
وہ بھی دوآبہ ہائی سکول کا کام چلانے کے لئے استعمال کی گئی تھیں اور اُسکے
متعلق دوابہ ہائی سکول کا مختصر اتہاس یہاں درج کرنا ضروری ہے۔
جب کلچرڈ صاحبان آریہ سماجوں کی سخت مخالفت کررہے تھے اسوقت چونکہ میں
پردھان تھا اور زیادہ تر انکے حملوں کو روکنے کا کام مجھے کرنا پڑتا تھا اس لئے
انہوں نے خیال کیا جالندھر کو فتح کئے بغیر اُنکی ساماجک ہستی قائم نہیں رہ سکے
گی۔ گو اسوقت جالندھر میں ہی میرے بھائی لالہ دیوراج میرے سخت برخلاف
ہوچکے تھے لیکن کلچرڈ صاحبان کو یہ حال شاید معلوم نہ تھا انہوں نے جالندھر
میں سکول کھولنے کا ارادہ کیا۔ ادہر اسیوقت میرے لائق عزیز لالہ لبھورام بی اے

کے دلمیں بھی جالندہر میں ایک سکول کھولنے کا وچار پیدا ہو چکا تھا۔ قابل رحم عزیز گوجرمل فرالنس بھی اسوقت اُنکے ساتھ اس تجویز میں شامل تھا۔ کالج پارٹی صاحبان ان دنوں کنیا مہاودیالے کے برخلاف غلط افواہیں اُڑایا کرتے تھے۔ چنانچہ جسطرح لالہ رلارام نے۔ ن۔ م لکھدیا ہے اسیطرح وہ بھی اپنے آرگن آریہ گزٹ میں لکھدیا کرتے تھے "کیا جالندہر کنیا مہاودیالے کے ممبران بتلا سکتے ہیں کہ ایک لڑکی کہاں ہے" اور ساتھ ہی پرائیویٹ طور پر لوگوں سے کہدیتے کہ انکی مراد۔ اندر کور سے ہے جو بھاگ گئی ہے۔ اسوقت خواہ ودیالے میں اندر کور نام کی کوئی لڑکی داخل بھی نہ ہوئی۔ تاہم لوگ کب رجسٹر دیکھنے آتے تھے کہ افواہ صحیح ہے یا غلط۔ پس زیادہ تر کنیا مہاودیالے کی رکشا کے لئے لالہ لبھورام بی۔ اے۔ اپنا سکول پہلے کھولنا چاہتے تھے لالہ لبھورام اور لالہ گوجرمل فرالنس لالہ دیوراج جی کے پاس گئے اور حالات بیان کرکے اُن سے اپیل کی کہ اگر وہ مدد کریں تو سکول کھل سکتا ہے۔ لالہ دیوراج جی نے ان کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا اور کہا "جو انسٹیٹیوشن نئی کھلیگی اُس سے کنیا ودیالے کے سرمایہ کو نقصان پہونچیگا اسلئے میں تمہارے سکول کھولنے کے برخلاف ہوں" دونوں نوجوان اُداس ½ 9 بجے رات کے قریب میرے پاس آئے میں نے اداسی کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے سارا قصہ بیان کرکے کہا "ہمارے لیڈروں کو اپنا نفع نقصان نہیں سوجھتا"۔ میں اسیوقت انہیں اپنے دفتر کے کمرے میں بٹھاکر اندر گیا اور دو سو روپئے کے نوٹ گجرمل فرالنس کے حوالے کرکے کہا "ٹھیک یہ روپئے چلے کام چلاؤ اگر پھر ضرورت ہو تو میرے پاس آؤ" لالہ لبھورام خوش ہو گئے اور دوابہ ہائی سکول کی بنیاد شروع سنہ ۱۸۹۶ء میں پڑ گئی۔ ساتھ ہی لالہ دیوراج جی کو یہ یقین دلانے کے لئے کہ کنیا مہاودیالے کی سرمایہ کو نقصان نہیں پہونچیگا۔ میں نے خود شامل ہوکر خاص دورے کئے اور اسقدر دھن کنیا ودیالے کے لئے اکٹھا کر دیا کہ پیشتر کبھی دو سالوں میں بھی جمع نہ ہوا تھا۔ اس سکول کے

مفصل حالات لکھوں تو بھی ایک کتاب بن جاوے لیکن مختصر یہہ کہ جبتک میں دوابہ ہائی سکول کو چلاتا رہا۔ تبتک لالہ دیوراج برابر اسکے مخالف رہے گو اس سے جو کام نکال سکتے نکال لیتے تھے۔ اسلئے سوائے میرے اور گجر مل فرانسیس کے اور بعد اسکے قطع تعلق کرنے کے میرے اور لالہ رام کرشن جی کے کوئی صاحب بھی باقاعدہ چندہ نہیں دیتے تھے۔ زبردستی لالہ رام کرشن جی چندہ لکھو لیتے۔ جب تقاضا دو اڑہائی سو ہو جاتا تو اسمیں سے کچھہ وصول ہوتا اور باقی قلم زن کیا جاتا۔ اور آئندہ کو پھر امید باندہی جاتی اور آخرکار اسے بھی جواب دینا پڑتا اب خبر ہے کہ جیسے ہی سکول کے انتظام سے علیحدہ ہوا تب سے لالہ دیوراج جی اس سکول کے خاص مربی ہو گئے اور مینے سنا ہے کہ گذشتہ مارچ میں تقریر کرتے ہوئے اپنے طلبا سکول کو بتلایا کہ دوابہ سکول کنیا مہا ودیالے کی رکشا کے لئے قائم ہوا تھا اور اسلئے اسکی مدد کرنا طلبا کا فرض ہے۔

خیر مطلب اس سارے قصہ کے بیان کرنے سے یہہ ہے کہ جبوقت یہ روپیہ دوابہ سکول کے خرچ میں پہلے لگایا گیا۔ اسوقت سکول کے خرچ کا تقریباً سارا بوجھ مجھپر تھا۔ جب دوسری بار دسمبر ۱۸۹۹ء میں لالہ نندلال جی کے جتلانے پر کہ کرکٹ وغیرہ کا جمع شدہ روپیہ اور بورڈنگ کی پیشگی بھی کھا چکے ہیں مینے ماسٹر بھگت رام اور آریہ سماج جالندہر والے روپیہ انہیں دیدیئے اسوقت صرف لالہ رام کرشن جی عـ۵ روپیہ ماہوار تک مدد دیتے تھے۔ اس سکول کے چلانے میں پہلے کچھ روپیہ لالہ گجر مل فرانسیس نے خرچ کیا۔ لیکن زیادہ تر روپیہ لالہ رام کرشن جی خرچ کرتے رہے ہیں۔ مینے اپنی خاص جیب سے اس سکول کے لئے اسکے قائمی کے دن سے لیکر اس تاریخ تک جبکہ میں گروکل بھومی میں آگیا دو ہزار روپیوں سے کم نہیں دیا۔ میں مانتا ہوں کہ ایک فنڈ کا روپیہ دوسری مد میں خرچ کرنا نامناسب ہے اور آریہ سماجوں کا عام عمل میرے لئے کوئی کافی عذر نہ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن آریہ ہماری مذہبی سبھاؤں میں بھی عمل ایسا ہی تھا۔ چنانچہ میں اپنے ۲۵ مئی ۱۸۹۸ء کے

بہتر کی نقل کرتے ہوئے دکھلا چکا ہوں کہ جلسوں سے اور دیگر طرحوں سے وصول کی ہوئی رقوم کو حساب میں ہی سمجھا جایا کرتا تھا۔ ان رقوم میں سے بھی جموں والی رقم اور جالندھر والی پہلی رقم کی نسبت میرے خط مورخہ ۶ مئی ۱۸۹۹ء میں ذکر ہے جو میں نے لالہ شبد پال جی ایم۔ اے منتری کو لکھا تھا۔

"کرنال اور روہڑ کی حسبہ رقوم میں آپکو دے آیا تھا۔ باہر سے آئی ہوئی صرف دینانگر کی رقم میرے پاس ہے جو حسب ذیل ہے۔

وید پرچار فنڈ ۔ گروکل

للعہ ۱۲/ـــ۸

جملہ ۱۲/ـــ۸ ۔ سوائے اسکے للعہ روپے منجملہ وید پرچار فنڈ کی رقم کے ماسٹر آتما رام جی منتری آریہ سماج دینانگر سے واسطے اپنے خرچ کرایہ کے لائے تھے جو شاید انھوں نے مجرا دیا ہوگا۔ اس رقم کی ادائیگی کے لئے میں حسب ذیل بل بھیجتا ہوں۔

(۱) میرا بل تار برقیوں کا جو سبھا کے کام کے لئے بھیجی گئیں
8 — 4 — ۰

(۲) میرا بل سفر خرچ اُلتسب ہائے آریہ سماج 9 — 5 — 41

(۳) رسید قیمت و خرچ اٹھوائی وغیرہ خیمہ برائے سبھا ۰ — ۰ — 45

93 — 14 — 9

(۴) رقعہ بنام لینکا ڈھکش لاہور آریہ سماج 3 — 13 — 72

166 — 12 — ۰

بجائے اسکے چندجی آپ منتری کا نوٹ ہے ۱۱ روپے لالہ جی کے زیادہ ہیں"

(نوٹ ۔ لاہور آریہ سماج کے لینکا ڈھکش پر چارک پریس کی کتابیں

فروخت کے لئے منگایا کرتے تھے اور سہ ماہی وار یا ششماہی کے بعد حساب دیا کرتے تھے،

اسطرح چندہ بنا بگڑ والا روپیہ آپ جمع فرمادیں۔

جالندھر کا ویدیہ جار وغیرہ کا روپیہ اور جموں کا مابہ لیکھرام میموریل فنڈ کا بھی یہاں ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ سکول کا بوجھ یہاں چند آدمیوں پر ہے گذشتہ مہینوں میں چندہ وصول کرنے میں سستی ہوئی نیز ۴۰۰ روپیہ کا سماج مندر مقروض تھا جسکے لیے قرضخواہ نے تقاضا کیا بس اس روپئے میں سے یہ سب کام چلائے گئے اب روپیہ چندہ کا وصول ہو رہا ہے۔ اُمید ہے کہ ڈیڑھ ماہ تک کا چندہ سکول کا وصول ہوجاویگا اسوقت یہ اور دیگر کچھ چھوٹی رقوم بھی جو یہاں ہیں آپ کے پاس بھیجدیجا دیں گی۔

ناظرین! کیا یہ تحریر یں ظاہر کرتی ہیں کہ میںنے کوئی رقوم چھپائیں۔ بلکہ اسلئے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ان صاف تحریروں کا ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی گئی۔

اب لالہ رلا رام ولیے پیمفلٹ کے خاتمہ کی عبارت رہگئی ہے اسے بھی پڑھ لیجئے

اس چٹھی کے ختم کرنے سے بیشتر ہم لالہ بدری داس ایم اے وکیل جالندھر کے عذرات کی تردید بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ لالہ بدری داس جیلے نے سبھا کے اجلاس میں یہ فرمایا تھا کہ لالہ منشی رام جی کا حساب کتاب ٹھیک نہیں رکھا جاتا رہا ہے۔ اُنکے نوکر یہ رقمیں وصول کرکے خرچ کرتے رہے ہیں۔ جب انکو معلوم ہوا تو انہوں نے انکی لسنبت ایک پرامیسری نوٹ دیدیا۔ یہ عذر کس وزن کا ہے ناظرین اسکا اندازہ خود ہی لگا سکتے ہیں۔ لالہ منشی رام جی کے کارخانہ میں اخبار کے چندہ وغیرہ کی بابت چھوٹی چھوٹی رقوم آیا کرتی ہیں اگر اسلئے مالک منتظم اور ایڈیٹر اخبار بے خبر رہے تو کارخانہ میں اندھیر مچ جائے۔

یہ تو ہزاروں کی رقمیں ہیں۔ انکا نوکروں کی نسبت وصول کر لینا اور لالہ منشی رام جی کے کاموں میں خرچ ہونا اور باوجود اسکے دو سال تک لالہ منشی رام جی کا بے خبر رہنا کیسا کچھ استعجاب پیدا کرتا ہے جسکو عقل سلیم ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ لالہ منشی رام جی حساب کتاب کی کوئی کتاب رکھا کرتے ہیں یا نہیں اگر رکھا کرتے ہیں تو اُنمیں یہ رقوم آئیں یا نہیں اگر آئیں تو ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک خاموشی کے کیا معنی ہیں۔ لالہ منشی رام جی کا فرض ہے کہ وہ سنہ ۱۸۹۸ء سے لیکر سنہ ۱۹۰۰ء تک اپنے حساب کتاب کی کتابیں پبلک کے روبرو رکھیں۔ تب معلوم ہو گا کہ لالہ بدری داس صاحب ایم اے کے عذر کی کیا وقعت ہے اس روپیہ کے متعلق

واقعات سے غبن ہونے کی صاف طور پر شہادت مل رہی ہے۔ کیونکہ طلبی پر بھی روپیہ نہیں ملسکا۔ پرامیسری نوٹ ہی ملا لیکن جب سبھا نے پرامیسری نوٹ لے لیا تو وہ صریح غبن تصرف بیجا کی شکل میں آگیا ایسی صورت میں قانون دانوں کی رائے ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے پرامیسری نوٹ لیا پرتی ندھی سبھا کا ہر ایک ممبر جو آجتک اس روپیہ کی تفصیل سے بےخبر رہا لالہ منشی رام جی کے اوپر فوجداری مقدمہ غبن یا تصرف بیجا کے دائر کرنیکا حق رکھتا ہے۔

اب باقی رہا یہ امر کہ فوجداری مقدمہ دائر ہو یا نہ یہ سوال دوسرا ہے اسکو اس بحث سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔

راقم ”از گجرانوالہ“

جواب ۔ یہ پھر پہلی باتوں کا ہی تکرار ہے جینے سبھا کی مثل میں موجود خط و کتابت کے ذریعہ سے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی رقم چھپائی نہیں گئی۔ بلکہ جو

کچھ معلوم ہوا وہ میرے خطوط سے ہی معلوم ہوا۔ اور یہاں لالہ رلارام جی کے پمفلٹ
کا جواب ختم ہو چکا۔ لیکن ابھی لالہ رلارام جی کے فرد الزامات میں سے مد ۱۲
کا جواب باقی رہگیا۔ سو اسکی وجہ یہہ ہے کہ لالہ رلارام نے اسکی لسنبت کچھ لکھا
نہیں تاہم اسکے متعلق جو کچھ کاروائی میرے ساتھ ہوئی اسکی نقل درج کر دیتا ہوں
اس سے دیگر رقوم کی ادائگی رکنے پر بھی کچھ روشنی پڑیگی۔ اور ساتھ ہی معلوم ہوگا
کہ لالہ رلارام جی کس سپرٹ سے کام کر رہے تھے۔

"از دفتر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب ۔ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء ۔ نمبر ۱۲۰۴
لالہ منشی رام جی پلیڈر جالندہر۔ پریہ درمہاشے۔ جی نمستے۔
ستیہ دہرم پرچارک کی فائل دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حسب ذیل رقوم
کا اخبار میں ذکر ہے۔ لیکن انکا کوئی اعتراض سبھا کی کارروائی
میں نہیں ہے۔ قبل دانیوں کو لکھنے کے آپسے دریافت کرتا
ہوں کہ آیا آپکو ان رقوم کی لسنبت کچھ معلوم ہے تو لکھیں۔
الیکا شبدیال منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب"
(نوٹ ۔ فہرست درج کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ میرے جواب سے
ہر ایک رقم کی لسنبت معلوم ہو جائیگا)
"جالندہر شہر ۲۲ مئی سنہ ۱۹۰۱ء ۔ پریہ درمہاشے لالہ سیدیال جی
منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نمستے
آپکا ایک پتر نمبر ۱۲۰۴ مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میرے پاس آیا تھا
اسکے ساتھ ہی ایک فہرست روپیوں کی بھی تھی اپنے لکھا تھا کہ وہ
روپیے ستیہ دہرم پرچارک کے کالموں میں درج ہیں لیکن آپکے دفتر
میں نہیں پہونچے۔ اسلیئے مجھسے درخواست تھی کہ قبل اسکے کہ دانی
صاحبان کی خدمت میں دریافت کے لیئے لکھا جاوے مجھ سے
دریافت کیا جاوے کہ آیا مجھے ان رقوم کی بابت کچھ یاد ہے یا نہیں

اس خط کا جواب دینے کے لئے پڑتال اخبار کا ارادہ بھی کیا تھا کہ پنڈت گوپی ناتھ نے ازالہ حیثیت عرفی کا دعوٰے دائر کردیا اسکی پیروی کی وجہ سے ذرا بھی وقت نہ ملا کہ آپکے اس ضروری خط کیطرف متوجہ ہوں۔ ابھی تک گو مقدمہ بدستور ہے۔ لیکن یہ سنکر کہ میری مجبوراً خاموشی کا فائدہ اُٹھایا گیا ہے۔ طوعاً و کرہاً اسی وقت اس معاملہ کیطرف رجوع ہونا پڑا۔ پس ایک ایک رقم کی نسبت رپورٹ بھیجتا ہوں

(۱) ۱۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کے پرچہ سمت ۱۹۵۵ بکرمی۔ میں ایک رقم ایک آریہ کیطرف سے اسطور پر درج ہے کہ اگر کوئی مہاشے آریہ برادری پر مضمون اچھا لکھے تو اسے انعام دیا جاوے ورنہ دو ماہ کے انتظار کے بعد وہ روپیہ ویدپرچار فنڈ میں دیدیا جاوے۔ میرے روزنامچہ میں درج ہے کہ وہ روپیہ جالندہر آریہ سماج کے خزانچی کے پاس بھیجدیا گیا اور وہ روپیہ جالندہر کی رقم میں شامل آپ کے پاس آگیا اسلئے اسکا ذمہ وار میں نہیں ہوں۔

(۲) دوسری رقم۔ ۱۲ ماگھ کے اخبار میں پانچ روپیوں کی ایک رقم گیت دان ایک ممبر کردہ افغانان برائے مختلف ساماجک فنڈات درج ہے۔ یہ رقم میرے روزنامچہ میں ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو درج ہوئی بہ تفصیل ذیل۔

ویدپرچار	دیانند کالج	کنیا مہاودیالہ	کتب
۲عصہ؍	عصا؍	عہ؍	عصہ؍

کل رقم جالندہر سماج میں دی گئی اور وہاں سے کل روپیہ کے ساتھ سب فنڈات میں تقسیم کی گئی۔

(۳) ۲۴۔ ماگھ سمت ۱۹۵۵ بکرمی کے پرچہ میں جو مشرقی افریقہ کا روپیہ درج ہے وہ کل -/-/۵۰ ہے نہ کہ پچاس جیسا کہ آپنے

لکھا ہے کہ بابو متھراداس کے عہ کی بجائے آپنے عہ لکھے
ہیں۔ کل ۶۰ میں سے وہی لکھا ہے کہ عہ کنیا مہاودیالہ اور
عہ کنیا اناتھ آلہ کے لئے جو اُن مدات میں دیئے گئے۔ للعہ
روپے وید پرچار فنڈ کے درج ہیں۔ میرے کا غذات میں میرے
بھائی بھاجی کے جو اس وقت منتظم تھے یہ رقم لاہور بھیجدینے کا ذکر
لکھا ہے لیکن پڑتال پر معلوم ہوا کہ کوئی منی آرڈر نہیں کرایا گیا۔ میں
سمجھ رہا ہوں کہ یہ رقم روانہ ہو چکی ہے اگر نہیں ہوئی تو میری ذمہ
داری ہے۔ 40 حج

(۴) ۱۷۔ جیسا کہ کے پرچارک میں صفحہ ۱۱ پر لالہ ہردیداس پٹواری
کے گھر میتر اتیبی درج ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے
کہ عہ مختلف سماجک فنڈات کے لئے انہوں نے دان
دے۔ خبر چھاپنے سے نہ معلوم میری ذمہ داری کیونکر ہو گئی۔
انہوں نے مختلف فنڈات میں بھیجدیے ہونگے۔

(۵) پرچارک ۲۲ بیساکھ میں صفحہ ۱۰ پر درج ہے کہ پنڈت بھگت رام
اور سیکرٹری مہلسی نے للعہ آپ لیکھرام میموریل فنڈ کے لئے
بھیجے اور 28/ پہلے بھیجے تھے۔ کہیں ذکر نہیں ہے
کہ مجھے بھیجے تھے میںنے روزنامچہ روکڑ اور کھاتہ کا مقابلہ کیا
کہیں رقم درج نہیں ہے آپ اور سیکرٹری صاحب سے دریافت فرما دیں

(۶) چودھری نار سنگھ کے عہ روپیہ ۱۸ ہاڑ سمہ ۵۶ کے
پرچہ میں درج ہیں۔ میرے روزنامچہ میں بھی درج ہیں خرچ میں
نہیں ڈالے گئے۔ پس یہ رقم سبھا کی بابت وید پرچار
فنڈ میرے ذمہ ہے۔ 5/ حج

(۷) ۲۵ ہاڑ سمہ ۵۶ کے پرچارک میں عہ روپیہ گپت دان

درج ہے یہ روپیہ میری غیر حاضری میں (جب میں کوئٹہ گیا تھا)
میرے بھائی صاحب نے وصول کیا ہو گا۔ گو مجھے وصول ہو کر
بھی میں درج نہیں ہوا تاہم ذمہ دار ہوں۔

١٨٥

(٨) ٣ مگھر سمت ١٩٥٦ کے پرچارک میں میرے بھرمن ورتانت
میں مبلغ ۵۰ روپیہ لالہ منشی رام اور سیر لونگ سے جمع
کر کے لانا پنڈت دیوی دیالو جی کے درج ہے۔ یہ روپیہ کرنال
کے ایک ہزار روپیہ میں شامل ہے علیحدہ میں نہیں لایا۔

(٩) ١٧ مگھر سمت ٥٦ کے پرچارک میں سانگلہ کے ارد گرد کی
وصولی رقوم درج ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپنے یا آپکے اکونٹ کلرک
نے میرے مضمون کو سرسری طور پر پڑھا ہے ورنہ آپکو معلوم ہو جاتا
کہ اول تو آپنے رقوم درج کرنے میں غلطی کھائی ہے۔
٢ جو نمبر کا بنگلہ نہیں بلکہ جو نمبر کا بنگلہ درج ہے ۵۰ نہیں
بلکہ ۲۵ نقد درج ہے۔ لیکن اگر آپ آگے جاکر اسی مضمون
میں صفحہ ٨ کالم ٢ سطر ١١ سے پڑھنا شروع کرتے تو وہاں
لکھا تھا۔ "میرے روبرو مبلغ ۵۰ روپیہ نقد جمع ہو گیا تھا
لیکن اسکے علاوہ ٥٠٠ روپیہ ایسا تھا جو کہ اسوقت وصول نہ ہو
سکا۔ میں زیادہ ٹھہرنے کی گنجائش نہ دیکھ کر چلا آیا اور تاکید کر
آیا کہ باقی کل جمع ہو کر لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ تک
بھیج جاوے" مجھے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ سانگلہ والوں
سے اور وصول نہ کیا اور یہ رقم مبلغ ۵۰ کی لاہور آریہ سماج
کے سالانہ جلسہ پر دی گئی جو کہ آپکو وصول ہو چکی ہے۔

(١٠) ٢٤ پوہ سمت ٥٦ کے اخبار صفحہ ٦ کالم ١ میں سردار رام سنگھ

منشی ضلعدار صاحب نہر باری دواب کیطرف سے ۵؍ کا دان
درج ہے جسمیں سے عہ؍ گروکل اور اجرو یہہ ۵؍ پرچارک کیلیے
درج ہے۔ پس بجاسے پہلے تین روپیہ کے لہ عہ؍ روپے
ہوگا۔ لیکن میرے یہاں ہی میں درج نہیں۔ ونہ دار ضرور ہوں

(۱۱) الیضا۔ بھگت وت مل کا اخبار میں بھی دو روپیہ مجھے
وصول ہونا نہیں لکھا اور نہ میرے پاس روزنامچہ میں انکی رسید گی
درج ہے پھر میں کیسے ذمہ دار ہو سکتا ہوں۔ بھگت دت مل سے
دریافت کیجئے۔

(۱۲) ، رہاگن سمت ۵۶ پرچارک صفحہ ۸ کے کالم اول میں
جو ۵؍ روپیہ دان گروکل اور ۵؍ روپے بھگوتی دو ہوا
سہائک فنڈ کے لئے درج ہے وہ اصل میں ؛ نیوان دیارام گدول
جی کا دان تھا مجھے انہوں نے خط میں ۱۰/ روپیہ کا نوٹ ہی بھیجا
تھا اور لکھا تھا کہ ۵؍ روپیہ جگوتی دو ہو سہائک فنڈ کے لئے اور
۵؍ " For your permanent institution"
میں گروکل سبھا بعد میرے لکھنے پر کہ گروکل کے لئے میں بھاری
رقم کی امید کرتا ہوں انہوں نے لکھا کہ کنیا مہا ودیالہ کے لئے
دیگئی ہے اور اسوقت انہوں نے پر "Per-institution"
اسکو لکھا تھا۔ پس یہہ غلطی سے لکھا گیا جسکی اب اصلاح کردیجائے
پس یہ رقم کنیا مہا ودیالہ کو گئی۔

(۱۳) ۲۱ پھاگن سمت ۵۶ کا سب روپیہ میرے بھائی صاحب لکھتے ہیں
کہ وصول ہوا۔ لیکن روزنامچہ میں درج نہیں ہے لیکن چونکہ اخبار میں
درج ہے اور اسکے ساتھ یہ بھی درج ہے کہ میرے نام ایڈیٹر سے
پاس آیا۔ میں ان کل رقوم کا جو تعداد ہے آپنے دس لکھی ہیں اور

جنکا کل زرِ مطالبہ عـہ ہے کل کا ذمہ دار ہوں۔

(۱۵) مہاشے بے نظیر سنگھ کی دو اقساط پانچ پانچ روپے کی جملہ عـہ کا بھی ذمہ دار ہوں۔ پس اس لحاظ سے حسب ذیل رقوم کا ذمہ دار ہوں۔

(۱) افریقہ والے للعہ و پچھلے نمبر اضمن نمبر (۲)

(۱) افریقہ والے		40	0	0
(۲) بابت چودھری ناہر سنگھ	(۹)	16	0	0
(۳) گپت دان	(۷)	15	0	0
(۴) سردار رام سنگھ	(۱۰)	3	0	0
(۵)	(۱۳،۱۴)	55	8	0
(۶)	(۱۵)	10	0	0
میزان		139	8	0

چونکہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کے جلسہ پرتی ندھی سبھا کے لئے شریمان پردھان مہاشے لاہور میں تشریف لاویں گے پس میرا خط اور اپنا خط دونوں انہیں دکھلا کر مجھے آخری فیصلہ سے آگاہ کیجئے کہ کسقدر رقوم کا مجھے آپنے ذمہ وار ٹھہرایا ہے تاکہ روپیہ جلد بھیجکر بیباق کر دوں۔"

اسکا جواب منتری جی نے حسب ذیل دیا:-

" ۳۱۶۸ ۔ ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۱ء - سیوا میں شریمان لالہ منشی رام جی جالندھر

مانیہ ور مہاشے نمستے آپکا کرپا پتر مورخہ ۲۲ مئی کے اتر میں نویدن ہے کہ آپنے جو یہ تحریر فرمایا ہے "کہ میری مجبوراً خاموشی کا کچھ فائدہ اٹھایا گیا ہے" اسکے مطالعہ سے تعجب ہوا ہے میں سچے دل سے لکھتا ہوں

کہ کم از کم میری طرف سے آپکی خاموشی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا
گیا۔ اور نہ ہی اسکے متعلق میرے دلمیں کچھ خیال گذرا ہے پردھان
جی کی نسبت میں سچنۃ طور سے تحریر نہیں کر سکتا البتہ
جہانتک مجھے واقفیت ہے انھوں نے کبھی کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے
کی کوشش نہیں کی آپکے پتر میں تھوڑی سی رقوم کا کچھ ذکر نہیں ہے
ہمارے معاملہ کو طے کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان
رقوم کی نسبت بھی جناب اپنی رائے سے سرفراز فرمادیں۔
چار روپیہ ۱۲ جو لالہ نانکچند نے لودھی دہلی سے اور دس روپیہ کے
جو لالہ امرت لال سب ورٹینری افیسر لائیلپور نے بھیجے ہیں۔
آپکا متر شبدیال"

اسکا جواب مینے حسب ذیل بھیجا
"نمبر ۲۵۔ جالندھر شہر۔ ۱۳ جون سنہ ۱۹۰۱ء۔ سریہ ودیہا شے ور
منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نمستے۔
بجواب آپکے نمبر ۲۱۹ مورخہ ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۱ء کے گذارش ہے
کہ اسوقت بوجہ مصروفیت مقدمہ میں کاغذات کی پڑتال از سر نو
نہیں کر سکتا۔ جو لالہ نانکچند والے للعہ ۱۲ اور لالہ امرت لال والے عہ
جملہ للعہ کی رقم کا ذکر میں بھول گیا ہوں اسکو بھی میرے
ذمہ ہی عائد کر کے پھر اپنے اور پردھان مہاشے کے فیصلہ سے مجھے
مطلع کیجئے۔
آپکا منشی رام"
اسکے بعد اس معاملہ پر کوئی خط و کتابت میری یادداشت میں
درج نہیں ہے۔ جہانتک مینے لالہ رلارام جی کے لگائے
الزامات کی نسبت واقعات اور نقول کاغذات آپ مہاشیوں
کے روبرو رکھدئے ہیں۔ نہ میں کوئی دلیل پیش کرنا چاہتا ہوں

اور نہ آپکے جذبات کو اپیل کرنا چاہتا ہوں۔ فیصلہ آپ پر ہی چھوڑتا ہوں۔

ہاں۔ یہ ضروری ہے کہ آپکے دل میں اسوقت جو سوال قدرتاً پیدا ہوگا اسکا جواب مختصر طور پر دیدوں۔ آپ پوچھیں گے "جب واقعات کی یہ حالت ہے تو لالا رام نے مئی سنہ ١٩٠٥ء میں کیوں اسقدر لمبا الزام نامہ تمہارے برخلاف پیش کیا؟"

اسکا کسیقدر جواب تو ان اوراق میں آپکو ملچکا ہے لیکن مکمل جواب کے لیے بھی میں محض واقعات اور نقول دستاویزات پیش کرونگا جو ایک داستان کی شکل میں ہوگا اگر معاملہ کی تہ تک پہونچنا چاہتے ہیں تو اس داستان کو غور سے پڑھ جائیے

میری باقی داستان

روپیہ کے معاملے کا خاتمہ

میں ظاہر کرچکا ہوں کہ ٤٣٩٩ روپیوں کے علاوہ دیگر کل چھوٹی بڑی رقوم میں ٢٢ مارچ سنہ ١٩٠١ء کو ہی ادا کرچکا تھا جنکی چھوٹی کی رسید بدستخط لالہ شبدیال ایم اے۔ منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب میرے پاس موجود ہیں اور ٢٨ جون سنہ ١٩٠١ء کو میں نے دونوں ٥٠٠٠ ۔۔ کی رقوم جو میری معرفت قرض پر دی گئی تھیں معہ سود ادا کردیں رسید جو میں نے پرونوٹ کی پشت پر حاصل کی اسکی نقل حسب ذیل ہے۔

"لالہ منشی رام جی سے نو ہزار آٹھ سو نو روپے بارہ آنے اور تین پائی حسب ذیل تفصیل سے وصول ہوئے:۔

اس پرونوٹ کا اصل	8607 — 5 — 3
سود لغایت ٢٨ جون سنہ ١٩٠١ء	1202 — 8 — 9
	9809 — 14 — 0
پہلے وصول ہو چکے تھے	0 — 1 — 9
آج وصول ہوئے بذریعہ کرنسی نوٹ اور نقد	9809 — 12 — 3
میزان	9809 — 14 — 0

شیو دیال سکرٹری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب''

نکٹ ا ا

اس حساب سے مینے اصل کیساتھ ۳۰۹ ۲ روپیہ ۱۴ آنہ بابت سود کے ادا کئے ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو روپیہ ادا ہوگیا۔ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو بوقت دوپہر انترنگ سبھا کا اجلاس تھا لاہور آریہ سماج کے ہفتہ وار جلسہ میں لالہ رلارام بھی شریک تھے جلسہ کے خاتمہ پر لالہ شیو دیال جی نے کہا "لالہ رلارام جی۔ روپیہ ادا ہوگیا ہے" لالہ رلارام جی بڑی حیرانی سے پوچھنے لگے "کیا سب ادا ہوگیا؟" انکا چہرہ قابل مطالعہ تھا۔ لالہ روشن لال جی نے کہا "آپکو افسوس کیوں ہوا سب ادا ہوگیا" اسپر لالہ رلارام بولے "نہیں نہیں افسوس کیوں ہوتا تھا بڑی خوشی کی بات ہے" یہہ کہکر سب اوپر چلے گئے اور میں بھی اس جلسہ میں شریک ہوا۔

اب تو راز کھلنے لگے

اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ جو رقوم اخباروں سے تلاش کروائی گئی تھیں انکے لیے لالہ رلارام صاحب نے پنڈت امینچند کو خاص عطیہ [illegible] کیا تھا اور کہ پنڈت لیکھرام کی تصانیف کا سوال بھی اس سبھا میں پیش ہونے کے لیے درج ہے۔ مینے پنڈت لیکھرام جی کی تصانیف والی مثل لینی چاہی۔ لالہ رلارام جی چھپانے لگے تب معلوم ہوا کہ آپنے بار بار لکھدیا تھا کہ منشی رام کے ذمہ کچھ نکالو اور پنڈت امینچند اب منتری کی رپورٹ ہے کہ سبھا کا چوتھا حصہ بابت قیمت جملہ کتب کے وصول ہوچکا ہے۔ میں مطبع ستیہ دھرم پرچارک کے نام کیسے کوئی رقم نکالوں۔ لالہ رلارام نے اس مضمون کی نسبت کہدیا کہ اطمینان ہوچکا ہے یہ مضمون پیش کرنے کی ضرورت نہیں مینے بھی کچھ زور نہ دیا کیونکہ میں لالہ رلارام جی جملہ ناشائستہ حرکتوں کو بھول گیا تھا اور ان سے اور ان کاموں سے جنکی وجہہ سے وہ مجھ سے ناراض تھے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں اپنے مقدمہ کی پیروی میں مشغول ہوا۔

مقدمہ گوپی ناتھ کے بقیہ حالات

اب مقدمہ گوپی ناتھ کے بقیہ حالات اُسی پرانی کتاب کے دیباچہ سے نقل کردیتا ہوں تاکہ پبلک کو معلوم ہو جاوے کہ رائے ٹھاکر دت جی نے جو غصہ میں آکر اسے یونہی ٹالنا چاہا ہے آیا اسکا آریہ سماج اور پبلک کے ساتھ کوئی تعلق تھا یا نہیں۔

مقدمہ کی چوتھی پیشی

۱۴ جولائی کو فریقین کے حاضر ہوتے ہی پہلا کام جو مستغیث کے کونسل نے کیا یہ تھا کہ ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء پیش کیا جس میں مقدمہ کی کارروائی چھپانی شروع کردی تھی اور کہا:۔

مسٹر میٹ لین ۔ میں جناب کی توجہ اس پرچہ کیطرف دلاتا ہوں جسمیں یہہ ظاہر کرکے کہ یہ پہلا ہی لائیبل کیس برخلاف ملزم کے اخبار کے ہے ملزم نے عدالت کی رائے اپنے حق میں کرنی چاہی ہے اور اسلئے ملزم نمبر ا پر توہین عدالت کا جرم قائم کرنا چاہیے"

عدالت نے سرشتہ دار کو حکم دیا کہ ۵ جولائی کے پرچہ کی عبارت پڑھی جاوے۔ چنانچہ حسب ذیل عبارت پڑھی گئی۔

"**کیہہ** پرچارک کے خلاف یہہ پہلا ہی لائیبل کیس ہے اس سے پیشتر پرچارک کو سوائے ایکمرتبہ کے کسی نالش کی دہمکی تک نہیں ملی اور اس ایکمرتبہ بھی نہ تو پرچارک کو معافی ہی مانگنے کی ضرورت پڑی اور نہ ہی نوٹس بھیجنے والے صاحب نے عدالت میں جانیکا حوصلہ کیا۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد میرے پرچار کے دورہ میں وہ صاحب مجھے ایک شہر میں ملے تو انہوں نے صاف اقرار کیا کہ جو کچھ انکی نسبت لکھا گیا تھا صحیح تھا۔ مقدمہ موجودہ ہنوز زیر تجویز ہے اسلئے اسکے متعلقہ واقعات کی نسبت رائے زنی کرنا نامناسب ہے لیکن ناظرین ان واقعات کی نسبت جو کچھ رائے اپنے دلوں میں قائم کریں گے اُس سے انہیں کوئی روک نہیں سکتا۔"

عدالت۔ اسمیں کسی قسم کی توہین عدالت نہیں ہے ہماری رائے

پر کسی قسم کا بیجا اثر ڈالنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ آپکا کیا مطلب ہے
کیا یہ تحریر استغاثہ فوجداری کی بنیاد بن سکتی ہے؟"

مسٹر مجسٹریٹ ٹیمن "میرا یہ منشا نہیں ہے کہ ملزم پر فوجداری
مقدمہ دائر کیا جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرے موکل کو بدنام کرنے
کے لئے واقعات حیلہ سے شروع کئے گئے ہیں۔"

عدالت "عدالت کی کارروائی کو ہر شخص چھاپ سکتا ہے۔"

اس مکالمہ کے بعد پنڈت گوپی ناتھ کا بیان ثانی شروع ہوا جو
سارے دن میں ختم ہوا اور اپنی جگہہ پر درج کیا گیا ہے۔

۱۷ جولائی کو پنڈت گووند سہائے کا بیان ثانی ہوکر گواہان استغاثہ
پر جرح ہوئی اور چند گواہان صفائی کا بیان بھی لکھا گیا۔ ۱۸ جولائی
کو پھر استغاثہ کے باقیماندہ گواہان پر جرح ہوئی اور ملزمان کے
گواہوں کے اظہار قلمبند ہوئے۔ آخری گواہ کریم بخش تھا
جسکے بیان سے پیشتر ملزمان کے کونسل نے ظاہر کیا کہ ہم نے
دستاویزات بذریعہ کریم بخش گواہ کے برخلاف مستغیث ثابت
کرلئے جاویں گے۔ پس چونکہ ہم شروع سے ہی استغاثہ کے ساتھ
صاف برتاؤ کرتے رہے ہیں اسلئے اب بھی موقعہ دینا چاہتے ہیں
کہ اگر مستغیث ان دستاویزات کا کچھ جواب رکھتا ہے تو جرح کے
لئے طیار ہو جاوے لیکن استغاثہ کیطرف سے بڑا زبردست عذر
کیا گیا۔ جسکی وجہ سے عدالت نے مجبوراً ملزمان کے کونسل کی
درخواست کو نامنظور کیا۔ ازاں بعد کریم بخش کا اظہار قلمبند ہوا
دوران بیان ہی میں مسٹر مجسٹریٹ ٹیمن صاحب چلے گئے اور جب بیان
ختم ہوچکا تو پنڈت گوپی ناتھ نے کریم بخش پر خود سوالات جرح
کرنے سے انکار کیا۔ تقریباً اڑھائی گھنٹوں تک کونسل استغاثہ کی

انتظاری ہوتی رہی اخرکار وہ آئے اور جو دو چار سوال انہوں نے کئے وہ جرح کے جوابات سے ظاہر ہوتے ہیں اسطرح یہ پیشی ختم ہوئی اور مقدمہ واسطے بحث آخری کے ۳۱ جولائی اور یکم اگست کے لئے رکھا گیا۔

مقدمہ کی پانچویں پیشی ۔ لیکن بدقسمتی سے ۲۹۔ جولائی سے ہی رائے زادہ بھگت رام صاحب ایڈووکیٹ مشیر قانونی ملزمان کی طبیعت کسی قدر ناساز ہو چلی تہی اور ۳۰ جولائی کی صبح کو جب لاہور کی روانگی کے لئے اُنسے رخصت ہونے گیا تو ناسازی بڑھ چلی تھی۔ چنانچہ اسیوقت مجسٹریٹ بہادر کو واسطے التوائے مقدمہ کے تار دی گئی۔ لیکن بوجہ نزدیکی تاریخ کے جواب ملا کہ التوا نہیں ہو سکتا۔ میں تو اسی دن لاہور پہونچ گیا۔ لیکن رائے زادہ صاحب اسی بیماری کی حالت میں راتوں رات تیاری کرکے ۳۱ جولائی کی صبح کو ۹ بجے پہونچ سکے۔

گیارہ بجے کے قریب جب ہم سب لوٹن ہال میں پہونچے تو تماش بینوں کے انبوہ دیکھکر عجیب حیرانی ہوئی چونکہ کالجوں میں تعطیلیں ہو گئی تھیں اسلئے ہم لوگوں نے سمجھ لیا تھا اب اُسقدر مجمع بھائی نہ ہوگا۔ لیکن یہاں کالجوں اور سکولوں کی تعطیلوں نے بھی کچھ نمایاں فرق نہ دکھلایا اسیطرح سینکڑوں صاحبوں نے فریقین کے اندر جانے سے پیشتر ہی جگہیں سنبھال لیں مقدمہ کے پیش ہوتے ہی صاحب مجسٹریٹ بہادر نے رائزادہ بھگت رام کی مزاج کی کیفیت پوچھی رائزادہ صاحب کا خیال تھا کہ شاید وہ اپنی تقریر کو ختم نہیں کر سکیں گے اور اسلئے مجھے باقی تقریر کیلئے کہتے تھے۔ لیکن جب انہیں جوش آگیا تو سب تکلیف خود بخود رفع ہو گئی اور جس لیاقت کے

ساتھ انہوں نے اپنے فرائض کو ادا کیا اس کے لئے مجھے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انکی قابل قدر تقریر خود بول رہی ہے

مقدمہ کی چھٹی اور آخری پیشی

فیصلہ سنانے کے لئے ۲ دسمبر ۱۹۰۱ء یعنی بحث سے کامل ایکماہ بعد کی تاریخ مقرر ہوئی

اسروز صبح سوا دس بجے ہی میں معہ لالہ وزیر چند و لالہ بستی رام ملزمان ہمراہ اپنے کونسل مسٹر روشن لعل کچہری ضلع میں پہونچ گیا۔ باوجودیکہ صاحب مجسٹریٹ بہادر کے کمرہ میں ۲۵ یا ۳۰ سے زیادہ آدمیوں کی گنجائش نہ تھی تاہم اسوقت سے احاطہ کچہری پر ہونا شروع ہو گیا اور مقدمہ کا آخری فیصلہ سننے کا اشتیاق میں خاصہ مجمع اکٹھا ہو گیا مسٹر روشن لال اندر چلے گئے اور کچھ عرصے بعد حکم سنانے کے لئے فریقین بلائے گئے۔ اسوقت صاحب مجسٹریٹ نے جو خلاصہ فیصلہ کا سنایا تھا اسے یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ اس کتاب کے ناظرین فیصلہ کو بجنسہ خاتمہ پر پڑھ لینگے۔ حکم سنکر سب باہر آگئے باوجود منع کرنے کے بھی باہر کا ہجوم اپنا جوش روک نہ سکا اور چیرز پہ چیرز ہونے لگے زیادہ نمائش سے بچنے کے لئے میں اسی دن دوپہر کی گاڑی میں روانہ ہوکر ۲ بجے اپنے گھر پہونچ گیا اور پرمیشور کی اپار دیا کا دھنیہ واد ادا کیا۔

یہ کتاب کیوں شائع کیگئی ہے

اب اس سوال کا جواب دینا میرے لئے آسان ہے کہ یہ کتاب کیوں شائع کی گئی ہے مقدمہ کے خاتمے کی خبر سنکر جو بالخصوص کے قریب تار خبریں اور خطوط میرے نام آئے ہیں انمیں ۹۵ فیصدی میں تاکید تھی کہ ان جملہ حالات کو قلمبند کرکے کتاب کی شکل میں شائع کیا جاوے۔ لیکن محض یہی واقعہ میرے اس کام

کا محرک نہ تھا۔ میںنے اس کتاب کو کسی فخر یا تکبر کی بنیاد پر لکھنا شروع نہیں کیا تھا اور نہ صرف اسکی یہ غرض تھی کہ آریہ سماج کی بردباری اور انصاف پسندی کی سپرٹ کو ظاہر کیا جاوے۔ اسکی غرض ان سب باتوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسوقت اس ملک کے اندر بیسیوں مذہبی۔ مجلسی اور پولیٹیکل اصلاح کرنیکا بیڑا اٹھانیوالی سوسائٹیاں موجود ہیں اُنکے اندر سینکڑوں لیڈر کام کر رہے ہیں میری درخواست ہے کہ وے سب اور اُنکی سوسائیٹیوں کے ممبر اس کہانی کو شروع سے آخیر تک پڑھیں اور اس سے کچھ سبق لیں اگر اُنمیں کوئی بھی اسوقت اپنے بھائیوں کو دھوکھا دے رہا ہو تو اسکا فرض ہے کہ فوراً ایسی نامناسب حالت سے علیحدہ ہو جاوے اور اگر وہ خود اپنے فرض کو محسوس نہیں کرتا تو اس سوسائٹی کو چاہئے کہ اگر اپنی ہستی قائم رکھنا چاہتی ہے اور کچھ کام کرنا چاہتی ہے۔ تو اپنے اندر ایک ہی اس قسم کے لیڈر کی موجودگی کو گوارا نہ کرے۔

کشما کا پھل بڑا میٹھا ہے

آریہ سماج کے ممبروں کے ساتھ جس قسم کا برتاؤ کیا گیا وہ اس کہانی سے بخوبی ثابت ہو جائیگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ روپڑ میں جو طوفان بے تمیزی ان کے برخلاف اٹھایا گیا اس سے کون آدمی واقف نہیں ہے؟ لیکن آریہ سماج نے اسکے جواب میں کیا عمل کیا

۲۔ ستمبر ۱۹۰۸ء کو پنڈت گوپی ناتھ کا مقدمہ خارج ہوا اور ہم سب باعزت بری ہوئے ۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء مقدمہ لالہ سومناتھ بنام سیتا رام روپڑ لوٹا دی۔

ٹیلا سیتا رام ملزم نے بڑے عجز سے معافی مانگی اور اسے معاف کر دیا گیا۔ اس نے حسب ذیل معافی نامہ پیش کیا تھا۔

"چوتھی بعنوان "دیانندی سگوفہ" مجھ سیتارام نے "جین دہرم شرادک" میں لالہ سومناتھ پردہان آریہ سماج روپڑ کے برخلاف چھپوائی تھی۔ مجھے اب افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ اسمیں ہتک آمیز خلاف واقع باتیں درج ہوگئی تھیں۔ جس سے اُنکو سخت نقصان پہونچا۔ اسوجہ سے میں بڑے ادب سے معافی مانگتا ہوں۔ میں لالہ صاحب کے سوشیل حالات کے لحاظ سے ویسی ہی عزت کرتا ہوں جیسا کہ اس چٹھی چھپوانے سے پیشتر کرتا تھا۔ میں اُنکو برادری سے خارج نہیں سمجھتا اُنکے حقوق عام آدمیوں کیطرح ویسے ہی سمجھتا ہوں جو کہ سابق میں تھے مجھے آریہ لوگوں کوئی جھگڑا نہیں ہے عام لوگوں کو اطلاع کے واسطے یہ معافی نامہ اخبار "ستیہ دہرم پرچارک" اور اخبار "پنجاب سماچار لاہور" میں اور "جین دہرم شرادک" لاہور میں شائع کرتا ہوں"

۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ ع کو پنڈت گوپی ناتھ اور دیگر روپڑ نواسی سناتن دہرم صاحبان نے ایکسو روپیہ سے زیادہ بابت خرچہ مستغیثان کو دیکر معافی نامہ داخل عدالت کر دیا اور اُنکو بھی معاف کر دیا گیا۔ جو لوگ وقت بے وقت کشما اور دیا اور عفو وغیرہ کا زبانی اپدیش دوسروں کے لیئے دیا کرتے ہیں اور اپنے سدہانتوں کی رکشا کے لیے جو پرسارتھ آریہ پرش کرتے ہیں اُنکے لیئے آریہ سماج کے ممبروں کو مطعون کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں میں اُنسے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ اس سے بڑھ کر کشما کا بھاو آجکل کے دیگر مذہبی سوسائٹی کے لیڈروں میں دکھا سکتے ہیں۔ جہاں تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ عزیزے پر مسیح کی واعظوں نے اپنے مذہب کے ہتک کے بدلے ایک ہندو کو قید کرایا تھا۔ وہاں آریہ سماج کا یہ عمل بڑے غور کا مستحق ہے۔

میرے ناظرین میں سے جنہوں نے روپڑ کے حالات پڑھے ہیں تجھے انہیں معلوم ہوگا کہ کس طرح پر مصیبتوں سے تنگ آکر مجبوراً لالہ سومناتھ جی عدالت تک پہونچے تھے۔ جن لوگوں نے جتھا کر کے پانی تک بند کر دیا ہو۔ جنہوں نے حجام وغیرہ کو درکنار کہاروں کو بھی برادری خارج کی دھمکی دلا کر آریوں کے گھروں کو بیساکھ اور جیٹھ کی سخت تپش کے دنوں میں بے آب کر دیا ہو۔ جنہوں نے آریوں کے بیمار بچے پانی کے لئے تڑپتے دیکھ کر بھی انکی دردناک آوازوں پر کچھ توجہ نہ کی ہو اور سنگدل ہو کر انہیں ایک ایک چلو پانی کے لئے ترسایا ہو۔ جن لوگوں نے کہ دھرم کے کاموں کو ادھرم بتلا کر دھرماتما لوگوں کے ہر کام میں وگھن ڈالنے کی کوششیں کی ہوں ان کے قابو آنے پر بھی انہیں چھوڑ دینا معمولی آدمی کا کام نہیں ہے

لیکن ہم کون ہیں ؟ جو شیخی کریں!! جس پرماتما نے مجھے اور میرے ساتھی ملزموں کو بل دیا تھا کہ باوجود سخت سے سخت چوٹیں برداشت کر کے بھی اُف نہ کریں اور تمام سختیوں کو جھیلتے ہوئے بھی سچائی کو پبلک کے روبرو لانے کے لئے پرارتھ کریں۔ اسی پرماتما نے لالہ سومناتھ اور مہاشے اندر چند کو طاقت دی کہ وے اپنے تمام دکھوں کو بھول کر اپنے گذشتہ دشمنوں کے معافی مانگتے ہی انکو اپنے بھائی سمجھ کر معاف کر دیں ؛

ہندو بھائیوں سے اپیل

اور چند ایک الفاظ میں اپنے ہندو بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آریہ سماج کو تکلیف پہونچانے اور اُسے دق کرنے کا کام پہلے پہل سناتن دھرم سبھاؤں کی طرف سے شروع ہوا ہے اور آریہ سماج نے اپنی پیدائش کے دن سے ہی کسی پر پہلے حملہ

شروع نہیں کیا۔ ہاں اپنی حفاظت کے لیے اسنے ہمیشہ پورسشارتھ سے کام کیا ہے۔ کیا آپ نے کبھی اپنے دل سے یہ پرسشن کیا ہے کہ آریہ سماج اور اسکے سبھا سدوں کو اپنی حفاظت کے لئے کام کرنے کی کیوں ضرورت پڑ لی تہے؟ اپنے دلوں کے اندر گھسکر پوچھئے تو آپکو جواب ملیگا کہ جن ویدوں اور شاستروں کی آپ محض زبانی عزت کرتے ہیں جس ورن اور آشرم دھرم کا کہ آپ محض زبانی اقبال کرتے ہیں اُنکو عملی طور پر پھیلانے کی کوشش میں ار سماج پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ سوارتھی لوگ آپکو آپکے سچے دوستوں اور بہی خواہوں سے اسلئے ناراض کر رہے ہیں کہ آریہ سماج کی اواز سنتے ہی آپ اُنکے بول سے واقف ہو جاویں گے۔ اے پیارے ہندو بھائیو! آپ یقین جانو کہ آریہ سماج کو آپکے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے اسکو ان برائیوں کے ساتھ دشمنی ہے جو کہ آپکے اور ہم سب کے اندر پھیل کر ہمارے آتمک مندر کی بنیادوں کو کھلا کر رہی ہیں اور یہ انہیں برائیوں کا نتیجہ ہے کہ جو لوگ معمولی اخلاق سے بھی بے بہرہ ہیں اور بڑے پاپوں میں خفیہ طور پر لپٹے رہتے ہوئے بھی اپنے اپ کو دھرماتما اور شریف ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اپ کے لیڈر اور رہنما بنے ہوئے ہیں بڑے اور چھوٹے دونوں طرح کے آدمی کس مذہب اور فرقے کے اندر نہیں پائے جاتے؟ مسلمان اور عیسائی۔ برہمو اور آریہ ہندو اور جینی کوئی بھی سماج بڑے آدمیوں سے خالی نہیں ہے۔ لیکن اگر ان جماعتوں کے راہبر پاپی اور دُشٹ آتما ہوں تو پھر آئندہ بہبودی کی امید کیا ہو سکتی ہے جو ایک ہی اندیشہ ہر ایک مذہبی بناوٹ کا ہوا کرتا ہے۔

آریہ سماج کے ممبروں نے اگر مجبور ہو کر کسی گرے ہوئے بھائی کی اصلیت کو ظاہر کیا ہے تو اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے

کہ گرے ہوئے کو اور گرایا جاوے یا اس سے کسی قسم کے بدلے
کا خیال ہو۔

آریہ سماج کا ادیشیہ یہ رہا ہے کہ کسی بھی مذہبی سوسائٹی کے راہبر
بدچلن نہ ہوں تاکہ انکا پرسپر بھراتری بھاؤ کے ساتھ دھارمک وچار
ہو سکے اور انسان آخرکار راستی کی تلاش میں کامیاب ہو سکیں۔

آریہ بھائیوں سے آخری اپیل آریہ سماج کے ممبروں
کی خدمت میں بھی ایک اور التماس باقی ہے۔ دھرم کے راستے پر
چلتے ہوئے جسقدر کشٹ آتے ہیں وہ دھرم کے پیاروں کے لئے بطور
اس ورزش کے ہوا کرتے ہیں جو کہ آخرکار پہلوان بنانے میں
کامیاب ہوتی ہے۔ آپ لوگ ان تکلیفوں کو اپنے لئے ایشور کی دیا
کا نشان سمجھتے ہوئے اپنی سہن شیلتا کی طاقت کو بڑھاتے
جاؤ تاکہ اس مہان ادیشیہ کو پورن کرنے کے قابل بن سکو جو کہ
رشی دیانند نے تمہارے سپرد کیا تھا یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ اس مقدمہ کا آریہ سماج اور ویدک
دھرم سے کیا تعلق اور اسکو جیسے دھرم کی کیا سیوا ہوئی ہیں مسٹر کلودر کے فیصلے سے کسیقدر اقتباسات یہاں لکھتا ہوں

"وہ تسلیم کرتا ہے کہ اسنے گورنمنٹ کو آریہ سماج کے برخلاف بعد
دائری مقدمہ محض از جانب گورنمنٹ بھڑکایا۔

دوسرا مضمون، گوپی ناتھ کی شمولیت ایک بڑے مشتبہ معاملے
میں ظاہر کرتا ہے۔ مقدم الزام یہ ہے کہ وہ ایک لیکچروں کا سلسلہ
محض آریہ سماج کو ذلیل کرنے کی غرض سے جاری کرنے کی
کوشش کرتا تھا جو کہ بلا شبہ صحیح ہے اور کہ اسکی آمدنی
میں سے وہ اپنا چھ سو روپیہ کا نقصان پورا کرنا چاہتا ہے جو کہ
اسپر محض تحریر کے مقدمہ میں جرمانہ ہوا تھا۔ میں اسکی تفصیل کے
اندر جانا نہیں چاہتا۔ گوپی ناتھ کو محض اپنا اور اپنی پاکٹ (جیب)

کا خیال تھا۔ وہ آغاز ایک آریہ سماج بھیم سین کو اپنی طرف کرنے کی کوشش سے کرتا ہے۔ اور بہت سی خط و کتابت کے بعد، اسمیں کامیاب ہوتا ہے (ہمیں نہیں معلوم کہ کس شرائط پر) پھر وہ انتظام کرتا ہے کہ یہ (بھیم سین) "ہماری سناتن دھرم سبھاؤں کا بخوبی دورہ کرکے آریہ سماج کا پول کھولے اور انکو شکست فاش دے اور انہیں نیچا دکھلاوے" چنانچہ وہ ایک تاکیدی پرائیویٹ اور کنفیڈنشل چٹھی کی محدود کاپیاں چھپواتا ہے جسمیں سناتن سبھاؤں کے درمیان انکی اشاعت کا منصوبہ درج ہے (جنہیں یعنی سناتن سبھاؤں کو) بہرکیف ضروری ہوگا کہ آس۔ دگوپی ناتھ) کے پاس پچاس روپے پیشگی بوجہ اخراجات کے بھیجدیں۔ یہ کل معاملہ ایک ایسی معیوب۔ ایسی خفیہ اور ایسی کمینہ سازش ہے کہ اسکی پردہ دری کرنا اور "پاپ کا بھانڈا پھوڑنا" ایک پُن ہے اور قدیم مذہب کے ہر ایک معزز ممبر کو درست سمجھنا چاہیئے۔ یہ یقیناً جملہ آریوں کے بحیثیت آریہ ہونے کے فائدہ کے لیے تھا کہ یہ دکام) کیا جاوے۔ اور اگر پردہ فاش کرنے کے عمل میں کسیقدر تیزی ظاہر ہو تو سرغنہ سازشی کی شکایت معقول نہیں ہوسکتی"

صاحب بہادر اپنے فیصلہ میں پھر لکھتے ہیں۔

"اور چونکہ ہر ایک پبلک آدمی کا پبلک چال چلن ایک پبلک معاملہ ہے اسلئے میں یہ خیال کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ملزمان نے ایک ایسے آدمی کی دلیرانہ پردہ دری سے جسکی مستقل پالیسی مکاری جھوٹ اور دغابازی سے روپیہ حاصل کرنے کی رہی ہے تمام ذی عزت ہندوؤں کے شکریہ کا استحقاق حاصل کیا اور زیادہ تر خصوصیت کے ساتھ ان زیادہ تر سناتنی ہندوؤں کے شکریہ

کے مستحق ہیں، جنہوں نے قدیم مذہب کو اپنی جیب پر کرنے کے لئے اسکی حمایت کرنے اور تقویت پہونچانے کے بہانہ سے پلید اور ذلیل کیا ہے“

اس مقدمہ کا فیصلہ ۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو سنایا گیا اور اسکے بعد روپڑ والے بھائیوں سے گوپی ناتھ وغیرہ کو معاف کرا کے میں اپنے کاموں میں مصروف ہونا چاہتا تھا لیکن اس مقدمہ کی کامیابی پر اخبارات انگریزی اُردو اور آریہ بھاشا میں جو مجھے مبارکباد دی گئی اُسنے لالہ رلارام جی کی ناراضگی اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔ اسکے کہنے سے میرا ہرگز یہ اشارہ نہیں ہے کہ لالہ رلارام جی کے خیالات کی محرک وجہ خراب تھی۔ ممکن ہے کہ وہ اسمیں گرودم کا آغاز سمجھتے ہوں اور آریہ سماج کو سخت گرودم سے بچانے کے لئے سب کام کرتے رہے ہوں۔ لیکن میرا عذر صرف یہ ہے کہ میرا اس میں کچھ قصور نہ تھا۔ قصور تھا تو اندھا دھند کام کرنیوالی پبلک کا۔

آریہ پرتی ندہی سبھا کا نیا انتخاب

یہ وجوہات کچھ کم نہ تھیں کہ اسی عرصہ میں ایکطرف تو میں نے اپنی بیٹی کے دواہ کا نتیجے ایک ایسے آریہ نوجوان کے ساتھ کیا جو کہ پیدائش سے اروڑا تھا۔ میرے ناظرین میں سے شائد کچھ بھائی جانتے ہونگے کہ میں پیدائش کا کھتری ہوں۔ اس ذات پات کے بندھنوں کو توڑنے کے خیال کے باعث آریہ سماج کے کچھ ایسے ممبر بھی جنہیں میں لبرل ورکنا ریڈیکل (Radicals) سمجھا کرتا تھا میرے برخلاف ہوگئے اور لالہ رلارام جی اسلئے بھی خلاف ہوگئے کہ اصلاح کے اس قدم کے آگے رکھنے پر میری عزت بڑھ جائیگی اور میں گرودم کی گدی کے زیادہ نزدیک پہونچ جاؤنگا۔ دوسری طرف اسی دوران میں میں نے ایک تجویز واسطے قائمی آریہ درن ویوستھا ایک سبھا کی بھیجی جو انترنگ سبھا سے ایک سب کمیٹی کے سپرد کی گئی اور جو بطور مضمون کے جنرل سبھا کے جلسہ کے لئے رکھی گئی۔ جنرل سبھا کا اجلاس اس سال شائد ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء سے شروع ہونا قرار پایا تھا۔ لالہ رلارام جی نے اس مہینے کے [illegible] آرگن

اریہ پرتی ندہی سبھا میں مفصل وجوہات چھپوائیں تاکہ گروکل کو گجرانوالہ سے نہ
ہلایا جائے اور ساتھ ہی آریہ سماجوں کے لیئے سداچار کے اصول برتاؤ میں لانے
اور سندھیا اگنی ہوتر کرنیوالے سبھا سدوں کو اوہکاری بنانے پر زور دیا۔ لوگ
حیران تھے کہ جو لالہ رلارام جی ہمیشہ سندھیا سے پرہیز کرنے اور سندھیا کرنیوالوں
کو مکار ظاہر کرتے تھے اور اپنے آپ کو صاف آدمی بتلاتے تھے وہ کیونکر یہ سرکلر
سبھا کے ماسک پتر میں چھپوا لیتے ہیں۔ لوگ لالہ رلارام جی کی طبیعت سے تنگ آگئے
تھے۔ اپدیشکوں کو بھی انکے برتاؤ کی شکایت تھی۔ پس اس انتخاب میں باوجود
میرے انکار کرنے کے مجھے پردھان بنایا گیا۔ بجٹ وغیرہ پاس ہونے کے بعد
جس کارروائی نے لالہ رلارام جی کو زیادہ تر میرے مخالف کر دیا وہ ذیل میں درج
کرتا ہوں۔

نقل رزولیوشن ۳ جنرل سبھا منعقدہ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء ۶ بوقت شام۔

پنڈت رام بھجدت جی نے حسب ذیل نیا مجوزہ رزولیوشن پیش
کرنیکی اجازت مانگی "انترنگ سبھا کو اختیار دیا جائے کہ گروکل کے
ترمیم شدہ نیم و سکیم کے مطابق مناسب قاعدے بنا کر اور کافی انتظام
کر لینے کے بعد گروکل کو ہردوار کے علاقہ میں لیجانیکا بندوبست کریں"
نوٹ (۱) اس نئے رزولیوشن کے پیش ہونے کی مخالفت کرتے
ہوئے لالہ رلارام جی اور لالہ رام کرشن جی نے یہ رائے ظاہر کی کہ چونکہ انترنگ
سبھا کو اس قسم کے اختیارات پہلے سے ہی ملے ہوئے ہیں اسلئے
اس نئی تجویز کے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
نوٹ (۲) پنڈت رام بھجدت بی۔ اے نے اجازت مانگی کہ
حسب ذیل تجویز کو بطور متفرق پیش کرنے کی اجازت دیجائے:۔
"بہ تعمیل رزولیوشن ۱۲ کے گذشتہ پاس کردہ سبھا ہذا انترنگ سبھا
کو ہدایت کیجائے کہ ہولی کی تعطیلوں میں ہردوار کے علاقہ میں

گرد کل کے ترمیم شدہ سکیم اور سکیم کے مطابق مناسب قاعدے بناکر
دکافی انتظام کرنے کے بعد گرد کل کے کھولنے کا پربندھ کریں
اور اسکے افتتاح جلسہ کا عام اعلان دیدیں"
نوٹ (۲) پردھان سبھا اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے اُٹھے
آیا یہہ تجویز بعد متفرقات پیش ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ابھی آمادہ
ہی ہوئے تھے کہ پنڈت رام بھجدت نے عذر کیا اور کہا کہ اس بارے
میں سبھا کی رائے لیجاوے کہ آیا اسکا فیصلہ پردھان کریگا یا کثرت
رائے جلسہ سبھا۔
چونکہ سبھا کی کثرت رائے بھی پنڈت رام بھجدت کے حق میں
معلوم ہوئی اسلئے سبھا کے جلسے سے دریافت کیا گیا تو کثرت
رائے سے قرار پایا کہ یہ تجویز بعد متفرقات پیش ہو سکتی ہے پس رزو
لیوشن سبھا کے روبرو پیش کیا گیا اور ترمیموں کی اجازت دیگئی۔
ترمیم اول۔ ازلالہ کرمچند جی بتائید لالہ متھرا داس جی:
اصل تجویز میں حسب ذیل الفاظ ایزاد کئے جاویں۔ نیز انترنگ سبھا
کو ہدایت ہو کہ کانگڑی میں بہت جلد مکان مکمل کرنے کی کوشش
کریں"
ترمیم دوم۔ ازلالہ شیو دیال ایم اے بتائید لالہ بھگولی پرشاد:۔
اصل رزولیوشن میں بعد الفاظ کافی انتظام کرنے کے بعد حسب
ذیل الفاظ ایزاد کئے جاویں" اور بشرط ملنے لائق منیجر کے"
ترمیم سوم۔ ازلالہ رام کرشن بتائید لالہ متھرا داس:۔
اصل مجوزہ رزولیوشن میں بعد الفاظ کافی انتظام کرنے کے بعد
حسب ذیل عبارت اصلی کی درج کیجاوے:۔
"موضع کانگڑی میں گرد کل کھولنے کی حتی الوسع کوشش کرے اور

اگر ہولی کی تعطیل میں ہو سکے تو بہت ہی سراہنیہ ہوگا۔

ترمیم چہارم - از لالہ لچھمنداس بی اے بتائید لالہ لوزنگ رائے:۔

بجائے مجوزہ رزولیوشن و ترمیم ہائے بالا کے حسب ذیل رزولیوشن پاس ہو "انترنگ سبھا کو یہ ہدایت کیجاوے کہ موضع کانگڑی میں جسقدر جلد ہو سکے پختہ عمارت گروکل کے لئے بنانی شروع کردے اور جسوقت کافی عمارت گروکل کی اسوقت کی ضرورت کے مطابق تیار ہو جاوے اور دو یا دو تین برساتوں کا وہاں رہنا صحت کے قاعدے کے مطابق ٹھیک سمجھا جاوے تو لڑکوں کو وہاں لیجا کر گروکل کا افتتاحی جلسہ کیا جاوے اور اسوقت تک اگر انترنگ سبھا مناسب سمجھے تو گروکل کی موجودہ پاٹھشالا گنگھل یا ہردوار میں کوئی مکان لیکر رکھے۔

ترمیم پنجم - از بابو رام نرائن بتائید لالہ لولارام:۔

بجائے اصل رزولیوشن اور ترمیم بالا کے حسب ذیل رزولیوشن منظور کیا جاوے۔

"گروکل کو کانگڑی میں کچے مکان بنا کر لیجاویں اور بعد ایک سال کے تجربہ کے پختہ مکان شروع ہو اور کچے مکان میں افتتاح جلسہ ہو"

ترمیم ششم - از سردار موجیت سنگھ بتائید لالہ بھولا ناتھ:۔

"اصل رزولیوشن میں بجائے تعطیل ہولی کے تعطیل بسنت پنچمی لکھا جاوے"

نتیجہ - ترمیم ہائے ۶ - ۵ - ۴ - ۳ - ۲ کثرت رائے سے گر گئیں۔ ترمیم ۱ کثرت رائے سے منظور ہوئی۔"

اس اور دیگر رزولیوشنوں کے پاس ہونے کی ساری کہانی لکھنے کی نہ تو بوجہ کمزوری جسم کے مجھ میں طاقت ہے اور نہ ہی آپ لوگ اسکے مطالعہ کے لئے کافی صبر دکھلا سکتے ہیں۔ لیکن لالہ چھجو رام جی

کی ناراضگی کی وجہہ بھی جونکہ اسکے ساتھ ہی دکھانا مناسب ہے اسلئے اسکی نسبت مختصر حالات لکھونگا۔ لالہ چھجورام جی اندنوں کنیا مہاودیالے کے سخت مخالف تھے اور انہوں نے کچھ اعتراضات مکھیہ سبھا کے جلسہ میں پیش کرنے کے لئے لالہ رام کرشن پردھان سبھا موصوف کو بھیجے۔ جب ۱۲ اکتوبر کی صبح کو اجلاس لگا تو لالہ چھجورام نے اپنا مضمون حسب ذیل بمد متفرقات پیش کرنے کی اجازت مانگی اسپر لالہ رلارام نے اسلئے اعتراض کیا کہ اگر یہ بمد متفرقات پیش ہونے والا مضمون اڑجائے تو کل کی ساری کارروائی متعلقہ گرد کل ناجائز قرار دیجائے گی:

منتخب از کارروائی جلسہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب

منعقدہ ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء دبوقت صبح،

(۴) لالہ چھجورام نے کنیا مہاودیالے کے متعلق ایک نیا رزولیوشن پیش کرنے کی اجازت چاہی جو بوجہ کچھ ممبران کی اختلاف رائے کے نہ دی گئی پھر لالہ چھجورام نے حسب ذیل رزولیوشن بمد متفرق پیش کرنیکی اجازت چاہی

تجویز لالہ چھجورام

"چونکہ کنیا مہاودیالہ جالندہر میں گڑ بڑ پھیل رہا ہے۔ یعنی جو لڑکی نیا کپڑا پہنے پہلے منیجر کے پاؤں پر رکھے تو بعد میں پہنے اور منیجر کا لڑکیوں کو اپنی چارپائی پر بٹھانا وغیرہ اور کبھی کبھی کنیا آشرم کا حساب باقاعدہ آجتک پیش نہ ہونا جب سے آشرم قائم ہوا ہے لڑکیوں کو آریہ سدہانت کے برخلاف میراسیوں سے راگ سکہایا جانا اور مکھیہ سبھا کا سال بھر میں ایکدفعہ یا دو دفعہ بھی انتظام پر غور نہ کرنا۔ اسلئے یہ سبھا مکھیہ سبھا کو ان معاملات پر غور کرنے کے لئے تحریک کرے"

نوٹ نمبر ۱ - اس موقعہ پر لالہ رلا رام نے حسب ذیل نوٹ لکھوانے کی پردہان سے اجازت مانگی جو دیگئی۔

نوٹ از لالہ رلا رام

The placing before the Meeting of resolution, matter proposed nor even thought by the Pratinidhi Sabha from the president downwards under the pretex of تفرق مضامین without any previous Notice as required by the rules of the Sabha is quite illegal and proceedings connected therewith are ultra vires binding on no boo

نوٹ ۔ از پردہان ۔

"چونکہ کل اس سبھا نے کثرت رائے سے اس بارے میں پردہان کے اختیارات خود لے لئے ہیں اسلئے جبتک کہ سبھا سے کوئی نیم قائم نہو تب تک میں اس بارے میں سبھا کے اجلاس ہذا سے رائے لینا نہیں روک سکتا کہ آیا کوئی مضمون بد تفرق پیش ہو سکتا ہے یا نہیں

نوٹ نمبر ۳ - لالہ متھرا داس جی نے اعتراض کیا کہ پردہان کو اس قسم کا نوٹ لکھانے کا اختیار نہیں ہے۔ جلسہ کی رائے لی گئی جسنے قرار دیا کہ پردہان کو ایسے نوٹ لکھوانے کا اختیار ہے

(اسکے بعد اصل مضمون کے پیش ہونے یا نہ ہونے کی نسبت

اسلئے انکی بہ کثرت رائے سے یہہ مضمون نہیں پیش ہو سکتا) لالہ چھجو رام جی کی تجویز خصوصاً اسلئے گرگئی
کہ لالہ رام کرشن جی نے بیان کیا تھا کہ لالہ چھجو رام جی کی دو دفعہ کنیا مہا ودیالیہ سبھا میں پیش ہو چکی تھی
اور محض انکی غیر حاضری کی وجہہ سے ملتوی ہوتی رہی ہے لیکن لالہ چھجو رام
جی نے یہہ سب کچھ تیرہ ماہ سے تھو یا اس معاملہ کی نسبت تو میں یقیناً کہہ سکتا ہوں
کہ باوجود خود اعتراض کرنے کے لالہ رلا رام جی نے لالہ چھجو رام کو اس فیصلہ کی بنیاد
پر مجھسے بھڑکایا۔ کیونکہ میں انکی ساری گفتگو اپنے کانوں سے سن رہا تھا۔ خیر لالہ چھجو رام
اپنی ہتک سمجھکر میرے سخت مخالف ہو گئے۔

صبح کی کارروائی کے بعد سب بھائیوں نے بھوجن پایا۔ جب سہ پہر کی کارروائی
شروع ہوئی تو اس سے پہلے ہی جلال آباد آریہ سماج کے منتری میرے پاس آئے
اور کہا کہ انکے مقدمہ کے لیئے دو صد روپیوں کی ضرورت ہے دے جاویں۔
مینے منتری سے پوچھا کہ وہ اس عہدہ کیلئے لیئے مجھے اسلئے۔ کچھ جواب نہ ملا۔ تب مینے
خود انترنگ سبھا کی کارروائی کے رجسٹر کے اوراق الٹے اور حسب ذیل رزولیوشن ڈھونڈ
نکالا۔

انترنگ سبھا ، اکتوبر ۱۹۰۰ء

(۵۴) جلال آباد آریہ سماج کے مندر کا سوال پیش ہوا اور لالہ روشن لال
جی جو سبھا کے قانونی مشیر موجود ہیں ان سے رائے لی گئی انہوں نے
فرمایا کہ اگر باہمی فیصلہ ہو سکتا ہے تو بہتر ورنہ پنڈت رام بھجدت جی
اور میرے صلاح مشورہ سے عدالت میں چارہ جوئی کیجائے۔ اسپر لالہ
رلا رام جی پردھان سبھا نے بتائید لالہ کاشی رام جی تجویز کی کہ چونکہ
جلال آباد آریہ سماج کا مندر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کی ملکیت ہے
اسلئے ضروری ہے کہ جن اشخاص نے اس مندر پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے
انسے یہ مندر چھڑا لیا جاوے لہذا اسرو متفق سے نشچے ہوا کہ لالہ روشن لال جی کو اختیار دیا جاوے کہ اسکے متعلق
جو مناسب قانونی کارروائی کرنا چاہیں کریں اور ایکصد روپیہ واسطے اخراجات کے انکی خدمت میں بھیجے

پیدا ہو جائے گا "۔

اس آریہ سماج کے بھائیوں کا مقدمہ بابت سماج مندر کلچرڈ صاحبان کے مقابلہ میں جاری تھا چنانچہ ہمنے حفاظت جائداد سبھا کے لئے زائد بجٹ کیلئے استدعا کی جو بوجہ نااتفاقی لالہ جیجو رام کے اس جلسہ میں پیش نہ ہوسکی۔ اصل کارروائی کی نقل درج ذیل ہے :-

منتخب از جلسہ ۲۲ - وقت شام

"(۲) جلال آباد آریہ سماج کے مقدمہ کا سوال پیش کرکے پردھان سبھا نے اجازت چاہی کہ مبلغ پانصد روپیہ (۵۰۰) واسطے پیروی مقدمات اور حفاظت جائداد سبھا کے بطور ضمیمہ بجٹ نیا منظور کیا جاوے چونکہ لالہ جیجو رام جی اس تجویز کے برخلاف تھے اور سرو سمتی نہ ہو سکی اسلئے یہ سوال پیش نہ ہو سکا۔

نوٹ :- اس کے بعد (۱) سردار سوچیت سنگھ (۲) لالہ بھولا ناتھ (۳) لالہ منتھو رام چلے گئے کیونکہ ریل کا وقت نزدیک تھا ایک گھنٹہ کے انتظار کے بعد تقریباً ۵ بجے تک جب کورم نہ ہوا تو مجبوراً جلسہ کو برخاست کرنا پڑا اور باقی ضروری سوال بغیر فیصلہ کے رہ گئے۔"

اسکے بعد اسکے متعلق جو کارروائی ہمنے کی وہ حسب ذیل نقول سے ظاہر ہے۔ (دواخ ہوکر اس سال کے انتخاب میں لالہ روشن لال جی بیرسٹر منتری مقرر ہو چکے تھے)

" از جالندھر شہر - ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء - پیارے روشن لال جی مجھے افسوس ہے کہ لاہور سے چلنے کے پیشتر میں آپکو مل نہ سکا۔ میں کوشش کرونگا کہ دو دنوں کے لئے لاہور ہوکر آئندہ طریقہ کام پر آپ کے ساتھ فیصلہ کرلوں۔

(۲) جلال آباد آریہ سماج کا مقدمہ جاری ہے اور ہمنے اس کے

قانونی اخراجات کے لیے بجٹ میں انتظام نہیں کیا اسکے سوائے اور
بہت سے ضروری معاملات کو طے کرنا ہے۔ **ایک مہینہ کا**
نوٹس ضروری تھا۔ اور میں نوٹس باقاعدہ آپ کے دستخطوں کے
لیے بھیجتا تو دگھن ڈالنے والے ([illegible])
اس جلسہ کو جائز بتلاتے اسلیئے میں نے جلسہ اپنے نام پر بلایا ہے اور
اُسکے مطابق نوٹس جاری کیے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسکے
لیئے مجھے معاف فرما دیں گے۔ . . . .

(۱) اسکے بعد مد نمبر ۳ و ۴ و ۵ دیگر امور کے متعلق ہے
(۲) لالہ رلا رام کا پروٹسٹ اور انکی تجویز معہ میری کیفیت کے پڑھ لیجیے
اگر آپ کچھ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں تو لکھ دیجیے۔

آپکا صادق منشی رام ؎

اسکے بعد جو کارروائی اس معاملہ پر ہوئی اسکو تھوڑی دیر کے لیئے ملتوی کر کے یہہ بتلانا
ضروری ہے کہ میری پتری کے وواہ سے پیشتر ہی کنیا مہاودیالے کا جلسہ پھر بلایا گیا
اور لالہ چھجو رام کو خاص نوٹس تشریف لانے کے لیئے دیا گیا۔ اس سے پہلے میں اس سے
قطع تعلق کر چکا تھا اور ودیالے کے جلسوں میں شریک نہیں ہوتا تھا لیکن چونکہ میں سبھا
کا پردھان مقرر ہوا اور اسلیئے باعتبار عہدہ کنیا مہاودیالے کی پربندھک سبھا کا بھی ممبر ہو گیا
اسلیئے اس جلسہ میں شریک ہوا لالہ چھجو رام تشریف نہ لائے اور چاہیئے تھا کہ یہہ
معاملہ درج رجسٹر ہو کر انکی درخواست داخل دفتر کی جاتی لیکن میں عجیب بدقسمت آدمی ہوں
لالہ چھجو رام تو مجھے لالہ دیوراج کا حامی سمجھتے تھے اور لالہ دیوراج جی مجھے اپنا سخت
مخالف سمجھتے تھے۔ خیر مجھے مجبور کیا گیا کہ اگر کوئی اعتراض انتظام پر کرنے ہوں تو
میں کروں۔ لیکن جب میں نے اعتراضات کیئے تو سب گھبرا گئے پھر کہا گیا کہ محض اجلاس
کے اندر کی بدانتظامیوں پر اعتراض کروں میں نے ابھی ایسے پانچ اعتراض ہی بتلائے
تھے اور بجائے دیگر ثبوت پیش کرنے کے لالہ دیوراج جی سے ہی انکا اقبال کرایا تھا

سبھا کا جلسہ ملتوی کیا گیا۔ اور شاید لالہ سوندا تھا اسی جلسہ میں واسطے تحقیقات کے
مقرر کئے گئے۔ اور کنیا اشرم سے لالہ دیوراج کو اس عرصہ کے لئے جدا کیا گیا۔
یہ وجوہات تھیں جن سے کہ لالہ دیوراج جی بھی مجھ سے سخت ناراض ہو گئے اسکے
بعد میری بہتری کا وواہ ہوا۔ لالہ دیوراج جی لڑکی کے ماموں تھے تشریف تو لائے
لیکن ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد بیٹھنا گوارا نہ کر سکے اس موقعہ پر میرا اپنے حقیقی بھائیوں سے
بھی ایکطرح کا قطع تعلق رہا۔ مجھے دھمکایا جاتا تھا کہ سخت مخالفت ہوگی جس قسم
کی شرمناک عبارت سے پُر خطوط اس موقع پر میرے نام اور میری بہتری کے نام گئے
اگر ان میں سے ایک بھی درج کروں تو مخالفت کا کچھ اندازہ لگ سکتا ہے۔ لیکن ہمارے
لئے وہ خطوط ذرا بھی باعث رنج یا افسوس نہ ہوئے۔

افسوس تھا تو یہ کہ آریوں کا بھی اخلاق کچھ بڑھا ہوا نہ ثابت ہوا۔ وواہ ہو جانے
کے بعد ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو انترنگ سبھا کا جلسہ تھا۔ اسکی کارروائی کے دوران
میں جو کیفیت لالہ رلارام جی کی ظاہر ہوئی وہ قابل ملاحظہ ہے۔

اس سوال کے متعلق انترنگ سبھا منعقدہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کی کارروائی
کی صاف شدہ کاپی میں تو صرف حسب ذیل رزولیوشن درج ہے۔

"بہرحال سبھا نے یہ تجویز پیش کی کہ سبھا کی جائداد کی حفاظت کے
لئے پانسو روپیہ کا ڈپازٹ سبھا کے آئندہ جنرل اجلاس میں پیش
کرنے کی اجازت دیجائے کثرت رائے سے طے ہوا کہ یہ تجویز پیش
برائے منظوری جنرل سبھا میں پیش کی جاوے۔"

لیکن جو کارروائی کے مسودہ کی کاپی ہے جو کہ اجلاس کے وقت لکھی گئی تھی اس
میں اس پر حسب ذیل اندراج موجود ہے۔

"لالہ رلارام جی کا [illegible] برخلاف ہونے پر ۲ دن کی [illegible]
کارروائی کہ انہوں نے بلا اجازت و منظوری انترنگ سبھا کے
جنرل سبھا کا ایک غیر معمولی جلسہ بلا لیا ہے حسب ذیل [illegible]

"بنام پریسیڈنٹ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب۔
میں ادب سے ہزار زور دار پروٹسٹ برخلاف پردہان کے پرتی ندہی
سبھا کے غیر معمولی جلسہ کا نوٹس جاری کرنے اور اسکے ذریعہ سے ضمیمہ
بجٹ کے پیش کرنے کے پیش کرتا ہوں جو بلا اجازت اور علم انترنگ
سبھا کے کیا گیا ہے۔ پریسیڈنٹ نے وہ اختیارات بطور خود سے
لئے ہیں جو کہ اُسے حاصل نہیں ہیں اور اسکا یہہ عمل صاف طور پر
برخلاف قانون ہے۔ اگر پردہان کا یہ عمل اسطرح رہنے دیا جاے
تو اس سے ایک خطرناک نظیر قائم ہو جاویگی۔ اگر میں پریسیڈنٹ ہوں
تو میں بھی اگر یہ نظیر قائم ہے تو حسب خواہش خود ایک غیر معمولی
جلسہ کسی وقت بلا سکوں گا اور اپنے مطابق آدمیوں کی حاضری
حاصل کر کے جسقدر رقم چاہوں منظور کرالوں اور اسطرح انترنگ
کو سفر بنا دوں

رلا رام ممبر انترنگ سبھا
۱۶ نومبر ۱۹۰۱ء

اسکے جواب میں پردہان سبھا کا جواب سنا گیا۔
تجویز لالہ جیونداس بہ تائید ڈاکٹر پرمانند۔
خاص حالات موجودہ میں جبکہ لالہ منشی رام جی پردہان سبھا نے
اپنے بیان میں ذکر کیا ہے اور نوٹس میں بھی ذکر کیا گیا ہے لالہ
منشی رام جی پردہان کی طرف سے جنرل سبھا کے غیر معمولی جلسے کا
بلا منظوری انترنگ سبھا کے جاری کرنا ضروری و مناسب تھا۔ مگر
درج ہے کہ آئندہ پردہان یا کسی اور اودھکاری کو اختیار نہ ہوگا کہ بلا
منظوری انترنگ سبھا کے کوئی غیر معمولی یا معمولی جلسے سبھا کا
کرائیں۔ یہہ بھی درج رہے کہ لالہ رلا رام جی نے بیان کیا کہ میرا ارادہ

منشی رام صاحب پر کوئی پرسنل ریفلیکشن نہیں ہے کثرت رائے سے پاس ہوا۔ صرف لالہ رلا رام جی کے پہلے حصہ کی نسبت اتفاق رائے نہیں ہے۔ اسوقت بھگت ریلداس جی واپس تشریف لے گئے

(۴) سبھا کی جائداد کی حفاظت کے لئے بالصد روپیہ کا زائد بجٹ جنرل سبھا میں پیش کیا جائے۔

لالہ رلا رام جی نے یہہ تجویز پیش کی کہ نوٹس میں جو مضمون درج ہیں۔ انمیں سے پہلا دوسرا تیسرا چوتھا پیش ہوں اور پانچ و نو پیش نہ ہوں اور صرف ۲۹ تاریخ کو پیش ہوں اور ۳۰ کا جلسہ ملتوی کیا جائے۔

اسوقت پنڈت رام بھجدت جی نے اعتراض کیا کہ بلحاظ اوپر کے رزولیوشن کے یہہ رزولیوشن پیش نہیں ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر پرمانند جی نے اپنی تائید واپس لی لی اور رزولیوشن گر گیا۔

اسکے بعد بہت سا کام ہوتا رہا جو درج کتاب مسودہ ہے۔ اس کارروائی کے دوران میں لالہ رلا رام جی ایک خاص پروٹیسٹ کے لکھنے میں مصروف ہوئے جو کچھ عرصہ کے بعد کارروائی کے درمیان انہوں نے پیش کر دیا۔ چنانچہ دیگر کارروائی بند کرکے انکا پروٹیسٹ پڑھا گیا اسکے اندر انترنگ سبھا اور پردھان سبھا کی نیت پر سخت حملہ جات کرنے کے علاوہ جنرل سبھا انگ کو ایمان فروش ظاہر کیا گیا تھا۔ چونکہ وہ پروٹیسٹ اور اسپر جو نوٹ پردھان سبھا نے دیا تھا وہ دونوں حسب درخواست لالہ رلا رام جی کے پھاڑ دیئے گئے اسلئے وہ دونوں پیش نہیں ہو سکتے۔ لیکن کتاب مسودہ کارروائی میں جو عبارت ہے وہ بعینہ لکھی جاتی ہے:-

"(۷) لالہ رلا رام جی کا پروٹیسٹ حسب ذیل پڑھا گیا" اسکے بعد تین صفحہ پروٹیسٹ نقل کرنے کے لئے خالی چھوڑے گئے۔ چوتھے صفحہ کے شروع میں حسب ذیل عبارت لکھی گئی "اور اسپر پردھان کا حسب ذیل ریمارک پڑھا گیا۔" "وہ اس ریمارک میں جو کچھ حالات جنرل سبھا

کی میٹنگ کے درج ہیں وہ سب اپنی یادداشت سے آگے درج کرونگا

دو صفحے پھر خالی چھوڑے گئے ہیں اور اسکے بعد عبارت ذیل درج ہے

لالہ رلا رام جی نے پرلپ یڈنٹ کو یاد دلایا کہ میں اس رات کو جب

رزولیوشن پیش ہوگیا تھا۔ سر درد کا عذر کرکے اور اب اس میٹنگ

میں زیادہ نہ بیٹھوں گا چلا گیا اور اسکی جگہ پر جنرل سبھا کی کارروائی متعلقہ

پڑھی گئی۔

چونکہ کسی نے رزولیوشن کی تائید نہ کی اسلئے لالہ رلا رام کا رزولیوشن پاس نہیں ہوا

رزولیوشن پنڈت رام بھجدت نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

"یہہ درج کیا جاوے کہ سبھا ہذا کوئی دو فریق تسلیم نہیں کرتی اور

نہ کوئی خاص منارٹی (Minority) برخلاف کسی خاص مجارٹی

(Majority) کے موجود ہے۔ پر ود اس میں صرف لالہ رلا رام

جی نے ذاتی حیثیت میں یعنی شخصی رائے بعض رزولیوشنوں کے

برخلاف دی اور سبھا کو وہاں کسی خاص منشوری (Free manifesto)

کا علم نہ تھا اور نہ ہے۔ انترنگ سبھا کو بڑا افسوس ہے کہ لالہ رلا رام جی

نے شمرتی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے جنرل اجلاس کے متعلق اکثر

سخت الفاظ اور نامناسب مولو (words used) استعمال کئے اور کئے

ہیں۔ بہت بچار کے بعد جنرل اجلاس نے آریہ سماج کی بہبودی کے

لئے پاس شدہ رزولیوشن متعلقہ گردکل کی صراحت کی تھی اور یہہ

سبھا اپنے آپ کو مجاز نہیں سمجھتی کہ جنرل سبھا کے مکمل غور کے بعد پاس کردہ

رزولیوشن پر بلا کسی خاص واہم وجہ کے کسی قسم کا دخل دیوے

اور یہہ سبھا سمجھتی ہے کہ جو کچھ جنرل سبھا نے پاس کیا تھا وہ جائز اور

ضروری تھا اور مفترق کی حد میں آسکتا تھا۔ بلالہ روشن لال

نے تائید کی۔

"ترمیم - بجائے الفاظ بالا کے یہہ الفاظ درج ہوں - لالہ رلارام جی نے جو الزامات اپنے پروٹسٹ میں جنرل سبھا و انترنگ کی کارروائی کی نسبت لگائے ہیں وہ محض بے بنیاد و غلط و واقعات کے خلاف ہیں افسوس ہے کہ لالہ رلارام جیسے لایق ممبر سبھا نے اس قسم کے بے بنیاد الزاموں سے پر تحریر سبھا میں پیش کریں۔

لالہ کدارناتھ جی نے سیکنڈ کیا۔"

(یہاں تک کارروائی درج ہوئے پر لالہ رلارام جی کو ہوش آیا اور بخوف اسکے کہ یہہ تحریر اسکے برخلاف کتاب کارروائی میں درج نہ ہو انہوں نے درخواست کی کہ انہیں اپنا پروٹیسٹ اور میموریٹ ضائع کرنے کی اجازت دیجائے اور کوئی کارروائی اسکے متعلق درج کتاب نہ ہو چنانچہ کتاب کارروائی صاف شدہ میں یہہ حال درج نہ ہو سودہ کتاب میں بدستور درج ہے۔

اسی اجلاس انترنگ سبھا میں ان لڑکوں کی فیس کا فیصلہ قرار پانا تھا جو اسوقت تک گرالوالہ میں اگرچہ کل سسٹم پہ تعلیم پاتے تھے۔ اسوقت لالہ رلارام جی نے ہر ایک وزیرآبادی لڑکے کی فیس میں رعایت ہونے کی مخالفت کی مجھے پہلے ہی وزیرآبادیوں نے کہدیا تھا کہ لالہ رلارام کا خیال ہے کہ اگر ان لوگوں کو پوری فیس دینے کے لئے مجبور کیا گیا جو کم فیس دیتے ہیں تو وے اپنے لڑکوں کو گرد کل سے نکال لیں گے چنانچہ لالہ کاشی رام کے لڑکے بھیم سین کی فیس چھ روپیہ تھی میں نے سفارش کی کہ دیجائے کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ غریب آدمی ہے (واضح رہے کہ یہ کاشی رام بوچڑ نہیں ہیں بلکہ ایک اور کاشی رام ہیں) لیکن جب لالہ رلارام نے زور سے کہا "وہ برا لفیحہ ہے میں آپکی نسبت اسکی حالت کو بہتر جانتا ہوں" تو مجھے خاموش ہونا پڑا۔ یہہ اس جگہہ بتلا دوں کہ لالہ رلارام جی کی اس کوشش کے باوجود سولے کے اپنے لڑکے پرتاپ کے اور کوئی بھی لڑکا گانگڑی لاتے وقت انکے سنرکشکوں کی طرف سے علیحدہ نہیں کیا تھا۔

آخر کار لاہور آریہ سماج کا سالانہ جلسہ بھی آن پہونچا۔ اس موقعہ پر میری لڑکی کے دواہ کی وجہہ سے جو بے نقط بعض بھائیوں نے کانفرنس میں مجھے سنائیں دھنمین سب سے بڑھکر حصہ لالہ جھجو رام کا تھا جنکے پاس بیٹھے لالہ رلا رام جی انکو داد سے مدد کرتے جاتے تھے۔ اسکا ذکر کرنا فضول ہے لیکن جس کارروائی نے لا جھجو رام کو زیادہ بھڑکایا اسکو بجنسہ درج کردیتا ہوں

منتخب از کارروائی جنرل اجلاس منعقدہ ۲۹ نومبر ۱۹۰۱ء

"(۱) تجویز از لالہ منشی رام تائید از پنڈت رام بھجدت۔

"چونکہ سبھا کی مملوکہ جائداد زرعی متعلقہ گروکل کے علاوہ بہت سے آریہ مندر بھی سبھا کی ملکیت ہوچکے ہیں جن میں سے جلال آباد آریہ سماج مندر کی بابت ایک مقدمہ اسوقت دائر ہے جسمین ایک سو روپیہ سے زائد تک خرچ ہوچکا ہے اور دیگر جائداد سبھا کی حفاظت کے لیے بھی ممکن ہے کہ کبھی خرچ کی ضرورت پڑے لیکن ان اغراض کے لیے بجٹ سال حال میں کوئی انتظام نہیں کیا گیا اسلیئے قرار پایا کہ ۵۰۰/-/- روپیہ تک برائے خرچ سال حال اسمیں منظور ہو اور یہہ روپیہ سبھا کے سرمایہ ریزرو فنڈ میں سے لیا جا کر آمدنی کیطرف درج کیا جاوے"

ترمیم اول۔ از لالہ شیدیال جی ایم اے بتائید لالہ خوشی رام جی ریزولیوشن مذکورہ میں حسب ذیل الفاظ بڑھائے جاویں۔ اور آئندہ آریہ سماجوں کے مندروں کی رجسٹری کے لیے یا کسی قسم کی اور جائداد واسطے آریہ سماجہائے خریدنے کے لیے سبھا کا روپیہ ہرگز خرچ نہ کیا جاوے جبتک کہ اختیارات ملکیت کامل کے دہ آریہ

سماج سبھا کو نہ بھیجا جاوے"

اول ترمیم کثرت رائے سے گر گئی اصل رزولیوشن کثرت رائے سے پاس"

(۲) لالہ چھجو رام نے عذر کیا کہ چونکہ گیارہ بج چکے ہیں اسلئے جلسہ برخاست کیا جاوے اسپر سبھا کی رائے لی گئی تو محض دو ممبر اس عذر کے حق میں تھے اور باقی کل ممبران کارروائی جاری رکھنے کے حق میں تھے اسلئے کارروائی جاری رکھی گئی

(اسوقت لالہ چھجو رام اور ڈاکٹر پرمانند جی پردھان کی اجازت سے تشریف لے گئے)

(۴) اسپر سرو سمتی نشچے ہوا کہ "آئندہ کے لئے جنرل سبھا یا انترنگ سبھا کے جلسہ کے کسی نوٹس میں بھی محض متفرق کا لفظ لکھکر کسی رہی دہکی یا ممبر کو کوئی ایسا مضمون پیش کرنیکا اختیار نہ ہوگا۔ جسکو پہلے سے مشتہر نہ کیا گیا ہو۔ البتہ نئی تجویز ہر ایک جلسہ میں پیش ہو سکے گی بشرطیکہ ممبران حاضرین میں سے ایک بھی اس تجویز کے پیش ہونے کے برخلاف نہ ہو"

(۵) اسپر سرو سمتی سے نشچے ہوا کہ کل کا جلسہ جائے اتوار ایں ہو۔

(پھر نوٹ ہے۔ ۲۰ ممبر کو لوجہہ نہ ہونے کورم کے جلسہ نہیں ہوسکا۔)

اس رزولیوشن کے پاس ہونے کی دیر تھی کہ لالہ چھجو رام نے علانیہ لوگوں کے پاس کہنا شروع کیا میںنے اپنی لڑکی کے دواہ میں جو قرضہ چڑھا لیا ہے اسکے اتارنے کے لئے یہ پانصد روپیہ منظور کرا لیا بلکہ ہے یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ لالہ چھجو رام جی رتیہ شدھی کے بھی برخلاف تھے اور اسکا سارا بوجھ بھی مجھ پر ہی ڈالتے تھے۔

تو جلسے سے واپس آگیا لیکن لالہ چھجو رام جی نے میرے برخلاف صدہا باتیں اڑاتی
رہتی تھیں۔ کبھی کہتے تھے کہ یہ کانگڑی جا کر سب کچھ غبن کر جاویگا پھر کہہ دیگا
سنیاسی ہو جاتا ہوں۔ علانیہ دھمکی دیتے تھے کہ رائے ٹھاکر دت جی برخلاف انکا
ایما سے ایک اخبار نکالیں گے اور مجھے کچلیں دینگے وغیرہ وغیرہ۔

ادہر تو یہہ افواہیں اڑ رہی تھیں جنکی خبر مجھے بعد میں کانگڑی پہونچکر ملی
ملنے لگی اور ادہر لالہ دیوراج جی کے برخلاف لالہ سومناتھ نے رپورٹ دی۔
دیوراج جی نے جملہ کاموں سے استعفیٰ دیدیا۔ مجھے کہا گیا کہ لالہ سومناتھ کو جائنٹ
بننے کے لئے پریرنا کروں۔ چنانچہ مینے ایسا ہی کردیا اور وہ کنیا آشرم کے منیجر
مقرر ہوئے۔

یہہ حالت ہو چکی تھی جب ذیل کی کارروائی انترنگ سبھا میں ہوئی
(۲) پنڈت رام بھجدت جی نے بتائید لالہ کدار ناتھ جی یہہ تجویز
پیش کی چونکہ ہولیوں میں گروکل کا کھولنا قرار پا چکا ہے اسواسطے شریمان
لالہ منشی رام جی کو لڑکوں اور استادوں کی رہائش وغیرہ کے واسطے
فی الحال عارضی مکانات تیار کرانے اور تا تیار رہنے اپ نیم کے
متعلقہ گروکل ادھیاپکوں وغیرہ کی تقرری اور دیگر ہر قسم کے انتظام
گروکل کیلئے مکھیہ ادھشٹاتا مقرر کیا جاوے اور ان سے
درخواست کیجاوے کہ جسطرح بن سکے اس کام کو جلد سر انجام دیں
کثرت رائے سے یہہ تجویز منظور ہوئی۔ لالہ خوشی رام نے کوئی رائے
نہیں دی اور صرف لالہ رلا رام جی برخلاف رہے۔ پنڈت رام بھجدت
جی نے تجویز پیش کی گروکل کے عارضی مکانات کے لئے منجملہ دس
ہزار روپیہ منظور شدہ کے دو ہزار روپیہ تک لالہ منشی رام جی کو خرچ
کرنیکا اختیار ہے۔ تائید لالہ سندر داس۔
نوٹ۔ موجودہ جلسے کی مجموعی رائے یہہ ہے کہ چونکہ عمارت کیلئے

دس ہزار روپیہ تک بموجب رزولیوشن نمبر ۵ پیرا دوم - انترنگ سبھا منعقدہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء لالہ منشی رام جی کو خرچ کرنے کا اختیار ہے اسلئے عارضی مکانات کے لئے کسی نئے رزولیوشن کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس رائے سے لالہ رلا رام جی برخلاف ہے اور لالہ شیو دیال جی کی رائے یہ ہے کہ پہلے دونوں رزولیوشن فضول ہیں ۔"

اسکے بعد ۵ رجنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو میں کانگڑی کیطرف روانہ ہونیکو تھا کہ لالہ ... جی نے مجھے بیرازنانہ مکان کنیا آشرم کیلئے مانگا میںنے بلا کرایہ دیدیا ۔ لالہ ... کا بیان تھا کہ بوجہ ترتیب مکان لالہ دیوراج جی کے وہ ٹھیک انتظام نہیں ... صرف ایک کمرہ میں اپنا اسباب بند کردیا

یہ حالات تھے جبکہ میں ۵ - جنوری کو ہردوار کیطرف روانہ ہوا ۔ ... دت جی کنکھل میں کچھ مہینوں سے موجود تھے ۔ ۷ رجنوری کو میں موضع ... دیکھنے اور منشی امن سنگھ جی سے ملنے گیا اور دوسرے دن معہ اپنے اسباب کانگڑی میں قیام پزیر ہوا اور صفائی جنگل اور طیاری احاطہ و مکان کا کام ... لیا گیا ۔ یہ حالت تھی جبکہ میرے پاس لالہ چھجو رام کی افواہوں کی شکایت ... اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ لالہ رلا رام جی ایسی افواہوں کو زیادہ ترست ... ہیں ۔ چنانچہ میںنے اپنا استعفا گروکل کے مکھیہ ادھشٹاتا پد اور سبھا کے ... سے بھیجدیا اسپر جو کارروائی ہوئی وہ ۱۹ رجنوری سنہ ۱۹۰۲ء کی انترنگ ... ذیل کی کارروائی سے ظاہر ہے ۔

کارروائی آریہ پرتی ندھی سبھا منعقدہ ۱۹ جنوری ... لاہور بوقت ۱½ بجے بعد دوپہر

حاضری لالہ منشی رام جی پردھان - لالہ رلا رام جی لالہ شیو دیال جی - لالہ کیدار ... ڈاکٹر پرمانند جی - پنڈت رنبیلا داس جی - لالہ خوشی رام جی لالہ متھرا داس جی ...

(۲۳) لالہ منشی رام جی پردہان سبھا او دہیا گرو کل کا حسب ذیل استعفا انہوں نے پڑھ کر سنایا۔

میں وجوہات ذیل کے باعث اودہیا گرو کل و پر دہان آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے عہدوں سے استعفا دیتا ہوں

(۱) جو واقعات مینے آج انترنگ سبھا میں پیش کئے ہیں انسے واضح ہے کہ بہت سے آریہ بھائی محض میری ذات کے برخلاف ہیں اور اسلئے میرے گرو کل کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھنے پر میرے برخلاف جو مخالفت اُٹھائیں گے۔ اسکا اثر گرو کل پر بھی برا پہونچیگا۔

(۲) اس ذاتی مخالفت کیوجہ سے گرو کل کے برخلاف ابھی سے بعض ان آریہ بھائیوں نے آواز اٹھانی شروع کر دی ہے۔ جنہوں نے بڑی خوشی سے اسکے لئے پہلے چندہ دیا تھا۔ اگر میری ذات کا تعلق گرو کل کے ساتھ نہ رہیگا۔ تو انکی طرف سے مخالفت بند ہو جاویگی ورنہ احتمال ہے کہ آریہ سماج میں دو پارٹیاں ہو کر بہت زیادہ نقصان پہنچے

(۳) مجھے گرو کل کیلئے اودہیاپک وغیرہ مقرر کرنے کا پورا اختیار دیا گیا تھا۔ اب خاص خاص آدمیوں کا تقرر بند کرنیکی تحریک ہو رہی ہے اگر میں اور کوئی نئے اودہیاپک وغیرہ ڈہونڈ کر مقرر کر دوں تو پھر بھی ایسی ہی کارروائی ہوگی اور اسطرح جبکہ کوئی زمانہ معین نہیں ہو سکتا جبکہ گرو کل کانگڑی میں کھل سکے۔ یہہ ناکامیابی ہوگی۔ تو اسلئے کہ مجھسے ذاتی طور پر بعض بھائی ناراض ہیں۔ لیکن پبلک یہہ یقین کریگی کہ گرو کل کا چلنا ہی مشکل ہے اور یہہ تحریک قبل از وقت ہے اس غلط خیال سے گرو کل کی تحریک کو بچانے کے لیئے بھی میری علیحدگی ضروری ہے۔ واضح رہے کہ میں پورے طور پر طیار ہو کر گرو کل کے چلانے کے لیئے کانگڑی میں گیا تھا۔ اگر میرے راستہ میں اپنے ہی آدمیوں کی طرف سے یہہ رکاوٹیں نہ ڈالی جاتیں۔ تو گرو کل کے کانگڑی میں جلد کھلنے کی مضبوط اُمید تھی۔ لیکن جس حالت میں کہ ایک organized

کوشش ہو رہی ہے کہ اسجگہہ گروکل نہ چل سکے اور آریہ سماج کے کارکنوں
کے اندر ہی نااتفاقی اور پرسپر اوشواس پھیلا ہوا ہے تو میں گروکل
اور آریہ سماج دونوں کو موجودہ حالت سے بھی زیادہ پرخطرے میں نہیں
ڈالنا چاہتا اور اسلئے اپنی کنارہ کشی ہی اسوقت کا دہرم سمجھتا ہوں
آریہ سماج پر اسوقت کٹھن سمے آ رہا ہے نئی پارٹیاں بننے کا احتمال
ہے اسلئے ضروری ہے کہ انترنگ سبھا آج ہی میرے استعفے کو منظور
کرکے مجھے ان کاموں سے سبکدوش کر دیویں تاکہ مرض آگے نہ بڑھے
نیز بڑی وجہہ جلدی کی یہہ بھی ہے کہ کانگڑی میں گروکل کی عارضی عمارت
کا کام زور شور سے جاری ہو رہا ہے جو فوراً نئے صاحبان کی رائے سے
چلنا چاہیئے اور آخری بڑی وجہہ یہہ ہے کہ جو مخالفت میرے برخلاف
اٹھ رہی ہے اسکی وجہہ سے جو نقصان گروکل کو پہونچ رہا ہے بوجہہ
تعلق خاص مجھے اسکا بڑا رنج ہوتا ہے اور اسلئے میری صحت بگڑ رہی
ہے۔ اگر آج فیصلہ نہ ہوا تو میری صحت کے بہت زیادہ بگڑ جانیکا احتمال
ہے جسکی وجہہ سے میں دیگر مفید کاموں کے انجام دینے کے قابل بھی شاید
نہ رہوں۔ میرا آخری منتیہ قبول کرکے مجھے ان دونوں کاموں سے سبکدوش
کیا جاوے۔

نوٹ۔ ابھی اس مضمون پر وچار ہو رہا تھا کہ لالہ رام کرشن جی باجازت
پردھان کے چلے گئے اور گاڑی نہ ملنے کی وجہہ سے پھر واپس آگئے مع دستخط لالہ منشی رام"
اس دوران میں لالہ رلارام کی سپیچ سے کسقدر وقفہ ہو چکا تھا لیکن جب لالہ خوشی رام
اور ڈاکٹر پرمانند وغیرہ نے سخت زور دیا تو حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوا اور منشی جی نے استعفا واپس لے لیا

"(۲۷) پنڈت رام بھجدت جی نے بتائید ڈاکٹر پرمانند جی تجویز پیش کی کہ
سبھا لالہ منشی رام جی کو خدمات متعلقہ گروکل اور عہدہ پردھان سبھا سے
سبکدوش نہیں کر سکتی ہے اور اسلئے درخواست کرتی ہے کہ لالہ منشی رام جی

اپنے استعفا کو واپس لیں۔ سروسمتی سے پاس ہوا

نوٹ لالہ منشی رام جی نے استعفا واپس لے لیا۔"

ناظرین یہہ امر آپکے غور کا محتاج ہے کہ جو لالہ رلا رام جی جنہے سبھا کے روپیہ کا غبن اور تصرف بیجا کرنے والا یقین کر بیٹھے تھے وہ اس سروسمتی میں شریک تھے نہ صرف شریک تھے بلکہ مجہسے استعفا خاص انہیں کے استدعا پر واپس کرایا گیا جسکا حال کارروائی انترنگ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء سے واضح ہوگا۔ جسکا انتخاب ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

"۱۹ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کی انترنگ سبھا میں جب مینے اپنا استعفا پیش کیا تو ۲ گھنٹوں تک کی علیحدہ باہمی گفتگو کے بعد لالہ خوشی رام جی نے لالہ روشن لال جی۔ پنڈت رام بہجت جی اور ڈاکٹر پریا نند جی صاحبان نے آن کر مجہے یقین دلایا تھا کہ اب کسی ایسی اندرونی مخالفت کا خوف نہیں ہے جیسی کہ ان واقعات سے ظاہر ہوتی تہی جو مینے پیش کیے تھے۔ لیکن افسوس کہ ۲۱ جنوری سے ہی پہر ایسے واقعات جمع ہونے شروع ہو گئے ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک میں گروکل اور آریہ پرتی ندہی سبھا کے جملہ کاموں سے کنارہ کشی نہیں کرتا تب تک ہرگز ہرگز شانتی نہیں ہوگی اور میں بجائے ان انسٹیٹیوشنوں کی سیوا کرنے کے انہیں زیادہ تر خطرے میں ڈالدونگا اسلیے سخت مجبور ہو کر پہر اپنا ۱۹ جنوری والا بغرض منظوری پیش کرتا ہوں۔

دستخط منشی رام"

اسکے بعد درج ہے۔

"چونکہ استعفا مذکورہ بارہ پر مزید وچار کی ضرورت ہے اسواسطے سروسمتی سے نشچیہ ہوا کہ آجکا اجلاس کل شام تک ملتوی کیا جاوے۔"

اس رات اور دوسرے دن پہر مجہے معلوم نہیں کہ کیا کیا کانفرنس ہوتی رہیں۔ دوسری رات کے جلسہ میں بڑا جہمیرا زور ڈالا گیا کہ میں اپنا استعفا واپس لے لوں۔ لیکن مینے

برابر انکار ہی کیا ۔ جیسے لالہ خوشی رام ۔ لالہ رلا رام ۔ ڈاکٹر پرمانند ۔ پنڈت رام بھجدت
لالہ جیونداس وغیرہ اصحاب نے ہم صلاح ہو کر حسب ذیل رزولیوشن پیش کر دیا۔

"لالہ منشی رام جی کا استعفا عہدہ پردھان سبھا اور ادھشٹاتا گروکل سے
پیش ہو کر پڑھا گیا۔ چونکہ سبھا ہذا محسوس کرتی ہے کہ موجودہ حالات میں
گروکل کے کام کیلئے ایک ایسے پرش کی خدمات کی ضرورت ہے جو گروکل کا
پرم ہتیشی اور اسکی قائمی اور حفاظت اور ترقی کیلئے کٹی ودھ ہو کر اپنا پورا
سمے اور پوری توجہ گروکل کی بہبودی کے لئے خرچ کرے اسلئے سبھا
ہذا سروسمتی سے لالہ منشی رام جی کا استعفا متعلقہ عہدہ ادھشٹاتا گروکل
کو نامنظور کرتی ہے اور انکی خدمت میں درخواست کرتی ہے کہ جسطرح
ممکن ہو گروکل کے کام کو بدستور اپنے ہاتھ میں رکھیں لیکن ضرورت
مذکورہ بالا کے لحاظ سے انکو عہدہ پریسیڈنسی سبھا کے کام سے سبکدوش
کرتی ہے اور بجائے انکے پنڈت رام بھجدت کو پردھان پد پر نیت
کرتی ہے"

اسپر میں نے سبھا کے موجودہ ممبروں کو مخاطب کر کے کہا کہ جو شخص اب کی یہہ کارروائی
پڑھیگا وہ متحیر ہوگا کہ استعفا کی وجہہ کچھ اور ہے اور وہ بھی دونوں عہدوں سے اور
اب صرف ایک عہدے سے کسی دوسری وجہہ پہ سبکدوش کر رہے ہیں۔ اسپر لالہ جیونداس
نے فرمایا کہ الفاظ ذیل رزولیوشن کے ساتھ ایزاد کر دیے جاویں "لیکن واضح رہے کہ
لالہ منشی رام کام ہر دونوں عہدوں کا کر سکتے ہیں" اسپر حسب دستور ایک قہقہہ پڑا اور
سب خاموش ہو گئے۔ میں نے اسوقت حسب ذیل الفاظ کہے تھے جو سب بھائیوں کو یاد ہونگے۔
"سبھا کے حکم کی تعمیل نہیں ہو سکیگی تو جانے دونگا لیکن آپ یاد رکھیں کہ کوئی دن آویگا جب مجھے بدنام کرنے کی کوشش ہوگی"
یہ معاملہ یہاں ہی ختم ہوا لیکن بہت عرصہ کے بعد جب اپریل ۱۹۰۶ء کو بحیثیت پردھان سبھا
میں نے پنڈت رام بھجدت جی اور لالے رلیا رام جی کی باہمی خط وکتابت مثلوں میں پڑھی تو
معلوم ہوا کہ پنڈت رام بھجدت جی کو ہر طرح کی مدد دینے کا وعدہ کر کے لالہ رلا رام جی نے

ہی پردھان بننے کی ترغیب دی تھی۔ خیر

لالہ رلا رام کی پہلی علانیہ مخالفت

میں اسکے بعد گروکل میں چلا گیا اور اپنے کام میں مشغول ہوا اور بہر شاید ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء تک گروکل بھومی میں کافی چھپر وغیرہ طیار کر کے گوجرانوالہ میں مقیم برہمچاریوں کو لانے کے لیئے وہاں پہونچا۔ اور ۴ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ایک خاص گاڑی ریزرو کرا کے سب لڑکوں کو جنکی تعداد شاید ۳۲ کے قریب تھی لیکر ہردوار روانہ ہوا۔ اسوقت کے کچھ واقعات قابل ذکر ہیں۔

(۱) ماسٹر سندر سنگھ اور پنڈت وشنو متر نے بیان کیا کہ ہم دونوں کو پنڈت گنگا دت کے برخلاف لالہ رلا رام بہر کاتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہارا انکے ساتھ نرباہ نہ ہوگا۔

(۲) ماسٹر سندر سنگھ نے بیان کیا کہ لالہ رلا رام انہیں گوجرانوالہ رہنے کے لیئے بہت ترغیب دیتے رہے اور لالہ حاکم رائے کو بھی ورغلاتے رہے کہ وہ اپنے لڑکے بھی رکھیں تاکہ ماسٹر سندر سنگھ کو بجائے للعہ کے پچاس روپیئے دیکر گروکل سے علیحدہ کر لیا جائے

(۳) لالہ رلا رام کے ایک بھتیجے لالہ کاشی رام ہیں۔ لالہ کاشی رام کی استری بیمار تھی اور لالہ رلا رام کی کوٹھی میں زیر علاج تھی۔ لالہ رلا رام نے مجھ سے پہونچتے ہی کہا "لالہ کاشی رام کا لڑکا بھیم نہیں جائیگا اسکا والد اجازت نہیں دیتا"

لالہ رلا رام جی تو یہ کہکر چلے گئے لیکن ماسٹر سندر سنگھ جی نے مجھ سے کہا کہ جبتک بھیم کا والد اگر منع نہ کرے آپ لڑکے کو چھوڑ کر نہ جائیے۔ چنانچہ دوسرے دن جب لالہ کاشی رام ٹھیکہ دار آئے تو وہی ہوا جو ماسٹر سندر سنگھ نے کہا تھا یعنی انہوں نے صاف کہا کہ وہ ہرگز کسی کے کہنے پر لڑکے کو رکھنے کے لیئے طیار نہیں۔ پس وہ لڑکا بھی گروکل چلا گیا۔

(۴) لالہ رلا رام جی کا بھتیجا پرتاب چلنے کیوقت گاڑی میں آ بیٹھا۔ لالہ صاحب نے زبردستی اُسے اُتارا ورنہ وہ سب بھائیوں کے ساتھ ہی گروکل جانا چاہتا تھا۔ اسکے متعلق

بہیں ذکر کردوں کہ جب اگست ۱۹۰۲ء میں لالہ رلا رام کے پتر اللہ گیا ستیہ چندر حال (سنیاسی) انجینیر، گرو کل دیکھنے کے لیئے گئے اور سارا نظارہ اور پڑھائی وغیرہ دیکھکر پرسن ہوئے تو انہوں نے خیریت سے پوچھا کہ "پرتاب کہاں ہے؟ کیا پرتاب کو نہیں بھیجا؟"

گوجرانوالہ سے روانہ ہوکر ۴ مارچ ۱۹۰۲ء کی رات گو گرو کل بھومی میں ہم سب پہنچ گئے۔ اسکے بعد شاید ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء کو گرو کل کا افتتاحی جلسہ اور پچاس برہمچاریوں کا وید ارمبھ سنسکار ہوا اور کارروائی باقاعدہ شروع ہوئی۔

گرو کل کے اسوقت کے مفصل حالات سے نہ اس جگہہ کچھ مطلب ہے، اور نہ ہی انکے بیان کی گنجائش ہے مختصر یہ ہے کہ میں تن تنہا سب کام کرنے کی کوشش کرتا رہا اس سخت محنت میں نہ صرف جون ۱۹۰۲ء تک پسینے لہو سے تقریبًا ۱۴۰۰ روپیوں کے خرچ کر دیا جو فروخت زیور اور وصولی کسیقدر حصہ قرضہ باقیماندہ خود بعد ازاں ادا کی کچھ حصہ دیگر قرضہ جنکا اسوقت تقاضا تھا نہ کر سکے۔ بلکہ سخت دھوپ میں کام کرنے سے بخار کا بھی شکار ہوا۔ اس موقعہ ماسٹر سندر سنگھ کو معطل کرنا پڑا اور اسوقت پھر لالہ رلا رام جی میدان میں نمودار ہوئے میں اس واقعہ کے متعلق ایک بڑی ضخیم مثل میں سے بعض چند کاغذات کی نقول اور ترجمے پیش کرونگا تاکہ معلوم ہو جائے کہ لالہ رلا رام جی کے اندر کیا سپرٹ کام کر رہی تھی۔

ترجمہ خط نمبر ۱

"۱۰ مئی ۱۹۰۲ء۔ از گرو کل نمبر ۲۳۶۔ بخدمت جناب صاحب پریذیڈنٹ

آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب لاہور۔ پیارے بھائی نمستے

آپکو پہلے سے ہی معلوم ہے کہ ماسٹر سندر سنگھ اس جگہہ مجھے بہت دق کر رہا تھا۔ کئی بار کی تنبیہ اور بارہا عدول حکمی کے لئے معاف کرنے کے بعد میں مجبور ہو گیا ہوں کہ اسے معطل کردوں اور ایکدم گرو کل سے اسے علیحدہ کردوں اس دماغی کشمکش سے رات پھر بخار آگیا

بس میں ماسٹر سندر سنگھ کی موقوفی کی رپورٹ آج نہیں لکھ سکتا میں مفصل رپورٹ بعد میں بھیجونگا۔ میرے پاس ثبوت ہے کہ ماسٹر سندر سنگھ برمہ چاریوں کے لڑکوں اور والدین کو انسٹیٹیوشن کے برخلاف بھڑکا رہا ہے۔
براہ مہربانی یہہ خیال رکھئے کہ اصل حالات کی تحقیقات کے بغیر کوئی صاحب بھی کچھ کارروائی نکریں۔

آپکا صادق منشی رام چیف سپرنٹنڈنٹ گردکل"

ترجمہ تار نمبر ۲

"ازجانب پنڈت رام بھجدت جی پردہان آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب بنام منشی رام۔
آپ سے سخت غلطی ہوئی ہے۔ بغیر اجازت طلبا کو جانے کی اجازت مت دو۔ فوراً رپورٹ بھیجدو۔ خواہ خود آؤ یا لالہ خوشی رام کو بھیجو حالات سمجھانے کے لئے۔ بھگت رام کو فوراً روانہ کردو۔ مورخہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۲ء"

طلبا کا ذکر اس تار میں اسلئے آیا ہے کہ لالہ حاکم رائے وکیل گجرانوالہ کا چونکہ ماسٹر سندر سنگھ سے خاص تعلق تھا اسلئے ماسٹر جی کے وہاں سے علیحدہ کئے جانے کے بعد فوراً لالہ حاکم رائے نے اپنے لڑکے کی طلبی کے لئے اپنے بھائی کو بھیجدیا تھا۔

ترجمہ تار نمبر ۳

"ازجانب منشی رام بنام پردہان سبھا بتعمیل حکم آرہا ہوں۔ رپورٹ وہاں پیش کرونگا۔ خوشی رام بیمار ہیں۔ بھگت رام نہیں آسکتا جبتک کہ اسکی جگہہ مناسب آدمی نہ بھیجدیجئے۔

۲۲ مئی سنہ ۱۹۰۲ء"

ترجمہ خط نمبر ۱

از ہندو ہوٹل لاہور ۸۵۵ - بخدمت صاحب پردہان آریہ پرتی ندہی
سبھا پنجاب -

پیارے بھائی نمستے - بتعمیل حکم آپکے مندرجہ تار خبر گروکل بھومی
میں پرسوں ملی - میں آج صبح یہاں پہونچ گیا ہوں - براہ مہربانی
مجھے مطلع کیجیے کہ انترنگ سبھا کا اجلاس کب ہوگا - اگر جلسہ کل کے
لئے نہیں بلایا گیا تو براہ مہربانی بذریعہ تار خبر کے کل بلا لیجیے کیونکہ
گروکل میں چارج لینے کے لئے کسیکو فوراً جانا ضروری ہے - جبتک
ایک ذمہ وار افسر موقع پر نہ ہو انسٹیٹیوشن کا مناسب انتظام قائم
نہیں رہ سکتا -

آپکا صادق منشی رام ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء

اسپر انترنگ سبھا کا خاص اجلاس بلایا گیا جسکی کارروائی کی نقل ذیل میں درج ہے

نقل کارروائی آریہ پرتی ندہی انترنگ سبھا منعقدہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۲ء
بروز اتوار بوقت ۸ بجے صبح کے بر مکان پنڈت رام بھجدت جی
حاضرین :- لالہ رلا رام جی - لالہ منشی رام جی - لالہ گنگا سنہد - ڈاکٹر
پرمانند جی - لالہ کدار ناتھ جی - لالہ جیکشن جی - لالہ جیونداس جی
لالہ مرلیدہر جی - سردار سوجیت سنگھ جی - لالہ شیودیال جی - لالہ متھرا
داس جی - پنڈت رام بھجدت جی - پنڈت ربلداس جی -

(۱) لالہ رلا رام جی کا انتظار کیا گیا تھا - وہ گجرانوالہ سے آئے - لالہ
حاکم رائے جی - لالہ جھنڈا رام جی اور لالہ متھرا داس جی پنڈی دادنخاں کو بھجا
علاوہ ممبران انترنگ سبھا کے تار دیگئی - لالہ حاکم رائے کو تار دی گئی تھی کہ وہ ماسٹر سندر سنگھ
اور اپنے بھائی شنکر داس جی کو ضرور ہی ساتھ لادیں - ماسٹر سندر سنگھ جی
جی کی تار آگئی ہے اور وہ قریباً ۱۱ بجے دن کے آئے تھے کہ وہ بوجہ بیمار
ہونے کے نہیں آسکتے - جلسہ ملتوی ہوا - لالہ رلا رام جی نے کہا کہ -

لالہ جیا کمر اسے جی گُل گجرانوالہ میں موجود نہ تھے۔ لیکن مجھے انکا خط آیا ہوا تھا کہ وہ آج یہاں آویں گے۔ انکو اور ماسٹر سندر سنگھ جی کو پہلے دو کارڈ بھی آنیکو سطے جا چکے تھے۔ لالہ رلا رام جی کو ضرور تار سرکاری آئی۔ اور وہ چلے گئے۔ تخمیناً ½ ۱ بج گئے زبانی گفتگو جملہ حالات کی صبح کے ۸ بجے سے شام کے ۵ بجے تک ہوتی رہی۔ تین بجے کے قریب لالہ سمپورا داس جی چلے گئے۔ چونکہ اعتراض کیا گیا کہ شاید بعض ممبران انترنگ سبھا کو نوٹس ٹھیک نہیں پہونچا۔ اور لالہ رلا رام جی نے فرمایا کہ لالہ پیرا رام جی کو نوٹس ملنا غیر اغلب ہے اسلیئے باقاعدہ میٹنگ انترنگ سبھا کا نہیں ہو سکتا۔ لیس زبانی سارے حالات سنے گئے۔ عام رائے یہی تھی کہ لالہ منشی رام جی نے دربارہ معطلی ماسٹر سندر سنگھ جی واجب کارروائی کی ہے

(دستخط) رام بھجدت پردہان

اسموقع پر اس کارروائی کے سوائے کچھ اور کارروائی بھی ہو لی تھی۔ جب لالہ رلا رام جی تشریف لائے اور انکی گفتگو سے معلوم ہوا کہ جس سندر سنگھ کی مذمت کر کے وہ مجھے اُسکے گرو کل لیجانے سے باز رکھنا چاہتے تھے اسکی بھی حمایت کر رہے ہیں اور ایک طرح سے اسکے وکیل بنکر آئے ہیں تو مینے پھر سمجھ لیا کہ لالہ رلا رام نے دل سے کدورت دور نہیں کی ہے۔ چنانچہ مینے حسب ذیل خط لکھکر اجلاس میں ہی پردہان جی کو دیدیا۔

ترجمہ خط یہ

شریان پردہان جی۔ پیارے بھائی۔

ان وجوہات سے جو مینے ابھی کمیٹی میں بیان کر دی ہیں اور جو واقعات پر مبنی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میرا گرو کل کا چیف سپرنٹنڈنٹ بنے رہنا نہ صرف میرے آتما کو ہی برباد کریگا بلکہ گرو کل کو بھی برباد کر دیگا۔ اسلئے میں انتظامی معاملات میں دخل دینے سے انکار کرتا ہوں

اور اپنے پد سے استعفا دیتا ہوں اگر کمیٹی مجھے وہاں کے کسی تعلیمی
کام کے لایق سمجھے تو میں دو گھنٹہ روز وقت دینے کو طیار ہونگا
لیکن میری رائے میں جبکہ انتظام کو تبدیل کرنا ہے تو مجھے ہر ایک
قسم کے کام سے سبکدوش کرکے ممنون فرمایا جاویگا

اپکا صادق منشی رام "

ترجمہ خط پردہان جی ۱۵

معزز بھائی۔ چونکہ اسوقت کے تمام موجودہ بھائیوں نے آپسے
درخواست کی اور منت کی ہے کہ آپ اپنے عہدہ سے استعفا
نہ دیں کیونکہ ہم لوگ اس حالت میں نہیں ہیں کہ آپ کی خدمات
کو چھوڑ سکیں اور ہملوگ آپکا گروکل کے ساتھ سمبندھ مستقل
چاہتے ہیں اسلئے ہم سب درخواست کرتے ہیں کہ اب اس خط
کو واپس لے لیجیے اسلئے میں خط آپکو واپس کرتا ہوں ۲۵ ۵/۱۹۰۳

دستخط رام بھجت پردہان

یہہ عبارت پردہان جی نے میرے خط کی پشت پر لکھکر مجھے میرا خط واپس کر دیا
جو ابتک میرے پاس موجود ہے۔ ایک بڑا عذر میرا یہہ تھا کہ جب پردہان سبھا نے
بلا میری رپورٹ پہونچنے کے ہی لکھدیا کہ مینے سخت غلطی کی ہے تو میں کسطرح
کام کرسکونگا۔ چنانچہ پردہان جی نے اپنی تار خبر یہ جو مجھے ہردوار بھیجی تھی حسب ذیل
عبارت لکھدی۔

ترجمہ خط ۹

"معزز بھائی۔ نمستے۔ میں ماسٹر سندر سنگھ کا سارا بیان سننے بعد
آپکا بیان سننے کے بعد اور دیگر ممبران انترنگ سبھا محض آپکا بیان سننے
کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ آپنے ماسٹر سندر سنگھ کو معطل کرنے
اور گروکل سے واپس بھیجدینے میں مناسب کارروائی کی ہے

مجھے اس تار خبر کے حسب ذیل الفاظ کے لیے افسوس ہے "سخت
غلطی کی گئی ہے" میں اسوقت یہی سمجھتا تھا اور صفائی سے آپ کو
لکھدیا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھپر خاص مہربانی
کرکے ماسٹر سندر سنگھ کو استعفا داخل کرنیکا موقع دیں۔ اصل میں
انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ انکو موقوفی سے بچاکر
انکا استعفا منظور کرادوں۔"

"آپکا رام بھجت پردہان"

اسپر میںنے پردہان جی کو لکھکر دیدیا تھا کہ اگر ماسٹر سندر سنگھ کا استعفا منظور ہوجاوے
تو مجھے عذر نہیں۔

اس معاملہ کو یہانتک پہونچاکر جب گرو کل جاتے ہوئے جالندھر ٹھیرا
تو معلوم ہوا کہ میری غیر حاضری میں بڑا بھاری نقصان میرا ہوگیا۔

میں پہلے لکھہ چکا ہوں کہ لالہ سومناتھ جی منیجر کنیا اشرم کی درخواست
پر میںنے اپنے مکان کا زنانہ رہائش کا حصہ بلا کرایہ کنیا آشرم کو دیدیا تھا۔ میرے
چلے جانے کے بعد اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کے انتخاب میں لالہ دیوراج کنیا مہاودیالے
کے پردہان ہوگئے

آشرم کے انتظام میں بی بی لکشمی جی بیوہ دہرم ویر لیکھرام حصہ لیتی تھیں۔ وہ
گھر چلی گئی تھیں لیکن ان کی ایک بالی بھولی کنیا آشرم میں تھی میںنے سنا کہ کسی نے
ایک چوہا ماردیا۔ لالہ سومناتھ جی کہیں کام کے لئے باہر گئے ہوئے تھے۔ لالہ
دیوراج جی پردہان نے فوراً آشرم میں پہونچکر ڈاکٹر کو بلوایا اور کل آشرم کی لڑکیوں کو
اپنے مکان کے سامنے لیگئے۔ اصل غرض تو انکی لڑکیاں اپنے نزدیک لیجانے کی
تھی لیکن ان کے اس امر کا مجھپر بڑا نقصان دہ اثر ہوا۔ ڈاکٹر کو لالہ دیوراج جی نے
اجازت دیدی کہ جس کمرہ میں میرا اسباب بند تھا۔ اسکا قفل توڑکر
کیا جاوے۔ میرا سامان آرایشی وغیرہ اسقدر قیمتی اس کمرہ کے اندر بند تھا کہ اگر میں

گردکل چلنے ہوئے چھوٹی شرم کو جواب دیکر اُسے نیلام کر دیتا تو چھ سات ہزار روپیہ
سے کم کی آمدنی نہ ہوتی اور اسطرح پر میرے سر پر سوائے ایک یا دو ہزار کے کوئی
قرضہ باقی نہ رہتا جو ایک سال میں اتار کر میں پریس وغیرہ تہ کر کے سکتا اور اپنا سارا وقت گردکل کی سیوا میں لگا سکتا
لیکن ادہر چھوٹی شرم نے مجھے ایسا کرنے نہ دیا اور ادہر لالہ دیوراج جی کی اجازت پر قفل توڑ کر
اسباب سارے صحن میں پھیلا یا گیا اتفاق سے میرے پریس کے مینجر لالہ بستی رام بھی اپنے
گھر گئے ہوئے تھے۔ سارا اسباب صحن میں پھیلا رہا۔ ۲، گھنٹوں تک اسکا کوئی وارث
نہ تھا۔ جسنے جو چاہا لیگیا۔ آخر تین دنوں کے بعد لالہ بستی رام نے آکر باقیماندہ ہزار ڈیڑھ ہزار
کا اسباب سمیٹا اور نیا قفل لگا دیا۔ ایکطرف تو یہہ حال معلوم ہوا اور دوسری طرف معلوم ہوا
کہ میری چھوٹی لڑکی جسکے ووداہ پر اسقدر مخالفت آریہ بھائیوں کی بھی مجھے برداشت کرنی
پڑی تھی سخت بیمار ہے اسے بھی اسکے پتی کے پاس سے طلب کر کے جالندھر اپنے مکان
پر مقیم کیا۔ ان سب حالات کی موجودگی میں بھی مجھے فوراً گردکل واپس جانا پڑا۔

اسجگہہ اسقدر ذکر کرنا اور ضروری ہے کہ جالندھر کے خاص مہربانوں کی مخالفت
اسوقت اسقدر بڑہ گئی تھی کہ میرے پریس میں آدمیوں کا ٹکنا مشکل ہو گیا تھا اسلئے
اپنے پریس کو بند کرنیکا خیال بھی اسیوقت اٹھایا تھا جسکا نتیجہ آخرکار یہہ ہوا کہ پریس
کو بارہ سو روپیہ خرچ کر کے ہردوار منتقل کرنا پڑا۔

لالہ حاکم رائے اور ماسٹر سندر سنگھ کی نسبت میں بیان کو لمبا نہیں کرنا چاہتا
بالطرف اسقدر ذکر کافی ہے کہ لالہ رلارام کی شہ سے ماسٹر سندر سنگھ نے استعفا
لکھ دیا تھا۔ انہی لالہ حاکم رائے نے نامناسب حرکتیں کردائیں جسکا نتیجہ حسب ذیل خط
کی نقول سے ظاہر ہے۔

نقل خط بنام لالہ حاکم رائے وکیل مورخہ ۴۔ جون سنہ ۱۹۰۲ء از گردکل

"نمستے آپ نے ایک خط خلاف قواعد گردکل اپنے بھائی کے ہاتھ نابالغ شیو
برہمچاری کے لئے بھیجا۔ باوجود آپکے بھڑکانے کے برہمچاری شانت
رہا اور آنندپور یک دیا مام کرتا اور پڑھتا ہے۔ اب کل شام آپکا خط بند

نارائن دت کے نام آیا جسکو دیکھکر زیادہ حیرانی ہوئی - بوجہہ اس خلاف ورزی قواعد کے میننے پردہان مہاشے کو لکہدیا کہ ۸ جون کے جلسہ میں یہہ مضمون پیش کردیں کہ آپکا لڑکا شیونا تھ گردکل سے خارج کیا جاوے اطلاع گذارش ہے کہ آپکو جواب کا موقع ملجاوے - "

"بندہ منشی رام ،،

اس موقعہ پر یہہ جتلانا بھی ضروری ہے کہ مینے گردکل میں جاکر ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء میں ہی پردہان جی سے درخواست کی تھی کہ اگر گجرانوالہ کی ویدک پاٹھ شالا گردکل میں آجاوے تو اپدیشک طیار کرنیکا اچھا موقعہ ملسکتا ہے اس درخواست کو مینے اسوقت پھر دوہرایا کیونکہ مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ لالہ حاکم رائے کی شمولیت میں لالہ رلارام جی ایک مخالف گردکل کھڑا کرینگے اور سبھا کے ایک انسٹیٹیوشن کے ذریعہ سے لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالیں گے ان دونوں معاملات میں سے اول لالہ حاکم رائے اور ماسٹر سندر سنگھ کے قصہ کو انترنگ سبھا کے حسب ذیل رزولیوشن کے ساتھ ختم کرتا ہوں -

نقل از رزولیوشن ، آریہ پرتی ندہی انترنگ سبھا منعقدہ ۸ جون سنہ ۱۹۰۲ء

بمقام لاہور

حاضرین - لالہ منشی رام جی پنڈت رام بہجدت جی - لالہ خوشی رام جی - لالہ رام کشن جی - لالہ متھرا داس جی - پنڈت ریلداس جی - لالہ نرائن داس جی - لالہ جوندا س جی - ڈاکٹر پرمانند جی - لالہ گیا چند جی لالہ شیو دیال جی لالہ گدارناتھ جی -

(۸۵) ماسٹر سندر سنگھ جی کے متعلق جملہ کاغذات وحالات وخط وکتابت پیش ہوکر پڑھے اور سنے گئے -

لالہ خوشی رام جی کا بیان بھی اس کے متعلق سنا گیا - ماسٹر سندر سنگھ جی - باوجود دوبارہ زبانی اور تحریری تاکید طلبی کے نہیں آئے اور نہ ہی لالہ حاکم رائے جی باوجود سخت تاکید کے دونوں جلسوں میں تشریف لائے - بلکہ ماسٹر

سندر سنگھ نے ایک تار اس مضمون کی بھیجی ہے کہ فرد الزام تحریری بھیجو۔ تحریری جواب دیا جاویگا۔ حالانکہ پر دہان سبھا پہلے ایک فرد الزام تحریری اپنی طرف سے ماسٹر سندر سنگھ جی کے پاس بھیج چکے تھے اور لکھا تھا کہ خود اگر جو الزامات آپ پر لگائے جاتے ہیں انکو تسلیم اور جواب دیں لیکن ماسٹر سندر سنگھ جی نے بلا وجہ حاضری سے گریز کیا ہے۔ سبھا کی رائے میں وہ ہرگز گروکل میں رہنے کے لائق نہیں ہیں اور انکی کارروائی پر سبھا سخت افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ اسلئے سرو سمتی سے نشچے ہوا کہ ماسٹر سندر سنگھ جی کو گروکل کے سائنس ماسٹری کے عہدے سے موقوف کیا جاوے۔

(۵۹) کاغذات متعلقہ شیو ناتھ ودیارتھی پڑھے گئے پر دہان سبھا نے یہہ تجویز پیش کی کہ۔ لالہ حاکم رائے کے پتر شیو ناتھ ودیارتھی کو انکے حوالے کیا جاوے۔ سرو سمتی سے یہہ تجویز منظور ہوئی

(۶۰) سرو سمتی سے یہہ بھی نشچے ہوا کہ لالہ حاکم رائے جی نے جو پتر ہندی میں اپنے پتر شیو ناتھ کو (جسکی نقل ذیل میں درج کیجاتی ہے) خلاف قواعد لکھا ہے۔ جسطرح کی خط و کتابت انہوں نے شرمان لوجہ ورہماشہ مکھہ اڈہشٹا گروکل اور پردہان پرتی ندہی سبھا سے کی ہے۔ اسپر اظہار افسوس کیا جاوے۔ شرمیتی آریہ پرتی ندہی سبھا کسی آریہ سبھاسد سے اس قسم کی انوچت کارروائی کی امید نہیں کرتی

نقل خط لالہ حاکم رائے بحروف دیو ناگری

पियारे शिवनाथ जी। आप केसो को हरी पेद को भेज देता हुं। आप उसके साथ अप ने असबाब समेत आजावें अगर नरमी से कहने पर वह न आने देवे तो बाहरी-

-न्द के साथ ज़ोर करके भी चले आवें। उन को साफ़ कह देवें कि मैं नहीं रहूंगा और आप आवें। ईश्वर चन्द्र, गुरुदत्त प्रभु आदि सब को तसल्ली दे आवें सब को मंगवाया जावेगा।

(ह) लाकमराय

(۴۴) پنڈت رلیداس جی نے بتائید ڈاکٹر پرمانند جی تجویز کی کہ لالہ منشی رام جی کو اختیار دیا جاوے کہ وہ اپنے اطمینان کے مطابق سپرنٹنڈنٹ و دیگر ادھیاپکان و ملازمان وغیرہ مقرر کرکے سبھا میں رپورٹ کر دیا کریں اور اُنکی برخاستگی و رخصت متعلقہ تقرری کا اختیار اُن کو دیا جاوے۔ بہ سرو سمتی سے یہہ تجویز منظور ہوئی۔"

یہہ قصہ تو ختم ہوا لیکن اس جلسہ میں جو خط لالہ رلا رام کا مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۲ء پنڈت جی نے پڑھکر سنایا تھا۔ اس سے لالہ رلا رام جی کی علانیہ مخالفت کا پہلا ثبوت ملتا ہے۔ خط کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

نقل چٹھی بنام پنڈت رام بھجدت از لالہ رلا رام مرقومہ مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۲ء جو انترنگ سبھا میں بتاریخ ۸ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو پڑھی گئی۔

ڈیر دوست۔

مجھے اپنے دھرم پتنی کے بخار کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے آجانا پڑا۔ اب وہ اچھی ہیں اور مجھے انکیطرف سے کوئی فکر نہیں۔ میٹنگ کا خاتمہ کیسے ہوا۔ میں نے تو یہہ اندازہ لگا رکھا تھا کہ کانگڑی کا گروکل ایک سال یا اس کے قریب عرصہ کے اندر ضرور ختم ہو جائیگا لیکن لالہ منشی رام اور انکے مداحوں کی عقلمندی کی سے بنام بہت جلد آ ہو چلا ہے اب تو

صرف چند ماہ کی ہی بات باقی ہے اس موسم برسات میں
اسکا قطعی فیصلہ ہو جاویگا۔ کیا ہی قابل تعریف بات ہے کہ لالہ
منشی رام اور انکے ساتھیوں اور طرفداروں کی اعلیٰ عقل تھی اسقدر روپیہ
خرچ کرنے اور اپنے مددگاروں کی تعداد بڑھانے کے باوجود تین ماہ تک
بھی اسے اچھی طرح نہ چلا سکی کیا مزے کی بات ہے کہ یہ شخص سمجھتا تھا
کہ مجھ میں نپولین کی طاقتیں موجود ہیں اور اب ایک ہی مہینہ میں اس
کے مقصود خاک میں مل گئے۔ میرے بھتیجے لالہ کاشی رام کا ایک لڑکا
کانگڑی میں ہے اسکا نام اب بھیم ہے اگرچہ اسکا جسم از حد کمزور ہے
لالہ کاشی رام نے میرے کہنے پر اسے کانگڑی میں بھیجا تھا لیکن
اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے واپس بلا لیا جاوے اسکے بلانے
کیلئے کسی قسم کی [illegible] پابندی کی ضرورت ہوگی
میں نہیں چاہتا کہ لالہ کاشی رام کو لڑکے کو لانے کیلئے ایک آدمی
بھیجنے میں اسقدر روپیہ خرچ کرنا پڑے۔ کیا وہ لالہ حاکم رائے کے لڑکے
کے ساتھ ہی آسکتا ہے بواپسی ڈاک جواب بھیجکر مشکور فرماینگے۔"

آپکا رلا رام "

اس خط میں چار امور قابل توجہ ہیں۔
اول یہ کہ لالہ رلا رام نے میرے ناچیز کام کے ساتھ نپولین کے کام کا مقابلہ کیا جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ میری مخالفت کیلئے بھی انہوں نے وہی اوزار استعمال کرنے مناسب
سمجھے جو نپولین کی مخالفت کرتے تھے اسوقت یہ امر مسلمہ ہے کہ نپولین بر سر جبر کی
کاروائی کرنیوالا تھا۔ اسکے زمانہ میں اسکے برخلاف جسقدر مضامین شائع ہوئے
انہیں سخت دشمن آزادی ظاہر کیا جاتا تھا۔ کاش لالہ رلا رام کے دماغ میں میری مخالفت
شروع کرتے وقت نپولین کا خیال نہ آتا تاکہ مجھے اس ضخیم کتاب کے لکھنے کی ضرورت نہ
پڑتی۔

(۲) لالہ رلا رام نے لکھا ہے کہ انکے بھتیجے کاشی رام نے اپنا لڑکا انکی صلاح سے گرد کل بھجوایا تھا۔ برخلاف اسکے میں دکھلا چکا ہوں کہ اگر انکا بس چلتا تو لڑکا گرد کل تک ہرگز نہ پہونچتا۔

(۳) لالہ رلا رام جی حقارت سے لکھتے ہیں کہ لڑکا گو کمزور ہے لیکن نام اُسکا بھیم رکھا گیا ہے۔ ظاہراً مجھپر اعتراض کرتے ہیں گویا مینے نام رکھا تھا۔ امر واقعی یہہ ہے کہ اسکا پہلا نام مجھے معلوم ہی نہیں کیونکہ خود لالہ رلا رام نے اسکا نام گوجرانوالہ میں بھیم رکھا تھا۔

(۴) لالہ رلا رام نے اس خط میں یہہ ظاہر کیا ہے کہ بھیم کا والد اُسے بلانا چاہتا ہے حالانکہ اُسنے تاکیداً مجھے لکھا ہے کہ لالہ رلا رام کے لکھنے پر ہرگز لڑکے کو مت بھیجنا میں اسکو گروکل میں ہی رکھنا چاہتا ہوں۔

اسکے بعد قبل اسکے کہ محض خط و کتابت درج کردوں جسکے پڑھنے سے لالہ رلا رام جی کی کوششوں کا پتہ لگے میں جالندہر کے مختصر حالات درج کر دینے ضروری سمجھتا ہوں تاکہ انکو پھر دوہرانے کی ضرورت نہ سمجھی جائے۔ میں گو جالندہر میں نہیں رہتا تھا تاہم لالہ دیو راج جی خائف تھے کہ مبادا میں پھر اُنکے کنیا مہا ودیالہ کے کاموں میں دخل دوں اور اسلئے مجھے ہر وقت مصیبت کا سامنا رہتا تھا۔ میں نے اس مصیبت سے بچنے کے لئے کنیا مہا ودیالے مکہہ سبھا کی ممبری تک سے استعفیٰ دیدیا۔ اسکے بعد جو کارروائی ہوئی اور اس سے پہلے بھی جو کشمکش ہوئی اسکو محض کا عذات دیرینہ کے حوالے سے مینے ایک ضمیمہ کی شکل میں پیچھے لگا دیا ہے اسکے دیکھنے سے سب حالات اسوقت تک کے معلوم ہو جاویں گے۔

(ملاحظہ ہو ضمیمہ حرف . ب)

ماسٹر سندر سنگھ کی موقوفی کے سوال کے علاوہ ۸ جون سنہ ۱۹۰۲ء کی انترنگ سبھا میں ریکارڈ بابو شالا کے گوجرانوالہ سے منتقل کرنیکا سوال بھی پیش تھا۔ چونکہ یہہ [illegible] کی

علانیہ مخالفت کا دوسرا ثبوت

ہے اسلئے اسکے متعلق جو رزولیوشن اسوقت پاس ہوا تھا اور اسکے بعد جو دلچسپ خط و کتابت میری اس معاملہ میں پنڈت مہاشے سے ہوئی وہ بجنسہ ذیل میں نقل کردیتا ہوں۔

(۱) نقل رزولیوشن ۱۶۲ انترنگ سبھا منعقدہ ۸ جون ۱۹۰۲ء

ویدک پاٹھ شالا گوجرانوالہ کا سوال پیش ہوا اور لالہ رلا رام کا پتر مورخہ ۸ جون ۱۹۰۲ء جو انہوں نے خاص آدمی کے ہاتھ بھیجا پڑھا گیا پہلے بھی لالہ رلا رام کی خاطر ایکدفعہ یہہ سوال ملتوی کیا گیا تھا لالہ رلا رام جی نے ایک عجیب قسم کا خط لکہا ہے کہ جسکے واسطے کوئی درجہ ت معلوم نہیں دیتی ہیں۔ اسلئے بمجبوری اس مضمون کو ملتوی کیا جاوے اور لالہ رلا رام جی کو تاکیداً لکہا جاوے کہ اب ایسے خطوط لکہنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ انکا اور اگر کوئی انکے ہمخیال ہوں تو ان سب کا بہی فرض ہے کہ اگلے جلسہ میں تشریف لاکر جملہ اعتراضات برخلاف یا حق میں تجویز مذکور کے پیش کریں اور اگر وہ اگلی دفعہ بھی نہیں آوینگے تو لاچار سبھا کو فیصلہ اسکے متعلق دینا پڑیگا۔ نیز لالہ جیونداس جی کی سیوا انہیں عرض کیجاوے کہ ویدک پاٹھ متعلقہ آمدن خرچ وغیرہ جملہ حالات دریافت کرکے سبھا کے پاس رپورٹ کریں۔"

لالہ رلا رام جی نے یہہ خط خاص آدمی کی معرفت بھیجا تھا۔ اسکا مثل میں کہیں پتہ نہیں تھا لیکن جس جگہہ مثل میں اوپر درج کئے ہوئے رزولیوشن کی نقل درج ہے اسجگہہ سب ذیل بسل کا لکہا ہوا خط از جانب لالہ رلا رام جی نتھی ہے۔

"پیارے درت۔ رائے ٹھاکر دت نے لکہا ہے کہ وہ آج گوجرانوالہ نہیں جو گئے۔ پنڈت رلا رام بھی شائد آویں اگر وہ صبح کی گاڑی سے آویں تو میرا انسے درخواست کرونگا کہ وے سبھا کے جلسہ میں آج شریک ہوں لیکن اگر وے صبح کی گاڑی میں نہ آئے تو مجھے انکے لئے دو بجے دوپہر تک انتظار کرنا پڑیگا۔ اگر میں انترنگ سبھا کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکوں

"میں آپسے استدعا کرتا ہوں کہ پاٹھ شالا کا سوال آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دیں۔ اس سوال میں یہہ ضروری اصول شامل ہے کہ آیا پنجاب سے باہر انسٹیٹیوشنوں کو کھولا جاوے یا نہ۔ میں پرانے صاحبان کے ساتھ سماج کی نازک حالت پر سنجیدہ وچار کرونگا۔ وہ بھی اسی غرض سے آرہے ہیں۔

آپکا رلا رام"

گو میں یقیناً نہیں کہہ سکتا کیونکہ تاریخ نہیں پڑھی گئی لیکن ممکن ہے کہ یہی خط لالہ رلارام نے بھیجا ہو جسکا ذکر انترنگ سبھا کے رزولیوشن میں درج ہے۔

میں اس پاٹھ شالا کے مستقل کرنیکے سوال کی نسبت جملہ خط وکتابت بھی درج کر دیتا لیکن کچھ دیگر واقعات بھی انہیں خطوط میں درج ہیں اسلیئے جملہ واقعات متعلقہ کے درج کرنے کے بعد خطوط کو درج کرونگا۔

علانیہ مخالفت کا تیسرا ثبوت

اسوقت اور معلوم ہوا یعنی لالہ رلارام نے گروکل کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کا ایک اور طریق اختیار کیا جسکی کچھ تمثیلیں درج کرتا ہوں۔

(۱) منشی آسن سنگھ جی نے موضع کانگڑی وان میں دیگر ہبہ نامہ بنام رلارام پردہان سبھا کرا دیا تھا۔ وہ اصل ہبہ نامہ جب سبھا کے دفتر میں آیا تو اسکی نقل رجسٹر وثیقہ جات میں کی گئی۔ دیگر وثیقہ جات تو منتری کے قبضہ میں اکثر صندوق آہنی میں رہتے تھے۔ لیکن یہہ ہبہ نامہ لالہ رلارام جی خاص اپنے پاس لیگئے تھے۔ چنانچہ رجسٹر میں انکا لیجانا درج ہے۔ جب میں کانگڑی گیا تو بندوبست خاتمہ پر تھا اور کاغذات پٹواری کے لیے اصل وثیقہ کی ضرورت پڑی اسوقت باوجود بار بار خطوط لکھنے کے بھی لالہ رلارام نے کچھ جواب نہ دیا۔ چنانچہ مجبوراً مصدقہ نقل ہبہ نامہ کی محکمہ رجسٹری سے حاصل کر کے داخل کرنی پڑی

آجتک اصل ہبہ نامہ کا پتہ نہیں ہے ۔

(۲) جب داخل خارج کا وقت آیا اور کارروائی ہونے لگی تو میرے
پاس مختارنامہ پنڈت رام بھجدت جی پردھان کا تھا۔ تحصیل نجیب آباد
سے اعتراض ہوا کہ موضع کے نمبردار لالہ رلا رام پردھان ہیں جبتک
انکی درخواست تبدیلی نہ آوے کارروائی نہیں ہوسکتی۔ اسپر
بارہا لالہ رلارام جی کو لکھا گیا لیکن کچھ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ زیادہ طول دینے
کی ضرورت نہیں ذیل کی خط وکتابت سے کچھ حالات معلوم ہو جاوینگے۔

از کاربالا گروکل نمبر ۱۲۹۰ مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء بخدمت شری مان پردھان آریہ
پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور

پیارے بھائی نمستے۔ لاہور میں زبانی طور بھی آپ سے ذکر کیا تھا
کہ موضع کانگڑی کے انتظام کے متعلق مجھے بوجہ اپنی مشتبہ پوزیشن
کے بڑی دقت محسوس ہوتی ہے۔ سبھا کے پردھان آپ ہیں اور
آپ نے مجھے اس محال کا منیجر مقرر کیا ہے لیکن موضع کے
نمبردار لالہ رلارام مقرر کئے گئے ہیں۔ کیونکہ جب اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء
میں عہدہ پردھان میں تبدیلی ہوئی تو لالہ رلارام نے باوجود میری
بار بار کی تحریروں کے اپنی جگہہ نئے پریسیڈنٹ کا نام تبدیل ہونیکی
درخواست نہ دی۔ اب افسران سرکاری صرف نمبردار کے باقاعدہ
قائم مقام کے ساتھ ہی معاملہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ موضع کے
چوکیدار نے لبارش پولیس سب انسپکٹر تھانہ شیام پور کئی بار موضع
کی بدانتظامی کے بارے میں چھوٹی رپورٹیں کی ہیں لیکن جب میں
انکے برخلاف کوئی کارروائی کرنی چاہتا ہوں تو مجھ سے میری
سند پوچھی جاتی ہے جو ان حالات میں تسلیم نہیں سمجھی جاتی۔
علاوہ بریں اصل وثیقہ ہبہ نامہ میرے پاس نہیں ہے آسکے

بندرہ دنوں بعد تحصیلدار کے روبرو پیش کرنیکی ضرورت ہوگی تاکہ
داخلخارج باقاعدہ ہو جائے۔ لالہ رلارام نے پہلے اقرار کیا تھا کہ
وہ وثیقہ اُنکے پاس ہے مجھے معلوم نہیں کہ اصل آپکو ملا ہے یا نہیں
اگر ملگیا ہے تو لفافہ رجسٹری شدہ کے ذریعہ سے اسے بھیجدیجئے۔
لیکن جبتک مجھے مستحق آدمیونکیطرف سے مناسب اختیارات
نہ ملیں تو افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ موضع کے انتظام کا میں
ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ میں نے اصل حالات آپکے روبرو ظاہر کر دئے
ہیں اور اب یہ فیصلہ کرنا آپ پر منحصر ہے کہ آیا آپ سبھا کی جائداد
کو بدانتظامی سے بچانے کے لئے شخصی رنجشوں کو برداشت کرنیکا
حوصلہ کریں گے یا نہیں مجھے بنجابکا سا ماجک معاملات سے
آگاہی نہیں ہے اسلئے کوئی رائے نہیں دے سکتا۔"

"آپکا صادق منشی رام"

اسی کے متعلق دوسرا پورٹ کارڈ میں نے بردہان جی کے نام حسب ذیل لکھا تھا۔

از کارپائے گروکل ۱۴۴۳ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۲ء۔

پیارے بھائی نمستے۔

میں آپکی توجہ اپنے خط ۱۳۰۶ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۰۲ء متعلقہ
منبرداری موضع کانگڑی کیطرف دلاتا ہوں۔ آفیسران گورنمنٹ
نے مالگذاری میں بچاس ... روپے زیادہ وصول کر لئے تھے
اس رقم کو واپس وصول لینا ہے لیکن یہ روپیہ میں کیونکر واپس
لے سکتا ہوں کیونکہ منبرداری لالہ رلارام جی کے نام ہے جنکی طرف
سے میرے پاس کوئی مختار نامہ نہیں ہے۔"

"آپکا صادق منشی رام"

(۳) ماسٹر سندر سنگھ کی موت وفی کے بعد لالہ رلارام نے نہ صرف علانیہ مقابلہ کا ایک

گردکل ہی کھڑا کردیا بالاتفاق سے جو روپیہ سیونگ بینک کا انکے
نام تھا اسکے واپس لینے کیلئے دستخط کرنے سے بھی انکار کردیا۔
یہ جملہ مفصل حالات ذیل کی خط وکتابت سے ظاہر ہوں گے
جو تقریباً چالیس سے زیادہ خطوں میں سے منتخب کرکے اختصار
کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔

لیکن اس خط وکتابت کے پیشتر مختصر حالات اپنی دیگر مصیبتوں کے
درج کردوں تاکہ خطوط کے سمجھنے میں سہولیت ہو۔

۳ جون سنہ ۱۹۰۶ء کے بعد لاہور سے میں جالندھر میں آیا۔ شریمتی
لکشمی دیوی دھرم پتنی پنڈت لیکھرام کی ودھوا سخت تپ دق سے
بیمار راولپنڈی سے آگئی تھیں۔ میری چھوٹی لڑکی گنہیا کی بیماری سے
بہت لاچار تھی۔ دونوں کا علاج بعد ملاحظہ ڈاکٹر سمتھ کے شروع
کرایا گیا۔ جو اسباب انکی ضرورت کے مطابق تھا وہ رکھکر باقی نیلام
کرنے کا تیار ہو گیا اور پریمیوں کو یہ دوار منتقل کرنیکا ارادہ مستقل
ہو گیا۔

لیکن جب سب سامان باقاعدہ رکھکر نیلام شروع کرایا تو کچھ جوڈیشل
افسران اور وکلا کے آنسو نکل پڑے اور انہوں نے آکر کہا کہ انکے
دل کے صدمہ کو دور کرنے کے لئے نیلام بند کردوں۔ اسکے بعد چونکہ
چار پانچ دنوں تک اسباب کھلا پڑا رہا اسلئے دو تین سو روپیہ کا
سامان اور غائب ہو گیا۔ باقیماندہ بے ترتیبی سے ایک کوٹھی میں
ٹھونس دیا گیا۔ بی بی لکشمی کی بیماری کا جسطرح علاج ہوا کسطرح
انہیں ایسی حالت میں چھوڑکر مجھے گردکل جانا پڑا کسطرح میرے
چلنے کے بعد انکی موت ہوئی کن کن تکلیفوں میں سے میری چھوٹی
لڑکی کو گذرنا پڑا کسطرح انکے ملنے کا چاؤ دل میں جبراً برداشت کرکے

اسنے اپنی بیماری کو مہلک بنا لیا۔ ان واقعات کے ذکر سے اسجگہہ کچھ تعلق نہیں ہے ہمنے اسطرف صرف اسلئے اشارہ کیا ہے کہ ذیل کی خط و کتابت سمجھہ میں آجاوے۔

واضح ہو کہ جالندہر میں محض اسلئے ٹھہرا تھا کہ گرد کل کے بہت سے بل پاس ہوچکے تھے لیکن روپیہ سیونگ بنک میں تھا۔ سیونگ بنک کی کتاب لالہ رلارام جی کے نام تھی انہوں نے روپیہ واپس لینے کی فارم پر دستخط کرنیسے انکار کر دیا۔ گرد کل میں اسوقت استقدر آمدنی نہیں ہوتی تھی کہ چار پانچ ماہ تک بلا حساب فہمی اور روپیہ سبھا سے وصول کئے کام چل سکے اسلئے میں شاید ۵ یا ۶ ؟ رجون ۱۹۰۲ء تک رکا رہا ورنہ بی بی لکشمی جی اور اپنی بہتری کے علاج کا انتظام کئے بغیر ہی چلا جاتا۔

(۱) میرا خط پردہان سبھا کے نام :-

"جالندہر شہر ۱ رجون ۱۹۰۲ء پیارے ۔ دت

یہاں کے معاملات بری حالت میں ہیں۔ یہاں اپنے معاملات کے سلجھانے میں مجھے شاید ۱۲ دن لگ جاویں گے لیکن میں بہت جلد واپس جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میری غیر حاضری سے گرد کل کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہے۔ براہ مہربانی میرے بلوں کے روپئے بہت جلد بھیجدیجئے ...."

اسپر جو کارروائی پنڈت رام بھجدت جی نے کی اور جسطرح پر فارم واپسی روپیہ سیونگ بنیک لالہ رلارام جی کے دستخطوں کے لیے بھیجے گئے انکا مفصل حال اس دلچسپ خط و کتابت سے ظاہر ہوگا جو درمیان پنڈت رام بھجدت رائے ٹھاکر دت اور لالہ رلارام کے ہوئی۔

(۲) خط از جانب پنڈت رام بھجدت پریسیڈنٹ بنام رائے ٹھاکر دت دہون۔

"پیارے رائے ٹھاکر دت صاحب۔ میں آپکی سبہا میں ایک خط کی نقل جو مینے آج رائے رلارام جی کو بھیجی ہے اسلیئے روانہ کرتا ہوں کہ۔

آپ اسپر کچھ کارروائی کریں گے۔ اپنے خاص ہاتھ کی لکھی ہوئی نقل آپ کی سیوا میں بھیجتا ہوں۔

"آپکا صادق رام بھجدت"

نقل خط۔

"آپکا بڑا ہی مہربانی سے پُر خط مجھے مدت ہوئی ملا تھا۔ لیکن میں بوجہ کثرت کار اسکا جواب نہ بھیج سکا۔ آپ یقین کریں کہ میں وہی آپکا خادم رام بھیج ہوں جیسے آپنے اور خصوصاً آپکے لائق بھائی نے بڑی حد تک بنایا ہے جو کچھ کہ وہ ہے۔

سبھا کے ساتھ کارروائی کرتے ہوئے لالہ رلا رام جی بڑی دون کی لے رہے ہیں اور اگر انہوں نے اپنا موجودہ عمل جاری رکھا وہ آریہ سماج میں ایک دوسرے تفرقہ کا باعث ہونگے۔ مہربانی فرما کر انکو ایسا خط لکھیے کہ انکے جذبات شانت ہوں اور وہ سنجیدگی سے موجودہ نازک حالت کو سمجھکر اسپر بھی غور کریں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے میرے ڈاکٹر پرمانند کو آریہ پتر کا آنرز کے کام کی پڑتال کرنے کے لئے مقرر کرنے پر آریہ پتر کا کے اڈیٹر شپ سے استعفا دیدیا ہے اور اسدن سے کام کرنا بالکل بند کر دیا ہے حالانکہ انکا استعفا ابتک منظور نہیں ہوا۔ انہوں نے بلاوجہ گذشتہ جلسہ انتر نگ سبھا میں شریک ہونے سے بھی انکار کر دیا یا ایسی وجوہات دیں جو کچھ وجوہات نہیں کہی جا سکتیں۔

گروکل کے ایک ادھیاپک کی معطلی کو وہ ایک ایسا اہم معاملہ سمجھتے ہیں کہ اسوجہ پر وہ اپنا حق سمجھتے ہیں کہ جملہ کنسٹیٹیوشنل انتظام کو وہ پاؤں تلے روند ڈالیں، سبھا کو بھی انگوٹھا دکھلا دیں اور لیڈنگ گجرانوالہ کے گروکل کے مربی بن جاویں جسمیں لالہ حکم رائے کے تین لڑکے

دجنمیں سے وہ ہنوز خصت پر ہیں) اور انکا ان کا اور دیگر لڑکوں
کو شامل ہونیکے لیئے ترغیب دیئے جاسکیں داخل کر لیا جاوے۔
میں اخباری ہوں کہ میںنے لالہ رلارام پر غلط الزام گو جبرانوالہ میں
گردو کل کھولنے کا لگایا ہے اس گردو کل سے مہربی بننے کا حال
میںنے کل ہی سنا ہے۔ ایشور کرے وہ افواہ غلط نکلے۔
ان حالات میں آپ مجھے مشکور کریں گے اگر آپ مہربانی فرماکر دخل
دیں اور اپنی جادو کی چھڑی سے شیشہ دہ باقی اچھوں کو ہوش
میں لادیں تاکہ وہ سبھا سے بغاوت بند کر دیں اور سبھا اور گرد و کل
کو نقصان نہ پہونچائیں۔

نوٹ۔ رائے صاحبان لارلارام کی تعریف کرتے ہوئے ہمیشہ
انہیں [illegible]
کا خطاب دیا کرتے تھے یہ اسکیطرف اشارہ ہے۔
آریہ سماج میں کافی طاقت نہیں بچی ہے کہ دوسرے زلزلہ کو برداشت
کرسکے۔

ذیل کے خاص معاملہ میں آپکی خاص مدد اور مشورہ کی مجھے ضرورت
ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس سخت تکلیف میں مدد
کرنیسے گریز نہ کرینگے

رائے صاحب۔ لالہ رلارام نے بلوں کی ادائگی اسطور پر بند
کردی ہے اسوقت انکے نام سے دو ہزار روپیہ سیونگ بنک
لاہور میں جمع ہے۔ ان دلالہ رلارام) کے پاس ایک واپسی روپیہ
کا فارم معہ خط کے بھیجا گیا واسطے دستخط کے کیونکہ روپیہ کی اشد
ضرورت تھی۔ اور نیز اسی غرض کے واسطے ایک خاص آدمی بھیجا
گیا انہوں نے ڈیپازٹ بک Deposit [illegible]

اور واپسی روپیہ کی رسید کا فارم دونوں اپنے پاس رکھ لیئے۔ تب
مینے ایک ٹیلیگرام بھیجا جسپر کوئی توجہہ نہ دی گئی۔ تب پھر مینے
انکے پاس پرہلاد سرجن کو بھیجا اور انہوں نے پھر سرجن کو یہہ
کہکر واپس کر دیا ہے کہ Deposit Pass Book نہیں ملتی۔ اب میں نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ لالہ رلا رام نے اسطرح
کا پہلا قدم لیا ہے۔ الیشور ہماری مدد کرے! آخری قدم لیلیا ہے۔ لالہ منشی رام
روپیہ مانگتے ہیں اور وہ راستی پر ہیں۔ عمارت کا کام گروکل میں
جاری ہے اور لالہ منشی رام کے پاس کاریگروں کو تنخواہ دینے
کے لیئے روپیہ نہیں ہے . . . . . آپکا فرمانبردار رام بھجدت۔
اسکے علاوہ بھی دو تین خطوط پنڈت رام بھجدت جی نے رلیے
صاحبان کو بھیجے سوائے اسکے لالہ رلا رام کے پاس بھگت رلیدا س
جی کو بھی بھیجا جنہوں نے لالہ رلا رام کو جو آپکے بقول ان کے بہنوئی ہیں سمجھایا۔
لیکن باوجود اقرار کے پاس بک پھر بھی واپس نہ ہوئی۔
گویا روپیہ میرے بہلوں کا سمجھانے اوا نہ ہوا۔
اسکے سوائے ادہر تو شریمتی لکشمی جی سخت بیمار تھیں اور ادہر گروکل کے برابر خطوط
آرہے تھے کہ میں روپیہ یکمشت پہونچوں چنانچہ مینے پرہلاد جی کو لکھا کہ اگر وہ لالہ ذرہ چند
جی کو ہار نہ بھیجیں اور وہ بی بی جی کی بیمارداری میں مصروف ہو جائیں تو میں کسیقدر
اطمینان سے گروکل چلا جاؤنگا۔ اسکا جواب حسب ذیل آیا
خط نمبر ۲۲ از جانب پنڈت رام بھجدت بنام منشی رام۔
پیارے بزرگ بھائی نمستے
مجھے یہہ سنکر نہایت تشویش رہی کہ شریمتی لکشمی جی اسقدر سخت
بیمار ہیں۔ میں آپکو اختیار دیتا ہوں کہ جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو علاج
پر خرچ کیجیے۔ سبھا خوشی سے اخراجات دیگی۔ . . . .

ضرورت ہے کہ سیوا کے لیے ستریاں ہوں چنانچہ میری لڑکی اور میری
بہن خاص سیوا کرتی رہیں) میں خود حاضر ہوں لیکن میرے مختلف
شغل مجھے اجازت نہیں دیتے۔ پس آپ لالہ وزیر چند جی کی خدمات
سے فائدہ اُٹھائیے یا جس اور آدمی کی خدمات سے چاہیے فائدہ
اُٹھائیے"

اس خط کے پہونچتے ہی دوسرا خط معرفت لالہ سیتارام جی کے پہونچا خط کی
نقل ذیل میں درج ہے

خط ۴

میں نہیں سمجھتا ہوں کیونکر جالندھر پہونچوں۔ شریمتی لکشمی دیوی جی
کی بیماری نے تشویش میں ڈالدیا ہے۔ میں ذاتی طور پر دیوی جی
کو جانتا نہیں ہوں اور نہیں کہہ سکتا کہ کہانتک انکی خدمت کرسکونگا
لیکن اپنی دھرم پتنی کو میں فوراً بھیج سکتا ہوں انکے علاج اور تیمار
داری میں جسقدر خرچ ہو کیجیے اگر ضرورت ہو تو ڈاکٹر]
[illegible] مقرر کر لیجیے یا انہیں یہاں سے آکے ایک
دو دن کے لیے جالندھر سے باہر نہ جائیے۔ میں لالہ سیتارام جی کو
یا کسی اور کو انکی سیوا کے لیے بھیجنے کا خیال کر رہا ہوں میں آپ کو
روپیہ بھیجنے کے لیے سخت کوشش کر رہا ہوں لیکن میں آخری کارروائی
نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ آپکا رام بھجدت"

مکرر۔ لالہ سیتارام جی نے مہربانی سے جالندھر جانا منظور کر لیا ہے"

خط ۵

از جانب منشی رام۔ جالندھر شہر ۲۵ جون ۱۹۱۶ء"
پیارے دت۔ آخرکار میں گردکل کیطرف چلنے کے لیے مجبور ہو گیا
ہوں۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہاں معاملہ بگڑا ہوا ہے۔ میں نہیں دست

جارہا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میں وہاں کیسے انتظام کرونگا۔
بہرحال جانا میرے لئے لازمی ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ پرماتما
کسی نہ کسی طرح میری سہایتا کریگا اگر میرے باپ اسدرجہ تک نہیں
پہونچ گئے ہیں کہ میں انہیں سمجھا جا سکوں۔ میں اپنی لڑکی کو محض
پرماتما کے سہارے پر چھوڑ رہا ہوں۔ بی بی لکشمی جی کی حالت بھی
بہتر نہیں ہے انکی حالت بہ نسبت سابق خراب ہے انکی مناسب
خبرگیری کے لئے جملہ انتظام کر دیئے گئے ہیں۔ مفصل گروکل پہونچکر
لکھوں گا۔ میرا وشواس کیول پرماتما پر ہے "
اگر آپ کبھی روپیہ کے سوال کا فیصلہ کر سکیں تو روپیہ میرے پاس بھیجدیں
اگر نہ ہو سکے تو جبتک کام چلے گا۔ چلاؤنگا اور پھر آپ کو بتلاؤنگا
کہ کیا حالت ہے۔ آپکا صادق منشی رام "
گروکل کا کام اُدہر تو جیسے وہاں کے موجودہ اصحاب سے قرض لیکر چلایا اور اُدہر
مجھے یاد پڑتا ہے کہ پنڈت رام بھجدت جی نے شاید اپنی ذمہ داری پر قرض لیکر بل
ادا کرنے شروع کئے کیونکہ علاوہ گروکل کے دیگر محکموں کے بل بھی رکے پڑے تھے
انکے متعلق پنڈت رام بھجدت جی پردھان کا ۲۳ر جون سنہ ۱۹۰۲ء کا خط بھی قابل
ملاحظہ ہے جو اوپر کی عبارت لکھنے کے بعد مجھے ملا ہے۔
خط ۶

"لاہور۔ ۲۳۔ جون سنہ ۱۹۰۲ء۔ پیارے بھائی نمستے۔
میں بخوبی سمجھ سکتا ہوں جس مشکل اور عجیب حالت میں آپ ہیں
فی الحقیقت جبتک آپکے بلوں کا روپیہ ندادا ہو آپ گروکل نہیں جا سکتے
لیکن میں کیا کروں۔ پہلے میں نے ایک واپسی روپیہ کا فارم معہ سیونگ
بینک کی کتاب صاحب کے لالہ ولا رام جی کے پاس بھیجا انہوں نے
بجائے رسید پر دستخط کرنے کے رسید اور کتاب دونوں کو یہ لیکر

رکھ لیا کہ وہ انہیں دوسرے دن بھیجیں گے۔ چپراسی کے اصرار پر
انہوں نے اسکو جھڑک کر روانہ کردیا۔ دو یا تین دن ٹھہر کر میں نے
ایک تار بھیجا لیکن لالہ رلارام جی نے نہ اسکا جواب دیا اور نہ ہی
اسپر توجہ کی پھر دو دن کا اور انتظار کر کے آفس کا چپراسی
سُرجن اُنکے پاس معہ ایک خط کے بھیجا گیا جسمیں روپیہ کی ضرورت
جتلائی گئی لیکن خط کو پڑھکر انہوں نے خط چپراسی کو دیدیا اور
کہا کہ وہ ہم بھی بیمار ہے اسلیئے وہ متوجہ نہیں ہوسکتے۔ چپراسی
رات لالہ رلارام کے مکان پر ہی رہا۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے
تب لالہ سیتارام جی اور بھگت رلیداس جی اُنکے پاس گجرانوالہ
گئے اور اُنکے ساتھ لمبی گفتگو ہوئی۔ چونکہ لالہ سیتارام جی کو میں
بی بی لکشمی جی کی خبرگیری کے لیئے بھیج رہا ہوں اسلیئے آپ مفصل
اُنسے پوچھ لیں۔ انہوں نے (مراد لالہ رلارام) نے رسید دستخط
کرکے منگل یا بدھ کو بھیجنے کا اقرار کیا ہے۔

اس درمیان میں میں نے رائے بہادر رام جی اور رائے ٹھاکر دت
جی کو خطوط لکھے ہیں کہ لالہ رلارام کو نیک صلاح دیں۔ میں جلدی
نہیں کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے خوف ہے کہ لالہ رلارام کی نیت
نیک نہیں ہے اور وہ مانیں گے نہیں بدھ وار تک انتظار کرنے
کے بعد میں جلسہ بلواؤنگا۔ . . . . "

معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت رام بھجدت کی اپیل پر رائے ٹھاکر دت جی نے لالہ رلارام
کو کچھ لکھا تھا۔ شاید خط کی نقل بھیجی تھی وہ خط خاص طور سے قابل ہے
اور جس عبارت پر میں نے خط کھینچ دیا ہے وہ حصہ خاص توجہ کا محتاج ہے
خط ملک

"گجرانوالہ ۲۶ جون ۱۹۰۴ء۔ پیارے رائے صاحب۔

انگوروں کی ٹوکری پہونچ گئی ہیں اسکے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں ...
... میرا وقت تشویش اور فکر میں گذرتا ہے اور مہاتما
دل سکھ اپنی طاقت بھر مجھے تنگ کر رہے ہیں جسقدر زیادہ
میں علیحدہ رہنا چاہتا ہوں اسقدر وے میرے برخلاف غلط
افواہیں اڑاتے ہیں اور مجھے دق کرتے ہیں ....
اگر حاکم رائے کا سندر سنگھ میں وشواس ہے اور اسنے اپنے لڑکوں
کی پڑھائی کے لئے اسے مقرر کر لیا ہے تو کیا میرا فرض ہے کہ تلسی رام
اور انکے جانب داروں کو خوش کرنے کے لئے جاؤں اور اسکو وہاں
سے نکلوا دوں۔ میں مہاتما شیطانوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن
آپ مجھے کیوں لڑاکا پن کا الزام لگاتے ہو۔ . . . دربارہ پاس
بک کو رکھ چھوڑنے کے میرا بالکل خیال نہ تھا کہ دستخط نہ کروں
جبکہ بنک میں آٹھ ہزار روپیہ تھا میں نے واپسی کے فارموں پر دستخط
کرتا رہا (نوٹ۔ واضح ہو کہ یہ اسوقت کا ذکر ہے جبکہ ابھی گجرانوالہ
سے پاٹھ شالا کی علیحدگی کا سوال پیش نہیں ہوا تھا) لیکن حال
میں دت سے میں اسقدر رنج گیا تھا کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ اسکے
خطوں کا کوئی نوٹس نہیں لونگا اور آخر کار اسنے اسداں پاس
بک میرے پاس بھیجی۔ میں اپنی دھرم پتنی کی صحت کے خیال سے
بڑی تشویش میں تھا۔ وہ قریب المرگ معلوم ہوتی تھی اور اسنے
درخواست کی تھی کہ غربا کو اناج تقسیم کردوں۔ ڈاکٹر نے بھی کچھ
تو بس ظاہر کی اسوقت پاس بک میرے ہاتھ میں دی گئی (نوٹ
پنڈت رام بھجدت کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تشویش کے
دن دوسرا خط بھیجا گیا تھا۔ پاس بک پہونچنے والے دن انکی دھرم
پتنی کی یہ حالت نہ تھی۔) میری طبیعت غیر حاضر تھی اسلئے میں اگر

ایک بکس میں رکھکر بھول گیا۔ جب بھگت رلیداس دبھگت جی کا بیان
تھا کہ لالہ رلارام نے منگل یا بدھ کو دستخط کرکے واپس کرنے کا
اقرار کیا) اب مجھے وہ مل گئی ہے۔ اب میں لسے واپس نہیں کرونگا
انہوں نے جو کچھ کرنا تھا کرلیا اب انہیں اور کرنے دو میں اسوقت
تک اسے اپنے پاس رکھونگا جبتک کہ وے میرے بر خلاف غلط افواہیں
پھیلاتے ہوئے تھک نہ جائیں گے اور تب میں کتاب واپس دونگا
میں سمجھتا ہوں کہ کبھی میری باری بھی آویگی اور تب میں مہاتما شیطانوں
کو محسوس کراؤنگا کہ میں بھی سخت چوٹ لگا سکتا ہوں۔ اگر زیادہ تر
سخت نہیں۔
آپکا رلارام "

اس خط پر لئے ٹھاکر دت جی نے کیا جہار ڈالی اسکے اسجگہہ درج کرنیکی ضرورت نہیں
ناظرین! کیا آپکو معلوم ہوا کہ لالہ رلارام جی کی چھیڑیوں کی محرک وجہ کیا ہے۔
مہاتما شیطانوں نہیں بلکہ شیطان پر انہوں نے وہ چوٹیں کی ہیں جنکو
زیادہ ترین سخت درجے بھی بڑھ کر خطاب ملسکتا ہے۔ اب قبل اسکے کہ اپنی
خط و کتابت کا کچھ حصہ جو پردہان جی سے ہوا درج کروں ایک بڑا دلچسپ خط درج
کرتا ہوں جو لالہ سداتند جی داروغہ جیل روہتک نے دجواندنوں ملتان رخصت
پر گئے ہوئے تھے ۱۹ ؍ جون ۱۹۰۲ء کو لئے ٹھاکر دت جی کو لکھا تھا ایک خط کی
ایک مصدقہ نقل سبھا کے فائل میں میری نگاہ سے گذری۔
خط یہ

"شریمان مانیہ ور راے صاحب جی۔ نمستے
میں تو آپکی ذات سے ذاتی واقفیت نہیں رکھتا۔ پرنتو آپکے
اریہ دہرم سے بت اور پریم کی سنی ہوئی ہے۔ اتو آپکی سیوا میں
بذریعہ اس عریضہ کے عرض کرنیکا حوصلہ کرتا ہوں۔
مہاشے جی آپنے تو شاذ سنا ہو گا کہ ماسٹر سندر سنگھ بی۔ اے

کو جو گرو کل میں کام کرتے تھے ۔ شریمان مہاتما منشی رام جی نے
چند در چند وجوہات کے باعث معطل کر دیا ہے اور وہ گوجرانوالہ
آ گئے ہیں اور وہاں زیر سرپرستی لالہ رلا رام جی ایک اور گرو کل
جسمیں وہ یونیورسٹی وغیرہ کا امتحان شامل رکھنا چاہتے ہیں کھولنے
کا ارادہ کیا ہے چونکہ مہاشے رلا رام جی کا انفلوئنس Influence
بسبب آپکے لیٹ پریسیڈنٹ Late president
ہونے کے سماجک سرکل میں قائم ہو چکا ہے اسلئے اُمید کچھ درجہ
تک انکو کامیابی کی ہے یہ تحریک جسی کچھ آریہ سماج کے اور گنی زیشن
پرتی ندھی سبھا پنجاب اور اسکی تحریک گرو کل کی بنیاد پر کلہاڑا کا
کام کریگی اور جیسا وشواس آریہ سماجک سرکل میں یہ تحریک اُتپن
کریگی اسے اسکا دستار پورنک ورنن کرنا گویا سورج کو دیپک
دکھلانا ہے ۔ میں اس اپنی تحریر کو اسکے سمبندھ میں وجوہات
دیکر لمبا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ آپ اسپر زیادہ وچار کر سکتے ہیں ۔
(ج) چونکہ آپنے ہی پچھلے مشہور واقع سمہ ۹۴ء کے بعد دو سال
بذریعہ تحریر کام کرکے آریہ سماج کی رکشا کے لئے زبردست کوشش
کی تھی اسلئے آپ سے ہی اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس تحریک کو جو لٹریچر
نہ کرسکے آریہ سماج میں اور نفاق کا باعث ہے رد کرنے کا یتن کرینگے
اور گوجرانوالہ سماج کو تحریر کریں گے کہ وہ اس گہرا گیت کاریہ کو
ارسمبھ کرکے اپیکشا نہ حاصل کریں گے
(د) میرا وچار ہے کہ لالہ رلا رام جی بھی آپ کے منتروں میں سے
ہیں اور انکی تحریر کو ضرور وہ بسر و چشم منظور کریں گے اسلئے آخر میں
نویدن کرتا ہوں کہ اس عریضہ کا اتر بخشیں اور اس داس کی
اپیل پر ضرور توجہ کریں ۔ میں ہوں آپکا داس سادھو غلام رحیم بخش تینی خان

خط نمبر ۹

ازجانب منشی رام بخدمت پنڈت رام بھجدت پردھان آریہ پرتی
ندہی سبھا پنجاب ۔ از گرو کل نمبر ۱۲۴ ۔ ۳ جولائی ۱۹۰۲ء ۔

پیارے دت ۔ میں آپکے نام جیت رام کا اصل خط بھیجتا ہوں
تاکہ آپ معلوم کر سکیں کہ آپکی حال کی وعدہ شکنی سے کیا نقصان ہوا
آپکے سنجیدہ اقرار پر کہ لالہ وزیر چند کو نہیں ہٹایا جاویگا ۔ میں یہاں
آیا میںنے پنڈت امیچند جی کو صاف کہہ دیا تھا کہ اگر لالہ وزیر چند
جی کو علیحدہ کرنا ہو تو میں نہ جاؤں مجھے افسوس ہے کہ اس نازک
موقعہ پر پبلک کی نظروں میں میرا عمل سنگدلی کا سمجھا جاویگا ۔

دولت ہمدردی کو خرید نہیں سکتی جو اسی روپیہ کہ آپنے بھیجے تھے
اور لالہ سیتارام جی زبردستی دے گئے تھے وہ جالندھر میں ہی
محفوظ پڑے ہیں روپیہ سے کیا ہو سکتا تھا کیونکہ دیوی لکشمی کے
معالجہ کے لئے ہمارے پاس روپیہ کوکافی تھا ۔ خیر جو ہو چکا وہ ہو چکا
دیگر دکھوں کے ساتھ یہ بھی ایک دکھ برداشت کرنا بھی میرے کرموں
کا پھل ہے ۔

اب دربارہ سنبہ دھرم پرچارک میں سمجھتا تھا کہ اس ہفتہ کا اخبار
لالہ وزیر چند جی نکال سکیں گے لیکن ان غریب کو یکدم جالندھر چھوڑنے
کا حکم تھا اور جونہی میں پھر جالندھر سے چلا آیا پرچہ پھر بے قاعدہ ہو گیا
میرے کام کی کامیابی کا انحصار اسی پرچہ پر ہے لیکن جب اسکا کام
باقاعدہ نہیں ہو سکتا تو میں جو چاہتا ہوں وہ کیسے کر سکتا ہوں ۔

میں ایکمرتبہ ایک جگہ ہی رہ سکتا ہوں اور جہاں سے میں غیر حاضر ہوتا
ہوں ۔ وہیں سب گڑبڑ ہو جاتی ہے ۔ میں گروکل کے ہاتھ بک چکا ہوں
اور گو جو سلوک میرے ساتھ ہوا ہے اسکا خیال کرکے اخلاقاً میری

ذمہ داری اور دل سے زیادہ نہیں ہے تاہم یہ صاف ہے کہ قرض
ہرنا کامیابی کی ساری بدنامی آپ لوگ میرے گلے ہی مڑھنے کیلئے
تیار ہو نگے اگر میں اسوقت گروکل کو چھوڑ دوں پس ایک طرح
سے میں آپکے ساتھ بندھ گیا ہوں۔ بہت خوب اگر حالات یہ
ہیں تو مجھے ستیہ دھرم پرچارک کو خیرباد کہنی چاہیے اور اپنی کل
طاقتیں گروکل کی سیوا میں لگا دینی چاہئیں۔ میں ہمیشہ پرتگیا بھنگ
کرنیوالا ہی ثابت نہیں ہونا چاہتا۔ میں مارچ سنہ ۱۹۰۳ء کے خاتمہ
تک اخبار اور پریس کے معاملے ترک کرکے رکھ دونگا۔ اگر آپ اپنے خیالات
اور اپنے انسٹیٹیوشنوں کا گورو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو آپکو اپنا کوئی
آرگن نکالنے کا خیال جمانا چاہیے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ایسا کرنے
کے لئے مجبور ہوں لیکن سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

(۳) کیا لالہ رلا رام اور رائے پیرا رام جی کا غذات پر دستخط کر دئے
ہیں؟ اگر نہیں تو کیا آپ انترنگ سبھا کا اجلاس بلا دیں گے۔

(۴) کیا آپ ویدک پاٹھ شالا کے کتھل منتقل کرنیکا سوال فیصل کریں
گے یا نہیں؟ .... آپکا صادق منشی رام"

خط نمبر ۱۰

از جانب پنڈت رام بھجدت۔ بنام منشی رام جی لاہور - ۶ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

بزرگ بھائی! نمستے۔ شریمتی لکشمی دیوی کی بابت میں نے
ان سب بیانوں پر قفل لگا دیا ہے جو مینے لالہ وزیر چند جی کی
سپتنی کے بارے میں کرنے تھے ....
اسمرتبہ جو ستیہ دھرم پرچارک میری غلطی کی وجہ سے بقاعدہ ہو گیا
ہے اسکے لیے معافی کا خواستگار ہوں۔ اس پرچہ کو بند کرنیکا خیال
کبھی خواب میں بھی نہ لائیے! ہاں ہم لوگ اسکی بڑی عظیم

قربانیوں کے لیے مشکور ہیں جو آپ نے گردکل کیلیے کی ہیں جسے
کہ عملاً آپ ہی وجود میں لائے ہیں۔ لیکن یہ نہ بھولیے کہ گردکل کو بھی
ایک اخبار کی ضرورت ہے ست دھرم پرچارک کو ہی گردکل کا خاص
اخبار بنا دیجیے۔ ملے پنڈت رام نے تو دستخط کر دیئے ہیں۔ لیکن لالہ
رلا رام اس سوال پر پاگل ہو گیا ہے . . . .

میں تجویز کرتا ہوں کہ لالہ رلا رام کو جو چاہے کرنے دیا جائے آریہ
پبلک کافی مضبوطی رکھتی ہے اور پرچارک کے تبھی اڈیٹر کا کے مسٹر رامداس
کے پتر کا مضامین تو برانا دہ پہونچایا ہے۔ گجرانوالہ آریہ سماج نے اس
مکان کا یہ حال کر لیا ہے جسمیں کہ ویدک پاٹھ شالا اسوقت قائم ہے
اور وہ اسپر روپیہ خرچ کر کے اپنی طاقتیں اسپر لگانا چاہتے ہیں . . .
آپ اس سوال پر خوب غور کریں۔ گجرانوالہ سے شالا منتقل
کرنے سے جو کچھ دباؤ ان پر ہے وہ ہی اٹھ جاویگا مجھے شک نہیں کہ
میں انہیں حدود کے اندر رکھنے میں کامیاب ہونگا۔ اور اگر آئندہ
دو سالوں تک ویدک پاٹھ شالا گجرانوالہ ہی میں رکھے لیے وہاں
گردکل قائم کرنا ناممکن ہو جاویگا۔ . . . .

خط ملا

از جانب منشی رام بنام پنڈت رام بھجدت از گردکل ۱۲ مورخہ
۲ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء پیارے بھائی نمستے آپکا خط مورخہ ۲ جولائی نے میری آنکھیں کھول دیں
(۱) بیچاری لکشمی دیوی اب اس جہان میں نہیں ہے لیکن اس معاملہ
پر بات چیت کرنا لاحاصل ہے
(۲) دربارہ ستیہ دھرم پرچارک میں سخت کوشش کرونگا کہ اسے قائم
رکھوں اگر میں اسے ٹھیک طور پر نہیں چلا سکا تو اسے بند کر دونگا۔
یہ میرا نجی معاملہ ہے اور اسکی نسبت لکھنے میں بیوقوفی کی۔

رلونٹ۔ پردھان جی کے اسی لیکھ پر مینے پرلس کو گہردوار منتقل کر انکا استظام کیا۔ اگر میں اسوقت انکا کہنا نہ مانتا تو جہاں تقریباً چودہ پندرہ ہزار کے نئے قرض کے بوجھ سے بچ رہتا وہاں پہلا قرضہ بھی بیباق ہو گیا ہوتا)

(۳) دربارہ لالہ رام کو جو چاہیں کرنے دینے کے آپ ہی اُسکے بہتر جج ہیں۔ چونکہ اس بارے میں میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے اسلئے بغیر پوچھے کوئی مشورہ نہیں دیتا۔ جبتک کہ میرے بلوں کی روپئے ملتے جائینگے۔ گرد کل کے عہدے سپرنٹنڈنٹی کا کام کرتا جاؤنگا۔

(۴) دربارہ ویدک پاٹھ شالا میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اور دلائل دیچکا ہوں جو بذریعہ واقعات کے ثابت ہو چکے ہیں کہ انکو گجرانوالہ میں رہنے دینے سے نہ صرف گردکل کو ہی بلکہ سبھا کو بھی نقصان پہونچیگا۔ میں پھر دوہراتا ہوں کہ اگر اسوقت گجرانوالہ کے پیچھے کے حالات پبلک نہ کئے گئے تو ایک برس تک وہ اسقدر بگڑ جائے گا کہ حملہ اور ہکاریوں سے بغاوت کریگا۔ جسے دن Safe Constituted بتلاؤنگا۔ لیکن اس معاملہ کے آپ ہی بہتر جج ہیں اور میں اس سوال سے کوئی واسطہ نہ رکھونگا۔"

۸ جولائی کو یہ خط لکھا تھا اور ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کو منشی کیول کشن جی پردھان آریہ سماج گجرانوالہ نے ایک سخت دہمکی سے پرخط پنڈت رام بھجدت جی کو بھیجا۔ اس خط کو یہاں بجنسہ درج کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ گجرانوالہ کے بڑے بڑے ہونہار اصحاب سبھا کے پردھان کو کس وجہ کہے میں ڈالتے ہے۔

تار آ گیا

"شریمان پنڈت رام بھجدت جی پلیڈر پردھان آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب
مہاشے جی نمستے - لالہ رلارام جی جو شریمتی پرتی ندہی سبھا پنجاب
میں آریہ سماج گجرانوالہ کیطرف سے پرتی ندہی مقرر ہیں وہ کہتے ہیں کہ
ہم آئندہ سے سبھا کے کسی جلسہ میں شامل نہیں ہونگے اسصورت میں جبتک
اس سماج کیطرف سے اُنکی بجائے کوئی دوسرا پرتی ندہی مقرر نہووے
تب تک سبھا کے کسی جلسہ میں اس سماج کیطرف سے گفتگو کرنیوالا کوئی شخص
موجود نہیں ہو سکتا اسواسطے نیاز مند بحیثیت پردھان آریہ سماج آپکی
خدمت عالی میں ایک خاص امر کا گذارش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور آپکی
عنایت بے غایت سے اُمید رکھتا ہے کہ جس امر کی بابت اس عریضہ میں
گذارش ہے جسوقت وہ امر شریمتی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے جلسہ میں
پیش ہو اسوقت اس سماج کیطرف سے یہہ عریضہ بھی پیش فرما دیا جاوے فقط
اب اصل مطلب عرض کرتا ہوں - جناب کو معلوم ہے کہ جس مکان
میں فی الحال ویدک پاٹھ شالا قائم ہے یہہ مکان اسکے مالک نے بھگت رام نے
بلا کرایہ ویدک پاٹھ شالا کو دیا ہوا تھا اب حال میں اس مکان کے مالک
نے تین سال تک پاٹھ شالا کی عمدہ کارروائی اور اسکی روز افزوں ترقی
سے اپنا اطمینان کرکے اور خوش ہو کر وہ مکان معہ زمین و چاہ و تالاب
متعلقہ اُسکے پاٹھ شالا کے واسطے ہبہ کر دیا ہے اور ہبہ نامہ رجسٹری بھی
ہو گیا - مگر شرط یہہ ہے کہ پاٹھ شالا اس مکان میں ہمیشہ قائم رہے زمین
متعلقہ اس مکان کی تعداد میں پونے دو گھماؤں ہے - جسمیں جسقدر
ہم چاہیں اور مکانات جدید طیار کر سکتے ہیں - نیز اس مکان کے قریب
ایک چاہ مزروعہ زمین کا اسی شخص کی ملکیت واقع ہے اگر ویدک پاٹھ شالا
اس مکان میں قائم رہے اور شالا کی کارروائی سے وہ صاحب مکان خوش
بھی رہا تو اُمید ہے کہ کچھ عرصہ میں وہ چاہ بھی معہ اپنی متعلقہ مزروعہ اراضی

سے کہ اس پاٹشالا کے خرچ کے واسطے بہم ہو جاوے چنانچہ اسکے واسطے
کسی قدر وعدہ بھی ہو چکا ہے اگر ایسا ہو جاوے تو ویدک پاٹشالا
کو بہت بڑی تقویت حاصل ہو سکتی ہے مگر ہمنے سنا ہے کہ شریمتی
پرتی ندھی سبھا میں اس پاٹشالا کو یہاں سے اوٹھا کر ہردوار لیجانے کا سوال
درپیش ہے چونکہ ہماری سماج بباعث مخالفت کالج پارٹی کے نہایت
کمزور حالت میں ہے اگر یہہ پاٹشالا بھی یہاں سے اوٹھ گئی تو اس سماج
کو نقصان عظیم پہنچنے کا اندیشہ ہے لہذا اس اندیشہ سے محفوظ رہنے کے
واسطے دور بینی خیال الغاء شرط یہہ نامہ یہہ امر نہایت ضروری ہے
کہ جس طرح ممکن ہو اس مکان میں پاٹشالا کو قایم رکھا جاوے
پس اگر شریمتی پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اس سماج کے فائدہ اور
نقصان کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا اور خواہ مخواہ اس پاٹشالا کو
یہاں سے اوٹھا لیا تو سماج کو اس بات پر مجبور ہونا پڑیگا کہ وہ اپنی
طرف سے اسی مکان میں ہی حیثیت کی پاٹشالا قایم رکھے اور چونکہ
سیالکوٹ وغیرہ گرد و نواح کی سماجیں بھی گوجرانوالہ میں اس پاٹ
شالا کا قایم رہنا نہایت ضروری اور اپنی سماجوں کیواسطے باعث
امداد وغیرہ سمجھتی ہیں لہذا انکی ہمدردی سے اس مکان میں پاٹشالا
کا قایم رکھنا اس سماج کو چنداں مشکل بھی نظر نہیں آتا بلکہ بلا امداد
بھی آسانی سے پاٹشالا اس مکان میں قایم رہ سکتی ہے مگر
افسوس یہہ ہے کہ جب ایک شالا کے قایم رکھنے کا ایسا بڑا بھاری
بوجھ اس سماج کے اوپر پڑ جاویگا تو ویدپرچار وغیرہ فنڈوں میں جو یہہ
سماج اپنی حیثیت کے بموجب وقتاً فوقتاً امداد دیتی رہتی ہے اوس میں
ضرور فرق آجاویگا یہہ بھی خیال ہے کہ شالا کو یہاں سے اوٹھانے کی بابت
پس خود شالا کو اور نیز شریمتی پرتی ندھی سبھا کو بھی نقصان کا اندیشہ ہے

ہوگا بلکہ شالا کو نقصان ہی پہونچے گا اسکی وجہ یہہ ہے کہ فی الحال
شالا میں صرف دو یا تین دو یارتھی شرمتی پرتی ندھی سبھا کے وظیفہ خوار
ہیں سبھا موصوف صرف یہہ کر سکتی ہے کہ آئیندہ سے شالا کا خرچ دینا
بند کر کے اپنے وظیفہ خوار دیارتھیوں کو یہاں سے لیجا وے لیکن جو
دیارتھی اپنے خرچ سے شالا میں پڑھتے ہیں انکو وہ انکی مرضی کے بغیر
نہیں لیجا سکتی اس صورت میں اگر سبھا نے یہہ وظیفہ خوار دیارتھیوں
کو یہاں سے اوٹھا کر آئیندہ سے خرچ کا دینا بند بھی کر دیا تو بھی اسکا ان
ہی سماج کی طرف سے بدستور شالا قایم رہیگی صرف اسقدر تفاوت ہو جاویگا
کہ فی الحال اسکے خرچ کا بوجھ شرمتی پرتی ندھی سبھا کے اوپر ہے پھر وہ گو
ماج کے ذمہ پڑیگا لیکن سبھا کو بھی شاید دیارتھیوں کے بہم پہونچانے اور دوسری
جگہ شالا اسکے قایم کرنے میں کچھ کم سر دردی نہیں ہوگی ایسے ایسے خیالات سے
مجبور ہو کر نہایت ادب سے پورک شرمتی پرتی ندھی سبھا پنجاب کی حضور
یہہ پرارتھنا پتر ارسال کر کے نویدن کرتا ہوں کہ سبھا موصوف شالا کے
گوجرانوالہ سے اوٹھانے کی بابت ہر ایک پہلو اور ہر ایک نشیب و فراز پر بہ
قرار واقعی غور فرمالیوے بعد میں وہ مختار ہے جو کچھ بہتر اور انسب سمجھے
وہ کارروائی فرما دے۔ زیادہ تمنتی معروضہ ۷ جولائی ۱۹۰۶ء

آریہ سماجوں کا ہی خواہ آریہ دھرم کا سیوک
خاکسار کیول کشن پردھان آریہ سماج گوجرانوالہ

مکرر گذارش یہہ ہے کہ عنایت فرما کر اس عریضہ کے جواب سے محروم
نہ رکھا جاوے بلکہ بروقت پہونچنے اس عریضہ کے جناب والا اپنی
ارادے سے بھی مطلع فرما دیں اور سبھا کے جلسہ میں جو کچھ حکم ہو اس سے
بھی اطلاع بخشیں۔ زیادہ نیاز

بندہ کیول کشن

کیا یہ خط صاف نہیں بول رہا - کہ جو اراضی و مکانات وغیرہ ہبہ ہوا وہ گوجرانوالہ آریہ
سماج کے نام محض ویدک پاٹھ شالہ کے لئے ہبہ ہوا - لیکن کیا ویدک پاٹھ شالا کا اُس پر ایکدن
بھی مالکانہ قبضہ ہوا - واقعات ذیل سے جواب لیجیے -

بعد ۹ جولائی کے خط کا مدت تک کوئی جواب نہ آیا - اُس کے بعد اگست بھی گزر گیا - ست
مبر کے خاتمہ پر جب ذیل خط پنڈت رام بھجدت جی نے بھیجا -

خط نمبر ۱۰۳ (خط پر تاریخ درج نہیں ہے) دو میں نے جاپان
جانیکا فیصلہ کر لیا ہے - مجھکو معلوم نہیں - کہ اس موقعہ پر مجھے کیا کرنا چاہئے
میں گوجرانوالہ گیا تھا - اور لالہ رلا رام جی اور لالہ حاکم رائے جی اور لالہ
کیول کرشن جی کو ملا - انہوں نے ویدک پاٹھ شالا کے لئے ایک
عالیشان مکان کا ہبہ حاصل کیا ہے - انہوں نے مجھکو کہہ دیا ہے - کہ وہ
گروکل قایم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں - اور اُنہوں نے مجھے
تحریر دی ہے کہ اُنکا ایسا ارادہ ہرگز نہیں ہے -

(نوٹ - افسوس کہ پردھان جی نے اُس تحریر کو سبھا کے دفتر میں نہیں دیا - بلکہ اپنے پاس
ہی رکھ چھوڑا - اور میرے بار ہا مانگنے پر بھی نہ دیا)

لیکن انہوں نے ایک یا دو کلاس کھول رکھے ہیں - چار طلباء کی کلاس
سنگھ ناتھ - گوتم [illegible] - اور لالہ رلا رام کا پتر [illegible] - نے آجکل اُس
جگہ میں جسکا نام ویدک پاٹھ شالا ہے - دن اور رات رہتے ہیں -
لالہ حاکم رائے [illegible] روپیہ دیتے ہیں - اور لالہ رلا رام تیس روپیہ ہوار
دیتے ہیں اِن کلاسوں کے [illegible] کے لئے - ماسٹر سندر سنگھ ویدک پاٹھ
شالا کی طلباء کو انگریزی اور ریاضی پڑھاتے ہیں - اور اُنکے بدلے
میں ہماری پاٹھ شالہ کا اُپدیشک مذکورہ بالا چار طلباء کو اُستادھیائی
پڑھاتا ہے - ہبہ نامہ لالہ رلا رام - لالہ حاکم رائے - اور منشی کیول کرشن
کے نام پر رجسٹری ہوا ہے -

انہوں نے چندہ سے وعدہ کر لیا ہے - کہ اُن کا ارادہ کوئی ایسا پبلک انسٹی ٹیوشن بنانے کا نہیں ہے - جسکے لئے پبلک فنڈز کی اپیل کیجاوے انکی یہ بھی تجویز ہے کہ لڑکوں کی رنگدار پوشاک اُتار لی جاوے لالہ رلارام کا لڑکا تو اسوقت بھی رنگدار کپڑے نہیں پہنتا - اور گھر اپنی ماتا وغیرہ کو ملنے کے لئے جاتا ہے - یہ ممکن ہے - کہ کچھ اور آدمی جو کسی حالت میں بھی بیس روپیہ ماہوار سے کم نہ دیویں - اپنے لڑکے بھیجیں - لیکن گوجرانوالہ آریہ سماج کے بزرگ پردہان کہتے ہیں کہ انکی تعداد کسی حالت میں بھی دس سے زیادہ نہ ہوگی -

(نوٹ - اسوقت بزرگ منشی کیول کرشن جی سے کہا کوئی پرشن کر سکتا ہے ؟) ہیں مینے سارے حالات پر وچار کر کے اُن کو کہہ دیا ہے کہ ویدک پاٹھشالا گوجرانوالہ میں ہی غالباً رہیگی (نوٹ گویا آئیندہ اجلاس سبھا میں اس سوال کا پیش ہونا ہی بند ہوگیا) وے کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے پنڈت کے استعمال کی انہیں اجازت نہ دیں گے تو وہ اور پنڈت رکھ لیں گے ... ... میری مضبوط رائے ہے کہ ان واقعات کو پبلک کردیں - اور اس طرح پر اگر وہ بذریعہ اخبار کے میری تردید نہ کریں تو اُن کو اپنے دعوے پر پکا رہنا ہوگا (نوٹ افسوس کہ پردہان جی نے باوجود میرے بار بار کے اصرار کے بھی اس معاملہ کو نسبت اقرار نامہ اخباروں تک نہ پہونچایا)

خط نمبر ۱۰۱ - از جانب منشی رام - بخدمت پنڈت رام بھجدت

انگریزی کل نمبر ۱۷۸۶ - مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۰۲ء

پیارے بھائی

نمستے - ایک اور چٹھی میں جس میں مینے آپکے حال میں ہی گوجرانوالہ جانے کا ذکر کیا تھا - میں لکھ چکا ہوں - کہ میں آپکے فیصلہ کے برخلاف اپنی

دلائل پھر نہیں دوہراؤں گا۔ لیکن چونکہ وقت ضرور آویگا۔ جبکہ سبھا کو اسوقت کے فیصلہ کے باعث پچھتانا پڑے گا۔ اور چونکہ یہ ممکن ہے کہ اسوقت مجھے خاموش رہنے کے لئے ملزم قرار دیا جاوے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو پھر خبردار کردوں۔

(۱) مانا کہ گوجرانوالہ کے صاحبان بیس روپیہ ماہوار پر اسسے زیادہ لڑکے داخل نہ کریں۔ اسی حالت میں بھی انٹی ہیومن اسکالپ میں ہوگا۔ لیکن ہر ایک پاٹھ شالا میں چار پانچ یا چھ روپیہ ماہوار پر ۱۰۰ لڑکے داخل کرنے سے ان کو کیا روک سکتا ہے۔ اور جب ادھیاپک اور جلسے رہائش ایک ہی ہونگے۔ تو وہ انھی تینوں میں فرق کیا ہوگا۔

(۲) پاٹھ شالا میں جو اُپدیشک نکالنے کے ارادہ سے بنائی گئی تھی انگریزی کی پڑھائی رائج کرنا ایک نیا خیال ہے۔ اور اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ اور نئی ایزادیں نہ کیجائینگی۔ جو کچھ کہا گیا ہے۔ اُس کے برخلاف پروٹیسٹ پیش کرتا ہوں۔ اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ گوجرانوالہ سے پاٹھ شالہ کے کسی اور جگہ (ہردوار نہ سہی اگر وہاں لیجانا نامنظور ہو۔ لیکن پنجاب میں کسی اور ہی جگہ۔ جہاں سٹاف کا مناسب انتظام ہوسکے) لیجانے کا مضمون آریہ پرتی ندھی سبھا کی اگلی جنرل میٹنگ میں پیش کریں۔ ہاں اگر انہیں پاٹھ شالا کے لئے جگہ مل گئی ہے۔ تو وہ بھی آریہ پرتی ندھی سبھا کے نام رجسٹری کیوں نہیں ہوئی یہ تمام خطرناک اور مشکوک آثار ہیں۔ میرا ایسے ادھورے راضی نامہ پر وشواس نہیں ہے۔ اگر آپ لالہ رلا رام اور اُن کے ہمراہیوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں ہر ایک چیز کھلے طور دے دیجئے۔ اگر نہیں تو آپکو سب مشکلات کا سامنا کرنے کو تیار ہونا چاہئے۔

آپکا بھائی
منشی رام

اِس خط کے لکھنے کے بعد میرا ارادہ ہرگز نہ تھا۔ کہ لاہور وغیرہ جاؤں اور گرد و نواح کا سوا
میں پورے طور سے تپ رہا تھا۔ پنڈت رام بھجدت جی جاپان جانے کے لیے بمبئی پہنچ
چکے تھے۔ آخرکار معلوم ہوا۔ کہ جاپان میں کوئی مذہبی کانفرنس ہونیوالی نہیں۔ پنڈت رام بھجدت
جی ہمراہ ڈاکٹر پرمانند جی بمبئی ٹھہر گئے۔ اور ہم مجھے لکھا کہ میں لاہور جاکر بجٹ وغیرہ بنوانے
مجبور آگیا مجھے پھر لاہور جانا پڑا۔ اِس وقت معلوم ہوا کہ لالہ رلارام جی سخت ناراض ہیں اور پنڈت
رام بھجدت کے زمانہ کے حساب وغیرہ کی بابت اعتراضات اٹھانا چاہتے ہیں۔ میں نے رائے
ٹھاکردت جی کو خط لکھا۔ کہ وہ لالہ رلارام جی کو ہمراہ لیکر ضرور شریک جلسہ ہوں۔ نقل
تو اُس خط کی میرے پاس ہے نہیں۔ لیکن ایک فقرہ یاد ہے۔ جو میں نے لکھا تھا۔
"رائے صاحب! آپ ضرور تشریف لائیے۔ پھر سب حال دیکھیے تب آپکو معلوم ہوگا
کہ شیطان بھی ویسا سیاہ نہیں ہے۔ جیسی کہ اُسکی تصویر کھینچی جاتی ہے" رائے صاحب کو
بخوبی یاد ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے بعد مجھے کہا تھا۔ کہ اُس فقرہ نے اُنہیں آنے کے لیے مجبور
کردیا تھا۔ خیر میں نے بجٹ وغیرہ طیار کرائے۔ پنڈت رام بھجدت جی شاید جلسہ کے دو
تین روز پیشتر آگئے۔ اور جلسہ سے ایک دن پیشتر رائے ٹھاکردت اور لالہ رلارام بھی آئے
ہندو ہوٹل میں سب صاحبان اُترے۔ بات چیت شروع ہوئی۔ رائے ٹھاکردت جی
نے کہا۔ کہ لالہ رلارام جی کا اعتراض ہے کہ میں گرڈم پھیلانا چاہتا ہوں۔ اور گرڈم بنانا چاہتا
ہوں۔ میں نے کہا۔ دو عام دعاوی سے کچھ فائدہ نہیں۔ لالہ رلارام خاص واقعات
پیش کریں۔ رائے ٹھاکردت جی نے مجھ سے اتفاق کیا۔ چنانچہ لالہ رلارام جی نے ایک
امر پیش کیا یعنی سنہ ۱۹۰۶ء کے ماہ نومبر میں میں نے جلسہ آریہ پرتی ندھی سبھا بغیر اجازت
انترنگ سبھا کے بلانا۔ لیکن اُس معاملہ کے متعلق انترنگ سبھا کی کتاب پیش ہوئی۔
(جو وہیں موجود تھی) تو رائے ٹھاکردت جی کو عجیب حیرانی ہوئی۔ اُنہوں نے فرمایا "لالہ
رلارام! تم تو کہتے تھے۔ کہ منشی رام کا گرڈم ثابت کریں گے۔ اس سے تو تمہارا گرڈم
ثابت ہوتا ہے۔ کہ تم نے جنرل سبھا کے فیصلہ کے باوجود ساری سبھا کے حق میں ناشائستہ
کلمات استعمال کیے۔ اچھا پہلا تو ایک واقعہ تھا۔ تم نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ سو سے زیادہ

ایسے واقعات ہیں جن سے منشی رام کا گرودم ہونے کی کوشش کرنا ثابت ہوگا۔ اچھا اور
کوئی واقعہ پیش کرو" تب لالہ رلارام نے دوسرا واقعہ پیش کیا۔ کہ بغیر اجازت انتر نگ
سبھا کے گروکل کے افتتاحی جلسہ کے لیے ڈین کی اپیل شائع کردی۔ اس پر رائے صاحب نے خوب
قہقہہ لگایا اور کہا۔ "وہ خوب گرودم ثابت کر رہے ہو"
اس کے علاوہ اور تشبیہیں مانگی گئیں۔ لیکن لالہ رلارام اور کچھ نہ بتلا سکے۔ رائے صاحب
پر اثر عمدہ پڑا۔ لیکن لالہ رلارام نہ معلوم کیا۔ خیالات لے کر واپس گئے۔ کہ اول دن کے
اجلاس میں شامل نہ ہوئے۔

ممکن ہے کہ معاملہ کسی راہ راست پر آجاتا۔ کیونکہ رائے صاحب کی طبیعت مجھ سے اور میری
ان سے بالکل صاف تھی۔ لیکن پنڈت رام بھجدت اور لالہ متھرا داس پر رائے صاحب سخت
ناراض تھے۔ لالہ متھرا داس کو روپیہ کے معاملہ میں ناقابل اعتبار بتلاتے تھے۔ جب گروکل
کی رپورٹ سنی۔ اور ساتھ ہی بجٹ وغیرہ کی تفصیل سنی۔ تو کہنے لگے۔ کہ ایک گروکل ہے جس کا
حساب کتاب اور انتظام قابل تعریف ہے۔ باقی سبھا کے جملہ محکمہ جات میں اندھیر ہے۔ یہ
خیالات تو رائے صاحب ظاہر کرتے تھے۔ اور اُدھر پردھان جی نے ٹرسٹیوں کا مضمون پیش کر
رکھا تھا۔ لالہ رلارام کے خطرناک عمل کے بعد پنڈت رام بھجدت کو خوف ہوگیا تھا کہ مبادا
یہ لوگ کسی وقت سبھا کے چلتے کام کو بند کر دیں۔ اس لیے انہوں نے ٹرسٹی بدلنے کا
سوال رکھا ہوا تھا۔ اس کی نسبت ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۸ء کی صبح کے اجلاس کے وقت حسب ذیل
عبارت درج کاغذات ہے۔

"(۱) Trustees (امینوں) کے متعلق لالہ روشن لال جی
نے تجویز پیش کی۔ اور لالہ سومناتھ جی نے تائید کی۔ تجویز ہوا کہ رائے
ٹھاکردت صاحب کے آنے پر پیش ہو۔"

شام کے وقت جلسہ میں لالہ رلارام جی بھی آگئے۔ جب دیگر کام ختم ہونے کے بعد ٹرسٹیوں
کا سوال سامنے آیا۔ تو شام ہوگئی تھی۔ میں نے اور پنڈت دیال نے سندھیا کرنا تھا۔ پرائیویٹ فرض
سے اعلیٰ پبلک فرض۔ پبلک فرض پر پرائیویٹ فرض کو قربان کرنا چاہیے۔ آخر کار فیصلہ

یہ ہوا کہ جو صاحبان علیحدہ سندھیا کرنے جانا چاہیں - وہ علیحدہ چلے آویں اور
باقی وہاں بیٹھے ہی سندھیا کے منتر پڑھ لیں - بس پنڈت رلیل اور دو تین اور صاحب سماج
مندر کی چھت پر جاکر سندھیا میں مشغول ہوگئے - پیچھے جب منتر پڑھے جا چکے - تو بات چیت
شروع ہوگئی - اس بات چیت کا نتیجہ یہ ہوا - کہ سخت شور مچا - یہاں تک کہ ہم لوگوں کو سندھیا
بیچ میں ہی ختم کرنی پڑی - نیچے اُتر کر کیا دیکھتے ہیں - کہ لالہ رلارام تو دھمکی دے رہے ہیں
کہ ٹرسٹیوں کے بدلنے کا نام لو اور ہم آفت مچا دیں گے - اور دوسری طرف لالہ متھرا داس
اور ٹھاکر دت جی کے درمیان حد سے گذری ناشائستہ گفتگو شروع ہے - خیر یہ
اگر سب صاحبان کو شانت کرایا - اور ٹرسٹیوں کا سوال نظر انداز کرا دیا - گرو کل کی رپورٹ
پر لالہ رلارام جی نے موضع کانگڑی کو سیام کا سفید ہاتھی وغیرہ ظاہر کر کے مخالفت کی
لیکن جب اصل آمدنی ۹۴۰ روپیہ سے زیادہ دکھلا کر رپورٹ سُنائی گئی - تو لالہ
رلارام کی حرکت پر سب نے افسوس ظاہر کیا - چنانچہ رپورٹ سُنائے جانے کے خاتمہ
پر حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوا -

منتخب از کارروائی ۱۳ - اکتوبر ۱۹۰۶ء وقت صبح

(۶) اس کے بعد لالہ منشی رام جی نے گرو کل کی رپورٹ پڑھ کر سُنائی - اور
وہ رپورٹ سو لیکار ہو کر سروسمتی سے نشچے ہوا - کہ لالہ منشی رام جی مکھیہ
ادھشٹھاتا گرو کل اور ڈاکٹر بالکند جی صاحب اسسٹنٹ سرجن کا اُنکی
خدمات اور رپورٹ کے لئے شکریہ ادا کیا جاوے - کہ اِن ہر دو صاحب نے
گرو کل کے متعلق بہت عمدہ کام کیا ہے -

(اس جلسہ میں رائے ٹھاکر دت منبر تھے)

جب میں لاہور سے واپس گرو کل جاتے ہوئے جالندھر ٹھیرا - تو لالہ وزیر چند
جی کی زبانی معلوم ہوا - کہ یہ مشہور کیا جاتا ہے - کہ میرے داماد ڈاکٹر سکھدیو نے اپنی
برادری کے دباؤ سے میری لڑکی کو علیحدہ کر دیا ہے - دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ خبر لالہ وزیر
چند جی کو لالہ رلارام جی نے دی ہے - لالہ وزیر چند سیالکوٹ جاتے ہوئے گوجرانوالہ ٹھیرے

لالہ رلارام جی نے مجھ سے پن سے پوچھا دد لالہ منشی رام جی کی لڑکی کیوں جالندھر آگئی ہے۔ کیپچرڈ شیطان اُڑا رہے ہیں کہ سکھدیو نے اُسے برادری کے دباؤ سے چھوڑ دیا ہے وغیرہ "۔ اِس خبر کے سُننے سے دُکھ تو مجھے ہونا قدرتی امر تھا۔ کیونکہ میں کمزور انسان ہوں اِدنوں ڈاکٹر سُکھدیو تبدیل ہو کر جالندھر آ گئے تھے۔ میں نے تحقیقات کی تو دو کلچرڈ مہاجان کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ اُنہوں نے یہ خبر لالہ رلارام جی سے سُنی ہے یہ تو ایک افواہ ہے۔ جس کا میں نے تمثیلاً ذکر کیا۔ اِس سے بھی بڑھ کر سلوک میرے ساتھ نہ صرف عام آریہ بھائیوں کی طرف سے ہی ہوا۔ بلکہ ایسے آریہ بھائیوں کی طرف سے بھی جو میرے رشتہ دار تھے ہوا۔ قصہ کو طول دینے کی مجھ میں شکتی نہیں ہے۔ اِس لیے کچھ حصہ کو نظر انداز کر کے میں دہلی دربار کے موقعہ پر پہنچتا ہوں۔ جو لالہ رلارام جی کی

عالانیہ مخالفت کا چوتھا ثبوت

ہے۔ دہلی دربار کے موقعہ پر مجھے پردہان پنڈت رام بھجدت جی نے تار خبریں بھیج کر منگایا تھا۔ لیکن جس دن لالہ رلارام دہلی پہنچے اُسی دن سے میری سخت مخالفت شروع ہو گئی۔ اِس مخالفت کا مفصل ذکر اگر کہوں تو دو تین سو صفحے اُسی کے نظر کرنے پڑیں گے مختصر یہ کہ اِن لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے نہ تو میں راجوں مہاراجوں کو ملنے (سوائے تین جگہوں کے جہاں بھی لوگ مجھے مجبور کر کے لے گئے) کے لئے جا سکا۔ اور نہ ہی کوئی کام کرا سکا۔ پنجاب پرانت۔ راجپوتانہ۔ بمبئی۔ کلکتہ وغیرہ کے آریہ بھائیوں کی کمٹرنس میں جس طرح سے مجھ پر علانیہ حملے ہوئے۔ دن رات مجھے جس طرح گالیاں ملتی رہیں۔ اُن سے وے بھائی واقف ہیں۔ جو اُس وقت دہلی دربار آریہ کیمپ" میں موجود تھے۔ بس اِس معاملہ کو طول نہ دیکر صرف ۹ جنوری ۱۹۰۳ء پرچار کے ایک تراشہ پیش کر دیتا ہوں۔

" مجھے یہ کہنے میں مبالغہ نہیں ہے کہ آریہ سماج کے پرچار کی کامیابی ایسی ہو گئی جیسی کبھی اوشیہ ہوتی۔ مگر اس کے اندر وہ خطرناک پارٹی

سپرٹ کام نہ کرتی۔ چونکہ میں نے اس جگہہ افسوس کے ساتھ ملاحظہ کی۔ میں نے دیکھا کہ ذرا ذرا سے ذاتی تعصبوں کی بنیاد پر ہر شخص اپنے ڈیڑھ چانول کی کھچڑی علیحدہ پکا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس زہریلی سپرٹ کو اس طرح پھیلنے کی اجازت دیگئی تو وہ دن دور نہیں ہے جب کوئی بھی سنجیدہ کام کرنے والا سچا سوسائیٹیوں کا نام نہ لیگا۔ مجھے دہلی کے تجربے نے بتلا دیا۔ کہ اگر دنیا میں کچھ کام کرنے کا منشا ہی تو گروکل کی چار دیواری سے مجھے باہر نہیں نکلنا چاہئیے۔ اور جن جگہوں میں میری ضرورت نہیں ہے۔ وہاں جا کر بجائے فایدہ کے نقصان نہ پہونچانا چاہئیے۔ مجھے پہلے ہی اس نتیجہ کی امید تھی۔ اور اس لئیے میں دہلی جانا نہیں چاہتا تھا لیکن چوڈہری مہاشے نے مجھے زبردستی وہاں بلوا کر جہاں گروکل کے مقامی کام کو نقصان پہنچایا۔ وہاں ان سے پرچار کے کام کو بھی کچھہ فایدہ نہ ہوا۔

اس جملہ معترضہ کو میں یہیں چھوڑکر (کیونکہ جب یہ ارادہ کرلیا ہے کہ جب تک میرے بلوں کا روپیہ ملتا رہیگا۔ اور مجھے کوئی اپنے کام سے شسکبدوش نہ کریگا۔ تب تک یہاں بیٹھا شکتی پرینتار مجھ سے کام کرنا لیگا۔ تو پھر ان امور کو دہرانے یا مفصل بیان کرنے کی نوبت ہی نہ آئیگی۔)

لالہ منشی رام اس پوری نے اس موقعہ پر جو کارروائی نامناسب کی تھی اسکا میں نے حسب ذیل نوٹس لیا تھا۔ اور ساتھ ہی دیگر معاملات کو بھی دوہرایا تھا۔

(از ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۲۳۔ جنوری ۱۹۰۳ء)

کیا پردہ پوشی جوہر ہے؟

مجھ پر قدر اندیشوں کی طرف سے ہمیشہ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ کہ میں ہر ایک امر کو ظاہر کر کے بہت سے آریہ بھائیوں کو ناراض کر دیتا ہوں۔

جسکا نتیجہ یہ ہونا ہے کہ لوگ آریہ سماج کا کام کرنے سے متنفر ہو جاتے
ہیں۔ اور نیز میرے ایسے عمر سے مخالفوں کو آریہ سماج پر حرف گیری کا موقعہ
ملتا ہے۔ چنانچہ اس اور گزشتہ دو پرچوں میں ایسی تحریریں نکلی ہیں جن
سے اُمید ہے کہ بہت سے بھائی بقول میرے معترضوں کے بجھ کر ناراض
ہو جاویں گے۔ لیکن باوجود اپنی نسبت ایسی اُمیدوں کے سننے کے میں پھر ایک
اور امر کی بابت سے پردہ دری کرنے پر مجبور ہوں۔

دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی ایک پبلک جماعت
ہے۔ آریہ سماج کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔ اس کے منیجنگ ڈائرکٹر
لالہ متھرا داس جی لوری نے جو دربار ہوٹل کھولا تھا۔ اس میں ایسے
انگریز۔ پارسی۔ اور نئے فیشن کے ہندؤں کو جگہ دی۔ جو ماس اور
انڈوں وغیرہ کا استعمال کر کے اس ستھان کو اپوتر کرتے رہے۔ صرف
یہی نہیں بلکہ عام شکایت ہے۔ کہ ہوٹل کے احاطہ میں مرغ ذبح کئے
جاتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ کارروائی ایک آریہ کمپنی کے ہوٹل
میں بڑی شرمناک سمجھی جانی چاہئے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جس طرح
لالہ متھرا داس جی نے دہلی کے مقام پر میرے اعتراض پر آئندہ ایسی
غلطیوں سے بچنے کا اقرار کیا تھا۔ وہ اس پر دڑھ رہیں گے۔ اور آریہ کمپنی کو
ایسے ایسے الزاموں سے بچانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ میرے
پاس اس بارے میں دو شکایتی خطوط آریہ پرشوں کی طرف سے آئے
ہیں۔ جن کے شائع کرنے کی اب ضرورت نہیں۔

دور اندیش بھائی پھر کہیں گے۔ کہ اپنے گزشتہ اعمال کا اقبال کرتے
ہوئے بھی تو نے دہی کا رسوائی کی۔ اس کے جواب میں محض اس قدر
لکھنا کافی سمجھتا ہوں۔ کہ کسی برائی کے ظاہر کرنے کی نسبت اسکا چھپانا
سوسائٹی کو سخت نقصان پہونچاتا ہے۔ میرے خیال کی تائید ایک

بڑے آدمی کے کلام سے ہوتی ہے۔ لنڈن میں جو نئے کچہری گھر کی بنیاد رکھنے پر افتتاحی جلسہ ہوا تھا۔ اُس میں تقریر کرتے ہوئے انگلستان کے لارڈ چانسلر صاحب نے فرمایا۔ صاحب لارڈ میئر نے فرمایا ہے۔ کہ بعض مقدمات ایسے ہیں جنکو پبلک کرنا مناسب نہیں ہے لیکن میرے خیال میں جو خرابی ایک امر کے شائع کرنے سے ہوتی ہے وہ اُس خرابی سے کم ہے۔ جو کہ اُسوقت ہوتی ہے۔ جب سمجھا جاتا ہے کہ کوئی کام چھپ کر کیا گیا ہے۔ میں انگلستان کے لارڈ چانسلر کی اِس رائے پر اُسوقت سے ہی چلتا رہا ہوں۔ جب سے کہ میں نے ویدک دھرم کی تعریف سے کر اُس کے اصولوں کو سمجھنا شروع کیا ہے۔ دہلی دربار کے موقعہ پر اُن جملہ کارروائیوں کے علاوہ جنہیں میں نے آریہ کیمپ کے متعلق قابل اعتراض سمجھ کر اُن کا ذکر کیا تھا۔ وہ کارروائی بہت ہی افسوسناک تھی جو کہ پنجاب کے چند ایک آریہ سماجک لیڈروں کی طرف سے محض شخصی ناراضگیوں کی بنیاد پر عمل میں آتی رہی۔ میں جس کارروائی کو نامناسب اور آریہ سماج کے لیے ہانی کارک سمجھتا ہوں۔ اُسے ظاہر کر دینا اور اُس کے دفعیہ کے لیئے آریہ بھائیوں سے اپیل کرنا لازمی سمجھا کرتا ہوں۔ اگر میری اِس کارروائی کو آریہ سماج کے لیڈر اُس سماج کے لیئے ہانی کارک سمجھتے ہیں۔ تو بہتر طریقہ اِس خرابی کو دور کرنے کا وہ ہے۔ جس سے وہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ یعنی مجھے گروکل سے باہر کسی بھی مجمع میں نہ بلایا کریں۔ پھر مجھ پر اِس قسم کے اعتراضات قائم کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے گا۔

ایک زمانہ تھا۔ کہ بھائی کا بیشائستہ کلام سچائی کا ایسا دلدادہ تھا کہ اُسنے اپنے آپکو ولد الحرام کہنے میں شرم نہیں کی۔ اور آج وہ زمانہ ہے کہ آریہ سماج کے لیڈر سچائی کو چھپانے کا نام دوراندیشی رکھتے ہیں۔

یہیں تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا ''

اس عرصہ میں ایک طرف نونہوگ کے مشکے پر ماسٹر آتما رام جی اور پنڈت پورنا نند جی کی دو چتر رائیوں کی بنیاد پر پار بہ پیپر کا ان سے برخلاف لکھ کر میری خاموشی کھٹک رہی تھی دینا تھا۔ اور دوسری طرف ایک لیکھ ڈاکٹر جمنا داس جی کا آیا۔ جب پر مجھے مجبوراً قلم اٹھانا پڑا۔ اس عرصہ میں لاہور ایک خاص ہنگامہ کی جگہ بن گئی۔ جس کی تفصیل سے پرہیز کے غرض پرکاش ہفتہ وار پرچہ ۶۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء میں سے ایک اقتباس پیش کر دیتا ہوں۔

ان سے بڑھ کر لیکھرول نے اس کا کیا بگاڑا تھا؟

جن نامناسب تحریروں کو میرے ... مفروری کے پرچہ میں بند کر دیا تھا۔ ان کے علاوہ کچھ مضامین ایسے نکل چکے ہیں۔ جن کو پڑھ کر اور انکی بنیاد پر جو آگ دویش پھیل رہے ہیں۔ ان کا مشاہدہ کرتے ہوئے بہت سے بھدر پرش گھبرا گئے ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر سدھانتوں کا اختلاف ہو۔ تو باہمی مخالفت یا بحث سمجھ میں آ جاتی ہے۔ لیکن بعض ذاتیات کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملے سمجھ میں نہیں آتے۔ بہت سے (مجھے معاف فرمائیں) بزدل بھائی جن کے دیگر اوصاف کے لئے میرے دل میں بڑی عزت ہے۔ آریہ سماج سے بالکل ناامیدی کا بھاو پرگٹ کر رہے ہیں۔ کئی مجھے لکھ رہے ہیں کہ ابھی تک ہم لوگ شخصی حکومت کے بغیر قابو آنیوالے نہیں ہیں۔ کئی صاحب گرودم کے روبرو سر جھکانے کی آمادگی ظاہر کرتے ہوئے آریہ سماج کی ساری انتظامی ترتیب کو بدل کر اس جگہ ہی ایک مہنتی گدی قائم کرنے کی صلاح دے رہے ہیں۔ تاکہ رادھا سوامی اور اگنی ہوتری کی طرح ایک ہی ڈھنگ پر سب کام کر سکیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں۔ کہ اگر کسی گرو کے آگے ہی سر جھکانا ہے۔ تو آریہ سماج کی کیا ضرورت ہے۔ سینکڑوں ہزاروں گدیاں موجود ہیں۔ نئی گدی قائم کرنے سے کیا فائدہ۔

ان سب بھائیوں کے جواب میں التماس ہے کہ خود میں اس طوفان
بے تمیزی کو روکنے کی کوشش نہیں کر سکتا۔ کیونکہ چند سال سے میں
مرکز لاہور سے دور ہوں۔ لیکن اپنا وشواس ان کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ
وے بھی اگر اس سے کچھ سبق لے سکتے ہیں۔ تو حاصل کر لیویں۔ میرا آریہ
سماج کا اٹھارہ دس سالہ تجربہ مجھے سکھاتا ہے۔ کہ ہر ایک ہل چل کے اندر کوئی نہ
نہ کوئی پرماتما کے انصاف اور سچائی کے اصول کام کیا کرتے ہیں۔ جن کے
باعث وہی ہلچل جو ایک تحریک کی بربادی کا نشان سمجھی جاتی تھی۔ انسان کی
دور اندیشی کو جھٹلاتے ہوئے اس تحریک کو خاص برائیوں سے پاک کر دیتی
ہے۔ آریہ سماج کے گزشتہ اتہاس نے کیا آپکو سبق نہیں دیا۔ کیا ان میں
سے ایک ہلچل بھی نکلی ہے جس سے کہ کسی نہ کسی دیرینہ اکٹھی ہونے والی
برائی کو دور نہ کیا ہو۔ آپ پوچھیں گے۔ کہ موجودہ ہلچل سے کس خرابی کے
دور ہونے کی امید ہے۔ لیجئے میرا وچار سنئے۔ اسوقت کچھ عرصہ سے
آریہ سماج کی وہ حالت ہو گئی تھی کہ

ناؤ کی برات میں سبھی ٹھاکر

ہر شخص شہرت کا خواہاں۔ ہر شخص لیڈر بننے کا خواہشمند۔ کئی آدمی دل میں
ہی کچھ تھے اس ہلچل نے سب کا پول کھول دیا ہے۔ ہر ایک کو اصلی صورت
میں نمودار کر دیا ہے۔ یا کر سکتا ہے۔ اگر آریہ سماج کے سبھاسد انصاف
اور شانتی سے کام لیں۔ کئی دلوں میں خاص خاص بچارات جمع تھے
جو نکل گئے۔ اور وہ دل اب شاید شانت ہو جاویں گے۔ مجھے پورن
وشواس ہے کہ آریہ سماج روپی کشتی جو کہ اس سے بھی زبردست مخالف
جھونکوں سے محفوظ ہو کر یہاں تک پہنچی ہے۔ اسکو خود غرض شخصی
جنگ و جدل سے کچھ بھی نقصان نہیں پہونچ سکتا۔

جن پرشنوں کو آپ لوگ موجودہ ہلچل کا باعث سمجھتے ہیں۔ کیا انکے

اندر اسی قسم کا آتما موجود نہیں ہے۔ جو آپ کے اندر کام کر رہا ہے۔ اگر ہے تو یاد رکھیے۔ کہ جب عارضی جوش ٹھنڈا ہو جاوے گا۔ تو آپ کو بھی اپنی موجودہ حرکتوں پر افسوس آوے گا۔ اور مجھ سے خود بخود آپ سے زیادہ اس بھڑکی ہوئی آگ کو فرو کرنے کی کوشش کریں گے۔ مجھے ایسے طوفان کے اندر سے گزرنا پڑا ہے۔ کہ اس معمولی آندھیری نے میرے اندر بہت کم حس پیدا کی تھی۔ اور وہ بھی شانت ہو گئی ہے۔ پس میں اپنے ناظرین اور نامہ نگاروں کو تسلی دیتا ہوا خاتمہ پر بھی وہی پرشن کرتا ہوں جو شروع میں کیا ہے۔

"ان سے بڑھکر لیکھرام نے اس کا کیا بگاڑا تھا؟"

یہ تو جو کچھ تھا سو تھا۔ لیکن پنڈت رام بھجدت جی پردھان کو بھی جنہوں نے اپنے جنوری سنہ ۱۹۰۸ء کے لیکچر سے ناراض کر لیا تھا۔ گو اس ناراضگی کا حال مجھے جولائی سنہ ۱۹۰۳ء میں معلوم ہوا۔ کہ پنڈت جی نے اپنا ڈیفنس پیش کر کے میری غلطی تھی جس تحریر کے آخری فقرے سے پنڈت جی ناراض ہوئے۔ اسکو ذیل میں درج کرتا ہوں:-

"گو خاص صاحبان خاص وجوہات سے لالہ لیکھرام کی لیونسی کے بڑے شائق تھے۔ اور پنڈت رام بھجدت جی پردھان کو بھی تمت و باتے تھے اور انکی بدنامی کرتے تھے۔ تاہم میں الفاظ یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں کہ پنڈت رام بھجدت کا پرتاؤ اس قابل ہے۔ کہ انکی داد دیجاوے نہ کہ بجائے اس کے اسپر اظہار ناراضگی کیجاوے۔ جبکہ لالہ لیکھرام کی دھرم تپنی درد کے اثر میں چاندنی چوک کے مقام پر پھیری ہوتی تھیں۔ وہ بیس دنوں تک تین چار مرتبہ سے زیادہ انہیں ملنے نہیں گئے۔ جس حالت میں کہ دیگر آریہ پرش خود تماشوں سے طبیعت کو نہیں روک سکتے تھے۔ پنڈت رام بھجدت جیسی شنتی ستری اور بچے کا بھی خیال نہیں کیا۔ میں مانتا ہوں کہ پنڈت رام بھجدت جہاں بیٹھتے ہیں۔ وہاں ترتیب نہیں رہ سکتی۔

لیکن اسموقعہ پر زیادہ تر بد انتظامی اسکے ذمہ وار وے اصحاب ہیں
جنہوں نے دیدہ و دانستہ پنڈت رام بھجدت سمبرستہ ہیں رکاوٹیں
ڈالیں۔ ۱۱

میں چاہتا تو یہ تھا کہ گروکل میں بیٹھ کر سارے جھگڑے سے الگ کام کروں۔ اسکے لئے
میں یہاں تک کوشش کرچکا تھا۔ کہ جب مجھے جون ۱۹۰۲ء میں یہ معلوم ہوا تھا کہ لالہ دیوراج
جی کو یہ خیال ہے کہ جالندھر آریہ سماج کا سبھاسد رہکر شاید پھر جالندھر آریہ سماج کے کاموں
میں دخل دوں۔ تو میں نے وہاں کی سبھاسدی سے استعفیٰ دیکر ماہوار چندہ بند کردیا۔ اور آریہ پر تی
ندھی سبھا کے منتری کو اطلاع دیدی کہ چونکہ میں سبھاسد نہیں رہا۔ اس لئے میرا نام انترنگ
سبھا و جنرل سبھا سے علیحدہ کردو۔ لیکن باوجود اسکے بھی مجھے سبکدوش نہ کیا گیا۔ پھر ایک
طرف مہراتری سبھا والے بھائی برخلاف کوششیں کرنے لگے۔ اور دوسری طرف لالہ رلا
رام موجود ہی تھے۔ تیسری طرف دیگر آریہ بھائی بھی دل میں ناراض رہنے لگے۔ تو میں نے مجبور
ہوکر گروکل کے مکھیہ ادھشٹھاتا پد سے علیحدہ ہوکر کچھ عرصہ کے لئے ایکانت کا جیون بسر
کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اپنا استعفیٰ بھیجدیا۔ اسپر اندنوں انترنگ سبھا کے جنرل سبھا کے
بہت سے جلسے ہوئے جن میں نہ صرف لالہ متھراداس جی کے بنن وغیرہ کرنے کا سوال ہی پیش ہوا
بلکہ سبھا کے روپیہ کی حفاظت کا سوال بھی پیش ہوا۔ لالہ متھراداس نے اسوقت بڑی دانائی سے
آریہ سماج کے ساتھ کوئی واسطہ ہی نہیں رکھا ہے۔ میں نے ان کے معاملہ کو بالکل نظرانداز
کرکے میں ۳۱۔ مئی ۱۹۰۳ء کے جنرل اجلاس کی کارروائی کا خاص حصہ بجنسہ یہاں درج
کردیتا ہوں۔

کارروائی جنرل اجلاس منعقدہ ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء بعد دوپہر

(۶) ٹرسٹیوں کی تبدیلی کا سوال پھر پیش ہوا۔ لالہ کاشی رام جی وید نے
تجویز پیش کی۔ کہ شری مان ڈاکٹر پرمانند جی۔ لالہ رلا رام جی۔ لالہ رام کرشن
جی۔ پنڈت رام بھجدت جی۔ لالہ گیان چند جی۔ اور لالہ روشن لعل جی

صاحبان کی ایک سب کمیٹی بنائی جاوے۔ کہ وہ امور ذیل پہ پورا وچار کر کے سبھا کے آئندہ جنرل اجلاس میں رپورٹ پیش کریں۔

اوّل سبھا کے روپیہ کی کس طرح حفاظت کیجاوے۔ آیا بذریعہ امینوں کے۔ یا بذریعہ پردھان یا منتری یا دونوں کے علاوہ یا سبھا بذریعہ پردھان یا منتری یا دونوں یا کسی اور شخص کے۔

دوم بصورت امینوں کے انتظام کے قائم رکھنے کے سب کمیٹی رپورٹ کرے کہ موجودہ امینوں کی بجائے آئندہ کے لئے کون کون اصحاب امین مقرر ہوں نیز مسودہ قواعد متعلقہ حقوق ذمہ داری وغیرہ امینان و مسودہ ٹرسٹ ڈیڈ بھی بنا کر پیش کریں۔ اور اس سب کمیٹی کے سکرٹری لالہ روشن لال جی مقرر ہوں۔

اس تجویز کی لالہ خوشی رام نے تائید کی۔

تجویز منظور ہوئی۔ بھگت ریلداس جی اور لالہ رلا رام جی برخلاف رہے۔

(۷) لالہ منشی رام جی کی درخواست پیش ہوئی۔ کہ اُن کو سبھا کے سال آئندہ سے جو دسہرہ کے دنوں میں شروع ہوتا ہے۔ گروکل کے مکھیہ ادھشٹاتا پد سے سبکدوش کیا جاوے۔ کیونکہ جو کام اُن کے سپرد کیا گیا تھا۔ وہ پورن ہو چکا ہے۔ اور آریہ سماج اور گروکل کی بہبودی کے لئے ضروری ہے کہ اس محکمہ (گروکل) کے اعلیٰ عہدہ میں تبدیلی ہو۔

اس موقعہ پر سردار سوچیت سنگھ جی تشریف لائے۔ اُن کے بعد لالہ سولراج جی وکیل تشریف لائے۔

پنڈت رام بھجدت جی نے بتائید لالہ شوجیال جی ایم۔ اے ذیل کی تجویز پیش کی۔

" اگرچہ یہ سبھا لالہ منشی رام جی کی خدمات کو بھاگر دل سے نہیں کر سکتی۔ اور انہوں نے جو کار نمایاں گروکل کے متعلق کئے ہیں وہ

نہایت ہی پرشنسنیہ نہیں۔ لیکن آریہ سماج اور گروکل کے دیگر ضروری
امور کو مدنظر رکھ کر سبھا اپنے آپکو مجبور پاتی ہے۔ کہ لالہ منشی رام جی کو
اُن کے اعلیٰ اور ضروری خدمات سے سبکدوش کرنے کی غرض سے شریمان
لالہ رلا رام جی سے پرارتھنا کی جاوے کہ کم سے کم ایک سال کی فرلو لیکر سبھا کے
اس سال کے آخر زمانہ یعنی یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء سے پہلے پہلے جس قدر جلد ممکن ہو
گروکل کے مکھیہ ادھشٹھاتا پد کا چارج شریمان لالہ منشی رام سے لے لیں
اور اُس کا پربندھ کریں۔

لالہ لچھمنداس جی بی۔ اے نے بابو بھگوتی پرشاد جی کی تائید سے
یہ ترمیم پیش کی کہ بجائے شریمان لالہ رلا رام جی کے رائے ٹھاکر دت
جی کا نام قائم کیا جاوے۔

(۲) لالہ بھورام جی نے بتائید لالہ مریدھر جی پوری ترمیم پیش کی۔ کہ الفاظ
"شریمان لالہ رلا رام جی سے پرارتھنا کیجاوے" کی بجائے یہ لکھا جاوے
کہ "پہلے رائے ٹھاکر دت جی سے پرارتھنا کیجاوے۔ اور اگر وہ منظور نہ
کریں تو لالہ رلا رام جی سے پرارتھنا کیجاوے"

(۳) لالہ مولراج جی نے بتائید لالہ جیونداس یہ ترمیم پیش کی۔ کہ بجائے لالہ
رلا رام جی سے پرارتھنا کی جاوے اور اگر وہ منظور نہ فرماویں تو رائے ٹھاکر
دت جی یا کسی دوسرے یوگیہ پرش سے پرارتھنا کیجاوے۔
آخری ترمیم کثرت رائے سے گر گئی۔ اور لالہ بھورام کی ترمیم نمبر ۲
کثرت رائے سے پاس ہوئی۔

اس کے بعد شریمان لالہ منشی رام جی نے حسب ذیل پتر لکھ کر پردھان جی
کو دیا۔

شریمان پردھان جی پرتی ندھی سبھا پنجاب
نمستے۔ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر آپ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء تک کوئی

یہاں تک مجھ سے چارج لینے والا نہیں بھیجیں گے - تو میں اپنے ماتحت کسی ادھیاپک کو کل انسٹی ٹیوشن کا چارج دیکر آپکی سیوا میں چارج شیٹ بھیجدوں گا - اور اپنے کام میں لگ جاؤں گا - مناسب یہ ہے کہ آپ کرپا کر کے ایک خاص تاریخ مقرر کریں - کہ جب آپ مجھے سبکدوش کریں گے - کیونکہ اگر آپ کوئی تاریخ مقرر نہ کریں گے - تو میں ہرگز ہرگز انسٹی ٹیوشن کے انتظام کا ذمہ وار نہ ہونگا -

دستخط منشی رام

اس کے بعد کچھ کارروائی ہو کر لالہ رلارام جی نے صاف جواب دیدیا کہ وہ گروکل کا چارج لینے کو تیار نہیں - بہت سے ممبروں نے تقریریں شروع کیں اور اپنی کارروائی پر نظرثانی کی کوشش کی -

اس کے بعد رجسٹر کارروائی میں درج ہے -

چونکہ اسوقت سردار سوچیت سنگھ جی بلا اجازت چلے گئے - اور لالہ کاشی رام وید اور لالہ رلارام جی روٹی کھانے چلے گئے - اور لالہ کاشی رام جی واپس آ گئے - اور لالہ رلارام جی نے میٹنگ میں آنے سے اجتناب کیا (پہلے گریز کیا" لکھا تھا - کاٹ کر "اجتناب کیا" لکھا گیا) اس لئے یہ جلسہ آخری سنیچر اور آتوار یعنی ۲۷ - ۲۸ - جون سنہ ۱۹۰۳ء کو بلایا جاوے -

میرے استعفا سے پیشتر اور بھی کچھ حالات گزر چکے تھے - جن کا درج کرنا ضروری ہے - مشہور کیا جاتا تھا - کہ گروکل لمبے مدت کا ایک سکھ اور منشی رام اسکا ہنت بن چلا ہے - اس سے پیشتر ہی جنوری سنہ ۱۹۰۳ء میں ڈاکٹر سکھدیو کو ایک سال کی رخصت بلا تنخواہ دلوا کر میں نے بلوایا تھا - اور مارچ سنہ ۱۹۰۳ء سے میری دونوں لڑکیاں بھی گروکل میں آ گئی تھیں - وجہ یہ تھی کہ میری چھوٹی لڑکی بیمار تھی - اور میں انکا علاج اپنے پاس رکھ کر کرنا چاہتا تھا - اس میں مجھے تو بجائے دس روپیہ ماہوار میں رہنی

کھانے کے ۶۰ یا ۶۵ روپیہ ماہوار کا خرچ برداشت کرنا پڑا۔
لیکن میرے مہربانوں نے مشہور کر دیا۔ کہ اب گروکل ایک ہی
خاندان کے ماتحت ہونے لگا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر بہت سی
افواہیں بھی اُڑائی جانے لگیں۔ بیشتر ڈاکٹر کے لیے سخت کوشش کی
تھی۔ جب کوئی نہ ملا تو ڈاکٹر سکھدیو کو مجبور کیا۔ کہ بلا تنخواہ رخصت لیکر
کام کرے۔ جس کا نتیجہ وہ ہوا۔ جو اوپر لکھ چکا ہوں۔

خیر سبھا کا جلسہ ہو گیا۔ لیکن مجھے سبکدوش کرنے کا ریزولیوشن پاس کر۔ تیسری دفعہ دوسرے
اجلاس کی تاریخ مقرر کی گئی اور معاملہ ہنوز التوا میں رکھا گیا۔

لیکن اس عرصہ میں میری مخالفت کے اور سامان پیدا ہو گئے۔ اور ساتھ ہی اور
بھی مصیبتیں اکٹھی ہو گئیں۔

(۱) جس چھپر میں میری لڑکیاں رہتی تھیں۔ اُس میں بجلی کے گرنے سے آگ
لگ گئی۔ اُس آگ میں نہ صرف تین چار صد روپیوں کا اسباب ہی جل گیا۔ بلکہ
میرے کاغذات متعلقہ کتاب "درشی جیون آدرش" اور "صبح امید" بھی جل گئے
لیکن سب سے بڑھکر مصیبت یہ ہوئی کہ میری دونوں لڑکیوں کے دلوں پر اس کا بڑا
صدمہ ہوا۔ چنانچہ چھوٹی لڑکی تو اُسی صدمہ کے آغاز سے زیادہ تر بیمار ہو کر شاید
اکتوبر ۱۹۰۳ء کے شروع میں مر گئی۔ اور بڑی لڑکی کو بھی اُس صدمہ سے خاص نقصان
پہونچا۔ چھوٹی لڑکی کی موت کا ایک اور باعث بھی ہوا۔ ان دنوں مجھے معلوم ہوا کہ
ڈاکٹر سکھدیو کی نسبت انترنگ سبھا میں کچھ ایسی ہی باتیں ہوئیں۔ جنکی خبر میری لڑکی
کو لگ گئی۔ اُسنے اپنے پتی کو کہہ کر باقی رخصت فسخ کرا دی۔ کیونکہ وہ مجھے بدنامی سے
بچانا چاہتی تھی۔ تب سے اُسکو بخار آ گیا۔ جسکی وجہ سے بیماری نے سخت غلبہ کیا۔
اپنی مصیبتوں کا کیا ذکر کروں۔ میں ہر ایک مصیبت کو بھول گیا تھا لیکن مجھے اس
جواب کے لئے مجبور کر کے آریہ بھائیوں نے میرے سینہ کے زخم تازہ کر دئے۔
یہ تو ہوا ذکر میری مصیبتوں کا لیکن اسی عرصہ میں بہت سے نئے دشمن پیدا ہو گئے

گوجرانوالہ میں مہاشے دھرم پال کی شدھی ہوئی۔ پنڈت رام بھجدت نے لیکچر دیا
جس میں سوامی دیانند کے مشن کے ساتھ گورو گووند سنگھ کے مشن کی کچھ مطابقت کی
اور پتریکا میں اسپر مخالفانہ نوٹ نکلا۔ دوسرے شدھی انہیں دنوں امرت سر محل میں
ہوئی۔ ان شدھ شدوں کو مہجپوت بنا دیا گیا۔ اسپر بھی میں نے کچھ اعتراض کیا۔ نیز پنڈت
رام بھجدت جی نے جو اُدوں کی شدھی پر ملتان لیکچر دیا تھا۔ اسپر بھی میں نے کچھ لکھا اور
اپیل کی۔ کہ "ورن بیوستھا پر سبھا" جلد قائم کیجاوے۔ تاکہ ان نو اور بھائیوں کو
تکلیف نہ ہو پس یہ چکر کیا تھا۔ طوفان بے تمیزی میرے گرد جمع ہو گیا۔ لالہ کرم چند
امرت سری تو اپنی ہتک سمجھ کے میرے گرد ہو گئے۔ لیکن پنڈت رام بھجدت جی
جو کارروائی کی اس کے متعلق صرف چند کاغذات کی نقل پیش کر دیتا ہوں۔

واضح ہو کہ پنڈت رام بھجدت جی نے اپنا ڈیفنس لکھ کر شائع کرنے کو بھیجا۔ وہ
ڈیفنس جو صاحب پڑھنا چاہیں ۲۴۔ جولائی کے پرچارک میں دیکھ لیں لیکن وہ
ڈیفنس کیا تھا۔ اور اس سے پہلے کیا کارروائی ہوئی تھی۔ اور میری کیا دشا تھی۔ اس کا
حال ذیل کی نقول سے ظاہر ہوگا۔

(۱) از پرچارک مورخہ ۱۷۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء "شریمان پردھان جی
کا ڈیفنس مع اپنے جواب کے اس اخبار میں شائع کرنے کا اقرار گزشتہ
ہفتہ کے پرچارک میں کر چکا ہوں۔ لیکن شریمان لالہ خوشی رام جی
پوسٹماسٹر سابق اپ پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی استدعا
پر اس کا چھاپنا دو ہفتہ ملتوی کر دیا ہے۔ اگر ۱۷۔ جولائی کی شام
تک لالہ خوشی رام نے مجھے قائل نہ کر دیا۔ کہ کیوں اس ڈیفنس کو
درج اخبار نہ کروں تو ۱۸۔ جولائی کو صبح اُسے کاتب کے ہاتھ
میں دیدوں گا۔ ہاں یہ میرا اختیار ہوگا۔ کہ خواہ میں اپنی طرف سے
کوئی جواب دوں یا نہ دوں"

(۲) از پرچارک مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

شریمان پردہان آریہ پرتی ندھی سبھا کا ڈیفنس

. . . .

چونکہ شریمان پردہان جی کے ڈیفنس کے درج اخبار کرنے کا اقرار کر چکا ہوں - اور لالہ خوشی رام جی نے مجھے قائل نہیں کیا - کہ کیوں پردہان جی کا ڈیفنس درج اخبار نہ کیا جاوے - اس لئے اُن کا ڈیفنس درج کرتا ہوں

(۲) لالہ خوشی رام جی نے یہ سمجھ کر کہ اس ڈیفنس کے جواب میں جو کچھ میں لکھوں گا - اُس سے آریہ سماج کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہے - پنڈت رام بھجدت جی سے خط و کتابت کی تھی اور اس عرصہ میں مجھے ڈیفنس اور جواب روک رکھنے کے لئے کہا تھا - جس کی میں نے بخیال اُس عزت کے جو میرے دل میں اُن کے لئے ہے موجود تعمیل کی -

(۳) اب پنڈت رام بھجدت جی نے یہ سمجھ کر کہ مبادا میرے نوٹ آریہ سماج کو نقصان پہنچا دیں - لالہ خوشی رام جی کو لکھ دیا - کہ آریہ سماج کو خرابی سے بچانے کے لئے وہ اپنے اوپر یہ ظلم برداشت کر کے بھی قربانی کرنے کو تیار ہیں - اور انہیں اجازت دیتے ہیں - کہ بجائے اول ڈیفنس کے کوئی اور عبارت درج کرائی جاوے جو انہوں نے بھیجی ہے -

(۴) میں ہرگز نہیں چاہتا - کہ پنڈت جی قربانی کریں - اگر کسی نقصان کا احتمال تھا تو (بخیال پنڈت جی کے) میرے نوٹوں یا جواب سے تھا - سو میں نے جواب ہی کچھ نہیں دیا - اور پنڈت جی کا ڈیفنس بجنسہ درج کرتا ہوں -

(۵) میرا جواب یہ ہے " ہر چہ از دوست میرسد نیکوست " -

(۶) اس مضمون کے آگے باقی آئندہ لکھا ہے - پس میں پنڈت جی کے باقی مضمون کا منتظر ہوں - لیکن اُس مضمون کی نسبت یہ شرط نہیں ہے کہ

کہ میں جواب نہ دوں گا۔

(۷) اِسی معاملہ پر لالہ سیتا رام جی نے (بخیال اس کے کہ پردہان جی کا ڈیفنس نہ چھپے گا) لیکچہ بھیجا ہے۔ جس کا طبع کرنا گو میری رائے میں اب غیر ضروری ہے۔ تاہم اگر لالہ سیتا رام جی ضروری سمجھیں گے اور مجھے اطلاع دیں گے۔ کہ اُن کا مضمون نکلے تو درج اخبار کر دونگا۔

(۸) یہاں تک نوٹ لکھنے کے بعد پھر لالہ خوشی رام جی نے پردھان مہاشے کا ڈیفنس معہ ضروری کاغذات کے مجھ سے لیا تھا لیکن جب پردھان جی کا ۱۶۔ جولائی والا گشتی خط پہونچا۔ تو لالہ خوشی رام جی نے یہ کہہ کر کہ اس میں واقعات کے برخلاف لکھ کر آریہ سماجیوں کو بھڑکانے کی کوشش ہوئی۔ ڈیفنس موصوف معہ جملہ کاغذات کے واپس دیدیا اور اب وہ ڈیفنس بجنسہ درج اخبار کیا جاتا ہے۔

منشی رام

(۳) ڈیفنس کی بابت جو خط لالہ خوشی رام جی نے پنڈت رام بھجدت جی کو لکھا تھا۔ اسکی نقل حسب ذیل ہے۔

مانیہ ور بھرا تا جی

نمستے۔ چونکہ آپکی تار کا جو کہ آپنے پردہان جی میں بابت بھیجے ڈیفنس روانہ کی تھی۔ مجھے بھی پتا لگ گیا تھا۔ اسواسطے میں آپکے ڈیفنس کا بہت منتظر تھا۔ اور کئی بار لالہ منشی رام جی سے دریافت بھی کیا۔ چنانچہ جب پرسوں رات کو آپ کا ڈیفنس پہونچا۔ تو بڑی خواہش سے اسکو سنا۔ جو نتیجہ نکلا۔ اُس سے میں آپ کو بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جب میں نے یہ سنا۔ کہ لالہ منشی رام جی اس ڈیفنس کو معہ اپنے مفصل نوٹوں کے چھاپیں گے۔ جس میں کنیا مہاودیالہ۔ گروکل۔ اور اُس کے متعلق اپنے استعفے کے وجوہات اور دیگر ہسٹری سماج میلاپ کرینگے

تو میرے دل میں بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور سماج کی آئندہ بربادی کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے بندھ گئی۔

کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اس قسم کی ذاتیات سے پُر ڈیفنس کے جواب میں سراسر ذاتیات ہی ذاتیات نہ ہو گئیں۔ کیا کوئی اس پرکار کے حملوں کو برداشت کر کے خاموش رہ سکتا ہے۔ اور پھر اُس صورت میں جبکہ آپ بحیثیت پردھان لکھتے ہیں۔ کیا آپ سے کچھ چھپا ہوا ہے۔ میں نے پھر اُس مضمون کو جس کے جواب میں آپ نے ڈیفنس بھیجا ہے۔ دوبارہ پڑھا۔ اگر آپ بھی پھر سے اُس مضمون کو وچاریں گے۔ تو معلوم کریں گے کہ اِس قسم کے حالات جو آپ نے ڈیفنس میں لکھے ہیں ضرورت نہیں تھی۔ گو میں جانتا ہوں کہ پرچارک کے ریمارکس سے آپکو بڑا ہی دُکھ ہوا ہوگا۔ اور یہ ڈیفنس بھی آپ نے دُکھیا ہو کر ہی لکھا ہوگا۔ پرنتو جہاں تک میرا خیال ہے یہ ریمارکس کسی ذاتی بُنیاد پر نہیں لکھے گئے۔ بلکہ سماج کی اصلی پوزیشن کو قائم رکھنے کی غرض سے لکھے گئے ہیں۔ میرے خیال میں آپکو تو یہ چاہئے تھا۔ کہ آپ صرف اُسکی ہی تردید کرتے۔ اور پھر اگر اُسکے جواب میں وہ اپنے اخبار میں اپنے الفاظ کو واپس نہ لیتے۔ تو الزام اُنکو دیتے اور پھر جواب چاہتے لکھتے۔ جب سبھا کا آرگن آریہ پتر کا اُس بات پر زور دے رہا ہو اور آپکی طرف سے اُسکی کوئی تردید بھی نہ نکلی ہو۔ تو پھر کون پرش جسمیں تھوڑی سی بدھی ہے۔ آریہ سماج کی اوستھا کو وچار نیہ نہ مانے گا۔ میرے خیال میں اگر کسی شخص نے آپکو اس ڈیفنس کے لکھنے کے واسطے مجبور کیا ہے۔ تو اُسنے آپکی دوستی اور سماج کے ہِت کا کام نہیں کیا۔ بلکہ اُلٹا اَرِث ہی پرگٹ کیا ہے اگر جوش سے آپکے ڈیفنس کے ساتھ مفصل نوٹ نکل گئے۔ تو یاد رکھیو گا کہ ضرور مہاتماؤں میں بھی ضرور دو دل ہو جاویں گے۔ اور اگر کسی طرح سے دو دل نہ بھی ہوئے تو آریہ سماج اور اُس کے پوتر اُلٹی دُشمنوں کا ستیاناش تو ضرور

ہی ہو جاوے گا۔ جسکو سنبھالنا پھر بالکل اسنبھو سا ہوگا۔ جوش میں اور
خاص اکساوٹ کی حالت میں غش اپنے اور بیگانے کو بھول کر کچھ کا کچھ
کر بیٹھتا ہے۔ لیکن جب شانت ہوتا ہے۔ تو اسوقت اسکی حالت ناگفتہ
بہ ہوا کرتی ہے۔ اس قسم کے انیک واقعات معلوم ہیں اور ہوتے رہتے ہیں
ایسے ہی خیالات کو مد نظر رکھتے ہوئے لالہ منشی رام جی کو مجبور کیا ہے۔ کہ وہ
بالفعل اس مضمون کو نہ چھاپیں۔ آپ بھی ٹھہر و چار کر اور تمام نشیب فراز پر
نگاہ ڈالتے ہوئے ٹھہرے سے سوچیں اور اُس کا مناسب انسداد کریں۔ آپ لوگ
جن کے اوپر آریہ سماج کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اور جن کے ہاتھ میں
اسوقت آریہ سماج کی باگیں ہیں۔ اس طرح اندھا دھند کارروائی کرنے کو
تیار ہو رہے ہیں۔ کیا آپکو اپنے سماجک فرائض مجبور نہیں کرتے کہ آپ
مجموعہ حالات کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ذاتیات کی مطلق پرواہ نہ
کرتے ہوئے صرف سماج اور سماجک انسٹی ٹیوشنوں کی ہی بہتری کے وسائل
سوچیں اور عمل میں لاویں۔

کیا آپ بھول گئے ہیں۔ کہ پہلے کالج اور مہاتما پارٹیاں ذاتیات کی
وجہ سے نہیں ہوئیں۔ اور جو اُس تفرقہ سے نقصان اور زوال آریہ
سماج کو پہونچا۔ کیا آج تک اسکی پورتی ہوئی۔ اور کیا آپ بھول گئے
ہیں کہ اسوقت سماج کی بہبودی کیول گرودکل انسٹی ٹیوشن کی کامیابی پر ہی
بنی ہوئی ہے۔ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ اگر ایشور نہ کرے اسے گرکل
کو کوئی سخت نقصان پہونچے۔ تو کیا دیگر سماجک انسٹی ٹیوشن پبلک سے
مدد ملنے کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ کیا اُسکی ان فارمل میٹنگ کی کاروائی
کو آپ بھول گئے ہیں۔ جو کہ جنرل سبھا کے اجلاس کے دوسرے دن
ہوئی تھی۔ اور آپ سب مع ڈاکٹر پرشنند جی کی کوٹھی پر رات کے بارہ
بجے کے قریب آئے تھے جس میں لالہ منشی رام جی کو دو بجے ڈھائی بجے

یک جگہ اُٹھا رکھا تھا۔ کیا اُس کے شعلے نے جس کارروائی کرنے کا وچار اور
وعدہ آپ سب بھائیوں نے کیا تھا۔ وہ یہی تھا کہ ایسے ایسے ڈیفنس
لکھ کر تمام کارروائی پر پانی پھیرا جائے۔ جو گفتگو میری اور آپکی لاہور میں
ہوئی تھی۔ کیا وہ آپکے خیال سے دور ہو گئی ہے۔ کیا وہ جوش تقریریں
اور وچار جن کے ذریعہ سے بجائے تیرہ لاکھ کے پچاس لاکھ کی اپیل
کرنے کا نتیجہ ہوا تھا۔ وہ سب پورا ہو چکا۔ کیا آپ خیال نہیں کرتے کہ
اُس بے قراری اور تذبذب اور اشانتی اور جوش کو جو کہ لالہ منشی رام
جی لاہور سے لیکر آئے تھے کس طرح سے دبایا گیا۔ جن کے متعلق ایک
لفظ بھی ابتک اخبار میں نہیں نکلا۔ گو میری آنکھوں کی حالت مجھے
مجبور کرتی ہے۔ کہ اُس نقصان کا جو کہ میری آنکھوں کو محض لاہور
جانے کی وجہ سے ہوا کسی دوسری سرد جگہ میں جاکر تدارک کرتا لیکن
لالہ منشی رام جی کی متذکرہ بالا حالت نے مجھے یہاں ٹھیرنے کے واسطے
مجبور کیا۔ گو اب تک بھی پورے طور پر صحی حالت پر نہیں آئے جن کے
کارن بہت کچھ گروکل کے انتظام میں لگاڑ ہو رہا ہے۔ اور آئندہ ہونے
کا اندیشہ ہے۔ تسپر بھی آپ لوگ بجائے اسکے کہ جون میں ہی جنرل سبھا
کی دوبارہ میٹنگ کرکے اُس اشانتی اور بیقراری وغیرہ کو دور کرتے اور
گروکل انسٹی ٹیوشن کو مکمل بنانے اور پچاس لاکھ کا سرمایہ جمع کرنے
کا پربندھ کرتے۔ اُلٹا چھوٹی چھوٹی باتوں کو لیکر سخت ہانی اور حیرانی کر
رہے ہیں۔ مفصلہ بالا حالات کو جتلاتے ہوئے میں بڑے زور سے آپکی
سبھا میں نویدن کرتا ہوں کہ آپ موجودہ ڈیفنس کو واپس لیں۔ اور اپنی
سرخروئی کرنے کے واسطے یہ ڈیفنس لکھکر بھیجیں کہ جس بنا پر یہ
نوٹ پرچارک میں نکلا ہے وہ غلط ہے۔ جیسا کہ اپنے موجودہ ڈیفنس
میں لکھا ہے۔ صرف اتنا ہی لکھکر بھیجدیں کہ آپنے اس قسم کے الفاظ ہرگز

نہیں کہی۔ اور نہ آپکا خیال ہے۔ کہ گورو گووند سنگھ اور سوامی دیانند
کا مشن ایک ہے۔ اِس ڈیفینس کے آنے پر۔ نوٹ واپس لیا جاویگا
اور آپکی بھی خوشی ہوکر معاملہ صاف ہوجاوے گا۔ یہ خط آپکی خدمت میں
کل ہی روانہ ہوتا۔ پرنتو خود لکھنے سے لاچار ہوکر دوسرے سے لکھانے
کی وجہ سے اور ڈاک کا وقت ہوجانے کے سبب اُسی وقت کا یہیں خط لالہ
سیتارام کو بھی مشکل سے لکھوایا جاسکا۔ اسواسطے یہ خط بجائے کل کے
آج بھیجا جاتا ہے۔ معاف فرمائے گا۔

چونکہ میرے آخیر بار لاہور جانے پر آپنے ذکر کیا تھا۔ کہ آپکی حالت
آپکو آئندہ پر وہاں پد سے علیحدگی پر مجبور کرے گی۔ اور اسوقت
بھی آپ بامر مجبوری سبھا کا کام کر رہے ہیں۔ جسپر میں نے وچار کیا تھا۔ اور
میرا ارادہ تھا۔ کہ آپکی سیوا میں آئندہ کا سب وچار پرگٹ کرتا۔ پرنتو
ان فاربل ٹیکنگ کے متعلق کارروائی کے نتیجہ کا منتظر تھا۔ کہ یہہ
معاملہ اور ہی ہوگیا۔ اگر آپ سب نے کسی دوسرے صاحب کو چیف
سپرنٹنڈنٹ مقرر کرنے کا وچار کیا ہے۔ جو کہ میرے خیال میں ٹھیک
نہیں۔ تو فوراً ہی اُنکو یہاں روانہ کرکے گروکل کا چارج دلوادیں
یا اگر لالہ منشی رام جی کو ہی رکھنا منظور ہے۔ جیسا کہ سب کا وچار تھا تو
حسب عہدہ رائے ٹھاکردت صاحب و رائے پیارا رام صاحب کو بھیج
کرکے (اگر ابھی تک نہیں کی) اُن کو یہاں لائیگا۔ اور جبتک جنرل
سبھا کا اجلاس ہوکر اسکا انتظام کیجئے۔ ورنہ اِس بات کو بھولئے
نہیں کہ بصورت دیگر جیسا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ ۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۳ء
کے بعد لالہ منشی رام جی یہاں ہرگز ہرگز نہیں آئیں گے ؎

آپکا شبھ چنتک
خوشی رام

۱۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

(۴) پھر ڈیفنس درج ہونے کی اجازت کے بعد جو خط ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۳ کو لالہ
خوشی رام جی نے بھیجا۔ وہ حسب ذیل ہے۔ اس درمیان کے شاید دو صفحے نہیں ملتے
اگر وہ مل جاتے تو اصل حالات سب ظاہر ہو جاتے۔ خیر اس سے بھی معلوم ہو جاوے گا
کہ لاہور کی کیا حالت تھی۔ جب میں اخیر جولائی کے جنرل اجلاس میں شامل ہونے کے لئے
لاہور گیا تھا۔

"مانیہ ور بھراتا جی

نمستے۔ آپ کا کرپا پتر پراپت ہوا۔ جسکے ایک طرف لالہ منشی رام
جی کے نام کا پتر بھی لکھا ہوا تھا۔ چونکہ بعض الفاظ کئی جگہ پر
کٹے ہوئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید اضطراب کی حالت میں
لکھا گیا ہو۔ یا بہ سبب بیماری اپنی دھرم پتنی کے جلدی میں لکھا گیا ہو۔ پرنتو
طرز تحریر ایسی نہیں تھی کہ جس سے دل میں ڈھارس بندھے۔ اس کے
علاوہ جو چٹھیات لالہ سیتا رام جی و بھگت رمیلداس جی وغیرہ دیگر بھائیوں
کی طرف سے پراپت ہوئیں۔ ان سے ایسا پرتیت ہوتا ہے کہ لاہور کے
آریہ بھائیوں کا اگر کل نہیں تو بہت سے صاحبوں کا ایک ایسا جتھا
لالہ منشی رام جی کے برخلاف ہو گیا ہوا پرتیت ہوتا ہے۔ اتفاق اور جتھا
ہونا تو ہمیشہ ہی اچھا ہوتا ہے۔ پرنتو جب اسکی بنیاد کسی خاص اعلیٰ
بھاو پر مبنی ہو۔ یدی یہی جتھا ان کے ساتھ پرانے گہرے سمبندھ کو
زیادہ مضبوط کرنے کی نیت سے ہوتا تو مجھ کو بڑا ہی آنند پراپت ہوتا
لیکن اب معاملہ دگرگوں ہونے کی وجہ سے بجائے ہرش کے شوک
ہوتا ہے۔ خیر میں نے تو بہت ہی کوشش کر کے موجودہ تنو چنیہ معاملات
کے متعلق پرچار کیں جہاں تک ہو سکا۔ کوئی لیکچر لکھنے نہیں دیا۔
اور نہ ہی آپکا فرانسیسی ڈھنگ کا ڈیفنس مع نوٹوں کے جسکی بابت کہ
لالہ منشی رام جی کو وقتاً فوقتاً پورا یا ادھورا پتا لگتا رہا۔ انہوں نے

بجائے نابود کے نقصان ہی کیا ہے۔ جہاں میں جانتا ہوں کہ انسانوں
میں اکثر کمزوریاں ہوتی ہیں اور لالہ منشی رام جی کو بھی میں باوجود
بہت سی خوبیوں کے جن کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ بعض
کمزوریوں کو نظر انداز کرنے پر مجبور کرتا رہا ہے۔ اور وہ بہاؤ آپ لوگوں سے
بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔ یعنے جب کبھی اُن کو جتلایا گیا کہ فلاں فلاں
کارروائی سے فلاں انسٹی ٹیوشن کو یا فلاں ساماجک معاملہ میں گڑبڑ
پیدا ہوگی۔ تو اُنہوں نے فوراً اپنی شخصیت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے
اُس کارروائی سے پہلو تہی کی۔ چنانچہ جو کچھ برتاؤ پچھلے جنرل جلاس
میں یا ان دنوں اُن کے ساتھ اکثر ساماجک بھائیوں کی طرف سے
ہوا۔ اگر وہ اُس کا خاکہ کھینچ کر پبلک پر ظاہر کرتے۔ تو آپ لوگوں کو سنبھلنا
بہت ہی مشکل ہو جاتا۔ پرنتو اُن کو منت سماجت کرکے یا اُنپر دباؤ ڈالکے
اب تک روک رکھا۔ بس یہ بھی آپکو جتلانا مناسب سمجھتا ہوں کہ گو
مدت تک آپ لوگوں کی بھی یہی رائے رہی ہے۔ کہ وہ ہماری پالیسی کے
لیڈر ہیں اور جب کبھی اور جہاں کہیں ساماجک معاملات میں پیچیدہ
گیاں یا گڑبڑ معلوم ہوئی۔ تو انہوں نے ہی اُن کے سمجھانے یا رفع
دفع کرنے میں تن من دھن سے یتن کیا۔ اس سے میرا ہرگز یہ
مطلب نہیں کہ اور ساماجک بھائیوں نے ساماجک معاملات میں
کوئی کار نمایاں نہیں کیا۔ پرنتو اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ جو
خاص حصہ انہوں نے لیا ہے۔ وہ دوسرے کسی صاحب کے حصہ
میں کبھی نہیں آیا۔ گروکل نہ کھلتا۔ یدی وہ پرن کرکے مدت مدید تک
گھر سے باہر نکلکر تکلیفوں کا مقابلہ کرتے ہوئے زیر باری اُٹھاتے
ہوئے۔ خاص پرتن نہ کرتے اور میرا یقین ہے کہ یدی ہم لوگ
اُن کو خاطر خواہ مدد دیتے تو اسوقت تک نہ کیول گروکل کے واسطے

بہت سا سرمایہ ہی جمع ہو جاتا۔ بلکہ موجودہ حالت سے گروکل کی حالت
کیا بلحاظ انتظام کیا بلحاظ طریقۂ تعلیم کے کئی درجہ بہتر ہوتی۔ بعض ہمارے
ذی عزت بھائیوں کا جو تھوڑی سی مدت گزرنے سے کہ لالہ منشی رام جی کے
بڑے ثنا خواں تھے۔ بلکہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ اُنکی خاطر بعض اوقات
تھوڑی بہت قربانی کرنے کو بھی آمادہ ہو جایا کرتے تھے۔ اب تھوڑی
ہی مدت سے یہ خیال ہو گیا ہے کہ Ideal must be broken into deeds
اور انہوں نے اپنی اس مدعا کے حاصل کرنے میں بہت کچھ پریتن
بھی کیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں کسی نے بھی اس مدعا کے حاصل
کرنے کی مرم کو نہیں پایا۔ میرے خیال میں وہ راز یہ ہے کہ لالہ منشی رام
جی سے بڑھکر قربانی کی جاوے۔ اُن سے بڑھکر اپنی ذہنی اور دماغی
لیاقتوں کو نشوونما دیکر تمام ساماجک دنیا کا اُن سے بڑھکر
Confidence (وشواس) حاصل کیا جاوے۔ اور
اُن سے بڑھکر ساماجک معاملات میں تن۔ من۔ دھن سے پرُشارتھ
کیا جاوے۔ ایسے عمل سے اُن کے ساتھ دوستی کے تعلقات رکھتے
ہوئے بھی اُن کا مدعا حاصل ہو سکتا ہے۔ جو دوسری صورت میں خواہ
کتنی ہی برخلافی وغیرہ کیجاوے۔ ہرگز ہرگز کامیابی نہیں ہو سکتی
پرنتو افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہم میں سے ایک بھی ایسا نہیں
ہے۔ مجھے معاف رکھیئے گا۔ یہی میں یہ لکھتا ہوں کہ آپکے ڈیفنس سے
بھی کچھ بو لیڈر بننے کی پائی جاتی ہے۔ جو پہلے میں نے کبھی نہیں
محسوس کی، خواہ وہ کسی دوسرے کی تحریک سے تحریر میں آئی ہو تو
آپکے دل میں وہ بھاؤ نہ ہو۔ میں اُسکو بُرا نہیں سمجھتا۔ اور میں بڑا معترف
ہوں کہ آپ بہت کچھ اپنا صرف اور نقصان کر کے بہ نسبت پہلے کے
ساماجک معاملات میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ پرنتو میں آپکو بتلانا چاہتا

ہوں۔ کہ یدی میرا اوسکا خیال درست ہے تو آپ متذکرہ بالا صفات کو حاصل کرنے کا یتن کریں۔

گو مینے بہت جد و جہد کر کے لالہ منشی رام جی کو آپکے ڈفینس کے چھاپنے وا سپلیمنٹ لکھنے سے روکے رکھا۔ پرنتو جو آپکے سرکیولر لیٹر حال ہیں نکلی ہے۔ اُس نے اس کام کو بگاڑ دیا۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے اُس میں ٹھیک واقعات درج نہیں کئے۔ کیا آپ بھول گئے۔ کہ جسوقت مینے سندھیا سے واپس آکر اُس رزولیوشن کے متعلق (جو کہ لالہ منشی رام جی کے استعفا کے بارے میں .... کریں گے۔ اور اُس پر لوپ پربرتا کریں گے۔ کہ وہ بمبئی وغیرہ (الوٹ جب سالانہ جلسہ گُرُدکل کے بعد مجھے صرف اِسی خیال سے پہاڑ جانے سے روکا گیا تھا۔ اور وہ بمبئی وغیرہ پرانت میں چکّر لگاکر چار پچاس ہزار روپیہ اکٹھا کر کے گُرُدکل کے واسطے لاوینگے اور یہ جو ارادہ محض موجودہ گرانٹ کے متعلق پتر آنے سے ملتوی ہو گیا تھا اور پھر دوبارہ پرسے جاکر پیچھے جنرل اجلاس کے خاتمہ پر لاہور سے ہی چکّر لگانے کا وچار ہو گیا تھا۔ جسپر لاہور کی کاریہ واہی نے پانی پھیر دیا) پرانتوں میں اُسی جوش سے تشریف لے جاکر مجوزہ اپیل کی پورتی کا پریتن کریں۔ یہ بھی جتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یدی اس خیال سے کہ چونکہ سماجوں نے اُن کے حق میں ریزولیوشن پاس کئے ہیں۔ پُرانا ریزولیوشن منسوخ ہو کر اُنہیں کو لائف ادھشٹھاتا بنانے کا رزولیوشن پاس کیا جاوے۔ اور اندرونی بگاڑ تھوڑا بہت جو ہو چکا ہے بدستور قائم ہے۔ تو ایسے رزولیوشن پاس کرنے سے کچھ لابھ نہیں ہوگا۔ ایسی صورت میں مینے جب دونکی صفائی نہ ہو۔ تو کسی اور صاحب کو مکھیہ ادھشٹھاتا مقرر کر کے گُرُدکل کا چارج

فوراً دلوا دیا جاوے ۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اس صورت میں گروکل کی کامیابی کی اُمید نہیں ہو سکتی ۔ اور نہ ہی اس سلسلہ کے دیر تک قایم رہنے کی کوئی توقع ہو سکتی ہے ۔ ایک امر واقعہ جو مجھکو لاہور سے ادہر واپس آتے ہوئے معلوم ہوا عرض کرتا ہوں ۔ یعنے ایک صاحب سری گوبند پور نواسی سے گاڑی میں ملاقات ہوئی ۔ جنکی زبانی اثنائے گفتگو میں یہ معلوم ہوا کہ ایک صاحب چالیس ہزار روپیہ گروکل کو دان کرنا چاہتے تھے ۔ پرنتو استعفے وغیرہ کا حال سُنکر اُنہوں نے اپنے ارادہ کو ملتوی کردیا ۔ اسکے علاوہ مجھے اور بھی امور کی بابت واقفیت ہے کہ بہت لوگ صرف اسوجہ سے گروکل کو مدد دیتے اور اُس سے پریم رکھتے ہیں کہ لالہ منشی رام جی کا اُس کے ساتھ مکھیہ ادھشٹھاتا پد کا سمبندھ ہے ۔ اور جیسا کہ مینے پچھلے جنرل اجلاس میں گذارش کردیا تھا ۔ اب تک میرا یقین واثق ہے ۔ کہ یوںہی کہ لالہ منشی رام جی کا سمبندھ گروکل سے ٹوٹا ۔ بعض صاحبان اپنے برہمچاریوں کو فوراً ہی گروکل سے علیحدہ کرنے کا یتن کریں گے ۔ پس انت میں نہایت ادب سے نویدن ہے کہ اس جملہ معاملہ کو ٹھنڈے دل سے سوچینگی ۔ بردباری اور وچار سے final توجہ کریں ۔ تا کہ بار بار آپ لوگوں کو اور پبلک کی فکر رہتی ہو ۔ اور جس کام کو اُٹھایا گیا ہے ۔ وہ بھی بھلی بھانتی پورا ہو ۔

میری حالت آنکھوں وغیرہ کی آگے سے کچھ بدتر ہے ۔ اسواسطے سنبھو ہے کہ میں جنرل اجلاس میں حاضر ہونے کے لئے مجبور رہوں ۔ ایسی صورت میں پرارتھنا ہے کہ یہ میرا پتر ہی پڑھکر ممبران سبھا کی خدمت میں سُنا دیا جاوے ۔ سب صاحبوں کو نمستے ۔ المشتہر آپکی دھرم تتھی کو جلدی شفا دیوے ۔

آپکا شبھ چنتک
خوشی رام

اسوقت رائے ٹھاکر دت جی نے بھی ایک سخت خط پردھان کو لکھا تھا کیونکہ
پردھان جی نے مجھے لکھ دیا تھا۔ کہ لالہ رلا رام جی گروکل کا چارج لینے سے انکاری
ہیں۔ لیکن چونکہ رائے ٹھاکر دت جی کے استعمال کئے ہوئے سخت الفاظ سبھا کے
ریزولیوشن میں شامل ہو چکے ہیں۔ اس لئے اُس خط اور اُس کے جواب کے پنڈت رام
بھجدت کے خط کی نقول یہاں درج کر کے طوالت دینے کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی دیگر
چھوٹی موٹی کارروائیوں کا نوٹس لوں گا محض آریہ پرتی ندھی سبھا کے جنرل اجلاس
کی کارروائی بجنسہٖ درج کر دوں گا۔ جس سے لالہ رلا رام کی

علانیہ مخالفت کا پانچواں ثبوت

ملیگا۔

۱۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کو پہلی کارروائی ڈاکٹر پرمانند کے مکان پر شروع ہوئی لیکن معمولی
کارروائی کے بعد علاوہ ممبروں کے تقریباً تین چار سو اصحاب اور اکٹھے ہو گئے۔ جسکی وجہ سے
بعد دوپہر کارروائی آریہ مندر لاہور میں ہونی قرار پائی۔ اُس میں درج رجسٹر ھا حسب ذیل
عبارت ہے۔

"سارا دن کانفرنسات متعلقہ ولالہ منشی رام جی کی وجوہات سبکدوشی از
گروکل ریزولیوشنہا وخطوط آریہ سماجہائے متفرقہ وچار ہوتا رہا۔ اور رات
کے بارہ بجے کے قریب جلسہ صبح ۹ بجے کے لئے رائے روشن لال صاحب
بی۔اے بیرسٹر کی کوٹھی پر منعقد کئے جانے کے لئے ملتوی کیا گیا۔"

۲۶۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کی کارروائی بعد درج کئے جانے نام ۳۰ سبھاسدوں کا حسب ذیل
درج رجسٹر ہے۔

"لالہ منشی رام جی کے جواب میں لالہ رلا رام جی کی تقریر اور پھر لالہ منشی رام جی کا آخری
بیان اور دیگر ممبروں کی تقریریں سنی گئیں۔ بعدہ ان سب تقریروں اور بیانات پر وچار ہوا
(۱) لالہ سیتا رام جی نے بتائید لالہ جیونداس جی تجویز ذیل پیش کی۔

گزشتہ اجلاس جنرل سبھا میں شریمان مکھیہ ادھشٹھاتا گروکل کی درخواست بغرض سبکدوشی کار مفوضہ اپنے بلا اظہار وجوہات پیش ہوئی تھی - جسپر شریمان پنڈت رام بھجدت جی پردھان سبھا نے ایک مفصل تقریر فرمائی اور اسکو منظور کرنے کی درخواست شریمان منشی رام جی کو منظور فرمایا تھا - اب زیادہ حالات معلوم ہونے پر یہ پتہ لگا کہ وہ تجویز غلط فہمی پر مبنی تھی - نظر بران سبھا ہذا تجویز کرتی ہے - کہ جو مہاشے منشی رام جی کی نسبت ایکدو ممبران آریہ سماج گروڈم کا الزام لگاتے ہیں - وہ الزام سراسر غلط ہے اس لئے شریمان منشی رام جی کی سیوا میں نویدن کیا جاوے - کہ وہ اپنی سبکدوشی کی درخواست کو واپس لے لیں اور مکھیہ ادھشٹھاتا گروکل کا کام آیندہ بدستور اطمینان کے ساتھ انجام دیتے رہیں -

لالہ رلارام جی نے بتائید بھگت ریلداس جی ترمیم ذیل پیش کی -

حسب منشاء رزولیوشن انترنگ سبھا مورخہ ۱۹ - جولائی ۱۹۰۳ء شریمان منشی رام جی سے نویدن کیا جائے - کہ وہ سبکدوشی کی درخواست واپس لے لیں -

مہتہ جیمنی جی نے بتائید لالہ لبھو رام جی یہ ترمیم پیش کی کہ لفظ "ایک دو" کی بجائے لفظ "چند" اور اصل ریزولیوشن میں لفظ "گروڈم" کے آگے "بے ضابطہ کارروائی کرنے والے مطلق العنان - خود رو Dictator کا وغیرہ وغیرہ" الفاظ بڑھائے جاویں اور "تجویز کرتی ہے" کے آگے لفظ اس لئے سے پہلے یہ عبارت ایزاد کیجاوے "کہ چونکہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کل آریہ سماجوں اور پبلک کو جسقدر گروکل سے پریم - ہمدردی اور وشواس پیدا ہوا ہے - وہ شریمان منشی رام جی کی جانفشانی اور حسن کارگذاری کے باعث ہوا ہے -" لالہ روشن لال جی نے بتائید بابو ہردیال سنگھ جی کی یہ ترمیم پیش کی - اصل رزولیوشن میں سراسر غلط ہے تک کے الفاظ کاٹ دئے جاویں اور انکی بجائے الفاظ ذیل درج ہوں -

تجویز ہوئی کہ اس سبھا کی رائے میں مناسب ہے کہ شریمان منشی رام جی اپنے کار مفوضہ پر
بدستور قائم رہیں - اور باقی کل الفاظ کاٹ دئے جاویں۔

اس کے بعد مندرجہ بالا ترمیموں پر ووٹ لئے گئے۔

(۱) ترمیم آخری لالہ روشن لال۔ حق میں ۵ - برخلاف ۱۰ کوئی رائے نہیں دی ۲

(۲) ترمیم مہتہ جیمنی - حق میں ۱۴ - برخلاف ۱۵ - کوئی رائے نہیں دی ۳

(۳) ترمیم لالہ دیارام - حق میں ۱۰ - برخلاف ۱۵ کوئی رائے نہیں دی ۴

(۴) اصل ریزولیوشن - حق میں ۲۱ برخلاف ۵ - کوئی رائے نہیں دی ۶

کثرت رائے سے اصل ریزولیوشن پاس ہوا۔

لالہ منشی رام جی نے تائید کی۔ لالہ سنتا رام جی نے تحریک پیش کی کہ پنڈت بالمکند جی
پلیڈر و چودھری جیمنی سنگھ وغیرہ اصحاب کی طرف سے جو مطبوعہ سرکلر چٹھیاں
شائع ہوئی ہیں وہ کس نسٹی ٹیوشن کے برخلاف تھیں انکی وجہ سے آریہ سماجوں
میں بہت کھلبلی مچا - چودھری جیمنی سنگھ وغیرہ اصحاب کو مناسب تھا کہ وہ ان سرکلر
چٹھیوں کو شائع کرنے سے پہلے سبھا کی خدمت میں بعد دریافت حالات اگر
ضروری سمجھتے تو پیش کرتے - یہ سبھا انکی اس نامناسب کارروائی پر
اظہار افسوس کرتی ہے - سرسری سے یہ معلوم ہوا آخری ریزولیوشن کے پڑھنے
سے صاف ظاہر ہو گا کہ جو گشتی خطوط پنڈت بالمکند اور چودھری جیمنی سنگھ نے جاری
کئے تھے انکی غرض یا انکی منشا نہ تھا بلکہ یہی انکے لئے ضروری تھا - یہی وجہ تھی اظہار
ناراضگی کا ریزولیوشن خود میں نے پیش کیا۔
اس کارروائی کے بعد پھر گروکل داخل آگیا - لالہ ملا رام جی نے ترمیم پیش
کرنا تھا جو ظاہر کیا گیا تھا کہ سبھا ضمانت لینے کی کوئی ضرورت نہیں اس نیم پاتا
سبھا بھی سد رد سکتا ہے۔ اسپر میں نے اخبار میں لکھا تھا کہ ضمانت وغیرہ
بس سبھا کو کچھ نہ سمجھنا تو نہ چاہئے دیکھو مضمون ۲۶ - اگست ۱۹۰۳ء کے
اخبار میں بھی نکالا وہ منشی کی سبکی کی بابت جو ہے لکھا گیا تھا لفظ کسی پر حملہ تھا اور

نہیں کوئی خاص رائے پیش کی گئی تھی بخوفِ طوالت اُسے یہاں درج نہیں کرتا ہوں۔ اسپر لالہ ملا رام جی نے میرے نام کھلی چٹھی نند نشتہ نارائن کشن جی سے لکھوائی جسمیں مجھپر گھمنڈ وغیرہ کے الزامات عاید کرتے ہوئے اپنی

علانیہ مخالفت کا چھٹا ثبوت

دیا۔ میں نے اس کا بھی نوٹس نہ لیا اور چپ تھا کہ ایکطرف تو میرے برخلاف اس قسم کی تحریریں نکلنی شروع ہوئیں اور دوسری طرف آریہ پرتی ندھی سبھا کے سالانہ انتخاب کا وقت آگیا۔ میں پھر شریک ہونے سے گریز کرتا تھا اور شانتی سے گروکل کا کام کرنا چاہتا تھا کہ دو تاروں کے بعد پردہان پنڈت رام بھجدت جی کا دہلی کا ضروری تار آیا۔ "حالت نازک ہے۔ ضرور آئیے آپکی مدد کی ضرورت ہے"!

میں پردہان کے حکم کی تعمیل میں پھر چلدیا تو آکر دیکھا کہ مخالفت سے پنڈت رام بھجدت بھی گھبرا گئے ہیں۔ میں نے اُسوقت انترنگ سبھا میں بات چیت ہونے پر یہ رائے دی کہ ڈاکٹر پرمانند جی کو پردہان اور لالہ کاشی رام وید کو منتری بنایا جاوے تو ممکن ہے کام اچھی طرح چلے۔ ڈاکٹر پرمانند اسپر کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے اور انترنگ سبھا میں کچھ فیصلہ نہ ہوا مجھسے بار بار مشورہ کیلئے پوچھا گیا لیکن میں نے مشورہ دینے سے صاف انکار کیا۔ ہاں یہ ضرور کہا کہ میں آپکی سہایتا کیلئے ہر وقت امادگی ظاہر کی تاکہ میری وجہ سے اگر فساد ہی تو رفع ہو جاوے۔ اسکے بعد جو کارروائی ہوئی اُسکی تفصیل میں جانے سے پھر قصہ طولانی ہوجائیگا۔ اسلئے محض سبھا کی کارروائی کی نقل درج کر دیتا ہوں۔

منتخب از کارروائی جنرل اجلاس

۲۹ دسمبر ۱۹۰۳ء

نوٹ۔ جب ممبران انترنگ سبھا چنے گئے اور او ہدیداران کے چننے کیلئے وچار شروع ہونے لگا تو لالہ کدار ناتھ جی نے باجازت پردھان سبھا تقریر شروع کی کہ " چند اصحاب لالہ سیتا رام جی۔ لالہ لوٗلا رام جی آریہ نے بعد سوچ وچار کے یہ نشچے کیا ہے کہ لالہ ٹھاکر دت پردھان اور پنڈت رام بھجدت اور ڈاکٹر پرمانند آپ پردھان ہوں "

ابھی یہہ الفاظ لالہ کدار ناتھ جی کہہ رہے تھے کہ لالہ چھجو رام جی بہت گرم ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں ایسی پاپی سبھا میں نہیں ٹھہر سکتا جو کانسٹی ٹیوشن کے برخلاف کام کرتی ہے اور باوجود چند اصحاب کے سمجھانے کے سخت سست بولتے ہوئے چلے گئے۔ لالہ کاشی رام جی وید اور لالہ لوٗلا رام جی انکے پیچھے باجازت پریسیڈنٹ صاحب کو گئے مگر وہ نہ آئے "۔

دوسرے دن ۳۰ دسمبر ۱۹۰۳ء کے جلسہ میں بجٹ پیش ہو رہا تھا کہ جسکے بعد حسب ذیل نوٹ درج ہے۔

نوٹ۔ ابھی اس تجویز پر ترمیم سنائی جا رہی تھی کہ لالہ چھجو رام صاحب کا شہر جالندھر سے بھیجا ہوا مندرجہ ذیل تار بنام پردھان سبھا پہونچا

Last two years 'Sabhas' account illegal stop further expenditure till checking account otherwise your personal responsibility

ترجمہ۔ گذشتہ دو سالوں کا سبھا کا حساب ناجائز ہے جبتک حساب چیک ہو جائے آئندہ خرچ بند کر دو ورنہ تم ذاتی طور پر ذمہ وار ہوگے

اس پر سروسمتی سے نشچے ہوا کہ اس سبھا کی رائے میں سبھا کے کسی سال کا بھی حساب آج تک [illegible] نہیں ہے۔ اسلئے لالہ چھجو رام کا یہ تار سبھا کی رائے میں بالکل فضول ہے

سبھا کے جلسہ کے بعد میں کچھ گڑ گڑ چلا گیا لیکن ہتکاری کے حملے بند نہ ہوئے تب مینے کچھ جواب دیا جسکا خاص حصہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ۶ نومبر ۱۹۰۳ء کے پرچارک سے یہاں نقل کرتا ہوں

کیا آریہ سماج کی سدھانت نشچت نہیں؟

دو مہینوں سے زیادہ کا عرصہ ہوا کہ اوپر کے عنوان سے مینے ایک مضمون ۲۸۔ اگست ۱۹۰۳ء کے پرچارک میں درج کیا تھا۔ اس مضمون کی کیوں ضرورت پڑی اور اس کا اصلی مقصد کیا تھا ان سب باتوں پر وچار کر کے بعض اصحاب نے اُسکے من مانے معنی لگائے اور نفس مضمون کو ذاتیات کے تلے دبانے کی کوشش سے آریہ پبلک کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جس کوشش میں کہ وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ اسوقت میرے اس مضمون کی نسبت خاص خاص جگہوں میں ایسی غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ اصولی سوال کو نظر انداز کر کے بہت سے آریہ پرش محض ذاتی اغراض کی ہی اُدھیڑ بن میں لگے ہوئے ہیں۔ میرے مضمون کے نکلنے کے بعد ہی۔ جہاں ایکطرف گجرانوالہ میں لالہ رلا رام صاحب نے معرفت منشی نرائن کشن جی کے میرے نام ایک کھلی چٹھی بھجوا کر طیار کی وہاں انہیں خیالات کا لوار و میرے پُرانے دوست اور بھائی ماسٹر آتمارام جی پر اثر ہوا۔ لالہ رلا رام صاحب کی کھلی چٹھی میرے نام آئی اور واپس ہو گئی اور ماسٹر آتمارام جی کے ہتکاری پتر میں پہلا مضمون میری تحریر کے خلاف نکلا۔ دوسرے ہفتہ کے ہتکاری میں لالہ رلا رام جی کی کھلی چٹھی بڑے آب و تاب سے بطور ضمیمہ کے نکلی جسمیں بوٹے سے منشی نرائن کشن جی نے اپنی صفائی قلب کے لئے جسقدر جوش دلمیں

باقی تھا سب نکالدیا ۔ اسپر چاروں طرف سے مضمون لکھے جانے لگے جنمیں
درج تھا کہ میری نیت کی نسبت تحریر سے بڑھ کر خفیہ طور پر زائد خیالات
پھیلائے جاتے ہیں جسکے لئے مجھے ضرور پبلک کی غلط فہمی کو (اگر کوئی ہو)
دور کرنا چاہیئے لیکن میں ابتک خاموش ہی رہا ۔

میری خاموشی کا باعث

وہی خیال تھا جسکے باعث کہ میں نے ۲۸ اگست والے مضمون میں لکھا
تھا "میرے خیال میں یہ معاملہ بڑا سنجیدہ ہے جسپر شری آریہ پرتی ندھی
سبھا کی توجہ خاص طور پر مبذول ہونی چاہیئے ۔ آریہ سماج کے چیدہ بزرگوں
کا ایک پرائیوٹ جلسہ ہو کر اسمیں صاف طور پر طے ہونا چاہیئے وغیرہ
. . . . " اور پھر خاتمہ پر تحریر کیا تھا " اگر اخبارونکے سوا کوئی
اور ذریعہ آسانی سے یہ خیال جملہ آریہ بھائیوں تک پہونچانیکا ہو سکتا
ہے تو میں اسقدر بھی اخبار کے کالموں میں نہ لکھتا ۔ میں نے اپنا فرض ادا
کر دیا ہے ۔ اُمید کامل ہے کہ شری آریہ پرتی ندھی سبھا اس اہم سوال
کیطرف ضرور توجہ کریگی اور جو آریہ بھائی اپنے خیالات ظاہر کرنا چاہیں
گے وہ بھی سبھا کے ادھکاریوں سے ہی بہتر بیوہار کریں گے "
مگر لالہ رلارام صاحب کی کھلی چٹھی شایع ہونے اور ماسٹر آتمارام جی کے ہنگامہ پرور
مباحثہ چھیڑنے سے معلوم ہوتا تھا کہ خاص خاص صاحبان اس
سنجیدہ سوال کو سنجیدہ چیدہ جماعت کے روبرو پیش کرنے سے کتراتے
اور اسکو اخباری بحث میں لاکر ذاتیات کے تلے دبانا چاہتے ہیں ۔
تاہم مجھے اُمید تھی کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے ادھکاری
اس عزیز سبھا کے سالانہ جلسہ پر ضرور کچھ چیدہ اصحاب کو جمع کر کے [illegible]
کے سوال پر وچار کریں گے لیکن اس جگہہ جو سپرٹ کام کر رہی تھی

اور جس خوف زدہ حالت میں اسوقت کے اوہکاری وکھلائی دیتے تھے اس سے اُمید نہیں ہو سکتی تھی کہ کوئی شخص آزادی سے ان خیالات پر اپنی رائے ظاہر کریگا سبھا کے جلسہ پر لوگوں نے کیسے خیالات ظاہر کیے اور وہ کل کارروائی کس آزادانہ سپرٹ سے ہوئی اسکا بیان لاحاصل ہے کیونکہ جب عام رائے ایک ادھیکاری کو کوئی زندگی طاقت نہیں دیتی تو جن خیالات کا اظہار محض پبلک رائے کو درست کرنے کے لیے ہوا کرتا ہے انکے اظہار سے کچھ فائدہ برآمد نہیں ہوتا۔

سبھا کا جلسہ ختم ہو گیا۔ میں نے جو کوششیں اس سوال پر شانتی سے وچار کرنے کے لئے کیں وہ اسوقت ظاہر ہونگی جب کبھی کہ آریہ سماج کا مکمل اور بے لاگ اتہاس لکھا گیا انکا اس جگہہ ذکر کرنا ضروری نہیں ہے اسکے بعد امید تھی کہ آریہ پرشوں میں سے کوئی نہ کوئی صدر پرش واقیات کو چھوڑ کر سدھانتوں کے سنجیدہ سوال پر اسی اخبار کے کالموں میں بحث اٹھائیگا جسمیں کہ یکطرفہ خیالات ظاہر ہوئے ہیں لیکن افسوس کہ اسقدر انتظار کے بعد بھی کسی بھائی نے اس سوال کو ہتکاری کے کالموں میں نہیں چھیڑا کیونکہ اگر کوئی ایسی تحریر ماسٹر آتمارام جی کے پاس پہونچتی تو ممکن نہ تھا کہ اپنے خیالات کی تائید میں جہاں لالہ کاشی ناتھ بی اے کی چھٹی درج کردی ہے وہاں ماسٹر جی اپنے مخالف خیالات کے مضامین کو جگہہ نہ دیتے۔ میں اب بھی اس سوال پر اخبار کے کالموں میں بحث کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا لیکن چونکہ میری نیت اور میرے اغراض کی نسبت اسوقت غلط فہمی پھیلائی جارہی ہے جسکا اثر محض میری ذات تک ہی محدود نہیں رہتا اسلئے ضروری معلوم ہوا کہ اپنے خیالات کا صحیح فوٹو پبلک کے روبرو پیش کر دوں۔ منشی نارائن کشن جی کی طرف سے اصالتاً و وکالتاً۔

میری کتاب کی نسبت صحیح حقیقت کا اظہار

ہوا ہے اسے بالکل نظرانداز کرکے میں لالہ رلارام اور منشی نارائن کشن جی کے خیالات کا لب لباب یہہ سمجھتا ہوں کہ دراصل میرا خیال سدھانتوں کے ویشے میں وہ نہیں ہے جو اس سے پہلے نہیں رہا ہے ، جو کہ میں نے ۲۰ اگست کے پرچہ میں ظاہر کیا ہے کہ میں نے یہہ خیالات محض لالہ رلارام کو آریہ سماج سے خارج کرانے کی نیت سے ظاہر کیے ہیں اور میری اس غرض کی محرک وجہ یہہ ہے کہ میں آریہ سماج کو سدھانتوں کے پچڑے میں ڈالکر اس کا گورو بننا چاہتا ہوں ۔ گرو بننے کی کوشش کون کرتا ہے ؟ ۔ کانسٹیٹیوشن بدلانے کون مارتا ہے ؟ ۔ ان سوالات کا جواب بھی اسوقت ملیگا جب کبھی آریہ سماج کا کچھ تاریخ سے رہت اتہاس لکھا جاوے گا ۔ اس جگہہ مجھے صرف معاملہ کی اصلیت ظاہر کرنے سے مطلب ہے تاکہ آریہ پبلک میری نیت اور ارادہ کی نسبت غلط رائے نہ قائم کر لے ۔ اور اس غرض کی تکمیل کے لیے میں نے کل معاملہ کو چند ایک سوالات میں بند کر دیا ہے جنکے جوابات کو شانتی سے پڑھکر میری پوزیشن بالکل صاف ہو جاویگی ۔

سوال اول کیا جو خیالات سدھانتوں کے متعلق میں نے ۲۰ اگست کے پرچہ میں ظاہر کیے ہیں انکا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ لالہ رلارام آریہ سماج سے خارج کیے جاویں ؟

جواب اول لالہ رلارام نے آریہ پرتی ندہی سبھا کے اجلاس مورخہ ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کے روبرو (جسکا مفصل ذکر آگے آئیگا) جب یہہ کہا تھا کہ جبتک وہ آریہ سماج کے دس اصولوں کو مانتے رہیں گے انہیں کوئی طاقت آریہ سماج کی ممبری سے علیحدہ نہیں کر سکتی تو اسوقت چند صاحبان نے پوچھا تھا کہ آیا انکا کسی سدھانت میں اختلاف ہے اور اس معاملہ کی نسبت میری تحریر حسب ذیل ہے "اگر آریہ سماج کی متفقہ رائے یہہ ہو کہ رشی سدھانتوں کا ماننا لازمی ہے تو جن صاحبان کو اس رائے سے

اختلاف ہو۔ انہیں کسی ایک سدھانت سے نااتفاقی ہونے
پر آریہ سماج سے علیحدہ ہونا چاہیئے" پس ظاہر ہوا کہ میری تحریر کا اثر لالہ
رلارام جی کی موجودہ حالت پر کچھ بھی نہیں پڑتا لیکن میری تحریر کی وقعت
ہی کیا ہے جبتک اسپر آریہ سماج کی باتفاق رائے کا فیصلہ نہ ہولے۔

سوال دوم۔ کیا یہہ خیالات میرے محض لالہ رلارام جی کو نقصان پہونچانے
کی نیت سے نئے گھڑے ہیں یا کہ یہہ خیالات میرے پرانے ہیں ؟

جواب دوم۔ اس سوال کے جواب کے لئے مجھے اپنے ناظرین کو
سنہ ۱۸۹۳ء میں لیجانا پڑتا ہے جبکہ آریہ سماج میں پہلے پہلے نااتفاقی کا
آغاز ہوا تھا۔ اسوقت کی تحریریں اس معاملہ پر میری رائے ظاہر کرینگے
کشمکش موجودہ کشمکش اور لالہ رلارام و لالہ نرائن کرشن جی کی جدوجہد پر
بھی روشنی ڈالیں گی کیونکہ انکی تحریروں سے معلوم ہوگا کہ اسوقت بھی
مجھ پر کلچرڈ صاحبان کیطرف سے گرووم کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اور زیادہ
تر دلچسپ بات یہہ ہے کہ اس الزام کیلئے جو دلائل پیش کی جاتی ہیں۔ ...... [illegible]
مناسب سمجھتا ہوں کہ بجائے اُن تحریروں کا خلاصہ درج کرنے کے چند ایک
اقتباس بجنسہ درج کردوں اور نتیجہ اپنے ناظرین پر چھوڑدوں۔

(۱) از پرچارک مطبوعہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء ہم پر گروڈم کا آکشیپ کرتا ہوا
۸ جولائی کو بھارت سدھار ذیل کے شبد درج کرتا ہے "حق یہہ ہے شروع
شروع میں بڑے آدمیوں کے مداح انکی حد سے زیادہ عزت کرنیکا بہانہ
اپنے میں ظاہر کرنے کیلئے ایسی ایسی باتیں کرتے رہے جیساکہ پرچارک کے
ایڈیٹر سوامی دیانند سرسوتی کی اور لوگوں کی نسبت زیادہ عزت کرنے والا
اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لئے کر رہے ہیں .... "
گروڈم کی برائیاں اور اسکا دہرم بردھ وید اور شاستر بردھ ہونا ہم ایکبار
نہیں بلکہ کئی بار ظاہر کرچکے ہیں۔ سوامی دیانند سرسوتی جی کو ہم رشی ستیہ

وادی ستیہ آچاری یہ اُپکاری مانتے ہیں۔ ہمنے انہیں کبھی بھی ایشور کی پدوی نہیں دی۔ اب اگر انکے اُپکار کو سمرن کرکے ہم انکی عزت کریں اور زبانی عزت ہی نہیں بلکہ انکی یادگار قائم کرنے کے لیے کالج قائم کرنیکا اُدیوگ کریں تو اس میں گُرُوڈم کہاں سے پھیل جائیگا۔ ......"

اسکے بعد بہت اقتباسوں سے ثابت کیا ہے نہ صرف میرے بلکہ منشی نارائن کرشن اور منشی کیول کرشن کے بھی یہی خیالات تھے۔

اسی اخبار میں ماسٹر آتمارام جی کی ایک غلط بیانی کی اصلاح کی تھی جسے بجنسہ درج کر دیتا ہوں تاکہ معلوم ہوجائے کہ ماسٹر صاحب نے اسوقت میرے برخلاف کھلم کھلا لکھنا شروع کر دیا تھا۔

ماسٹر آتمارام جی کی ایک غلطی کی اصلاح

۱۹ ستمبر ۱۹۰۳ء کے تہکاری میں ماسٹر آتمارام جی نے حسب ذیل عبارت صفحہ ۴ کالم ۲ میں درج کی تھی جو اسوقت میری نظر نہیں پڑی تھی
"چند سال ہوئے مرحوم پنڈت لیکھرام جی نے ایک کتاب نیوگ اور سپرداوہ کے مضمون پر تحقیقات کے طور پر لکھی تھی اس کتاب کو بعض سجنوں نے شاید اس خیال سے چاک کر دیا کہ مبادا کہیں سوامی جی کی سدھانت کا کھنڈن نہ ہو جائے ...."

میرے پاس چند پتر آئے ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ پنڈت لیکھرام جی کی اس قسم کی کتاب کو میں نے چاک کروا دیا ہے اور ماسٹر جی کی عبارت سے بھی کچھ ایسی جھلک پڑتی ہے پبلک کی اطلاع

کے لئے جتلانا ضروری ہے کہ پنڈت لیکھرام جی پہلے نیوگ کے برخلاف اور
پنر وواہ کے حامی تھے نتیجہ سے زیادہ ملنے پر انکی رائے نیوگ کی نسبت
بدل گئی اور نیوگ کو وہ ویدک سدھانت مانکر برابر اسکا پرچار کرتے رہے
لیکن پنر وواہ کے رشتے میں ابھی وید منتروں کی تلاش میں لگے رہے اپنی
تحقیقات کا نتیجہ انہوں نے ابھی نامکمل طور پر ایک کتاب کی صورت میں
لکھا تھا کہ انکا دیہانت ہوگیا۔ پنڈت جی کی دیگر تصانیف کے ساتھ وہ
نسخہ بھی میرے ہاتھ آیا اور انکی تکمیل شدہ پستکوں کی چھپوائی کے بعد ایسے
اور منوسمرتی کی نسبت انکی تحقیقات کے نتیجہ کو چھاپنے کا ارادہ تھا لیکن اسی
اثنا میں رائے ٹھاکر دت صاحب نے مجھے خط لکھا کہ وہ نیوگ کے بارہ میں
ایک پستک لکھنا چاہتے ہیں اسلئے جو مصالحہ اس بارہ میں میرے پاس ہو
انکو دوں میں نے اسوقت وہ نسخہ قلمی جناب رائے صاحب کی خدمت میں بھیجدیا
اسکے بعد وہ نسخہ مجھے واپس نہیں ملا مجھے امید نہیں کہ رائے صاحب نے
اس نسخہ کو تلف کردیا ہو۔ اسی طرح پر پنڈت لیکھرام جی منوسمرتی والی
تحقیقات کا نسخہ لالہ وزیر چند کے کہنے پر کہ وہ اسے مکمل کردینگے انکے سپرد
کیا گیا تھا۔ ان سے خوشخط لکھکر دینے کے وعدہ پر سوامی گوبند پال جی
اس نسخہ کو لے گئے اور میرے بار بار کے تقاضا پر بھی انکی نسبت کوئی
جواب باصواب نہیں ملتا۔ اگر کوئی اور نسخہ ماسٹر جی کے روبرو یا ان کے
علم میں چاک کیا گیا ہو تو براہ مہربانی پبلک کو مطلع فرماویں ورنہ مجھے کم از کم
اس الزام سے صاف طور پر بری فرمادیں۔

۱۴ نومبر ۱۹۰۳ء کے اخبار میں خود لالہ رلارام کی گذشتہ تحریروں سے ثابت ہوگیا تھا کہ جو
خیالات میرے تھے اور ہیں وہی خیالات لالہ رلارام کے بھی تھے۔ اس جگہ اسقدر لکھ دینا
اور ضروری سمجھتا ہوں کہ اسکے بعد لالہ رلارام کی دو اور تحریریں صاف ملی ہیں جو رسالہ آریہ پترکا
اور پرچارک میں دوبار نقل کی جاچکی ہیں۔ ان تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ لالہ رلارام جی کے

بھی مدت سے وہی خیالات تھے جو میرے ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات محض میری
مخالفت کے باعث تبدیل کر لئے ہیں۔

دوسرا مضمون نکلتے ہی رائے ٹھاکر دت جی نئے پردھان کی ایک اپیل میرے پاس آئی
جس پر مینے فوراً اس سلسلہ مضامین کو بند کر دیا لیکن ہتکاری میں پھر بھی وہ سلسلہ جاری
رہا۔ اب اس جگہہ چونکہ ماسٹر آتمارام اور ہتکاری کا ذکر آگیا ہے اسلئے ہتکاری کے اجرا
اور ماسٹر آتمارام کی اپنے ساتھ مخالفت کی وجہہ کو مختصراً عرض کر دیتا ہوں۔

اخبار ہتکاری کیوں جاری ہوا؟

ظاہرا طور پر تو جب ماسٹر آتمارام بٹالہ والے بینک کے مینیجر بنا پر معہ ۵ روپے
بنائے گئے اسوقت یہہ پرچہ ماسٹر آتمارام جی کے دماغ کا اختراع تھا۔ لیکن جب وہ کمپنی
ٹوٹ گئی اور اخبار ماسٹر جی نے لے لیا تو رائے ٹھاکر دت صاحب کو سوجھی کہ ماسٹر جی
کو قابو کر کے اپنا مدتوں کا خیال پورا کریں۔ میری مخالفت میں اخبار کھولنے کا خیال ان
صاحبوں کو مدت سے تھا چنانچہ جب رائے ٹھاکر دت صاحب نے ایک مرتبہ لالہ رنگی لال ایم اے
(حال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر) کو کہا تھا کہ گروکل کو ملیا میٹ کرنے کے لئے انہیں تنخواہ
دس بارہ گریجوایٹوں کی ضرورت ہے اس سے پہلے رائے پیڑا رام صاحب کئی بار حجت
کمیشن کے ہاتھوں میں پرچارک ہونے کی شکایت کر چکے تھے۔ اسوقت موقع اچھا تھا
ماسٹر آتمارام کو خاص طور پر رائے صاحبان نے ممنون بھی کیا ہوا تھا۔ ستیارتھ پرکاش
کا اردو ترجمہ کرنے پر رائے پیڑا رام صاحب نے شائد چھ سو روپیوں کے مطبع
ثواب منگہ سے ماسٹر جی کو دلائے۔ پھر جب گورکھی ستیارتھ پرکاش چھپ چکا تو کرپال
کے بھائیوں سے چندہ کر کے شائد بالضد روپیہ تو حق کاپی رائٹ ماسٹر جی کو دیا گیا
اور باقی کتابیں بھی ہمیشہ اسے اخبار سے رہے۔ یہہ جملہ حالات مجھے معلوم ہیں کیونکہ میرے
مطبع کی معرفت بھی خاص کوشش سے گورکھی ستیارتھ پرکاش فروخت ہوئی اور
روپیہ مینے بارہا ماسٹر جی کو بھیجا۔ یہہ سب واقعات تو مجھے معلوم ہیں انکے علاوہ جو

رائے صاحبان نے جو احسان ماسٹر آتمارام پر کئے اور کرتے رہے ہیں ان سے بہت
لوگ واقف ہیں۔ چنانچہ اس موقع کو غنیمت سمجھکر ماسٹر آتمارام صاحب کو جسطرح
اپنی جانب کرنے کی کوشش ہوئی اسکا حال رائے ٹھاکر دت جی کے اسوقت کے
فائلوں سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ قصہ مختصر ہتکاری خرید لیا گیا ماسٹر جی کے پاس
سا ٹھ ماہوار مقرر ہوئے اور نقصان کی ادائگی کے لئے رائے بہیرو رام سوائے ٹھاکر
لالہ کرم چند امرتسری۔ لالہ چھجو رام اور لالہ ملا رام صاحبان مالکان قرار پائے معلوم
ہوا ہے کہ ان سب صاحبان نے مجھے بدنام کرانے کے کام پر تقریباً تین ہزار سے
زیادہ روپیہ محض اخبار ہتکاری کے خسارہ کا ادا کیا ہے۔ پھر اخبار ہتکاری تو
جاری ہوا لیکن

ماسٹر آتمارام کیوں میرے دشمن بن گئے

اسکے بارے میں لکھتے ہوئے مجھے تامل ہے اگر یہ کہانی لکھوں کہ کسطرح ماسٹر
جی کو پنجابی سکول سے علیحدہ کرنے کے باوجود بعض ممبروں کے سر ہلانے کے منتری
سبھا کا بنایا گیا۔ کسطرح ایک سال تک انکے گذارہ کا انتظام کیا گیا۔ کسطرح ان کو
اسکے بعد مدد دی گئی۔ اور جب سبھا کی ملازمت کے باعث انکی عزت آریہ
سماجیوں کی نظروں میں گھٹنے لگی کس طرح انکی حفاظت کے لئے مینے انہیں پرچارک
کی ایڈیٹری کا پد پیش کرکے جالندہر بلا یا اور کسطرح اپنی وہرم پتنی کے من نہ لگنے
کے باعث وہ یہاں سے چلے گئے۔ کسطرح انکی اور انکے خسر لالہ برندابن جی کی
چھپوائی رہی پستکوں کی قیمت خرید کر ابنی گری ہوئی مالی حالت میں بھی مینے انکو
مدد دی۔ اگر ان سب حالات کو مفصل لکھوں اور انکے سوا ان پیچیدہ معاملات کو بیش
کروں جنہوں نے ماسٹر جی کی مہربانی سے آریہ پرتی ندہی سبھا کے ممبروں کے ساتھ
میری کئی طرحوں کی غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں تو ایک دفتر چاہئے اس لئے اس
قصہ کو لمبا کرنا ہی نہیں۔ جب خود انکے زبردست دوست اور مربی لالہ ملا رام تک

انکو خاص خطاب دے چکے ہیں تو میں اب کیا لکھوں ۔ لالہ رلا رام کو خواہ صحیح یا غلط
ہیری کسی قسم کی شکایت ہو لیکن ماسٹر آتما رام کو کوئی شکایت کا موقع نہ تھا ۔ دت
جی مجھ سے بھراتری بھاؤ کا دم بھرتے ہوئے اور چھوٹے بھائی بنے ہوئے انہوں
نے جبطرح میرے دشمنوں سے سازش کی اور جبطرح اپنے حملہ پر اپنے تعلقات
کو بھولکر انہوں نے مجھ سے وشواس گھات کیا اسکے لئے انکو ضرور ایکدن پچھتانا
پڑیگا ۔ کیونکہ دنیا کو خواہ دھوکا دیا جاسکے لیکن اپنے آتما کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا

خیر ٹھاکر دت پردہان بن گئے پردہان بنتے ہی انہوں نے مثلیں
بنانی شروع کردیں ان مثلوں کے بنانے کے بعد وہ مع لالہ رلا رام کے نصیحت
کرنے کے لئے موضع کانگڑی میں گئے تھے ۔ پس قبل اسکے کہ اس مشہور ادنی
ضلع کی کانفرنس کا حال لکھوں چند ایک کاغذات کی نقل درج کر دیتا ہوں تاکہ اصلیت
ضلع کی کانفرنس کی سمجھ میں آجائے ۔

(۱) خط از سیکرٹری ٹھاکر دت صاحب بنام ماسٹر آتما رام صاحب مورخہ ۳
نومبر سنہ ۱۹۱۲ء

پیارے "ماسٹر آتما رام جی نمستے ۔

مجھے افسوس سے سنا ہے کہ آپ نے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب
سے عارضی طور پر اپنا تعلق قطع کر لیا تھا [illegible] پیشوں کی تلاش
میں اور مجھے خصوصیت سے اس لئے ہوا کہ اگر کچھ بیہودہ ریمارکس
اور نکتہ چینیاں نہ کیجاتیں تو شاید آپ کی خدمات سے ہم محروم نہ ہوتے
مجھے خوشی ہے کہ [illegible] حالت ایسی ہے کہ پھر آپ [illegible] پر آسکتے ہیں
[illegible] فنڈ کمیٹی کا [illegible] نکل گیا تھا [illegible]
[illegible] کے [illegible] تھے ۔ [illegible] آپ سے درخواست کرتا
ہوں [illegible] بہت جلد [illegible] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
[illegible] ہمارے [illegible] ہیں جو [illegible]

اور لکھنے میں آپکی لیاقت کا ہو۔ اشد ضرورت یا بعض کے موقعوں پر آپ کو باہر جانے کے لئے خواہ کہا جائے لیکن ہم آپکی تحریری خدمات سے ہی فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ بہت سمجھیے کہ آپ کے کام پر کام کی مقدار سے رائے لگائی جاوے گی۔ جبتک میں پریسیڈنٹ ہوں کبھی بھی آپ پر زور نہیں دونگا کہ کوئی تصنیف بھی جلد شائع کرائی جائے۔ سب کچھ آپکی رائے پر چھوڑا جائے گا۔ کیونکہ مجکو یقین ہے کہ آپ اپنے سارے جوش سے کام کریں گے۔ آپ کی تنخواہ وہی ہوگی جو آپ کو ملا کرتی تھی۔ . . . .

(۳) گلیچ ورلں کے ساتھ ہماری گفتگو پھر سے شروع ہونے لگی ہے اور ممکن ہے کہ مجھے آپکی مدد اور مشورہ کی ضرورت ہوگی۔ اسکے متعلق جملہ کاغذات پہلے آپکے پاس بھیجے جائیں گے اور آپکے نوٹوں کے ساتھ میرے پاس واپس آدیں گے"

ملا اور مث میں ذکر ہے کہ سکریٹری کا کچھ کام بھی امرتسر ماسٹر جی کے پاس تبدیل ہو جاویگا اور ساتھ ہی کل اہتمام اپدیشکوں سے پرچار کرانیکا انکے سپرد ہوگا اسکے بعد رائے ٹھاکردت جی کے دستخط ہیں جسکے بعد چند فقرات بڑے دلچسپ ہیں۔

"اگر آپ کی خواہش ہو تو آپ امرتسر میں ہی رہیں اور ہتکاری کو ایڈٹ بھی کرتے رہیں"

گویا سبھا کے للعہ اور ہتکاری کے ھ کل ملاکر لعہ روپیہ تنخواہ ہوگی۔ خاتمہ پر سکریٹری کے نام جو ہدایت ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہے "سنتری۔ اصل تو میں نے سیدھا بھیجدیا ہے۔ یہ نقل پنڈت رام بھجدت اور ڈاکٹر پرمانند کو دکھادو اور یہ دونوں واپس پریسیڈنٹ جو کیفیت دیں اسکے ساتھ لالہ ملارام کو بھیجدو۔ لالہ ملارام جی ان کاغذات

کو معہ اپنی کیفیت اور مشورہ کے میرے پاس واپس بھیجیں گے

دستخط ٹھاکر دت ۱۹۰۲ء"

ناظرین صاف دیکھیں کہ رائے صاحب لالہ رلا رام کے ہاتھوں میں کھیل رہے تھے اور ہمارا انکے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن شائد بعض اصحاب نے رائے صاحب کو طعنے دیے جبپر مجھ سے بھی کچھ خط وکتابت ہوئی اس خط وکتابت میں کچھ کلچرڈ صاحبان کی نسبت بھی ذکر تھا۔ انکی دست درازیکو روکنے کا ذکر تھا۔ اس خط وکتابت میں سے ضروری کاغذات کی نقول یہاں درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جاویگا کہ جبوقت رائے ٹھاکر دت صاحب صلح کے لئے گروکل میں گئے اسوقت معاملات کہانتک پہونچ چکے تھے۔

سبھا کے منتری جی نے ایک سرکولر خط واسطے کلچرڈوں کو مات کرنے کے لکھا۔ وہ ماسٹر آتمارام کے پاس گیا کیونکہ ماسٹر صاحب اب رائے صاحب کے دست راست ہو چکے تھے۔ ماسٹر صاحب کے مشوروں کے درج ہونے پر مثل لالہ رلا رام کے پاس گئی انہوں نے اسپر حسب ذیل لکھا۔"

ترجمہ کیفیت لالہ رلا رام۔

"میں نہیں سمجھتا ہم کیوں کلچرڈوں سے اسقدر خائف ہیں وہ ہمیں کہا نہیں سکتے۔ ہمکو اپنے اندر مضبوط ہونا چاہیے۔

ماسٹر آتمارام کی تجاویز عمدہ ہیں جہانتک ہو سکے انکی پیروی کرنی چاہیے

. . . .

(۲)، پارٹیوں کا سوال جو ماسٹر آتمارام نے چھیڑا ہے وہ ضروری ہے لالہ منشی رام صاف طور پر ایک بے سمجھ پیروں کی پارٹی بنانا چاہتا ہے اور محض تعداد کے زور پر سب کو زیر کرنا چاہتا ہے۔

یہی اصل دقت ہے اگر تم اسے روک سکتے ہیں یا اپنی حرکت سے باز

آنے کے لیے ترغیب دے سکتے ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ ہمارے
اختلاف بڑھتے جائیں گے۔ ایک مرد کی طرح مشکل کا سامنا کرو
اور سوال کو ٹالو مت۔ دستخط رلا رام ۱۴ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء

اس نقل پر لالہ ٹھاکر دت نے حسب ذیل لکھکر میرے پاس بھیجا
"پشاور ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء۔ میرے پیارے لالہ منشی رام۔ میں
یہہ کاغذات آپکے پاس بھیجتا ہوں اور اگر آپ مجھے اپنی رائے
سے آگاہ کریں تو مشکور ہونگا" اپنے اندر مضبوط ہونے کیلیے"
آپ کیا عملی کارروائی بتلاتے ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ میں لاہور
سماج کی جلسہ میں شریک نہیں ہو سکونگا خصوصاً جبکہ میں وہاں ۲۴ گھنٹوں سے
زیادہ نہیں ٹھہر سکونگا اور وہاں اسقدر بھیڑ بھاڑ اور شور بشرابہ ہوگا کہ میری رائے
میں کوئی وقت سنجیدہ کام کے لیئے نہیں مل سکیگا۔ آپکا صادق ٹھاکر دت"
مکرر۔ کیا سدھانتوں سے آپکی مراد ان ۱۰ منتوں سے ہے
جو ستیارتھ پرکاش کے خاتمہ پر دیے ہوئے ہیں یا کہ جو کہ بعض
ایسے جغرافیہ۔ تواریخ۔ فیلسفی اور سائنس کے متعلق مسئلوں سے
مراد ہے جو کہ مہرشی اپنی ضخیم تصانیف میں زیر بحث لائے ہیں
اگر آپکا اول الذکر سے مطلب ہے تو انکا ماننا آریہ بنے اور سچے سمجھے
ممبروں کے لیے معہ اخلاقی ہدایات متعلقہ باب دس کے لازمی ہے
اور سبھی آریہ سماج کے سچے لوگ ہیں۔
اگر آپکا مطلب آخر الذکر سے ہے تو ایسے سدھانتوں میں کیسے
وشواس کر سکتے ہیں جو کسی ترتیب میں نہیں رکھے گئے اور جن میں
سے بعض کو شاید آپ خود بھی نہیں جانتے ...... "

اسکا جواب میں نے حسب ذیل بھیجا
"از گوجرانوالہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء میرے پیارے ٹھاکر دت صاحب

یہ کاغذات گرو کل میں میری حاضری میں پہونچے تھے اور پیٹر یا میں
ظاہر ہے جب گئی تھی۔ لاہور میں مجھے جواب بھیجنے کی فرصت نہ ملی

(۲) آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میں محض ان اصول ہاتوں کے ماننے
پر ہی زور دیتا ہوں جو کہ ستیارتھ پرکاش کے خاتمہ پر دیئے گئے ہیں
پھر ایسے عجیب سوال آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں؟
کیا آپکا یقین ہے کہ میرا وشواس یہ ہے کہ جو کچھ چھاپہ میں سوامی
دیانند جی کی زبان سے نکلا ہوا ظاہر کیا گیا ہے وہ الہامیہ گیان ہے؟
میرے خیال کے مطابق تو اصول ہاتوں میں بھی تبدیلی
ہو سکتی ہے لیکن ایسی تبدیلی کے لئے لالہ رلارام جی پرمان نہیں ہو سکتے

لاہور گذشتہ موقع پر مجھے لالہ رلارام جی سے بہت سے اصحاب
کے روبرو گفتگو کرنیکا اتفاق ہوا جبکہ ہردے گوری شنکر (پٹیالہ) برہم
چاری نتیانند جی نے تسلیم کیا تھا کہ انکی رائے میں ہر ایک نتیجہ جو
سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں نکالا ہے وہ ایک سدھانت
ہے اور کہ انکی پیروی ہونی چاہیئے۔ پس آپ دیکھتے ہیں کہ بچ
کی گفتگو میں مجھ سے بھی آگے جانے کو طیار ہو جاتے ہیں۔
اسپر میں نے انہیں اقبال کرنے کے لئے مجبور کیا کہ اصل معاملہ سدھانتوں
کے ماننے یا نہ ماننے کا نہیں ہے بلکہ اور کچھ ہے۔
(۳) اصل سوال میرا گروہ کی کوشش کرنا بتلایا گیا۔ حال کی خط و کتابت
بھی ظاہر کرتی ہے کہ لالہ رلارام جی کو یقین ہے کہ میں ایک
... آدمی ہوں جو کہ محض تعداد کے زور پر سب کو
زیر کرنا چاہتا ہوں اور آپ نے اس خیال سے اتفاقی ظاہر نہیں
کی۔ اس ... جلسہ میں عرصہ دو سال کے لئے (کم از کم) کل تحریر

ساماجک کاموں سے علیحدگی کے لئے میں نے آمادگی ظاہر کی۔ صرف
یہی اس وقت کا حل ہے۔ میں اپنے پرچہ میں ایک لفظ بھی جھگڑا یا بحث
کے معاملہ میں نہیں لکھوں گا۔ میں لالہ رلارام اور انکے محرر کو پوری آزادی
دیتا ہوں کہ جو چاہیں پیٹ بھر کر لکھیں۔

(۴) معلوم یہہ ہوتا ہے کہ آپ اور لالہ رلارام یہاں میرے کام کا
ایک نگران حال مقرر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ سوامی وشیشورانند نے
کبھی ایسا ہی اشارہ کیا تھا۔ میں کل آریہ ساماجک کاموں سے دو برس
کے لئے علیحدہ ہونے کو طیار رہونگا اپنے پرچہ ستیہ دھرم پرچارک کو
عام پرچہ بنادونگا اور انکی تشویش دور کرنیکی بھی کوشش کرونگا۔ جنہیں
اب میرا ایسے سمجھ پیرو بڑی نامہربانی سے بتلاتے ہیں اگر یہہ آپ
کے منظور خاطر ہو تو جملہ انتظام اور مالی معاملات کا چارج لینے کے
لئے ایک چیف سپرنٹنڈنٹ مقرر کر دیجیئے اور مجھے محض تعلیم کی انتظام کا چارج دیجئے
تو میں اس حالت میں بھی کام کرنے کے لئے طیار رہوں۔ میری خدمات
کا بطور دھرم شکشک کے ہی فائدہ اٹھایئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ محض
میری ذات کئی آدمیوں کے گرنے کا باعث ہو رہی ہے۔ اگر میں
علیحدہ ہو جاؤں تو ماسٹر آتمارام کے متکاری کو رشوت دینے کی ضرورت
کہاں ہوگی کیونکہ پھر کوئی آدمی کھلنے کے لئے نہ رہیگا۔

براہ مہربانی اس سوال پر سنجیدگی سے وچار کیجیئے اور فیصلہ خود آ
کیجئے۔ میں آپ سب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں کوئی کینہ شہرت
پسند آدمی نہیں ہوں۔ جیسا کہ آپ لوگ سمجھتے ہیں اور یہہ صرف
میرے عمل سے ہی ظاہر ہو سکتا ہے نہ کہ زبانی اقراروں سے۔ میں لالہ
رلارام کے الفاظ میں ہی لکھتا ہوں کہ "ایک مرد کی طرح مشکل کا مقابلہ
کیجیئے اور سوال کو مت ٹالیئے۔ آپکا صادق منشی رام"

اسکے بعد لالہ رلا رام جی نے کچھ لکھا تھا اور کچھ رائے صاحب نے لکھا تھا جکی نقول میرے
پاس رکھی ہیں کیونکہ مثل کے کاغذات کی نقل کرنا بوقت مشکل تھا لیکن جو جواب میں نے
سنتری جی کو لکھا تھا اسکی نقل حسب ذیل ہے۔

"۲۲ دسمبر ۱۹۲۳ء - سنتری جی مینے نہ صرف ۱۴۱ پر رائے صاحب
کی رائے پڑھی ہے بلکہ صفحہ ۲۴ پر لالہ رلا رام کے ریمارکس بھی مطالعہ
کئے ہیں اگر لالہ رلا رام اور انکے ساتھ رائے صاحب سمجھتے ہیں کہ میں
جنگ کے لئے آمادہ ہوں اور کہ مجھے روکنے وغیرہ کی ضرورت ہے
تو وے کیوں نہیں اس دفعہ پر غور کرتے جو مینے پیش کیا ہے۔ جب
لالہ رلا رام یہ خیال کرتے ہیں کہ کلچرڈ زیادہ نقصان نہیں پہونچا
سکتے" اور کہ "ان کی ایک ٹولی کا معمولی وسائل سے انسداد کیا جا سکتا
ہے تو اس تمام شور شر سے کیا فائدہ ہے میری پوزیشن آگو اور آریہ
پرتی ندہی سبھا کے اور ممبروں کو صاف طور پہ سمجھہ لینی چاہیے۔ میں
اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ میں کوئی گروہ قائم کرنا چاہتا ہوں
یہ غلط ہے کہ میں جنگ پر آمادہ ہوں یا کہ میں خود نہ سوچنے والے
عوام کو اندھا دھند اپنے پیچھے لگانا چاہتا ہوں جیسا کہ لالہ رلا رام کہتے
ہیں میں آریہ سماج کے کام سے کچھ وقت کے لئے نہیں بلکہ اگر وہ
چاہیں تو ہمیشہ کے لئے ریٹائر ہونے کے لئے تیار ہوں جیسا کہ میں
کئی بار سبھا کے ادھکاریوں کو کہہ چکا ہوں میں اب آریہ سماج کا سبھا
سد نہیں ہوں۔ میں اس وہہرد کی پرتی ندہی سبھا میں شامل نہیں
ہو سکتا اگر یہ کافی نہیں ہے تو وہ خود اپنی شرائط پیش کریں اگر میری
بار بار کی ان درخواستوں کی شنوائی نہ ہوئی تو مجھے مجبوراً اپنے آریہ
سماج کے ایکٹو کام سے قطع تعلق کرنیکا اظہار کسی اور طرح جس سے
شاید آریہ سماج کو کسی طرح کا نقصان پہونچے کرنا پڑیگا۔ ان فالو

سے جو رفتہ تیار ہو رہی ہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ لالہ رلا رام کے کہنے میں آگر پس۔ پنڈت روز بروز اختلاف بڑھاتے چلے ہیں اور میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ان موجودہ نامناسب کارروائیوں کا خاتمہ کر دوں

منشی رام ۲۷ دسمبر ۱۹۰۳ء

رائے ٹھاکر دت جی نے یہ وہاں پر سو شو بہت ہونے سے اس وقت تک بہت دلچسپ کاغذات قابل اندراج ہیں جنمیں سے بہت سے لوٹے ٹھاکر دت کے پردہان پد سے علیحدہ ہوتے وقت لالہ رلا رام کے پاس تھے جو انہوں نے ضبط کر لیئے اور ابتک اپنے پاس حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ انہیں کی دوسروں کی تحریریں چھاپیں اور ساتھ ہی یہ بھی ممکن ہے اور رائے ٹھاکر دت کی تحریروں کو بجنسہ نہ چھاپیں ہاں بہت سے فائل سبھا کے دفتر میں بھی ہیں بعض کی نقول میرے پاس بھی ہیں لیکن انکے شائع کرنے کے یہ معنی ہونے ہیں کہ یہ کہانی کہیں ختم نہ ہوگی اسلیئے اسی پر اکتفا کر کے آگے چلتا ہوں۔

دسمبر ۱۹۰۳ء کے خاتمہ پر آریہ پرتی ندہی سبھا کا جلسہ بمقام گروکل مقرر کیا گیا تھا۔ لے ٹھاکر دت صاحب پر وہاں مع لالہ رلا رام یہ نشچے کر کے آئے تھے کہ منشی رام سے صلح کے خاتمہ پر ایسا ہی اقبال کیا تھا۔ سبھا نے اجلاس میں کیا کیا تجاویز پاس ہوئیں انکے اسجگہ کچھ مطلب نہیں۔ جب سبھا کا اجلاس ختم ہوا تو آخری دن صبح کو لے صاحب نے جملہ بھائیوں کو جو وہاں موجود تھے جمع کیا سوائے پنڈت رام بھجدت کے جو کسی مقدمے کے لئے گئے تھے اور سب معزز اور سربرآوردہ ممبران موجود تھے۔

لے صاحب نے اپنی تقریر کے ساتھ معاملہ شروع کیا۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ کلچرڈوں نے ہمارا اتفاق سمجھکر پھر سر نکالا ہے اسلیئے ہمیں ایک ہو جانا چاہیئے اسپر بہت سے بھائیوں نے مختلف تقریریں کیں میں بالکل خاموش رہا آخر کار مجھ سے سیدھے پرشن کیا تو میں نے جواب دیا کہ کانپور، بریلی، لکھنؤ وغیرہ میں طاعون کی زبردست تواعد کے پیچھے ہندو مسلمانوں نے صلح کی تھی لیکن چونکہ وہ صرف خود غرضی کا پہلو لئے ہوئے تھے اسلئے وہ صلح دیرپا نہ رہ سکی اگر محض کلچرڈ ذکی

جو دچھ بہ صلح کر لی ہے اور دلوں کی صفائی نہیں تو اس سے کچھ فائدہ نہیں یہی تقریر کو جملہ حاضرین نے پسند کیا اور پھر مجھ سے فرمایا کہ تم صاف صاف اسپر مفصل قصہ جسکا ذکر ابتک آچکا ہے بیان کیا اور ساتھ ہی جو شرالید کہ آخری کاغذ کے ذریعہ سے خیال کے دن کے روبرو پیش کی تھیں وہ پیش کیں اسپر رائے ٹھاکر دت صاحب سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہہ تو علاج فرضی سے بھی بدتر ہے۔ تب جسنے یہ گفتگو ہوئی ؟ بہتیرے بھائیوں کو یاد ہوگی میںنے لالہ رلارام سے پوچھا کہ آیا تمہارا خیال ابتک قائم ہے کہ میں آریہ سماج میں گرودُم قائم کرنا چاہتا ہوں یا بدل گیا اگر بدلگیا تو کن وجوہات پر انکو ماننا پڑا کہ انکا وہ خیال نہیں بدلا۔ تب میںنے پوچھا "کیا آپ کا خیال میرے کس معقول عمل کے بعد بدل سکتا ہے یا کہ محض ایک گھنٹہ کی بات چیت سے" لالہ رلارام صاحب کی دماغی بزرگی کو جب اپیل کی گئی تو انہیں صاف ماننا پڑا کہ جبتک کچھ عرصہ تک معقول عمل نہ ہو تبتک انکا خیال نہیں بدل سکتا اسپر میں نے صاف کہدیا کہ سوائے میرے کہ از کم دو برس تک جملہ کاموں سے علیحدگی والی تجویز کے اور کوئی صورت سانتی کی نہیں اسپر جیسے تو سناٹا ہو گیا۔ پھر رائے ٹھاکر دت جی نے فرمایا "کیا اکیلے رلارام آریہ سماج ہے۔ اسکا اکیلے کا خیال ہوگا۔ آپ اسکو ——— (نظرانداز) کردیں" (لالہ رلارام جی سے اس گستاخی کے لئے معافی مانگتا ہوں کیونکہ رائے صاحب کے اصل الفاظ استعمال کر رہا ہوں) میںنے اسپر رائے صاحب کیطرف مخاطب ہوکر گفتگو شروع کردی۔

میں "رائے صاحب! آپ تو فرمائیے کہ لالہ رلارام کی گرودُم والی کھلی چٹھی سے آپکا اتفاق ہے یا نہیں"

رائے صاحب "وہ چٹھی پیش کیجئے تو جواب دے سکتا ہوں۔ جب مجھے معلوم ہی نہیں کہ اس چٹھی میں کیا لکھا ہے تو میں کیونکر جواب دے سکتا ہوں"

اب میں حیران ہوں کہ کیا جواب دوں کیونکہ اخبار پرچارک میرے پاس نہ تھا کہ وہی چٹھی پیش کر سکتا۔ لیکن آریہ پرتی ندہی کے اجلاس سے

جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کے وقت جو رائے صاحب کا سبھا کے نام کا خط میں نے پڑھا تھا وہ یاد آگیا۔ تب حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

میں "رائے صاحب! ہمارا جو خط آپنے جولائی سنہ ۱۹۰۳ء میں سبھا کے سکرٹری کے نام لکھا اور اسمیں مجھے Dictator وغیرہ کا خطاب دیکر مجھ پر گروڈم کا الزام لگایا تھا کیا وہ خیال آپکا قائم ہے کہ بدل گیا"

رائے صاحب "وہ خیال یکطرفہ تھا اب میں نے سارے حالات خود دیکھے ہیں"

میں "اچھا یہ خیالات تو آپنے بدل لئے لیکن کیا آپ بھائی پرمانند ایم اے کلچرڈ کو جانتے ہیں اور آپنے انکے لئے کوئی خط لکھا۔

رائے صاحب "کون بھائی پرمانند کلچرڈ؟"

ابھی میں کچھ پوچھنے کو ہی تھا اور شاید رائے صاحب کیا جواب دیتے کہ لالہ رلارام صاحب درمیان میں بول اٹھے۔

لالہ رلارام "رائے صاحب! وہی پرمانند تو نہیں کہ جسکا خط آپنے میرے پاس بھیجا تھا یہ دریافت کرنے کے لئے کہ آیا اسکا جواب دیا جاوے یا نہ اور پوچھا تھا؟

"Who is this rising cultured"

یہ سنکر اب رائے صاحب کو سوائے اقبال کے کچھ چارہ نہ رہا۔ قبل اسکے کہ اگلی گفتگو درج کروں اسقدر اور بیان کردوں کہ اسوقت ڈاکٹر پرمانند اور لالہ روشن لال وغیرہ نے لالہ رلارام کو رائے صاحب کا evil genius بیان کیا۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی ۱۸ رفروری سنہ ۱۹۰۳ء کے انترنگ سبھا میں جب لالہ بیچ رام کی افواہوں کا ذکر کرکے میں نے بیان کیا تھا کہ رائے ٹھاکر دت کے نام میں نے بدریافت اصلیت خط بھیجا لیکن اسکا کوئی جواب نہ آیا۔ تو

میرے پاس اس خط کے بھیجنے کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ اسوقت لالہ رلا
رام کے منہہ سے بے اختیار نکل پڑا کہ وہ خط رائے صاحب نے اُنکے
پاس سے بھیجا تھا۔ تب اُنہیں اس خط کے مضمون کی شہادت دینی
پڑی تھی۔ خیر لالہ رلا رام رائے صاحبان کے

[illegible] ہیں یا نہیں اسکا فیصلہ انہوں
نے رائے ٹھاکر دت جی کے ساتھ کرنا ہے پس میں باقی گفتگو درج
کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میں۔ رائے صاحب! آپنے بھائی پرمانند کو کیا خط لکھا تھا۔ کیا
مضمون یاد ہے؟"

اسپر سناٹا پڑ گیا۔ رائے صاحب کا چہرہ قابل مطالعہ تھا افسوس کہ اسوقت
کا فوٹو نہ لیا گیا لیکن میں اُمید کرتا ہوں کہ جو بھائی اُسوقت شریک جلسہ
تھے اُنکے دلوں پر اس نظارے کا نقش اب تک موجود ہوگا۔ رائے
صاحب تامل میں تھے کہ میں نے عرض کی

"مہاشے رام ولبھ بی اے کو بھائی پرمانند نے یہہ خط دکھلایا تھا
انہوں نے دو مرتبہ پڑھ کر حفظ کر لیا تھا۔ اور گھر آکر قلم بند کرنے کے
بعد میرے پاس ایک نقل بھیجی تھی میں اسے بجنسہ پڑھ دیتا ہوں
اگر کوئی غلطی ہو تو آپ درست کر دیجیگا"

چنانچہ مینے وہ عبارت پڑھ دی جسکا اردو ترجمہ تقریباً حسب ذیل ہے

"مائی ڈیر لالہ پرمانند

نمستے۔ میں نے لالہ منشی رام کو جب [illegible] مہینے کا وعدہ کیا تھا
مجھے یہہ خیال تھا کہ انکی مشکلات کا باعث بدقسمتی اور سماج کے لئے
قربانی تھے۔ لیکن جب مجھے پتہ لگا کہ معاملہ دگرگوں ہے تو میں
انکا فرض ادا کرنے سے رک گیا۔ یہہ شرمناک معاملہ گلچھڑوں کا معلوم

تھا۔ انکو اسکا پتہ ([illegible]) آڈیٹر کی رپورٹ سے لگا

انکو یہ بھی معلوم ہوا کہ لالہ رلا رام نے کئی دفعہ متواتر لالہ منشی رام کو روپیہ

کی ادائگی کے لئے لکھ کر تقاضا کیا۔ میں شروع سے آرین کمپنی کو دھوکھے

کی ٹٹی سمجھتا رہا ہوں اور باوجودیکہ مجھ سے کئی بار درخواست کی گئی

میں اسمیں شامل نہیں ہوا۔ سماج کے تمام ہی خواہ چاہتے تھے کہ لالہ

منشی رام روپیہ ادا کرے اور کوئی صاحبان بغیر کسی ضمانت کے انکو روپیہ

دینے کو طیار تھے تو وہ بخوشی دے سکتے تھے۔ پس آپ دیکھ سکتے ہیں کہ

آپکے بت معبود اور ہمارے بت معبود میں کوئی بہت فرق نہیں۔ کیا

آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ لالہ ہنسراج نے اپنی لڑکی کی شادی کے موقعہ

پر جہیز میں زیورات وغیرہ کسقدر مالیت کے دئے ہیں۔ لالہ منشی رام نے

اس سے بدتر کام کیا ہے مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ لوگوں سے

قربانیاں کرانا بڑا خطرناک ہے اگر مکاری اور نخوت مجسم نہیں تو

([illegible]) یا گرو تو ضرور بن جاتے ہیں۔ میں ہمیشہ ان ہیروں کے

برخلاف رہا ہوں۔ لیکن میری آواز کون سنتا ہے"

"آپکا صادق ٹھاکر دت"

جوں جوں میں خط پڑھتا تھا توں توں جہاں حاضرین کے چہروں پر حیرانی

کے آثار نمودار ہو رہے تھے وہاں رائے صاحب کے چہرے کی حالت بھی قابل ملاحظہ تھی خاتمہ

ہمارے صاحب کو ماننا پڑا کہ خط کا مطلب یہی تھا۔ تب میںنے کہا۔

میں۔ رائے صاحب! اس خط کی موجودگی میں سوائے میری غیظ کے

کے اور کیا چارہ ہو سکتا ہے اس صلح کے بعد اگر بھائی پرمانند کا خط

آریہ مسینجر اور آریہ گزٹ میں چھپ گیا اور آپ پر الزام لگایا گیا کہ جس شخص

کو ایسا گرو ہوا سمجھتے تھے اسکے ساتھ یاری گانٹھ لی ہے تو بتلائے

اسکا جواب آپکے پاس کیا ہوگا اور پھر آریہ سماج کو نقصان پہونچے گا

یا نہیں"

اسکا جواب کسی کے پاس نہ تھا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد رائے صاحب نے فرمایا

"مینے جھک ماری تھی اسکا جواب بھی مجھے ہی دینا پڑیگا آپکو اس سے کیا۔"

اس جگہہ میں پھر رائے صاحب سے اس گستاخی کے لئے معافی مانگتا ہوں لیکن میں اسقدر مجبور ہوں اسلئے اصل الفاظ پیش کئے بغیر اپنی صفائی نہیں کرا سکتا۔

اسپر رائے صاحب کی صفائی قلب کا تو سب کو یقین ہو گیا اور ساتھ ہی مجھے بھی لیکن لالہ رلارام جی کچھ جواب نہیں دے سکتے تھے۔ اسپر رائے صاحب لالہ رلارام کو ہمراہ لالہ رام کرشن اور شائد ایکدو دیگر صاحبان سمیت میدان سے اندر ایک چھپر کے لے گئے یہہ کہکر کہ اتنے مجمع میں کچھ فیصلہ ہونا مشکل ہے

میرا چونکہ یہہ قول تھا کہ جس طرح پر لالہ رلارام اور رائے صاحب کی تسلی ہو میں کرنے کو طیار ہوں اسلئے مجھے اندر لیجانے کی ضرورت نہ تھی ایک گھنٹہ کے بعد مجھے بلا یا گیا اور مجھے کہا گیا کہ آپ ایک تو گرد کل میں کوئی اکونٹنٹ رکھ لیجئے اور ساتھ ہی اگر لالہ رلارام کی کوئی بیجا حرکت دیکھیے تو بجائے اسپر کچھ کارروائی کرنے کے لئے مہاتما منشی رام اور ٹھاکر دت پر وہاں کو لکھیے اسطرح لالہ رلارام کو بھی اگر کوئی شکایت ہو تو وہ بھی پردھان سے ٹھاکر دت کو کہیں مجھے کیا عذر ہو سکتا تھا میںنے فوراً دستخط کیئے۔ باہر آکر سب صاحبوں کو سنایا گیا۔ تب ڈاکٹر پرمانند نے سخت اعتراض کیا کہ یہہ گھر کا معاملہ نہیں ہے۔ سدہانتوں کا کیا فیصلہ ہوا مفصل گفتگو لکھنے کے لئے بہت سے اوراق سیاہ کرنے پڑینگے مختصر یہہ کہ ڈاکٹر پرمانند اور انکے ساتھ چند بھائیوں سے زور دیا کہ ان سدہانتوں اور انکے علاوہ دسویں سلاش میں بہت کئے تھے سداچار کے اصولوں کا ماننا آریہ سماج کے ہر سبھاسد کا فرض قرار دیا جانا چاہیے میں بار بار کہتا تھا کہ لالہ رلارام نے محض مجھسے مباحثہ چھیڑنے کیلئے گرو کل کے مضامین لکھے تھے ورنہ میرا وشواس ہے کہ وہ بھی سداچار کے نیموں کو میری طرح ہی مانتے ہیں اسپر رائے صاحب نے ایک تحریر شکل میں لکھی جسمیں لالہ رلارام سے دریافت کرکے

لکھا کہ یہانتک لالہ رلا رام مانتے ہیں کہ ان سدہانتوں کا ماننا لازمی ہے لیکن یہہ
امر بھی طے کرنا ہے کہ آیا انکی تعمیل کرانے کے کیا انتظام کیا جاوے ساتھ ہی
رائے صاحب نے وعدہ کیا کہ کہ وہ ایک

Official Communique

آریہ سماجوں میں جاری کریں گے۔ کہ آریہ سماجوں کے اوہکاری اور سبھا سد بنانے
وقت اس امر کا لحاظ رکھا جاوے کہ وہ ان سدہانتوں کو ماننے والے اور سدا چاری ہوں
اب کسیکو کیا عذر ہو سکتا تھا سب بھائی ہنسی خوشی سے سیر کو گئے رات کو رائے
صاحب اور لالہ رلا رام پنڈت کاشی ناتھ کو ملے اور انکی بڑی تعریف کی۔ پنڈت گنگا
دت جی کو لالہ رلا رام خاص طور پر ملے۔ دوسرے دن صبح کو بھوجن کے بعد سب بھائیوں
کا کوچ تھا اسکے متعلق دو امور قابل ذکر ہیں۔

اوّل۔ لالہ گیا چند مرحوم خزانچی سبھا بھی موجود تھے۔ انہوں نے صبح گرد کل کا
طریقہ حساب دیکھا اور رائے صاحب کو بتلایا کہ یہہ طریقہ ہندوستانی روکڑ کھاتہ کا نہایت
عمدہ ہے۔ انگریزی اکونٹنٹ اگر ایک یا سوا سو روپیہ کی تنخواہ کا آپ رکھیں گیں تب بھی
حساب ٹھیک رہ سکیگا لیکن یہہ حساب ایک صہ یا عہ روپیوں کا منیب
رکھکر ہو سکتا ہے۔ پس رائے صاحب کی بھی یہی رائے قرار پائی اور اسلئے مارچ سنہ ۱۹۰۴
کے سالانہ جلسہ گرد کل پر بھائی رام سنگھ جی امرتسری کو ٹھہرایا جنہوں نے ہمارا حساب
درست بتلا کر پندرہ دنوں تک اکونٹ کلرک کو سارا زائد کام سکھا دیا۔ پس یہی طرز
ابتک جاری ہے۔

دوم۔ جب بھوجن کے پشچات سب بھائی چلنے کے لئے طیار تھے تو رائے
ٹھاکر دت جی نے مجھے کہا کہ اندر چلو۔ چنانچہ اپنے دفتر کے اندر کی کوٹھری میں ہم دونوں
جا بیٹھے گئے پیچھے لالہ رلا رام جی پہونچ گئے۔ سب کے بیٹھنے پر رائے صاحب نے فرمایا کہ مجھے تو
کچھ ضرورت معلوم نہیں دیتی تھی۔ لیکن لالہ رلا رام ضد کرتا ہے کہ ضرور علیحدہ گفتگو
کر لی جاوے۔ اسلئے ایکانت میں آگئے ہیں۔ اسپر لالہ رلا رام نے حسب ذیل خیالات

کہ گئے یہ الفاظ میرے دل پر ایسے منقوش ہو گئے تھے کہ اتک یاد ہیں شاید یہ وجہ
ہی ہو کہ اسکے بعد سبھا کے تین جنرل اجلاسوں میں اس گفتگو کو میں بجنسہ بیان کر چکا
ہوں۔ ان اجلاسوں میں لالہ رلا رام شامل رہے ہیں، اور انہوں نے کبھی بھی میرے
بیان میں کوئی غلطی نہیں نکالی۔

لالہ رلا رام جی نے فرمایا " لالہ منشی رام! رات میں ٹھیک نیند سے سویا ہوں میں
سچ کہتا ہوں کہ برسوں سے میں اپنی نیند نہیں سویا ہر روز یہی فکر رہتا تھا کہ نہ معلوم
آپ میرے برخلاف کیا کچھ سازشیں کرتے ہونگے لیکن یہاں تحقیقات سے جب مجھے
معلوم ہوا کہ آپکے یہاں ہمارا ذکر بھی عام طور پر نہیں ہوتا تھا تو مجھے بڑا شرمندہ ہونا پڑا
اس صلح کو Patchwork (ٹھیپ ٹھاپ) مت سمجھئے میں گھر سے پورا ارادہ
کرکے ہی چلا تھا کہ ضرور صلح کر لینی ہے۔ اسکا ثبوت کہ یہ Patchwork
نہیں ابھی دیتا ہوں ہمنے اپنا سارا زور آپکے crush کرنے (کچلنے) کے
لئے لگایا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جب ہمیں بالکل ناکامیابی ہوئی تب ہمنے صلح کی
ہے۔ اب بتلائیے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی دل کی ہو سکے گی۔ کبھی کوئی شخص
اپنی گذشتہ خفیہ کارروائیوں کا اقبال نہیں کیا کرتا جبتک کہ اسکا دل صاف نہ ہو
اب میری پوزیشن سن لو۔ میں اس گروکل کے سخت مخالف تھا لیکن اب میری پختہ رائے
ہو گئی ہے کہ آریہ سماج کی زندگی کا انحصار محض گروکل پر ہے اسلئے میں اب اس کی
پوری مدد کرونگا۔ اور

Gurukula at Kangri is a necessary evil

گروکل کا بمقام کانگڑی رہنا ایک ضروری بدی ہے"

اسکے بعد لالہ رلا رام جی نے تامل کے بعد کہا "مجھے معاف کرنا میں
necessary evil سے بڑھکر ابھی کچھ نہیں کہہ
سکتا۔ ممکن ہے کہ جسطرح اس مرتبہ مجھپر خاص اثر ہوا ہے اسی سمت بڑھ کر پھر اثر ہو

اور میں مان لوں کہ اس جگہہ گرد کل کا ہونا لازمی تھا لیکن اسوقت میں سکاری سے کام نہیں لینا چاہتا. بس اب آپ دل کو بالکل صاف کرکے میرے کہنے پر وشواس کیجیے"

اس تقریر کے دوران میں بارہا میں لالہ رلارام کو بند کرتا رہا اور کہتا رہا کہ مجھے زیادہ شرمندہ مت کرو وغیرہ پھر مجھے اندر چھوڑ کر دونوں بھائی باہر چلے گئے. اور میں چونکہ خاص طور پہ متاثر ہو چکا تھا کسیقدر طبیعت کو سنبھالنے کے لیے اندر ٹھہر گیا اور پھر باہر چلا آیا۔

یہہ دونوں باتیں تو اپنے لحاظ سے قابل ذکر تھیں لیکن ایک تیسری بات بھی قابل ذکر ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ اسوقت میں نے

لالہ کرمچند امرتسری کو اپنا جانی دشمن بنا لیا

میں یہہ ذکر کرنا بھول گیا کہ میری چھوٹی لڑکی کا دیہانت لودہیانہ میں بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء ہوا تھا اسکے بعد میں سکھدیو کو اپنے ہمراہ ہی گرو کل لے گیا۔ اخیر دسمبر تک انکی رخصت باقی تھی۔ ڈاکٹر سکھدیو کا ارادہ پھر دواہ کرنیکا ہرگز نہیں تھا علیحدہ ہتری امرت کلا کے زیور ہارجات وغیرہ کسی چیز کو بھی اپنے استعمال میں لانا نہیں چاہتے تھے اسلیے انہوں نے ارادہ کیا کہ دیوی کے کل زیورات وغیرہ فروخت کرکے پندرہ سو روپیہ بحیثیت آریہ پرتی ندہی سبھا کے کوش میں داخل کر دیا جاوے جسکے سود سے ایک وظیفہ موسوم بہ "امرت کلا سکالرشپ" ہمیشہ کے لیے قائم رہے اسکا ذکر انترنگ سبھا میں آیا جہاں رائے ٹھاکر دت جی نے ڈاکٹر جی کی مالی حالت اور عمر کا لحاظ کرکے انکی خاص پہ سفارش کی اور دنیہ واد کا رزولیوشن پاس کرایا۔ ذکر آیا کہ زیور فروخت کرنا ہے اسپر چودہری جے کرشن جی نے مجھے کہا کہ لالہ کرمچند کو بڑا تجربہ صرافی کا ہے انکی معرفت فروخت زیور کیا جاوے جسے مان لیا۔ لیکن جب میں علیحدہ ہوا تو مجھے رائے سنگھ۔ سردار سوجیت سنگھ اور دیگر گورداسپور کے بھائی خاص طور پہ ملے اور انہوں نے کہا کہ بنا ایکمبنی کے معاملہ میں لالہ کرمچند نے

بڑی بدمعاملگی کی ہے اسلئے وہ قابل اعتبار نہیں ہے آپ ہرگز زیور انکو فروخت کے لئے نہ دیں۔ مینے کہا کہ اقرار کر چکا ہوں اور چپ رہا لالہ کرمچند کو اس شکائت کا پتا لگ گیا ان بھائیوں سے علیحدہ ہو کر جب آیا تو بابو پرتاب سنگھ نے مجھے کہا کہ انہوں نے لالہ ولہا نورام سے ذکر کیا تھا وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنے محلہ والی عورتوں میں فروخت کریں گے تو روپیہ زیادہ وصول ہوگا انہیں کو زیور فروخت کے لئے دے جاویں مجھے بھی یہ تجویز معقول معلوم ہوئی جب سب چلنے لگے تو چودہری جے کرشن نے کہا کہ زیور طلا کرمچند کو دیدیجئے (اسوقت زیور وغیرہ ڈاکٹر سکھدیو نے داخل کرائے تھے اور سب چیزیں گرو کل کے خزانہ میں بمقام کانگڑی موجود تھیں) مینے جواب دیا کہ فروخت کا بہتر طریقہ نکل رہا ہے اور چودہری جی چلے گئے۔ مینے کوئی شبہہ لالہ کرمچند کی نسبت ظاہر نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے یہی یقین کر لیا کہ مینے گورداسپوری بھائیوں کی شکائت پر اپنی رائے تبدیل کی ہے۔ پس پھر کیا تھا میرے برخلاف ہر سازش میں شریک ہونا لالہ کرمچند جی کا مذہبی فرض ہو گیا۔ یہہ مشہور اول صلح کی کانفرنس ختم ہوئی اور میں اپنے کام میں مشغول ہوا۔ شروع جنوری میں کچھ فرصت ملنے پر میں نے اپنے مطبع کے حالات کی پڑتال کی تو معلوم ہوا کہ گذشتہ آٹھ ہزار روپیہ کے قرضے کے علاوہ ہر دوار میں ہوا میرے علم کے تقریباً دس ہزار روپیہ اور قرض میرے واقفوں اور دوستوں سے معرفت مینیجر مطبع کے لیا گیا ہے۔ ستیہ وادی اخبار آریہ بھاشا میں ہفتہ وار نکالنے کے اشتہار وغیرہ جاری ہو چکے تھے۔ ٹائپ پریس اور دیگر سامان ہزاروں روپیوں کا آ چکا تھا۔ کلیات آریہ مسافر کی چھپوائی پر ہزاروں روپیہ خرچ ہو چکا تھا لیکن مجھے پڑتال پر معلوم ہوا کہ ان سب کاموں میں سخت خسارہ رہیگا۔ ابھی سرسری تحقیقات سے اسقدر ہی معلوم ہوا تھا کہ مجھے مجبوراً گروکل کے سالانہ جلسہ کیطرف متوجہ ہونا پڑا لیکن مینے حسب ذیل درخواست لکھکر سبھا کے منتری کے پاس بھیجدی۔

" از گروکل نمبر ۵۱۴۷ مورخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء سیوا میں لالہ کدارناتھ تھاپر منتری آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب لاہور۔ پیارے بھائی! نمستے

میں موضع کانگڑی میں اس اقرار پر آیا تھا کہ اپنی ساری کوشش صرف کر کے گروکل کو کھولوں گا اور اسے چلاؤنگا۔ میں نے اب دو سال تک یہاں کام کیا ہے۔ جنگل صاف ہو چکا ہے۔ تقریباً ایکسو برہمچاریوں کی رہائش کے قابل عمارت بن چکی ہے لائق ادویات وغیرہ رکھ لئے ہیں اور موضع کانگڑی کی آمدنی میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اب کام زدگھن چل سکتا ہے اسعرصہ میں میرے ذاتی معاملات کی حالت اسقدر زیادہ گر گئی ہے کہ بلحاظ مالی حالت کے بربادی میرے بالمقابل ہے

پہلے اپنے پریس کا کارخانہ برداہیں بڑا نقصان برداشت کر کے منتقل کیا تھا یعنی تقریباً بارہ سو روپیہ تو محض پریس اور اسکے متعلقین کے منتقل کرنے میں خرچ ہوئے) یہہ خیال کر کے کہ گروکل کے نزدیک ہونیسے میں اسکا بخوبی انتظام کر سکونگا۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ اسمیں میری غلطی تھی۔ میں اب بھی اپنے پریس سے اسقدر دور ہوں جسقدر کہ اسکے جالندہر مقیم رہنے کی حالت میں تھا۔ کیونکہ میں مہینہ میں صرف ایک دفعہ گروکل سے علیحدہ جا سکتا ہوں اور وہ بھی محض پانچ یا چھ گھنٹو کے لئے دیگر سخت نقصانوں کا ذکر کرنا جو مجھے اٹھانے پڑے لاحاصل ہے۔ کیونکہ یہہ سطور سخت مصیبت کی حالت میں لکھی گئی ہیں۔ ورنہ میں معمولی حالت میں خاموش رہتا۔

گروکل میں جو کام کا بوجھ ہے وہ ایک شخص کے اٹھانے کے قابل نہیں خواہ کیسا ہی لائق شخص ہو بلکہ دو اعلیٰ منتظم بھی اس کام کو بخوبی سرانجام نہیں دے سکتے اور اگر اس جگہہ کی شدہ والیو اور اعلیٰ آب و ہوا کا سہارا نہ ہوتا تو میں تنہا ہوا محض بوجھ کام کے بوجھہ کے نیچے ہی دب کر گر چکا ہوتا۔

گزشتہ ڈیڑھ برس تک جب جائے کنسٹی ٹیوشن کو گروکل بادا سبھا پہ منظور ہے

میں نے اپنا فرض سمجھا تھا کہ طوعاً و کرہاً کام کرتا چلا جاؤں لیکن اب جبکہ
خوش قسمتی سے مطلع بالکل صاف ہو گیا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ میرے
دھرم بھائی اس تھوڑی سی سبکدوشی سے بھی مجھے محروم نہ کریں گے
جو کہ مجھے اپنے دنیاوی معاملات کو تسلی بخش حالت میں لانے کے لئے ضروری
ہے اس وجہ سے میں استدعا کرتا ہوں کہ :-

گروکل کے سالانہ جلسہ کے خاتمہ پر مجھے مکھیہ ادھشٹاتا پد سے سبکدوش
کیا جاوے اور یہ کام کسی دیگر زیادہ تر لایق آدمی کے سپرد کیا جاوے۔

اس حالت میں ہفتہ کے تین دنوں میں دو گھنٹہ روزانہ پڑھانے کا کام کر دیا
کرونگا۔ اگر یہ ناقابل عمل ہو تب جملہ مالی معاملات و کام انتظام موضع
کانگڑی و عمارت و بھنڈار وغیرہ لالہ خوشی رام جی جائنٹ چیف سپرنٹنڈنٹ
کے ہاتھ میں دیا جاوے اور صرف ودیالے کی نگرانی میرے سپرد ہو۔

میں امید کرتا ہوں کہ انترنگ سبھا میری نازک حالت کا خیال کر کے
مجھے اس سبکدوشی سے محروم نہ کریگی جسکا حق کہ میں نے سبھا کی برسوں
خدمت سے حاصل کیا ہے۔ آپکا صادق منشی رام "

اس پہلی ضلع کی کانفرنس کی نسبت میرے تو وہ خیالات تھے جو اس خط سے
ہی ظاہر ہوتے ہیں لیکن لالہ خوشی رام جی کے خیالات کچھ اور تھے اور تجربہ نے بتلایا
کہ میں غلطی پر تھا اور لالہ خوشی رام جی کا خیال صحیح تھا۔ میرے اس خط کی بنا پر جہاں لالہ
خوشی رام نے جائنٹ چیف سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ کا کام کرنے سے بھی انکار کر دیا
وہاں ساتھ ہی مجھے ایک خط میں حسب ذیل فقرے لکھے (کیونکہ ضلع کی کانفرنس کے
وقت اور اسکے بعد بہت عرصہ تک لالہ خوشی رام جی لاہور میں ہی تھے) "مجھے معلوم
ہوا تھا کہ آپ اس صلح کو مستقل صلح سمجھتے ہیں اور اب آپ کی تحریر سے بھی معلوم ہوا
کہ آپ بالکل مطمئن ہیں۔ جب ایسی حالت ہے تو میں کیوں شک کروں۔ لیکن میں اپنی
رائے ضرور دونگا۔ میں پوچھتا ہوں کیا لالہ رلا رام نے گم الوالہ کا اپنا گروکل جسمیں خلاف

صریح اقراروں کے جنہیں کے قریب طلبا کر لئے ہیں بند کر دیا ہے ؟

کیا اخبار ہتکاری جو محض آپکی مخالفت کے لئے بٹالہ کمپنی سے خرید اگیا اور جسکا سودا آپ کی صلح کے بعد ختم ہوا ہے بند کرنے کا اقرار ہوا ؟ اگر یہہ دو باتیں نہیں ہوئیں تو میری رائے ہیں صلح کی بنیاد ریت پر ہے ۔ صلح دونوں فریق کے کچھ نہ کچھ قربان کرنے سے ہوتی ہے ۔ آپ نے تو سب کچھ مان لیا ۔ انہوں نے راضی نامہ کی نظر کیا گیا ۔ لیکن جب آپ مطمئن ہیں تو میں بھی کیوں زیادہ لکھوں گر دکل کے سالانہ جلسہ تک جوں توں پریس کا گذارہ کیا ۔ اسوقت میرے منیجر کا خیال تھا کہ کلیات آریہ مسافر کی تین ہزار کاپیاں فروخت ہو جاویں گی ۔ اسکے لئے خاص پانچ چھہ سو کی زائد رقم خرچ کی گئی تاکہ جلسہ سے پہلے اسقدر جلدیں گر دکل پہونچ جاویں لیکن جلسہ کے خاتمہ پر معلوم ہوا کہ محض تین صد جلدیں فروخت ہوئیں ۔ تب مینے خود تحقیقات شروع کی جس سے معلوم ہوا کہ علاوہ میرے پہلے قرضہ کے دس ہزار نہیں بلکہ تقریباً چودہ ہزار روپیہ اور قرض چڑھ گیا ہے ۔ ستیہ وادی کو ہزاروں کا خسارہ برداشت کر کے بند کر دیا اور دیگر کارخانہ کو بھی سمیٹنے کی کوشش کی ۔ پریس برسات میں جالندھر پہونچوایا جسپر اور خرچ ہوا قصہ مختصر یہہ کہ جب آخری تحقیقات کی تو پتہ لگا کہ کل قرضہ ۲۴ ہزار روپیوں تک پہونچ چکا ہے

ادہر تو میری یہہ حالت تھی اور میں اپنی سبکدوشی کی کوشش کر تا رہا ادہر گر دکل کے جلسہ پر ایک ایسی افسوسناک افواہ پھیلی جسنے آریہ سماج کو بہت ہی نامناسب کشمکش میں مبتلا کر دیا ۔ یہہ واقعہ پنڈت رام بھجدت کے متعلق تھا ۔ چونکہ پنڈت رام بھجدت نے مان لیا ہے کہ آنکی بدنامی کا باعث میں نہ تھا اور ساتھ ہی ۱۹۰۸ بھی کے جلسہ میں اس واقع کی نسبت بحث کو بند کر دیا تھا ۔ اسلئے باوجود پنڈت صاحب موصوف نے خاص غلط فہمی کے باعث لاہور کے بعض غیر آریہ سماجی اخباروں کے ذریعہ سے میرے برخلاف صد ہا طرح کے خلاف واقعات

لکھوائے اور آخر کار اخبار شبھ چنتک مورخہ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء میں
اپنے ایک پرائیویٹ خط کیطرف اشارہ کرکے مجھے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے
لیکن میں پھر بھی صرف اسقدر حالات لکھوں گا جو کہ دیگر واقعات کے سمجھنے
کے لئے ضروری ہوں اور نامناسب تفصیل میں نہیں جاونگا۔
میرا استعفا اور پنڈت رام بھجدت جی کا معاملہ اور سدہانتوں کا سوال اور ساتھ
ہی پنڈت رام میموریل فنڈ کا انجام۔ یہہ سب معاملات ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کی سبھا
میں پیش ہوئے تھے۔ اسلئے ان جملہ معاملات کی نسبت محض مختصر خط وکتابت
پیش کردیتا ہوں تاکہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کے جلسہ کا حال بخوبی سمجھ میں آجاوے

(۱) سدہانتوں کے سوال کی

نسبت تو صرف اسقدر ذکر کرنا ہے کہ گروکل میں تو لالہ صاحب اقرار کر آئے تھے
کہ Official Communique جاری کریں گے
لیکن مثل سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی گروکل والی تحریر کو پہلے رائے کے لئے
بھگت رلیا رام جی کے پاس بھیجے۔ بھگت جی کے خیالات چھپے ہیں انہوں نے
رائے دی کہ اسمیں گڑبڑ ہوگی۔ پھر لالہ رلا رام جی کی رائے کے لئے کاغذات گئے لالہ
رلا رام جی نے لکھا کہ اب سدہانتوں کا سوال چھیڑنے سے گڑبڑ ہوگی اسلئے
خاموش رہنا بہتر ہے۔ بس یہیں اس مثل کا خاتمہ ہوگیا گویا آخری فیصلہ دفعانے کا
دیا اور انہوں نے اُسکی تحریر کے مطابق مثل داخل دفتر کردی۔

(۲) پنڈت رام میموریل فنڈ

اسی سال ماہ مئی میں افسوسناک حالات میں پنڈت رام صاحب کا دیہانت
ہوگیا۔ پلیگ زدہ لوگوں کی پرچوت کا کام کرتے ہوئے انہیں پلیگ ہوگیا اور اُنکے جیون کی ... جدائی
ہوگئی۔ مجھے واقعی بڑا رنج ہوا تھا۔ اسموقعہ پر انتر نگ سبھا میں اُنکے لئے میموریل

قائم ہونا پاس ہوا۔ لالہ کاشی رام وید سکرٹری سبھا تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ بہت سے
بھائی جو شاید اس میموریل کے حق میں ہوتے محض لالہ کاشی رام کے منتری
بننے سے برخلاف ہو گئے۔ نامناسب تحریریں شروع ہو گئیں۔ زیادہ نامناسب
تحریروں کے باعث ماسٹر آتما رام ہوئے۔ جنہوں نے بیہودہ خوشامد سے پر
مضامین لکھکر لوگوں کو اور بھی متنفر کر دیا۔ رائے صاحب مرحوم کو مسٹر
رانا ڈے کے ہم پلہ بتلایا گیا۔ اور جس لالہ سہج چند نے ماسٹر آتما رام کو بھیج
کہکر منتری بنوایا تھا۔ جس سبھ جے چند کے کہنے پر اُسکی معرفت میں نے اُس سال
دو صد سے زیادہ روپیہ ماسٹر صاحب کے گذارہ کے لیے دیا۔ اس سبھ جے چند کا
رائے پیڈا رام سے مقابلہ کرتے ہوئے ماسٹر آتما رام نے محرر اور ڈپٹی کمشنر کا اُنکا
باہمی تناسب بیان کیا۔ اسوقت کے اخبار کی مضامین پڑھے افسوس کے قابل
ہیں۔ اُنکیطرف اشارہ کرنیکے بھی مجھے دکھ معلوم ہوتا ہے۔ یہاں تک تو شاید کچھ
نہ بگڑتا لیکن جہاں اُنکیطرف یہہ تحریریں شروع ہوئیں۔ وہاں ماسٹر آتما رام نے
مجھے اس میموریل فنڈ کا دشمن بیان کیا میں نے پبلک کی غلط فہمی کو دور کرنیکے
لئے ۵۰۰ روپئے نقد اس میموریل فنڈ کے لیے دان بھیجا وہ روپئے تو جمع
ہو گئے لیکن افسوس کہ رائے ٹھاکر دت وغیرہ صاحبان نے باوجود وعدوں کے
ایک پیسہ لوانہ کیا۔ کیونکہ غرض اپنے قبضہ میں ایک ہال کرنے کی تھی نہ کہ رائے
پیڈا رام کی یادگار قائم کرنے کی۔ نہ صرف یہہ بلکہ اس عرصہ میں لالہ رلا رام نے سدہاہو
کی جڑ کاٹنی شروع کر دی اور ماسٹر آتما رام نے اُسکی تائید میں جد و جہد شروع
کر دی مفصل لکھنے کی اسلئے ضرورت نہیں کہ لالہ کاشی رام نے اپنے خط میں مان
لیا ہے کہ لالہ رلا رام نے ضرور آریہ پتر کا مضمون بہت سخت لکھا تھا جسے لالہ کاشی
رام نے نرم کرایا اور پھر بھی وہ مضمون کافی سخت تھا۔ (دیکھو ضمیمہ حرف الف
خط لالہ کاشی رام مورخہ)

تیسرا خط پنڈت رام بھجدت کا ہے اور چوتھا میرے استعفا کا ان سب کے متعلق اسوقت اپنی طرف سے ایک حرف نہ لکھکر محض اسوقت کی خط وکتابت کی ضروری لفقول درج کردیتا ہوں تاکہ اصل معاملہ کے سمجھنے میں دقت نہ ہو پہلے پنڈت رام بھجدت کے متعلق ضروری خط وکتابت درج کرونگا اور پھر اپنے استعفا کے متعلق ضروری جملہ خطوط درج کرونگا۔

خط نمبر ۱ از گردکل ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۷ء

شریمان لالہ کدارناتھ جی سکریٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نمستے۔ آپکو یاد ہوگا کہ پنڈت رام بھجدت بی اے۔ وائس پریسیڈنٹ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے آچرنوں کا نوٹس لیکر انکے معاملہ میں فیصلہ دینے کے لئے مینے آپکو اپریل کے اول ہفتہ میں رپورٹ کیا تھا مینے لکھا تھا کہ چونکہ مینے اپنی تحریر کی نقل نہیں رکھی اسلئے اگر آپکو اس خط پر کوئی نوٹس لینا منظور ہو تو آپ یا تو خط کنبسر معہ اپنی رائے کے میرے پاس واپس کردیں یا اگر خط نہیں کرانا چاہیں تو اسکی مصدقہ نقل معہ اپنی رائے کے بھیجدیں۔ اس خط کی رسید تک آپنے مجھے نہ بھیجی۔ میں کچھ مدت کے انتظار کے بعد آپکو رجسٹرشدہ یاددہانی بھیجنے والا ہی تھا کہ شریمان جی کا حسب ذیل خط آیا

"مجھے آپکا خط بابت معاملہ پنڈت رام بھجدت کے ملا تھا اور مجھے اس غور میں کہ کیا کرنا چاہیے کچھ دن لگے ہیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ قبل اسکے کہ ہم کوئی کارروائی شروع کریں آپ فائل کا ملاحظہ کرلیں مینے لالہ کدارناتھ کو لکھا ہے کہ لاہور آریہ سماج سے لیکے حاصل کرکے آپ کے پاس معہ رائے نمبران سبھا کمیٹی اول کے بھیجدیں۔ لالہ کیدارناتھ کے نوٹ

سے معلوم ہوتا تھا کہ آپکا خط خاص غلط فہمیوں پر مبنی تھا میں نے
اس خط کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور اُسے کسی کو نہیں دکھلا
رہا ہوں میں نے کہا ہے کہ اگر بعد مطالعہ کاغذات کے پہلو گی کی
رائے ہوئی کہ معاملہ روبرو انترنگ سبھا کے جا دے تو وہ جاویگا
یہہ خط ۲۵ اپریل کو لکھا گیا تھا اور آج ۱۸ مئی ہے ابتک آپنے کوئی
کاغذات میرے پاس نہیں بھیجے اور نہ ہی پہلی سب کمیٹی کے ممبران
کی تحریری رائے روانہ کی ہے۔

(۲) اس معاملہ میں سبھا کے گورو کی رکشا کے لیئے مینے تحریک
کی ہے اسلیئے کرپا کر کے مجھے بوالپسی جواب دیں کہ آیا آپ کمیشن
اول کے ممبران کی تحریری رائے معہ کاغذات تحقیقات کمیشن
دوم کے میرے مطالعہ کے لیئے بھیجیں گے یا نہیں اور آیا آپ
اس معاملہ کو انترنگ سبھا میں پیش کریں گے یا نہیں اور اگر کرینگے
گے تو کب۔؟

(۳) میرے پہلے خط کی مصدقہ نقل میرے پاس اس خط کے
دیکھتے ہی روانہ کر دیجئے آپکو تکلیف تو ہوگی لیکن جو حالات بوجہ
آپکی سکوت کے پیدا ہو رہے ہیں اُنکے خیال سے خط اول کی
نقل کا میرے پاس موجود ہونا ضروری ہے۔

(۴) اگر اس خط کے ہر ایک استفسار کا جواب صاف آپ عرصہ
ایک ہفتہ کے اندر نہ دیں گے تو میں سمجھونگا کہ آپ اس معاملہ
کا کوئی نوٹس نہیں لینا چاہتے۔

نمبر ۲ نقل مثل متعلقہ مقدمہ پنڈت رام بھجدت

ڈیر کلان فی ڈرتنل - پیرمان جی یہ ایک چٹھی لالہ منشی رام جی کی بنڈلت رام بھجدت کے بدقسمت مقدمہ کی بابت آئی ہے ظاہراً یہ چٹھی اس غلط خیال پر مبنی ہے جو لالہ جی کو لالہ سیتا رام کی چٹھی سے ہوا ہے لالہ منشی رام جی کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ تین آدمیوں (میں خود لالہ سیتا رام اور بھگت رلیل) کی سب کمیٹی نے پنڈت رام بھجدت کے برخلاف آخری فیصلہ دیدیا ہے اور کہ لاہور سماج کی انترنگ سبھا نے پنڈت صاحب کو بچانے کے لئے ایک اور کمیٹی مقرر کی ہے اور یہ بات غلط ہے اگرچہ میں اس انترنگ سبھا میں جس میں یہ دوسری کمیٹی مقرر کی گئی تھی موجود نہ تھا۔ لیکن مجھے اس کی بابت بہت کچھ معلوم ہے اور میں آپ کا خط آنے پر لالہ منشی کو لکھونگا میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی معاملہ کا سارا احوال معلوم ہو گیا ہوگا۔ بہتر ہے کہ آپ لالہ منشی رام کو خود لکھیں اور یہ بات کہ اگر پنڈت رام بھجدت مجرم نہ ہوں۔ تو پنڈت پورنانند کو سزا دی جاوے اس کی نسبت مجھے یہ کہنا ہے کہ واقعات سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا پنڈت پورنانند نے یہ ساری کہانی اپنی بیوی اور لڑکی سے سنی تھی اور اگر تحقیقات پر یہ معلوم ہو کہ کہانی جھوٹی تھی۔ اور یا کم از کم سچ ثابت نہیں ہو سکتی تو پنڈت پورنانند کو سزا کیسے مل سکتی ہے

کیدارناتھ ۲۶ / ۴ / ۱۸۹۶

ڈیر کیدارناتھ - میں نے معاملہ پر غور کرنے میں کچھ دن لگائے ہیں اور میں نے کاغذات کو ڈسپوز آف کرنے میں ارادتاً دیر لگائی ہے میں نے لالہ منشی رام کی چٹھی کو رکھ لیا ہے کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ ادھر اودھر جائے جب تک ہم یہ فیصلہ نہ کرلیں کہ کیا کرنا چاہئے میری رائے یہ ہے کہ آپ سب کمیٹی کی تحقیقات کی فائل لاہور سماج سے کلان فی ڈنشل طور پر لے کر دیکھئے کہ آپ میرے حکم کے بموجب مانگتے ہیں اور لالہ منشی رام کے پاس مطالعہ کے لئے بھیج دیجئے اصلی سب کمیٹی کے ممبران (آپ لالہ سیتا رام و بھگت رلیل) کی دستخطی

کی رائیں حاصل کر سکتے تھے جن کے پاس پہنچا دیجیئے۔ اگر ان کاغذات کو مطالعہ
کرکے بھی ان کی یہ رائے ہو کہ معاملہ انترنگ سبھا کے سامنے رکھا جاوے تو
میں پیش کر دونگا اور اگر ان کا خیال دگرگوں ہوا تو معاملہ کو جانے دونگا
لالہ منشی رام کے خط میں چند واقعات کی طرف اشارہ ہے جن سے پنڈت جی کو
تعلقات کے نیک نہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے لیکن چونکہ تحقیقات کی مضمون یہ
نہیں اس لیے بہتر ہے کہ ہم اپنے آپ کو گردکل کے واقعہ تک ہی محدود رکھیں

ٹھاکر دت پردہان

۲۳۔ اپریل ۱۹۰۷ء

میں کوئی خاص رائے قائم کرنے کے لیے ان کاغذات کو بمعہ لالہ منشی رام
جی کے ریمارکس کے دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے لاہور کے فیصلہ سے زیادہ اور
کچھ معلوم نہیں ۔ ٹھاکر دت

۲۴؍۴ ۔ پیارے بھائی لالہ کدارناتھ جی۔ مہربانی کر کے رام سرن داس
کے ہاتھ مجھے وہ فائل لالہ منشی رام کے پنڈت پورن نند اور میری بابت
خط کے نسبت بھیج دیجئے بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ مجھے اس طرح
بالکل بے خبر رکھتے ہیں۔ درحالیکہ ہر ایک شہر کے نوجوان کو یہ بات معلوم ہے

آپ کا

رام بھجدت وائس پریسیڈنٹ

(جنرل سکرٹری کا نوٹ) کسی کو مجھ سے معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ میرے کاغذات نہ
کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ کسی سے ان کا ذکر ہوتا ہے

کدارناتھ

(دفتر کا نوٹ) ۲۴؍۴ کے پنڈت رام بھجدت کے خط کے آج رات ۸ بجے
پہنچنے کے فوراً ہی بعد وہ خود میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے پریسیڈنٹ
کا وہ کانفیڈنشل خط دکھائیے گا جو میرے مقدمہ کے بارے میں آیا۔

میں نے اُن کی درخواست کو منظور کر لیا اور اُن کو وہ خط پڑھنے کی اجازت دے دی ۔

کدارناتھ ۲۸ جون

(دفتر کا نوٹ) لالہ شودیال جی کو آج رات خط لکھا گیا کہ وہ تمام کیس جو بابا پنڈت رام بھجدت کے مقدمہ کی بابت شہادت ہے بھیج دیں ۔

کدارناتھ ۲۹ جون

لالہ وسوندھی مل جی نمستے ۔ پردھان آپ کا صرف فیصلہ نہیں بلکہ تمام کاغذات مقدمہ کی شہادت کے دیکھنا چاہتے ہیں وہ کرپا کر کے فوراً مجھے بھیج دیجئے ۔

آپ کا ۔ کدارناتھ [illegible]

سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا سماج میں صرف فیصلہ ہی آیا تھا ۔ باقی کاغذات میرا خیال ہے کہ لالہ رام کرشن وکیل جالندھر کے پاس ہیں مہربانی کر کے انہیں لکھئے معاملہ کی نسبت ایک خط لالہ جیون داس جی کے پاس ہے انہوں نے پچھلی دفعہ لالہ روشن لال کے مکان پر سب کے سامنے وہ خط پڑھا تھا ۔

وسوندھی مل ۶ جون

مائی ڈیر لالہ رام کرشن جی ۔ مہربانی کر کے کاغذات بذریعہ رجسٹرڈ پارسل میرے پاس جتنی جلدی ہو سکے بھیج دیجئے سبھا کے پردھان کو اُن کی بہت ضرورت ہے ۔

آپ کا صادق

کدارناتھ [illegible]

(سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب)

میں باہر گیا ہوا تھا میں جلدی جواب نہیں دے سکا پنڈت رام بھجدت نے آپ کا خط آنے سے پیشتر مجھے یہ لکھ دیا ہے کہ میں کاغذات نہ بھیجوں کیونکہ جب کاغذات مجھے دئیے گئے تھے تو یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جب تک جانبین رضامند نہ ہوں تب تک کاغذات کو پبلک نہ کیا جاوے ۔ اس لئے اگر آپ کاغذات چاہتے ہیں تو اُن کی اجازت حاصل کیجئے ۔ ۲۴ جون رام کرشن

پیارے پیارے لالہ تیرتھ رام جی۔ نمستے آپکا اس مضمون پر اصلی خط رائے
بہادر ٹھاکر دت کے پاس ہے مہربانی کرکے اُن سے لیجئے۔ شہادت کے کاغذات
کے علاوہ باقی کاغذات فائل میں ہیں مہربانی کرکے فیصلہ کی نقل رکھ لیجئے
پریسیڈنٹ سے اپنا اصلی خط منگوا کر اس کے ساتھ باقی کاغذات واپس
کر دیجئے مہربانی کرکے اُن کے ساتھ میرا وہ خط بھی شامل کر دیجئے جو میں نے
کچھ دن ہوئے آپ کو بھیجا تھا۔ میرے پاس اس کی نقل نہیں ہے۔

کدار ناتھ ۵ جون ۵

کمیشن کے فیصلہ کی نقل یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس فیصلہ
کے ساتھ اس سے بڑھ کر میں اتفاق کر چکا ہوں۔ لالہ کدار ناتھ کی آخری تحریر آنے پر
میں نے حسب ذیل خط اُنکو بھیجا:

"از گروکل بتاریخ یکم جون ۱۹۰۳ء۔ سیوا میں لالہ کیدار ناتھ تھاپر
منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور۔ پیارے بھائی! نمستے میں آپ
کے خطوں کا مقصود نہیں سمجھ سکا۔ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ جب پنڈت
رام بھجدت کی صفائی کے وشواسی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میری کسی غلط
فہمی کی وجہ سے اس معاملہ پر زور دے رہا ہوں۔ برخلاف مجھے وشواس
ہے کہ دھوکا نہیں کھا رہا اور نہ ہی میں دوسروں کی نیک نیتی پر شبہات
ڈال رہا ہوں۔ پردھان جی نے آپ سے درخواست کی تھی۔ کہ اس مقدمہ
کے کل کاغذات آپ میرے پاس بھیج دیں لیکن آپ کے پاس محض کمیشن
کے فیصلہ کی نقل بھیج سکتے ہیں۔ جسکا مطلب لالہ رام کرشن جی نے میری
رائے بدلنے کے لئے مجھے سنا دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ کے متعلق
اظہارات و دیگر کاغذات برائے نام تو لالہ رام کرشن جی کے پاس ہیں اور
واقعی پنڈت رام بھجدت کے قبضہ میں ہیں جنکی مرضی کے بغیر لالہ رام کرشن
جی بھی اُن کاغذات کو آریہ پرتی ندھی سبھا کے پردھان تک کو نہیں دے

سکتے۔ ان حالات میں معاملہ کو طول دینا فضول ہے خصوصاً جبکہ ہر
ایک امر کی رپورٹ پنڈت رام بھجدت کو پہنچائی جاتی ہے اور افواہیں
عام طور پر اڑ رہی ہیں کہ پنڈت کے برخلاف یہ مقدمہ اٹھانے کا کارن
میں ہوں۔ آپ کا حقیقی بھائی مجھ پر بدنیتی کا الزام لگاتا ہے اور مجھے
لکھا ہو کہ یا تو میں اپنی رائے تبدیل کر لوں یا اپنی رائے کو بذریعہ اخبار کے
ظاہر کروں۔ میں اپنی رائے نہیں بدل سکتا جب تک کہ مجھے دوسری
طرف یقین نہ ہو جاوے اور در بارہ اخبار میں رائے دینے کے میں
نوجوانوں کے طعنوں پر کوئی کام نہیں کرونگا اس لئے میں کل فائل بعد کل
کاغذات کی نقل اپنے پاس رکھ لینے کے آپ کو واپس بھیجتا ہوں اور
آئندہ میرا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہ ہوگا جہاں تک میرا تعلق ہے
آپ اس معاملہ کو ختم سمجھیں۔

آپ کا صادق
منشی رام

اس کے بعد بھی رائے ٹھاکر دت نے ایک خط لکھا لیکن میں نے
اس معاملہ سے کوئی واسطہ نہیں رکھا لیکن پنڈت رام بھجدت کے
دوست بہت سے طیار ہو گئے جنہوں نے میرے برخلاف بہت سی
افواہیں اڑانی شروع کر دیں۔ پیٹرا رام میموریل فنڈ کے لئے اپیل
کرتے جاتے ہوئے پنڈت رام بھجدت نے خود میری مخالفت شروع
کی جن لوگوں نے باوجودیکہ پہلے عرصہ سے آریہ سماج کے ساتھ تعلق
نہیں رکھتے تھے۔ اس وقت محض میرے مخالف کا کام شروع کیا
کے نام محض ۱۹۰۵ء کے اجلاس سبھا کے رجسٹروں میں درج ہیں ان
بھائیوں کی مجھے کوئی شکایت نہیں کہ وہ صرف ان سے بھی یہ
تے کہ میں ان کے یار پنڈت رام بھجدت [illegible]
رام بھجدت سے میری کوئی شکایت [illegible] ہو گئے

برخلاف اُلٹا ہوا تھا اس کی وجہ سے وہ بھی جو کچھ کر رہے تھے محض
اپنے بچاؤ کے لئے کر رہے تھے لیکن اس وقت جھگڑے کی بے شمار ایسی
تحریریں نکلیں جن سے مجھے یقین ہو گیا کہ لالہ رلارام کے دل کی حالت
کبھی بھی بدلی نہ تھی۔ اور جب اس کے ساتھ پتر کا کی تحریروں کو ملایا
تو شک کی گنجائش نہ رہی کہ میں اب بھی لالہ رلارام کی نظروں میں خار کی
طرح کھٹکتا ہوں اس عرصہ میں ماسٹر لچھمن داس اور ماسٹر آتما رام نے کھلم
کھلا گرو کل کے برخلاف پرچار کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور لالہ رلارام سوامی
دیانند کو ہندوستان کا پیٹریٹ اور آریہ سماج کو ہندو قوم کا ایک حصہ
ثابت کرتے کرتے اپنے ساتویں مضمون پر پہنچے تھے جس میں آپ نے
ثابت کیا تھا کہ سوامی دیانند نہ صرف ہندوؤں کا ہی دوست تھا بلکہ عیسائیوں
اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ لالہ کیدار ناتھ نے ایڈیٹر صاحب کو پروٹسٹ
بھیجا۔ اس پر جو کارروائی ہوئی وہ رائے صاحب کے ذیل کے خطوط کو
ظاہر ہے ۰

رائے صاحب کا اول خط پشاور ۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء پیارے
لالہ منشی رام آپ کے مضمون موسومہ " آریہ سماج کی موجودہ نازک حالت کے
لئے بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اس کی سپرٹ اور اس کا طرز نہایت عمدہ
ہیں اور وہ امن کے ترقی میں مدد دیگا میں نے پتر کا میں مضمون " ہمارا
تعلق ہندو بھائیوں سے " کی آئندہ بحث بند کر دی ہے لالہ رلارام
اس مباحثہ میں بہت دور چلے گئے تھے۔ اور میں نے تار دے دی
کہ مضمون نمبر ۸ جو آئندہ پرچہ میں نکل رہا تھا خارج کر دیا جاوے لالہ کیدار
ناتھ کا خطرات آیا تھا کہ لالہ رلارام سوامی جی کا دویش عیسائیوں اور مسلمانوں
سے ثابت کرنا چاہتا ہے اسوقت حالت یہ ہے کہ عیسائی پادری پہلے
ہی ہمارے مقاصد اور اغراض کو غلط پیرایہ میں ظاہر کرتے ہیں اور لالہ رلارام

اُن کوایک اور موقعہ شرارت کا دینے لگے تھے آپ کا صادق ٹھاکر دت

مکرر ماسٹر ٹھیکیداس کی عدہ فضول تحریر نہ چھاپنے کے لئے آپ کا شکریہ ادا

کرتا ہوں۔ پنڈت رام میموریل فنڈ کے لئے روپیہ جمع کرنے کے واسطے گروکل

کی ضرورت کو ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے ہمارے لوگ نہیں سمجھتے کہ مہذب

ملکوں میں سینکڑوں میموریل بغیر خیرات کا مدد دیئے ہوئے قائم ہو رہے

ہیں رائے پنڈت رام کا میموریل تین ہزار روپیہ تو اُن کے خاندان سے

نکالیگا اور کچھ رقوم اُن کے دوستوں اور مداحوں سے وصول ہونگی اور

کل رقم " مالدار " موصوف خاندان کے فائدہ کے لئے نہیں خرچ

کی جائے گی بلکہ ایک سخت ضرورت کے رفع کرنے کے لئے یعنی ہماری

صدر سبھا کے لئے جگہ بنانے میں کیا کسی نے سنا ہے کہ گورنمنٹ

ہاؤس کا گورنمنٹ کے دفتروں کی عمارات اس لئے بند کردی گئی ہوں

تاکہ کسی کالج کی عمارت کے لئے کافی سرمایہ ہو جاوے کیوں میموریل ہال

گروکل کے برخلاف سمجھا جاوے . . . . . . ٹھاکر دت !!

رائے صاحب کا دوسرا خط مورخہ ۴ اگست ۱۹۰۴ء ہے اس میں سے

مندرجہ ذیل انتخاب موجودہ سوالات کے متعلق ہیں :-

"پیارے لالہ منشی رام میں ساتھ کے کاغذ پڑھ کر شکریہ کے ساتھ

واپس بھیجتا ہوں میں ۱ تاریخ (جولائی) کو گوجرانوالہ گیا تھا اور ۱۳ کو

لاہور گیا میں ابھی واپس آیا ہوں۔ اصل غرض یہ تھی کہ ڈاکٹر لالارام کو غصہ

میں آنے سے روکا جاوے . . . .

(۲) پنڈت رام میموریل فنڈ کے بارے میں ایک جلسہ اس مہینہ کے خاتمہ

سے پہلے بلایا گیا ہے . . . . (۶) لالہ رام کرشن نے

کاربا ئیکی نقل بغیر اجازت دت کے دینے سے انکار کر دیا تھا میں نے

اب دت سے تحریری اجازت حاصل کرلی ہے اور لالہ رام کرشن جی

کو لکھ دیا ہے کہ مقدمہ کی نقول بھیج دیں . . . . رائے بہادر مہیں نے زور سے دت کو اور اس کے دوستوں کو سمجھا دیا ہے کہ وے دوسروں کی بیجا نکتہ چینی کرتے اُن کی ازالہ حیثیت عرفی کرنے اور اُن کو Motives لگانے سے پرہیز کریں۔ ٹھاکردت بابا

اب میں اس کے بعد اپنے استعفے کے متعلق کچھ کاغذات کی نقل پیش کرتا ہوں ۔

"یہ وہاں جی ۔ منتری جی کہتے ہیں کہ یکم اپریل ۱۹۰۲ء کو پنشن لینے پر لالہ خوشی رام جی مجھے مدد دینے کے لئے طیار ہوں گے لیکن لالہ خوشی رام مجھے لکھتے ہیں کہ وہ میرے خط میں لکھے ہوئے کام کے چارج لینے کے برخلاف مصمم ارادہ کئے ہوئے ہیں یہ صاف ہے کہ لالہ خوشی رام یہاں کام کرنے کے لئے طیار نہیں ۔ لالہ جیونداس جی یہاں تین ہفتوں تک رہ چکے ہیں اور مختلف عہدوں پر کام کر چکے ہیں اُن سے پوچھیے کہ میری تحریر کے مطابق وہ چیف یا جائنٹ سپرنٹنڈنٹ میں سے کس عہدہ کا کام کرنا پسند کرینگے ۔ اور میں انہیں ہر طرح کی مدد دینے کے لئے طیار رہوں گا لیکن مجھے اُمید نہیں کہ وہ رضامند ہوں ۔

اس مشکل کا ایک اور حل میں پیش کرتا ہوں ۔ رائے ٹھاکردت جی ایک سال کی فرلو لے لیویں اور اس عرصہ میں بطور چیف سپرنٹنڈنٹ کام کریں اگر ضرورت ہوگی تو میں ستیارتھ پرکاش کی ادھیایکی کا کام کرونگا میں ایکسال کے اندر اپنے معاملات کو ختم کرنے کی کوشش کرونگا اور کچھ عرصے کے لئے پھر انہیں سبکدوش کردونگا میں نے سنا ہے کہ اس وقت اُن کا پنشن کا حق ہوجاویگا ۔ تب وہ چیف سپرنٹنڈنٹ کا کام مستقل طور پر سنبھال سکیں گے ۔ میں اُن کو گروکل کے انتظام کا چارج لینے کے لئے سب سے لائق سمجھتا ہوں . . . . . . منشی رام"

تیسرا خط متعلق استعفیٰ

گورکل

مئی سنہ ۱۹۰۳ء

شریمان لالہ کیدار ناتھ صاحب منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

کی سیوا میں نویدن ہے۔

بہت عرصہ ہوا گورکل کے ودیا ورتک کوشٹ سے بھی پہلے میں نے شریمان
پردھان جی کی سیوا میں تحریری نویدن کیا تھا کہ میرے مطبع کی مالی حالت
خراب ہو گئی ہے اس لئے مجھے کچھ عرصہ کے لئے گورکل کے مکھیہ ادھشٹاتا
پد سے سبکدوش کر دیا جاوے۔ وارشک کوشٹ پر کلیات آریہ مسافر کی
زیادہ فروخت کی امید تھی لیکن اس کتاب کی فروخت صرف برائے نام
ہوئی۔ لہٰذا ضروری ہو گیا تھا کہ میں فوراً اپنے کارخانہ کے سدھار اور قرض
کی ادائگی میں لگ جاؤں۔ چنانچہ وزیرآباد میں خاص جلسہ انترنگ سبھا
کا ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء کو کیا گیا۔ لیکن نتیجہ کچھ برآمد نہ ہوا اس کے بعد
شریمان لالہ خوشی رام جی اور شریمان پردھان مہاشہ بہت سی تدبیریں
سوچتے رہے تا کہ میرے گورکل میں بیٹھے رہنے پر بھی میرے مطبع کا
کام درست ہو جاوے لیکن کوئی تدبیر بن نہ آئی۔ آخر کار میں نے اپریل
کے شروع ہفتہ میں شریمان پردھان جی کو پتر لکھا کہ مجھے یکم مئی سنہ ۱۹۰۳ء
سے اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء تک رخصت عنایت فرمائی جاوے تا کہ اس عرصہ
میں قرضہ سے پاک ہو کر نشچنت ہو کر گورکل کی سیوا کے لئے واپس آ سکوں
مجھے امید تھی کہ اپریل کے خاتمہ پر ضرور انترنگ سبھا ہو کر میری رخصت
منظور ہو جائیگی اور میں اپنے کارخانہ کا کام ٹھیک کرنے میں جلد
مشغول ہو سکونگا۔ لیکن اس وقت تک کوئی کارروائی خاطر خواہ میری

درخواست پر نہیں ہوئی اب میں مالی زیر باری سے بالکل لاچار ہوگیا ہوں۔ جس گورو کل کی سیوا کا بڑا بھاری اتساہ میرے دل میں تھا اور اب تک ہے اُس سے علیحدگی گو ناقابل برداشت ہے تاہم فرض کے روبرو سر جھکانا پڑتا ہے اپنی لاپرواہیوں سے بڑھا ہوا قرضہ ادا کرنا میرا فرض ہے اور اس لئے مجبوراً آپکی سیوا میں درخواست ہے کہ اگر آپ ۷ جون ۱۹۰۴ء کی صبح تک کسی یعبدر پرش کو گروکل کے مکھ ادھشٹاتا پد کا چارج لینے کے لئے اسجگہ نہ پہنچا دیں گے تو میں ۸ جون ۱۹۰۴ء کی صبح کو شریمان لالہ جیون داس جی کو چارج دے کر اپنے مطبع کے کام کے لئے چلا جاونگا اور جب تک قرضہ کا بوجھ نہ ٹلیگا معافی کا خواستگار رہونگا۔ بالفرض اگر لالہ جیون داس جی نے چارج لینے سے انکار کیا تو لالہ سومناتھ جی کو چارج دیدونگا کیونکہ اسجگہ ادھشٹھاتا کا کام کر رہے ہیں۔ نقدی اور حساب کا چارج پہلے ہی لالہ جیون داس جی کے پاس ہے۔ میں بڑے ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ میں نے یہ عمل مجبوری کی حالت میں اختیار کیا ہے امید کہ آپ اور نیز جملہ آریہ پبلک ہرطرح کے شکوک کو دل سے دور کرکے کوشش کریں گے کہ شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا لگایا ہوا یہ گوروکل آدی پودا سر سبز رہے اور پھولے اور پھلے اور جب میں ۔۔۔ اپنی مشکلات سے نکلکر پھر آپ بھائیوں کا ہاتھ بٹانے کے لئے آؤں تو اس کی ترقی اس وقت کی نسبت چوگنی دیکھوں گا۔"

آپ کا منتر

منشی رام مکھیہ ادھشٹھاتا گروکل

چوتھا خط کنفڈنشل

"از گوروکل ۱۰۔ اگست ۱۹۰۴ء۔ پیارے رائے صاحب نمستے آپ

کے شفقت نامہ کے لئے مشکور ہوں لالہ جگن ناتھ تھاپر کے خط پر کیفیت دیتے ہوئے آپ نے مجھے جھگڑے کے معاملات کے متعلق لکھنے سے بند کیا ہے لیکن کیا آپ نے دیکھا ہے کہ آپ کے اپنے آرگن کے اڈیٹر ماسٹر آتما رام نے اُس مضمون پر مخول اڑائے ہیں جسے آپ نے اس کی ترقی کا معاون سمجھا تھا۔ مہربانی فرما۔۔۔ کر کے اُس کلہ (لالہ آتما رام) کا گذشتہ پرچہ ملاحظہ کیجیے جس میں اُس نے گروکل کے موجودہ انتظام پر اشارتاً نکتہ چینی کئے ہیں آپ میرا عقیدہ نسبت آریہ سماج کے مشن اور آریہ سماج میں سوامی کی پوزیشن کے بارے میں جانتے ہیں۔ میں نے وہ سب کچھ صبر سے پڑھا جو لالہ رلا رام نے لکھا گو مجھے سوامی دیانند کا اس طرح مخول اُڑتا ہوا دیکھ کر سخت رنج پہنچا لیکن جب ماسٹر آتما رام کی قماش کے آدمی جملہ معاملہ کو پوری طرح سے غلط طور پر ظاہر کرنے لگے تو مجھ سے خاموش نہ رہا گیا۔

(۲) میں نے اپنے دل سے خوب وچار کر لیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جب تک میں گروکل کا چیف سپرنٹنڈنٹ بنا رہوں گا اور پنجاب کے آریہ سماجوں کے معاملات میں حصہ لیتا رہوں گا تب تک لیڈروں کے اندر بے چینی بنی رہے گی ان حالات میں جو کارروائی مناسب تھی وہی میں کرنے لگا ہوں۔ میں عرضی علیحدہ بھیجتا ہوں جسے مہربانی فرما کر منظور کروا دیجیے اور میری جگہ پہلے سے لالہ خوشی رام کو مقرر کرا دیجیے۔۔۔۔

آپ کا صادق منشی رام"

اس کے ساتھ حسب ذیل ضابطہ کا خط تھا:-

سیوا میں شریان رائے ٹھاکر دت جی پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نمستے۔ آپ کو میری مالی حالت معلوم ہے ۵۔ جون سنہ ۱۹۰۴ء کے جلسہ انترنگ سبھا میں بجائے مجھے سبکدوش کرنے کے یہ پاس ہوا۔ کہ جب تک

کوئی مناسب قائمقام نہیں تھا اسوقت تک مجھے سبکدوش نہیں کیا جا سکتا۔ اور
میں جو اس خیال کو دل میں لیکر کے واپس آیا کہ ایک سال تک اور جیسے تیسے گذر جاویگا
اور اگر کچھ نہ بنیگا تو اپنی کل جائداد فروخت کر کے قرضہ سے سبکدوش ہو جاؤنگا
لیکن یہاں واپس آکر دو ماہ کے تجربہ نے بتلا دیا کہ میں ہرگز ادا نہیں
رہ سکتا کیونکہ نوکری ملازم پیشہ لوگوں میں ٹھہر تا تب ارادہ کیا کہ میں گوروکل ہی میں
رہوں۔ لیکن پریس کو جالندھر میں لیجانے والوں اس خیال کو دل میں رکھکر کہ پریس
کو جالندھر کے لئے تیار کر دیا لیکن جس قدر انتظام کی امید پر پریس کو جالندھر
تیار کیا تھا وہ انتظام قائم نہ رہ سکا جس کے قائم رہنے کی امید پر اکیلے قصور وار ہے
اب اگر پریس کو ہردوار روک دوں تو ۱۵ اگست کے بعد ایک روز بھی
نہیں رہیگا اور اگر جالندھر بھیجکر خود گوروکل میں رہوں تو اس کے یہ معنے
نہیں کہ جو کچھ باقی ماندہ سامان ہے وہ بھی روز مرہ کے اخراجات میں ختم
ہو کر قرض بڑھتا جاوے اسلئے مجبور ہو کر گذارش ہے کہ میری سبکدوشی کا
سوال از سرنو اگست کے خاتمہ کی سبھا میں پیش کر دیجئے اور میری بجائے
کسی لوگیہ پرش کو مکھیا دھشٹاتا مقرر کر دیجئے۔

نوٹ۔ آپ کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ اگست کے خاتمہ پر جنرل سبھا
کا کوئی جلسہ ہونے والا ہے اگر وہ نہ ہونے والا ہو تو انترنگ سبھا بلوا لیجئے
اگر آپ میری بجائے کوئی مکھیا دھشٹاتا مقرر کر کے ستمبر تک نہ بھیجینگے
تو میں اس کے بعد مکھیا دھشٹاتا پد سے خود بخود علیحدہ ہو جاؤنگا۔

آپکا مترد
منشی رام مکھیا دھشٹاتا گوروکل

یہاں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس مضمون مطبوعہ پرچارک ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء
کا جو الڈیٹر سے اور رائے ٹھاکر دت کے خطوں میں آتا ہے اس کی بجنسہ نقل درج
کر دی جاوے تاکہ میری سپرٹ کا پتہ لگانا ناظرین کیلئے آسان ہو جاوے:-

آریہ سماج کی موجودہ نازک حالت

میں نے "آریہ سماج کی موجودہ نازک حالت" کے عنوان سے ایک سلسلہ مضامین لکھنا شروع
کیا تھا جس کا نمبر ۱ ۱۲ مارچ کے پرچہ میں نکل چکا
ہے مضمون کا ابھی دیباچہ بھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ
پرائیویٹ خطوط آنے شروع ہو گئے جنہوں نے مجھے بتلایا کہ اس وقت
اس مضمون کا پیرا لکھنا ان لوگوں کو ہی زیادہ ناگوار معلوم ہو رہا ہے جن
کی بھلائی کے لئے کہ میں نے لکھنے کا قصد کیا تھا۔ جب یہ حال ہے تو میں
مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مضمون کو بہت لمبا کھینچ جاؤں اور واقعات اور
دلائل سے نتائج نکال کر خود پیش کروں۔ بلکہ اس وقت اسی قدر کافی سمجھتا
ہوں کہ مختصر طور پر موجودہ حالت کا نقشہ (جیسا کہ میں سمجھتا ہوں) پیش کر کے
آریہ سماج کے لیڈروں یعنی آریہ پرتی ندھی سبھاؤں کے ادھکاریوں
سے نویدن کروں کہ اگر ان کی رائے میں کسی طرح کی نامناسب حالت موجود
ہے تو اس کے دور کرنے کی کوشش کریں ورنہ میری تحریر پر کچھ بھی
توجہ نہ کریں۔

میں لکھ چکا ہوں کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے یہ ریزولیوشن
پاس کیا ہوا ہے کہ اس کے ممبروں کے لئے سوامی دیانند کے بتلائے ہوئے
خاص سدھانتوں اور سداچار کے نیموں کا ماننا لازمی ہے اور ان پر چلنے
کی کوشش کرنا فرض لیکن اگر اس وقت سے لیکر اب تک کے درمیانی زمانہ
کے انقلاب کا ذکر نہ بھی کروں تاہم اس میں شبہ نہیں کہ اس وقت
اسی آریہ سماج کے اندر جس کے ممبران نے کلچرڈ صاحبان کو آریہ نام
سے بھی محروم کر دیا تھا اس وقت ایسے آدمی موجود ہیں جو وہی خیالات رکھتے
ہیں جو کہ کلچرڈ صاحبان ظاہر فرمایا کرتے تھے گویا ایک گروہ کا خیال یہ ہے
کہ محض دس نیموں کو مان کر ایک شخص آریہ سماج کا ممبر رہ سکتا ہے۔ اور
دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ علاوہ دس نیموں کے سوامی دیانند کے

گرنتھوں میں سدھ کئے ہوئے سدھانتوں کو ماننا بھی لازمی ہے اگر اس طرح
کا مت بھید ہے تو کیا اسے دور کرنے کی کوشش کرنا آریہ سماج کے کسی ممبر
کا فرض نہیں ہے؟ اگر ہے تو ایک نشچے اس رشتے پر کر لینا چاہئے اور
پھر اس نشچے کے منطقی نتیجہ تک پہنچنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے یعنی اگر
یہ نشچے ہو جاوے کہ علاوہ دس نیموں کے کہیں خاص سدھانتوں کا ماننا
بھی لازمی ہے تو ان سدھانتوں کی تشریح ہونی چاہئے اور اس کا بھی خاص
طور پر انتظام ہونا چاہئے کہ ان سدھانتوں میں سے کسی کی نسبت شک ہو
اور اس کی نسبت خاص تحقیقات کی ضرورت پڑے تو کون تحقیقات کرے
اور اس کی نسبت کس کا فیصلہ اس وقت کے لئے قطعی سمجھا جاوے۔ اس
حالت میں یہ ضروری ہوگا۔ کہ جو شخص آریہ سماج کے مسلمہ سدھانتوں میں
سے کسی ایک کے ساتھ متفق نہ ہو تو وہ آریہ سماج کی ممبری سے علیحدہ
ہو جاوے لیکن اگر یہ نشچے ہو جاوے کہ سوائے دس نیموں کے اور کسی سدھانت
کا ماننا آریہ سماج کی ممبری کے لئے ضروری نہیں ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہونا
چاہئے کہ کلچرڈ اور مہاتما وغیرہ کے فرق سب دور ہو جاویں جہاں جہاں
ہمارے کلچرڈ بھائیوں نے آریہ سماجوں سے علیحدہ سماج کھولے ہوئے
ہیں انہیں بند کرا کے ان کو بھی آریہ سماج میں ہی شامل کیا جاوے علاوہ
کلچرڈ بھائیوں کے جن کا محض مانس رشتے میں مت بھید ہے اور بھی کسی
شخص کو آریہ سماج کا ممبر بنانے سے انکار نہ کیا جاوے جو کہ دس
نیموں پر دستخط کرتا ہوا بھی سوامی دیانند کے ثابت کئے ہوئے سدھانتوں
میں سے کیوں کو نہ مانتا ہو یا ان سے اختلاف رکھتا ہو میں مانتا ہوں کہ
دونوں حالتوں میں فرقہ بندیوں کا خوف ہے لیکن اس حالت میں جبکہ
انسان نیک نیت نہ ہوں اور جب انسان بدنیت ہوں تو ہر جگہ ہی فرقہ
بندی کا خوف ہوا کرتا ہے سدھانت رشتے میں جو نازک حالت آریہ سماج

کی ہے کہ جہاں وہ محض اخباروں کی بحث سے نہیں سدھر سکتے وہاں
انتظامی معاملات میں جو ہر سپر و رد دھ ہے اس کا دفعیہ بھی اخباروں
کے ذریعہ سے ناممکن ہے اگر ست بھید دور ہو جاوے تو انتظامیہ معاملات
میں جو اختلاف ہے وہ بھی آسانی سے دور ہو سکتا ہے اور یہاں بھی
اگر انسان خودغرض ہوگا تو اعلےٰ سے اعلےٰ اصول اور قواعد بھی خرابی
کو نہیں روک سکیں گے اسوقت پنجاب میں بھی آریہ پرتی ندھی سبھا محض
برائے نام ہے اگر آریہ پرتی ندھی سبھا میں میرے خیالات کے الزکول
ریزولیوشن پاس ہوگیا تو میں اُسے پرتی ندھی سبھا سمجھتا ہوں لیکن اگر کل

میرے خیالات کے برخلاف کوئی رزولیوشن پاس
ہو جاوے تو میں آریہ پرتی ندھی سبھا ہونے سے ۴

۴ ہی انکاری ہو جاتا ہوں بممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی سبھا سے کوئی
پارٹیاں منحرف ہوکر کام کر رہی ہیں اگر کالج کھلے تو ہر ایک شخص جدے
کالج کی دھن میں ہے اگر سکول کھلے تو وہی سکول ٹھیک جسکا انتظام
میرے ہاتھ میں ہو گروکل کا خیال پیدا ہو تو سکندر آباد کا علیحدہ بداؤں
کا علیحدہ کانگڑی کا علیحدہ اور ان سب کی موجودگی میں یکت پرانت کی
سبھا کا مجوزہ گوروکل علیحدہ - کیا کوئی ایسا انتظام نہیں ہو سکتا کہ جملہ
گوروکل ایک انتظام کے اندر آجاویں ؟ کیا کوئی ایسی تدبیر کارگر نہیں
ہو سکتی جو فرقہ بندیوں کو دور کرا کے بھارت ورش کے کل آریہ سماجوں
کے کام کے مرکز ایک جگہ بنا سکے کالج اپنے اپنے جدے جدے رکھو
سکول بھی علیحدہ علیحدہ رکھو گروکل بھی علیحدہ علیحدہ کھولو۔ لیکن آپس میں
پریم رکھو یہ فی زمانہ اس جگہ بالکل مشکل ہے علیحدہ انسٹیٹیوشن کھول کر
پریم کہاں رہ سکتا ہے - عجیب کش مکش کی حالت ہے جو طاقتیں متفق
ہوکر کام میں آنی چاہیئے تھیں وہ تتر بتر ہو رہی ہیں - اخباروں کے
کالموں سے یہ کام نہیں سدھر سکتا میں اب بھی وہی خیال دوہرا
رہا ہوں جو پہلے کسی اور موقعہ پر ظاہر کیا اگر آریہ سماج کا پریم کچھ برسوں کے

اندر موجود ہے۔ تو آریہ پرتی ندھی سبھا کے پردھان کی درخواست پر
لیے سب سجن اکٹھے ہو کر وچار کر سکتے ہیں۔ اس وقت لالہ رلارام اور پنڈت
بشمبر ایکقدرلی اے کے درمیان جو مباحثہ جاری ہے میں صاف کہتا ہوں
کہ میں اس اخباری مباحثہ سے خوش نہیں ہوں میں اسوقت سیوا میں مشغول
ہوں اس لئے سیوک ہی بنا رہنا چاہتا ہوں۔ چونکہ سبھا سے آزادی یہ
اُن کا حق ہے کہ سدھانتوں اور اصولوں کے بارے میں بحث مباحثہ کریں
میں ان مباحثوں میں پڑنے کی اپنے آپ میں طاقت نہیں دیکھتا میری
رائے میں وقت ہے کہ ایک خاص کانفرنس پنجاب کے آریوں کی ہو کر
اس میں سدھانت اور پربندھ کے معاملات پر وچار کر ایک سمتی کی جاوے
اور اس کے بعد اپنے پشچوتریہ بھائیوں سے بھی نویدن کیا جاوے کہ
وے بھی شریک ہو کر ایسی تجویز کریں تاکہ ویدک دھرم کی سچی اُنتی ہو سکے۔"

آخری خط متعلق اپنے استعفے کے میں نے ۲۳ ر اگست ۱۹۰۴ء کو بھیجا تھا۔
جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

جلندھر شہر
۲۳ ر اگست ۱۹۰۴ء

میرے پیارے رائے صاحب

آپ کا ۱۵ ر اگست کا خط گوروکل میں لالہ خوشی رام کو ۲۰ تاریخ کو میری
غیر حاضری میں ملا۔ اور انہوں نے مجھے یہاں بھیج دیا۔ آپ کے خط کو پڑھنے
سے درجنوں سوالات اٹھتے ہیں اور اگر میں ہر ایک کی وقعت کی پڑتال
کرنے لگوں۔ تو میں ایک ایسی بحث میں پڑ جاوں گا جس کا شاید
کبھی خاتمہ نہ ہو۔ میرے گوروکل سے اس وقت چلے آنے کی اور بھی
وجوہات ہو سکتی ہوں لیکن بڑی وجہ وہی ہے جو میں نے چھٹی کے
لئے اپنی پہلی باقاعدہ درخواست میں بیان کی ہے۔ اگر آپ لالہ

خوشی سالم کو پہلے اُن کی رضامندی لینے کے بغیر مقرر کرنا نامناسب سمجھتے ہیں
تو آپ کسی اور مناسب آدمی کو مقرر کر دیں یا گروکل کا انتظام کرنے کے لئے
ایک سے زیادہ آدمی بھیج دیں اس میں کوئی شک نہیں ہوتا کہ باوجود اس
بات کے کہ مجھے اپنی بربادی ۔۔۔ سامنے دکھائی دیتی تھی میں نے وعدہ
کیا تھا کہ میں اپنی جگہ کام کرتا رہوں گا لیکن خبریں جو وقتاً فوقتاً مجھے گوروکل
میں ملتی رہی ہیں۔ اور جس سپرٹ میں آپ نے پریسیڈنشل خط و کتابت مجھ
سے کی ہے اُس سے مجھے ذرا بھی شک نہیں رہا کہ میری پوزیشن آریہ سماج
میں بے ضابطہ ہو رہی ہے اور پھر میں لاہور گیا اور وہاں ۲۰ و ۲۱ تاریخ
کو ٹھیرا اُس جگہ جو گزشتہ کارروائیاں میں نے درجنوں نیز لیٹوں میں دیکھیں
اُن سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ ممکن نہیں کہ میں آریہ سماج میں کام بھی
کرتا رہوں اور میری عزت بھی قائم رہے اور کام کو نقصان نہ پہنچے میں
آپ کو اپنے حسب معمول سیدھے طور پر لکھ رہا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ
آپ میرے کہنے کو غلط معنوں میں نہ لینگے کہ جب بزدل مجھ پر سیدھا وار
نہ کر سکے تو اب مجھ پر میرے عزیز و اقارب کے ذریعہ حملہ کرنا شروع
کر دیا ہے۔

آپ ہمیں سے آریہ سماج کی جانب اپنا فرض ادا کیا ہے یا نہیں اور آیا
صبر و قناعت کی حد گزر چکی ہے یا نہیں صرف پرماتما ہی جانتے ہیں
معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اب مجھے نہ صرف عوام کی بلکہ جماعتوں
کی رائے کی بھی کچھ پرواہ نہیں ہے میرے ریلیو کرنے کا سوال پرتی
ندھی سبھا کی ۱۳ ستمبر کی میٹنگ کے سامنے ضرور پیش ہونا چاہیے اگر میری
درخواست چپکے سے منظور ہو گئی تو میرے لئے آپ کے سماج کے
جھگڑے اور کشمکش تواریخ گذشتہ کے مانند ہو جاویں گے لیکن اگر ان
اشخاص نے جن کو آپ جانتے ہیں میری یا میرے عزیزوں کی فضیحت

کوئی غلط بیانی کرنے کی ذرا بھی کوشش کی تو انہیں معلوم ہو جائیگا
کہ اپنے بچاؤ کے لیئے میں بھی قلم چلا سکتا ہوں۔ مہربانی کر کے سکرٹری
کو تار دے دیجیئے کہ وہ میری درخواست چھپوا کر پرتی ندھی سبھا کے
ممبروں میں سرکولیٹ کر دیں۔ اور مجھے بذریعہ تار اطلاع دیجیئے کہ آپنے
تار دے دی ہے اگر مجھے اپنی درخواست کے ممبروں میں سرکولیٹ ہونے
کی خبر ۲۹۔ اگست تک نہ پہنچی تو میں خود درخواست معہ ایک چھوٹے
سے بیان کے چھپوا کر ممبروں میں تقسیم کروا دونگا۔ میں آپ کا بڑا مشکور
ہوں کہ آپ مجھے گوروکل میں رکھنے کیلیئے اسقدر تکلیف کر رہے ہیں اور امید
کرتا ہوں۔ کہ میرے اس جواب کے بھیجنے سے جو میں فرض ادا کرنے کے
پُر درد خیال سے بھیج رہا ہوں ہمارے ایکدوسرے کو اسی عزت اور محبت
کی نگاہ سے دیکھنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی ؞

آپ کا صادق منشی رام"

اس کا جواب نہ آنے پر ۲۶۔ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کو میں نے پھر حسب ذیل خط لکھا:

"جالندھر شہر۔ ۲۶۔ اگست ۱۹۰۴ء

میرے پیارے رائے صاحب

نمستے میں پہلے بھی آپ کو لکھ چکا ہوں اور درخواست کی ہے کہ آپ سکرٹری
آریہ پرتی ندھی سبھا کو تار دیں کہ میرے ریلیف کا سوال اگلی جنرل میٹنگ
میں جو ۲ یا ۳ ستمبر کو ہونے والی ہے رکھا جاوے اگر ۲۹ تاریخ تک
کوئی جواب نہ آیا تو میں اپنی درخواست کی چھپی ہوئی نقلیں ایک چھوٹے
سے نوٹ کے ساتھ ممبروں کے پاس بھیجدوں گا۔ میں میٹنگ میں شامل
ہونا چاہتا تھا کیونکہ پڑارام میموریل فنڈ کی نسبت میرے خیالات کی
نسبت اسقدر غلط بیانی کی گئی ہے کہ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس
غلط فہمی کو دور کیا جاوے۔ لیکن چونکہ آپ یہیں آ رہے ہیں اور پنڈت

رام بھجدت پریسیڈنٹ ہونگے اور میری بابت کرنے میں پھر کامیاب
ہو سکیں جس طرح ۲۱ تاریخ کی انترنگ سبھا کی میٹنگ میں ہوا تھا اس لئے
میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سیکرٹری کو لکھ دیں کہ وہ مجھ
کو میری درخواست کے فیصلہ کی نسبت تار دیدیں +

(۲) مجھے افسوس ہے کہ آپ ایسے نازک وقت میں الگ رہتے ہیں
بطور پریسیڈنٹ آپ کا فرض ہے کہ ایسے وقت میں آپ لاہور ہوں
جبکہ پنجاب کے ہر ایک حصے کے آریہ لوگ موجود ہونگے اور سیدھے
طور پر برتاؤ کرکے اور دانائی کے وسائل استعمال کرکے ممکن ہے
کہ پھر شانتی ہو سکے۔

(۳) جب سے میں یہاں آیا ہوں اور میں نے لاہور کی حالت پر غور
کیا ہے میرا سماج کے ایکٹو پبلک کام سے ہٹ جانے کا خیال پکا ہو گیا
ہے +

(۴) چونکہ میں تمام ایکٹو کام سے ہٹنے لگا ہوں میں چاہتا ہوں کہ
حتی المقدر گذشتہ حالات پر پردہ ڈالدوں اس لئے مہربانی کرکے
میری پنڈت رام بھجدت کے بارے میں تمام خط وکتابت واپس بھیجدیں
اگر یہ ناممکن ہو تو میرے دو پہلے خطوط بھیج دیجئے اور میری طرف
سے معاملہ ختم ہوا سمجھئے +

(۵) مجھے امید ہے کہ میرے ریٹائر ہونے کے بعد مجھے کامل آرام
کرنے دیا جاویگا۔ اور کہ مجھے آریہ سماجی پھر تکلیف نہ دینگے لیکن اگر
وہ میرا پیچھا نہ چھوڑیں گے پھر کرما نوسار جو کچھ ہوگا مجھے برداشت کرنا
پڑیگا۔ نہ جانتے ہوئے کہ ہمارے راستے پھر کبھی ملیں یا نہ

میں ہوں آخری دفعہ

آپ کا صادق منشی رام"

اس کے بعد یہ مضمون ۴ ستمبر ۱۹۰۴ء کے جنرل اجلاس کیلئے رکھا گیا۔

۴ ستمبر ۱۹۰۴ء کا اجلاس بیٹھتے ہی لالہ کانشی رام وید نے بہ تائید لالہ مولراج حسب

ذیل رزولیوشن پیش کیا۔

"چونکہ حسب ذیل ریزولیوشن انترنگ سبھا منعقدہ ۵ جون ۱۹۰۴ء میں لالہ

منشی رام جی کے استعفیٰ کے متعلق پاس کیا ہوا ہے اس سبھا کی رائے

میں وہی تجویز قائم ہوئی جو خود وقیدشن انترنگ سبھا :-

انترنگ سبھا افسوس کرتی ہے کہ وہ لالہ منشی رام جی کی استعفیٰ کو منظور نہیں

کر سکتی یہ بلا شبہ صحیح ہے کہ ان کے بیچ کے معاملات بہت پیچیدہ ہو

گئے ہیں لیکن بدقسمتی سے گرو کل کا منگواڑی کی موجودہ حالت میں لالہ

منشی رام کو سبکدوش کرنا اگر نا ممکن نہیں تو بہت ہی مشکل ہے اس

لئے مناسب ہے کہ ان سے درخواست کی جاوے کہ جب تک اُن کا کوئی

جانشین نہیں ملتا تب تک وہ اس عہدہ پر جو اب کام کریں گا"

اس ریزولیوشن کے پیش ہونے پر بعض آدمیوں نے یہ سوالات کئے اور دریافت

کیا کہ آیا انہوں نے منتری اور پردھان کو اس کے علاوہ اور کوئی وجہ استعفیٰ کی تو نہیں

دیں۔ اگر دیں ہیں تو وہ سبھا میں بیان کی جاویں میں نے مجبور ہو کر صاف سوالات کے

جوابات دئے اور مشہور صلح کی کمیٹی سے تیار کردہ جملہ حالات بتلا دئے۔ جو

یہاں درج کر چکا ہوں۔ لالہ رلارام جی اور ماسٹر ٹھاکر دت جی کے جملہ بیانات جسقدر

یہاں درج کئے ہیں اسوقت سب بیان کئے تھے۔ اور ان کی لالہ رلارام جی سے تصدیق

کروائی تھی۔ میں نے خاتمہ پر کہہ دیا کہ سمدھاتوں کا معاملہ اب تک طے لگایا ہے اور پنڈت

رام بھجدت کے معاملہ کو حالانکہ میں نے بالکل نظر انداز کر دیا ہے اس کی بنا پر مجھے

بدنام کیا جاتا ہے اس جملہ بیان کو سنکر لالہ رلارام سے جواب پوچھا گیا وہ سبھا کی

کچھ بھی تسلی نہ کر سکے جس پر حسب ذیل ترمیم پیش ہوئی :-

ترمیم از لالہ بھیمسین اس مالہ سے اصل رزولیوشن کے بعد حسب ذیل

الفاظ ایزاد کیئے جاویں کہ چونکہ استعفا کی وجوہات میں لالہ منشی رام
جی کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آریہ سماج کے سبھاسدوں کے معاملہ اور
پنڈت [illegible] رام بھگدت جی والے معاملہ میں ہر اعضو انترنگ سبھا چند ممبر پرشوں کی
ہو رام بھگدت والے معاملہ میں انترنگ سبھا جا بد فیصلہ کر سکے لالہ بیجناتھ رائے
نے اس کی تائید کی کثرت رائے سے یہ ترمیم پاس ہوئی ۔

اسی روز کے جلسہ میں ماسٹر آتمارام کے سیکریٹری کے زیر آلودہ مضامین
ممبروں نے پیش کیے ماسٹر لچھمن داس پرچارک کی نسبت شکایتیں بھی ہوئی لیکن
اس معاملہ کو دوسرے دن پر ملتوی کیا گیا ۔

میں ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج کے گھر اترا ہوا تھا ۔ صبح پر سنان سندھیا
آدی سے فارغ ہوکر بیٹھا ہی تھا کہ لالہ رلارام معہ لالہ کاشی رام کے آئے اور مجھ کو
درخواست کی کہ میں اُن کے ساتھ ایکانت میں کچھ بات چیت کرنے کے لیے چلوں
میں اُن کے ساتھ ڈاکٹر پرمانند کی کوٹھی پر چلا گیا وہاں ڈاکٹر جی نے بھی بار بیچ بیچ میں
میں کر بات چیت ہوئی اس کا کچھ خلاصہ لالہ کاشی رام کی خط و کتابت کے دوران
میں ظاہر ہو چکا ہے (ملاحظہ ہو ضمیمہ الف) اس وقت لالہ رلارام نے رائے ٹھاکر دت
کا ایک خط اپنے نام کا مجھے دکھلایا۔ جس میں رائے صاحب نے لالہ رلارام کی
سوامی جی کے مشن کو گرانے کی کوشش کے لیے خوب خبر لی تھی اور لکھا تھا کہ کیا
رائے مولراج کے چیلے بن گئے ہو۔ یہ خط اس لیے دکھلایا گیا تھا کہ رائے صاحب
کو نیک بخت سمجھوں میں نے جواباً کہا تھا کہ آپ کے مضامین نے تو پبلک میں ہلچل
ڈال دی اور رائے صاحب کی رائے آپ کی پاکٹ میں پڑی ہے اگر رائے صاحب
جی اپنی رائے کا اظہار اخبار کے ذریعہ سے کرتے تو کچھ بات تھی۔ اس کے بعد دونوں
صاحب نے جس خوشامدانہ طریقہ پر باتیں کیں اس کا بیان لاحاصل ہے میں نے
[illegible] کچھ یاد ہے کہ جب میں نے [illegible] رام [illegible] مال کے لیے خود چندہ دیا [illegible] تب
[illegible] برخلاف [illegible] آپ لوگوں نے خود سخت تحریروں سے لوگوں کو بھڑکا کر

کام بگاڑ رہا ہے لالہ رلارام نے یہ بھی کہا ہے کہ کل کے ریزولیوشن کے ساتھ جو ضمیمہ
لگا ہے اس سے راے ٹھاکر دت پر دھبہ آتا ہے اس لئے اگر وہ منسوخ کیا جاوے
تو آپ کو کوئی عذر تو نہ ہوگا میں نے صاف کہدیا کہ مجھے کوئی عذر نہیں اسی وقت لالہ
رلارام نے ماسٹر آتمارام کو ٹھگوں کا یار کہا تھا اور دیگر بہت سی باتیں کی تھیں جن
کو اس جگہ نظر انداز کرتا ہوں ٭

۴ ستمبر کے اجلاس کے متعلق دو باتیں خاص قابل ذکر ہیں اول یہ کہ جب
ممبران نے ماسٹر آتمارام کی تحریروں کے برخلاف شور مچایا تو میں نے کہدیا کہ
جب لالہ رلارام خود آتمارام کو ٹھگوں کا یار کہتے ہیں تو اُس کا نوٹس لینا لاحاصل ہے
اب لالہ کاشی رام کو پتہ لگ جاویگا کہ جو گفتگو میری لالہ رلارام اور لالہ کاشی رام کی
تخلیہ میں ہوئی اُس کا حال کیونکر "پرکاش" کے نامہ نگاروں کو معلوم ہوا (دیکھو
ضمیمہ الف) راے سیرارام میموریل کا ریزولیوشن تو پاس ہو ہی گیا لیکن دوسری
بات قابل ذکر ذیل کا رزولیوشن ہے ٭

۴ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۲۹۵) لالہ رلارام جی نے بتائید لالہ کاشی رام جی وید پیش کیا کہ
سبھا کے کل کے اجلاس میں ریزولیوشن ۲۸۹ کی جو ترمیم پاس ہوئی ہے
اس کی بجائے اصل ریزولیوشن قائم رہنا چاہیے۔
اعتراض ہونے پر سبھا نے قرار دیا کہ یہ سوال پیش ہو سکتا ہے کہ کثرت
رائے سے ہر دو ترمیمیں گر گئیں اور اصل ریزولیوشن پاس ہوا
صرف بھگت میگھراج جی کی رائے خلاف تھی ٭

اس وقت لالہ رلارام جی اس کارروائی سے بڑے پرسن ہوئے جس کا
ثبوت اُن کے ذیل کے فقرات سے ملتا ہے :-

"لاہور ۔ ۵ ستمبر ۱۹۰۲ء
چالاک منشی رام جی کے سنجیدہ وقتوں کے تسلی بخش فیصلہ میں

جو آپ نے مدد دی ہے اس مہربانی کے لیئے میں آپ کا مشکور ہوں
جیسا کہ زبانی طے ہو چکا ہے میں Cabinet کے حسب ذیل
ممبر تجویز کرتا ہوں Cabinet جتنی ممکن ہو چھوٹی اور چست ہو
میں رائے ٹھاکر دت کو اس مضمون کے بارے میں لکھونگا مہربانی کرکے
میری تجویز کو پسند کرکے اس میں جو تبدیلیاں آپ مناسب سمجھیں کرکے
رائے صاحب کے پاس بھیج دیجیئے جب ناموں کا آخری فیصلہ ہو جائیگا
تو جس طریق پر کام کیا جاتا ہے اس کا فیصلہ کیا جاویگا۔ یہ ضروری ہوگا
کہ اگلی جنرل میٹنگ پر میں پھر آپ کو ملوں مہربانی کرکے خط جلدی لکھو

آپ کا صادق رلا رام

(۱) لالہ منشی رام — (۲) رائے ٹھاکر دت
(۳) رلا رام — (۴) لالہ کانشی رام وکیل۔
(۵) لالہ رام کرشن — (۶) لالہ خوشی رام

۹/۴ ۴ رلا رام"

اسپر میں نے رائے صاحب کو حسب ذیل خط لکھا :-

"جالندھر شہر ۶ ستمبر ۱۹۰۴ء۔ میرے پیارے رائے صاحب
نستے سیکرٹری نے مجھے میٹنگ میں شامل ہونے کے لیئے لاہور
جانے پر مجبور کیا۔ جب سے میں لاہور سے واپس آیا تھا مجھے دماغی
تشویش کی وجہ سے بڑی کمزوری ہو رہی تھی اور لاہور کی آب و ہوا
کے باعث مجھے سخت بخار ہو گیا۔ میں اب تک کمزور ہوں۔ اس لئے
جلدی خط نہ لکھ سکا سو انہوں نے مجھے ریلیو نہیں کیا یہ میری آخری
اپیل تھی اب میں شکایت نہیں کرونگا یہ میری قسمت تھی اور مجھے سرو
شکیبان کی مرضی کے آگے سر خم کرنا چاہیئے۔ میں پرسوں گروکل کو روانہ
ہونگا جو کچھ کام میٹنگ میں ہوا اس کی بابت آپ کو دفتر سے یا لالہ رلا رام

کا خط آگیا ہو گا۔

رہا ہیں آپ کے پاس لالہ رلا رام کا خط بھیجتا ہوں جس میں نے اُن سے
درخواست کی ہے کہ جو گفتگو ہماری لاہور میں ہوئی اُس کی بابت مفصل
آپ کو لکھیں ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ پنڈت شے آدمیوں کو مقرر کیا جاوے
جو ہمارے آئندہ طریق کام کی بابت کسی مستقل فیصلہ پر پہنچیں یہ لالہ
رلا رام کی فہرست ہے۔ لالہ کاشی رام کے سوا میرا اور سب کے بارے
میں اتفاق ہے لاہور کے آدمیوں کا اُن پر کوئی وشواس نہیں اور اُن کی
شمولیت سے کئی خیر خواہان آریہ سماج بے تعلق تماشبین بن جاوینگے
میں اُن کی جگہ لالہ جوالا سہائے کا نام تجویز کرتا ہوں۔ اگر آپ اور
لالہ رلا رام کا میری ترمیم سے اتفاق ہو تو مہربانی کر کے یہ انتظام کیجئے
کہ اس انفارمل کمیٹی کی میٹنگ سبھا کی سالانہ جنرل میٹنگ سے پہلے
ہو سکے جب وقت اور جگہ کا فیصلہ ہو جاوے تو مہربانی کر کے مجھے
اطلاع دیں اور میں کوشش کروں گا کہ جو میٹنگ ہو اس میں شامل
ہو سکوں مجھے افسوس ہے کہ کمزوری زیادہ لکھنے کی اجازت نہیں
دیتی جب میں بالکل تندرست ہو جاؤنگا۔ تو اور لکھونگا"

آپ کا صادق
منشی رام"

یہ استعفے منظور ہوا اور کہا گیا کہ جنرل سبھا نے ریزولیوشن میں سے
پنڈت رام بھجدت کے معاملہ اور سرسد صاحبوں کے کارروائی کے بارے
میں ذکر ہٹا لئے ہیں اس وقت رضامندی ظاہر کی تھی۔ جب لالہ رلا
رام نے ساری سبھا کو یقین دلایا تھا۔ کہ ان دونوں معاملات پر ہمارے
مخالف کرت بہت جلد کارروائی کرنے والے ہیں۔ پھر منتری نے پردھان
جی کو ساری کارروائی سے مطلع کیا ہو۔ بھائی جی نے نہ صرف پنڈت رام بھجدت

کے معاملہ کو یہ کہ کر کہ وہ پیچیدہ ہے اور کہ وہ اسے بطور میراث کے اپنے جانشین کے لئے چھوڑیں گے۔ فیصلہ کرنے سے انکار کیا بلکہ سدھانتوں کے سوال پر وچار کرنے کے لئے کنفرنس بلانے سے بھی انکار کر دیا۔ رائے صاحب نے صاف لکھا کہ لالہ رلارام کو اُن کی طرف سے سبھا کے ممبروں کو ایسا یقین دلانے کا کوئی اختیار نہ تھا۔

اس سال آریہ پرتی ندھی سبھا کا نیا انتخاب تھا۔ پنڈت رام بھجدت کوئٹہ کے جلسہ سے لوٹتے ہوئے شکارپور ٹھہرے اور اپنے چیلہ پنڈت امرناتھ کو وہاں کا پرتی ندھی بنوایا۔ جب شکارپور والوں کو ان کی چالاکی کا حال معلوم ہوا تو اُنہوں نے پارسال امرناتھ کو خارج کر دیا۔ دوسری طرف پنڈت رام بھجدت نے حفاظت خود اختیاری کے خیال سے امرتسر میں ستمبر کے اندر ہی ایکدم سے زیادہ سبھاسدوں کے نام درج رجسٹر کرائے۔ ان سب کا ایکسال کا چندہ اپنی جیب سے دیا۔ اور امرتسر سے سبھا نے دو کے سات پرتی ندھی بھجوائے۔ اس امر سے کہ تین صد سے زیادہ روپیہ یکمشت چندہ کا پنڈت رام بھجدت نے دیا۔ خود پنڈت جی نے بعد نئے انتخاب کے اقبال کیا۔ اسی طرح کی بے تحاشا کارروائی شروع ہوئی۔ گوجرانوالہ سے پہلے ایک پرتی ندھی آیا کرتا تھا۔ اس سال غیر حاضری ممبروں کی طرف بطور قرضہ چندہ داخل کر کے لالہ رلارام نے اپنی موجودگی میں دو پرتی ندھی منظور کرائے یہ سب اس لئے تھی کہ باوجود یہ ظاہر کرنے کے کہ گرو کل کی بابت اُن کے خیالات لالہ رلارام سے نہیں ملتے پنڈت رام بھجدت نے مجھے نکالنے کے لئے لالہ رلارام سے سازش کی کارروائی شروع ہو رہی تھی۔ لیکن لالہ رلارام صاحب نے نقشہ بدل اُلٹا کرنا شروع کر دیا جس کا پتہ حسب ذیل خط و کتابت سے لگیگا۔

"از گوجرانوالہ ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ پیارے رائے صاحب

میں انترنگ سبھا کے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے ۵ کو لاہور گیا

تھا جہاں مجھے [illegible] افسوس سے شنا کر سارے [illegible]

[illegible] شروع ہے جو کہ تفرقہ کا پہلا قدم ہے [illegible]

آئندہ اجلاس سبھا کا بڑا طوفان کا اجلاس ہوگا۔ اور اگر کچھ غیبی مدد نہ ملی تو شاید یہ جملہ مہاتما پارٹی کا آخری جلسہ ہوگا میں نے سنا ہے کہ چند آدمی جو ظاہر کر رہے ہیں کہ لالہ منشی رام کے حق میں کام کر رہے ہیں تمام خرابی ڈال رہے ہیں ان میں سے لالہ بشمبر ناتھ نے سب سے زیادہ شرارت کی ہے جیسے لالہ کیدار ناتھ منتری نے آفس میں دخل دیا ہے جس کے لیے میں بڑا زبردست پروٹیسٹ پیش کرتا ہوں لالہ کیدار ناتھ نے آپ کی اجازت حاصل کرتے ہوئے اصل حالت کو بیان نہیں کیا آپ لالہ کیدار ناتھ کو لکھیے کہ لالہ بشمبر ناتھ کو سبھا کے کاغذات کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھنے دے مہربانی کر کے یہ خط لالہ منشی رام کو اُن کی اطلاع کے لیے بھیج دیجیے یہ خط پرائیویٹ آپ کے نام نہیں ہے بلکہ میں نے بحیثیت اپنی پارٹی کے ایک Active کارکن کے بھیجا ہے آپ کا رلا رام"۔

اسپر راے صاحب نے حسب ذیل لکھ کر میرے پاس بھیج دیا۔

"پیارے لالہ منشی رام جی حسب منشا لالہ رلا رام کے لالہ کیدار ناتھ کو لکھ رہا ہوں۔ مجھے اس wire pulling کی اطلاع نہیں دی گئی کوشش ہو رہی ہے کہ آنند اور اسے کا اظہار دبا یا جاوے اور سماج کو ایک متعصب تنگ دل sect کے برابر گرا دیا جاوے میں نے پریسیڈنسی کا فی مزہ لے لیا میں چاہتا ہوں کہ مجھے جلد سبکدوش کر دیا جاوے۔ آپ کا ٹھاکر دت"

میری طرف سے حسب ذیل خط گیا۔

"از گروکل ۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء۔ پیارے راے صاحب نمستے۔ مجھے لالہ رلا رام کی شورش اور آپ کی جھاڑ دونوں پر تعجب ہے۔ کیونکہ دونوں سے جنگ جو سپرٹ کا اظہار ہوتا ہے کیا یہ اُن الزامات کا

کا جواب ہے جو کہ میری طرف سے برخلاف ماسٹر لچھمن داس - ماسٹر
آتما رام اور ماسٹر درگا پرشاد کے دربارہ اُن کے گروکل کے برخلاف
کام کرنے کے لگائے گئے ہیں ؟ اور کیا یہ میرے ان خطوط کا جواب
ہے جو کہ میں نے لالہ جیون داس کے Condeict عمل بمقام
گروکل اور دیگر معاملات کی بابت لکھے تھے جن سے کہ آپ بخوبی واقف
ہیں کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ میں - باوجود اپنے بچ کے خراب
ہوئے معاملات کے بھی - اس لیئے واپس گروکل آیا کہ پنجاب کے تمام
آریہ سماجوں نے بالاتفاق مجھے مجبور کیا کہ اگر یہ صحیح ہے تو مجھے خود
Canvassing کرنے یا لوگوں کی معرفت کرانے سے کیا حاصل
ہو سکتا ہے ؟ کیا جملہ آریہ سماجوں کو متعصب تنگدل پنتھ (مت) کا خطاب اس
لیئے مل رہا ہے کہ وے لالہ رلا رام کی ہر ایک ہاں میں ہاں نہیں ملاتے
ہیں آریہ سماج میں کوئی پارٹیاں نہیں سمجھتا - اگر لالہ رلا رام ایک نئے مت
کے کھڑا کرنے - پر تلے ہوئے ہیں تو کیوں وہ مجھ پر اُسکا الزام لگاتے ہیں
اگر کوئی شخص Canvassing کرتا ہے تو مجھ سے اُس نے
کوئی اجازت حاصل نہیں کی - اس دھمکی سے کیا فائدہ کہ آئندہ کہ آئندہ
اجلاس سبھا کا ایک طوفان ہوگا - لیکن میں بھول گیا لالہ رلا رام میں دھمکیاں
دینے کی عادت پرانی ہے اگر لالہ رلا رام چاہتے ہیں کہ میں آئندہ اجلاس
سبھا سے غیر حاضر ہو جاؤں تو کیوں نہیں صاف لکھ دیتے تاکہ میں نہ جاؤں
محض گروکل کا بجٹ ہے جس کے لئے میری موجودگی لازمی ہے میں اس
بجٹ کو بھی اس کی قسمت پر چھوڑنے کو تیار ہوں - اگر اس سے لالہ رلا رام
کا من شانت ہو سکتا ہے آپ لکھتے ہیں کہ آپ پریسیڈنٹی کا کافی مزہ لے
چکے ہیں میں ایسے وسیع تجربہ اور مضبوط دل کے آدمی سے جیسے کہ آپ
بیان کیئے جاتے ہیں اس قسم کے کلمات کی امید نہیں رکھتا تھا ہمارے

درمیان آریہ پرتی ندھی سبھا کا پریسیڈنٹ ہمیشہ پنجاب کے آریہ سماجوں
کا لیڈر سمجھا جاتا رہا ہے اور کھلی آنکھوں سے اس عہدہ کو منظور کر کے
اور آریہ سماج میں اعلے سے اعلے آدمیوں سے اعلے سے اعلے مدد پا کر
اب اس وقت آپ اس طرح اپنے فرض سے جواب نہیں دے سکتے اگر
لالہ رلا رام کا اعتبار کیا جاوے تو یہ ایک غیر معمولی موقع ہے اور پنجاب کے
آریہ سماجوں کے موجودہ لیڈر کی طرف سے غیر معمولی مستعدی کے اظہار کا محتاج
ہے آپ اپنے آتما کی شانتی کبھی حاصل نہیں کر سکتے ہیں گے اگر آپ اس مصیبت
کے دور کرنے میں پوری کوشش نہ کریں گے جس مصیبت کی دھمکی پنجاب کے
آریہ سماجوں کو لالہ رلا رام دے رہے ہیں ٭ آپ کا نہایت صادق
منشی رام

اس خط کا مجھے کوئی جواب نہ ملا اس لیے میں لاہور کے جلسہ میں اس خیال پر شریک
ہونے کے لئے گیا کہ راستہ ٹھاکردت جی اوشیہ جلسہ میں شامل ہونگے لیکن میرا یہ
خیال غلط نکلا ٭

میں گرو کل سے پہلے جالندھر آیا وہاں سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کی کلکتہ میل
میں لاہور چلا۔ انٹر کلاس میں سفر کرتا تھا۔ میرے ساتھ ڈاکٹر سکھدیو وغیرہ بہت سے
اصحاب تھے۔ امرتسر کے سٹیشن پر لالہ کیدار ناتھ جی منتری آریہ پرتی ندھی سبھا نے ان
کہا کہ دوم درجہ کی گاڑی میں چلیئے۔ وہاں پنڈت رام بھجدت موجود ہیں اور آپ سے
تخلیہ میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں دوسرے درجہ کا ٹکٹ حاصل کر کے میں وہاں چلا گیا
اس وقت پنڈت جی نے جن خیالات کا اظہار کیا جس طرح پر روئے اور جس طرح
میری مخالفت میں جو غلطیاں انہوں نے کی تھیں انکا اظہار کیا ان سب کے بیان کرنے کی
ضرورت نہیں مختصر یہ کہ پنڈت جی کی زبانی معلوم ہوا کہ انہوں نے جو اپنے سماج کے جملہ کاغذات
میرے پاس نہیں بھیجے دیئے ان کے کارن لالہ منشی رام وید او رلالہ رلا رام وغیرہ ہی ہوئے
کیونکہ ان لوگوں نے انکو کہدیا تھا کہ میرے ہاتھ میں کاغذات آتے ہی میں پنڈت رام بھجدت سے

ان کی اُسوقت کی مخالفت کا بدلہ لونگا۔ پنڈت رام بھجدت نے پوچھا "کیا آپ اسوقت میرے مقدمہ کے
کاغذات دیکھنے اور اُنکے متعلق رائے قائم کرنیکیلئے تیار ہیں" میں نے جواب دیا "دت! اگر تم میرے عزیز
فرزند کوئی میری سخت مخالفت بھی کرو لیکن انصاف کو میں کیسے ہاتھ سے دے سکتا ہوں۔ تمہارا حق ہے جب
چاہو کاغذات اسکے ملاحظہ کیلئے پیش کرو میرا فرض ہوگا کہ میں اُنکا مطالعہ کروں اور اگر میں نے غلطی کی ہو تو اپنی رائے
کو بدل لوں" خیر بات چیت ہوتے لاہور پہنچے میں سیدھا سبھا کے دفتر میں گیا پنڈت رام بھجدت بھی وہاں آگئے
ڈاکٹر پرمانند موجود تھے کیونکہ انترنگ سبھا کا جلسہ مقرر تھا۔ ڈاکٹر پرمانند مسٹر چیئرمین ہوئے کہ آخر کار مقدمہ ...
کھولکر دکھلانیکا ارادہ ظاہر کیا پر پنڈت دت جی نے اُسوقت کہا کہ اصل مثل تو بابا گردھاری لال کے پاس ہے مگر میرے
تمام نوٹ اپنی قلم کے لکھے ہوئے اُنکے پاس ہیں۔ آخر میں فیصلہ یہ ہوا کہ دت کو سمجھایا کہ بغیر اصل کاغذات
دیکھے فیصلہ دینے کا کچھ اثر نہ ہوگا چنانچہ اُسیوقت حسب مشورہ ڈاکٹر پرمانند جی کے دت نے رائے ٹھاکر دت کو
تار دیا کہ لالہ رلا رام کو اجازت دو کہ میری مثل میرے حوالہ کردیں۔ اُسوقت معلوم ہوا کہ رائے ٹھاکر دت جی نے
سبھا کی جملہ مثلوں کا چارج لالہ رلا رام کو دے رکھا ہے۔ وجہ یہ ہوئی کہ جب نئے انتخاب کی ... پر ہاں
بہت سی مثلیں سبھا میں واپس نہ آئیں۔ رائے صاحب کے پاس اگر وہ مشتبہات ہوتیں تو وہ فوراً انہیں ...
اور لالہ رلا رام ایسے کمزور دل آدمی نہیں کہ پبلک رائے یا آمرانہ کی آواز کی پروا کریں۔ ...
دونوں مثلیں انکے پاس پڑی ہیں۔ خیر مسٹر دت نے تار دیدیا لیکن پھر میرے گرد ہوگئے ...
کیا آپ سمجھتے ہیں کہ رلا رام کیسا ہاتھ کوئی ہو کوئی بھی نہیں ... جنہیں ہم بعض آپ خود جانتے ہیں ...
سے صلح سے واسطہ نہیں رکھتے وہ سب محض میرے خاطر پر تلی ہوئی ہیں۔ پنڈت امرناتھ وغیرہ فساد کے لئے
برکر رہے ہیں وہ لوگ مصمم ارادہ کر چکے ہیں کہ اگر سبھا میں میرے معاملہ کا کوئی نام بھی لیا تو اُسکا سر ...
چھوڑیں آپکی بےعزتی کرنے کا ارادہ انہوں نے مصمم کرلیا ہے بہتر ہے کہ آپ میرے نوٹوں کو دیکھکر ہی فیصلہ
دیدیں ورنہ آپکی عزت کا بچانا میرے لئے بھی مشکل ہوجاویگا" میں نے ہنسکر جواب دیا "دت! انہیں تمہاری ...
کی اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی کارروائی میں روکیں اگر مناسب سمجھیں تو میری بےعزتی بھی کریں لیکن
میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جلسہ ختم ہونیکے بعد پھر جسوقت تم اصل مثل میرے پاس لاؤ گے اسیوقت میں
اسکا ملاحظہ اپنا فرض سمجھونگا اور تمہارے بدذگار روکنے کی بیجا حرکتوں کا اُسوقت بھی میرے فیصلہ پر
کوئی اثر نہ ہوگا" ڈاکٹر پرمانند نے بھی مسٹر دت کو سمجھایا کہ مناسب یہی ہے جو میں نے کہا ...

سب چلے گئے کیونکہ کورم نہ ہوا۔ اور میں ڈاکٹر پرمانند جی کے مکان پر چلا گیا مسٹر دت جی نے دھمکیاں اور بھی بہت دی تھیں لیکن قصہ کو طول دینے کی گنجائش نہیں۔ دوسری صبح لالہ رلارام کا حسب ذیل دستی خط آیا :-

پیارے لالہ منشی رام جی میں ابھی پہنچا ہوں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رات آگئے ہیں۔ رائے ٹھاکر دت جی نہیں آرہنگے مجھے رات ایک تار سے معلوم ہوا ہے انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ سے ملوں اور کوشش کروں اگر آریہ سماج کے کام میں جو موجودہ مشکلات دور ہو سکیں میں آپ کو ملکر اس مضمون پر قبل جلسہ کے بحث کرنے کیلئے تیار ہوں۔ رلارام "زبانی آدمی نے کہا کہ لالہ رلارام جی لالہ کاشی رام جی وید کے یہاں ہیں اور اسی جگہ آپکو ملنا چاہتے ہیں میں بلا تکلف لالہ کاشی رام کے یہاں چلا گیا پہلے تو لالہ کاشی رام کو علیحدہ بلا کر بتلا دیا کہ جو کچھ انکی نسبت زیادہ تر سنا تھا وہ یہی ڈاکٹر پرمانند سے سنا تھا اور ڈاکٹر جی بالمواجہ گفتگو کرنیکو تیار ہیں لیکن لالہ کاشی رام جی نے بالمواجہ گفتگو کرنا پسند نہ کیا (اب میں نے خوشی سے سنا ہے کہ لالہ کاشی رام پھر ڈاکٹر صاحب کے دوست ہیں چنانچہ جب وواہ کے بعد لالہ کاشی رام جی بٹالہ سے واپس آئے تو پیشوائی میں ڈاکٹر صاحب کا خاص حصہ تھا ۔)

لالہ کاشی رام سے بات کر کے میں باہر آیا اور لالہ رلارام سے مفصل گفتگو ہوئی لالہ رلارام جی نے کہا کہ سوالات تین ہیں میں نے ان سے انکی تفصیل اور حل پوچھا اور اسی کو مان لیا ۔

اول لالہ رلارام نے بیان کیا کہ آریہ سماجوں کے انتخاب پرتی ندھی سبھا کے نہیں بد ایمانی سے کام ہوا ہے اگر اس بد ایمانی کو نہ روکا گیا تو اخلاق بگڑ جائینگے مثلاً انہوں نے دو آریہ سماجوں کا بیان کیا۔ امرتسر اور لاہور امرتسر کی نسبت جو اعتراض تھے وہ میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں۔ دوسرا لاہور کی نسبت انہوں نے بیان کیا کہ لوگ پنڈت رام بھجدت اور اس کے ساتھیوں کو انتخاب میں لانے کیلئے تیار نہ تھے لیکن دت نے کہہ دیا کہ منشی رام سے جھگڑا ہے اسلئے میرا فیصلہ ہو ہی جاتا ہے تم لوگ مفت کو بدنام ہو گے اسپر لوگوں نے منتخب کر لیا وغیرہ میں نے لالہ رلارام کو پوچھا کہ جہاں electors (انتخاب کنندگان) کی آپ نے گنتی کر لی ہو وہاں پرتی ندھی انسے بہتر کیسے آسکتے ہیں پس آپکو اعتراض کا کیا حق ہے اور یہ جواب میں نے اسلئے دیا کہ جن آریہ سماجوں کے انتخاب کو اخلاق سے گرا ہوا لالہ رلارام نے بتلایا ان کے انتخاب سے لالہ رلارام اور پنڈت رام بھجدت کا ہی فائدہ تھا لالہ رلارام نے کہا کہ ان باتوں کو جانے دیجئے اخلاق کی درستی کرنا ایک ...

اس اپیل پر میں نے منظور کیا کہ جس وقت سبھا کا جلسہ شروع ہوگا میں صاف کہہ دونگا کہ ایک سب کمیٹی اسی

دوسرا سوال لالہ رلارام نے انتخاب کا پیش کیا۔ میں نے جواب دیا کہ انتخاب کے بارے میں
لوگوں کو مجبور کرنا بھی اخلاق سے گرا ہوا عمل ہوگا۔ لالہ رلارام نے جواب دیا۔ کہ مجبور کرنے سے ان کا
مطلب نہیں۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ قبل جلسہ شروع ہونے کے میں اور وہ کہہ دیں کہ ہماری
رائے میں خاص طور سے انتخاب سے کام اچھا چلیگا۔ میں نے اسے بھی منظور کیا۔ اور لالہ رلا
رام سے انتخاب کی نسبت رائے پوچھی اور ان کا بتلایا ہوا حسب ذیل انتخاب میں نے منظور کیا۔

(۱) رائے ٹھاکر دت پردھان (۲) لالہ رام کرشن سینیر وائس پریسیڈنٹ (۳) ڈاکٹر پرمانند
وائس پریسیڈنٹ (۴) لالہ خوشی رام جی منتری۔ باقی انتخاب کی نسبت عوام جیسا مناسب
سمجھیں کریں۔

تیسرا معاملہ پنڈت رام بھجدت کا تھا۔ لالہ رلارام نے ایک مثل نکالی جس میں رائے
ٹھاکر دت کی رائے درج تھی۔ انکی رائے تھی کہ کمیشن کی تحقیقات کے کاغذات سے صاف
ثابت ہے۔ کہ ملزم کی نسبت جرم کے قیاس میں شک ہے۔ پس شک کا فائدہ ملزم کو دیکر
انہوں نے اسے بری کیا۔ اس کے ساتھ رائے صاحب کا بھی اتفاق ہے۔ لالہ رلارام نے
پوچھا "آپ جانتے ہیں کہ رائے صاحب کا قانونی تجربہ کیسا ہے۔ کیا آپکو انکی رائے سے اتفاق
نہیں ہوسکتا۔" میں نے جواب دیا۔ کہ رائے صاحب نے جو رائے قایم کی ہے۔ اسکے ساتھ
تو مجھے پورا اتفاق ہے۔ یہ الفاظ تو جہاں چاہو مجھ سے کہالو۔ لیکن بیچارا دت تو اپنی
بریت چاہتا ہے۔ اور کل کاغذات میرے سپرد کرنے کا وعدہ کر چکا ہے۔ اس سے
انکی تسلی کیسے ہوگی۔

اسپر لالہ کاشی رام نے جو الفاظ کہے تھے وہ مجھے بخوبی یاد ہیں۔

That me ans death to Datta

انہوں نے کہا "اس کے معنی دت کی موت ہیں۔ اس سے انکی صفائی کیا ہوگی۔"
اسپر لالہ رلارام نے کہا "کاشی رام! تم خوہ مخواہ دخل دیتے ہو۔ اگر وہ خود صرف اس قدر مان
جائے۔ تو تمہارا کیا نقصان ہے۔ کسی طرح شانتی بھی ہونے دو۔" اسپر آپ نے لالہ رلارام
کو کہا "دت کو جا کر کہہ دیجئے۔ کہ سبھا کا جلسہ شروع ہوتے ہی میں سب بھائیوں کو کہہ

دوں گا۔ کہ کوئی بھائی بھی اُن کے معاملہ میں رائے زنی نہ کرے۔ کیونکہ جلسہ کا غذات میرے حوالہ ہو گئے ہیں۔ اگر اُن کو یہ منظور ہو۔ کہ میں رائے مسٹر دت کی رائے کے ساتھ اتفاق کروں تو مجھے وہ بھی منظور ہے"۔ خاتمہ پر فیصلہ یہ ہوا۔ کہ اول دو امور تو فیصلہ شدہ ہی ہیں۔ تیسرے امر کے لئے لالہ رلا رام۔ پنڈت رام بھج دت کے پاس جاویں۔ اور قبل شروع ہونے جلسہ کے سماج مندر میں مجھ سے کہدیں کہ کیا فیصلہ ہوا۔

لیکن جب سبھا کے اجلاس کا وقت آیا اور ایک سو سے زیادہ پرتی ندھی جمع ہوئے تو لالہ رلا رام نے مجھ سے آنکھ تک ملانا چھوڑ دیا۔ معلوم ہوا۔ کہ مسٹر دت کے مکان پر خاص میٹنگ ہوئی۔ اُس میں ایکدوسرے کو مدد دینے کے لئے اقرار ہوئے۔ اور لٹھ پارٹی کے لئے تیار ہو کر یہ لوگ سماج مندر میں آئے۔ جب لالہ رلا رام آنکھ ملانے سے بھی کتراتے۔ تو میں نے انکو خود بلایا۔ اور جو سبب دریافت کیا تو بولے "دت نہیں مانتا"۔ بس سارا معاملہ ختم ہوا۔

اب اجلاس کا وقت آیا۔ لوگ جلسہ کے لئے پردھان انتخاب کرنے کو تھے۔ کہ مسٹر دت کرسی پر جا براجے۔ اور کہا۔ کہ میں سینئر وائیس پریسیڈنٹ ہوں۔ پردھان کی غیر حاضری میں کام کروں گا (جھگڑے کے ختم ہونے پر دسمبر ۱۹۰۷ء میں خود دت نے مانا تھا۔ کہ سینئر وائیس پریسیڈنٹ کا ڈھکوسلا اُسنے اپنی بریت کے لئے گھڑا تھا۔ گزشتہ کارروائیوں سے دکھلایا گیا۔ کہ جب نیا انتخاب ہوتا ہو تو اُس سبھا کا میر مجلس نیا بنایا جایا کرتا ہے۔ لیکن دت نے زبردستی اس عذر کو ناقابل سماعت قرار دیکر فیصلہ کر دیا۔ کہ گو انترنگ سبھا آج کے لئے نہیں بلائی گئی۔ تاہم انترنگ سبھا مع کاغذات متعلقہ پرتی ندھیاں پیش ہونگے۔ میں نے سب بھائیوں کو منع نہ کریں۔ خود میں انترنگ سبھا میں شامل نہ ہوا۔ کیونکہ میں اسکو ٹھیک نہیں سمجھتا تھا۔ اندر انترنگ سبھا نے کام شروع کیا۔ بار بار۔ چودھری جیکرشن امرتسری نے مجھے آکر تنگ کیا۔ اور کہا۔ کہ پرتی ندھی کنندگان سخت ہیں۔ اگر میں چلوں تو جلد پڑتال ہو سکتی ہے۔ میں اُن کے کہنے اور ممبروں کے بار بار بلانے پر اندر گیا۔ تب مجھے حیرانی ہوئی جب امرتسر کے انتخاب کو لالہ رلا رام ناجائز بتلاتے تھے۔ اُسے اُسی وقت جائز قرار دیدیا۔ لاہور کا ذکر ہی نہ ہونے دیا۔ دت نے سخت زبردستی شروع کر دی۔ باہر لالہ چھجو رام ایک طرفہ لوگوں

کو دھمکا رہے تھے۔ پنڈت امرناتھ ہر ایک کے گلے پڑتا۔ اور لاٹھیاں دکھلاتا تھا۔ لالہ ٹھاکر داس جو سبھا کی ممبری سے معزول ہو چکے تھے۔ اُن کا تماشہ بھی چل رہا تھا۔ اور وہ ڈنڈا لئے دت کی حفاظت کے لئے موجود تھے۔ آخر کار لالہ رلا رام نے کہا۔ کہ میں مضمون پیش کرتا ہوں کہ چونکہ اخلاق سے گرے ہوئے بہت سے انتخاب ہوئے ہیں۔ اس لئے اُنکی تحقیقات ہو اور یہ جلسہ ملتوی ہو۔ میں تائید کرنے کے لئے تیار تھا لیکن جب میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کا منشا بد اخلاقی کی تحقیقات کرانا نہیں بلکہ محض جلسہ کو روکنا ہے۔ تو میں نے اُسکی تائید نہ کی۔ میں نے اُسوقت ممبران کو خبردار کیا اور کہا۔ "جس قدر بد اخلاقی کرنیوالے پنڈت رام بھجدت اور لالہ رلا رام کے جانبدار تھے۔ سب کے عذرات منظور ہو چکے ہیں۔ جن کے نامنظور ہونے وہ ان کے مخالف سمجھے جاتے ہیں۔ اب کوئی عذر باقی نہیں۔ پس سبھا کا اجلاس منظور شدہ پالیسی [illegible] سے شروع کیجئے۔ اور باقی کو پڑتال کے لئے چھوڑئے۔ اُس تحقیقات کے لئے بھی کمیٹی جنرل سبھا سے مقرر ہونا چاہئے۔" لیکن مسٹر دت نے سب کچھ [illegible] کیا۔ اُسوقت میری عجیب حالت تھی۔ اندر دیکھا۔ کہ چودھری رام کرشن جی امرت سر کے انتخاب کو جائز ثابت کرنے کے جھوٹ سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ چنانچہ ایک شخص کی درخواست پڑھی گئی جس نے لکھا۔ کہ وہ بغیر مرضی ممبر بنایا بنایا گیا۔ اور اُس کا چندہ ادا کیا گیا جس پر چودھری جی نے فرمایا۔ کہ وہ نابالغ ہے اُس کا لکھنا قابل لحاظ نہیں۔ لیکن ان کے پاس بیٹھے منتری لالہ کرپا رام امرت سری نے کہہ دیا۔ کہ نہیں پرشاد جی غلطی کرتے ہیں۔ وہ بالغ ہے۔ لیکن باہر انہیں چودھری جی کو یہ کہتے سُنا۔ "سب نے بے ایمانی کی ہے۔ کس نے نہیں کی۔ پھر ہم نے بھی ایسا ہی کیا۔" جب میں نے دیکھا۔ کہ بے تحاشا لوگ بے ایمانیاں کر رہے ہیں اور ساتھ ہی مکاری سے دوسروں کو بے ایمان کہہ رہے ہیں تو مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور میں نے باواز بلند کہہ دیا۔ "میں آج سے پنجاب کے آریہ سماجوں کے جملہ انتظامی معاملات سے علیحدہ ہوتا ہوں" اور علیحدہ بیٹھ گیا۔ مسٹر دت نے فوراً لالہ رلا رام کے ریزولیوشن پر رائیں لیں۔ مجھے مجبور کیا گیا۔ کہ وہاں سے اٹھ کر خواہ مخواہ کچھ [illegible] کر دوں۔

لیکن انترنگ سبھا کو باقاعدہ ختم کرا دوں۔ لالہ خوشی رام جی موجود تھے۔ لیکن شریک نہ ہوئے۔ اگر میں بھی لالہ رلا رام کی تجویز کے برخلاف رائے دیتا۔ تو وہ گر جاتی لیکن جہاں میں جلسہ کے التوا کی تجویز پر از شرارت سمجھتا تھا۔ وہاں بعض آریہ سماجوں کے طریقہ انتخاب کو اخلاق سے گرا ہوا سمجھتا تھا۔ پس میں نے کوئی رائے نہ دی اور پنڈت رام بھجدت نے اپنی کاسٹنگ ووٹ سے ریزولیوشن پاس کرا دیا۔ اور منتری کو علیحدہ کر کے کل کاغذات اپنے قبضہ میں کر کے لالہ بھولا ناتھ جی پسر لالہ جیونداس جی کے پہرہ میں دفتر سے علیحدہ بھیج دئے۔ میں بھی انترنگ سبھا کا اجلاس ختم ہوتے ہی باہر چلا آیا۔ پھر مجھے معلوم نہیں۔ کہ کیا ہوا۔ میں ڈاکٹر پرمانند کے مکان پر اترا ہوا تھا۔ میرے ساتھی سب سو گئے۔ میری آنکھیں تک بند نہ ہوئی تھیں۔ پس ٹہلنے لگا۔ گیارہ بجے رات سے صبح کے ۴ بجے تک برابر ٹہلتا رہا۔ اسوقت آریہ سماج کا سارا گزشتہ اتہاس میری نظروں سے گزرا۔ پورے چار گھنٹوں تک یہ حالت تھی۔ کہ گویا اب دل پھٹا اور اب رہائی ہوئی۔ جو بھیانک نظارے میں نے ۱۶۔ اکتوبر کو دیکھے اُن کا سواں حصہ بھی بیان نہیں کر سکا۔ لیکن آخرکار ایک درڑھ سنکلپ کر لیا۔ تب چت شانت ہوا۔ سنان کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کو جگایا۔ اور سندھیا اگنی ہوتر کر کے اپنے کام میں لگا۔ زیادہ کیا لکھوں۔ اپنے ناظرین کی سمجھ میں میری تحریر مندرجہ ستیہ دھرم پرچارک مطبوعہ ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء آجاویگی۔ جو حسب ذیل تھی:۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

چھبیس برسوں سے زیادہ کا عرصہ گزرا جبکہ ست شاستروں کے جنگلوں میں جبکہ بھٹکتے اور ٹھوکریں کھاتے کھاتے تنگ آ کر میں ناستک پن کے گڑھے میں گر کر ختم ہونے کے قریب تھا۔ کہ پتا کی پریرنا میں ایک سنیاسی کا دیاکھیان سننے کو مل گیا۔ دیاکھیان میں جانے سے قبل جس درجہ تک میری اشردھا سنسکرت دانوں اور سنیاسیوں کے لیے پہونچی ہوئی تھی۔ اسی درجہ کی شردھا مجھ میں اس خاص سنیاسی کے لئے پیدا ہوئی۔ ایک ماہ کامل دیاکھیان سنتے ہوئے میں نے سچائی پر استقلال سے کام کرنے کا بھی اس بزرگ

دیش سے پڑھا۔ لفظ پڑھا میں نے نیتاً استعمال کیا ہے۔ کیونکہ میں
اُس وقت پر اُسوقت عمل نہ کر سکا۔ اُس بزرگ کی ایک ایک بات کے
اندر سچائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور ایک ایک شبد جو اُس کے
مُنہ سے نکلتا تھا۔ السنالوں کے اندر گھستا چلا جاتا تھا۔ بزرگ دنیا سے
رخصت ہوا اور میں پھر سے ناستک پن کی غار کی طرف متوجہ ہوا۔ آچرن
پھر ایسے بگڑ گئے۔ کہ جن کا خیال اسوقت بھی دل میں آ کر اسے دبا کل کر
دیتا ہے۔ لیکن دھرم کی سچی پیاس پیدا ہو چکی تھی۔ یہ کشمکش شروع ہوئی اور
دیو اسر سنگرام ہونے لگا۔ یہ سنگرام کامل چھ برسوں تک جاری رہا۔ اُسی
زمانہ میں وہ بزرگ جس کے شردھانند نام نے یہ حرکت پیدا کی تھی۔ اپنے
فانی جسم کو ترک کر کے اپنے نج گرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور اُس رشی صفت
سچے براہمن سنیاسی سے دوسری بار ملنے اور اپنے شنکے نورت کرنے کی
ہوس دل کی دل میں رہ گئی۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ہی رشی کے
ڈالے ہوئے سنسکار جاگ اُٹھے۔ اور شریر اور آتما کی صفائی کے بعد
میں نے ویدک دھرم کو گرہن کیا۔ شانتی کی تلاش میں اپنے پرماتما کے وصال
کی خواہش سے جب سے جا کر میں نے آریہ سماج کے ست سنگ کو اپنے
لئے ایک اعلیٰ نعمت سمجھا۔ اور گو میں اپنے آپ کو آریہ سماج کی سیوا کے
لائق نہیں سمجھتا تھا۔ تاہم میرے بڑے بھائیوں نے نہ صرف مجھے کھلے
ہاتھوں اپنے دائرہ کے اندر لیا۔ بلکہ مجھے شروع سے ہی سیوک بننے
کا فخر بخشا۔ آریہ سماج میں داخل ہوتے وقت پرانے مذاہب کے
علاوہ میں نے نئے مذہب متوں کی بھی پڑتال کی۔ کیونکہ میرے لئے
آریہ سماج میں داخلہ کا سوال زندگی اور موت کا سوال تھا۔ اسطرح
آریہ سماج میں داخل ہوتے ہی مجھے اپنے بزرگوں تک کی مخالفت کرنا
اور پھر شیلتا سے برداشت کرنی پڑی۔ اُسکے ذکر کرنے کا یہ موقعہ نہیں ہے۔

اس ساری کہانی کو اسوقت کے لیئے ملتوی کرتا ہوں جبکہ شاید اپنی عبرتناک زندگی کے واقعات پبلک کے روبرو سچائی کے اظہار کے لئے ضروری سمجھوں۔ اس جگہ صرف اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ میں نے پتاجی کی خفگی کو جس استقلال سے برداشت کیا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخرکار اُن کو میری سچائی پر وشواس ہو گیا۔ اور انہوں نے میرے ساتھ اپنے پریم کو بہ نسبت سابق زیادہ تر بڑھایا۔ دن بدن میرا پریم ویدک دہرم کے ساتھ بڑھتا گیا۔ ۱۸۸۵ء کے شروع میں ہی ویدک سوریہ نے میری آنکھیں کھولیں۔ اور اسی دن سے میں نے اسکی پران ڈالنے والی کرنوں کو اپنے اندر جذب کرنا شروع کیا۔ دن بدن میری آتمک اوستھا سدھرتی گئی۔ یہ ترقی برابر ۱۸۹۲ء تک جاری رہی اس منزل تک مجھے آریہ سماجیوں کے آچرنوں نے نہیں پہونچایا تھا بلکہ رشی کے اودہار نے تصویر نے مجھے وہاں تک بڑھایا تھا۔ گو آریہ سماج کے بعض اسوقت کے بھائیوں کے آچرنوں نے بھی میری سہائتا کی۔ مینے رشی کی بدولت جو کچھ حاصل کیا۔ اُس کے لیئے میرا دم بدم اُس کا دھنیہ واد ادا کر رہا ہے۔ ۱۸۹۱ء کے خاتمہ پر آریہ سماج کے اندر مینے پہلا دردناک نظارہ دیکھا۔ اور اُس کے بعد تو اتر ۱۸۹۶ء کے شروع تک جو جو وجہ مجھے آریہ سماج کی رکشا کے لیئے کرنی پڑی۔ اُس سے اس پتر کے پاٹھک خصوصاً اور آریہ سماج کے اتہاس پر غور سے نگاہ رکھنے والے عموماً واقف ہیں۔ اور اس کشمکش میں انسانوں کی کمزوریوں کے خوفناک اظہار کو دیکھ کر بعض اوقات میرا آتما کانپ اٹھتا تھا۔ لیکن پھر بھی ہر رستے کو مضبوط کر کے میں اپنی بدھی اور آتمک بل کے انوسار آریہ سماج کی سیوا کرتا رہا۔ بھائی کو بھائی سے جدا ہوتے ہوتے دیکھ کر میں نے خون کے آنسو

بہاتا تھا۔ لیکن پھر رشی کے پُر نور چہرے کو یاد کرکے اور کمزوری کو
جواب دے کے اپنے کرتویہ کا پالن کرتا جاتا تھا۔ اُس موقعہ پر سینکڑوں
آتماؤں کو اپنے آدرش سے گرتے اور کمزوریوں کا غلام بنتے دیکھا
نظارا پھر بدل گیا۔ پنڈت لیکھرام کے دردناک قتل نے پھر اُن طبیعتوں
کو ہلا دیا۔ اور آریہ سماج میں پھر سے اتفاق کے آثار نظر آنے لگے لیکن
چونکہ انسانوں کے آتما بہت گر چکے تھے۔ مکاری اور وشواس گھات
نے انہیں پھر اُلٹا دبایا۔ اور نئی کشمکش پھر شروع ہو گئی۔ لیکن یہ آگ جلد
شانت ہوئی۔ اور میں نے بڑی کوشش سے نہایت سخت حملوں کا
خاموشی سے جواب دیتے ہوئے اس موقعہ پر بھی اپنے آتما کو ثابت کرنے
کی کوشش کی۔ اس کے بعد ویدک دھرم کی فضیلت کے اظہار میں جو
شاریرک تھا مانسک کشٹ مجھے اُٹھانے پڑے۔ اُن سے بجائے دکھ
کے مجھے آنند ہوتا رہا۔ لیکن تیسرا پردہ پھر اُٹھا۔ اُس پردہ کے اُٹھنے
کی تیاریاں تو قریباً پانچ برسوں سے شروع کی ہوئی تھیں۔ لیکن ڈھائی
برس سے یہ بالکل اُٹھ گیا۔ تب مجھے گھبراہٹ ہوئی۔ اور جنوری ۱۹۰۴ء
کے پہلے ہفتہ کی ایک رات مجھے ہرگز نہیں بھولیگی۔ جبکہ اُس نے
ہونیوالے ناٹک کے درشیہ کے تصور میں مجھے بے اختیار یہ شعر یاد آیا

تو برائے وصل کردن آمدی　　نے برائے فصل کردن آمدی

رشی دیو نے مجھے میرے خیال میں پھر درشن دئے۔ اور یہ پوچھا وہ تو کس کام
کے لئے آیا تھا۔ اور کیا کر رہا ہے؟" اس سے بڑھ کر کوئی الفاظ میں نے
اپنے خیال میں نہیں سُنے۔ لیکن میرے لئے اتنے بھی اور اشارے بہتیرے
تھے۔ اُسی دن سے میں نے اپنے آپکو بجائے وصل کے فصل کا
ذریعہ دیکھ کر میدان سے علیحدہ کرنا چاہا۔ اس کے لئے جو جو کوششیں
میں نے کیں۔ وہ چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ لیکن کرموں کا پھل بھوگنا بھی تھا۔

ناکامیاب رہا۔ یہ ناٹک کا نیا نظارہ مدت تک چلا۔ لیکن میرے لئے
اس کا آخری پردہ ۱۶۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کی رات کے دس بجے گر پڑا۔ اس سے
پہلے ہی دھیان میں ڈوبے ہوئے میرے آتما کے روبرو رشی کا نورانی چہرہ
پھر بالمقابل ہوا۔ اور اُسنے پھر پوچھا۔ کہ آیا میں اپنے اُدّیشیہ کی پورتی
کے لئے کیا کیا تدابیر عمل میں لا رہا ہوں۔ اس مرتبہ شرم سے سرنگون
ہونا پڑا۔ کوئی جواب نہ رہا۔ لیکن لاجواب ہونے کے بعد جبکہ یہ بھی
یقین ہوگیا کہ میرے بیسیوں بھائی میرے پتا پرماتما کے امرت پُتر
محض میری شخصیت کے باعث اپنے دھرم سے پتت ہو رہے ہیں۔ تب تو
سہن نہ ہو سکا۔ اور میں نے درڑھ سنکلپ کر لیا۔ کہ پنجاب کے آریہ سماجوں
کی جملہ آرگنیزیشنوں سے قطع تعلق کر لوں۔ اور اسی امر کا اظہار میں نے
آخری پردہ کے گرنے کے وقت کر دیا۔

مجھے یقین ہے۔ کہ جب تک اُن بھائیوں کو جو محض میرے آریہ سماج
سے تعلق رکھنے کی وجہ سے دکھ محسوس کر رہے ہیں۔ یہ نشچے نہ ہو جاوے
کہ میرا آریہ سماج کی آرگنیزیشن سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ تب تک ان کے
ہردے اشانت رہیں گے۔ اس لئے میں سب بھائیوں کی اطلاع کے
لئے اعلان دیتا ہوں۔ کہ میں

آج سے آریہ سماج کا ممبر نہیں ہوں

اور اس لئے آریہ پرتی ندہی سبھا کنیا مہاودیالے اور جالندھر آریہ سماج
وغیرہ کسی بھی سوسائٹی کا ممبر نہیں رہ سکتا۔ کرپا کر کے اُن کمیٹیوں سے
میرا نام وہ خود خارج کر دیں۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے۔ کہ گروکل سے ساتھ میرا کیا سمبندھ رہے گا۔ گروکل
سے علیحدگی کی آخری درخواست میری سبھا کے جنرل اجلاس منعقدہ ۲
۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۶ء میں فیصل ہوئی تھی۔ جسکے مطابق سبھا کے موجودہ ممبران نے

بالاتفاق مجھے واپس جانے کی آگیا دی۔ ہم بھائیوں کے سنرکنکوں کی
دروناک اپیل کا خصوصاً میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اور اس لئے
میں ۱۳ ستمبر کو دہرہ ڈونگپ کرکے واپس آیا تھا۔ کہ گروکل کی سیوا سے کبھی
بھی خود بخود منہ نہ موڑوں گا۔ اس پر ٹکیا پر میں اب بھی قائم ہوں۔ آریہ
پرتی ندھی سبھا پنجاب نے مجھے گروکل کا کلپتی ادشٹھاتا مقرر کیا تھا جب
تک وہ سبھا مجھے سیوا کے یوگیہ سمجھے۔ گروکل بھومی میں بیٹھا ہوا بھی اُنکی سیوا
کرتا جاؤں گا۔ لیکن جس وقت کہ اُس معزز سبھا کا وشواس مجھ پر نہ رہے
اُسی وقت جنرل سبھا کے باقاعدہ مقرر کردہ آدمی کے حوالہ گروکل کا چارج کردونگا۔
چونکہ پنجاب کے آریہ سماجوں کی کسی آرگنیزیشن کے ساتھ بھی میرا تعلق
آئندہ نہیں رہا۔ اس لئے اُن معزز سبھاؤں کے جملہ ممبروں کی سیوا میں آخری
نمستے عرض کرتا ہوں۔ لیکن جن آریہ بھائیوں کے ساتھ کہ میں نے پہلو بہ
پہلو تیس برسوں تک برابر کام کیا ہے۔ جن کے ساتھ رہکر کہ اینٹ اور
پتھر اور گالیاں ایک طرف برداشت کیں۔ اور جن کے ست سنگ میں دو سری
طرف الٰہی سے اعلیٰ آنند کی لہروں میں سنان کیا۔ کیا اُن کو بھی آخری نمستے
کہنے کا ساہس مجھ سے ہو سکتا ہے۔
میرے پیارے آریہ بھائیو! تمہیں شاید میرے اس عمل پر یہ شبہ
پیدا ہو کہ مہرشی دیانند سے ویدک وکھلائے ہوئے سدھانتوں پر
مجھے کچھ سندیہ ہو گیا ہے۔ میں تمہیں اپنا اندر چیر کر دکھلا نہیں سکتا۔
لیکن اگر

دل را بدل رہیست

کا مقولہ سچ ہے۔ تو آپ سب کو یقین کرنے میں دقت نہ ہوگی۔ کہ آج
رشی کے دیہانت کے ہر سے سدھانتوں پر میرا نشچہ زیادہ تر درڑھ رہا ہے۔
میرے پیارے بھائیو! میں کیا محسوس کر نہیں سکتا؟ میرے اس طرح پر

علیحدہ ہونے سے آپکے نرم دلوں پر بڑی بھاری چوٹ لگیگی۔ اور کیا میں ایسا سنگدل ہوں کہ آپکے دکھہ کو انوبھو کرکے مجھے کشٹ نہ پہونچتا ہو!

جب اس خیال کا میرے دل کے اندر پہلے پہل اظہار ہوا۔ عجیب کشمکش کی حالت تھی۔ جس آریہ سماج کے لئے پرانے بھائی ہندوؤں سے کنارہ کیا۔ جس آریہ سماج کے لئے اپنے غیر آریہ بھائیوں سے سچا پریم کہتے ہوئے بھی اُن کے صاف سُنانے سے بھی پرہیز نہ کیا گیا۔ جس آریہ سماج کے لئے کہ جلہ مادی چیزیں ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔ جس آریہ سماج کے علاوہ کہیں نے اور سب گھر بھلادئے تھے۔ اُس آریہ سماج کے انتظاموں سے علیحدگی کے خیال نے کیا میرے جگر کو پاش پاش نہیں کردیا تھا۔ میں کمزور تھا۔ اور یہ سب کچھہ ہوا لیکن رشی کا گمبھیر ناد میرے آتما کے اندر گونج گیا۔

"مدمورکھ! تجھے میرے اور تیرے پتا نے کیا شکشا دی ہے۔ اور تو کیا کر رہا ہے۔ کہ یہ مادی سماج مندر۔ کیا پرتی ندھیوں کے خزانے۔ کیا یہ حرکت کرنیوالے تجھہ انسان۔ کیا یہ سب تیرا گھر ہے۔ چیتن ہوکر جڑ کو اپنا سروسیہ سمجھتا ہے۔ نیائے دہرم کو چھوڑ انیائے کے پیچھے کیوں دوڑتا ہے" میرے لئے ان گمبھیر شبدوں نے دُکھ کا عقدہ کھول دیا ہے۔ سارا دُکھ اودیا میں ہے۔ وستوؤں کا واستوک سوروپ دیکھہ کر ہی منشیہ کے سب دُکھ دور ہوجاتے ہیں۔

دھنیہ ہو رشی ور! اور دھنیہ ہے پتا پرماتما کا ویدک گیان جسکی شرن میں آکر تم ہم سب کے پیچھے شنک بنے! اپنے سچے گھر سے بے مکھہ ہوکر میں اپنے اور دوسروں کے لئے دُکہہ کا باعث بن رہا تھا۔

سارے سنسار کے پدارتھ بھی نچھاور ہوکر یدی آتما کی رکشا ہوسکے تو اُن سب کو یقیناً آتما پر نچھاور کردینا چاہیئے۔ میںنے رشی دیانند کے سامنے

سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ اور میرے دل میں دیانند کے لئے آگے سے بھی زیادہ شردھا اُتپن ہوئی۔ پیارے آریہ بھائیو! میرے بھاو کو اُسی سرلتا سے سمجھنے کی کوشش کرنا۔ جس سرلتا سے کہ میں نے اُسکا پرکاش کیا ہے۔ میں کسی کو دوش نہیں دیتا۔ میری کسی سے شکایت نہیں شکایت ہے تو اپنے گرے ہوئے من سے جسنے اس قدر مدت تک مجھ اپنا کرتویہ پالن کرنے سے روکے رکھا۔ میرے دل کے اندر تمہاری سیوا کا ویسا ہی بھاو اب تک موجود ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اب میں نے اپنی کمزوریوں کو زیادہ تر محسوس کر لیا ہے۔ اور جب تک انہیں دور نہ کر دوں گا۔ جب تک کہ اپنے دلکو ایرشیا اور دویش سے پاک کر کے منشیہ ماتر کے کلیان کا بھاو نہ دیکھ لوں گا۔ تب تک سیوا کا ساہس نہ کروں گا۔

ہے پرمانند کے بھنڈار! اپنی تُچھ بدھی کے انوسار آپکی آگیا کو میں نے محسوس کرنے اور اُس کا پالن کرنے کی کوشش کی ہے۔

میرا پرم دھام آپ ہیں ہے پرم پتہ! میری پرتگیا کے سوائی آپ ہو۔ مجھے اپنی پرتگیا کے پالن کرنے میں مدد دو۔ اور ہے پربھو! جہاں میرے دل سے دوسروں کے لئے دویش کو دُور کرا دو۔ وہاں مجھ سے دویش کرنیوالوں کے ہردیوں کو بھی اس طرح پریرت کرو۔ کہ وے اپنے عمل سے مجھے اپنی پرتگیا کے پالن کرنے میں مدد دیں۔

پتا جی! اسار اسنسار بے مُکھ ہو جائے تو ہو جائے۔ منشیہ ماتر۔ اس الپ کو تیاگ دیں۔ تو تیاگ دیں۔ تم مجھے مت تیاگنا! آہ! اس پاپ کے سنکلپ سے بچاؤ۔ آپ مجھے کب تیاگتے ہیں؟ کبھی نہیں۔ میرا ہی کچھ من ہے۔ جو مجھے دھوکا دے رہا ہے۔ پتا جی کرپا سے اپنی سیوا میں لو۔ آپکی انوگرہ سے ہی سچا سیوک بن سکوں گا۔ ادم شم

جب میں اپنی طرف سے بالکل علیحدگی اختیار کر بیٹھا۔ تو رائے ٹھاکر دت صاحب
کو لالہ رلا رام کی طرف سے اجازت ملی کہ آویں۔ پہلے گوجرانوالہ میں خوب شور ہوا۔ پھر امرتسر
سبھا کے جلسے شروع ہوئے۔ اور مجھے بھی رائے صاحب نے خطوط لکھنے شروع کئے
رائے صاحب کا ۱۹۔ نومبر ۱۹۰۵ء کا خط اسوقت باوجود سخت تلاش کے مجھے نہیں ملا۔
لیکن اس کا جواب جو میں نے دیا۔ اسکی نقل گروکل کے دفتر سے مل گئی۔ اسکا ترجمہ حسب
ذیل ہے:-

"انگر گروکل ۲۲۔ نومبر ۱۹۰۵ء

پیارے رائے صاحب! نمستے۔ آپ کا ۱۹۔ نومبر کا نہایت شفقت
سے پُر خط مجھے ملا۔

(۲) آپنے جو ایک سنٹ کے لئے بھی یہ وچار کیا۔ کہ آپ مجھے کانگڑی
یا ہردوار بلائیں اس کے لئے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(۳) یہ معلوم کرکے مجھے خوشی ہوئی ہے۔ کہ لاہوری آریہ سماج کے مسلمہ
لیڈروں نے آپکی صدارت میں باقاعدگی کا عمل دکھلایا۔ اس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ آپنے ایسی مشتبہ حالت سے اپنے آپکو علیحدہ کرنے میں راستی
سے کام لیا ہے۔

(۴) دربارہ گروکل بجٹ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ موجود ہوتا تو بہت آسانی
سے اسکی تفصیل سمجھا دیتا۔ منجملہ ۲۴،۰۰۰ واسطے تیاری عمارت کے
حسب ذیل رقوم تو آپکے ہاتھ میں ہیں۔ (۱) ٹھاکر گووند سنگھ کے ۴،۵۰۰
روپیہ دیا یام شالہ کے لئے (۲) دو عطیئے ایک ایک ہزار کے واسطے
کمروں کے (۳) آٹھ عطیئے پانچ پانچ صد روپیوں کے کمروں کے لئے
(۴۰۰۰ روپیہ) اور ان کے علاوہ چار ہزار کی اور رقوم عمارت کے
لئے جمع ہیں۔ گو شالہ ہم اسوقت بنا رہے ہیں گے۔ جب کہ اسکے لئے دس ہزار
روپیہ اکٹھا ہو جائے۔ باقی بجٹ کی نسبت عرض ہے کہ اگر آپ یہیں

اور دیانتی داخل نہ کریں تو خرچ بچ جائیں۔ ۴۰۰ روپیہ آپ بچا
سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ ایسا نہ کریں گے۔ تو نہ معلوم لوگ گروکل کے
لئے چندہ کس طرح دیں گے۔ لیکن اپنے مالکوں سے بحث کرنا میرا کام
نہیں ہے۔ میں سبھا کا سیوک ہوں۔ اور جب تک میری حالت مشتبہ
نہ ہو جاویگی۔ تب تک انکی ہدایات کے مطابق کام کرونگا۔ اگر گروکل
کے بجٹ کو سمجھانے کے لئے میری ضرورت ہو۔ اور آپ یا منتری جی مجھے
لکھیں گے۔ تو میں بڑی خوشی سے حاضر ہو جاؤں گا۔ اور ضروری
امور کو سمجھا دوں گا۔

(۵) دربارہ اس تحریر کے جسے آپ نے میرا Manifesto
لکھا ہے۔ وہ ایک کمزور آتما کا آخری چارہ تھا۔ وہ وقت گزر گیا
جبکہ میں ہوائی قلعے بنانے کا عادی تھا۔ لیکن وہ قلعے شہرت پسندی
اور طاقت حاصل کرنے کے متعلق نہ تھے۔ اگر میرے آتما نے ٹھیک
رہنمائی کی۔ تو وہ ایسے چھپا تھا کہ کوئی آدمی نہ جان سکیگا۔ کہ وہ کیا تھے
آپنے کل کارروائی انترنگ سبھا کو بغیر واقعات متعلقہ کے پریس میں بھیجی
ہے اپنی روشنی کے مطابق کام کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کا یہ فعل
جس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آخری حصہ میں کارروائی میں شامل
رہتا ہوا میں بلا وجہ پہلے حصہ کی کارروائی سے غیر حاضر تھا۔ آپکے آرگن
ہتکاری ایڈیٹر کے اس الزام کی تائید کرے گا۔ کہ میں پریذیڈنٹی کے
لئے کوشش کرتا تھا۔ اور آریہ سماج سے اس لئے علیحدہ ہو گیا۔ کہ
میرا مقصد پورا نہ ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی غلطیاں کارروائی میں
ہیں۔ لیکن میں اس کا کوئی جواب نہ دوں گا۔ کیونکہ ایسا کرنے میں
مجھے ان چند افسوسناک واقعات کو درج کرنا پڑے گا۔ جنکو کہ میں
بھول گیا ہوں۔ محض اپنے آپ کو جھگڑوں اور مباحثوں سے بچانے

کے لئے اپنے آپ کو آریہ سماج سے علیحدہ کر کے میں خاموش رہوں گا اِس خیال پر میرے ارادوں اور اعمال کی سچائی ہمیشہ اندھیرے میں چھپی نہیں رہیگی۔

(۶) آپنے جو آریہ سماجوں کے فیصلوں کے لئے ایک ہائی کورٹ یا Tribunal قایم کرنے کا وچار کیا ہے۔ اُسکی کامیابی کے لئے میں بعض دعا کروں گا لیکن ایسے اعلیٰ عُہدوں کے لئے میرے اندر خواہش باقی نہیں ہے۔ (رائے صاحب نے تجویز کی تھی کہ ایک ہائی کورٹ بنائی جاوے۔ جس کے ممبر خود رائے صاحب۔ یجُت پرانت کے پنڈت گنگا پرشاد ایم۔ اے۔ اور میں ہوں۔ جو آریہ سماجوں کے تمام جھگڑے مثل ہائی کورٹ امریکہ یا کمیٹی معززین جاپان کے فیصل کیا کرے)

پرماتما آپ کو اشیرباد دیں گے۔ اگر آپ ایمانداری سے آریہ سماج کی آرگنیزیشن کو بچانے کی کوشش کریں گے۔ وہ آریہ سماج جسے کہ میں پندرہ سالوں سے اپنی ارد ہانگنی کے بچھڑنے کے بعد ماتا۔ پتا پتنی اور بہتر سب کچھ سمجھے ہوئے ہوں۔

(۷) اگر آپ کانگڑی آدیں گے۔ تو آپکا آنا مبارک ہوگا۔

(۸) میں کمزور دل خواہ رہا ہوں۔ لیکن میں کبھی بھی۔ بے ایمان نہیں رہا اور اِس لئے اپنے خیالات کو چھپانے کی مجھہ میں عادت نہیں ہے۔

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ لاہور میں مینے کہا تھا۔ کہ میرا وشواس آپ پر سے اُٹھہ گیا ہے۔ اور اُس رائے کے وجوہات تھیں۔ لیکن جبکہ میں نے آریہ سماج سے علیحدگی اختیار کر لی ہے میں نے اُسی سپرٹ میں عمل کیا ہے جس کا اظہار میرے مضمون سے ہوتا ہے۔ میں نے دینی زندگی کے ہر ایک دکھدائی واقعہ کو بھول جانے کی کوشش کی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ پرماتما کی کرپا سے میں کسی حد تک اِس میں کامیاب بھی ہوا ہوں۔

(۹) جب آپ گورنمنٹ کی ملازمت سے علیحدہ ہونگے۔ کس خوشی سے میں یہاں آپ کا استقبال کروں گا۔ اور کیسے شکرگزار دل سے میں اس انسٹی ٹیوشن کو آپکے ہاتھ میں دوں گا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جب وہ وقت آوے گا۔ تب آپ کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ باوجود ان نقائص کے میرے جیسے معمولی آدمی کے لئے بڑے وزندار ہونے کے بھی میں نے اسکی تکمیل میں کوئی وقیقہ اُٹھا نہیں رکھا

آپ کا نہائت صادق

منشی رام

اس کا جواب رائے ٹھاکر دت کی طرف سے حسب ذیل آیا۔ اس خط کو خصوصاً اس لئے بھی درج کرتا ہوں۔ تاکہ معلوم ہو جاوے۔ کہ ۱۹۔ فروری ۱۹۰۵ء کے جلسہ سبھا میں بھی مجھے گروکل کا بجٹ ہی کھینچ کرے گیا تھا۔

از پشاور
۷۔ نومبر ۱۹۰۵ء

پیارے لالہ منشی رام جی

نمستے۔ میں نے جو خط آپکو ۱۹۔ نومبر کو بھیجا تھا اُسکی نقل کرا کر لالہ کدارناتھ پرکو اُسکی پیراگراف نمبر ۸ پر رائے لینے کے لئے بھیجا تھا۔ جب آپکے ۲۳ تاریخ کے خطوط آئے۔ تو انہوں نے ابھی وہ چھٹی واپس نہیں بھیجی تھی۔ اور میں نے اُن کو واپس بھیجنے کے لئے خط لکھا تھا۔ آج ہی وہ خط ملا ہے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ مجھے آپکی مہربانی کے الفاظ اور جذبات کے لئے شکریہ ادا کرنے میں دیر ہوئی۔

(۲) گروکل بجٹ کو صاف کرنے کی ابھی اور ضرورت ہے۔ تعمیر کا پروگرام ہمارے محدود وسایل کے مقابلہ میں عالیشان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر روپیہ مل سکے۔ تو میں مکانات تعمیر کرنے کے لئے جتنا ہو سکے روپیہ خرچ کرنا چاہئے میں چاہتا ہوں۔ کہ تمام انسٹی ٹیوٹ کا نقشہ میرے سامنے ہو۔ تاکہ سال بسال ہم اُسی کے مطابق کام کریں۔ تاکہ جب سب کچھ تیار ہو جاوے۔ تو تمام ایک

خوشنما عمارت بن جاتی ہے ٭

(۳) چونکہ آپکا ارادہ ہے۔ کہ آپ بحث مباحثہ سے علیحدہ رہیں
میں اشانتی کو رفع کرنے کے لئے کارروائی کو پریس میں دینے کے اپنے کام
کو جائز ثابت کرنے کی کوشش نہ کروں گا۔ آپ کے ایڈیٹر نے جنہوں نے ہم پرچارک
میں چھاپنے سے انکار کر کے پریذیڈنٹ کو جھاڑ دی ہے۔ تب بھی آریہ
لوگ مجھے آریہ اخباروں میں اس طرح کی الزامی تحریریں بند کرنے کے
لئے لکھ رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں سوچتے۔ کہ یہ اخبارات پرائیویٹ اڈیٹروں
کے ہیں۔ جو کسی طرح سے بھی آریہ پرتی ندھی سبھا کے ماتحت نہیں ہیں
وہ سمجھتے ہیں۔ کہ چونکہ چند ایڈیٹر ہمارے اپدیشک ہیں۔ اس لئے ہم
انہیں بند کر سکتے ہیں۔ کیسی افسوسناک غلطی ہے۔

(۴) پنڈت کاشی ناتھ کی تقرری کو مستقل کرنے کے سوال پر میں نے بڑا
زور دیا۔ اور لالہ رلا رام نے آپکی سفارش کی تائید کی۔ لیکن جب ماتحتی کا
معاملہ سامنے آیا۔ اور لوگ پنڈت جی کے اعتقاد اور انکی قابلیت پر بحث
کرنا چاہتے تھے۔ اور اسکی میں نے اجازت نہ دی۔ انترنگ سبھا کو بہت سا
کام کرنا تھا۔ اور مشکل کا حل اس طرح سے ہوا کہ اس سوال پر وچار چھ
ماہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ عملی طور پر پنڈت کاشی ناتھ مستقل ہیں اور
چونکہ قاعدہ ان کے لئے ڈھیلا کر دیا گیا تھا۔ اس لئے ذرا بھی خوف
نہیں ہے کہ انکی تقرری مستقل نہ کیجاویگی۔

(۵) میں آپ سے متفق ہوں کہ سبھا میں جھگڑا ہونے کے باعث ہمیں بہت
نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور بہت سے اچھے اچھے آدمی علیحدہ ہو گئے ہیں
مثلاً لالہ لدھا رام۔ ایک مثال ہے۔ میں خود آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب
میں ریٹائر ہو جاؤں گا۔ تو میری ضرورت آپکو گروکل میں بھی مدد کے
لئے ہوگی یا نہیں۔ لیکن اگر سماج کے کام اور لیڈروں سے تعلقات بہتر

ناتسلی بخش ہے۔۔ تو کیا ہمیں اچھی طرح کام کرنے دیا جاوے گا؟

اپنی طاقتوں کا بیفائدہ جھگڑوں میں خرچ کرنا ضائع کرنا ہے۔ اور
مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ آپکی ان دو چٹھیوں میں وہ جھگڑے
کی سپرٹ نہیں پائی جاتی۔ جو کہ ان تحریروں سے ظاہر ہوتی تھی جو
Manifest (مراد مضمون ۱۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء ہے)
کے پہلے لکھی گئی تھیں۔ آپکا صادق

ٹھاکر دت "

اس کا جواب میں نے معمولی دیدیا تھا جس کے بعد رائے ٹھاکر دت نے دوسری بار
Peaceconferince کے لیئے پروانہ جات جاری
کئے۔ میں جالندھر آیا ہوا تھا۔ یہاں مجھے آکر ملے۔ اور کہا کہ میں سماج کی ممبری سے
استعفا واپس لے لوں۔ ایک طرف تو لالہ رلا رام لالہ دیوراج جی کے پاس جاکر میرے
برخلاف سازشیں کرتے رہے۔ اور دوسری طرف صلح صفائی کی باتیں کرتے رہے۔ لالہ
رام کرشن وغیرہ صاحبان نے کانگڑی جانے سے انکار کر دیا۔ میں نے بھی پہلور کے جلسہ پر
شریک ہونا تھا۔ رائے صاحب معہ اپنے خاص آدمیوں کے میرے لوٹنے سے پہلے ہی
گورکل پہونچ گئے۔ اب قبل اس کے کہ میں اس صلح کی دوسری کنفرنس کا مختصر حال
لکھوں۔ پہلے پنڈت رام بھجدت کا معاملہ ختم کر دوں۔
اس کے متعلق محض ذیل کے اقتباس پیش کرنے کافی ہیں:۔

افسوس کہ یہ کاغذات مجھے پہلے نہ دکھائے گئے

آریہ پنجاب کو معلوم ہے کہ پنڈت رام بھجدت سے معاملہ کی نسبت خیر مان پیدا ہوا ہے یہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی خدمت میں یہ درخواست کرتے ہوئے کہ سبھا میں اس معاملہ پر وچار ہو کر کچھ فیصلہ ہو۔ میں تقریباً پانچ چھ ماہ سے اسی انتظار میں رہا۔ کہ کمیشن مقرر کردہ لاہور آریہ سماج کی تحقیقات کی مستند نقل مجھے دکھلائی جاوے۔ تاکہ میں اپنی رائے پر نظر

ثابت کرسکوں۔ لیکن نہ معلوم پنڈت رام بھجدت جی نے مجھے مثل دکھلانی
جلد سے درست تک کیوں انکار کیا۔ پھر جب ۱۵؍ اکتوبر کو میں لاہور سبھا
کے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے جا رہا تھا۔ تو راستہ میں خود بدولت مزاحم
ہوئے۔ اور یہ اقرار کرنے لگے۔ کہ باوجود کہ وہ کل کاغذات میرے
سپرد واسطے اپنی رائے کے قائم کرنے کے کر دیں گے۔ پنڈت رام بھجدت
نے کیوں دوسرے دن ان وقتوں میں بات بھی نہ کی۔ دوسری دفعہ ۲؍ دسمبر
کی شام کو پنڈت رام بھجدت گوروکل میں پہونچے۔ اور کل مثل مقدمہ
کی میرے حوالہ کردی۔ مگر ان واقعات کے بعد جو گزر چکے ہیں۔ عام طور
پر میں ان کاغذات کے دیکھنے سے انکار کر سکتا تھا۔ کیونکہ آریہ سماج
کے انتظامی معاملات سے قطع تعلق کرنے کے بعد میں ان کی طرف توجہ
دینا نہیں چاہتا ہوں۔ لیکن میں یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ میری طرف
سے کسی بھائی کے ساتھ بے انصافی کا برتاؤ ہو۔ میں نے ساری
مثل مقدمہ کو شروع سے پڑھا۔ اور بیانات کو ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ
کرتے اور تحریری بیانات سے ملانے کے بعد جو میرے روبرو ہوئے
تھے۔ میں اس نتیجے پر پہونچا۔ کہ پنڈت رام بھجدت کی بریت کی
نسبت جو فیصلہ کمیشن نے دیا۔ وہ ٹھیک تھا۔ اور الزام ان پر ثابت
نہیں۔ چنانچہ میں نے اپنی رائے قلمبند کر کے پنڈت رام بھجدت کے
حوالے کر دی۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ یہ کاغذات مجھے پہلے نہ دکھائے گئے
لیکن اب بھی میں خوش ہوں۔ کہ انتظامی معاملات سے علیحدہ ہوتے ہوئے
بھی مجھے ایک ایماندار بھائی کو شانت کرنے کا موقعہ ملا۔ میں پرماتما سے
پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ وہ آریہ سماج کے منتظم لیڈروں کو ہمیشہ دھرم کا سیدھا راستہ
دکھلاتا رہے۔ اور کبھی ایک نیت کوششوں کو ہمیشہ کامیابی بخشتا رہے۔ تاکہ
آریہ سماج کے اندر اتفاق اور شانتی کا نظارہ از سر نو دکھلائی دینے لگے۔

لاہور ۔ ۲۳ جولائی ۱۵

پیارے بھائی ۔

سنیئے ۔ میں تو چپ چاپ تھا ۔ لیکن لالہ رلا رام نے کل آکر سب کچھ بتا دیا ۔
اس خبر کو میں نے خوشی سے سنا ۔ میں رائے بہادر چونی لال کی ۱۰ سالہ شادی شدہ
لڑکی کی موت کے باعث لالہ خوشی رام جی کو ملنے نہیں جا سکا ۔ لیکن وہ کل
رات بڑی مہربانی سے خود تشریف لے آئے تھے ۔ انہوں نے آپکی مجھے
بری قرار دیئے جانے کی بابت لالہ رلا رام سے سنا تھا ۔ انکی رائے ہے ۔ کہ
آپکو اپنے اخبار میں اپنی رائے فوراً ظاہر کردینی چاہیئے ۔ ان کا خیال
ہے ۔ کہ یہ بڑا مفید ۔ اور مناسب ہوگا ۔ میرا خیال ہے ۔ کہ لالہ سیتا رام
یہ بات سنکر خوش نہیں ہونگے ۔ لالہ شمبھو داس بی ۔ اے آپکی فراخ
دلی اور واقعات سامنے رکھے جانے پر اپنی پہلی رائے کے
برخلاف خیالات کا نڈر ہوکر آریوں کی طرح دلیری سے اظہار کرنے
کی بڑی تعریف کرتے ہیں ۔ انہوں نے کہا ۔ کہ اگرچہ چند صاحبان آپکے
اس قابل عزت کام سے ناخوش ہونگے ۔ لیکن آپکو ایسے لوگوں کی پرواہ
نہ کرنی چاہیئے ۔ ہر ایک شخص جو سنتا ہے ۔ وہ اپنی خوشی ظاہر کرنے کے
لئے میرے پاس آتا ہے ۔ لیکن لالہ سیتا رام اب تک نہیں آئے ۔ یا
تو انہوں نے سنا نہیں یا انہیں یہ خوشی نہیں ہوئی ۔ لیکن پھر بھی وہ
اکیلے ہی رہیں گے ۔ مہربانی کر کے اپنی رائے اس ہفتہ کے اخبار میں فوراً
بالضرور ظاہر کر دیجئے گا ۔ اور ان خیالات کا اظہار کریں جو آپ کے
نیک دل پر میری بدقسمتی پر اٹھے ہیں

آپ کا پیارا رام بھجدت "

...تو اسوقت پنڈت رام بھجدت کے دیگر پرائیویٹ خطوط اس جگہ درج کرنا چاہتا تھا
...اور نہ ہی ان دیگر اقبالوں کا ذخیرہ اٹھا کر اس جگہ انکی باقی گفتگو درج

کرنا چاہتا ہوں۔ سخت مصیبت کے وقت بہت سی نامناسب حرکتیں انسان
کر گزرتا ہے۔ جن کے لئے وہ آخر کار پشیمان ہوتا ہے۔ البتہ ایک امر کا ذکر ضروری ہے
منجملہ اور باتوں کے پنڈت رام بھجدت جی نے مجھے بتلایا۔ کہ انہوں نے لوگوں کی بڑی
سے سخت تنگ آکر اور منتری کے نام والے میرے خط سے خائف ہو کر میرے برخلاف سخت
بدچلنی وغیرہ کے الزامات لگا کر ایک خط رائے ٹھاکر دت کو لکھا تھا۔ اگر وہ خط اُنکے
پاس رہا۔ تو کسی وقت ان کے خلاف پیش کریں گے۔ نیز انہوں نے یہ بھی خواہش ظاہر کی
کہ میں اپنا خط شکایتی بھی واپس منگا لوں۔ مبادا رائے صاحب اُس کا بھی ناجائز استعمال
لالہ رلارام کے بہکانے سے نہ کریں۔ چنانچہ حسب درخواست پنڈت رام بھجدت خط
لکھا گیا۔ جس پر میرے اور پنڈت رام بھجدت دونوں کے دستخط ہو گئے۔ میں نے خصوصاً
اس لئے بھی لکھ دیا۔ کیونکہ رائے ٹھاکر دت نے اپنے خط مورخہ ۴ جون ۱۹۰۳ء میں
مجھے اُس شکایت نامہ کی نسبت لکھا تھا: "آپ کا منتری کے نام کا پہلا خط میں نے
اپنے پاس روک لیا تھا۔ اور میں نے وہ کسی کو نہیں دکھلایا۔ میں اُسے آپ کے
پاس واپس بھیجوں گا۔ اگر آپکی رائے ہے۔ کہ اور کوئی کارروائی اُسپر نہ کرنی چاہئے"
اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ رائے صاحب کا کوئی ادھکار اُس خط پر
نہ تھا۔ لیکن باوجود مکرر تحریر کے بھی انہوں نے نہ تو میرا اول خط بنام سکرٹری
واپس کیا۔ اور نہ ہی (جہاں تک مجھے علم ہے) پنڈت رام بھجدت کا خط اُنہیں
واپس دیا۔

اب میں پھر رائے ٹھاکر دت جی کی دوسری Peace conference
کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ اُس موقعہ پر کیا کیا کارروائی عمل میں آئی۔ اسکا بیان کرنے
کے لئے پھر ایک دفتر درکار ہوگا۔ اور مجھے آج یہ جواب ختم کرنا ہے۔ تاکہ سبھا کے اجلاس
تک ممبروں کے ہاتھوں میں اسے دے سکوں۔ اس لئے مختصراً عرض کرتا ہوں کہ جب
رائے صاحب نے حسب دلخواہ عہدہ داران اور ممبران انترنگ سبھا کی فہرست بنا کر
تو مجھے بھی اتفاق کرنے کے لئے کہا۔ وہ جملہ کارروائی چونکہ رائے صاحب نے اپنی

قبضہ میں ہی رکھی ہے - اس لئے میں تفصیل میں نہیں جاتا - مختصر یہ کہ میں نے یہ صاف
ظاہر کر کے کہ میں چونکہ سبھا کا ممبر نہیں - اس لئے میری رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی
مشورہ دیدیا - لیکن اس مشورہ کے حاصل کرتے ہی رائے صاحب نے پاکٹ بک
نکالی - اور - اسمیں یہ دیکھ کر بولے - "ٹرسٹیوں کا بھی فیصلہ کر لو" - تب میری آنکھیں
کھلیں مجھے معلوم ہوا - کہ یہ لوگ خاص مشورہ کر کے مجھ سے ایسے معاملات طے
کرانے آئے ہیں - جنکی بابت سماج میں جھگڑا ہے - میں نے کہا "رائے صاحب!
کیا غضب کرتے ہو - لوگ آپکے سخت برخلاف ہو رہے ہیں - کہ آپ نے رائے پیر اودھم
کے نام کے روپیہ کی سبھا کے نام تبدیلی میں مدد نہیں دی اور آپ اپنے آپ کو
Trustee پیش کر کے اس کری کرائی کارروائی پر بھی پانی پھیرنا
چاہتے ہیں - اب خاموش رہے - تب رائے صاحب نے پاکٹ بک بند کر دی - اسکے
بعد میں لوگوں کے پاس سے انہیں علیحدہ لے گیا - اور سمجھایا - کہ لالہ رلارام کی تحریر
(درباره اصول آریہ سماج) کا کھنڈن وہ خود اپنے دست مبارک سے کر دیں ورنہ
لوگوں میں اسی قسم کی غلط فہمی رہے گی - اسکے جواب میں رائے صاحب نے عجیب
خیال ظاہر کیا - انہوں نے مجھ سے پرینا کرنی شروع کی - کہ میں لالہ رلارام کے اودھشٹھاتا
آریہ پتر کلب بننے کے لئے سمتی دوں - میں نے صاف کہہ دیا - کہ میری رائے میں لالہ رلارام
کو اودھشٹھاتا بنانے سے آریہ سماج بدستور برافروختہ رہیں گے - یہ بات چیت کرنے کے
بعد میں تو سندھیا سے ہونے کے باعث چلا گیا لیکن بھوجن کے بعد بعض
ممبران میرے پاس آئے - جن میں لالہ امر ناتھ بھی شامل تھے - اور کہا - " آپ سے
تو رائے صاحب صلح کی باتیں کرتے ہیں اور اپنا مطلب حل کر لیا - اور لالہ جیون داس
کے پسر لالہ بھولا ناتھ کو اپنے ہمراہ لائے ہیں - جو آپ کو اور گروکل کو گالیاں دیتا ہے اور
اپنے لڑکوں کو لیجانا چاہتا ہے - تب میں رائے صاحب کے پاس گیا - اور کہا - کہ لالہ بھولا ناتھ
کا معاملہ اپنے سامنے طے کر دیجئے - رائے صاحب نے اسیوقت یہ کہہ کر کہ اب بھولا ناتھ
مان گیا ہے - مجھے ٹالدیا - لیکن رائے صاحب کی گفتگو سے میں شبہ میں پڑ گیا - میری

رلّا رام کی ایک اور کارروائی

توجہ لالہ رلّا رام کے مضامین کی طرف تھی اور میرے آتما نے کہا۔ کہ اگر یہ اسٹرانگ سبھا کے ممبر بنائے گئے۔ تو آریہ سماج سے اشانتی دور نہ ہوگی۔ رائے صاحب وغیرہ نے مجھے جلسے کو نیا کیا تھے۔ میں بھی اسوقت اٹھ کر گیا۔ اور صاف کہہ دیا۔ کہ یا تو رلّا رام کو اسٹرانگ سبھا سے علیحدہ کیا مان لیجیئے۔ ورنہ اگر آپ اس کارروائی جی مشتہر کر دوں گا۔ لالہ رلّا رام نے مجھے مطمئن کیا۔ کہ وہ خود تو اسٹرانگ سبھا سے علیحدگی کے لئے تیار ہیں لیکن رائے صاحب نہیں مانتے۔ یقین جانئے ان میں رائے صاحب گرمنا کرو لکھیں گے لیکن پھر کس کا لکھنا اور کس کی باتیں۔ غرض یہ تو جو ہوا سو ہوا۔ رائے صاحب نے اب خاموشی اختیار کر لی۔ اور جنرل سبھا کا جلسہ بلانے سے ہی انکاری ہو گئے۔ تب آریہ سماجوں نے آپ کو تنگ کیا۔ کہ اگر جلسہ نہیں کروگے۔ اور زاید بر ہمچاریوں کا داخلہ نہیں منظور کروگے۔ تو کام کیسے چلیگا۔ پس مجبور ہو کر انہوں نے ۱۶۔ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کے لئے جلسہ کا نوٹس دیا اس کے بعد میں نے بذریعہ لالہ جیونداس اس امر کی بھی آمادگی ظاہر کی۔ کہ اگر مجھے گرو کل سے سُبکدوش کر دیں۔ تو میں عرصہ تین سال کے لئے امریکا چلا جاؤں۔ آنند لعل امریکہ سے میرے پاس نشترن بھی آیا تھا۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ کُل کارخانہ پریس وغیرہ فروخت کرنے کے علاوہ اپنا مکان وغیرہ بھی فروخت کر دوں۔ مجھے اُمید تھی۔ کہ اس طرح جو شاید تقریباً تیس ہزار روپیہ جمع کر جہاں قرض بالکل ادا ہو جاوے گا۔ وہاں اپنے لڑکوں کی بقایا فیس گرو کل دیکر میرے پاس آٹھ ہزار روپیہ بچ رہے گا۔ جس سے نہ صرف امریکہ میں کافی کام کروں گا۔ بلکہ اپنے لڑکوں کو عرصہ چار پانچ سال کے بعد وہاں بلوا کر اُنکی تعلیم ختم کر کے عرصہ آٹھ سال کے بعد اپنے دیش کو لوٹوں گا۔ اسوقت تک یہ بھی اُمید کرتی تھی کہ اس جگہ بھی سب خیالات درست ہو جاویں گے۔ لیکن مجھے افسوس سے معلوم ہوا کہ لالہ رلّا رام نے ایسے اُلٹے معنے کئے۔ آپنے فرمایا۔ "یہاں تو ہمیں آرام نہیں لینا تھا اگر یہ امریکا سے لوٹ آئے۔ پھر تو کسی کی ہستی ہی قایم نہ رہے گی۔"

اسکے بعد راولپنڈی آریہ سماج کے جلسہ پر بھی لالہ کرپا رام جی ساہنی کی خاص پرینا پر گیا۔ وہاں جو کارروائی ہوئی اُس سے وہاں کے بھائی واقف ہیں۔ میں نے

خود اُس سبھا۔ روائی کی بابت اپنی یادداشت سے لکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ لالہ کیول رام جی جائنٹ سکرٹری سے دریافت کیا تھا۔ اُن کے خط میں گو بعض امور کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ جن میں سے ایک یہ تھا۔ کہ لالہ رلا رام جی نے کہا۔ کہ میری تحریروں سے لالہ منشی رام جی کا بہت سا گرود م توڑ دیا ہے۔ اور آئندہ میری تحریریں ہی اس گرود م کو توڑیں گی۔ میں انکی کوئی شرط قبول نہیں کرتا۔ تاہم صرف ان کے خط پر اس معاملہ میں اکتفا کرتا ہوں

نقل تحریر لالہ کیول رام

(۱) شریمان لالہ رام کرشن جی۔ لالہ رلا رام جی۔ رائے ٹھاکر دت جی سوامی درشنانند جی۔ سوامی وشیشورانند جی۔ برہمچاری تپیانند جی۔ پنڈت رام بھجدت جی۔ لالہ کرپا رام جی۔ رائے بھگت رام جی۔ لالہ موتی چند جی اپ پردھان راولپنڈی سماج۔ پنڈت بھگت رام جی ڈپٹی انسپکٹر پولیس پردھان آریہ سماج اٹک۔ لالہ کالی سرن جی۔ لالہ پربھو رام جی۔ و بہ۔ ہ۔ لالہ گنگا رام جی وغیرہ۔

(۲) راولپنڈی سماج کے ادھکاریوں کی کوشش سے یہ میٹنگ کرائی گئی تھی۔ اور سوال رائے بھگت رام جی نے پیش کیا تھا۔ کہ پرتی ندہی سبھا میں جو رولا پڑا ہوا ہے۔ اور جس کی وجہ سے لالہ منشی رام جی مستعفی ہوئے ہیں۔ اس کا کیا اور کس طرح پر بندھ کیا جاوے۔ بہت سی گفتگو کے بعد لالہ رلا رام جی نے کہا۔ کہ اور کوئی رولا وغیرہ نہیں ہے۔ صرف کوشش یہ کرنی چاہئیں۔ کہ ۱۶ فروری کو جنرل اجلاس ہونا ہے وہ شدھ گھن ہو جاوے۔ ورنہ اور کوئی جھگڑا نہیں۔ مطلب یہ تھا کہ لالہ رلا رام جی کا خیال تھا۔ کہ لالہ منشی رام جی تو مستعفی ہو ہی چکے ہیں اس سوال کو تو چھیڑا ہی نہ جاوے۔ اب صرف سوال یہ ہے کہ یہ حل کیا جاوے۔ کہ میٹنگ نرو گھن سماپت ہو جاوے۔ یعنی بنا گڑبڑ کے ختم کر دی جائے

یا لالہ رلارام جی کو پردہان چن لیں۔ پھر کوئی جھگڑا فساد ہی نہیں۔ اس لئے
ان کا منشا تھا۔ کہ صرف جنرل اجلاس کو نرگھن سماپت کرانے کے لئے سوال
سوچا جائے۔ اسپر لالہ پربھو رام جی نے سوال کئی قسم کے پیش کئے تھے جن کا
جواب لالہ رلارام جی اور لالہ منشی رام جی سے طلب کیا گیا تھا۔ چنانچہ
سوالات جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے مفصلہ ذیل تھے۔

(۱) سنا جاتا ہے۔ کہ لالہ رلارام جی کی رائے ہے۔ کہ لالہ منشی رام جی
گروڈم پھیلاتے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔ لالہ رلارام جی نے جواب دیا
کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مگر لالہ ٹھاکر دت جی نے کہا۔ کہ لالہ رلارام جی کی
اپنی رائے ہے۔ میرا ان سے اتفاق نہیں۔ اسکا جواب لالہ منشی رام جی
نے یہ دیا۔ کہ اگر یہ لالہ رلارام جی کا خیال ہے۔ تو مبارک۔ مگر چونکہ میرا یہ
خیال نہیں۔ اور میں گروڈم کے سخت برخلاف ہوں۔ لالہ رلارام جی
مجھکو وہ تجاویز بتلا دیں جن کے کرنے سے انکی تسلی ہو جائے۔ کہ
گروڈم نہیں پھیلیگا۔ میں ان کے عمل میں لانے کے لئے تیار ہوں۔ مگر افسوس
کہ لالہ رلارام جی نے نہ تو اپنے دعوے کے ثبوت کوئی دلیل دی اور نہ ہی
کوئی تجویز بتلائی۔ جسپر عمل کرنے سے لالہ منشی رام جی اپنے اوپر لگائے
ہوئے الزام کو دور کر سکے۔ بلکہ لالہ منشی رام جی نے خود ہی دو چار تجویزیں
انکی تسلی کے لئے پیش کیں۔ کہ اگر انپر عمل کیا جاوے۔ تو لالہ رلارام جی کی
تسلی ہو جاویگی۔ "لالہ رلارام جی کا خیال ہے۔ کہ جو کچھ میں کہتا ہوں پبلک
مان لیتی ہے۔ اور ان کا مان لینا گروڈم ہے۔ اسکا اپاؤ ایسا ہو سکتا ہے
کہ مجھکو گروکل سے سبکدوش کیا جاوے۔ میں صرف ایک سال جالندھر جاکر
اپنی حالت ٹھیک کرکے ستیہ دھرم پرچارک کو بھی بند کر دونگا۔ تاکہ میری آواز
لوگوں کے کانوں تک نہ پہونچ سکے۔ اور لیکچر وغیرہ کے لئے بھی ایک سال
کے لئے کبھی نہیں جاؤنگا۔ بعد ازاں ہندوستان چھوڑکر باہر جاکر کہیں کام

کر دُونگا - مگر یہ تجویز کسی کو منظور نہ تھی - اور رائے ٹھاکر دت اور بخشی بھائیوں نے کہا - کہ اُن کا گروکل کے لیئے نقصان دہ ہے - (۲) دوسری تجویز لالہ منشی رام نے پیش کی - کہ اگر لالہ رلا رام جی یہ منظور کریں - تو ستیہ دھرم پرچارک کو بھی بالکل بند کر دینے کے لیئے تیار ہوں - مگر لالہ رلا رام جی نے اسکا بھی جواب دیا -

(۳) تیسرا یہ کہ میں آئندہ سبھا کی جنرل میٹنگ میں نہیں جاؤنگا - جسطرح انکی مرضی آوے انتخاب کر لیں - جسکا جواب دیا گیا - کہ آپ نہ آئے - تو پیچھے چانٹی کہاں امن سے کام کرنے دیں گے - جس کا جواب لالہ منشی رام جی نے دیا - کہ نہ تو میں اسوقت تک کسی کو سکھایا ہے - اور نہ ہی کچھ سکھاؤنگا - اگر کوئی آدمی خود میری خاطر یا میرے نام پر کام کرتا ہے - تو میں اسکے لیئے ذمہ دار کس طرح بن سکتا ہوں - خیر نتیجہ یہ کہ نہ کچھ ہونا تھا - اور نہ ہوا - اخیر میں پنڈت رام بھجدت جی نے کہا - کہ لالہ منشی رام جی سے درخواست کیجائے کہ اپنا استعفا واپس لے لیں سب صفائی ہو جاویگی ÷ (کیول رام جائنٹ سکریٹری آریہ سماج راولپنڈی)

اس کے بعد سبھا کا جلسہ ۱۲ - فروری سنہ ۱۹۰۵ء کو مقرر تھا - جسکی کارروائی بجنسہٖ نقل کر دیا ہوں - لالہ رلا رام نے مندرجہ ذیل تجویز پیش کی :-

جو قرارداد باہمی بمقام کانگڑی بتاریخ ۳۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء ہوئی تھی - اور جسکو بعد میں پردہان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ممبران سبھا میں مشتہر کر دیا وہ سبھا کے اس اجلاس میں پیش کیجاوے - اور عجز کے ساتھ سبھا سے درخواست کیجاوے - کہ تجاویز مندرجہ پر غور کر کے اُنپر عملدرآمد کرانے کے لیئے مناسب کارروائی کرے ÷ لالہ صاحب دیال امرتسری نے اسکی تائید کی - پنڈت رام بھجدت جی نے تجویز کی - اور اتفاق رائے سے سوئیکار ہوئی کہ اس موقعہ پر سبھا کے پردہان صاحب سبھا کی طرف سے ایک چٹھی لالہ منشی رام جی اور لالہ خوشی رام کو سبھا میں تشریف لانے کے لیئے لکھیں - تاکہ انتخاب سبھا کا اتفاق باہمی سے ہو کر آئندہ سبھا کی کارروائی عمدہ طرح سے ہو سکے - چنانچہ پردہان صاحب نے چٹھی لکھدی - اسپر کھانا کھانے کے لیئے جلسہ برخاست ہوا - دستخط ٹھاکر دت - پریسیڈنٹ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۵ء - بوقت ۸ بجے شام

اب سوقت جبکہ دس بجے پر بیس منٹ ہو چکے ہیں کارروائی پھر شروع ہوئی - چونکہ رائے ٹھاکر دت

صاحب پردھان سبھا شریک جلسہ نہیں ہوئے۔ اس لئے اتفاق رائے سے قرار پایا کہ بالفعل ڈاکٹر پرمانند صاحب میر مجلس قرار پائیں کہ پچھلی کارروائی سنائی جاوے۔ اور رلیا رام صاحب کو بلانے کے لئے میر مجلس صاحب کی طرف سے چٹھی لکھی جاوے۔ چنانچہ کارروائی گزشتہ پڑھی جانے کے بعد منظور ہوئی۔

لالہ منشی رام جی اور لالہ خوشی رام جی دونوں صاحبان حسب طلب سبھا کے جلسہ ہذا میں شریک ہو گئے اس موقعہ پر رائے ٹھاکر دت صاحب پردھان سبھا کا جواب آیا۔ کہ مجھے آج رات کی حاضری سبھا سے معاف رکھا جاوے۔ تجویز لالہ لاجپت رائے بہ تائید لالہ گنگا رام وکیل سیالکوٹ۔

اب چند منتخب ممبروں کی ایک کمیٹی مقرر کی جاوے۔ تاکہ جو قرار داد سبھا کے روبرو پہلے پیش ہو چکی ہے۔ اس پر غور کرے عام انتخاب کے لئے نام تجویز کرے۔ یہ تجویز بکثرت رائے سے گر گئی۔

دوم تجویز مذکورہ کے گر جانے کے بعد۔ پنڈت رام بھجدت نے بذریعہ ایک لمبی تقریر کے یہ تجویز پیش کی کہ لالہ منشی رام جی کو بجائے ادھشٹاتا گروکل کانگڑی کو سبھا کے پردھان پدپر نیت کیا جاوے۔ اور انکی جگہ لالہ خوشی رام جی کو مکھیہ ادھشٹاتا گروکل کانگڑی کا مقرر کیا جاوے۔ اس تجویز کی تائید میں لالہ جیون داس جی پنشنر اور نیز دو ایک اور صاحبان نے تقریریں کیں۔ اس کے بعد ووٹ لینے سے پیشتر لالہ دوونی چند۔ لالہ صاحب دیال اور لالہ بسنت رام رتڑا۔ اجازتاً چلے گئے۔ اور بعد میں لالہ رلا رام جی بھی اجازت لیکر چلے گئے۔

سب سے پہلے پردھان سبھا کے انتخاب کے واسطے ووٹیں لینی قرار پائیں۔ چنانچہ ذیل نتیجہ انتخاب بابت عہدہ پردھان سبھا درج ہے۔

حق میں لالہ منشی رام جی کے	حق میں رائے ٹھاکر دت جی کے	حق میں پنڈت رام بھجدت جی کے
۳۹	۳	۱

منجملہ ۴۳ ووٹوں کے ۳۹ ووٹ سے لالہ منشی رام جی پردھان سبھا مقرر ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے پردھان سبھا کی حیثیت سے کام کرنا شروع کر دیا۔"

اس کارروائی میں دو امور کا ذکر نہیں ہے۔ اول یہ کہ پنڈت رام بھجدت وغیرہ کی تقریریں کے بعد میں نے صاف طور پر کہہ دیا تھا۔ کہ نہ تو میں اسوقت اپنے آپکو سبھا کا ممبر ہی سمجھتا ہوں۔ جبکہ میرا انتخاب ٹھیک نہیں ہے۔ اور نہ میں آپ کے خیال کے مطابق کچھ صاحبان

کے ساتھ یدھ کرنے کے لئے ہی طیار ہوں۔ لیکن باوجود میرے سخت اعتراض کے بھی مجھے
پردھان بنایا گیا۔ دوم میرا خیال ہے کہ اگر رائے ٹھاکر دت جی رد ھ کر نہ بیٹھ رہتے۔ بلکہ
سبھا میں آجاتے۔ تو وہی پردھان چُنے جاتے۔ پھر بھی سبھا نے Trustee
بجائے میرا رام کے انکو ہی بنایا۔

ناظرین! اِس کے بعد کِس شرمناک طریقہ پر چارج دینے سے انکار کیا گیا۔ کِس مشکل سے
بنکوں کی رسیدیں حاصل کی گئیں۔ اور یہ پتہ لگنے پر کہ بعض رسیدیں محض لالہ رام کرشن کے
نام پر ہیں۔ اُن کا حال رائے ٹھاکر دت صاحب کو معلوم تھا (کیونکہ اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے
بنائی ہوئی فہرست میں اُنکی نسبت لکھا تھا۔ کہ وہ اکیلے رام کرشن کے نام پر ہیں) لیکن پھر
بھی اُن کو تبدیل نہ کرا کے سبھا کا سود نقصان میں ڈلوایا گیا۔ کِس طرح پرانتریہ سبھا میں
پریذیڈنٹ بننے کے لئے لالہ رلا رام جی آئے۔ کِس طرح مجھے رجسٹرڈ خطوط سے تنگ کیا گیا۔ اور کِس
طرح آخر کار مجھے ایک مُلزم کی حیثیت میں معزز سبھا کے روبرو کھڑے ہوتے ہوئے بھی اپنی صفائی
کے لئے پورا بیان کرنے کا بھی موقعہ نہ ملا کِس طرح میرے منتخب ہی میرے ججوں میں شریک
ہوئے۔ اور باوجود اِس کے بھی پھر اُنکی تسلی نہ ہوئی۔ یہ واقعات جنپر مجھے لکھنے کی ضرورت
نہیں ہے۔ میں شروع میں ہی اپنے پردھان سبھا سے سبکدوش ہونیکی داستان سُنا چکا ہوں۔
اُس کے بعد میں اپنے کاروبار میں مشغول ہوتا ہوا بھی آریہ سماجوں کی کُچھ نہ کُچھ سیوا کرتا رہا ہوں
اِس عرصہ میں میرا قرضہ ۴۴ ہزار سے کم ہو کر اِسوقت اٹھارہ ہزار رہ گیا ہے۔ تقریباً
پانچ ہزار روپیہ قرض میں سے اور کم ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ زائد روپیہ بیٹے نا سمجھ پریس
پر لگا کر اُسے مکمل کر لیا۔ اگر میں گروکل کی حالت نازک ہونے کے باعث پھر اپنے
پریس میں خود تحریریں نہ ڈلوالیتا۔ تو ممکن تھا۔ کہ نہ صرف ہمت کو ہی برباد نہ کر
بیٹھتا۔ بلکہ تین ہزار روپیہ تک اور قرضہ اُتار سکتا۔ لیکن میں تو نہ جانے کتنی
بار کہہ اور لکھ چکا ہوں۔ کہ اِس جنم میں کولہو کا بیل بنے رہنا۔ میرے کرموں کا نتیجہ
ہے۔ اور اُسکی شکایت کیا۔
لیکن میں قبل از وقت ختم کرنے لگا ہوں۔ گو اِس قدر لکھنے کے بعد طبیعت زیادہ

گر چلی ہے۔ تاہم اصل کہانی کو ختم کرنا ضروری ہے۔ ۲۷ و ۲۸ مئی ۱۹۰۵ء کے اجلاس
کے بقیہ حالات اب نہیں لکھونگا۔ لیکن خاتمہ پر ایک تو پنڈت رام بھجدت جی کی نسبت
ساری کہانی "تا امروزہ" پہونچاؤں گا۔ کیونکہ پنڈت جی پبلک طور پر شکایت کی ہے
کہ ہم نے اُنکے مضامین اخبار میں چھاپنے سے انکار کیا ہے۔ اور کہ وہ ۲۸ مئی ۱۹۰۵ء
کے جلسہ کے بعد برابر صلح کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ دوسرے شری رائے ٹھاکر دت جی
کے مضمون متعلقہ قربانی مندرجہ پرکاش کی مختصر پڑتال کے بعد اس حکایت کو ختم کرونگا۔

پنڈت رام بھجدت جی کے متعلق

سلسلہ وار حالات یوں ہیں۔ کہ ۲۷ مئی ۱۹۰۵ء کی میٹنگ میں اُنہوں نے کوئی رائے نہیں دی
تھی آپنے اب بذریعہ اخبار ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر وہ میرے برخلاف رائے دیتے تو میری موت ہو جاتی
پنڈت جی خود سوچیں کہ آیا اُنہوں نے کہیں اپنی موت کے خوف سے تو ایسا عمل نہیں کیا۔ باقی یہ
امر صاف ہے کہ پنڈت جی نے ہی رائے صاحب لالہ رلا رام وغیرہ کو اُتارا اور اُن کا جتھا بنوایا۔
پنڈت جی کہہ ہی اُمرت سری دوست اُنکے شریک بنے وغیرہ۔ پنڈت جی نے ہی شور مچا کر سبھا کی
اظہار ناراضگی سے لالہ رلا رام وغیرہ کو بچایا جس کا آپنے سبھا کے وقت کئی اصحاب کے
روبرو علانیہ اقبال کیا تھا۔

اُس کے بعد پنڈت جی مجھے ۴ جولائی ۱۹۰۵ء کے جلسہ انترنگ سبھا میں بمقام جالندھر
ملے۔ اُسوقت آپنے کوئی صلح کی تجویز پیش نہیں کی۔ ازاں بعد ۸ جولائی ۱۹۰۵ء کے
اخیر میں آپ ٹھاکر شیو رتن سنگھ کی بیٹی کے وواہ سنسکار پر تشریف لائے تھے۔ مجھے
یاد ہے کہ وواہ کے دوسرے دن آپ پنڈت گنگا دت جی آچاریہ گروکل سے میرے مکان کے
کمرے میں بات چیت کر رہے تھے۔ پنڈت جی نے مجھے بلایا اور کہا "دت جی کچھ بات کرنا چاہتے
ہیں۔ آپ بات تو سنئے" میں سمجھ گیا۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے حسب ذیل بات چیت ہوئی
مسٹر دت "لالہ جی! آپ یہ نہ سمجھئے۔ کہ لالہ رلا رام اور رائے ٹھاکر دت سماجوں کی نظروں
سے گر گئے۔ اُن کا ٹبار رد رہے۔ بہت سے آریہ لوگ اور سماج اُن کے ساتھ
ہیں۔ اُن سے صلح کر لینی چاہئے"

میں۔ تم ہی بتلاؤ کیسے صلح ہو اب تو میں نہ پرودہان ہوں اور نہ ہی مکھیہ ادھشٹاتا گروکل۔ اب مجھ سے کیا چاہتے ہو اگر تمہیں کچھ سوجھتی ہے تو بتلاؤ"

مسٹر دت۔ میرا خیال ہے کہ اگر رلئے ٹھاکر دت گروکل کے مکھیہ ادھشٹاتا بن جائیں اور آپ پردھان سبھا تو شانتی ہوسکتی ہے"

میں۔ آپ بڑے بھولے ہیں رائے صاحب تو مجھے اپنے خیال میں علانیہ کہہ چکے ہیں کہ میں تصرف بیجا وغیرہ کرنیوالا اور کسی دہارمکھ سوسائٹی کی لائق بھی نہیں پھر میرے ماتحت کام کرتے ہوئے اُنہیں شرم نہ آئے گی اور پھر مخالف کیسی خبر لیں گے مجھے منظور ہے کہ رائے صاحب چیف سپرنٹنڈنٹ گروکل ہوں اور لالہ رام کرشن جی پردھان رہیں اگر دو سال تک اپنا فرض وغیرہ اتار کر میں نے دیکھا کہ رائے صاحب واقعی کام کرنا چاہتے ہیں میں انکے انسٹیٹیوشن کے لئے خوب روپیہ اکٹھا کرکے لاؤنگا لیکن یہہ تو بتلاؤ کہ رائے صاحب کو بھی پوچھا ہے۔"

مسٹر دت۔ سیدھا سوال تو نہیں کیا لیکن میں نے انکی گفتگو سے نتیجہ نکالا ہے کہ وہ ایسا چاہتے ہیں"

میں۔ خیر۔ اسکا فیصلہ تو تب ہوگا جب آپ رائے صاحب سے پوچھ لیں گے لیکن یہہ تو بتلاؤ کہ تم تو رائے صاحب کو گورنمنٹ کا مخبر کہا کرتے تھے اور باوجود میرے سخت اصرار کے بھی نہیں مانتے تھے کیا اب وہ رائے بدل گئی اگر بدل گئی تو خوشی کی بات ہے"

یہہ سنکر پنڈت گنگا دت جی سخت متعجب ہوئے

مسٹر دت۔ گھبرا کر۔ انکی نسبت میری رائے تو اب بھی وہی ہے

لیکن اور بھی تو گورنمنٹ کے مخبر ہمارے کیمپ میں ہیں"
سکر امینے پوچھا "بھلا وہ کون ہیں"

مسٹر دت۔ "پہلا تو لالہ شبد یال ایم اے ہے"
مینے بات کاٹ کر پنڈت جی کو کہا "دیکھئے۔ چونکہ لالہ شبو دیال دت کے چلن کے سخت مخالف ہے اسلیئے پہلا نام اسکا لیا"

مسٹر دت اسپر کھچ گئے اور بولے "آپ سنجیدہ بات کو مخول میں ٹال لیتے ہیں۔

میں بھی سنجیدہ ہو گیا اور پھر پوچھا کہ باقی نام بتلاؤ
مسٹر دت "۔ لالہ روشن لال بیرسٹر اور ایک سبھا کا منتری کیدار ناتھ"

مینے اسپر پھر قہقہہ لگایا کیونکہ ان دونوں یہہ دونوں اصحاب دت کے سخت مخالف تھے۔ اسکے بعد پھر کچھ قیل وقال ہوئی۔
آخر دت نے کہا کہ وہ تحریری ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ سب گورنمنٹ کے دوت ہیں اور آریہ سماج کو برباد کرنا انکا مشن ہے۔ اسپر مینے کہا۔

"بھائی دت۔ ایک کیدار ناتھ کی بابت تحریری ثبوت سے میرا یقین کرادو کہ وہ گورنمنٹ [illegible] ہے تو میں باقیوں کی نسبت بھی مان لونگا۔"

اس سے زیادہ صلح کی کوئی بات نہیں ہوئی ایکطرف سے اس امر کا ثبوت اور بھی مل سکتا ہے۔ جب مسٹر دت لاہور واپس لاہور واپس جانے لگے تو بارش ہو رہی تھی۔ میں اپنے مکان کے بڑے دروازے بیٹھا تھا۔ دت جی ٹانگا پر سوار ہو کر آئے اور سڑک سے ملحقہ کی تب مینے شاید بندہ

بیس آدمیوں کی حاضری میں زور سے کہا "ثبوت تحریری
کو مت بھولنا میں منتظر رہونگا۔"
اسکے بعد صبح کی گفتگو دت جی نے لاہور آریہ سماج کے سالانہ
جلسے پر مجھ سے کی تھی جلسہ کے دوسرے دن کی صبح کی کارروائی
کے بعد ایک لیڈروں کا جلسہ تھا اسمیں میرے روبرو تو کچھ طے
نہ ہوا اور مجھے پنڈال میں بلوالیا گیا۔ دت جی نے مسبھا جوں سے
کچھ فیصلہ کیا۔ چنانچہ رات کو جب میں بھوجن کرنے بیٹھا۔ تو لالہ
کاشی رام پلیڈر ملتان آئے اور فرمایا کہ مہتہ نیمنی پنڈت
رام بھجدت اور وہ تینوں کو بطور ڈیپوٹیشن میرے پاس جانیکا اختیار
دیا گیا ہے۔ مہتہ جی نہیں ہیں لیکن پنڈت جی موجود ہیں۔ کنفرنس
کا پیغام پہونچانے میں آیا ہوں میں سننے کو طیار ہو گیا اور حسب
ذیل بات چیت ہوئی
"لالہ کاشی رام کیا آپ رضامند ہیں کہ لٹے ٹھاکر دت لکھاؤ دہشتانا
گروکل ہوں اور آپ پر دہان سبھا"
میں۔ مجھے تو آج کسی نے ایسی بات نہیں کی اور نہ میں نے کسی سے
رضامندی ظاہر کی ہے"
لالہ کاشی رام جی "کنفرنس کے سب بھائیوں کو مسٹر دت
نے یقین دلایا ہے کہ آپ نے یہہ مان لیا ہے اسلئے ہم آپ کے
پاس آئے ہیں۔"
دت جی نے بڑے پیچ و تاب کھائے اور یہہ ظاہر کرنے کی
کوشش کی کہ انہوں نے میری رضامندی کی بابت نہیں کہا تھا
غلط فہمی ہوئی ہو گی اسپر میں نے جالندھر والی ساری گفتگو سنا کر مسٹر
دت سے یہہ تصدیق کرا دی اور لالہ کاشی رام یہہ کہکر چلدئے

ہم تو یہ سمجھکر آئے تھے کہ آپ لوگوں نے سب فیصلہ کر دیا ہے"
اسکے بعد پنڈت رام بہجدت نے کبھی میرے ساتھ بابت صلح
کے گفتگو نہیں کی ہاں جیسے میں پٹیالہ آریہ سماج کے جلسہ پر گیا
تھا تو آپ تشریف لائے تھے اور ہم علیحدہ چلے گئے وہاں جب یہ
سمبھاشن ہوا تھا۔ دونوں کھڑے تھے کہ پنڈت جی نے
لاہور آریہ سماج کے انتخاب کا ذکر کرکے آنسو بھر لئے اور کہا کہ
میں روشن لال اور کیدار ناتھ سے باجیوں کو ٹھوکریں مار کر آریہ
سماج سے علیحدہ کر سکتا ہوں لیکن آپ جب مجھ سے صاف
نہیں تو میں کیا کروں اور پھر حسب ذیل گفتگو ہوئی جو مجھے
بخوبی یاد ہے۔

مسٹر دت۔ میری بیوی نے مجھے کہا کہ تو مرد
نہیں ہے بزدل ہے ایک طرف ہو جا یا تو رلا رام کے ساتھ ہو جا
یا منشی رام کے سو میں تمکو پوچھنے آیا ہوں کہ
Is there to be peace or war between us
"کیا ہمارے درمیان صلح رہیگی یا جنگ ہوگا"
میں "دت جی تمکو کتنی مرتبہ سمجھاؤں باوجود تمہاری سخت
سے سخت مخالف حرکتوں کے بھی میرے دل میں تمہارے لئے
محبت ہے میری طرف سے کبھی جنگ کا خیال نہ ہوا اور نہ ہوگا"
اسپر دت کے آنسو نکل آئے اور میرے گوڈوں کو ہاتھ لگاکر
وہ بیتابی سے میرے گلے لگ گئے اور پھر کہا "اب میں روشن لال
وغیرہ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا"
اسقدر انکی زبان سے نکلا ہی تھا کہ میں نے پنڈت رام بہجدت کو سمجھانا
شروع کیا میں نے کہا۔

شروع کیا۔ مینے کہا۔

"یہی خراب سپرٹ ہے۔ بھائی ایک سال تک خاموش رہو کچھ مت کہو۔ لیکچر دل سے بھی پرہیز کرو۔ جتنا مخالف ہوں ان کی باتیں برداشت کرو اور پھر دیکھو کہ چھ ماہ نہ گذریں گے کہ انکو تمہاری پھر ضرورت ہوگی اور وہ عزت سے تمہیں ساتھ لیجائیں گے۔ مجھے ہمیشہ اپنا شبھ چنتک سمجھو"

میری اسوقت کی تقریر نے دت پر اثر کیا اور وہ یہہ اقرار کرکے واپس چلے گئے کہ ایک سال تک چپ چاپ کام کئے جائیں گے اور کسی سے کچھ نہ کہیں گے پھر گروکل کا سالانہ جلسہ آیا۔ میں نے مسٹر اور مسز دت کے نام معمولی نمنترن بھیجا۔ دت جی نے جواب دیا کہ وہ لوگ نہیں آویں گے۔ لیکن جب ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء کو ویدارنبھ سنسکار ہو چکا تو مین کیا دیکھتا ہوں کہ مسٹر دت لوگوں کی آئی ہوئی تاریں سنا رہے ہیں۔ خیر بعد تقسیم انعام مجھے ملے اور میں بھی پریم سے ملا

بھوجن کے بعد مجھے کئی بھائیوں نے پوچھا کہ دت کا لیکچر کیوں روکا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر دت نے اُنسے کہدیا تھا کہ میں اُسکے لیکچر کے برخلاف ہوں۔ بات تو یہہ ٹھیک تھی کہ مینے پنڈت جی کو صلاح دی تھی کہ ایک سال تک لیکچر وغیرہ نہ دیں لیکن جس پیرایہ میں انہوں نے لوگوں پر اسکا اظہار کیا وہ غلط تھا۔ مینے لوگوں سے کہا کہ جب لیکچر کے لئے کسی نے درخواست ہی نہیں کی تو روکنے کے کیا معنی۔ چنانچہ مینے پنڈت رام بھجدت جی کا لیکچر نہیں روکا اور لالہ رام کرشن جی پردھان نے لوگوں سے وعدہ کر لیا ہے کہ پنڈت جی کا لیکچر ہوگا۔ چنانچہ وہ لیکچر ہوا۔

اب مجھپر حرف اعتراض یہہ ہے کہ نہ صرف پرکاش میں پنڈت رام بھجدت پر حملے ہوئے بلکہ میرے اخبار میں بھی حملے ہوئے - ان دونوں حملوں کا میں ذمہ وار نہیں ہوں کیونکہ مہاشے دھرم پال نے جو کچھ کہا وہ انکی ذاتی رائے تھی نہ کہ میری رائے کا اظہار۔

باوجودیکہ پنڈت رام بھجدت نے گذشتہ دنوں میں نہ صرف اخبار میں بلکہ اپنی پبلک تقریروں میں مقام امرتسر، جھنگ و لائلپور وغیرہ مجھپر سخت حملے کئے ہیں لیکن میں انکی نسبت اپنی رائے کا پھر بھی بے تکلف اظہار یہاں کرتا ہوں - میں مہاشے کرشن اور مہاشے دھرم پال جی کی رائے سے متفق نہیں ہوں کہ چونکہ پنڈت رام بھجدت نے تیسری مرتبہ وواہ کیا ہے اسلیئے انکے برخلاف خاص جہاد برپا ہونا چاہیئے جب میں دیگر لیڈروں اور اپدیشکوں تک کے پنر وواہ مقابلہ میں پیش کرتا ہوں تو یہہ جواب دیا جاتا ہے کہ وہ دوہواؤں سے وواہ ہوشیار ہے۔ گو بلحاظ عمر ورر دو تہوکے اسکا بڑا معقول جواب دیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اگر لالہ دلا رام جی چار سنتان رکھتے ہوئے دوسری بار کنواری سے وواہ کرکے برسوں تک سبھا کے پردھان اور شروع میں گروکل کے ادھشٹاتا رہ سکتے تھے تو بیچارہ رام بھجدت معمولی لیکچر دینے پر کیوں قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر مخالفت تھی تو اسوقت تک چاہیئے تھی کہ جبتک وواہ مستقل نہیں ہو گیا تھا۔ لیکن جب وواہ کے بعد لاہور آریہ سماج کے پلیٹفارم پر سے پنڈت رام بھجدت نے خود اپنی کمزوری کا اقبال کیا تو اسکے بعد انکے پیچھے پڑنا میری رائے میں انصاف کا خون ہے۔ ہاں دیگر وجوہات ہو سکتی ہیں جنکے باعث آپ پنڈت رام بھجدت کو قابل نکتہ چینی سمجھیں لیکن پھر نکتہ چینی بھی انہیں وجوہات پر

ہونی چاہیئے اپنے ان عزیز دل سے تو صرف اسقدر کہنا تھا جسکے لئے امید ہے کہ وہ مجھے اپنا دشمن نہ سمجھ لیں گے کیونکہ میں اپنے کافی دشمن پہلے سے ہی پیدا کر چکا ہوں لیکن میں پنڈت رام بھجدت سے پوچھتا ہوں کہ کیا انکا مطلب ہے کہ جو لوگ اُنسے کسی معاملہ میں اختلاف رائے رکھتے ہوں انکو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا جاوے اسوقت جوش میں وہ لفظ ہندو کے معنی خواہ تو تراتا۔ نیکدل اور شریف وغیرہ کرلیں لیکن جب وہ بس اگر گھر میں وچار کریں گے تو انہیں سوائے پچھتانے کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا ایسی اتفاق اگر کبھی ہوگا تو ساری دنیا کا ویدک دہرم کے سایہ میں آکر ہوگا۔ جیسے آپ جڑ سے اکھاڑنے کی عبث کوشش میں لگے ہیں اسوقت شاید میرا مشورہ کڑوا معلوم ہو اسلئے اس سے بھی پرہیز کرتا ہوں اور صرف اسقدر لکھتا ہوں کہ میرے دل میں آپ کے لئے کلیان کی اچھیا کے بھاؤ کے سوائے اسوقت بھی اور کوئی بھاؤ نہیں ہے۔ خاتمہ پر رائے ٹھاکر دت جی کی تحریر مندرجہ ہتکاری مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۵؁ء پر مجھے کچھ لکھنا ہے کیونکہ رائے صاحب کی لسنبت گو درمیان میں کچھ عرصہ کیلئے میرا دل شکی ہو گیا تھا لیکن عموماً اُنکے لئے میرے دل میں عزت رہی ہے اور اسوقت بھی وہ عزت دور نہیں ہوئی۔

رائے صاحب نے اپنے مضمون میں جو تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے مجھے قربانی کا مدعی گردانا ہے اسکے لئے کیا لکھوں میری اس نامکمل داستان نے بھی ظاہر کر دیا ہوگا کہ مینے کبھی قربانی کا دعوے نہیں کیا۔ ہاں جسے قربانی کا ناٹک آپ تبلاتے ہیں وہ مینے نہیں کیا میں واقعات کی بنا پر آپ کو تبلانا چاہتا ہوں

کہ لالہ رلا رام نے جسطرح آپ گوجرانوالہ راولپنڈی کے انچھرا والے معاملہ
میں وہم کہا دیا اسیطرح باقی معاملات میں بھی وہم کہا دیا کر آپ سے
غلط تحریریں لکھوائیں۔ اب آپکے مضمون میں نکالے ہوئے نتائج
کو سامنے رکھکر انکا جواب بحوالہ جات دیتا ہوں۔

اعتراض اول۔ ہمنے دکھلا دیا ہے کہ آپ نے جان قربان
نہیں کی کیونکہ ایشور کی کرپا سے جیتے جاگتے ہیں۔

جواب اول۔ یاد کیجیے! آپ نے بیسیوں آریہ پرشوں کے
روبرو کہا کہ "جبتک منشی رام جیتا آریہ سماج میں شانتی نہ ہوگی"
ویدک دھرم خودکشی کو پاپ بتلاتا ہے ورنہ آپکی خوشی کے لیے
میں ایسا ہی کرلیتا۔ لیکن یقین جانئے کہ لالہ رلا رام اور دیگر
اصحاب سے (جنکا ذکر اس حکایت میں آچکا ہے) تنگ آکر کئی بار
یہ پاپ آلودہ خواہش کرچکا ہوں کہ کاش میں زندہ نہ رہتا

اعتراض دوم۔ تندرستی کو قربان نہیں کیا کیونکہ پہلے
کی نسبت تازہ و توانا ہیں۔

جواب دوم۔ ارے صاحب! اگر آپ اسوقت آکر مجھے
دیکھیں تو آپکے دلمیں ٹھنڈک پڑجائے لیکن بقول شاعر
ع۔ افسوس دشمنوں کا فسوں اُنپہ چل گیا
اگر ایسا نہوتا تو میں اسقدر جسمانی تکلیف میں ہوتا اور آپ اپنا
فرض نہ سمجھتے کہ میرے سرہانے موجود ہوں۔

اعتراض سوم۔ بال بچوں اور انکے فوائد کو قربان نہیں کیا
کیونکہ گروکل کے قیام اور سرمایہ سے زیادہ تر دیں فائدہ اُٹھا
رہے ہیں۔

جواب سوم۔ ارے صاحب وہ آپکے نازک خیالات کہاں گئے

ابھی تو وید نہیں ہوئی پڑھئے آپ نے اپنے ۱۱ اپریل ۱۹۰۶ء
کے خط میں کیا لکھا تھا "آپ کے لڑکوں کے لئے یہہ بڑا مضر ہوگا
اگر آپکو آخر کار اپنے مکان وغیرہ جائداد سے علیحدہ ہونا پڑا۔ جب وہ
گروکل سے نکلیں گے تو انہیں جانے کے لئے کوئی جگہہ نہ ہوگی
در اصل وہ بے گھرے ہوں گے" راۓ ٹھاکر دت اگر یہ پرانے
سنسکار بالکل دور نہیں ہو گئے تو کیا آپ کو میرے لڑکوں کی
نسبت لکھتے ہوئے کچھ تامل نہ ہوا۔ دنیاوی لحاظ سے اپنے
اور اپنے دوستوں کے لڑکوں کا میرے لڑکوں سے مقابلہ کیجئے
ہاں یہہ میں مانتا ہوں کہ میرے لڑکوں کو اسوقت نہ مکان کی
پروا ہے اور نہ دولت کی لیکن یہہ گروکل کے سرمایہ اور مکانوں
کی بدولت نہیں بلکہ اسکا کچھ کارن ہی اور ہے۔

اعتراض چہارم۔ جائداد غیر منقولہ کو قربان نہیں کیا کیونکہ
اپنی زمین اور بنگلے کے خود مالک ہیں

جواب چہارم۔ تاریخ کے ۹ اشتہار فروخت مکان دے
چکا ہوں جبوقت مکان فروخت ہو قرض سے سرخرو ہو کر علیحدہ
ہو جاؤنگا۔

اعتراض پنجم۔ مال واسباب اور کاروبار کو قربان نہیں کیا
کیونکہ پریس چلتے ہیں۔ اخبار نکلتا ہے کتابیں شائع ہوتی ہیں
اور انکی بکری آگے سے بہت زیادہ ہے

جواب پنجم اس اعتراض کا جواب اس داستان میں تلاش
کیجئے اور کتابوں کی جیسی بکری ہے اسکا حال مطبع میں اگر دریافت
کیجئے۔ باقی حالات آمدنی کارخانہ بدستور جاری ہے انکو جداگانہ درج کرونگا۔

اعتراض ششم۔ دھن دولت کو قربان نہیں کیا کیونکہ

تک قرضدار تھے یہانتک کہ تین سال سے اپنی سماج کا چندہ
بھی ادا نہیں کیا۔

جواب ششم۔ جن لالہ دیوراج جی نے چندہ نہ دینے کا
حال آپنے لالہ کدارنام کو بتلایا تھا نہیں یہ بھی بتلانا چاہیئے
تھا کہ انہیں نے ملتان کے لئے چندہ سے انکار کرکے ہی سبھا
سدی سے علیحدہ ہونا چاہتا تھا لیکن پھر بھی مجھے اس آریہ
سماج کے ممبروں نے زبردستی مجھ پر بالتشہرت سبھا سد بنالیا
باقی رہا میرے دولت وغیرہ کی کیا حالت ہوئی اسکا سارا
حال اس داستان سے واضح ہو جاویگا۔

اعتراض ہفتم۔ آزادی کو قربان نہیں کیا کیونکہ کوئی
روک ٹوک نہیں جب گروکل میں تھے تب بھی جب جہاں
چاہتے تھے چلے جاتے تھے۔ اب تو بالکل آزاد ہیں۔

جواب ہفتم۔ ہائے صاحب! آپ کی انصاف پسند طبیعت
کو کیا ہو گیا۔ کیا آپ گذشتہ ساری خط وکتابت اور میری دقتوں
کو بھول گئے تھے کیا آپنے سمجھا تھا کہ سبھا کی فائل کبھی پبلک
کے روبرو ہی نہیں آوے گی۔ اسوقت بھی چھ ماہ سے کوشش کرتا ہوا
کہیں اب علاج کے لئے آنا ملا ہے پھر بھی ابتک آپکی مہربانیوں
کے جواب میں مصروف ہونے کے باعث علاج کی تاریخ ٹلتی
جاتی ہے

اعتراض ہشتم۔ رشتہ داروں سے قطع تعلق نہیں ہوا برادری
سے خارج نہیں کئے گئے صرف ایک مقدمہ ہی تھا جسمیں گوپی ناتھ
وغیرہ . . . .

جواب ہشتم۔ پنڈت گوپی ناتھ کے مقدمہ کا آریہ سماج پر

کیا اثر ہوا اسے پہلے ظاہر کر چکا ہوں لیکن برادری خارج وغیرہ کی
آپ کی تحریر پڑھ کر مجھے ہنسی آتی ہے آکاش اخبار کے ایڈیٹر ماسٹر آتمارام
نے تو اگست ۱۹۰۷ء میں مجھے یہہ طعنہ دیا تھا کہ جہاں میں نے
اپنے حقیقی بھائیوں تک سے بگاڑ رکھی ہے وہاں رائے پیرارام
صاحب نے اپنے پورانک خیالات کے بھائیوں اور بزرگوں کے
علاوہ اپنی ہندو برادری کو بھی خوب قابو کیا ہوا تھا اور آج
آپ مجھے اسکے برخلاف طعنہ دیتے ہیں۔ رائے صاحب!
میرے بھائیوں کیساتھ میرا واسطہ ہی کیا ہے اور برادری تو
میں نے سوائے آریہ سماجک بھائیوں کے کوئی سمجھی ہی نہیں
ہاں مجھے برادری وغیرہ سے علیحدگی کا رنج نہیں کیونکہ میں
اُنمیں شامل رہنے کا مشتاق نہیں البتہ آپکو برادری کی علیحدگی
داگر کبھی ہو) شاق گذر سکتی ہے۔

اعتراض نہم۔ میری وکالت کی قلیل آمدنی بتلا کر فرماتے
ہیں "وکالت چھوڑ کر کانگڑی جانیسے سب بچت ہو گئی۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔ جب آپ جالندھر پدھارے تو آپ متمول نہ تھے
پس وکالت سے آپنے بہت کچھ روپیہ نہیں کمایا ہو گا۔۔۔
۔۔۔"

جواب نہم اول اعتراض یہہ ہے کہ میری وکالت کی آمدنی
کچھ نہ تھی اسکے جواب میں تو اصل داستان کیطرف متوجہہ
کرتا ہوں لیکن اس کی نسبت کہ جب میں جالندھر آیا متمول تھا
یا کیا صرف اسقدر بتلانا چاہتا ہوں کہ میرے پتا کی جائداد تقریباً
ساٹھ ہزار روپیہ کی تھی جسکا چوتھا حصہ میں نے تقسیم میں
۱۸۸۶ء میں حاصل کیا تھا اور مختاری کا کام میں اس سے

پہلے ہی کر رہا تھا یہ سارے حالات بھی بڑے صاحب کئی بار میری زبانی سن چکے تھے۔

اعتراض دہم۔ جہاں تک ہمکو معلوم ہے اُنکی طبیعت کا رجوع وکالت کیطرف کم تھا اور اتنے سال کے تجربہ نے اُنپر ثابت کر دیا تھا کہ آپ کبھی کامیاب وکیل نہیں بن سکتے۔

جواب دہم۔ اپنے دعوے کے ساتھ لالہ رلارام جی کی تحریر مندرجہ آریہ پتریکا مطبوعہ ۲۷ر فروری ۱۹۰۴ء کا مقابلہ فرمائیے لالہ رلارام گروکل کے مخالفوں کی تحریروں کا جواب لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"لالہ منشی رام چیف سپرنٹنڈنٹ جالندھر سے آئے ہیں نہ کہ لاہور سے۔ وہ لاہور ملے ایک نہیں ہیں بلکہ پندرہ برسوں تک۔

One of the leading pleader of Jullundur

جالندھر کے کامیاب وکیلوں میں سے ایک تھے۔ کیا کرئے لالہ رلارام سے پوچھیے کہ جب خود یہ لکھ چکے تھے تو آپ کو کیوں اُنکے برخلاف حکایتیں سناتے رہے اور حکایتیں بھی وہ جو کلرکوں کی طرف سے ہمیشہ مشہور ہوتی رہی ہیں۔

اعتراض یازدہم۔ لالہ وزیر چند جی پہلی مذہبی سبھا کی طرف سے آریہ مسافر میگزین کے ایڈیٹر ہیں رسالہ کی تحریر کا کام اُنکو دو گھنٹہ روزمرہ سے زیادہ کا نہیں۔ ان کی خدمات مہاتما جی کے سپرد کی گئیں تاکہ وہ آپکو ستیہ دھرم پرچارک کے چلانے میں امداد کریں اور وہ بیچارہ مارا مارا اُنکے پریس کے پیچھے پھر ایک

جالندھر سے ہردوار گیا وہاں اُسکے اہل و عیال سخت بیمار ہو گئے
ہردوار سے ہریس کے ساتھ جالندھر واپس آیا۔ مدت سے ستیہ
دھرم پرچارک ایڈیٹ کیا کرتا۔ اگرچہ نام نہ تھا کچھ مدت سے مہاتما
جی نے اعلان بھی دیدیا کہ وزیر چند جی اُسکے ایڈیٹر ہیں کیا
آپنے تنخواہ یا الاؤنس انکو کبھی دیا۔ مانا کہ انتظام تک سنبھالنے جان
بوجھ گراں کی خدمات آپکے حوالے کر دی تھیں مگر اتنا تو چاہیے
تھا کہ کچھ تو ماہوار انکو بطور الاؤنس کے یا فیصدی منافع پر کچھ بطور
کمیشن دیدیتے وہ غریب عیالدار ہے اور مہاتما جی کو ستیہ دھرم
پرچارک سے خاصہ نفع آتا ہے مگر آپکو روپیہ کی ہر وقت تنگی
رہتی ہے خیال ہوگا کہ وزیر چند کا گذارہ جوں توں چلا ہی جاتا ہے

جواب یازدہم۔ اس اعتراض کا جواب دینا میرا فرض نہیں
لالہ وزیر چند جی نے اسے قابل توجہ نہ سمجھکر اب تک اخباروں
کے ذریعہ سے جواب نہیں دیا۔ اب انہیں سے جواب سنئے:

لالہ وزیر چند جی لکھتے ہیں "
"رائے صاحب کا یہہ تحریر کرنا کہ رسالہ کی تحریر کا کام دو گھنٹہ روز
مرہ سے زیادہ نہیں" ان کی دانستہ غلط بیانی ہے جس کی
کہ مجھے ان کی ذات سے ہرگز امید نہ تھی بہت عرصہ تک مجھے
ایڈیٹری کے کام کے علاوہ کلرک اور بعض دفعہ چپڑاسی کا کام
بھی کرنا پڑتا رہا۔ مینیجری کی ڈیوٹی شروع سے اب تک میرے
سپرد ہے۔ علاوہ ازیں مشکل سے کوئی مہینہ گذرتا ہوگا کہ مجھے
دو تین دور دراز مقامات میں پرچار کے لئے نہ جانا پڑتا ہو۔ دو
گھنٹہ کہہ دینا تو آسان ہے لیکن پتہ تب لگتا ہے جب کہ خود
کوئی کام کرنا پڑے کہ ایڈیٹر کو دو گھنٹہ روزمرہ مضامین لکھنے

کے لئے مطالعہ کی ضرورت نہیں ہوتی ایک ہفتہ تک لگاتار مطالعہ
کیا جاوے تب کبھی ایک مضمون لکھا سکتا ہے۔ افسوس تو یہ
ہے کہ رائے صاحب نے سب کچھ جانتے ہوئے اس غلط
بیانی کی جرأت کی جو کہ ان کی شان کے سراسر خلاف تھی لیکن
پکشپات کا شکار ہو کر انسان کیا کچھ نہیں کر گذرتا بڑے بڑے
بدھی مانوں اور وچار شیلوں کی بدھیوں پر پردہ پڑ جایا کرتا ہے
رائے صاحب کا یہ فرمانا بھی بجا نہیں کہ میری خدمات ستیہ دھرم
پرچارک کے چلانے میں مدد دینے کے لئے لالہ منشی رام کے سپرد
کی گئیں۔ جب [illegible] آریہ مسافر جاری کیا گیا تھا اسوقت لالہ منشی رام
جی نے ایڈیٹر بننا سویکار کیا تھا اور مجھے سب ایڈیٹر اور منیجر سبھا
کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا اس خیال سے کہ مطبع ستیہ دھرم پرچارک
اپنا ہونے کے باعث اسمیں چھپائی وغیرہ کی ہر طرح سے سہولیت
ہو گی اور لالہ منشی رام جی سے آریہ مسافر کو تحریری امداد بھی
ملتی رہے گی آریہ مسافر کا دفتر جالندھر میں ہی رکھا گیا۔ جب پریس
جالندھر سے ہردوار منتقل ہونے لگا تو مجھے اچھی طرح سے یاد ہے
کہ لالہ منشی رام جی نے مجھے بلا کر صاف کہدیا کہ آپ اپنا دفتر لاہور
میں لیجاویں ہردوار میں آپکے رسالہ کی چھپائی وغیرہ کا شائد معقول
پربندھ نہ ہو سکے میں نے انکے اس کہنے کا دلمیں برا منایا اور یہ
سمجھا کہ یہ مجھے اپنے پاس سے شائد کسی ناراضگی کی وجہ سے جدا
کرنا چاہتے ہیں چونکہ میری اپنی مرضی ہردوار جانے کی تھی اس خیال
سے کہ ایک تو اپنا پریس ہونے کی کارن ان دقتوں سے بیفکر رہونگا
جو کہ غیر پریسوں میں ہوتی ہیں دوم ہردوار ایک رمنیہ استھان
ہونے کے کارن تحریر کا کام اچھا ہو سکیگا اور ہندوں کا ایک

مشہور تیرتھ ستھان ہونے کے باعث جہاں ویدک دھرم کے اپدیش
دوارا سیوا کر سکونگا وہاں میری خدمات تھوڑی بہت گروکل کیلئے
بھی مفید ہونگی علاوہ ازیں میرا لڑکا گروکل میں ہونے کے
کارن اسکے نزدیک چلے جانیکا بھی کچھ لوبھ آگیا تھا۔ ان خیالات
سے میں محض اپنی مرضی سے ویدک دھرم کی زیادہ سیوا کرنے کے
بھاؤ سے محرک ہوکر اور قدرے خود غرضی کیوجہ سے ادھیکاریان
سبھا کی مرضی الوسار آریہ مسافر کا دفتر ہردوار لے گیا تھا۔ وہاں
میری صحت تو اچھی رہی لیکن میری استری اور لڑکے اکثر بیمار ہو جاتے
رہے اسلئے ایک سال کے بعد میرا دل اچاٹ ہو گیا اور مینے ہردوار
سے چلے آنے کا وچار لالہ منشی رام جی پر پرگٹ کیا اسی اثنا میں
پریس کے کام میں کئی پرکار کی دقتیں پیش آنے اور مطبع کو سخت مالی
نقصان پہونچنے کے کارن لالہ منشی رام جی نے اپنا مطبع پھر واپس جالندھر
بھیج دیا جسکے ساتھ کہ میں اپنا دفتر جالندھر لے آیا لالہ رلا رام جی
رائے صاحب کو مدت سے اکسا رہے تھے اور کئی طرح کی پٹیاں پڑھا
رہے تھے کہ کسی طرح وزیر چند کو جالندھر سے لاہور یا گوجرانوالہ بلا لیا
جاوے۔ اسلئے مجھے لاہور بلانے کا وچار خود بخود کر کے رائے صاحب
نے مجھے لاہور چلا جانیکا حکم دیا جواب میں مینے عرض کیا کہ چونکہ میری
استری دائم المریض ہے اور وہاں کی آب ہوا اچھی نہیں علاوہ ازیں
لاہور میں اخراجات بھی بہت ہونگے۔ دوسرے مطبعوں میں رسالہ
کی چھپوائی کا پربندھ کرنے میں کئی قسم کی دقتیں پیش ہونگی
وغیرہ اسلئے مجھے یہیں رہنے کی اجازت دیجاوے مجھے یہ بھی جواب
دیا گیا کہ تم اپنے وطن گوجرانوالہ میں رہکر لاہور میں چھپوائی کا پربندھ
کر سکتے ہو۔ اگر لاہور میں رہنا منظور کرلو تو تمہاری تنخواہ میں بھی اضافہ

کر دیا جاویگا لیکن چونکہ مجھے اور میرے پریوار کو لاہور میں ہر طرح کی تکلیف
ہی تکلیف تھی اسلئے میں انکاری کرتا رہا آخر جب رائے صاحب قائل ہوگئے کہ
میرا جالندھر رہنے میں کوئی حرج نہیں تو مجھے وہیں رہنے کی اجازت دی
گئی . میں اپنی مرضی سے ستیہ دھرم پرچارک کی سیوا کر رہا ہوں . دو چار سال
سے ہی نہیں بلکہ اسوقت سے جبکہ پنجاب پرتی ندہی سبھا کے ساتھ میرا
کوئی بھی سمبندھ نہ تھا مینے چالیس روپے ماہوار پر اپنی ساری
آزادی اور وقت پرتی ندہی سبھا کے ہاتھ نہیں بیچ رکھا میں دن رات
سماجک کاموں میں لگا رہتا ہوں اور پرچارک کی سیوا کرنا بھی اپنا ایک
دھارمک فرض سمجھتا ہوں اسلئے اگر میں اپنی فرصت کے وقت میں پرچارک
کی یتھا شکت سیوا کر رہا تو کونسا اپرادھ مجھ سے ہوگیا یا لالہ منشی رام
جی کیسے دوشی ٹھہر گئے ۔ رائے صاحب کا یہہ اعتراض تب ہی ٹھیک نیتی پر
مبنی ہوتا جبکہ وہ اپنے اور وہ لالہ تولا رام پر بھی اس قسم کا اعتراض کرتے
جو کہ سبھا سے تنخواہ پاتا ہوا اپنی ڈیوٹی کے وقت میں باہر کام کرکے ٹکے
کماتے رہے . میں اگر پرچارک کی سیوا کر رہا ہوں تو کسی لوبھہ یا لالچ
سے نہیں بلکہ محض اسوجہہ سے کہ پرچارک کے ذریعہ ویدک دھرم کی اشاعت
ہو رہی ہے اور یہہ آریہ سماجوں کا پرانا سیوک اور رکشک ہے ۔ لالہ منشی رام
جی کو میں اپنا دھرم پتا سمجھتا ہوں اور جیسے وہ خاص پریم اور کرپا کی
درشٹی سے دیکھتے ہیں وہ میرے سبھاؤ اور خیالات سے بخوبی واقف
ہیں کہ میں ٹکے کی کہانتک پرواہ کرنے والا ہوں اول تو میں ایسی کوئی
معاوضہ حاصل کرنے کا مستحق ہی نہیں تھا کیونکہ میں پرچارک کی جو کچھ
سیوا کر رہا محض دلی شوق سے اپنا دھارمک فرض سمجھکر بحیثیت ویریہ چند
آریہ کر رہا نہ کہ بحیثیت ملازم آریہ پرتی ندہی سبھا دوم وہ بخوبی جانتے
تھے کہ اس قسم کا اشارہ پاکر بھی میں اپنی ہتک سمجھونگا اور ناراض ہو

ہو جاوں گا۔ بڑے صاحب کہانتک لکھوں آپ سب کچھ جانتے ہو گے
بچوں کی سی بھولی بھولی باتیں کر رہے ہیں کہ گویا آپکو کچھ خبر ہی نہیں۔
سینے اپنی تنگی کی بابت آپ سے کب شکایت کی تھی کہ آپکو اس
قسم کی نبادلی ہمدردی کی ضرورت پڑی" "داس وزیر چند۔"

اعتراض دوازدہم۔ پنڈت لیکھرام جی کتابیں بناتے رہے
انہوں نے اپنی تصنیفات سے بہت کم فائدہ اُٹھایا جب وہ قتل
کئے گئے تو انکی کتب کی مانگ بہت بڑھ گئی اور چونکہ چھپوائی
کا حق ستیہ دہرم پرچارک کو دیا گیا تھا اُن کتب کا منافع مہاتما جی
کے گھر رہا۔ چوتی تو جی سبھا نے ان کتب پر کچھ تھوڑا حصہ لینا کیا تھا
مگر کون حساب کرے اور کون جھگڑا کرے کہ مہاتما جی نے چھپائی
وغیرہ کس حساب سے چارج کی تھی اگر یہ کتب لاہور میں چھپتیں
تو ہزاروں روپیوں کا منافع سبھا کو ہوتا لیکن سب کو آپکی رعایت
منظور تھی کسی نے اُف تک نہ کی ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آپ نے
اپنے اقرار کے مطابق ہی حساب بے باک کر دیا ہے اسوقت بھی
آپکے پریس کے ذمہ سبھا کا بہت کچھ روپیہ باقی ہے لیکن ہر وقت
قرضدار رہتے ہیں روپیہ کہاں سے ادا کریں۔

جواب دوازدہم۔ بڑے صاحب! یہاں لالہ رلا رام نے
پھر آپکو سخت دھوکے میں ڈالا ہے۔ یہ اعتراضات نئے نہیں
کالجیوں کیطرف سے اس قسم کے اعتراضات ہوتے رہے ہیں
مختصر جواب تو یہ ہے کہ جتنا آپ کسیقدر منافع بیان کرتے ہیں
وہ ہر کتاب کی مقرر شدہ قیمت کا چوتہا حصہ تہا جو آجکل کسی کتب
فروش نے مصنف تک کو نہیں دیا اور نہ کوئی سبھا کا روپیہ
آپکے متعلق میرے پریس کے ذمہ ہے مفصل جواب ذیل کے

اقتباس اخبار اور خط میں تلاش کیجئے۔ میں سلسلہ داستان میں بھی بتلا چکا ہوں کہ لالہ رلا رام نے پنڈت لیکھرام کی کتابوں کی چھپوائی کی فائل ۲۰ جون ۱۹۰۱ء کی انترنگ سبھا میں شرمندہ ہو کر فائل کرا دی تھی۔

از ضمیمہ ستیہ دھرم پرچارک مورخہ ۲۴ جون ۱۸۹۸ء لالہ لعجپند کا انگریزی اخبار مورخہ یکم و ۸ و ۱۵ جون ۱۸۹۸ء

ان تینوں پرچوں میں عموماً وہی باتیں دہرائی گئی ہیں جنکا جواب آریہ گزٹ کے متعلق دیا جا چکا ہے البتہ لالہ لعجپند کا گالیاں مصالحہ دار دیتی ہیں جس سے تحریر کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے پنڈت لیکھرام جی کی تصنیفات کے منافع کی نسبت اس پرچہ میں غلط فہمی پھیلائی گئی ہے لاہور کے سنے ہمنے اسکا جواب لکھکر بھیج دیا ہے جو وہاں کسی لکچر میں ظاہر ہو جاویگا اسلئے ہم اختصار کیا تھا ہم تکذیب جلد اول اور تکذیب جلد دوم کا خرچ خرج کرتے ہیں اور نتیجہ اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

(۱) تکذیب جلد اول۔ تعداد ۱۰۰۰ جلدیں۔ قیمت فی جلد عہ۔ کل قیمت ۱۲۶۵ روپے اصل لاگت لکھائی ۹۲ کاپی بحساب ۸ فی کاپی للعہ چھپائی بحساب عہ۔ پتھر ما عیہ۔ کاغذ ۴۶ رِم مالہ۔ کاغذ سرورق ۲ ترتیب کٹائی عسہ

میزان کل ۲۰۲ روپیہ ۱۰ حق پرلی قربی ۲۵ فیصدی ۳۱۶ روپے آنے

میزان ۵۱۷ روپے ۲ آنے

دس ماہ کتاب کو شائع ہوئے ہو چکے اب تک ۳۰۰ جلدیں فروخت ہوئیں جنمیں سے کچھ اب تک ایجنٹان کے پاس ہیں اور انکا روپیہ وصول نہیں ہوا۔ ۷۰۰ واسطے فروخت کے موجود ہیں۔ ان کے علاوہ لیکھرام میموریل کمیٹی وغیرہ کو پنڈت جی کی کتابوں کا

بھیجا جا رہا ہے اسوقت تک ۱۵۱۷ روپیہ ۲ر آنہ خرچ ہوئے ۳۰۰ کتابوں
کی قیمت ۳۷۵ وصول ہونے چاہیئے لیکن انہیں سے نصف سے زیادہ
پر کمیشن دیا گیا ہے پس ۲۴۰ سے زیادہ ابتک وصول نہیں ہوا۔
(۲) تکذیب جلد دوم قیمت فی جلد عہ تعداد ۱۴۰۰ کل قیمت ۱۴۰۰ روپیہ
اصل لاگت۔ نوٹ۔ کچھ کاپیاں پنڈت جی کے مرتے وقت تک
کاتب لکھ چکا تھا اصل مینوسکرپٹ بہت ہی ردی لکھا ہوا تھا انکے مقابلہ
وغیرہ اور نیز ترتیب والے ہیں وو لایق صاحبان کو ایکصد روپیہ دینا پڑا تھا
خرچ ترتیب مضمون وغیرہ ما۔ لکھوائی ۸۰ کاپی فی ۸ر للعہ
۲۵ کاپیاں لگوا کر خراب ہو گئیں جو دوبارہ لکھوائی پڑیں عسہ
چھپوائی ۱۴۰۰ الحساب ۴ فی پتھر ۱۲ عہ۔ کاغذ ۵۶ ریم جس
میں سمرقند کا اعلی کاغذ ہے مالیہ۔ ترتیب عسہ

میزان کل حق آریہ پرتی ندہی سبھا ــــ ۵۷۶ روپیہ
ــــ ۳۵۰
ــــ ۹۲۶ روپیہ

ابتک ۱۲۸۴ جلدیں بک چکی ہیں۔ بہت سی مفت دی گئیں زیادہ سے
زیادہ ۱۲۳ جلدیں علیحدہ بکیں۔ ۳۰۰ پر کمیشن دینا پڑا پس ۴۲۰ روپیہ
سے زیادہ نقد نہیں وصول ہوا باقی کتابوں پر بھی کمیشن دینا پڑیگا
اس کتاب کے پڑھنے میں بڑی محنت ہمیں خرچ کرنی پڑی ہے۔ اکثر
حصے ہمارے ہی اپنی قلم کے لکھے ہوئے ہیں نہ معلوم کتنے برسوں میں
یہ دونوں کتابیں فروخت ہونگی۔ اب پبلک خود اندازہ لگا دے
کہ ان کتابوں میں سے کتنا منافع ہمنے حاصل کیا ہے۔ ان کتابوں کے
علاوہ تحفہ شہید اور کلیات آریہ مسافر کو پڑتال کر دیکھئے۔ فی جز ۱۶
صفحوں کی قیمت ۔ر رکھی گئی ہے اسمیں سے چوتھا حصہ قیمت پر

سبھا کا حق دیگر اور صرف ۵ فیصدی کمیشن دینے کے بعد سمجھہ لیجئے کسقدر
منافع باقی رہتا ہے۔ ہمنے ان کتابوں کی اشاعت کا بوجھہ اسلئے لیا تھا کہ
کوئی صاحب اس مشکل کام کا بوجھہ برداشت کرنیکے لئے طیار نہ تھے
پنڈت جی کے مینوسکرپٹ کی بعض جگہیں پنسل کی لکھی ہوئی اور بعض بالکل
پڑھی نہیں جاتی تھیں ان کل دقتوں کا حال کلیات جلد دوم کے دیباچہ
میں درج ہے۔

خاتمہ پر ہم لالہ لعلچند جی کو پوچھتے ہیں کہ اگر انکے اتنو نادی نہیں
ہیں تو ہم پنڈت لیکھرام جی کا ایک مینوسکرپٹ اسوقت بھی انکے
حوالے کر سکتے ہیں ہم بڑے ہی خوش ہونگے اگر ان کے سب
دوست ملکر ایک مینوسکرپٹ کو ہی پبلک کی نذر کر سکیں"

نقل چٹھی نمبر ۴۹ مورخہ ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

سیوا میں شریمان مانیہ ور مہاشے منشی رام جی نمستے

شریمان پردھان جی کی آگیا انوسار آپکی سیوا میں نویدن ہے کہ کرپا پورک
آپ سبھا کو اسبات کی سوچنا دیں کہ شریمان پنڈت لیکھرام جی کی تصنیف میں سے کون
کون سی کتب ابتک آپکے پریس سے آپکی زیر نگرانی شائع ہو چکی ہیں۔ اور ہر ایک کتاب کی
کتنی ایڈیشن اور ہر ایڈیشن میں کتنی کاپیاں شائع ہو چکی ہیں علاوہ بھی کرپا پورک
اطلاع بخشیں کہ آپ کے پاس پنڈت لیکھرام جی کے کون کونسے قلمی مسودے موجود
ہیں اور انکے چھپانے وغیرہ کی نسبت آپنے کیا کیا تجاویز سوچی ہیں کہ بار کے
دفتر کی سہولیت کی خاطر آئندہ جب کبھی آپ کوئی کتاب مصنفہ پنڈت لیکھرام چھاپنے
لگیں تو کتاب کے نام۔ طبع کے نمبر اور کتابوں کے شمار سے مطلع کر دیا کریں

آپکا شبھ چنتک

دستخط Shiv Dayal
منتری

نقل جواب لالہ منشی رام

پرییہ مہاشے ورمنتری جی نمستے :۔

(۱) جواب آپ کے پتر کے لئے یہ نویدن ہے کہ کرپا کر کے وہ حساب کاغذ نکالئے جس کے رو سے کہ آپ نے مطبع ست دھرم پرچارک سے چار پانچسو روپیہ نقد اور سینکڑوں روپیوں کی کتابیں وصول کی ہیں اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کسقدر کتنے ایڈیشن اور کسقدر جلدیں اب تک شائع ہو چکی کیونکہ کتب کی معمولی قیمت کا چوتھا حصہ سبھا کو میری طرف سے پہونچ چکا ہے +

(۲) پنڈت لیکھرام جی کے قلمی نسخے میرے پاس کوئی بھی موجود نہیں ہیں صرف ایک قلمی نسخہ چھپنے سے باقی تھا جس کا مضمون یوگ اور نیز دواہ تھا اور وہ اصل ٹھاکردت صاحب نے منگالیا تھا۔ اور اب تک وہ انہیں کے پاس ہے کچھ متفرق کاغذات اور نوٹ تھے جو لالہ وزیر چند جی کو آریہ مسافر کے مضامین کی مدد کے لئے دے چکا ہوں +

(۳) مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں نے تو اپنے آخری خط میں آپکی خدمت میں یہ لکھا تھا کہ میں آئندہ پنڈت جی کی تصنیفات کو چھاپنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور آپ مجھے لکھتے ہیں کہ جب شائع کیا کروں تو اطلاع بھی کروں۔ آپ کرپا کر کے اپنے دفتر میں خطوط وغیرہ کی پڑتال کر لیا کریں تو شاید طرفین کو اسقدر تکلیف نہ اٹھانی پڑے (دستخط) منشی رام"

اعتراض (۱۳) آریہ مسافر میگزین آپکے پریس میں چھپتا ہے اور جس شرح کے مطابق آپ سبھا سے چھپوائی چارج کرتے ہیں وہ دیگر پریسوں سے سوائی سے زیادہ ہے اور پھر بھی مہینوں وقت پر نہیں نکلا کیونکہ پریس کا انتظام ردی تھا چھٹی پر چھٹی شکایت کی آتی لالہ وزیر چند کہتے میرا قصور نہیں پریس سے کام نہیں نکلتا مگر کسی نے داد و بیداد نہ کیا کیونکہ سب کو مہاتما جی کی رعایت منظور تھی +

جواب (۱۳) اس میں شبہ نہیں کہ لاہور کی نسبت میرے مطبع کی شرح چھپوائی سوائی ہے لیکن یہ فرق مطبع کے قصور سے نہیں جمع ہوتا بلکہ جالندھر میں اسیقدر خرچ بھی مطبع کا زیادہ ہے اگر رسالہ وقت پر نہیں نکلتا ہو تو اس کا کارن مطبع نہیں ہوتا بلکہ آپکی سبھا ہوتی ہے جو لالہ وزیر چند کو

کو بعض اوقات ایک ایک ماہ تک بار گھماتی ہے کیا آپکو معلوم نہیں کہ میں رسالہ آریہ مسافر کی چھپوائی
کے جاری نہ رکھنے سے کئی بار انکار کر چکا ہوں۔ پھر کیوں میرے مطبع کو نہیں چھوڑا جاتا کر دیجو دہا
ہی ضمیمہ الف متعلقہ لالہ کاشی رام میں لالہ رام کرشن جی پروہان کے خط سے معلوم ہوگا کہ میرے
دو ہزار روپیوں کے بل بابت چھپوائی رسالہ آریہ مسافر ایک ہی مرتبہ پاس ہوئے چار پانچ صد تو
ہمیشہ بقایا میں رہا ایسی حالت میں سمجھ میں نہیں آتا کہ سوائے میرے جسے آریہ مسافر کی اشاعت
کی ضرورت محسوس ہوتی ہو کون مطبع والا ملسکتا تھا۔ جو اسقدر عرصہ بل پاس کر کے اسے چھپایا کرتا

اعتراض (۱۴) کا مطلب یہ ہے کہ پرچارک کی چھپوائی میں خرچ آتا جاری پرچہ پڑتا ہے اور منافع
کثیر ہوتا ہے۔

جواب (۱۴) افسوس رائے صاحب بھول جاتے ہیں کہ بغیر باقاعدہ حساب پیش کئے کوئی آدمی اُن سے
عطائی کی تحریر کو نہیں مان سکتا میں مانتا ہوں کہ اخبار سے ہر سال بھر میں منافع پندرہ سو کے قریب
ہوتا ہے لیکن اُسپر خرچ کسقدر کرنا پڑتا ہے لیکن بالفرض اگر سارا منافع بچ ہی رہتا ہو تو کیا رائے صاحب
کے پانچ چھ سو روپیہ ماہوار اور آپکے لڑکوں اور بھتیجوں کی ہزارہا ماہوار کی کمائی کے مقابلہ میں اس
کی کچھ وقعت ہے کہ آپ کو اسقدر قلق ہوا ۔

اعتراض (۱۵) جب پرتی ندھی سبھا کا تیرہ چودہ ہزار روپیہ آپ کے ذمہ نکلا اور لالہ رلا رام
نے سخت تقاضا کیا کہ سبھا کا امانتی روپیہ واپس ادا کیا جاوے تو کئی تدابیر سوچی گئیں چنانچہ ایک
تجویز یہ تھی کہ چند دھناڈیہ آریہ پرش چندہ کر کے کل روپیہ ادا کر دیں۔ آخر یہ سوجھی کہ ایک کمپنی بنائی
جاوے اور وہ لالہ منشی رام سے پرچارک آدی وغیرہ خرید لے انکی خاطر آریوں نے اس کمپنی کے حصص
خرید لئے اور انکا بیس پچیس ہزار روپیہ اس کمپنی کا زیر غرق ہوا اس میں سے چھ سات ہزار روپیہ مہاتما
جی کو ایسی کتب کے عوض میں دیا گیا جو بہت کم بکتی تھیں ست دھرم پرچارک میں مہاتما جی نے اس
کمپنی کے گن گائے اور لالہ متھرا داس لوری کو آسمان پر چڑھا دیا۔ یہ چھ سات ہزار روپیہ کبھی نصیب
نہ ہوتا۔ اگر قربانی کا ڈھکوسلہ نے آریوں کو اندھا نہ کر دیا ہوتا ۔

جواب (۱۵) اس اعتراض کا تو کتاب کے پہلے حصہ میں جواب دیا گیا ہے لیکن یہاں محض آپ
کے ایک خط کو بجنسہ نقل کر دیتا ہوں اور فیصلہ آپکے آتما پر چھوڑتا ہوں ۔

پشاور ۶ فروری ۱۹۰۲ء

مائی ڈیر لالہ منشی رام

نمستے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں آپ کے ۲۰ دسمبر کے خط کا جس میں آپ نے ایک بیان دیا ہے جو بقول آپکے بابو چھجو رام کا یہ ایک خط بھیجا تھا جلد جواب نہ دے سکا۔ میں نے ۴ تاریخ کو جواب لکھنا شروع کیا تھا اور وہ آدھا لکھا ہوا اب تک بھی میرا میز پر پڑا ہے۔ لیکن میں اسے ختم نہ کر سکا کیونکہ میں یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ ہی۔ آر۔ کو یہ کہنے کا کیا حق تھا کہ انہیں میری طرف سے ایک چٹھی پہونچی ہے جو انکے اپنے خیالات کی تائید کرتی ہے مجھے آج انکا ۴۔ فروری کا لکھا ہوا خط ملا ہے جسمیں انہوں نے میرے سوالات کا حسب ذیل جواب دیا ہے

"میں نے آپ کے کسی خط کا ذکر نہیں کیا اور نہ میں نے یہ کہا کہ ان کا خط میرے پاس آیا ہے۔ اور نہ کوئی خط واقع میں اس مضمون کا میرے پاس آیا ہے۔ آپکے خط کا میں نے مطلق ذکر نہیں کیا اور نہ آپکا اس معاملہ میں کوئی دخل ہے"

اب میرے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اپنے بیانات میں جو دعوے انہوں نے کئے ہیں ان کے وہ خود ذمہ وار ہیں اور ایسے بیان کرنے یا انکو مشہور کرنے کا میری طرف سے انہیں کوئی اختیار نہ تھا میں اس بیان سے متفق نہیں کہ آپ کے دل میں کوئی فایدہ کا خود غرض خیال تھا۔ یا کہ آپ سبھا کے فنڈ کا روپیہ غبن کرنا تو ایک طرف رکھنا بھی چاہتے تھے۔ بلکہ تمام واقعات مجھے یقین دلاتے ہیں کہ آپ نے اپنی دنیاوی ترقی کی امید یا امنگوں کو قربان کر دیا ہے اور کہ آپ نے سماج کی خدمت کرتے ہوئے آپ کو کنگال بنا لیا ہے۔ اور چاہے چند تجویزوں کے بارے میں جنکے آپ وکیل ہیں میرا آپ سے کتنا ہی اختلاف رائے ہو میں ہمیشہ یہی مانتا رہا ہوں

کہ سماج کے ساتھ آپکی لا انتہا سر گرم محبت سے مشن کو ایک عظیم مدد پہونچی ہے اور کہ بہت ہی کم آدمی اس ہیں ایسے ہونگے جو ہمیشہ بھگتی کا ایسا اچھا ریکارڈ Record پیش کر سکیں۔ چاہے اور کتنے ہی نقص اور کمزوریاں آپکے سر تھوپی جا سکیں لیکن جہاں تک میں جانتا ہوں آپکے چال چلن میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے کبھی بھی انسان کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اس مادہ پرستی کے زمانہ میں یہہ ضروری ہے کہ کامیاب ذہنیا دار کی نادانی کی تعریف ہوا اور نہ یہہ کوئی تعجب کی بات ہے کہ ان اشخاص کو جنہوں نے کسی خیال کے لئے اپنی دنیاوی ترقی کو قربان کر دیا ہو بے وقوف سمجھ کر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاوے لیکن اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اچھے سے اچھے اور نیک سے نیک آدمیوں کو ہی جنکی یادگار آج کل کئی نسلوں میں ابتک قایم ہے انکے ہمعصروں نے دیوانہ اور خبطی قرار دیکر ذلیل کیا ہے۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے اسوقت تک کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جس سے کوئی شخص آپکے چال چلن پر کوئی حرف لا سکے۔ اور چونکہ آپ نے مجھسے پوچھا ہے میں خوشی سے آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپکی اب بھی میری آنکھوں میں وہی قدر و عزت ہے جو پہلے تھی۔

آریہ کا بھائی ٹھاکر دت

اعتراض (۱۶۱) " اگلے سال آپنے پرتی ندھی سبھا کو ۵۰۰ روپیہ دینا کیا تھا اور کلیات آریہ مسافر " کی دس ہزار کاپی چھپوائی اسکی لاگت فی کاپی چودہ پندرہ آنہ آئی اور قیمت فروختنی دو روپیہ رکھی اور مشہور کیا کہ مہاتما جی ہزار روپیہ کے قرضدار ہیں بیچارے آریوں آریہ سماجوں اور آریہ اپدیشکوں نے اسکے بکوانے میں سر توڑ کوشش کی۔ چنانچہ چند ماہ میں چار پانچ ہزار کاپی فروخت ہو گئی اس ایک معاملہ میں آپکو کم از کم چار ہزار روپیہ کا نفع رہا۔ ۵۰۰ کسکی جیب سے نکلا؟ جہانتک ہمکو معلوم ہے آپنے اب تک ۵۰۰ روپیہ بموجب اپنے

اقرار سے پہلے بھی ندھی سبھا کو اطلاع نہیں کیا۔ حالانکہ معاہدہ آپکے ساتھ خود
از حد رعایت سے کیا گیا تھا۔

جواب (۱۶) اس اعتراض کا کیا جواب دوں سوائے اسکے کہ آپ کا خط مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۰۴ء
پیش کر دوں یہ خط و کتابت چونکہ بالکل کنفڈنشل تھی اسلئے میں نے اپنے جوابوں کی
نقول نہیں رکھیں۔ آپ سے کب امید ہو سکتی ہے کہ میرے جوابوں کو شایع کریں گے۔ لیکن آپکے
خط سے بھی معلوم ہو جاویگا کہ جن معاملات کا دوش آپ مجھپر دیتے ہیں اسکے موجد آپ ہی تھے
شکر ہے کہ میں نے آپکی نصیحت پر عمل نہ کیا شاید آپکی یہ ہمدردی اس اعتراض کی خاص تیاری
کے لئے ہی تھی۔

پشاور ۱۹۔ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء

پیارے لالہ منشی رام نمستے آپکو معلوم نہیں اور نہ کبھی معلوم ہوگا کہ
آپکی خاطر میں نے کتنا نقصان اٹھایا ہے اور کتنا کام کیا ہے۔ میں نے اتنا کام
آپکی شخصیت کو بچانے کے لئے نہیں کیا اگرچہ اسکے باعث بھی آپکی میرے
دل میں بڑی قدر ہو گئی ہے۔ بلکہ اس آریہ دیش کی خاطر کیا ہے جسکی کامیابی آپ
دل سے چاہتے ہیں اور جس کے لئے آپنے اسقدر جانفشانی سے کام کیا ہے
جس دن سے آپکا ہردوار سے لکھا ہوا اردو کا خط مجھے ملا ہے جس میں
آپ نے لکھا تھا کہ آپ بہت ہی تفکرات میں ہو گئے ہیں تب سے ہی میں آپکیلئے
ہمدردی پیدا کرنے اور دولتمند ساجیوں کو اپنے خیالات سے متفق کرنے
کی کوشش کر رہا ہوں۔ دولتمند آدمیوں کو اپنے فراہم کردہ میں سے ذرا سا
دیدینے کے لئے تیار کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے لیکن میں نے امید کو
نہیں چھوڑا۔ پشاور میں صرف چار پانچ ہی ایسے آدمی ہیں جو کچھ مدد دے سکتے
ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے کسی نے ۵۰۰۔ اور کسی نے ۱۰۰۰ روپیہ
کا وعدہ کیا ہے مجھے یقین ہے کہ تھوڑے سے اور عرصہ میں چار پانچ
ہزار روپیہ اکٹھا کر سکونگا۔ مجھے خیال تھا کہ دیگر لیڈران جو وزیر آباد

جیسا ہی اسی طرح کے وعدہ کر کے مدد کرینگے لیکن اسمیں سے مجھے جلدی مایوس
ہونا پڑا - ڈاکٹر مہانند کے اقرار کردہ پانچسو روپیہ کے علاوہ اور کوئی بھی
وعدہ نہیں ہوا بلکہ جب میں نے اسکے لیے تقاضا کیا تو چند صاحبان
بالکل علیحدہ رہے اور جو اندازہ ہم نے پشاور میں لگایا تھا وہ غلط نکلا
اور اب میں نے دیکھا کہ آپکا Stock خریدنے کے لیے لازمی تو [illegible]
کے تین ہزار ملا کر بھی میرے پاس دس ہزار روپیہ سے زیادہ نہیں ہونگے
وہاں سے واپس آ کر میں نے اس معاملہ کو بہت سوچا ہے میں نے ارادہ کیا
ہوا ہے کہ جہاں تک مجھ سے بن پڑا آپکا ساتھ اس خراب حالت میں نبھاؤنگا
اگر یہ روپیہ فراہم ہو سکا تو ہمارے مدد کرنے سے نہ صرف آپکی ذاتی مدد نہیں
ہونگے بلکہ یہ سماج کی ایک اچھی مدد ہوگی کیونکہ آپکی خدمات اسوقت گروکل
کے لیے بھی نہایت ہی ضروری ہیں۔ اسوقت میری تجویز یہ ہے کہ
(۱) آپ کلیات کی ۲۰۰۰ کاپیاں بیچ لیں جن سے تین یا چار مہینے میں
قریب ۲۸۰۰ یا ۳۰۰۰ روپیہ آجاویں گے۔ (۲) باقی ۸۰۰۰ ہزار کی کاپیاں
لاگت قیمت سے ذرا زیادہ پر لیکھرام میموریل فنڈ سے خریدی جاویں اس
سے ۹۰۰۰ یا دس ہزار روپیہ اور ہو جاویں گے۔ مجھے یقین ہے کہ
آریہ مسافر کے مشن کو اس سے بڑی تقویت ہوگی اور کچھ عرصہ میں
روپیہ بھی واپس آ جائیگا اور زیادہ نہیں تو بنک کے سود جتنا منافع تو
ضرور ہوگا اور دیکھ لیا کہ ہمارے ایجنٹ ہمارے ایڈیشن کے ہونگے مجھے
امید واثق ہے کہ تین سال کے عرصہ میں خصوصاً اگر میں نے اسکی قیمت
کم کر دی سارا اسٹاک نکل جاویگا مجھے معلوم نہیں کہ کتاب پر لاگت
کیا آئی ہے مجھے کسی نے بتایا تھا کہ قریب [illegible] فی کاپی لاگت آئے تھے
اور دیگر اخراجات مثلاً بابو کیشب دیو کی تنخواہ اور خرچ وغیرہ علاوہ ہیں
(۳) ۷۰۰۰ روپیہ کا انتظام میں خود کر دوں اور اس میں ملا کر کل رقم

کا ۳۰۰۰ ملا کر آپ کا باقی سٹاک اگر وہ اس قیمت کا ہو خرید لیا جاوے
اور اگر وہ اس قیمت کا نہ ہو تو پرچارک بھی دیدیا جاوے۔
. . . اور اگر پرچارک دیدینے کی ٹھہرے تو آپ اسکے ایڈیٹر
ہوں اور آپکو یا تو اسکے منافع کا دو تہائی یا پچاس روپیہ ماہوار مقررہ
الاؤنس اور ایک تہائی منافع دیا جاوے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی
کر کے ایک فہرست مال برائے فروخت کی جو آپ کہتے ہیں کہ ۲۲۰۰۰
کی مالیت کا ہے اور ایک فہرست اسکی اصل قیمت اور جو آجکل قیمت
ہے اسکی مجھے بھیجدیں۔ اگر آپکو میری تجویز پسند ہو تو لکھیں اور اگر نہ پسند
ہو تو آپ اس میں جو تبدیلیاں چاہتے ہوں اُنسے مطلع کریں۔ اگر ستیہ وادی
بند کرنا پڑا تو مجھے بڑا افسوس ہوگا لیکن چونکہ اس سے اسقدر نقصان ہو رہا
ہے اسکو جاری رکھنا ممکن دکھائی نہیں دیتا۔ جوڈیشل کمشنر صاحب
مجھے کوئٹہ لے جانا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے لاہور آنے میں
کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ میں نے کی کوشش کرونگا۔ میں نے خبر البجھا
آپکا بڑے صدق سے شکریہ کرتا
سنی میٹنگ بھی بلائی ہے۔
لیکھرام میموریل فنڈ سے کتابیات کے خریدنے کا سوال جب ایماء رائے صاحب
لالہ کاشی رام ویدی نے بھی ۵ جولائی ۱۹۰۴ء کی انترنگ سبھا میں پیش کیا تھا جسے میں نے
ہر وقت نامنظور کیا۔ اسی مضمون کے متعلق لالہ خوشی رام جی نے بھی خط و کتابت کی اور میرے
اور رائے صاحب کے خطوط انکے پاس ہی ہوں گے لیکن انہوں نے بھی مناسب نہیں سمجھا کہ
ایک بیگناہ کو انصاف دلانے کی غرض سے اس خط و کتابت کو شائع کریں۔ رائے صاحب
نیچے حساب لگائے دیتا ہوں۔
مجھے چار ہزار کا منافع بتلاتے ہیں۔ میں
لاگت فی کتاب عہ رائے صاحب خود اپنے خط میں مانتے ہیں —— ۵۰ ۱۱ روپیہ جسکے حساب
سے دس ہزار روپیہ لاگت آئی۔
اسوقت ۴۲۰۰ جلدیں موجود ہیں۔ اور ایک ہزار جلدیں بابو کیشب دیو منیجر کو بوقت رخصت

کرنیکے نذر کی گئیں۔ گویا اب تک کل جلدیں فروخت ہوئیں ۴۸۰۰ ہیں انمیں سے بعض لین
فیصدی کمیشن پر فروخت ہوئیں ہیں لیکن اگر کل پر کمیشن بحساب ۲۵ فیصدی ہی سمجھہ لیا جاے
تو کل فروخت شدہ کتب کی قیمت ۷۴۰۰ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ لاگت ۱۱۴۵۰ ہے
قرضہ کا سود اسپر شامل کیجیے۔ اب بتلایے کسقدر منافع ہے جسمیں سے ۵۰۰ سبھا کی نذر کر سکتا
سبھا کا ۵۰۰ روپیہ میرے ذمہ اب تک ہے جسکے بدلے میں کتب نہیں دینا چاہتا بلکہ نقد ادا کرونگا

اعتراض (۱۷) میں رائے صاحب آرین کمیٹی کی حمایت کرتے ہوئے مجھے وعدہ شکن
بتلاتے ہیں کیونکہ انکا کچھہ سٹاک موجود رہتے ہوئے میں نے یہہ سستا ایڈیشن چھاپ لیا۔ رائے
صاحب کو واضح ہو کہ یہہ عذر انکی سبھا پر ہو سکتا ہے جسنے مجھے چھاپنے کی اجازت دی آرین
کمیٹی جسوقت مجھسے کچھہ مواخذہ کریگی تو اسوقت ثابت کرنیکے لیے طیار ہونگا کہ اس کمیٹی نے
میرا کسقدر نقصان کرایا ہے کہ میں نے کوئی وعدہ شکنی نہیں کی۔

اعتراض (۱۸) "ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ پنڈت گنیش دیو جی ویدک ینترالیہ اجمیر
کے منیجر تھے وہاں انکو ایکسو روپیہ تنخواہ ملتی تھی انہوں نے سنا کہ مہاتما جی مشکلات میں ہیں اور کہ انکو
پریس کا کوئی اچھا منیجر نہیں ملتا۔ تھے جوشیلے جھٹ اپنی اسامی سے استعفا دیدیا اور آپکے پاس
آ حاضر ہوے۔ بہت مدت تک آپکے پاس پریس کے چارج میں بلا تنخواہ رہے صرف روٹی کپڑا
لیکر اور محنت اور جانفشانی سے کام کرتے رہے اسواسطے کہ مہاتما جی نے آریہ سماج کے لیے
قربانی کی تھی۔"

جواب (۱۸) آپکی اس غلط بیانی کی تردید بابو گنیش دیو جی کو کرنی چاہیے تھی لیکن
چونکہ وہ خاموش ہیں اسلیے مجبوراً میں جواب دیتا ہوں پہلی غلط بیانی آپکی یہہ ہے بابو گنیش دیو
کی تنخواہ یکصد روپیہ ماہوار تھی۔ اجمیر کے لالہ رام بلاس جی سے میں نے دریافت کیا تھا انہوں
نے اپنے خط مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے "لالہ گنیش دیو جی جب ویدک پریس
اجمیر کی منیجری کا کام کرتے تھے تو انہیں پچاس روپیہ ماہوار ملا کرتے تھے۔" اب سنیے بابو گنیش دیو
جی نے اس شرط پر کام شروع کیا تھا کہ انکے مطبع کا کام بڑھانے سے جو منافع ہوگا اسمیں سے
ہاں پہلے میرا قرضہ کا آٹھہ ہزار روپیہ ادا ہوگا اسکے بعد بابو گنیش دیو جی اسقدر روپیہ لینگے

نقد ر انکے امریکا جانے کے لیئے کافی ہو اس عرصہ میں انکے جملہ ذاتی اخراجات پریس کے ذمہ
تھے جو چالیس اور پچاس روپیہ ماہوار کے درمیان ہوتے تھے جب تک بابو گینش دیوجی
رہے میں نے کبھی حساب نہیں دیکھا کیونکہ مجہے آخری دم تک پورا وشواس تہا۔ جب آخر کار قرضہ
بجائے اُترنے کے بہت بڑہ گیا تو مجبوراً انسے علحدگی اختیار کرنی پڑی میں نے اُنسے کہا کہ جو
مانگنا ہو مانگیں انہوں نے ایک ہزار جلدیں کلیات آریہ مسافر کی مانگیں جو انہیں دی گئیں
ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب سے آپ کے پریس میں آیا ہوں اپنے حساب سیونگ
بنک میں سے میں نے بارہ روپیہ نقد نکلوا کر خرچ کیا ہے۔ میں نے وہ دو صد روپیہ بھی انہیں
پورا کر دیا انکی رسیدوں سے معاملہ صاف ہو سکتا ہے۔
خاتمہ کا اعتراض آپ کا بابت قرضہ بابو خوشی رام اور بابو پرتاپ سنگھ کے ہے بابو خوشیرام
کا دو ہزار روپیہ میں ادا کر چکا ہوں باقی ایک ہزار بھی جلد ادا ہونیکی کوشش ہوگی باقی رہا
سود۔ سو آپ ہی سوچیئے کہ اگر میرے کسی منتر نے مجھسے سود نہ لیا تو وہ آپ کو کیوں
گراں گذرتا ہے۔ کیا آپ میرے لیئے بیس ہزار روپیہ بلا سود جمع کرنیکو تیار رہتے ؟
اگر میں نامنظور کرتا تو شاید اسکا انجام بھی ایسا ہی ہوتا۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ بابو
پرتاپ سنگھ کے روپیہ کا سود نہیں ملتا۔ جولائی ۱۹۰۶ء تک سود لو انہیں وصول
ہو چکا ہے آپکا یہہ لکھنا بھی ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء کو غلط تہا کہ وہ کمائی کرنیکے لیئے گروکل
سے آگئے ہیں وہ برابر گروکل میں رہے اور کسی کمائی کے لیئے باہر نہیں نکلے۔
اس جگہہ رائے ٹہاکر دت کے مشہور خط کی پڑتال ختم ہوتی ہے۔ لکھنے کے لیئے اسقدر
مصالحہ ہے کہ شاید دو ہزار صفحے بھی اُسکے لیئے کافی نہ ہو سکیں لیکن میں یہی ختم
کرنیکے لیئے مجبور ہوں میرے ہاتھ لکھتے لکھتے تھک گئے۔ بھولی ہوئی باتوں کو نئے سر سے
یاد کرتے اور پرانے بھیانک نظاروں کو از سر نو بالمقابل لاتے ہوئے میرا من بھی بے بس
ہو گیا۔ اب آگے کیا چلوں
پیارے آریہ بھائیو! یہہ ہے میری داستان اسکے پر درد ہونے میں کلام ہی کیا ہے۔
میں نے اپنی کمزوریوں تک کو آپکے سامنے رکھ دیا ہے۔ مجھ میں سخت کمزوریاں ہیں

آریہ سماج کے بہت سے ممبر، کارکن اور لیڈر میرے سخت دشمن ہیں یہ امر چھپایا نہیں
جا سکتا کہ جن انسٹیٹیوشنوں کے ساتھ میرا تعلق رہیگا انکو وے سب چھپے چھپائے ایک
بہانہ کے سخت نقصان پہونچانے کی کوشش کریں گے۔ بیماری کے باعث میں
اسوقت گروکل کا چارج دیکر یہاں آگیا ہوں اگر آپ لوگوں کی رائے میں آریہ سماج
اور گروکل کو بچانے کے لئے مجھے چھ ماہ آرام دینے کی ضرورت معلوم ہو تو میں
اسکو آپکی عین مہربانی سمجھوں گا۔ لیکن اگر آپ بھائیوں نے مجھے گروکل کی سیوا
سے کچھ عرصہ کے لئے بھی آزاد کیا اور مجھے بدستور اس سیوا کے لئے مخصوص رکھا تو
کوشش کرونگا کہ آیندہ کیلئے ہر ایک دیگر قسم کے تعلقات سے پاک ہو کر محض
گروکل کی سیوا کو ہی اپنے آیندہ جیون کا ادیشیہ بنالوں پرماتما مجھے اپنے
ادیشیہ کی پورتی میں سہایتا دیں گے۔ اوم شم

(ضمیمہ الف)

لالہ کاشی رام وید کا مجھ سے تعلق

اور

اُن کے لگائے ہوئے الزامات

قبل اس کے کہ لالہ کاشی رام جی وید کی اوڈٹ رپورٹ کو شائع کر کے اسکے متعلق جملہ کارروائی کو درج کروں۔ تمہید کے طور پر کچھ ابتدائی باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ معاملہ صاف طور پر سمجھ میں آجاوے۔

لالہ کاشی رام سے میں اس وقت واقف ہوا جبکہ آپ راولپنڈی آریہ سماج کے سبھاسد اور پھر سکرٹری تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ لالہ جے چند جی منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے راولپنڈی پریس کھولنے کے بارے میں پتر بھیجا تھا۔ مجھ سے لالہ جے چند جی نے اسکی نسبت دریافت کیا۔ تو میں نے اپنے ۳ جون ۱۹۰۶ء کے خط میں اس کی نسبت حسب ذیل لکھا۔

"(۲) لالہ کاشی رام چوپڑہ کو لکھ بھیجئے کہ راولپنڈی میں کھلے ہوئے پریس سے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو کچھ مدد نہیں مل سکتی۔"

جب لالہ کاشی رام لاہور تشریف لائے تب سے زیادہ تر نزدیکی آپ سے ہوئی کس طرح لالہ کاشی رام جی ایک آریہ پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی قائم کرنے کے خیال میں تھے اور کس طرح پر آپ اُسکے پہلے مینیجر بنے اور کس طرح لالہ متھرا داس جی نے آپ کو حکمت عملی سے علیحدہ کرا کے خود مینیجنگ ڈائرکٹری کمپنی مذکور کی حاصل کی۔ اس کا حال کمپنی کے ساتھ اپنے تعلق بیان کرتے ہوئے دوران جواب پمفلٹ لالہ رلا رام جی میں درج کر چکا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اور اُس کے بعد کی کل خط وکتابت لالہ کاشی رام جی نے سنبھال کے رکھ لی تھی۔ اور اب اس سے لالہ رلا رام جی کو فائدہ پہنچایا ہے۔ میں ان حالات

سے بھ صرف ناواقف تھا بلکہ مجھے شبہ بھی نہ تھا۔ کہ لالہ کاشی رام جی کے کیا خیالات ہیں
اس کے بعد بھی میں لالہ کاشی رام جی کی نسبت ایسی اعلے رائے رکھتا تھا کہ جب ۱۹۰۶ء
کے ماہ جون میں سبھا کے آئندہ انتظام کی بات چیت ہوئی تو میں نے بہت سے لاہوری
آریہ پُرشوں کو یہ رائے دی تھی۔ کہ لالہ کاشی رام کو منتری سبھا کا بنانا چاہیئے۔ اسوقت
سوائے لاہور کے بہت سے نوجوان بھائیوں کی عام طور پر مخالفت کرنے کے بعض پورانے
آریوں نے اور خصوصاً ڈاکٹر پرمانند جی نے لالہ کاشی رام کی نسبت بڑے خطرناک خیالات
ظاہر کئے ہوئے۔ اسکے بعد شاید شروع ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء میں جب لیکھرام میموریل ہال کا
سوال آریہ پرتی ندھی سبھا کے جنرل اجلاس کے روبرو رکھا گیا تو لالہ رلا رام معہ لالہ کاشی
رام جی کے علیحدہ ڈاکٹر پرمانند کی کوٹھی پر لے گئے اور وہاں لالہ رلا رام صاحب نے دونوں
سماج میں شانتی پھیلانے کی بات چیت کر کے ایک کیبنیٹ کونسل کی تجویز پیش کی اس
کے بعد اپنے خط میں جہاں چار پانچ ممبر تجویز کئے۔ ان میں ایک نام لالہ کاشی رام جی
کا بھی لکھا۔ میں نے خط و کتابت پر Confidential کا لفظ دیکھ کر صاف لکھا
کہ جب لالہ کاشی رام سے کچھ آریہ پرش لاہور کے ناراض ہیں۔ تو ان کا ایسی منتخب
کونسل میں لیا جانا شاید معاملے کو بگاڑ دے۔ لالہ رلا رام صاحب نے میرا وہ خط جسے
کینفیڈنشل طور پر منگایا تھا لالہ کاشی رام کو دکھا دیا انہوں نے مجھ سے مخالفوں کے
نام پوچھے۔ میں نے سمجھا کہ لیڈروں میں سے ایک ہی شخص ہیں آپ کو نام بتلا کر فساد
نہیں ڈلوانا چاہتا۔ اس لئے آپ دریافت نہ کیجئے میں نے اسپر اقرار کیا کہ لاہور پہنچ کر
سامنا کرا دونگا چنانچہ جب ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کے جلسہ کے لئے لاہور گیا تو صاف بتلا دیا
کہ کہنے والے ڈاکٹر پرمانند جی ہیں تشریف لے چلئے تو سامنا کرا دوں۔ لالہ کاشی رام
جی ویدی نے ڈاکٹر پرمانند جی کے سامنے بات چیت کرنے کا وعدہ کیا اور معاملہ یہیں
ختم ہوا۔ کچھ اور وجوہات لالہ کاشی رام جی کی ناراضگی کے میری علیحدہ بیان کی ہوئی داستان
سے ظاہر ہو جاوینگے۔ لالہ کاشی رام ویدی ۱۶ فروری سنہ ۱۹۰۷ء کو گورو کل اور ویدک پاٹھشالہ
گوجرانوالہ کے اڈیٹر مقرر ہوئے تھے۔ باوجود اعتقاد نہ ویدک ہونے کے گوجرانوالہ کی

بدیانت لالہ کا حساب تو آپ نے کبھی ملاحظہ ہی نہ کیا اور گروکل کے حساب کی پڑتال کا بھی خیال آپ کو پیدا نہ ہوا لیکن بد قسمتی سے اخبار "پرکاش" کے کسی نامہ نگار نے لالہ رلا رام کے خطوط کی پڑتال شروع کی اس میں لالہ کاشی رام جی کا بھی ذکر آیا ایک امر کی نسبت لالہ کاشی رام جی نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اُس کی تردید کر دوں میں تردید کر نہ سکا اور لالہ کاشی رام جی ناراض ہو گئے۔ اُن کا خط اور اپنا جواب پیش کر دیتا ہوں ناظرین اپنے لیے خود نتیجہ نکال لیں گے +

"لاہور — ۱۳ - اگست

مائی ڈیر لالہ منشی رام جی نمستے۔

کمیونیکیٹڈ کی مرضی سے جو ایک سلسلہ مضامین کا اخبار پرکاش میں لالہ رلا رام جی کی چٹھیات کی پڑتال میں شروع ہوا ہے اس کا نمبر ۲ و ۴ آپ کے مطالعہ سے امید ہے کہ اب تک گذر چکا ہوگا۔ اس کے نمبر ۴ میں اس کے مصنف نے مجھ کو بھی گردان کر بحث میں آنے کے لئے مجبور کیا ہے لیکن میں نے اس کے باوجود ہی نہیں چاہا کہ موجودہ بحث میں زیادہ حصہ لوں۔ اور اسی پر صرف اکتفا کر لی چاہی تھی۔ کہ جو کچھ اُس نے ماسٹر آتما رام جی کے متعلق لالہ رلا رام جی اور تیسرا حوالہ دیکر غلط بیانی کی ہے۔ اس کی تردید کر دوں اور ان سے درخواست کروں کہ اگر اُن کے پاس کوئی ثبوت اپنے دعوے کا ہو تو وہ پیش کر کے واقع کو ثابت کریں۔ میں نے اول چٹھی میں جو اُن کے جواب میں پرکاش میں شائع کرائی تھی۔ کوشش کی تھی۔ کہ آپ کو آپس میں لپیٹنے سے بچایا جاوے۔ لیکن ۱۱ اگست کے پرکاش میں جو نمبر ۴ اس نے جواب میں شائع کر دیا ہے۔ وہ اُس نے ایسی طرز اور طریق سے لکھا ہے کہ جس سے ہر ایک شخص بہ آسانی یہ قیاس کر سکتا ہے کہ آپ نے ہی نے اس کو یہ سب کچھ لکھایا یا لکھنے کو بتلایا ہے علاوہ بریں بھی آپکو امید ہے کہ یاد ہی ہوگا کہ لالہ نند

رام جی اور میرے کوئی چوتھا شخص موجود نہ تھا۔ گو قیاس سے کوئی
نتیجہ نکلتا ہو لیکن میں حتی الوسع قیاس کیا کرتا تھا۔ پر فی الحال کوئی کارروائی
مزید کرنا مناسب خیال نہیں کیا کرتا۔ اس لئے اس کا جواب اسی طرز پر
مفصل شائع کرنے کے لئے بھیجنے کی بجائے مناسب سمجھا ہے کہ اول آپ
سے درخواست کروں کہ اس نے جو یہ غلط بہتان گھڑا ہے۔ اس کی
مختصراً آپ ہی پرچارک یا پرکاش میں تردید کر دیں تاکہ مجھ کو اس کی مفصل
جواب میں پڑنے کی ضرورت ہی نہ رہے نمبر ۳ کی نسبت نمبر ۴ میں اُس نے
خود ہی اپنی پوزیشن کو اس طرح سے اولٹ دیا ہے کہ سمجھدار احباب کے
درمیان اس کی وقعت میں امید کرتا ہوں کہ بہت کم ہو گئی ہوگی اور آپ
اسکی تردید عنقریب کر دیں۔ مجھ کو ضرورت نہ رہیگی۔ کہ میں ان فروعات
کی نسبت کوئی جواب دوں کہ جو اس کے نئے سرے سے نمبر ۴ میں
چھپ رہے ہیں کیونکہ اگر مجھ کو اُنکا جواب لکھنا پڑا تو آپ جانتے ہیں کہ
میری اور آپکی بعض ایسی گفتگو اور خط و کتابت جو وقتاً فوقتاً ہوتی رہی
ہے کہ جس کو ظاہر کرنے کی کبھی ضرورت نہیں ہوئی اور نہ ہی میں نے اب تک
مناسب سمجھا ہے ممکن بلکہ ایک طرح سے اغلب ہے کہ اسکا انکشاف کرنا
پڑے اور قدرتاً اس کا نتیجہ بدمزہ ہی ہوتا نظر آتا ہے پرائیویٹ گفتگو
اور خط و کتابت کو شائع کرنا میں کوئی اچھا نہیں سمجھتا لیکن اگر اپنی پوزیشن
کو واضح کرنے کے لئے ایسا کرنا پڑے تو مجبوری ہے کیونکہ جب پرائیویٹ
گفتگو کے نام سے ایک سرتاپا غلط واقعہ کو اشاعت دی جاوے
تو اس کی تردید کے لئے اور مسلسل خیالات کو درج کرنے کے واسطے
تمام گفتگو کو شائع کرنا پڑتا ہے جو کہ اگر میں نے کی تو نتیجہ بدمزہ ہونے
کے سوائے اور کچھ ہو نہیں سکتا ۔
میں دل سے چاہتا ہوں کہ مجھ کو ایسا ناپسندیدہ فرض ادا کرنے نہ

پڑے لیکن اگر آپ ہی اس مصنف کی مدد میں ہوں۔ یا آپ اس
کی تردید کرنا مصلحت کی بنا پر نہ فرماویں تو میرے لئے سوا اس
کے اور کوئی چارہ ہی کیا ہے کہ فرض کو گو میرے لئے ناپسندیدہ ہو ادا
کردوں +

مضمون کے مصنف نے معجزہ کیفیت کے سوال کو ہی چھیڑ دیا ہے
اور یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے آپ کی چٹھی لالہ رلا رام جی کو دی ہے
میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ چٹھی درحقیقت آپ کی تھی اور میرے نام
تحریر شدہ ہے یا اس نے صریحاً جھوٹ تیا نہ لگایا ہو اس کا جواب
اور کیا ہو سکتا ہے۔ آپ کی میرے پاس ممکن ہے کہ کئی چٹھیات
ہوں اگر میں ان کی اشاعت کیلئے تیار ہو جاؤں۔ تو پھر ایک یوں
ضروری ہے کہ تمام ہی شائع کرادوں۔ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ
نے ایک ہی مضمون کی چٹھی ایک سے زیادہ اشخاص کو تحریر کی ہو بہر
حال آپ سب کچھ اس کی نسبت اچھا جان سکتے ہیں۔ اور اگر جیسا
کہ میں نے عرض کی ہے آپ لالہ آتما رام جی والے معاملہ کی نسبت
حقیقت سے جلد تردید کر دینے پر رضامندی ظاہر فرماویں تو میں
سلسلہ مضامین کو آگے چلانے کو پسند نہیں کرتا ورنہ اگر مجبور ہو کر مجھ
کو ایسا کرنا پڑا تو امید ہے کہ آپ پھر کوئی شکایت نہ فرماوینگے +

چونکہ میرے لئے جواب کا جلد اشاعت کے لئے بھیجنا بھی ضرور
ہے اسلئے نویدن ہے کہ کرپا کر کے اس پتر کا اُتر بواپسی دے کر
کرتارتھ کیجیئے گا۔ تا کہ آپ کی چٹھی آنے پر جیسا اوچت معلوم ہو ویسا
ہی کیا جاوے ۔۔

راقم کانشی رام
۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۵ء

جالندھر شہر

منجانب لالہ کانشی رام جی

نمستے۔ آپ کا خط مجھے ملا۔ جس کی پیچدار عبارت پر مجھے حیرانی
ہوئی۔ آپ کے خط کا خلاصہ مطلب میں یہ سمجھا ہوں کہ اگر میں پرچارک
پرکاش کے ذریعہ سے یہ نہ لکھدوں کہ جب ڈاکٹر پرمانند کی کوٹھی پر آپ
اور لالہ رلارام مجھے بات چیت کے لیئے لے گئے تھے۔ اس وقت ماسٹر
آتمارام کی نسبت آپ یا رلارام نے کوئی اظہار رائے نہیں کیا تھا۔ تو
آپ میری جملہ پرائیویٹ خط وکتابت اور بات چیت اخباروں میں چھاپ
دینگے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ سے سمجھدار آدمی بھی ردولیشن میں کیونکر
کر ایسی حرکت کے مرتکب ہو سکتے ہیں آپ پھر یاد کیجیئے جب کیبنیٹ کاونسل
Calbuet caunicil دعدہ کی بات چیت لالہ رلا
رام نے چھیڑی اور رائے بیڑا رام میموریل ہال کے برخلاف مہتہ جیمنی
دغیرہ کی مخالفت کا ذکر آیا تو میں نے کہا تھا۔ کہ ماسٹر آتمارام کی بیہودہ
خوشامدانہ تحریروں کی بدولت زیادہ تر مخالفت ہوئی ہے جسپر آپ نے
فرمایا تھا کہ ماسٹر آتمارام کی تحریروں پر نہیں جانا چاہیئے۔ انکا جو موٹو
Motto ہے اسے کون نہیں جانتا۔ گو ٹھیک یہی الفاظ نہ ہوں
لیکن مطلب ان کا یہی تھا۔ اسپر لالہ رلارام نے کہا کہ ماسٹر آتمارام
کی تحریر پر نہیں جانا چاہیئے۔ جسپر میں نے لالہ رلارام جی کی تحریر کا وہی
تحریر پر اعتراض کیا تھا جو کہ اسی جنرل اجلاس کے پیشتر شایع ہوئی
تھی۔ اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ لالہ رلارام کی تحریر تو بہت سخت تھی
آپ نے اُسے کاٹ چھانٹ کر نرم کردیا تھا میں نے پھر آپ کی توجہ
لالہ رلارام کے مضمون کے ایک خاص حصہ کی طرف دلائی جسپر آپ نے
فرمایا کہ وہ حصہ آپ کے دیکھنے سے رہ گیا تھا۔ اب آپ ہی سوچیئے
کہ ان واقعات کی موجودگی میں پرکاش کے نامہ نگار کی تردید میں کیسے
کرسکتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جب سے کیبنیٹ کاونسل میں آپ کے

لیے جانے کے برخلاف میں نے لالہ رلا رام کو ایک کنفڈنشل خط میں لکھا خط میں لکھا اور انہوں نے وہ کنفڈنشل خط آپ کو ملاحظہ کرایا (شاید اسی سبب سے کہ آپ میرے برخلاف ہو جاویں) تب سے آپ کا رخ اور کا اور ہی ہو گیا ہے۔ لیکن جو نتیجہ اس وقت پیدا ہونے والا ہے اس کا مجھے شان و گمان بھی نہ تھا۔ یہہ میری غلطی تھی۔ آپ نسخہ یہہ میری ساری پرائیوٹ خط و کتابت کہ جس کو کاٹ چھانٹ کے ساتھ مناسب سمجھو شایع کر دیجیے اور ساتھ ہی جس پرائیوٹ بات چیت کو جس پیرایہ میں مناسب سمجھو درج اخبارات کر دو تاکہ آپ کی برئیت پبلک کے روبرو ہو جاوے میں جس طرح دیگر حملوں کو برداشت کر رہا ہوں اسیطرح آپ کی نئی چوٹ کو بھی برداشت کرنے کی قوت مجھے عطا کریں گے۔

آپ کا پورانا ستیشی

منشی رام

اس کا جواب لالہ کا لنشی رام جی نے حسب ذیل دیا:-

لاہور ۱۹-اگست-

مشفر یمان لالہ منشی رام جی

نمستے آپ کا کرپا پتر ملا۔ جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے اس کے لیے مشکور ہوں۔ لیکن مجھ کو تعجب ہے کہ جس پرائیوٹ گفتگو وغیرہ کو دولیش میں کھینچ کر شایع کرنا آپ میرے لیے نامناسب تصور فرماتے ہیں وہ کیوں کر آپ اپنے لیے روا نہیں سمجھ سکتے ہیں اور اگر میں یہہ فرض کروں کہ پرکاش کا نامہ نگار جو کچھ غلط یا صحیح پرائیوٹ گفتگو کے متعلق پرکاش میں شایع کر رہا ہے وہ آپ نے اس کو نہیں بتلائے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ خود لالہ رلا رام جی نے ہی اس کو

بتلا رہے ہیں۔ کیونکہ یہ تو آپ کو بھولا ہی نہیں ہوگا۔ کہ سوائے آپ کے
لالہ رلارام جی اور میرے اور کوئی چوتھا شخص پچاس سو گز کے فاصلہ
پر بھی نزدیک وہاں موجود نہ تھا اور نہ ہی نامہ نگار مہاشے کا یہ دعوےٰ
ہے کہ اُسکو جو کچھ وہ لکھ رہا ہے وہ بذریعہ الہام علم ہوا ہے ۔

اور اگر میں کچھ بھی خود فرض نہ کروں اور آپ ہی سے درخواست
کروں کہ آپ مہربانی کرکے فرما دیں کہ پرکاش کے نامہ نگار کو جو کچھ کہ
اُسنے شائع کیا ہے یہ کس نے بتلایا ہے اور ایک آپکا انکار رہا ہے کہ
آپ نے اس کو یہ سب کچھ نہیں بتلایا تو جو کچھ آپ کا جواب ہو مجھ کو اس
کے تسلیم کرنے میں بھی اعتراض نہ ہوگا کیونکہ میرا یقین ہے کہ آپ
جیسا سمجھدار سجن یہ لکھنے کے واسطے طیار نہ ہوگا۔ کہ لالہ رلارام اور
لالہ کانشی رام اُس کو خود بتلا رہے ہیں میں خود اس کو ایک معیوب
فعل سمجھتا ہوں کہ کسی بھائی کے پرائیویٹ گفتگو یا خط وکتابت کو اشاعت
دی جاوے۔ لیکن جبکہ اس شخص سے فریق ثانی معاملہ کو آغاز
کرے اور پھر بھی غلط واقعات لکھتا پھرے تو سوائے اس کے کہ
پرائیویٹ گفتگو وغیرہ کو شائع کرکے اپنی پوزیشن کو واضح کیا جاوے
اور علاج ہی کیا ہو سکتا ہے ہاں ایک علاج یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
فریق ثانی جو کچھ اناپ شناپ لکھتا جاوے۔ اُس کو تسلیم کیا جاوے
اور کوئی تردید نہ کی جاوے اگر آپ مجھکو اِس پوزیشن میں ڈالنا چاہتے
ہیں۔ تو یہ فرما دیجئے کہ میں اس کو بھی سوچ لوں گا ۔

میں نے فی الحال پرکاش کو اسبات کا ایک مضمون لکھ دیا ہے
کہ جس میں اپنی طرف سے تردید میں کوئی واقعات درج نہیں کئے
صرف نامہ نگار مہاشے کی تحریر کے ہی پڑتال کرتے ہوئے اس سے
ثبوت اپنے دعوے کا طلب کیا آپ کے ساتھ اس رشتے میں تضاد

کتابت ختم ہونے پر یہ بعد ازاں دیکھا جاوے گا۔ میں ہرگز نہیں
چاہتا کہ میں کسی [illegible] سلوک کا مرتکب ہوں لیکن فریق ثانی
اپنے فعل سے مجبور کر دیوے تو جو کچھ آپ فرما دیں وہ کیا جاوے خواہ اس میں
سچائی کا خون ہی ہوتا نظر آوے لیکن میں امید نہیں کرتا کہ آپ ایسی صلاح
پر مجبور کریں گے۔ نامہ نگار رہا تھے کا مدعا آپ کے ڈیفنس میں لالہ رلا رام
جی کو ذلیل کرنے کا تھا مگر اس نے مجھ کو پیٹنے میں بھی اپنی فتح مندی
تصور کی ورنہ مجھ کو اس خط و کتابت میں پڑنے کی کوئی ضرورت ہی
نہ پڑتی۔

خط بند کرنے کے بعد جو میں نے آپ کے پتر کو دوبارہ پڑھا تو مناسب
معلوم ہوا کہ میں آپ سے اس امر کی بھی درخواست کروں کہ آپ نے جو
مجھ کو خیالات کا سلسلہ یاد دلا کر یاد کرنے کی طرف توجہ دی ہے۔ کہ
میں نے یہ کہا تھا کہ ماسٹر آتما رام کا Motive کون نہیں جانتا
مجھ کو اب تک یہ یاد نہیں آتا کہ میں نے اس وقت اس قسم کا کوئی
لفظ کہا ہوا میں نے لالہ رلا رام جی سے بھی دریافت کیا ہے۔
وہ اس کے برعکس کچھ بتلاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں۔ کہ آپ کو یاد
ہے کہ آپ نے (لالہ منشی رام جی) ایسا کہا تھا۔ اور میں (کا منشی رام)
نے جواب میں کہا تھا کہ اس کو اس وقت جانے دو۔ امر متنازعہ پر بات
چیت کرنی چاہیئے۔ وغیرہ۔ اس کے علاوہ پنڈت پورنا نند جی کی آپ کی
نسبت رائے اور لالہ کدار ناتھ جی و لالہ ستیا رام جی و لالہ رادھا کشن
جی و دھنپت جینی کے متعلق آپ کی رائے یہ سب کچھ جو ذکر آیا تھا مجھ کو
بخوبی یاد ہے۔ باوجودیکہ میں نے کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا۔ اس لیے
اگر میں نے ماسٹر آتما رام جی کی نسبت کچھ ایسا لفظ استعمال کیا ہوتا
تو مجھ کو بخوبی یاد ہونا چاہیے۔ تھا۔ لالہ رلا رام جی کے مضمون کی نسبت

جو آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ سب کو یاد ہے قریب قریب اس کے لگ بھگ ہی کچھ گفتگو ہوئی تھی۔ اسلئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی اپنی یادداشت کو دوبارہ تازہ کرکے اسکے متعلق وچار کریں گے"۔

آپ کا
کانشی رام

ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس کا جواب دینا میرے لئے ضروری نہ تھا لالہ رلارام جی کی سخت تحریر کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا تھا اُسے تو لالہ کانشی رام جی نے ٹھیک مان لیا ہے ماسٹر آتمارام جی کی نسبت لبتہادت لالہ رلارام یہ ظاہر کیا ہے کہ جن الفاظ کا جھگڑا ہے۔ وہ میرے منہ سے نکلے تھے جو صریحاً غلط معلوم ہوتا ہے باقی رہا یہ امر کہ آیا بات چیت کو کس نے ظاہر کیا اور کس وقت سو اسکے بارے میں ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء کی کارروائی کا حال لکھتے ہوئے مفصل لکھونگا۔ یہاں صرف اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ جس صبح کو لالہ رلارام اور لالہ کانشی رام جی نے ماسٹر آتمارام کی نسبت میرا بیان کردہ اظہار دئے گیا اُسیدن سبھا کے جلسہ میں ممبروں نے ماسٹر آتمارام کی تحریروں کے نوٹس لینے پر زور دیا میں نے اُس جگہ نہ صرف دس بارہ ممبروں کے روبرو بلکہ بمواجہ ویدراج جی کہہ دیا تھا کہ جب لالہ رلارام خود اسے دور جاچکے کیا یا کہتے ہیں تو اس کی تحریروں کا نوٹس لینے کی ضرورت نہیں بس یہ کوئی مخفی راز نہ تھا جسنے پر کاش" کا نامہ نگار محض مجھ سے ہی سُن سکتا تھا"۔

اس خط کے بعد میں منتظر تھا کہ لالہ کانشی رام جی کیا لکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی اس دھمکی سے تو پہلو تہی کی لیکن دوسرے رخ چلے جسکا نتیجہ حسب ذیل خط و کتابت سے ظاہر ہوگا۔

قبل اڈیٹ رپورٹ کے تجنبسہ درج کردینے کے میں لالہ کانشی رام جی کا خط باہم ہردوان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نقل کرتا ہوں تاکہ جو وجوہات انہوں نے گردہرا لوالند تشریف لے جانے کے لئے پیش کی تھیں اُن سے ناظرین کو واقفیت

ہو جاوے۔

شریمان لالہ رام کرشن جی پریسیڈنٹ شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا
پنجاب۔ نمستے سال ۱۹۰۴-۰۵ء کے لئے مجھ کو گورو کل اور ویدک
پاٹھشالہ کا آپ کی سبھا نے آڈیٹر مقرر کیا تھا چونکہ ماہ اگست میں میری
صحت خراب ہو گئی اسواسطے ویدک پاٹھشالہ گوجرانوالہ کا حساب تو میں تا حال
آڈٹ نہیں کر سکا کیونکہ ۱۳ اگست کے بعد میں گوجرانوالہ جا نہیں سکا
جس کی وجہ یہ تھی کہ میں ۲۳ اگست سے ہی ہریدوار اور منصوری کی طرف
بغرض سیر و تبدیلی آب و ہوا چلا گیا تھا جہاں سے کہ میں ۲۹ ستمبر کو
واپس آیا +

لیکن ۲۳ ستمبر کو گورو کل میں آڈٹ کے واسطے میں گیا تھا جسکے متعلق
میں مفصل رپورٹ جو کچھ کہ میں نے دیکھا آپکی سیوا میں اس وقت حامل
رقعہ ہذا کے ہاتھ ارسال خدمت کرتا ہوں یہ رپورٹ چھ صفحوں میں ہے اور
ہر ایک صفحہ کے اوپر میں نے اپنے دستخط کر دئے ہیں +

کرپا کر کے اس کی رسید سے حامل رقعہ ہذا کے ہاتھ مطلع فرماویں
اور اس کے متعلق کسی امر کے مزید دریافت کے لئے میری ضرورت
ہو گی تو آپ کے ارشاد پر میں خود حاضر ہو جاؤنگا +

آپ کا متر

کانشی رام ۴۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

"گورو کل کے سال ۱۹۰۴-۰۵ء کے حساب کی پڑتال کے متعلق رپورٹ

(۱) شریمان لالہ رام کشن جی پریزیڈنٹ شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

نمستے۔

سبھا کی آگیا سے میں ۲۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو گورو کل واقع کانگڑی
میں بغرض پڑتال حساب بابت سال ۱۹۰۴-۰۵ء گیا۔ وہاں جانے

سے دو ہفتہ قبل میں نے اس امر کی اطلاع شریمان مکھیہ ادھشٹاتا جی
کو گورو کل میں بھیجدی ہوئی تھی کہ میں عنقریب دو ہفتہ تک گورو کل
کے حساب کی پڑتال کے لئے آ ونگا - گورو کل جانے پر معلوم ہوا کہ
سنہ ۱۹۰۴ و ۰۵ ء کے سال تمام کے بل ابھی تک سبھا کے دفتر میں
میں پاس ہونے کے واسطے وہاں سے روانہ ہی نہیں ہوئے اور
چونکہ جب تک بل پاس نہ ہو چکیں - اُن کی پڑتال نہیں ہو سکتی اس
واسطے مجھ کو افسوس ہے کہ جس غرض کے واسطے میں گورو کل اس
وقت گیا تھا اس کو مکمل طور پر پورا نہ کر سکا موجودہ مکھیہ ادھشٹاتا
جی سے اس غیر معمولی دیری کی وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا
کہ جس وقت ۲۳ یا ۲۴ مارچ کو انہوں نے گورو کل کا چارج لالہ منشی
رام جی سابق مکھیہ ادھشٹاتا جی سے لیا ہے اسوقت گذشتہ چھ
ماہ کے بلوں کی طیاری کا کام بقایا میں تھا اور جب تک وہ طیار نہ
ہو جاتا وہ آگے طیار نہیں کر سکتے تھے - اور جب انہوں نے ان کو
تیار کرنا اور کروانا شروع کیا تو اُن کے وقت کے بل بقایا میں پڑنے
لگے - اور چونکہ علاوہ ازاں کلارک وغیرہ کی بھی کمی رہی اسلئے کچھ اور
بھی دیر ہو گئی اب انہوں نے up to date تیار کرا
دیئے ہیں میری رائے میں حساب کا اسقدر بقایا میں پڑنا بعض
اوقات نہایت مضر اور نقصان دہ ہوتا ہے اور نیز بدنامی کا موجب
بھی اس لئے آئندہ کے لئے سبھا کو اسطرف خاص توجہ دینی چاہئے
چونکہ بل پاس ہونے کے بعد سبھا کے دفتر میں ہی رہتے ہیں اور
گورو کل میں vouchers بھی اُن بلوں کے ساتھ ہی منسلک ہوتے
ہیں اس واسطے جب تک گورو کل کے حساب کی مثلیں سبھا کے دفتر
دفتر میں نہ منگوائی جاویں تو گورو کل کے حساب کا صحیح طور پر آڈٹ

ہونا ناممکن امر ہے چنانچہ گذشتہ سال کے شریمان اڈیٹر مہاشہ کی
رپورٹ کو جب میں نے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ سال گذشتہ میں وہ
بھی اس وقت کی وجہ سے مکمل آڈٹ نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ
اُنہوں نے اپنے ریمارکس کے اندر یہ تحریر فرمایا ہوا ہے "چونکہ vouchers
اس وقت سبھا کے دفتر میں ہیں اس واسطے میں اخراجات کی رقوم کا
ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکا" اس لئے لازمی ہے کہ اگر سبھا چاہتی ہے
کہ گوروکل کے حساب کی صحیح طور پر پڑتال ہو سکے۔ تو چاہئے کہ سال حال
کے لئے وہاں حساب کی نئی کتابیں کھلوا کر سابقہ حساب کی کتابوں کو یہاں
صدر دفتر میں منگوا لیویں۔ ایسا کرنے پر اگر سبھا آگیا دیوے گی تو میں دوبارہ
بھی چند ایام خرچ کر کے اس خدمت کو سرانجام دوں گا۔ اور اگر سبھا سال
حال کے نئے آڈیٹر مہاشے سے آڈٹ کرانا چاہے گی تو وہ بھی کر سکیں گے
میں سبھا کو یہ بھی مشورہ دونگا کہ آئندہ بھی ہمیشہ آڈٹ کے لئے اس
سال کی کتابیں صدر دفتر میں منگوانی چاہئیں۔ کیونکہ اس کے بغیر آڈٹ
بالکل بے معنی ہے۔

(۲) میں نے گوروکل کے اندر جو اسوقت حساب رکھنے کا طریقہ رائج
ہے اُسکا دو تین یوم کے اندر اچھی طرح سے مطالعہ کیا۔ اور میں کہہ سکتا
ہوں کہ موجودہ طریق اس قسم کا ناقص طریق ہے کہ جس کا ہونا یا نہ ہونا چنداں
معنی نہیں رکھتا۔ سبھا کا منشا اگر یہ ہو کہ گوروکل کا حساب دیگر انسٹیٹیوشنوں
کی طرح صاف اور مکمل رہا کرے۔ تو ضروری ہے کہ حساب رکھنے کا طریق جاننے
والے اصحاب سے مشورہ لیکر ایسا طریق رائج کرے کہ جس سے ہر ایک
قسم کی آمدنی اور خرچ پر check رہ سکے۔ اور آڈٹ کے وقت
اس کی پڑتال بھی ہو سکا کرے جو کہ موجودہ طریق کی حالت میں بالکل ناممکن
امر ہے۔ میں مثال کے واسطے چند نقائص جو سرسری طور پر حساب کو دیکھنے

سے میری نظر سے گذری ہیں سبھا کی سیوا میں عرض کرونگا +

الف - آمدنی (Receipts) سکے متعلق سے (۱) جو
روپیہ بذریعہ منی آرڈر وصول ہوتا ہے - یا در شک مہاشے دستی گورکل
میں جاکر دیتے ہیں - وہ تمام مکھیہ ادھشٹاتا جی کو وصول ہوتا ہے وہی
رسیدوں کو تیار کرتے یا کرواتے ہیں اور انہیں کے دستخط ہوکر رسیدیں
جاری ہوتی ہیں اور پھر ان رسیدوں سے روکڑ تیار کری جاتی
ہے جبتک کہ جو رسیدیں جاری ہوتی ہیں اُن کے متعلق کسی قسم کا
Check سبھا کا نہ ہو محض ان موجودہ طریق کے رسیدوں سے
روکڑ یا اسی روکڑ سے تیار شدہ کھاتہ کی پڑتال سے کوئی فائدہ نہیں
نکل سکتا یہ امر بتلا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک رسیدوں
کے متعلق سبھا نے کوئی Check کا طریق جاری نہیں کیا ہوا
یہاں تک کہ رسیدوں کو سلسلہ وار نمبر بھی سبھا نے نہیں کروایا ہوا - (۲)
جو روپیہ گورکل میں وصول ہوتا ہو چاہیئے کہ وہ روپیہ ساتھ کے ساتھ
سبھا کے خزانہ میں پہنچتا رہے اور خرچ کے لیئے بجٹ اور بلوں کے
مطابق سبھا گورکل میں روپیہ بھیجتی رہے اسکے واسطے اگر ضرورت ہو
تو کنکھل بجنور یا نجیب آباد میں سبھا کسی بنکر کے ساتھ انتظام کر سکتی
ہے موجودہ صورت میں جہاں ایک طرف ہزاروں روپیہ بعض اوقات
بلا سود اور بلا ضرورت گورکل میں پڑا رہتا ہے - دوسری طرف اخراجات
کے لیئے روپیہ کی کوئی دقت واقع نہ ہونے کی وجہ سے مہینوں بل تیار
نہیں ہوتے اور اگر یہ موجودہ نقص نہ ہوتا تو ہرگز ممکن نہیں تھا کہ سال
حال کے تمام سال کے بل ابتک سبھا کے دفتر میں وصول نہ ہوتے اور اب
تک حساب بغیر پڑتال کے رہتا یا ان ایک ماہ کے خرچ کا اندازہ کر کے
اسقدر روپیہ کا Treasurer ادھشٹاتا کے پاس رکھا جا سکتا

ہے۔ (۳) باغ کے اخراجات کے لئے ہر سال سبھا اپنے بجٹ
میں جدا رقم منظور کرتی ہے۔ اس لئے ضروری امر ہے کہ باغ کی
آمدنی جدا باغ کو Credit ہونی چاہیے لیکن میں نے دیکھا ہے
کہ باغ کی پیداوار جو زیادہ تر از قسم سبزی ترکاری اور میوہ جات کی
ہوتی ہے وہ گوروکل کے بھنڈار میں خرچ ہوتی ہے۔ اسکے عوض باغ
کو کوئی رقم Credit نہیں کیجاتی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ
بھنڈار کے جو رقم سبھا بجٹ میں سالانہ منظور کرتی ہے اسکے علاوہ
ایک معقول رقم اسطرح پر اس کو زائد خرچ کے لئے ملجاتی ہے جبکا
کوئی حساب نہیں رہا۔ گوشالا کی گایوں کی مد کے حساب کا طریق بھی درست
نہیں اس وقت یہ دستور ہے کہ گایوں کی پرورش وغیرہ پر جو خرچ آتا ہے
وہ بھنڈار سے دیا جاتا ہے اور اس کا جو دودھ وغیرہ ہوتا ہے وہ بھنڈار
میں ہی خرچ ہوتا ہے۔ چونکہ گوشالہ ایک علحدہ مد ہے اسلئے چاہیے کہ جو
خرچ ہو وہ اس کو Debit کیا جاوے اور اس کے دودھ وغیرہ کی
جو آمدنی ہو وہ اس کو Credit کی جایا کرے۔ اس سے جہاں ایکطرف
بھنڈار کا بے بیجا روپیہ گھی دودھ وغیرہ سے متعلق خرچ کا صحیح صحیح پتہ لگ سکا
کیا کرے گا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا رہیگا۔ کہ گوشالا سبھا کے لئے خرچ
اور آمدنی کے لحاظ سے کسقدر مفید اور نقصان دہ ہے۔ وہاں گوروکل
کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جو روپیہ نقد اکٹھا ہوا کرے۔ چاہئیے کہ وہ اسی
وقت سبھا کے پردھان مہاشہ یا کوئی اور ذمہ وار اہلکاری جن کو اس
کام کے لئے نیت (مقرر) کریں سنبھال لیا کریں۔ نقد روپیہ سبھا کے خزانہ
میں فوراً جمع ہو جانا چاہیے۔ اور پھر حساب کے کاغذات نکال کر کے اس
کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اور سبھا کی طرف سے مشتہر ہو جانا چاہیے
کہ کسقدر روپیہ فلاں فلاں اوقات کے موقع پر جمع ہوا اور اس کی فہرست بھی

سبھا کیطرف سے ضرور مشتہر ہونی چاہئے۔ اس کی ایک باضابطہ نقل سبھا کے ریکارڈ میں مستقل طور پر رہنی چاہئے۔ اس کے متعلق بھی موجودہ پریکٹس بھی درست نہیں۔ دھرم پرچارک مورخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۴ کالم ۳ میں ذیل کی عبارت لالہ منشی رام جی (جو گورو کل کے اُس وقت مکھیہ ادھشٹاتا تھے) کی طرف سے گورو کل کے تیسرے سالانہ جلسے کے حالات کی ضمن میں درج ہے "خاتمے پر میں نے گورو کل کے حقوق کو جتلا کر اسکے لیئے وصن کی اپیل کی جس پر خاص اس وقت چودہ ہزار روپیہ نقد اور تقریباً نو دس ہزار روپیہ کا اقرار ہوا۔ اُن اقراروں میں سے بھی ۲۳۔ تاریخ (مارچ ۱۹۰۵ء) تک تقریباً کل روپیہ وصول ہو چکا تھا اور میں گورو کل کے سہایکوں کو یہ خوشخبری سُنا سکتا ہوں کہ اس سال گورو کل کے سالانہ جلسہ پر تیئیس ہزار روپیہ نقد جمع ہو گیا" لیکن گورو کل کی روکڑ میں اپیل کے موقعہ پر ۱۲۰۷۸ روپیہ وصول ہوا مندرج ہے اس کے علاوہ ان ایام میں ۱۵۰۰ روپیہ کی ایک رقم اور (چھوٹو رام جی کلکتہ نواسی) کی وصول ہوئی مندرج ہے اور ۱۸ مارچ سے لیکر ۳۱ مارچ تک جو متفرق رقوم بذریعہ منی آرڈر وصول ہوئیں۔ روکڑ میں مندرج ہیں۔ وہ اندازاً ایک ہزار پندرہ سو روپیہ کے درمیان زیادہ سے زیادہ ہونگی اور بھکشا فنڈ کا قریب ۵۶۶ روپیہ وصول ہوا مندرج ہے اس کے علاوہ ۶۲ گؤ شالہ کے لئے وصول ہوا درج ہے۔ ان تمام رقوم کی میزان حسب ذیل ہوتی ہے۔ ۱۵۶۸۶ روپے

۱۲۰۷۸
۱۵۰۰
۱۵۰۰
۵۶۶
۶۲
میزان کل ۱۵۶۸۶ روپیہ

اس لیئے باقی قریباً ساڑھے سات ہزار روپیہ گورو کل کے روکڑ میں جمع ہوا نہیں ملا۔ موجودہ مکھ ادھشٹا تاجی نے دریافت کرنے پر فرمایا کہ چونکہ یہ واقعہ سابق مکھ ادھشٹا تاجی کے وقت کا ہے اسلیئے یقیناً گو وہ کچھ بتلا نہیں سکتے لیکن غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید قریب آٹھ ہزار روپیہ براہ راست سبھا کے دفتر میں لاہور پہنچا ہوگا لیکن یہاں آکر جو میں نے سبھا کے دفتر سے دریافت کیا اور رجسٹروں میں دیکھا تو صرف ۸۰۰ روپیہ لالہ گھلو رام جی کا دو قطعوں میں وصول ہوا جمع ہے۔ باقی ساڑھے چھ ہزار روپیہ کا یہاں پر بھی کوئی پتہ نہیں ملا۔ جس کی نسبت سبھا کو جلد اسوقت کے مکھیہ ادھشٹا تاجی سے دریافت کرنا چاہیئے اور اگر اب تک یہ روپیہ گورو کل یا سبھا کے خزانہ میں جمع نہ ہوا ہو۔ تو فوراً جمع کروانا چاہیئے

(ب) اخراجات Expenses کے متعلق :-

(۱) بھنڈار کی مد میں اس سال کھاتہ کی رو سے ۱۲۵۲۷ روپیہ - ۶ آنہ خرچ ہوا ہے اسکے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ سال شروع میں گذشتہ سال سے بچا ہوا بھنڈار کا مال بھی موجود تھا۔ اور اس سال کے خاتمہ پر بھی سال حال کے خرچ سے مال بچ رہا تھا۔ لیکن جب تک ہر دو سال کے بقایا حال کی قیمت حساب سے معلوم نہ ہو یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ ۱۲۵۲۷ روپیہ - ۶ آنہ کے علاوہ اور کسقدر زائد یا کم خرچ ہوا۔ سال حال کے بجٹ میں بھنڈار کے اخراجات کے لئے گیارہ ہزار روپیہ منظور ہوا تھا جس کی رو سے ۱۵۲۷ روپیہ - ۶ آنہ زائد خرچ اس مد میں معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ حساب آڈٹ نہیں ہوا۔ اس لئے میں فی الحال یہ نہیں کہہ سکتا کہ بجٹ سے اس زائد خرچ کے لئے کافی وجوہات ہیں یا نہیں۔ لیکن جس امر کی طرف میں سبھا کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ بھنڈار کے نام جو ۱۲۵۲۷ روپیہ - ۶ آنہ مکھیہ ادھشٹا تاجی کی کتابوں میں درج ہے اس کے وصول اور خرچ کی کوئی تفصیل بھنڈار میں موجود نہیں

جس سے یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا درحقیقت اسقدر رقم بصیغہ آمدنی وصول ہوئی اور
خرچ ہوئی یا نہیں۔ اسلئے موجودہ حالت میں ہر ایک قسم کے شبہ کی گنجائش ہے۔
خواہ وہ صحیح ہو۔ یہ طریق شروع سے گوروکل میں رائج ہے گذشتہ
سال بھی اڈیٹر مہاشہ نے اس پر اعتراض کیا تھا۔ اور تجویز کیا تھا کہ بھنڈار
اور سٹور کی آمد اور خرچ کا مفصل کھاتہ جدا ہونا چاہیئے۔ جس سے اس
کثیر رقم کی پڑتال ہو سکے لیکن مجھ کو معلوم ہوا کہ اس کے بعد مدت ایک ماہ
یا دو ماہ کے لئے اس پر عمل درآمد کیا گیا۔ اور پھر وہی حساب نہ رکھنے کا پرانا
طریق جاری ہو گیا وجہ جس کے لئے یہ بیان کیجاتی ہے کہ گروکل میں کلارک
کم تھے۔ لیکن میں بارہ تیرہ ہزار روپیہ کے خرچ کا کوئی حساب نہ ہونے
کے لئے اس وجہ کو کافی نہیں سمجھتا گوروکل کے سٹور کے رجسٹر بھی اسی
طرح نامکمل تھے۔ گو اس کی نسبت زیادہ مہینوں کے لئے ان کی خانہ پری
ہو چکی تھی۔ لیکن نامکمل ہونے کی وجہ سے وہ بھی قابل پڑتال نہ تھے۔
(۲) گوروکل کے سرمایہ سے ایکہزار روپیہ انترنگ سبھا نے اپنے باغ واقعہ
کنکھل میں کوٹھی بنوانے وغیرہ کی غرض کے لئے منظور کیا ہے جسمیں
سے غریب سات آٹھ سو روپیہ گوروکل سے بھی کنکھل میں مکھیہ ادھشٹاتا
جی نے بھیجا ہے یہ خرچ بجٹ میں جنرل سبھا نے منظور نہیں کیا ہوا اور
سبھا کی قواعد کی رو سے انترنگ سبھا کو اس قسم کی منظوری کا بھی حق حاصل
نہیں ہے۔ میں نے افواہاً سنا ہے کہ یہ منظوری جنرل سبھا کے اوس
ریزولیوشن کی بنا پر انترنگ سبھا نے دی ہے۔ جو جنرل سبھا نے
غالباً ماہ دسمبر ۱۹۰۳ء کے اجلاس واقع کانگڑی میں پاس کیا تھا جس میں
پانچ ہزار روپیہ کی لاگت سے کنکھل میں ایک مکان بنوانا یا خریدنا منظور
ہوا تھا لیکن میرے خیال میں یہ کارروائی درست نہیں ہے کیونکہ جنرل
سبھا سے ۱۹۰۳ء کی سنہ ۱۹۰۵ء [illegible] ہو چکی ہے اور کس محکمہ میں

elapsed budget عملدرآمد کے لائق نہیں رہا کرتی تاوقتیکہ
اس کا روپیہ جدا کر کے مستقل طور پر اس خاص مد کے نام خرچ کے لئے
وقف نہیں کرا یا جایا کرے جو کہ اس صورت میں نہیں کیا گیا اور اس سبھا
میں بھی جاتا تھا۔ مجھ کو علم ہے ہمیشہ یہی قاعدہ چلا آیا ہے۔ (۵) گورو کل
نے جمع شدہ روپیہ جو سبھا کے دفتر میں وصول ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ اُس کی باضابطہ رسید گوروکل کے دفتر میں روانہ نہیں کیجاتی ہے جو کہ
دراصل گوروکل کے vouchers کے ہمراہ اس رقم کی روانگی
کی تائید میں منسلک ہونی چاہیئے۔ اس سے روپیہ کے ادھر اودھر نقصان
ہو جانے کا سخت احتمال ہے۔ مثال کے واسطے میں ایک نظیر ذیل میں سبھا
کی توجہ کے لئے درج کرتا ہوں۔ ۲۳ و ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو جب لالہ منشی
رام جی سابق مکھیہ ادھشٹاتا گوروکل نے لالہ خوشی رام جی موجودہ مکھ ادھشٹاتا
کو چارج دیا تو اس روز کی روکڑ रोकड़ میں ۱۲۰۷۸ روپیے
کی رقم ایک طرف آمدنی کی مد میں اس تفصیل سے درج ہے " کہ یہ روپیہ
گوروکل کے تیسرے وارشک اُتسو پر جمع ہوئے " اور ان کے بالمقابل
خرچ کی مد میں یہی رقم اس تفصیل سے درج ہے کہ " یہ روپیہ منتریان
لالہ منشی رام جی کو سبھا کے کوش میں جمع کرانے کے واسطے دیا گیا "
لیکن جب میں نے موجودہ مکھیہ ادھشٹاتا جی سے دریافت کیا کہ سبھا کے
دفتر میں اس روپیہ کو پہنچنے کی کوئی سبھا کی طرف سے رسید آپ کے پاس
وصول ہوئی ہے کہ نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کوئی رسید وصول نہیں
ہوئی۔ یہاں یہ بھی ذکر کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان رقوم کی
اندراج کے بعد لیا یا نکال کر موجودہ مکھیہ ادھشٹاتا جی کو چارج سابقہ
مکھیہ ادھشٹاتا جی نے دیا تھا۔ گویا کہ ان رقوم کا اندراج سابقہ مکھیہ
ادھشٹاتا جی کے وقت کا ہے اسلئے سبھا کے دفتر میں اس رسید کی

پڑتال کے واسطے مجھ کو سبھا کی Day Book Ledger کی
پڑتال کی ضرورت ہوئی پڑتال سے معلوم ہوا کہ ۲۳ یا ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء
کو جو روپیہ لالہ منشی رام جی ... سبھا کے خزانہ میں جمع کرنیکے واسطے
لائے تھے اس میں سے انہوں نے صرف ۷۵۸۹ روپیہ ۔ ۵ آنہ ۔ ۳ پائی کی دو
رقوم ۳۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو سبھا کے خزانہ میں جمع کرائیں اس کے بعد
ذیل کی دو رقوم اور جمع ہوئیں درج حساب ہیں ؎

	روپیہ	آنہ	پائی
۶ اپریل ۱۹۰۵ء کو	۲۴	۱۲	۰
۲۹ ″ ″	۲۰۰۰	۰	۰
	۲۰۲۴	۱۲	۰
رقم جمع شدہ ۳۰ مارچ	۷۵۸۹	۵	۳
کل میزان	۹۶۱۴	۱	۳

جس کے رو سے سال حال کے خاتمہ تک ۹۶۱۴ روپیہ ۔ ۱ آنہ ۔ ۳ پائی جمع
کرائے گئے ہیں اور بقایا روپیہ ۲۲۶۳ ۔ ۱۴ ۔ ۳ کا سراغ نہیں
ملتا اس ضمن میں سبھا کے اکونٹس کلرک نے جو فہرست روپیہ وصول شدہ
کی مجھ کو اپنی دستخطی دی ہے وہ مذکورہ بالا رقوم کے مطابق ہے اس ضمن
میں دو امور سبھا کی خاص توجہ کے قابل ہیں۔ (۱) یہ کہ جب ۲۳ و ۲۴ مارچ
۱۹۰۵ء کو گوروکل سے ۱۲۰۷۸ روپیہ نقد بغرض جمع کرانے سبھا کی کوٹھی
میں لایا گیا۔ تو کیوں وہ تمام رقم ایک دم جمع نہ کرائی گئی اور قسطوں میں جمع
کرائی گئی۔ چنانچہ جس کی ایک قسط ۲۸ مئی ۱۹۰۵ء تک قابل ادا باقی رہی
اور ۲۹ مئی کو جمع کرائی گئی۔ (۲) جس ۲۲۶۳ ۔ ۱۴ ۔ ۳ پائی کو جمع
کرانے کی کوئی تفصیل سبھا کے حساب میں مجھ کو نہیں ملی اور نہ ہی سبھا کا اکونٹس
کلرک اس کے متعلق کوئی پتہ نکال سکا۔ وہ ابتک کہاں ہے اور کیوں پڑی
ہے ۔ لالہ منشی رام جی نے جو روپیہ گوروکل سے لائے تھے دریافت کرنا

چاہیئے ٭ (۴) اس روپیہ کے علاوہ لالہ منشی رام جی کا گورو کل سے ۱۸
روپیہ بھر وزن میں سونے کے زیورات اور کچھ دوسرے سکوں کے
روپیوں اور تین جیب گھڑیاں بھی سبھا میں جمع کرانے کے لئے لانا روکڑ
میں درج ہے جن کی فروخت کے عوض میں ۴ - ۵۰ - ۱۲ - ۰ گورو کل
فنڈ میں جمع درج ہیں لیکن اس امر کا کوئی [illegible] سبھا کے
دفتر میں نہیں ملا کہ کسقدر وزن میں زیورات سبھا کے دفتر میں وصول
ہوئے۔ جن کے عوض میں مبلغ ۴ - ۵۰ - ۱۲ - سبھا کو وصول ہوئے
ہاں جس مہاشے کی معرفت زیورات فروخت کرائے گئے ہیں۔ اُن
سے دریافت کرنے پر مجھ کو معلوم ہوا کہ سونے کے زیورات کا وزن اٹھارہ روپیہ
بھر نہیں تھا بلکہ ۴ تولہ اسلئے سبھا کی توجہ میں اس امر کی طرف دلانا چاہتا
ہوں کہ جب گورو کل سے ۱۸ روپیہ بھر سونے کے زیورات ارسال کئے
گئے تو باقی قریب ۵ تولہ سونے کے زیورات یا ان کی قیمت کہاں ہے
(۵) گورو کل کے کھاتہ [illegible] جی جو ضلع کانگڑی کے باشندوں یا
گروکل کے سٹاف کو جو قرضہ وقتاً فوقتاً دیتے ہیں۔ وہ کس کی ذمہ داری
پر ہے اگر قرضہ کی رقوم وصول نہ ہوں تو کون ذمہ وار ہوگا کیونکہ اسطرح
کے قرضہ دینے کا دستور میں نے گورو کل کے کھاتہ میں دیکھا ہے اور
اور سبھا کے بجٹ میں اس قسم کے خرچ کی کوئی مد نہیں ہے ٭
(۶) اسوقت میں صرف مندرجہ بالا چند امور کی طرف ہی کہ جو سرسری طور
پر ہی حساب کی پڑتال کرنے پر میری نظر سے گذرے۔ سبھا کی توجہ مبذول
کرتا ہوں۔ باقی حال سبھا کو اس وقت واضح ہوسکیگا جس وقت بل
پاس ہونے کے بعد حساب کا مکمل آڈٹ سبھا کرادیگی۔ میرا ارادہ تھا
کہ گروکل کا حساب رکھنے کے متعلق جو طریق میری رائے میں ہونا چاہئے
اُس کے متعلق بھی مکمل رپورٹ کردوں لیکن چونکہ سبھا کے سالانہ جنرل

اجلاس کا وقت قریب آ گیا ہے اور اب آئندہ سال کے بجٹ تو سبھا
گوگورو کل کے لئے پاس کرنے ہونگے جس واسطے آڈیٹ رپورٹ کا سبھا
کے دفتر میں جلد بھیجدینا مجھ کو مناسب معلوم ہوا اس لیے حساب کے
طریق کے متعلق بھی اس وقت کوئی سکیم ارسال نہیں کرسکتا اگر سبھا کی
منشاء موجودہ طریق کو improve کرنے کی ہوگی تو سبھا کے طلب
کرنے پر میں مفصل سکیم بھیجدونگا ٭

"(Signed) Kanshi Ram
auditor for 1905-06 at 8 Am

اس رپورٹ کے ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے اجلاس آریہ پرتی ندھی سبھا میں
پڑھے جانے پر سبھا کے ممبروں نے مجھ سے حالات دریافت کئے چنانچہ میں نے
جملہ حالات معہ حوالہ کاغذات بیان کر دئے ۔ جس پر سبھا نے حسب ذیل ریزولیوشن
پاس کیا :-

"۹" حسب منشاء درخواست لالہ چھجو رام و لالہ رلا رام رپورٹ لالہ کانشی
رام ویدہ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء بوقت ۸ بجے صبح نسبت پڑتال حساب
گورو کل پڑھ کر سنائی گئی جس کی نسبت پردہان جی نے بیان کیا کہ
اُن کو یعنی کل قریب ۹ بجے دن کے اُن کے پاس پہونچی جبکہ انترنگ
سبھا ہو رہی تھی ۔ اور اعتراضات مندرجہ کی نسبت ادھیکاریان سبھا
و لالہ منشی رام جی سے دریافت کیا گیا اور مفصل جواب لیا گیا اس پر لالہ
بشن داس جی نے حسب ذیل تجویز پیش کی کہ اپنے متعلقہ اعتراضات کی
نسبت جو جوابات لالہ منشی رام جی نے دئے ہیں وہ بالکل ٹھیک اور
تسلی بخش ہیں اس سبھا کو اُنپر پورا وشواس ہے اُن کے متعلق اڈیٹر کے
اعتراضات غلط و نامناسب ہیں - لالہ بھگوتی پرشاد - پنڈت تائید کی اور
سرو سمتی سے پاس ہوئی ڈاکٹر پال سکھند جی نے کوئی رائے نہ دی کیونکہ وہ

رپورٹ سنائے جانے کے وقت موجود نہ تھے ۔

اس کے بعد جو خط و کتابت درمیان لالہ کاشی رام جی و مکھیہ ادھشٹاتا گروکل اور پردہان آریہ پرتی ندھی سبھا ہوئی اسے بجنسہ درج کرتا ہوں لالہ خوشی رام جی مکھیہ ادھشٹاتا کا تو ایک ہی خط ہے جو باوجود مورخہ ۲۴ ۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء ہونے کے پہلے درج کر دیتا ہوں اس کے بعد لالہ رام کرشن جی اور لالہ کاشی رام جی کی باہمی خط و کتابت درج کروں گا ۔

مشفق من لالہ خوشی رام جی مکھیہ ادھشٹاتا گوروکل جی ۔ نمستے

کرپا کر کے ذیل کے سوالات کا جواب دیکر مشکور فرمائیگا مجھکو اپنی اڈٹ رپورٹ کی پڑتال کرنی ہے ۔

(۱) جس تاریخ لالہ خوشی رام جی نے آپ کو گوروکل کا چارج دیا تھا اس تاریخ کسقدر روپیہ وہ اپنے ہمراہ لاہور سبھا کے دفتر میں جمع کرانے کے واسطے لائے تھے ۔ جو کہ گروکل کی Day Book میں درج ہے ۔

(۲) نقدر روپیہ کے علاوہ کس قدر وزن میں سونے کے زیورات وہ لائے تھے ۔ اور کیا اس میں سے کوئی سونے کی زنجیر فروخت کر کے اس کا روپیہ اسی تاریخ کے بعد انہوں نے آپ کی معرفت گوروکل میں جمع کرایا تھا جو درج Day book قدر ہے ۔ اگر ہے تو کس قدر رقم اور کس تاریخ کو ۔

(۳) کیا اس سال کوئی چار یا پانچ برہمچاری گوروکل کے وید ارمبھ سنسکار کے وقت ایسے داخل گوروکل ہوئے تھے کہ جن کے سرپرستوں نے ان کی فیس کے عوض پندرہ پندرہ سو روپیہ یکمشت نقد گوروکل میں داخل کرایا تھا اگر داخل ہوئے تو ان برہمچاریوں کی کس قدر تعداد تھی اور انکا روپیہ کس تاریخ کو گوروکل کی Day Book میں جمع ہو کر مندرج

ہے اگر بعد ازاں تاریخوں میں درج ہو تو تفصیل وار مطلع فرمائیگا ؁

(۴) گورو کل کے موقعہ پر جو ۲۰۷۸ روپیہ نقد جمع ہوا تھا مندرج حساب ہے کیا اس میں لائلپور سماج کیطرف سے کئے گئے ۱۷۸ روپیہ کی چیک بھی شامل تھی جو کہ لائل پور سماج کے سالانہ جلسہ پر جو اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ہوا تھا جمع ہوئی درج ہے۔ تو آپ کو چارج دیتے وقت جو روپیہ لالہ منشی رام جی سبھا میں جمع کرانے کے واسطے لائے تھے۔ کیا وہ تمام نقد تھا۔ یا اس میں چیک وغیرہ بھی شامل ہیں کرپا کر کے اس چھٹی کا مفصل جواب بواپسی ڈاک دیجیئیگا +

آپکا متر

(دستخط) کانشی رام وید لاہور

اڈیٹر گوروکل ۰۵-۱۰-۱۸ء

نوٹ اس مضمون کی ایک چٹھی میں ڈاک میں ڈال چکا تھا کہ لالہ پریتم داس جی آگئے ان کے ہاتھ مزید احتیاطاً اس کی ایک نقل ارسال کر دی ہے تاکہ ضرور پہنچ جاوے۔ کرپا کر کے جواب سے بذریعہ ڈاک واپسی ڈاک ارسال فرماوینگے ؁

۲۴-اکتوبر ۱۹۰۵ء

اوم

سنکھیا نمبر ۵۳۳

شری مہاشے جی نمستے ۔

آپکا کرپا پتر تاریخ ۲۱-اکتوبر ۱۹۰۵ء کو پراپت ہوا جبکہ میں بجنور کر نیائالیہ میں ساکشی دینے کے لئے گیا ہوا تھا۔ شری پردہان جی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو جو میں نے آپکا پتر بھیجا ہوا ہے اس کا اتر ابھی تک پراپت نہیں ہوا پرنتو اب آپ لکھتے ہیں۔ کہ یہاں کے بہی کھاتوں کے انکول ہی اتر بھیجا جاوے اتہ آپکے پرشنوں کا اتر نمن لکھت پرکار ہے ؁

(۱) شریمان لالہ منشی رام جی کا اپنے ساتھ لاہور شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا کے کاریالیہ میں جمع کرانے کے ارتھ ۲۰۰-۲-۸-۱۲۰۰۷ بارہ ہزار اٹھتر روپیہ دو آنہ بہی کھاتا اور گڑ میں لکھا ہوا ہے۔ آبھوشن (زیور) سونیکی تول اٹھارہ روپیہ بھر اور چاندی کی ابھوشن (زیور) وزن سوا پانچ سیر (۵¼) شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب میں جمع کرانے کے ارتھ (عوض سے) سے جانا رودکڑ میں لکھا ہوا ہے۔ اور سونیکی زنجیری نگ ایک اور انگوٹھی نگ دو کی مولیہ مد سے ایکسو دو روپیہ تاریخ ۰ مئی سنہ ۱۹۰۵ء میں لکھے ہوئے ہیں۔

(۳) پر دلیش بھکشا کے ادائگی کرنے سے گیات (معلوم) ہوتا ہے کہ اس سال پانچ برہمچاری پندرہ پندرہ سو روپیہ پرولیشٹ (داخل) کئے گئے ہیں جن میں سے گیارہ سو روپیہ مہاشہ گیلا رام جی کر نٹل داسی کے من لکھت پکار پراپت ہوئے ہیں تین سو روپیہ تاریخ ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء وسات سو روپیہ تاریخ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۰۵ء کو سو روپیہ تاریخ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء اور ایک ایک ہزار روپیہ دو برہماچاریوں کا وارشک التو پر پراپت ہیں۔ جو بارہ ہزار اٹھتر روپیہ دو آنہ کی رقم میں سملت (یعنی شامل) پرتیت ہوتا ہے۔

(۴) گت گروکل کے ترتیہ وارشک التسو پر جو بارہ ہزار اٹھتر روپیہ دو آنہ ایکتر ہوئے تھے۔ اس میں لاہور کی چیک ایک ہزار چار سو ستتر روپیہ کا شامل ہونا نہیں پایا جاتا ہے۔ دو وارشک التو کی سوچی کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاہور آریہ سماج کا چودہ سو اکیاون روپیہ تیرہ آنہ نو پائی کا چیک پراپتی کے خانے میں لکھا ہوا ہے جس سے گیات ہوتا ہے کہ یہ بھی بارہ ہزار اٹھتر روپیہ دو آنہ میں سملت ہے پر تو یہ نہیں پرتیت ہوتا ہے کہ یہ لاہور آریہ سماج کے وارشک التو پر ایکتر ہوا

(۵) رودکرٹ میں اس کا کوئی بیورا لکھا ہوا نہیں ہے +

رودپروکت سروسماچار آپ سوئم (خود) جب ماس ستمبر میں پدھارے تھے
تب کچی رودکرٹ۔ پکی رودکرٹ۔ دکھانا بھی تھا پر اسنے رودکرٹ دکھاتے اور
رسید بہیوں تھا وارشک الستو کی سوچی اتیادک بھلی بھانت اولوکن
(ملاحظہ) کر کے نوٹ کر لئے گئے تھے یتھیشٹ (پھر) کارن گیات نہیں ہوتا کہ
کیوں آپ نے وہی باتیں جو بھلی بھانت آپ سمجھ گئے تھے۔ گیات
کیہیں اسی ہیتو سے ہیں لئے آپکا پترشری پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا
پنجاب کی سیوا میں وشیش ورت گیاتہ (معلوم) کرنے کے ارتھ بھیج
دیا تھا۔ پرنتو اب آپ لکھتے ہیں۔ کہ جو کچھ رودکرٹ میں لکھا ہو وہی لکھیں
اس کارن اپروکت اوتر نویدن کیا گیا ہے گیات رہے کہ یہ آدیتر ۲۳
ہزار روپیہ کی تفصیل نہیں +

بھودیہ

(خوشی رام مکھیہ ادھشٹاتا)

نقل خط لالہ کاشی رام وید مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۰۵ء

ادم۔ شریمان پردھان جی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نمستے۔ میں نے افواہًا
سنا ہے کہ میری آڈٹ رپورٹ آپ نے کل جنرل سبھا کے اجلاس میں پڑھ
دی تھی۔ اور اس کے متعلق لالہ منشی رام جی کا جواب بھی تحریری یا تقریری
مجھ کو معلوم نہیں سنایا گیا تھا۔ آڈٹ رپورٹ کو dispose of
کرنے کا یہ طریق کسی جگہ رائج نہیں چاہیے تھا کہ لالہ منشی رام جی کا یا
موجودہ مکھیہ ادھشٹاتا جی کا جو جواب تھا اس کو تحریری لے کر اس کی نقل
مجھ کو ارسال کی جاتی تاکہ اگر ضرورت ہوتی تو مزید پڑتال کے بعد میں
اپنے ریمارکس کی نسبت رائے لکھ کر آپ کی سیوا میں روانہ کرتا۔ اگر
جواب صحیح اور معقول ہوتے تو اعتراضات کو واپس لے لیتا اور اگر ایسے

ہوتا تو بھی اس جواب کے متعلق اپنی رائے لکھ کر ارسال کر دیتا اس کے
بعد وہ مکمل رپورٹ معہ جواب اگر شایع کرنی ضروری ہوتی تو شایع کر دی
جاتی۔ آپ نے اس عام قاعدہ کو بالکل نظر انداز کیا ہے اور تعجب یہ ہے
کہ اب تک بھی آپ نے لالہ منشی رام کے جواب کی نقل مجھ کو ارسال نہیں
کی جس کے رو سے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے میرے اعتراضات کو غلط
ثابت کیا ہے اور آپ کی سبھا کے دھارمک ممبران نے یہ کہنا شروع کر دیا
ہے کہ کاشی رام نے بے ایمانی سے آڈٹ کیا ہے۔ خیر! اس کے
لیے تو میں آپکا اور انکا مشکور ہوں اور اس کو آڈٹ کی فیس کے متعلق
نذرانہ سمجھ لونگا لیکن آپ سے درخواست یہہ ہے کہ اب تو ایک رپورٹ
کے جواب کی نقل مجھ کو بھیجا کر مشکور فرماویں تاکہ مجھ کو اپنی یا آپ کے
اکونٹنٹ کلرک کی غلطی کا اطمینان ہو جاوے جواب کی نقل
authenticated ہونی ضروری ہے امید ہے کہ اس تکلیف
کے لیے جس کو میں آپ کا فرض سمجھتا ہوں مجھ کو معاف فرمایا جاوے گا۔
آپ کا داس کاشی رام وید آڈیٹر گورو کل بابت سال ۱۹۰۴ء و ۱۹۰۵ء"

نوٹ: یہ نقل مجھ کو بہت جلد مل جانی چاہیئے۔ اور نیز اس کی پڑتال
کے لیے سبھا کے حساب کے رجسٹروں کو دیکھنے کی بھی بحیثیت آڈیٹر مجھ کو
ممانعت نہیں ہونی چاہیئے۔

آپ کا داس
کاشی رام وید

جالندھر شہر ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

شری یت مہاشے لالہ کاشی رام جی نمستے۔
کرپا پتر کل پہنچ گیا تھا۔ آپ نے اس کی رسید بہت جلدی بھیجنے کے لئے
لکھا تھا مگر میں نے کل ہی اس کی رسید بھیجنی غیر ضروری سمجھی کیونکہ آپ
کے پتر کے بذریعہ رجسٹری آنے کی وجہ سے آپ کو اس کے راستہ میں نہ

لکھوائے جانے کا یقین ہوگا۔ اور میری طرف سے ایک دن بعد رسید پہونچنے
سے آپ کو زیادہ تشویش نہیں ہوگی۔ آپ کے سابقہ پتر کے جواب میں میرے
لکھنے پر لالہ منشی رام جی کے جوابات تحریری نہیں ہوئے۔ آپ اعتراض کرتے
ہیں کہ وہ جوابات تحریری لئے جانے چاہئے تھے اور کہ مجھ کو بحیثیت
پردھان سبھا نہیں چاہئے تھا کہ زبانی ریمارکس سُننے اور اس پر فیصلہ
دینے کی اجازت سبھا کو دیتا۔ آپ کی رپورٹ میں سبھا میں پیش کرنے
کی ضرورت نہیں سمجھتا تھا کیونکہ جب سے میں سبھا کا ممبر ہوں آج تک
کبھی کسی آڈیٹر کی رپورٹ جنرل سبھا میں پیش نہیں ہوئی ہے اور نہ
ہی کسی آڈیٹر نے اُس کے پیش کئے جانے کی خواہش ہی ظاہر کی
ہے لیکن میں مجبور ہو گیا تھا۔ کہ آپ کی رپورٹ سبھا میں سُناؤں کیونکہ آپ
نے بھی صریح اس غرض سے عین سبھا کے اجلاس کے دن صرف ایک
گھنٹہ پہلے وقت شروع ہونے اجلاس سبھا کے جبکہ میں انترنگ سبھا کی
کارروائی میں مشغول تھا میرے پاس بھیجی تھی۔ اور لالہ رلا رام جی اور
لالہ چھجو رام جی نے اس کے سنائے جانے کے لئے زور دیا تھا کیونکہ
جو اعتراضات اس میں آپ نے لالہ منشی رام جی کی نسبت لگائے ہیں
وہ لالہ رلا رام جی و دیگر صاحبان نے پہلے بھی بہت سے ممبروں کو بتا
رکھے تھے۔ (جو آپ کے بغیر کسی اور سے ان کو معلوم ہونے ناممکن تھے
کیونکہ میرے پاس رپورٹ آپ نے بند لفافہ میں بھیجی تھی اور میں نے اُس
دن کسی کو نہیں دکھائی تھی۔ بلکہ خود میں نے کُل نہیں پڑھی تھی گو
میں نے پڑھنی چاہی تھی مگر طویل ہونے کی وجہ سے کافی فرصت نہ
دیکھ کر رکھ لی کیونکہ مجھے ایسا کرنے کی فرصت نہیں ملی تھی۔ انترنگ
سبھا کے بعد فوراً جنرل سبھا کی کارروائی شروع ہو گئی میں وہاں ہی
بیٹھا رہا بلکہ کھانا بھی وہاں ہی کھایا تھا پھر میں نے اسکو دوسرے دن

کے اجلاس شروع ہونے سے پہلے پڑھا) جو لالہ چھجو رام جی نے پہلے
سے جنرل سبھا میں کہہ دیئے تھے۔ بلکہ مجھے دو اعتراضات لکھ دیئے
تھے۔ کہ ان کا جواب دیا جاوے اس لئے میں مجبور ہو گیا۔ کہ سبھا
میں آپ کی رپورٹ گوروکل کے بجٹ کے موقعہ پر اس کے منظور ہونے
سے پہلے سناؤں اس لئے جب رپورٹ پیش ہو گئی تو یہ ناممکن تھا کہ
اُسپر کوئی کارروائی نہ کی جاتی اور میرے اختیار میں نہیں تھا کہ میں
جنرل سبھا کو روک دوں کہ لالہ منشی رام جی سے جو اسوقت موجود تھے۔
اُن کے متعلقہ اعتراضات کا جواب دریافت نہ کیا جاوے اور کہ سبھا اپنا
اپنا فیصلہ نہ دیوے۔ کیا آپ کا یہ منشا ہے کہ میں رپورٹ کو چھپا دیتا
سنا دیتا اور جو اعتراضات آپ نے لگائے ہیں۔ وہ سب ممبران
سن جاتے لیکن اُسکا جواب نہ سُنتے اگر ایسا ہے تو میرے خیال میں
لالہ منشی رام جی کے لئے ایک بڑی بے انصافی کی خواہش کرنا ہے
اگر آپ اپنی رپورٹ وقتاً فوقتاً مناسب پڑتال کرکے آڈیٹر کے ریمارکس
کے کتاب میں حسب معمول درج کرتے اور اُسپر سکھیہ ادھشٹاتا یا دوسرے
متعلقین اپنے جوابات لکھ دیتے تو وہ جوابات بتحریر ہوتے۔ کیونکہ
آگے ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ آڈیٹر اپنے ریمارکس ایک کتاب
میں جو اس غرض کے لئے رکھی ہے۔ درج کر دیا کرتا تھا۔ جیسا کہ لالہ
رلیا رام جی۔ بابو پیچا رام جی۔ پنڈت سنہرا دہ نند جی و دیگر صاحبان
اور دو سال تک میں نے بھی سبھا کے حساب کی نسبت کیا تھا پھر اسپر
دفتر کے ذمہ دار صاحب یا ادھکاریان مقابل پر اپنے جوابات لکھ
دیا کرتے تھے۔ گوروکل کے حساب کے متعلق بھی پارسال ایسا ہی
ہوا تھا۔ کہ میں نے بطور آڈیٹر کے اپنے ریمارکس ایک کتاب میں
لکھ دیئے تھے۔ اور مکھیہ ادھشٹاتا جی نے اپنے جوابات اس کے

مقابل میں لکھ دیئے تھے۔ کہ جس کی نقل رائے ٹھاکر دت جی نے انہیں دِنوں آریہ پتر کا میں چھپوا دی تھی۔ مگر آپ نے دستور کے خلاف کیا کہ گورو کل کی کتاب آڈیٹر میں کوئی اعتراض درج نہ کیا کہ جس کے متعلق کوئی تحریری جواب دینے کا موقعہ ملتا بلکہ آخیر وقت پر صرف قریب ایک گھنٹہ پہلے وقت اجلاس جنرل سبھا کے اپنی رپورٹ میرے پاس بھیجی۔ اور اسی میں مندرجہ اعتراضات پہلے ہی لوگوں کو بتا دیئے۔ جو بہت نامناسب تھا اور پھر آپ کے لئے یہ امید کرنا کہ جنرل سبھا میں رپورٹ پیش ہو جانے پر لالہ منشی رام جی سے جوابات تحریری لئے جاتے ہرگز ٹھیک نہیں ہے اور نہ ہی جنرل سبھا کی کارروائی کے وقت اسقدر فرصت ہو سکتی ہے کہ تحریری جوابات لئے جاویں۔ اگر آپ اپنی رپورٹ کو اخیر وقت تک روک نہ رکھتے تو تحریری جوابات ہونے ممکن تھے۔ جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے۔ باقی جواب آپ مجھ سے تاریخ وار تفصیل وغیرہ بابت ۱۲۰۷۸ روپیہ اور ۲۳ ہزار کی دریافت کرتے ہیں۔ اب بالکل غیر ضروری ہے کیونکہ جب آپ نے حساب پڑتال کیا ہے۔ تو آپ کو سب معلوم ہونگی کیونکہ اس زیادہ ہزار اٹھتر ۱۲۰۷۸ روپیہ میں سے آپ نے سوائے قریب دو ہزار چار سو روپیہ کے (میں صرف اندازاً لکھتا ہوں۔ کیونکہ میرے یہاں آپ کی رپورٹ نہیں ہے وہ گوروکل میں لالہ منشی رام جی کے پاس دفتر میں رکھنے اور مناسب تعمیل کرنے کے لئے بھیجدی گئی ہے) باقی کل کی تفصیل وصولی تاریخ وار مطابق روکڑ اور کھاتہ دفتر سبھا کے اپنی رپورٹ میں درج کی ہے۔ دو ہزار چار سو میں سے ایک ہزار چار سو اکاون روپیہ کچھ آنوں کی رقم لالہ کل لعل سماج والی ہے۔ جو اُتسب کے موقع پر گوروکل میں پہنچی تھی۔ اور بعد اُس بارہ ہزار والی رقم میں شامل تھی اور جو سبھا کے روکڑ میں شروع ماہ اپریل میں وصول ہوئی درج ہے اور اغلباً گوروکل

کی بابت ۱۲۰۷۶ روپیہ کی تفصیل میں اس چاپ کا ذکر ہے اور دفتر
کے کلرکوں نے سبھا میں بتایا تھا۔ کہ اس رقم کی بابت انہوں نے آپ
سے عرض کر دی تھی۔ کہ یہ رقم گورو کل کے جمع شدہ روپیہ میں سے
ہے۔ مگر معلوم نہیں کس کارن سے آپ نے اس کا ذکر اپنی رپورٹ
میں نہیں کیا اور اس کو بارہ ہزار کی رقم میں شامل نہیں سمجھا۔ باقی
صرف قریب ایکہزار روپیہ کے رہ جاتے ہیں کراچی والے مقدمہ کا ایک ضروری
معاملہ پیش آجانے اور اس کے لئے فوراً تدارک کرنے کی ضرورت ہونے کی وجہ
سے اس رقم میں سے لالہ منشی رام جی بحیثیت پردھان سبھا کچھ رقم عارضی طور
پر داخل کرنے سے رکھ لی تھی کیونکہ اس کام کا بغیر روپیہ سر انجام ہونا ناممکن
تھا اور سبھا کی منظوری لینے اور پھر روپیہ بنک سے نکلوانے میں ایک عرصہ
چاہئے تھا لیکن ماہ مئی میں اس مقدمہ کا فیصلہ ہو جانے کی وجہ سے باقی
کا روپیہ تو داخل ہو گیا جس کی تاریخ داخلہ مجھے یاد نہیں ہے آپ نے
اپنی رپورٹ میں وہی ہے۔ صرف قریب ایک ہزار روپیہ جو مقدمہ میں صرف
ہوا کم رہ جاتا ہے جو کہ اس کے بعد بل بنائے جا کر پیش ہونے کے باوجود
بھی جلدی پاس نہ ہو سکا تھا کیونکہ اس میں آمدنی سے خرچ زیادہ تھا
صرف سال گذشتہ کے اخیر دنوں میں وہ بل پاس ہو سکا اور آخر دنوں
میں کام زیادہ اور وقت کی تنگی اور کلرکوں کی غلطی کی وجہ سے یہ رقم ایڈجسٹ
نہ ہو سکی۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں قریب ۱۲ تولہ سونا کا صرف فروخت ہونا لکھا
ہے۔ (جو معرفت ڈاکٹر ... کی نند جی فروخت ہوا تھا) اور کہ باقی قریب ... تولہ
کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ کہاں گیا لیکن اگر آپ نے گورو کل کی رو کڑ وغیرہ کو
دیکھ بھال کیا تھا۔ جیسا کہ آپ کا فرض تھا۔ تو آپ کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ
تمام کا اس سونے کی قیمت اس رو کڑ میں درج ہے میں تاریخ تو نہیں بتا
سکتا ہوں کیونکہ رو کڑ گورو کل میں ہے۔ مگر آپ نے اپنی رپورٹ میں

adjust

اس رقم کا ذکر کرنا تو ایک طرف برخلاف اس کے اس طرح پر ظاہر کیا ہے کہ
اس سوسائٹی کا غبن ہو گیا ہے۔ لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے سوائے
اسکے کہ ۳۲ ہزار روپیہ کی نسبت ابھی آپ کا اعتراض بالکل ناحق ہے کیونکہ اوپر
جو اندازاً لکھا جاتا ہے۔ لیکن اندازہ میں آپ تو قریب چھ ساڑھے چھ
ہزار کا فرق لکھتے ہیں جو بے شک زیادہ ہے۔ لیکن درحقیقت اسقدر
فرق نہیں تھا کیونکہ کلکتہ والے حاشئے کے ۵۵۰/- سی۔ جے۔ لائبریری کے
روپیہ میں تھا ہے۔ ۱۵۰۰ تو جن کے آدھے نوٹ جلسہ کے دنوں میں
پہنچ گئے تھے آپ نے شامل سمجھے ہیں۔ مگر باقی کا ۱۵۰۰ جو چند دن پہلے
پہنچا تھا شامل نہیں کیا ہے۔ اور نہ وہ رقم شامل کی ہے جو پانچ صاحبان
نے پندرہ پندرہ سو روپیہ یکمشت والے قاعدہ کے موافق اپنے لڑکے
داخل کروا کر قریب چار پانچ ہزار کے درمیان روپیہ ان دنوں دیدیا
تھا۔ اور باقی تھوڑے دنوں بعد پہنچ گیا تھا۔ شاید آپ نے اسکو تسلسل کا
حصہ خیال کر کے اُس سب کے موقع کی آمدنی میں شمار نہیں کیا ہے۔ مگر در
اصل اُس میں شامل تھا آپ کے اعتراضات کے متعلق جو اطلاع
لالہ منشی رام جی کے جوابات یا مقدمے کے کلرکوں سے سبھا میں ملی تھی۔
اُس کے متعلق میں نے مختصر عرض کر دیا ہے۔ اور اُن سے میری کیا
بلکہ سب کے سب ممبران سبھا کی تسلی ہو گئی تھی اور امید ہے کہ آپ بھی تسلیم
فرماویں گے۔ کہ کوئی غبن نہیں ہوا ہے آپ کا یہ فرمانا کہ آپ کو گوروکل
اور سبھا کی روکڑ وغیرہ سے ہر ایک قسم کی تفصیل وار اور تاریخ وار جدا
جدا Statement یعنی فہرست تیار کروا کر بھیجی جاوے میرے
خیال میں ناحق کی طوالت اور غیر ضروری ہے کیونکہ اول تو آپ سب کچھ
دیکھ آئے ہیں اور اُس کی تفصیل آپ کے پاس ہو گی۔ کیونکہ کئی ایک
رقوم کی تاریخیں اور تفصیل جدا جدا آپ نے اپنے نوٹ میں درج

کی ہے اگر کوئی آپ کی نظر سے نہیں بھی گذری ہے۔ تو اب آپ کے لئے
اس کا تاریخ جاننا ضروری نہیں ہے۔ آپ اپنی رپورٹ دے چکے اور
جو کام آپ کے سپرد تھا اس میں آپ کی ذمہ داری ختم ہو چکی اس لئے
اب زیادہ تکلیف اُٹھانے کی ضرورت نہیں ہے معاف فرما دیں +
میں نے اس خط کو رجسٹری کرا کر نہیں بھیجا ہے کیونکہ یہ کوئی قیمتی چیز نہیں ہے
اور مجھے پورا اعتبار ہے کہ آپ اس کی پہنچ سے ہرگز انکار نہیں کرینگے۔
براہ مہربانی مجھے صرف بذریعہ کارڈ اس کی اطلاع دے دیں۔ تاکہ اس کے
راستہ ڈاک میں گم ہو جانے کا اندیشہ دور ہو گو ممکن تو نہیں کہ گم ہو +

دستخط

(رام کرشن)

لاہور۔ مورخہ ۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء

شریمان لالہ رام کشن جی پردھان شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب
نمستے۔ آپ کا کرپا پتر کل ملا جس کے لئے مشکور ہوں مگر مجھ کو افسوس کے ساتھ
آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنی پڑتی ہے۔ کہ باوجودیکہ جناب نے قریب ۱۲ صفحہ
کا طول طویل کرپا پتر تحریر فرمانے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ لیکن اصل امر جو دریافت
طلب تھا۔ اور جس کا جواب شاید زیادہ سے زیادہ آدھ دس سطروں میں ہو
سکتا تھا اُسکے جواب سے آپنے پیچ پیچ جواب ہی دیا ہے۔ آپ کے خط کے
اس حصہ کا طول طویل جواب بھی اسوقت دینا ضروری یا مفید تصور نہیں کرتا کہ
جس میں آپ نے یہ ثابت کرنے کی اپنی طرف سے کوشش کی ہے کہ آپ نے
جو آؤٹ رپورٹ کو جلسہ میں پڑھ کر سُنا دیا اور اس کا جواب لالہ منشی رام جی
کو زبانی دینے کی اجازت دی وغیرہ وغیرہ وہ صحیح طریق تھا۔ میں مگر اس کے
بالکل برخلاف ہوں اور میں نے ہرگز اسوقت جلسہ میں پڑھ کر سُنانے
کی غرض سے رپورٹ روانہ نہیں کی تھی۔ بلکہ میں چونکہ اس وقت ہی منگل

اس کو ختم کر سکا تھا۔ اس لئے اس غرض سے روانہ کی تھی کہ جو کچھ گورکل کے حساب کی حالت میں دیکھ آیا ہوں۔ اسکا آپکو پتہ لگ جاوے اور جو کچھ مناسب تجویز ہو وہ کرنے میں آپ کو سہولیت ہو میں آڈٹ بک میں اپنی رپورٹ اس لئے تحریر نہیں کر سکا کہ وہ کتاب گورکل میں تھی۔ اور میں جب تک لاہور آکر سبھا کے صدر دفتر میں چند رقوم کا مقابلہ نہ کر لیتا رپورٹ درج نہیں کر سکتا تھا۔ اور گورکل کے مکھیا دھشٹھاتا جی نے وہ کتاب وہاں سے لانے کی مجھ کو اجازت نہیں دی تھی کیونکہ اس کو وہ گورکل کا ریکارڈ سمجھتے ہیں۔ بہرحال یہ کوئی امر قابل اعتراض نہیں ہے رپورٹ کی نقل اب بھی کتاب میں ہو سکتی ہے۔ آڈیٹر کی رپورٹ ہمیشہ کتاب میں ہی ہو۔ کیا آپ مہربانی کر کے میری کوئی تحریر بتلا سکتے ہیں کہ جس میں میں نے رپورٹ کو موجودہ حالت میں سبھا میں پیش کرنے کے واسطے آپ کو مجبور کرنا تو کیا کوئی تحریک بھی کی ہو۔ ہاں بعد مناسب طریق پر Rules of Session پورا کرنے کے اگر جیسا کہ میں نے اپنی رپورٹ میں ظاہر کیا تھا۔ discrepancy قائم رہتی تو آپ کے لئے اس کو سبھا میں یا انترنگ سبھا میں پیش کرنا ضروری ہو جاتا۔ بہرحال اس کے متعلق جو کچھ آپ نے کیا اس کے لئے آپ خود ہی ذمہ دار ہیں۔ میرا فرض صرف آپ کی توجہ مبذول کرنے کا تھا لیکن معاف رکھئے آپکا اس کے لئے مجھ پر الزام لگانا آپ کے لئے مناسب نہیں لالہ رلا رام جی یا لالہ چھجو رام جی نے جو کچھ کیا اس کے لئے میں کیسے ذمہ دار ہو سکتا ہوں کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ انہوں نے وہ کون سے دو اعتراض کئے کہ جو محض انکو مجھ سے معلوم ہو سکتے تھے جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ لیکن اگر آپ نے میری رپورٹ لالہ رلا رام جی اور لالہ چھجو رام جی کے اصرار پر سبھا میں سنائی تھی۔ تو اس وقت سنانی چاہئے

تھی جبکہ وہ ہر دو صاحب موجود تھے۔ انکی غیر حاضری میں اُن کے اصرار پر
سنانے کے معنی ہی مجھ کو سمجھ میں نہیں آسکے۔ نیز مجھ کو اس سے کبھی کچھ زیادہ
تعلق نہیں۔ اصل مطلب کی طرف آتے ہوئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ
آپ کے جواب سے مجھ کو یہ بخوبی واضح ہو گیا ہے . . . .

. . . . کہ میرا اعتراض اس
امر کے متعلق بالکل درست تھا کہ لالہ منشی رام جی جو 12078 روپیہ نقد گوروکل
سے سبھا میں جمع کرانے کی غرض سے لائے تھے۔ وہ انہوں نے کئی اقساط
میں جمع کرایا۔ حتے کہ اب تک بھی اُس میں سے روپیہ اُن کے ذمہ باقی ہے جو
آپ کے حساب سے قریب ایک ہزار ہے لیکن میرے حساب سے (اگر لائل پور
والا قریب 1500 روپیہ شامل نہ کیا جاوے) 2763 روپیہ — 14 آنہ — 9 پائی
کی رقم ہے لائل پور والا روپیہ میں نے اس لئے گوروکل کے حساب میں شمار
نہیں کیا تھا اور اب بھی نہیں کرتا۔ کہ سبھا کی Day book میں
وہ گوروکل کے سالانہ جلسہ کی مد میں جمع نہ تھا۔ جیسا کہ باقی رقوم بلکہ
وہاں یہ لائل پور سماج کی طرف سے آیا درج تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ سبھا کے کلرک
نے مجھ کو کہا تھا کہ وہ روپیہ بھی گوروکل کے سالانہ جلسہ کی Coll-
ection کا جزو سمجھنا چاہئے۔ مجھ کو افسوس ہے کہ آپ کے کلرک
مجھ کو کچھ کہہ دیتے ہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ . آپکو زبانی انہوں نے
کچھ اور کہا۔ میرے پاس آپ کے اسسٹنٹ کلرک کی دستخطی تفصیل ان رقوم کی
موجود ہے کہ جو اس کے علم میں گوروکل کے سالانہ جلسہ کی . . .
Collection میں سے کل اب تک سبھا میں وصول ہوئی ہیں
اس لئے میں اس لائل پور کی چیک کو 12078 کے اندر شمار نہیں
کر سکتا۔ جب تک کہ سالانہ جلسہ کی Collections کے اندر مندرجہ
کاغذات گوروکل میں اُس کا اندراج مجھ کو دکھلایا نہ جاوے۔ مجھ کو افسوس

ہے کہ خود آپ کو بھی اس امر کا پکا یقین معلوم نہیں ہوتا۔ اور اس شک
کے باوجود بھی آپ اس کی باقاعدہ پڑتال کرنے سے مجھ کو منع فرماتے
ہیں جو کہ میرا منصبی فرض ہے۔ اور میری ناقص رائے میں سبھا کے
ذمہ وار پردہان صاحب کے لئے نازیبا ہے۔ مناسب نہیں کیا آپ کی رائے
میں لالہ منشی رام جی کا 578 [illegible] روپیہ نقد وہاں سے لا کر کل ایک
دم جمع نہ کرانا کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے اور کیا مجھ کو اس کے متعلق
الہام ہو جانا چاہیئے تھا کہ میں اعتراض نہ کرتا یا اڈیٹر کے فرائض کے معنے
صرف صاد کرنے کے ہوتے ہیں۔ کہ آپ نے اور آپ کی سبھا نے مجھ پر
یہ کہتے ہوئے کہ میرے اعتراض غلط اور نامناسب تھے۔ گویا ایک طرح
سے مجھ پر Censure پاس کیا ہے خوب۔ لطف یہ کہ اب تک بھی
حساب adjust نہیں ہوا میں اس امر کو کس طرح تسلیم کر سکتا ہوں کہ
وہ کل روپیہ جمع کرا کے لالہ منشی رام جی کو کراچی کے اخراجات کے لئے روپیہ
سبھا سے حاصل کرنے میں ہفتوں لگ جاتے۔ میں سبھا کے طریق کام سے
بھی واقفیت رکھتا ہوں۔ بمشکل زیادہ سے زیادہ ۱۵ منٹ میں وہ جسقدر
روپیہ چاہتے جمع کروانے کو ساتھ ہی بطور advance حاصل کر
سکتے تھے۔ یہ دستور کسی سبھا یا سماج جہاں حساب باقاعدہ رکھا جاتا ہو۔
رائج نہیں ہے۔ کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ آج تک سبھا کے کسی اور سابقہ پردہان
نے بھی ایسا کام کیا ہے۔ آپ خود بھی تو غالباً ایک سے زیادہ بار اس سے
قبل پردہان سبھا رہ چکے ہیں۔ مجھ کو حیرانگی زیادہ تر اس امر کی بھی ہے
کہ بجائے اس کے کہ آپ خوش ہوتے کہ میں اس بے قاعدگی کو آپ کے
نوٹس میں لایا۔ آپ الٹا مجھ کو Condemn کرنے یا کرانے پر
تیار ہو گئے میرا بحیثیت اڈیٹر اعتراض کرنا فرض منصبی تھا۔ خواہ وہ اعتراض
لالہ منشی رام جی کی نسبت نکلتا یا اور مہاشے کی نسبت ۳۰ ہزار روپیہ کے

پورے جمع ہونے کے متعلق بھی آپ نے مجھ کو صرف ٹالنا ہی چاہا ہے
آپ تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ میں حساب دیکھ آیا ہوں۔ اس لئے مجھ کو سب
رقوم معلوم ہی ہونگی۔ اس لئے اُن کی نسبت جوابات دینا ناحق کی طوالت
اور غیر ضروری ہے۔ خوب! اس کے معنے یہ ہوئے کہ میں نے جان بوجھ
کر محض دل لگی کی خاطر اعتراض کئے تھے۔ کیونکہ اگر مجھ کو معلوم تھا۔ تو
پھر میرا اعتراض کرنا اس سے بہتر معنے نہیں رکھتا۔ آپ مہربانی کر کے گوروکل
کی Day book میں سے وہ کچھ سات ہزار روپیہ جس کی
Discrepancy میں نے point out کی
ہے جمع ہوا دریافت کر کے deficiency تحریر فرما دیں کہ وہ روپیہ
کس تاریخ اور کس مد میں جمع ہوا اور جبتک Day book کے مد
سے آپ کوئی جواب حاصل کر کے مجھکو تحریر نہ فرما دیں گے۔ میری ہرگز تسلی
نہیں ہو سکتی خواہ اس سے بھی زیادہ مجھ کو census کرایا
جاوے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ آپ کو اس میں تامل ہی کیوں ہونا چاہئے
اس وقت تو میں بحیثیت آڈیٹر دریافت کرتا ہوں۔ لیکن اگر شک پڑنے کی
صورت میں میں بحیثیت آریہ سبھاسد بھی دریافت کرنے کی خواہش کرتا۔
تو اخلاقاً بھی دھارمک سبھا کو کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیئے تھا۔ قانون کا
تو ذکر ہی جانے دیجئے۔ میری ذمہ داری بحیثیت آڈیٹر ختم ہو چکی ہے یا
یا شروع ہوئی ہے۔ اس وقت اس سوال پر بحث کرنا میں ضروری نہیں
سمجھتا۔ ہاں مجھ کو تعجب ضرور ہے کہ آپ جیسے لیڈر اسنے اور تجربہ کار قانون
دان سبھا کے پردھان ہوں اور وہ موجودہ حالت میں ایسا تحریر فرماویں
آخر میں آپ سے درخواست ہے کہ خواہ آپ مجھکو کسی حیثیت میں تصور
فرما دیں۔ مجھ کو مفصلہ ذیل امور کا authenticated جواب
مکتبیہ اور بہت جلد آپ گوروکل سے منگوا کر مہربانی کر کے عنایت فرما دیں۔

غالباً اور شاید سے میری تسلّی نہیں ہو سکتی + (۱) گوروکل کے سالانہ
جلسہ کے موقع پر جو روپیہ نقد جمع ہوا تھا کیا اس میں لائل پور سماج
کا 677 روپیہ کا چیک شامل تھا (۲) جو 12078 روپیہ نقد لالہ
منشی رام جی سبھا میں جمع کرانے کے واسطے اپنے ہمراہ لائے تھے
کیا اس میں بھی وہ چیک شامل تھا۔ (۳) ۲۳ ہزار جمع شدہ روپیہ میں
سے جو قریب سات ہزار روپیہ درج حساب ہوا مجھ کو کتابوں میں نہیں ملا
وہ کس تاریخ اور کس فنڈ میں Day book گوروکل میں جمع ہوا
(۴) ۶ تولہ سونے کی قیمت روکڑ میں کس تاریخ جمع ہوئی اور کس نے کرائی میری
تسلی کرنا آپ کا ہر طرح سے فرض ہے اس لئے معاف رکھئے اگر میں اس
پر اصرار کرتا ہوں۔ اس میں سبھا اور گوروکل کی بہتری مقصود ہے اور اگر
جناب نے اب بھی Definite جواب دینے سے محروم رکھا تو
میں افسوس کے ساتھ اپنا فرض ادا کرنے کیلئے مجبور ہونگا۔ اس لئے
میں امید رکھتا ہوں کہ جناب اب کی بار مجھ کو صاف اور صحیح جواب سے محروم
نہ رکھینگے کیونکہ اوسطاً تاجی گوروکل کو چٹھی لکھکر جواب حاصل کرنے
میں زیادہ سے زیادہ پانچ چھ یوم خرچ ہوتے ہیں۔ اور اگر واقعی رقوم
جمع ہو چکی نکل آویں تو مجھ کو اعتراض واپس لینے میں خوشی ہوگی اور تمام
معاملہ صاف ہو جاویگا۔ ورنہ چھ سات ہزار روپیہ کے نقصان اور
زیرباری سے سبھا بچ جاویگی۔ آپ کو بحیثیت پردھان سبھا خود اس میں
زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ یہ چھ سات ہزار روپیہ کی Discre
pancy کا سوال ہے۔ کوئی معمولی امر نہیں ہے کہ جو سرسری طور
سے نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔ میں اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہوں مجھ
کو بحیثیت آڈیٹر اپنی تسلی کرنے کے لئے آپ کو پورا موقعہ دینا چاہئے
اور ہر طرح سے سہولیت بہم پہنچائی جانی چاہئے۔ کیونکہ آڈیٹر کی رپورٹ کو

ہے تو پبلک کی تسلی ہو جاتی ہے۔ جیساکہ تمام کمپنیوں اور سوسائٹیوں
کا قاعدہ ہے۔ چہ جائیکہ آڈیٹر کی رپورٹ کو دبا یا جاوے اور اسکو
اپنے اعتراضات کی پڑتال کا موقعہ تک نہ دیا جاوے۔ جو کہ بالکل واجب نہیں
ہے۔ میں دوبارہ اور سہ بارہ بھی حساب کی کتاب کو دیکھنے کا حق رکھتا ہوں
کرپا کر کے اس کی رسید سے بواپسی مطلع فرما دیجیگا +

آپ کا متر

(دستخط) کاشی رام وید آڈیٹر

گوروکل حساب ۰۵-۱۹۰۶

اس کے بعد لالہ کاشی رام جی نے تین کارڈ تاکیدی بھیجے اور آخری کارڈ
میں دھمکی دی۔ کہ اگر جلد جواب نہ آویگا۔ تو وہ اپنی رپورٹ کو پبلک کر دیں گے +

(ادھر)

جالندھر شہر
۲۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

پریہ ور مہاشے لالہ کاشی رام جی

نمستے۔ آپ کا الٹیمیٹم (ultimatum) پہنچا آپ
کے (حسن ظن) کی بابت کیا لکھوں اور آپ کی اپنی رپورٹ کی پبلک
کرنے کی اچھا کو میں کب روک سکتا ہوں۔ جب کہ اس کے سبھا میں
پہنچنے سے پہلے نہ روک سکا۔ تو میرے جواب میں دیری ہو جانے
کب روک سکیگی۔ جس روز سے میں نے پچھلا کارڈ آپ کو بھیجا تھا اس
روز یعنی ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ایک ضروری کام کے لئے مجھے گوروکل کو
روانہ ہونا پڑا حالانکہ کچہری میں کام کا دن تھا۔ اس سے پہلے
گروار اور منڈی اسپیان کی وجہ سے تعطیل تھی۔ لیکن اُنہیں ضرورت
کی پہلے اطلاع نہیں پہنچی۔ جس کی وجہ سے اُن تعطیلوں سے فائدہ

نہ اٹھا سکا۔ وہاں جاکر مجھے اُس ضروری کام سے فرصت نہ مل سکی
آپ جو چاہیں بے شک کریں۔ پہلے تو میں نے چند سوالات سکھرادہ شتانا
جی کے پاس بھیجکر جواب منگانے کے لئے لکھے تھے۔ تاکہ میں آپ
کے سوالات کا اُتر دے سکوں لیکن جب مجھے خود وہاں جانا ہوگیا۔ تو
میں نے اُن کے جوابات زبانی دریافت کر لئے جس کے مطابق آپ کے
چاروں پرشنوں کے اُتر دیتا ہوں جس کی تائید میرے خیال میں لالہ پریتم
داس جی کی information سے بھی ہوگی اگر کچھ اُنہوں
نے آپ کو گوروکل سے واپس آکر دی ہے تو آپ نے اپنے ۱۶ اکتوبر کے
کارڈ میں (میرے کارڈ کے جواب میں) بڑی حیرانی ظاہر کرکے لکھا ہے
کہ آپ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کون لالہ پریتم داس جی گوروکل سے کوئی
information لے آئے ہیں آپ کو اُن کا کچھ پتہ نہیں
لیکن مجھے گروکل میں جانے اور نیز آپ کا پتر لالہ خوشی رام کے نام کا
جس میں آپ نے اُن سے چند سوالات کے جوابات دریافت کئے
تھے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ لالہ پریتم داس جی وزیر آباد ہی کے
رہنے والے ہیں۔ اور ہماری جنرل سبھا کے ممبر ہیں۔ جب وہ جنرل سبھا
میں آئے تھے آپ نے اُن سے بہت سی باتیں کی تھیں۔ اُن کے
گوروکل جاتے سمے ایک پتر بھی آپ نے اُن کے ہاتھ لالہ خوشی رام
جی کے نام سے اس کے معاملہ کے متعلق بھیجا تھا۔ اور اُنہوں نے وہاں
بہت سی باتیں دریافت بھی کی تھیں۔ اس کے بعد میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ
آپ کو ملے یا نہیں۔ وہ تو آپ ہی جان سکتے ہیں۔ خیر کچھ ہی ہو۔ مجھے اس
بات کا آپ کو یقین دلانے سے کہ آپ کو اُن کا پتہ ہے۔ چنداں فائدہ
نہیں ہے۔ اس لئے میں خود ہی اُتر عرض کرتا ہوں اور دیری کیلئے
معافی مانگتا ہوں۔ جو عمداً نہیں ہوئی۔ کیونکہ گوروکل سے واپس آکر

مجھے منیجر کے بطور دیگر کاموں کی وجہ سے فرصت نہیں مل سکتی تھی۔ اور زیادہ تر تیزی سے کام کرنے کے لئے طبیعت میں کافی مہارت نہیں ہے ورنہ میں آپ کو خفا ہونے کا موقع ہرگز نہ دیتا۔

(جواب ۱ و ۲) گوروکل کے سالانہ جلسہ کے موقع جو روپیہ نقد جمع ہوا تھا۔ اس میں لائل پور آریہ سماج کا چک دراصل ۱۶۷/۵۱ روپیہ ۳ آنہ ۶ پائی کا تھا۔ باقی قریب ۵۰۰ روپیہ کا چک انبالہ نواسی الکھ دھاری جی کا تھا۔ جب روپیہ نقد جمع ہو رہا تھا۔ اسوقت ایک پرات میرے اور ایک لالہ خوشی رام جی کے سپرد تھی۔ میں نے اب کاغذات فہرستیں وغیرہ لالہ خوشی رام جی سے نکلوا کر دیکھی ہیں۔ اُن میں نقدی روپیہ کی تفصیل جو اپیل کے دن وصول ہوئی یوں درج ہے۔ (۱) جو پرات میرے سپرد تھی۔ اس کی میزان ۱۰/۶۷۵۸۴ء۳ ایک تھیلی علیحدہ تھی۔ جو دفتر سے گئی تھی یعنی لالہ منشی رام جی منڈپ میں لے گئے تھے۔ وہ روپیہ تھیلی سے نکالکر علیحدہ علیحدہ پیش نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ اُس کی تفصیل جو فہرست میں درج تھی سنائی گئی تھی اور اس تھیلی میں سے برآمد ہوئے تھے۔ ۱۰/۲۷۶۷ روپیہ اس فہرست میں لائل پور کا چک ۹/۱۳/۱۶۷/۵۱ کا بھی شامل ہے بلکہ اُس کی تفصیل بھی دی ہوئی ہے۔ ان تین رقموں کی میزان کر کے ۱/۱۱/۱۰۹۲۷ء ہوئی اُس میں کچھ خفیف رقوم زیادہ ہو کر ۸/۵ وصول ہوتے ہیں۔ جو لالہ خوشی رام جی لائے تھے۔ ان خفیف رقموں کی تفصیل دریافت کرنے کے لئے مجھے وہاں دوسرے ضروری کام میں مصروفیت کی وجہ سے موقعہ نہ مل سکا۔ اور اس کا نکالنا ذرا دیر طلب ہے۔ و نیز پہلے دن لالہ خوشی رام جی قریب ایک بجے تک بوجہ بیماری و دو گردہ کے گھر سے باہر نہ نکل سکے اور پھر اگلے دن صبح سے پہلے ہی ایک مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے ان کا بجنور کو روانہ ہونا ضروری تھا۔ اور فہرستیں بند کر

دی گئیں تھیں کیونکہ میں نے اُن کی غیر حاضری میں واپس آجانا تھا۔ زیادہ
ٹھہرنے کی فرصت نہ تھی۔ پس ظاہر ہے کہ اس ۱۲۰۷۸/- روپیہ میں جو لالہ
منشی رام جی لائے تھے۔ لائل پور کا چیک ۹/۱۳ / ۱۴۵۱ کا شامل ہے ✤
(جواب نمبر ۳) مذکورہ بالا ۱۲۰۷۸ کے علاوہ قریب ۱۵۰۰ روپیہ نقد وعدے
جس کا ۸۱۵ ۔ ۲۱ مارچ تک روکڑ میں وصول درج ہوا۔ آپ نے اپنی رپورٹ
میں لکھا ہے باقی ۸۰۰ کے وعدہ کی تفصیل جو اُتسب کے موقع پر
سنائی گئی تھی حسب ذیل ہے (۱) ۵۰۰ لالہ جھجو رام جی کلکتہ والے
کے واسطے کمرہ لائبریری کے جس میں سے ۲۵۰ روپیہ کے نوٹ
اُتسب کے دوسرے دن یعنی ۲۳ مارچ کو وصول ہوئی روکڑ میں درج
ہیں جن کو آپ نے بھی مانا ہے اور باقی ۲۵۰ روپیہ اس سے
پہلے ۱۴ جنوری ۱۹۰۵ء کو روکڑ میں وصول ہیں۔ (۲) ۲۵۰ روپیہ سکرٹری
آریہ سماج ہردوئی منجملہ ۵۰۰ روپیہ کے واسطے پڑھائی ایک ودیارتھی
کے تھے۔ (۳) ۵۰۰ لالہ گیان چند جی انسپکٹر پولیس کوئٹہ منجملہ ۱۵۰۰
روپیہ واسطے پڑھائی ودیارتھی کے (۴) ۲۰۰ روپیہ لالہ گیلا رام جی ہیڈ
کلرک آرمی ایڈمنٹ آفس کوئٹہ کے واسطے پڑھائی ایک ودیارتھی کے اس رقم
میں سے ۳۰۰ روپیہ ۹ مارچ کو اور ۷۰ روپیہ ۱۹ مئی ۱۹۰۵ء
کو اور ۱۰۰ ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء کو یعنی کل ۱۵۰ وصول ہونا درج
روکڑ ہے۔ (۶) ۲۰۰ روپیہ لالہ کندن لعل جی خزانچی فلور ملز دہلی واسطے
ایک ودیارتھی کے جس میں سے ۱۵۰ روپیہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۵ء کو اور ۵۰/-
روپیہ ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو وصول ہوئی درج ہیں (۷) وعدوں کی دیگر خفیف
رقوم جو نمبر ستون کی ترتیب ہونے پر معلوم ہوسکیں گی ✤
(جواب نمبر ۴) بقایا سونے کی قیمت ۱۵۲/- ۸ مئی ۱۹۰۵ء کو معرفت لالہ
منشی رام جی کے روکڑ گردوکل میں بہ تفصیل ذیل وصول ہوئی درج ہے

-/۱۰۰ روپیہ بابت ایک زنجیر طلائی اور بارہ روپیہ دو انگوٹھی طلائی
کے جو زیورات آتمسب سیم پر وصول ہوئے - ان کی ذرا اور تفصیل لالہ خوشی
رام جی کے ہاتھ سے فہرستوں میں درج ہے - اگر تب ان فہرستوں کو اچھی
طرح سے ملاحظہ کر لیتے اور ریچرڈ اکٹر ڈیوکی نند جی سے (جنکی معرفت لاہور میں
زیورات لالہ خوشی رام جی نے فروخت کرائی) دریافت کرتے تو آپ کو معلوم
ہو جاتا کہ اس تفصیل میں سے زنجیر اور دو انگشتری طلائی فروخت نہیں ہوئی
تھیں اس لئے تیسرے آتمسب کا حساب حسب ذیل ہوتا ہے :-

(۱)	۱۵۰۷۸	تعداد مندرجہ ٹیبل مذکورہ بالا	میزان ۸۶۰۸
(۲)	۱۵۰۰		
(۳)	۵۰۰		
(۴)	۵۵۵	بھگتا	
۵	۴۰	گئوشالہ	

قیمت زیورات جن کی تعداد آپ کی رپورٹ میں درج ہے - وہاں سے دیکھ
لیں کیونکہ رپورٹ میرے پاس نہیں ہے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں
میرے خیال میں قیمت زیورات (جو لاہور میں فروخت ہوئے) کے ساتھ ۱۰۲
روپیہ قیمت زنجیر طلائی وغیرہ ملا کر قریب -/۱۵۰۰ روپیہ کے ہو جاویگا -
آپ بھی شمار کر لیں کہ ہوتا ہے یا نہیں ؟

ان رقوم میں سے سوائے ۳ کے سب آپ اپنی رپورٹ میں نقد وصول
ہونا مان چکے ہیں - اور ۳ میں سے ۱۵۵۰/ روپیہ لالہ چھجو رام والے اور
-/۸۰۰ روپیہ لالہ گیلا رام والے بھی آپ نے مانے ہیں اور -/۱۰۰۰ روپیہ
لالہ چھجو رام والے اور ۵۰۰ روپیہ لالہ گیلا رام والے اور -/۸۵ روپیہ لالہ
کندن لعل والے جیسے اوپر عرض کئے ہیں - گویا اسی نمبر ۳ کے -/۵۰۰۰
میں سے بھی -/۱۵۰۰ یعنی تقریباً نصف کے وصول درج ہیں باقی

بھی میرے خیال میں ایک گونہ نقدی ہیں۔ کیونکہ اُن اصحاب کو لازمی طور پر ادا
کرنے ہونگے۔ جو میرے خیال میں یا وہ ہالی کرانے پر وصول ہو جاویں گے
اخیر میں نویدن ہے کہ چونکہ گورو کل میں زیادہ کام رہنے اور کلرکوں کی کمی
کی وجہ سے (جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں) اور خصوصاً لالہ خوشی رام
جی کی آنکھوں میں زیادہ دیر تک تکلیف رہنے کی وجہ سے۔ فہرستوں کی چھپائی
اور ترتیب ہو کر مشتہر نہ کی جا سکی۔ جس کی وجہ سے باقیداران کو تقاضا نہ کیا
گیا اور چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھی اون فہرستوں اور کل حساب کے
باغور پڑتال کرنے کے لئے کافی وقت نہیں مل سکا اس لئے مجھے بھی لازمی
طور پر آپ کے ساتھ سخت افسوس میں شریک ہونا پڑتا ہے کیونکہ اگر ایسی
صورت نہ ہوتی تو آپ کو بھی بار بار تکلیف نہ اُٹھانی پڑتی۔ اور مجھے آپ کے
جوابات دینے میں سستی کرنے سے اسقدر جھاڑیں برداشت کرنی نہ
پڑتیں اور ناحق کے لئے نازیبا خیالات چند سجنوں کے بارہ میں آپ
صاحبان کے دلوں میں اُٹھنے کا موقعہ نہ ملتا۔ آپ کے Ultim
atum کے خوف سے مجھے اس پتر کو بذریعہ رجسٹری کے بھیجنا
پڑا تا کہ میعاد مقررہ کے اندر ہی لکھا جانا ثابت ہو سکے اور راستہ میں گم
نہ ہو جاوے اور گولہ باری شروع ہو کر بے چارے قلعے کو ہرج پہنچنے سے
اگر ممکن ہو بچایا جا سکے"۔

لاہور۔ ۲ نومبر ۱۹۰۵ء

بخدمت مہاشہ لالہ رام کرشن جی نمستے

شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے شریمان پردہان جی و شریمان
مکھیا دھشٹاتا جی گورو کل کے ساتھ ۵ اکتوبر تا الغایت ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء
میری جو خط و کتابت بابت آڈٹ رپورٹ متعلقہ گورو کل حساب ہوئی ہے
جس کے ضمن میں شریمان پردہان کا خط مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء اور مکھیہ

ادہشتاتاجی کا خط نمبری 7533 مورخہ ۲۴- اکتوبر ۱۹۰۵ء میری جانب
اسوقت تک اُن کے آخری خطوط اُن سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے
کہ میں گوروکل کے حساب کے متعلق جو ۴ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو اپنی رپورٹ سبھا
کے پردہان جی کی سیوا میں بند لفافہ میں ارسال کی تھی۔ وہ بالکل صحیح اور
واقعات پر مبنی تھی۔ اس لئے اس کے متعلق جو تحریر اور تقریر میں مجھ کو
بحیثیت آڈیٹر Condemn کیا گیا اور زبانی تقریروں کے
علاوہ جو اُس وقت سبھا میں ہوئیں اور اُسوقت کے بعض موجودہ پہلی
ندھیوں کے دوارہ بعد ازاں اکثر سماجوں میں کرائی گئیں ایک ریزولیوشن
بھی پاس کیا گیا۔ جو بعد ازاں اخبارات میں بھی مشتہر کر دیا گیا۔ وہ بالکل
ناجائز اور غلط تھا۔ اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ محض میری پبلک
reputation کو بدنام کرنے کی غرض سے تھا۔ سبھا اور اس
کی انسٹیٹیوشن کی محض بہتری کے لئے ایمان داری کے ساتھ واقعات
کی بنا پر اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے جو رپورٹ میں نے بحیثیت آڈیٹر کی
تھی۔ اس کے عوض میں غلط فرضی اور بے بنیاد حوالوں کی بنا پر مجھ کو
اس طرح پر Condemn کیا گیا۔ کہ جس کی نظیر میں کسی معمولی سے
معمولی سوسائٹی کے اندر بھی نہیں پاتا۔ اس تمام کارروائی سے میری
سماج کی دنیا میں خصوصیت سے اور پبلک دائرہ کے باہر عموماً سخت
بدنامی اور ہتک ہوئی ہے۔ اس لئے جب تک اس کے متعلق اصل
کل حالات پبلک کے سامنے نہ لائے جاویں۔ یا کم از کم اس مشتہرہ
ریزولیوشن کو پاس اور مشتہر کرانے میں جن اصحاب نے خاص حصہ لیا ہے
وہ کم از کم اُن اخبارات میں کہ جن میں وہ ریزولیوشن مشتہر ہو چکا ہے
اپنی غلطی کو تسلیم کر کے اس کے لئے اظہار افسوس نہ کریں گے۔ اور بعد ازاں
جہاں تک جلد ممکن ہو سبھا سے اس کا تردیدی ریزولیوشن پاس کرا کے

اخبارات میں مشتہر نہ کرادینگے۔ میری بدنامی اور ہتک بدستور دن بدن
زیادہ سے زیادہ ہوگی۔ اب چونکہ سبھا کے پردھان جی اور گورو کل کے مکھیہ
ادھشٹاتا جی نے خود ہی تسلیم کرلیا ہے۔ کہ میری رپورٹ بالکل صحیح تھی۔ اور
اس سے ثابت ہوچکا ہے۔ کہ جواب اس وقت سبھا میں دیئے گئے تھے وہ
بالکل غلط اور واقعات کے برخلاف تھے۔ اس لیئے میں پبلک میں اپنی شہرت
کو برقرار رکھنے کے لئے نہایت مجبور ہوں۔ کہ آپ کو یہ لکھوں کیونکہ آپ نے
اس میں خاص حصہ لیا ہے۔ کہ آپ ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء کی شام تک اپنی غلطی
تسلیم کرکے اس کے لئے اظہار افسوس کرکے بذریعہ رجسٹرڈ لفافہ مجھ کو
بھیجدیں۔ اور اس کی نقل اخبارات میں مشتہر ہونے کے واسطے ارسال
فرمادویں اور بعد ازاں جہاں تک جلد سے جلد ممکن ہو شریمتی آریہ پرتی
ندھی سبھا پنجاب کا جنرل اجلاس منعقد کراکے اس رزولیوشن کی تردید کراکے
اس کو مشتہر کرادیں۔ اگر ۱۰ نومبر تک آپ کی طرف سے میری حسب منشا اس
پر کوئی کارروائی نہ ہوگی۔ تو اس کے بعد میں بالکل Justified
ہونگا۔ کہ جس طرح پر مجھ کو مناسب معلوم ہوا اور سہولیت ہو۔ آپ کے اس
لگائے ہوئے غلط الزام کی صفائی کے لیئے اور اصل حالات کے
انکشاف کے لئے کارروائی کروں اس سے اگر آپ کی ذات کو یا آریہ
سماج یا آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو بھی نقصان پہنچیگا۔ تو اس کے لئے
آپ ہی خود ذمہ دار ہونگے میں نے اپنے فرض کو ادا کردیا ہے ۔

آپ کا شبھ چنتک

(Signed) Kanshi Ram vaid

آڈیٹر گورو کل حساب بابت سال ۱۹۰۴-۰۵ء

لالہ کاشی رام نے اس مضمون کا خط نہ صرف پردھان جی کو ہی بھیجا۔ بلکہ
جملہ ممبران آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو علیحدہ علیحدہ نوٹس دے کر معافی

ناجات پیش کرنے کے لئے دھمکیاں دیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے کسی ممبر
سبھا نے جو ریزولیوشن کے پاس کرنے میں شریک تھے۔ لالہ کاشی رام جی
سے معافی نہیں مانگی۔ اور نہ ہی لالہ کاشی رام جی نے کوئی ایسی کارروائی
اب تک کی جس سے کہ کسی ممبر کی یا سبھا کی ذات کو کوئی مادی نقصان پہنچتا

پردھان جی نے اس خط کا حسب ذیل جواب لالہ کاشی رام جی کو بھیجا تھا۔

"مہاشے لالہ کاشی رام جی نمستے آپ کا پتر ملا۔ پردھان کے خطوط بھی میں
نے غور سے پڑھے ہیں ان سے تو یہی معلوم ہوا ہے کہ آپ کی رپورٹ
ٹھیک نہیں تھی لیکن جب آپ فرماتے ہیں کہ سبھا کے پردھان نے خود
ہی تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کی رپورٹ بالکل صحیح تھی۔ تو پھر آپ میرے
اور کیا خواہش کر سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ مجھے ہرگز اعتراض
نہیں ہوگا۔ اگر آپ ان خطوط کو جسے چاہیں دکھا دیں تاکہ وہ بھی آپ کی
رپورٹ کی نسبت اپنی رائے قائم کر لے لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ سبھا کے
ریزولیوشن پر دوبارہ غور کی جائے تو آپ اس امر کے لئے سبھا میں باضابطہ
درخواست کریں۔

آپ کے آخری فقروں کے جواب میں میں اسقدر عرض ضرور کروں گا کہ مہربانی
کر کے آپ کسی ایسے فعل کی ذمہ واری اپنے اوپر نہ لیں جس سے آریہ سماج کی ذرا بھی ہانی
ہووے مجھے اپنی ذات کے نقصان کا چنداں خیال نہیں ہے اس کے متعلق آپ کا اختیار
ہے جو چاہیں کریں۔"

ناظرین! اس خط و کتابت سے آپ خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ آیا لالہ کاشی رام
جی نے جو جو الزامات مجھ پر لگائے تھے۔ وہ صحیح ہیں یا نہیں؟ آیا میں نے نقدی روپیہ
اور سونے کے زیورات وغیرہ کا غبن کیا یا کہ لالہ کاشی رام جی ہی نے خاص مخالفت کی
وجہ سے یکطرفہ کارروائی کی۔ اسقدر لکھنا ہی کافی تھا۔ لیکن لالہ کاشی رام جی نے اپنی
رپورٹ میں نہ صرف مجھ پر ہی الزامات قائم کیے ہیں بلکہ گروکل کے طریقہ حساب کو ناقص

بیان کیا ہے اس کے متعلق جسقدر اعتراضات لالہ کاشی رام جی نے کئے تھے اُن کا
جواب لالہ خوشی رام جی سابق ادھشٹھاتا گورو کل کی طرف سے دیا جانا مناسب تھا
نہ معلوم عدیم الفرصتی یا کسی اور وجہ سے اُنہوں نے اس حصہ رپورٹ کا جواب نہیں دیا
اس لئے ناظرین سے رپورٹ کا خلاصہ دوبارہ درج کرنے کے لئے معافی مانگ کر میں رپورٹ
کی مفصّل پڑتال شروع کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ ناظرین اس دلچسپ پڑتال کو غور کی نظر سے
دیکھیں گے۔ تاکہ جو جو واقعی نقائص گرو کل کے طریقۂ حساب میں ہوں انہیں آریہ پرتی
ندھی سبھا کو تحریک دے کر درست کرا سکیں ؎

پڑتال رپورٹ لالہ کاشی رام

خُلاصہ اعتراض اوّل۔ سنہ ۱۹۰۴ اور ۱۹۰۵ع کے بل پاس ہونے
کے لئے اب تک سبھا کے دفتر میں نہیں گئے تھے جس کی وجہ لالہ خوشی رام جی مکھیہ ادھشٹھاتا
نے یہ بیان کی کہ (۱) جس وقت اُنہوں نے ۲۳ یا ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۵ع کو عہدہ سے چارج لیا
تھا اس وقت چھ ماہ کے بلوں کی طیاری کا کام لقایا میں تھا۔ (۲) بوجہ کمی کلرک لالہ خوشی
رام جی بل طیار نہ کرا سکے۔ اور کہ (۳) اب Up to date یعنی تا تاریخ تحریر
بل سب طیار ہو گئے ہیں؎۔ اس سے نتیجہ لالہ کاشی رام جی نے یہہ نکالا حساب لقایا میں
میری وجہ سے پڑا اور وہ موجب بدنامی ہے ؎

جواب اول حصہ اس اعتراض کا یہہ ہے کہ میری غفلت سے ۲۲ مارچ تک
چھ ماہ کے بل طیار ہو کر سبھا میں نہیں گئے تھے۔ اگر میری سُستی کے باعث ایسا ہوا تو میں
سخت مواخذہ کا مستحق ہوں لیکن اگر لالہ کاشی رام جی تحقیقات کرتے تو اُنکو معلوم ہوتا کہ
بلوں کے نہ بھیجے جانے کا باعث میں نہ تھا بلکہ آریہ پرتی ندھی سبھا کا دستور تھا۔ واضح ہو
کہ سبھا کا مالی سال یکم اگست سے شروع ہوتا ہے جب سے میں گرو کل میں گیا ہوں برابر یہہ
دقت چلی آئی ہے۔ کہ جہاں دیگر محکموں کے بل دھڑا دھڑ پاس ہوتے رہے وہاں گرو کل
کے بل مہینوں سے بغیر پاس ہوئے پڑے رہتے۔ اگر ہر ایک سہ ماہی رپورٹ بھیجی رہتی تو شاید

گردکل کا بالکل کام بند کرنا پڑتا۔ یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۳ع سے لیکر ۱۵۔ اگست سنہ ۱۹۰۴ع تک کے کل بل
میں سبھا میں کئی بار کرکے بھیج چکا تھا۔ اُن کا حساب ہونا تو درکنار ایک ایسا موقع آیا۔ کہ
بل تک گم ہو گئے یہ زمانہ رائے ٹھاکر دت صاحب کی پریسیڈنٹی کا تھا۔ میں نے بار بار تقاضا
کرنے کے بعد کئی خطوط منتری اور پردہان کو لکھے جن میں سے دو خطوط کی نقول ذیل
میں پیش کر دیتا ہوں۔ ان سے پتہ لگ جائیگا کہ میں نے کیوں یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ع سے بلوں
کا سبھا میں بھیجنا بند کر دیا تھا۔ ساتھ ہی سب سے پہلے اکوئنٹ کلرک کا جواب درج کرتا
ہوں۔ جو میرے تحریری سوال پر اُس نے لکھ دیا ہے ۔

(الف) جواب اکوئنٹ کلرک۔ جس سمے آپ گورو کل کا چارج شری لالہ
خوشی رام جی کو سونپ گئے تھے۔ اس سمے کوئی کام بقایا میں نہیں پڑا ہوا تھا۔ صرف بل
پانچ مہینے کے سبھا کو نہیں بھیجے گئے تھے۔ اُس کی اصل وجہ یہ تھی کہ تاریخ ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۴ع
سے ستمبر سنہ ۱۹۰۴ع تک جو بل سبھا میں بھیجے گئے تھے۔ وہ شری منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب
کی سیوا میں ہمارے بھیجے ہوئے خطوط نمبر ۱۰۳۳۰ مورخہ ۶۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ع نمبر ۳۹۱۸ تاریخ
۲۱ نومبر سنہ ۱۹۰۴ع اور ع ۴۵۴۴ تاریخ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۵ع ع ۴۶۷۶ تاریخ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۰۵ع
اور شری پردہان جی رائے ٹھاکر دت جی دھون کی سیوا میں پتر ع ۴۶۴۰ مورخہ ۷ جنوری
سنہ ۱۹۰۵ع نیز دیگر خطوط کے لکھنے پر بھی پاس نہ ہوئے جیسا کہ شری مان جی کو معلوم ہوگا۔ کہ
اب آپ کے دوسری بار گورو کل مکھیا دھشٹاتا پد کا چارج لینے کی تاریخ کے بعد سویکرت
ہوئے ہیں اور وہ بھی پورے نہیں اُن میں سے ۲۰۹ روپیہ سوا آنہ کی کمی اب تک
موجود ہے۔ جس کے بارے میں کئی خطوں کے ذریعہ سے شریمتی سبھا کو نویدن کیا جا چکا
ہے۔ یہی وجہ تھی۔ اُس سے آگے کے بل نہ بھیجے گئے ورنہ جب اس کاریالہ کے انتظام
کے مطابق پچھے روزنامچہ سے بگی روکڑ اور کھاتوں میں اور حساب چلا جاتا ہے اور روز
مرہ رسیدیں آمدنی کی جاری ہو جاتی ہیں۔ تو بلوں کے بنانے میں کچھ دقت ہی نہیں ہو سکتی تھی"

(ب) نقل خط بنام رائے ٹھاکر دت جی

اوم - سنہ ۶۲۴۰

۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۵ع -

شری رائے ٹھاکر دت جی دھون پردہان شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

مانیہ ور جی! نمستے آپ کا کرپا پتر تاریخ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۵ع کا پراپت ہوا

اُتر میں نویدن ہے کہ آپ شریمان منتری جی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے

میرا بیانسی بھیجا ہوا بلوں کے حساب مد ہے اتم (آخری) پتر منگا لیجیے اس

میں میں نے سب اپنے بھیجے ہوئے پتر آدکوں کے نمبر وغیرہ دے رکھے

ہیں جب آپ اُس کے انوسار سب پتروں کو اولوکن کریں گے۔ تب آپ کو

خود ہی میرے نویدن کا پتہ لگ جاوے گا۔ اور مختصر طور پر اس پتر میں

بھی لکھتا ہوں۔ یعنی جو بل میں یہاں سے سبھا کے کاریالیہ میں بھی کرتا

ہوں ساتھ ان کی پشت پر لکھ دیا کرتا ہوں۔ کہ اتنے روپئے فلاں حساب میں

ڈال کر بقایا اس قدر روپیہ بھجوا دیجیئے۔ اب نہ وہ روپے ہی بھیجے جاتے

ہیں اور نہ یہہ پتہ لگتا ہے کہ کون سا بل میرا بھیجا ہوا پاس ہوا ہے اور کون

سا نہیں ہوا ہے اب اس کے پشچات گت ورش کے میرے بھیجے ہوئے

بل سبھا کے کاریالیہ سے گم ہو گئے سنے گئے ہیں۔ نہ معلوم وہ ملے یا

نہیں۔ میں شری منتری جی یا کسی ادھکاری جن کی کچھ شکایت نہیں کرتا

ہوں۔ ہاں میں تو کیول یہی پرارتھنا کرتا ہوں کہ میرے بھیجے ہوئے بلوں کا

حساب ٹھیک ٹھیک کرا کر جو کچھ روپیہ لینا ہو لیا جاوے جو دینا ہو دیا

جاوے تاکہ حساب کتاب صاف ہو جاوے اور یہ دھرم کا کاریہ نردگھن

چلتا رہے۔ آئندہ آپ جیسا مناسب سمجھیں ویسا کریں۔

(آپ کا شبھ چنتک رام سکھ داس بشٹ (؟))

(ج) نقل خط بنام منتری جی

در گروکل ۱۹ / جنوری سنہ ۱۹۰۵ء عـــ ۴۶۷۶ ـ شری لالہ کیدار ناتھ جی پٹھاپر
منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب۔

مہاشہ ور جی نمستے۔ آپ کا کرپا پتر عـــ ۹۴۲ مورخہ ۱۲ پراپت ہوا
تدانوسار آپ کی سیوا میں بل عـــ ۹۴۲ سنہ ۱۹۰۴ء جو کہ ۷۴۴ روپیہ ۸ کا تھا
اس کی نقل کر کے پھر بھیجتا ہوں آشا ہے کہ اب آپ کرپا کر کے تاریخ ۱۶
اگست سنہ ۱۹۰۴ء سے لغایت ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے نو بل ٹھیک پاس کرا
کے باقی روپیہ بھجوا کر کرتارتھ کرینگے (۲) آپ نے جو اپنے اس پتر عـــ ۹۴۲
تاریخ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء کے انوسار اور بل بھی اس نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کے انت تک
کے مانگے ہیں سو ٹھیک ہے۔ لیکن میں اس بارے میں آپ سے سونے
نویدن ہی کرونگا۔ کہ آپ کرپا کر کے تاریخ ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۴ء سے لغایت
تاریخ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے بل پاس کرا کے اُن کے حساب کے بقایا روپے بھیج
دیجیئے۔ تاکہ حساب صاف ہو جاوے۔ اس کے بعد فوراً میں ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء کی
خاتمہ تک کے بل آپ کی سیوا میں بھیجدونگا۔ ورنہ میں بھیجنے سے مجبور ہوں کیونکہ
آگے کے تو رہے سو رہے یہ بل بھی کہیں گڑبڑ میں نہ پڑ جاویں۔

آپ کا

منشی رام مکھ ادھشٹاتا

نوٹ: یہ شبد مجھے بے اختیار استعمال کرنا پڑا کرپا کر کے اُس کے
لئے کشما کریں۔

ان خطوط سے واضح ہو گیا ہوگا کہ پہلا بلوں کے نہ بھیجنے کا کارن (۱) میری سستی تھی نہ
گرکل سبھا کے لائق پردھان مہاشے ٹھاکر دت جی دہون کا قابل قدر اشتہار (۲) ۔ واضح ہو کہ ان
ڈیڑھ ماہ کے بلوں کا روپیہ میرے دوسری بار گروکل جانے پر سنہ ۱۹۰۵ء کے آخری حصہ
میں وصول ہوا ہے۔

دوسرا حصہ اس اعتراض کا یہ ہے۔ کہ لالہ خوشی رام جی اس لئے بل روانہ

نہ کر سکے کہ کام لقیا میں تھا اصل بات یہہ ہے کہ بل طیار کرنے کے لئے سوائے کھاتہ کی نقل کرا کے رسیدوں کو بطور ووچر کے ٹانک دینے کے اور کوئی کام نہیں کرنا پڑتا۔ نیز جب تک میں نے لالہ خوشی رام جی کو چارج نہیں دیا تھا۔ تب تک میں برابر خود اپنے ہاتھ سے بل طیار کیا کرتا تھا پس کلرک کی عدم موجودگی بھی لالہ خوشی رام جی کے لئے کوئی عذر نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ وہ بل نہ طیار کر سکیں اصل وجہ وہی ہے جو میں نے بیان کر دی ہے اس طرح تیسرا حصہ اس اعتراض کا بھی طے ہوا جو تھا دعوے یہ ہے کہ لالہ خوشی رام جی نے ۲۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو سب بل Up to date طیار کر لئے تھے۔ میں نہیں سمجھتا کہ لالہ خوشی رام جی محض اوشدہالئے کے اخراجات کے بل Up to date بنا گئے تھے لیکن ان بلوں کے بنانے میں میرے شاید دو گھنٹوں سے زیادہ نہ صرف ہوتے۔ اصل بل تو بھنڈار۔ تعلیم۔ عمارت وغیرہ کے تھے۔ میں نومبر ۱۹۰۵ء کے خاتمہ پر گروکل میں آیا اسوقت تک لالہ سومناتھ جی نوسو روپیہ لالہ رام کرشن جی سے قرض لیکر خرچ کر چکے تھے اور پھر بھی ہزاروں روپیوں کے بل قابل ادائگی کے تھے۔ میں نے آٹھ یوم تک رات کو محض دو گھنٹوں نیند لیتے ہوئے سارے بل طیار کر اور بھیجے تب سبھا سے بعد حساب فہمی کل آمدنی کے روپیہ ملا اور گروکل کا کام چلتا ہوا۔ اب تک یہ حال ہے کہ گروکل کی اکونٹ کلرک کو بھیکر میں نے اندراجات سبھا کے دفتر میں درست کرائے ہیں۔ اگر علیحدہ علیحدہ خلاصہ اعتراضات دوں تو طوالت بہت ہوگی۔ اس لئے کل رپورٹ کی پڑتال درج کر دیتا ہوں ؎

لالہ کاشی رام آپنے حساب نہ پڑتال کرنے کی وجہ یہ دیتے ہیں۔ کہ جب تک بل سبھا میں نہ جاویں اور vouchers کی پڑتال نہ ہو جاوے۔ تب تک اُن کا آڈٹ کرنا کچھ معنے نہیں رکھتا اور خود ہی سابق اودھشٹاتا کا عذر پیش کرتے ہیں کہ جب vouchers سبھا کے دفتر میں چلے جاویں۔ تب خرچ کی پڑتال ہی نہیں ہو سکتی لالہ کاشی رام جی کے لئے تو خاص موقع حساب کی پڑتال کا تھا کیونکہ vouchers گروکل میں ہی موجود تھے۔ اور وہ حسب دلخواہ اُن کی نسبت تحقیقات بھی کر سکتے تھے۔

لالہ کاشی رام جی کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ جن اخراجات کے بل سبھا کے دفتر میں بھیجے جاتے ہیں اور وہاں سے منظور ہوتے ہیں اُن کو تو سبھا کا جنرل آڈیٹر پڑتال کرتا ہے لالہ کاشی رام تو اُن فنڈوں کے حساب کی پڑتال کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ جن کے بل سبھا میں نہیں بھیجے جاتے۔ مثلاً بھکشا فنڈ۔ مٹھائی فنڈ اور دیگر خاص فنڈات ۔

لالہ کاشی رام نے بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے تین یوم گروکل کے طریقہ حساب کو غور سے مطالعہ کیا اور اُسے پُر از نقص پایا۔ اُن نقائص کی تمثیلیں بھی درج کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو آپ نے بغور طریقہ حساب کو مطالعہ فرمایا اور نہ ہی آپ اُس طریقہ حساب کو سمجھ سکے۔ ورنہ اسقدر غلط بیانیاں اسکے متعلق نہ کرتے آپکا پہلا دعوے یہ غلط ہے کہ سب روپیہ مکھیہ ادھشٹھاتا لے کر رسید دے دیتا ہے اور اُن رسیدوں سے روکڑ طیار کی جاتی ہے طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی روپیہ بذریعہ منی آرڈر آتا ہے تو مکھیہ ادھشٹھاتا پہلے منی آرڈر پر دستخط کرتا ہے۔ دوسرے دستخط postman کی کتاب پر چڑھے ہوئے اسی رقم کی نسبت کرتا ہے۔ اس طرح اگر کوئی درشک کچھ دان دے تو وہ رقم بھی مکھیہ ادھشٹھاتا کے روبرو پیش ہوتی ہے۔ مکھیہ ادھشٹھاتا ان رقوم کو روزنامچہ خام میں درج کراتا ہے۔ جب سارا دن آمدنی اور خرچ روزنامچہ خام میں درج ہو لیتا ہے تو دوسرے دن صبح اکونٹ کلرک پکے روزنامچہ میں باقی نکالتا ہے۔ اس باقی سے مکھیہ ادھشٹھاتا (اب خزانچی کیونکہ پنڈت باشی رام خزانچی مقرر ہوگئے ہیں) رقم موجودہ کی بدھ ملا کر پکے روزنامچہ پر دستخط کر دیتا ہے اس کی نقل کلرک پکی روکڑ میں کرتا ہے پھر ان رقوم کو مختلف کھاتوں میں علیحدہ علیحدہ درج کر دیتا ہے۔ سب کو کھاتہ کے پتہ کا حوالہ کھاتہ میں اور کھاتے کے پتہ کا حوالہ روکڑ میں دیا جاتا ہے اُس کے بعد روکڑ کے اندراجوں کے مطابق رسیدیں نمبروار طیار رہتی ہیں۔ اور پھر وہ نمبر بھی روکڑ میں درج ہوتے ہیں۔ پس شریمان لالہ کاشی رام جی کا یہ دعوے بھی غلط ہے کہ رسید بُک پر نمبر نہیں ہیں جب اُن سے پہلے لالہ رام کرشن جی انہیں سلسلہ وار نمبروں کی بنا پر آڈٹ کر کے حساب کی نسبت اپنی اعلیٰ رائے کا اظہار کر آئے ہیں۔ تو لالہ کاشی رام سے ناتجربہ کار آدمی کو بھی اُن سے کہاں دریافت کرنا چاہیئے تھا

میں نے لالہ کاشی رام جی کی اس غلطی پڑتال کے متعلق اکونٹ کلرک سے حالات دریافت
کئے تھے۔ اُس کی تحریری رپورٹ بجنسہ یہاں نقل کر دیتا ہوں۔ صرف مشکل سنسکرت
شبدوں کا بیچ بیچ میں ترجمہ دے دونگا۔

"جب لالہ کاشی رام جی آڈیٹر پڑتال حساب کے لئے آئے تو لالہ خوشی
رام جی مکھیہ ادھشٹھاتا نے مجھے آگیا دی اس برس کے حساب کے
متعلق جو کچھ لالہ کاشی رام جی مانگیں وے دو۔ اور تم بھی ان کے پاس رہو
تاکہ بہیات کی نسبت جو کچھ یہ پوچھیں تم بتلا سکو میں نے آگیا پاتے ہی
کچا روزنامچہ پکی روکڑ بہی کھاتہ بہی جات اور رسیدوں کے
duplicates کی بہیات لا کر حاضر کر دیں آڈیٹر صاحب نے
کہا "کہاں بیٹھ کر کام کیا جاوے" لالہ خوشی رام جی نے کہا کہ دفتر کے
اندر والے کمرہ میں جہاں iron safe پڑا ہے وہاں تشریف
لیجا کر کام کیجئے تب آڈیٹر صاحب نے کہا کوئی اور ایکانت ستھان
ہو تو اُتم رہے تب شری مکھیہ ادھشٹھاتا جی نے پستکالیہ کے کمرے
میں پربندھ کرا دیا وہاں جا کر کام جاری ہو گیا آڈیٹر صاحب نے پہلے
کھاتہ بہی لی اور پوچھا کہ اس کا انڈکس کہاں ہے میں نے نکال کر سامنے
رکھ دیا انہوں نے پڑھنا شروع کیا لیکن حساب آریہ بھاشا ہونے کے کارن
نہ تو وہ اکشروں کو پڑھ سکے اور نہ انکا مطلب سمجھ سکے پس اُنہوں نے مجھے
آگیا دی کہ میں اسے پڑھتا جاؤں اور ارتھ بتلاتا جاؤں میں نے پڑھنا اور
ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔ درمیان میں جو سوالات وہ کرتے میں انکا جواب دیتا... جاتا پھر درمیان میں انہوں نے پوچھا کہ بھنڈارے میں جو بھوجن کی سامگری رہتی ہے
ہے اگر بھنڈاری بے ایمان ہو کر اُسے بیچ لیوے اور قیمت خود ہضم کر
لیوے تو اُسے آپ کیا کر سکتے ہیں میں نے نویدن کیا کہ بھنڈاری بیوپاری
آدمی اور گھر کے دھناڈھیہ ہیں وہ اپنا گھر کا بیوپار کر کے ہزاروں روپیہ پیدا
کیا کرتے تھے اور کر سکتے ہیں تو وہ ایسا نفرت انگیز پاپ نہیں کر سکتے

اور اُن کے حساب کی برابر پڑتال بھی ہوتی رہتی ہے وہ بڑے ست پرُش
ہیں آڈیٹر صاحب نے جواب دیا کہ میں بھلے پرکار جانتا ہوں ایسے ہی ست
پرُش اس طرح سے کام کیا کرتے ہیں پھر بولے "اچھا جانے دیجیو
اور بتلائیے کہ آپ کے یہاں آمدنی پر کیا چیک ہے" میں نے نویدن کیا
کہ شری مکھیہ ادھشٹھاتا جی سے پوچھئے انہوں نے کہا نہیں آپ کو ادھک
پتا ہوگا میں نے نویدن کیا کہ روپیہ یہاں زیادہ تر دو طرح ہی آتا ہے
بذریعہ درشکوں کے دوسرا بذریعہ منی آرڈروں کے رسید فارم ڈوپلی کیٹ
ہیں اس لئے اُن کے آدھے بھاگ سے آپ روکڑ کی سب رقموں کا
مقابلہ کرلیں اور روکڑ کا کھاتہ بہی سے تب آپ کو بہت کچھ پتا لگ جاویگا
انہوں نے پھر سوال کیا کہ درشکوں سے وصول کون لیتا ہے میں نے اتر
دیا کہ مکھیہ ادھشٹھاتا جی تب انہوں نے پوچھا کہ کوئی ایسی رقم بھی ہوتی ہے
جس کی دان کی رسید نہ بنے میں نے اُتر دیا کہ ایسی کوئی رقم نہیں ہوتی
تب انہوں نے کہا "ممکن ہے کہ کسی روپیہ کی رسید مکھیہ ادھشٹھاتا بنا
کر دیویں اور روکڑ بہی میں نہ لکھیں" میں نے جواب دیا "یہ نہیں
ہوسکتا کیونکہ رسید بنیگی ہی اس رقم کی جو روکڑ میں چڑھی ہو پس آپ
روکڑ سے رسید ملا کر دیکھ لیجئے" تب انہوں نے کہا کہ منی آرڈروں
پر کیا چیک ہے ممکن ہے کہ کوئی منی آرڈر آوے اور مکھیہ ادھشٹھاتا
روکڑ میں نہ چڑھاوے اور اپنے پاکٹ میں ہی ڈال لے۔ میں نے
جواب دیا اول تو جملہ آمدنی کی فہرست ست دھرم پرچارک میں شائع
ہوتی ہے دوسرے جس قدر منی آرڈر لئے جاتے ہیں اُن کی بابت چٹھی
رساں کی کتاب پر منی آرڈر لینے والے کے دستخط ہوتے ہیں تب
انہوں نے کہا "یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ منی آرڈر لے لیا جاوے اور
چٹھی رساں کے رجسٹر پر دستخط نہ کئے جاویں" خیر جانے دیجئے دیکھا یہ

تو بتلایئے کہ کیا کوئی خرچ کی ایسی رقم ہوتی ہے جس کا خرچ مکھیہ ادھشٹھاتا روزنامچہ میں لکھوا کر رسید اپنے ہی پاس رکھ لیتے ہوں۔ آپ کے پاس لینے والا کوئی نہ آتا ہو۔ میں نے کہا کہ مہاراج یہ سب آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا آپ لوگ مکھیہ ادھشٹھاتا یا اچاریہ الیسے عہدہ پر ایسے ہی پرشوں کو مقرر کرتے ہیں اگر آپ کو ان پر وشواس نہیں ہے تو اُن کو بدل دینا چاہیئے۔ اب آپ ان باتوں کو شری مکھیہ ادھشٹھاتا سے ہی پوچھیے تب آڈیٹر صاحب نے کہا کہ پرانی روکڑ کھاتہ اور رسید ہیئیں سے آڈیٹر نے جواب دیا کہ گذشتہ سال کا تو شری لالہ رام کرشن جی چیک کر گئے ہیں آپ نے تو اس سال کا چیک کرنا ہے آڈیٹر صاحب بولے کہ آپ کو اس سے کیا مطلب میں نے کچھ دیکھنا ہے تب میں نے بلا چون وچرا سب پرانی بہیاں لا کر اُن کے سامنے رکھ دیں، ہاں اسقدر لکھنا بھول گیا کہ آڈیٹر صاحب نے مکھیہ ادھشٹھاتا جی سے کہا تھا کہ خرچ تو بلوں کے پاس نہ ہونے کی وجہ سے میں چیک نہیں کر سکتا۔ آمدنی کو چیک کرونگا۔ لیکن آمدنی کو بھی بنا چیک کئے ہی چلے گئے۔

جب میں نے پرانی بہیات رکھدیں تو آڈیٹر صاحب نے کہا کہ آپ یہاں سے چلے جائیے میں نے خود کچھ دیکھنا ہے۔ میں آگیا یا تسم ہی چلا آیا کچھ دیر بعد نئے روزنامچہ کی ضرورت پڑی جس کے لانے کو میں ایتکالہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آڈیٹر صاحب اپنی پاکٹ بک نکالکر کچھ رقمیں کھوج رہے ہیں اُس کے بہت عرصہ بعد وہ اُٹھ کر چلے گئے اور کتابیں میں نے سنبھال لیں پھر اُنہوں نے کچھ چیک نہیں کیا۔

ناظرین! طریقہ حساب گورو کل کی نسبت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے جن حساب دانوں نے دیکھا ہے اُنکا خیال ہے کہ اگر شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا حساب بھی اُسی طریقہ پر جاری ہو جاوے تو آئندہ وہ حساب بہت صاف رہا کرے۔ یا غلام گوشمال

کے انتظاموں کی نسبت جو کچھ لالہ کاشی رام جی نے لکھا ہے وہ خود لالہ خوشی رام جی محکمہ
ادھشٹھاتا جی نے اپنے اصلاح کرنے کے وچار پرگٹ کئے تھے۔ جن میں سے ایک اصلاح
یعنی حساب باغ کی نسبت ہو بھی گئی ہے کنکھل کے باغ والے مکان پر جو اخراجات ہوئی
ہیں۔ اُن کے بل آخر کار سبھا کے لئے بجٹ کے مطابق پاس ہوئے اس لئے کوئی اعتراض
نہیں ہو سکتا +

کہاں تک لکھوں نہ شاریرک ولیستھا ٹھیک ہے اور نہ ہی اسقدر وقت ہے
کہ مفصل تحریر کے ذریعہ لالہ کاشی رام کی دیگر فاش غلطیاں ظاہر کروں +

اب سالانہ جلسہ گورکل کی آمدنی کے متعلق جو جو الزامات مجھ پر لگائے ہیں
اُن کی تفصیل کی طرف رجوع ہونے کی ضرورت نہ سمجھکر صرف بعض واقعات کو ظاہر کر دیتا
ہوں۔ جو لالہ رام کرشن جی نے بھی نظر انداز کر دئے ہیں +

. . . .

لالہ کاشی رام نے اپنی خط وکتابت میں ظاہر کیا ہے کہ لائل پور والے چیک کی
نسبت سبھا کے اکونٹنٹ کلرک نے ظاہر کیا ہے کہ وہ رقم گردکل کی آمدنی میں شامل نہیں
ہے لالہ رام کرشن جی شاید بھول گئے کہ جب سبھا کے اجلاس مورخہ ۵۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء
میں جب میں نے اکونٹنٹ کلرک سے دریافت کیا تھا۔ تو اُنہوں نے بتلایا تھا کہ اُنہوں نے
لالہ کاشی رام کو کہہ دیا تھا کہ یہ رقم آمدنی سالانہ جلسہ کے متعلق ہے لیکن خود لالہ کاشی رام
نے اُن کو لائل جتلاکر اپنے سامنے نوٹ دلوایا تھا کہ یہ رقم آمدنی سالانہ جلسہ گوردکل
میں شامل نہ سمجھی جاوے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب تک لالہ کاشی
رام جی نے اشارہ نہیں دیا تھا۔ تب تک سب کلرک لائلپور کے چیک کو اُس آمدنی میں شامل
سمجھتے تھے جو گوردکل سے لاکر میں نے جمع کرائے تھے +

اس کے بعد ایک غلطی کو صاف کرنے کے لئے میں لالہ رام کرشن جی پردھان
کا ایک خط نقل کرتا ہوں۔ جو اُنہوں نے ایک سبھاسد کی دریافت پر اس معاملہ کی نسبت
لکھا تھا +

جالندھر شہر
۱۱- جنوری ۱۹۰۶ء

پریہ مہاشہ لالہ کرم چند جی

نمستے - کرپا پتر ملا۔ جواب میں دیری کے وجوہات بتانے سے
ایک طرف سے آپ نے پہلے ہی روک دیا ہے اس لئے نہیں لکھتا ہوں
لالہ کاشی رام جی کے اعتراضوں کا جواب تو لالہ منشی رام جی نے جنرل سبھا
کے وقت دے دیا تھا۔ شائد آپ اُسدن وہاں نہیں تھے۔ اور میں نے
بھی لالہ کاشی رام جی کو اُس کی دریافت پر مفصّل لکھ بھیجا تھا۔ یا اغلباً
لالہ کاشی رام جی نے یا اُس کی رپورٹ کے آپ کو دکھانے والے یا
مطلب بتانے والے صاحب نے میرے دونو پتروں کی بابت جو میں نے
اُنکو اس بارہ میں اُن کی دریافت پر بھیجے تھے آپ کو دکھائے یا بتائے
نہیں ہیں۔ ورنہ آپ کو ان سوالوں کے جوابات کا پتہ لگجاتا پیشتر اس
کے کہ میں آپ کے سوالوں کا جواب عرض کروں اسقدر گذارش کرنا مناسب
سمجھتا ہوں کہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے کہ ہر ایک آدمی اپنے آپکو ایماندار
اور نیک نیت ثابت کرے ورنہ اس کے برخلاف قیاس ہوگا جو دراصل
اس سے اُلٹ قیاس ہونا چاہئے کہ ہر کوئی آدمی ایماندار اور نیک نیت
ہے۔ جب تک اس کی بے ایمانی اور بدنیتی ثابت نہ ہو اسی طرح سے
اگر میں یہ قیاس کرلیتا کہ جو جو امور لالہ کاشی رام جی نے مجھ سے دریافت
کئے تھے۔ وہ اُنکو معلوم تھے کیونکہ وہ سب حساب دیکھ آئے تھے اور
کہ آپ نے بھی وہ جوابات جو میں نے لالہ کاشی رام جی کو دئے تھے
اُن کی رپورٹ کے ساتھ آپ نے دیکھے ہونگے تو مناسب نہ ہوتا آپ
کے پرشنوں کا اُتر حسب ذیل ہے ؛

(۱) الف ۱۳ مارچ ۱۹۰۵ء کو جو روپیہ -- ۱ - ۸/ 2078 لالہ منشی رام جی

گوروکل سے بعد اُتسب لائے تھے۔ اس میں دو حساب تھے۔ ایک ۱۴۵۱ روپیہ ۱۲ آنہ ۹ پائی کا لائبریری سماج کا۔ دوسرا قریب -/۲۵ روپے کا لالہ الکھ دھاری جی انبالہ نواسی کا باقی روپیہ نقد نوٹ اور پونڈ میں تھا جس کی تفصیل گوروکل میں اُتسب کی فہرستوں میں درج ہے +

(ب و ج) اس روپے میں سے سوائے -/۵۵۰۰ کے کل روپیہ چکیہ وغیرہ لالہ منشی رام جی نے سبھا میں مارچ کے اخیر میں ہی جبکہ وہ گوروکل سے واپس آکر پہلے ہی لاہور پہنچے داخل کر دیا تھا۔ یہ -/۵۰۰۳ روپیہ کراچی کے مقدمہ کے واسطے رکھ لیا جس کے لئے بڑی ضرورت۔ کیونکہ لوگوں کی طرف سے اُس کے ڈیفنڈ defend کرنے کے لئے بڑا زور دیا جاتا تھا۔ جو بغیر روپیہ کے ہونا ناممکن تھا اور اس ایام میں آرین ڈیفنس فنڈ کے لئے اپیل کی گئی تھی لیکن وہ روپیہ دفتر میں وصول ہوتا تھا مگر کراچی کے مقدمہ کے لئے نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کہ کب اشد ضرورت ہو جاوے چونکہ اس فنڈ کے لئے کوئی بجٹ نہیں تھا اس لئے سبھا سے اُس کے لئے روپیہ کسی صورت سے نہیں مل سکتا تھا۔ مل ہو نے لبطور پر دہان سبھا اپنی ذمہ واری پر وہ روپیہ باہر رکھا کر بغیر بجٹ کے نکالنا ناممکن تھا لیکن جب کراچی کا مقدمہ بذریعہ راضی نامہ باہمی فیصلہ ہو گیا۔ تو -/۲۰۰۵ روپیہ ماہ مئی میں ہی داخل ہو گیا باقی قریب اٹھارہ اس مقدمہ میں خرچ ہو چکا تھا چنانچہ ایک ہزار کے لئے جنرل سبھا نے اپنے ماہ مئی کے اجلاس میں بجٹ منظور کر دی اس روپیہ کی بابت لالہ منشی رام جی نے سبھا میں تحریر کر دے دیا تھا کہ جب کراچی کیس کا بل پاس ہو جاوے تو وہ رقم گوروکل کے حساب میں ایڈجسٹ کی جاوے جس پر منتری جی نے ایسا کرنے کے لئے دفتر میں ہدایت جاری کر دی کراچی کیس میں اس روپیہ کا خرچ ہو جانے سے گوروکل فنڈ

کو کوئی نقصان نہ تھا کیونکہ ٹرسٹوں کے معاملہ کے طے نہ ہونے کی وجہ سے اس روپیہ نے بنک میں Current account میں بلا سود پڑے رہنا تھا۔

کراچی کیس کا بل اس مد میں کافی روپیہ چندہ سے وصول نہ ہونے کی وجہ اور دیگر وجوہات سے باوجود انترنگ سبھا کی منظوری دینے کے کہ کمی دیہ پر چارنڈ سے پوری کی جاوے ماہ اگست کے اخیر سے پہلے پاس نہ ہو سکا اور ایسا ہی چند وجوہات سے مطبع ست دھرم پرچارک کے دو ہزار سے زیادہ روپیہ کے بل ہائے بابت چھپوائی آریہ مسافر میگزین بھی پاس نہ ہو سکے جن کے لئے جنرل سبھا گذشتہ کے اجلاس میں بجٹ میں خاص طور پر انتظام کرنا پڑا کیونکہ پچھلا سال گذر چکا تھا دفتر میں باوجود منتری کی ہدایت مذکورہ بالا کے غلط فہمی سے یا سہو سے کراچی کیس کے بل پاس ہو جانے پر ماہ اگست کے اخیر میں ایکہزار روپیہ کو ایڈجسٹ نہ کیا اور سال ختم ہو گیا لیکن اس کے بعد ماہ اکتوبر میں مطبع ست دھرم پرچارک کے بلوں میں سے یہ رقم ایڈجسٹ کی گئی۔ اس لئے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ۱۲۰۷۸ میں سے کوئی رقم باقی نہیں ہے اور نہ کوئی روپیہ اس میں سے لالہ منشی رام نے اپنے کام میں خرچ کیا ہے دو ہزار تو مئی میں ہی داخل ہو گیا تھا اور باقی ایکہزار روپیہ سبھا کے ہی کام میں خرچ کیا گیا تھا ضرورت کے وقت کام چلانے کے لئے ایسا اکثر کرنا پڑتا ہے چنانچہ ابھی ماہ نومبر میں جبکہ لالہ منشی رام جی گورکل سے چلے آئے اور وہاں جانا منظور نہیں کرتے تھے۔ اور کوئی مکھیہ ادھشٹاتا مقرر نہیں ہوا تھا گورکل سے خطوط اور تاریں آنے لگیں کہ وہاں کوئی روپیہ نہیں ہے کئی طرح کی دقت ہو رہی ہے اور مکھیہ ادھشٹاتا جی واپس پہنچے ہیں روپیہ جلد بھیجو وغیرہ وغیرہ ایسی حالت

میں مجبور ہو کر لالہ سومناتھ کو عارضی طور پر مکھیہ ادھشٹھاتا مقرر کر گئے
اپنی گرہ سے چار سو روپیہ دسکر میں نے روانہ کیا اور چار سو کا بل
تیار کر کے اپنا روپیہ منگانے کو سبھا کو لکھ دیا لیکن ابھی وہ بل پاس
نہیں ہوا تھا کہ ایک رقم ۰۲۴ روپیہ کی ایک خاص کام کے لئے میرے
پاس یہاں پہنچی جس میں میں نے سبھا میں لکھ دیا کہ بل میرا چار سو روپیہ
کا اس کے عوض جمع کیا جاوے اور بھی کئی رقوم اپدیشکوں وغیرہ کو
ضرورت کے وقت گرہ سے دینی پڑتی ہیں۔ روپیہ بھیجنے بھجوانے کا خرچ
بھی بیچ جاتا ہے وہ بل چاہے ہو گا ابھی تک پاس نہیں ہوا۔ خبر نہیں ہے۔ کہ
فنانشل وائس پریزیڈنٹ بل پاس کرنے میں کچھ اعتراض کرتے ہیں۔ اب
اگر یہ کہا جاوے۔ کہ میں نے سبھا کے روپیہ کی خیانت مجرمانہ کی ہے تو سچاؤ
کہاں ہو سکتا ہے سبھا کے ادھکاریوں سے یہ ٹھیک نہیں کہ سبھا کے کاموں میں
سینکڑوں ہزارہا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر دیں بعد بغیر منظوری کے حق ہو کر بھی
ہونے پر بھی وصول نہ کریں برعکس ہماری امید کرتا ہے خصوصاً جبکہ وہ بلا تنخواہ
سیوک سبھا و سماج کے ہوں اس سے یہ اعتراض لالہ کاشی رام کا بیشک
ٹھیک نہیں تھا۔ ان کا فرض تھا کہ وہ اس الزام کے لگانے سے پہلے وہ
متعلقین یعنی لالہ منشی رام جی یا ادھکاریان سبھا سے اس کی وجہ دریافت
کر لیتے نہ کہ پہلے ہی لالہ منشی رام کے ذمہ جبیں یا ور بے ایمانی کا الزام [illegible]
کر دیتے اور لالہ کی لید سماج کے چیک کا ذکر تک نہ کرتے اور اپنی رپورٹ اس
کو دکھانے یا سناتے کے بعد عین سبھا کے جلاس کے موقعہ پر دیتے جس
کی بنیاد پر ادھکاریوں کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی لالہ رلا رام جی وغیرہ
کی طرف سے سبھا میں سوالات کیے گئے۔ کہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جائے
بلکہ چند ایک اعتراض مندرجہ کو ظاہر کر کے کہا گیا تھا۔ کہ ان کا جواب فوراً
(بیشتر اس کے کہ کوئی اور کارروائی ہو) ملنا چاہیے انفعال سے آپ خود

ہی نتیجہ نکال لیں کہ رپورٹ کس غرض سے ایسے حالات میں لکھی گئی اور پیش ہوئی"

خلاصہ ساری تحریر کا یہ ہے کہ لالہ کاشی رام جی خاص الزامات لگانے کی نیت سے گروکل تشریف لے گئے تھے۔ اور وہی الزامات اُنہوں نے لگائے جو واقعات کے برخلاف ہونے سے بالکل بےبنیاد ثابت ہوئے اب صرف ایک امر کا اظہار لالہ کاشی رام کی طرف سے ہوتا ہے وہ یہ کہ میں نے پرچارک میں لکھدیا تھا۔ کہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء تک تیئیس ہزار روپیہ نقد آچکا تھا۔ اور یہ غلط ہے اس لیئے میں نے غلط بیانی کی میرے قلم سے فی الحقیقت یہ غلط تحریر نکلی جس کے لیئے مجھے بڑا بھاری افسوس ہے لیکن اس امر کا فیصلہ کہ آیا میں نے یہ غلط بیانی نیتاً کی یا کہ سہواً ایسا ہوا ناظرین خود کر سکتے ہیں میں صرف واقعات پیش کر دیتا ہوں۔ اور ان واقعات کو پیش کر کے یہ خاص عرض کرونگا۔ کہ اگر میں لالہ رام کرشن جی کے ساتھ لالہ کاشی رام جی کی چٹھیوں کے جواب میں شریک ہوتا تو جو حالات میں اب صاف کر رہا ہوں۔ وہ پہلے سے ہی صاف ہو جاتے پس لالہ کاشی رام کا یہہ خیال غلط ہے کہ میں لالہ رام کرشن جی کے ہمراہ گروکل میں حساب درست کرانے گیا تھا میں تو مجبوراً لالہ رام کرشن جی کا کھینچا ہوا گیا تھا۔ گروکل کے سٹاف نے استعفے دے دیئے تھے۔ اور لالہ خوشی رام جی سے اُن کی صلح کرائی تھی۔ اس لئے جب مجھے لالہ رام کرشن جی ساتھ لے گئے تھے۔ میں نے اسکے متعلق کیا کچھ کیا اور پھر کس طرح یہ لالہ خوشی رام جی واپس آگئے اور کس طرح مجھے جانے کے لئے مجبور کیا گیا . . . .

. . اس داستان کا اس ضمیمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خلاصہ بابت اندراج ۲۳ ہزار روپیہ یہ ہے۔ کہ جب میں ۲۳ مارچ کو گوروکل سے جانے لگا تو ۲۲۰۷۸ روپیوں کی رقوم جو لالہ رام کرشن جی اور لالہ خوشی رام جی نے اپنے ہاتھوں سے سنبھالی تھیں۔ انہیں شمار کر کے درج روکڑ کیا اور روانگی معرفت اپنے واسطے سبھا کی لکھوائی اس کے علاوہ ذیل کی رقوم نقد لالہ خوشی رام جی کے پاس چھوڑ آیا۔

(۱) بقایا در روکڑ جس پر لالہ خوشی رام جی کے اور میرے دونوں کے دستخط ہیں

بتاریخ ۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء .... ۰ — ۱۶ — 3074

(۲) گھر دکھاتہ کے پاس جمع جو میں نے لالہ
خوشی رام جی کے نقد سپرد کئے اور ہم دونوں کے
دستخط موجود ہیں بتاریخ مذکور .... — ۱ — 2850

میزان ۵ — ۱۶ — 5926

(الف نوٹ گھر دکھاتہ اس حساب کا نام ہے جو گروکل کا اپنا ہی ہے جب روپیہ زیادہ
باہر ہو جاتا ہے تو اس میں سے روپیہ نکالکر Iron safe صندوق آہنی
میں رکھ دیا جاتا ہے ۔ وہ خرچ بنام گھر دکھاتہ درج ہوتا ہے اور جب صندوق میں سے کوئی
رقم نکالی جاتی ہے تو روکڑ میں وہ آمدنی کی طرف بجمع از طرف گھر دکھاتہ لکھی جاتی ہے
یہی قاعدہ ساہوکاران کا ہے) +

اب 5078 روپیہ میں ۵ — ۱۶ — 5926 جمع کرنے سے
کل نقد ہوتا ہے ۔ ۵ — ۱۶ — 11004 یہ روپیہ نقد تو مجھے آتے ہوئے معلوم
تھا ساتھ ہی یہ بھی معلوم تھا کہ لائبریری ہال کے لئے باقی وہ رقوم کے آدھ تھے وہ بھی
آگئے ہوئے ہیں ۔ قریب چار ہزار روپیہ یار تھے ۔ اس کے ہونے نہیں ہو یاد تھا کہ حسب
ذیل رقوم منجملہ اقرار ان سبز پوشوں کے جنہوں نے اپیل اس وقت قابل وصول تھا جنہوں
نے یکمشت ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار دینے کا وعدہ کیا تھا +

(۱) لالہ کندن لال جی — ۱۵۰۰
(یہ روپیہ میرے دسمبر ۱۹۰۴ء کے شروع میں
جاتے ہی ایک خط لکھ کر لالہ کندن لال جی نے
بھیجدیا تھا ۔ یہ رقم مارچ ۱۹۰۵ء کے مدالہ مہر
کی آمدنی میں نہیں دکھائی گئی)

(۲) بھائی شتہ رام ساوجی ... — ۱۵۰۰

(۳) ... — ۱۵۰۰

(۴۴) لالہ گیلا رام جی ۔۔۔ ۵۰۰/

میزان ۔۔۔ ۴۰۰۰/-

میں نے گروکل سے واپس آکر شاید ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کو مضمون لکھا اس وقت خیال یہ جما رہا کہ یکمشت پندرہ پندرہ والوں نے تو دے ہی دیے ہونگے ۔ اور اُنہوں نے تقریباً سارا روپیہ دے دیا ہے صرف تھوڑا سا حصہ باقی ہے جو پانصد روپیوں کے قریب ہوگا اگر لالہ کاشی رام جی ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کی باقی روکڑ اور گھر دکھاتہ سے دیکھ لیتے ۔ تب بھی اُنکو لمبی تحریر کی ضرورت نہ پڑتی ✤

لیکن کیا اوپر کی تحریر سے میرا یہ مطلب ہے کہ میں نے پرچارک کی اس تحریر میں پاپ نہیں کیا؟ ہرگز نہیں میں مانتا ہوں ۔ کہ میں نے پاپ کیا ۔ میں آخر کمزور انسان ہوں ۔ سالانہ جلسہ کے ایکماہ پہلے تک لالہ رلا رام وغیرہ کی سخت مخالفت رہی ساری دُنیا میں ہم سب بدنام ہوئے روپے آنے بند ہو گئے تھے ۔ تین چار ہزار بھی نقد ہونے کی امید نہ تھی پھر بھی امید سے کہیں زیادہ روپیہ ہوا مجھ کمزور انسان سے اُس کی برداشت نہ ہو سکی نہ صرف روپیہ بلکہ بیش قیمت انسانوں کی خدمات ملیں اس طرح پر میرے قلم سے نکلا کہ ۲۳ ہزار روپیہ نقد ہو گیا اس تحریر کے لئے مجھے سخت افسوس ہے لیکن یہ میں وعدے سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص بھی ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء سے لے کر جبکہ میں نے گروکل کا کام اپنے ہاتھ میں لیا آج تک ایک پیسہ کا بھی غبن یا تصرف بیجا یا اور کچھ میرے ذمہ برآمد نہیں کر سکتا ۔ میرے وقت کے حساب کی کتابیں لالہ خوشی رام جی نے کیا گھر میں کے لیے اکیلے لالہ کاشی رام کے ہاتھ نہیں دیں؟ اُنہوں نے سب کچھ اُلٹ پلٹ مارا اپنے نوٹوں سے مقابلہ کیا اگر کسی طرح کا واقعی غبن یا فرق ہوتا تو کیا وہ کچھ کم گذارتے ہاں اگر لالہ کاشی رام شروع زمانہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء واقعی پڑتال حساب کرتے تو انکو معلوم ہوتا کہ نہ صرف میں نے اپنی گرہ سے گروکل میں رہ کر تقریباً اڑھائی تین ہزار روپیوں کے نقد گروکل کے لئے خرچ کیا ۔ بلکہ تقریباً دو ہزار روپیوں کی قیمت کا کتب خانہ اور تقریباً پانصد روپیوں کی قیمت کا اور سامان گروکل کے ارپن بلا معاوضہ کر دیا ہوا ہے ایک عرض اور کرنا ہے بس ✤

آریہ بھائیو! اگر آپ لوگ سارا سال گروکل کے لیئے ڈیپوٹیشن گھمانے کے عادی ہوتے اگر آپ لوگ دھن سے گروکل کو مالا مال کر دیتے اور گروکل کے بجٹ کا تقریباً پیدا اسقدر سالانہ جلسوں کی آمدنی پر ہی ہوتا تو کیا اس کے مکھیہ ادھشٹاتا کو کیا یہہ سوچنے کی بھی ضرورت ہوتی کہ کسقدر رقم سالانہ جلسہ پر وصول ہوئی ہے تب کیوں اسے ترغیب ہوتی کہ وہ بعض اقرار شدہ رقوم کو بھی نقد میں ہی شمار کر لیوے جن رقوم کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے ان کے علاوہ اس جلسہ میں منشی امن سنگھ جی کی طرف سے بھی ایک پندرہ سو روپیوں کی رقم بابت انکے بھانجہ کی پڑھائی کے وصول ہونے کی پکی امید تھی وہ بھی اتفاق سے وصول نہ ہو سکی۔ میں اس لیئے آپ سے پھر وہی درخواست کرتا ہوں کہ گروکل کا مکھیہ ادھشٹاتا جس آدمی کو بناؤ۔ اُس کے سر پر ہی روپیہ اکٹھا کرنے کا بوجھ مت ڈالو ورنہ وہ بجائے اپنے کام کے لیئے مفید ثابت ہونے کے اُلٹا ہانی کارک ثابت ہوگا خاتمہ پر میں حالات کو آج تک پہنچانے کے لیئے لالہ کاشی رام جی کی خاص خط و کتابت درج کر دیتا ہوں ؎

۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۶ء

لاہور

شریمان لالہ رام کرشن جی پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب)

نمستے۔ آپ کو ودت ہی ہوگا۔ کہ میرے بڑے بھائی صاحب لالہ کلیان داس جی کے دو پُتر گوروکل میں تعلیم پاتے ہیں جب سے بھائی صاحب جی کا دیہانت ہو گیا ہے۔ اُس وقت سے میں اُن کا سنرکشک ہوں امسال سالانہ امتحان کا جو نتیجہ میرے پاس پہنچا ہے۔ اس سے گیات ہوا ہے کہ ہر دو ودیارتھیوں کو چھٹی جماعت میں ترقی نہیں دیگئی ہے۔ گویا کہ اس نتیجہ کی رو سے ہر دو ودیارتھی ہی پانچویں شرینی کے امتحان میں فیل تصور کیئے گئے ہیں۔ جبتک ان ودیارتھیوں کے امتحان کے پرچے مجھ کو دکھلائے نہ جاویں۔ میں یہ تو کہہ نہیں سکتا کہ آیا ان کے ساتھ یہ سلوک اس لیئے کیا گیا ہے۔ کہ ان کی تعلیم

ناقص تھی - یا یہ کہ اُن کے ساتھ کئے یہہ سلوک موجودہ سماج کی کشمکش کا
کا نتیجہ ہے ۔ یہ تو اس صورت میں ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ اُن کے پرچے
امتحانات اور اس شرینی کے دوسرے ودیارتھیوں کے پرچے بھی کسی
بے لاگ محکمہ تعلیم کے افسر کو دکھلائے جاویں اور ان کی رائے لیجاوے
کہ آیا یہ اس لئے جماعت میں ترقی نہیں دیئے گئے کہ تعلیم ناقص تھی
یا کوئی دیگر وجہ ہے اور نیز جن دیگر ودیارتھیوں کو ترقی دی گئی ہے
وہ کیا درحقیقت ان سے بہتر ہے ؃

میں خوش ہوں گا اگر آپ اس طریق پر بھی میری تسلی کرا سکیں
تاکہ موجودہ کارکنان گوروکل کی نسبت اس قسم کا ظن میرے دل میں پیدا
نہ ہو سکے اگرچہ مجھ کو بتلایا گیا ہے کہ فلاں فلاں ودیارتھی گو ان ہر دو
ودیارتھیوں سے بہت کمزور تھے ۔ لیکن چونکہ ان کے سرپرستوں کا مکھیہ
ادھشٹھاتا جی کو خاص پاس تھا اس لئے اُن کو ترقی دے دی گئی ۔
میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ واقعات کہاں تک درست ہیں بہرحال اگر آپ
کوئی ایسی تجویز نکالدیں کہ جس سے یہ شک رفع ہو سکے تو بہتر ہوگا ۔
آئندہ آپ مالک ہیں ؃

(۲) ایسی انسٹیٹیوشن میں کہ جہاں دن رات بچے انسٹیٹیوشن کے
سپرد ہوں یہ شاذ و نادر ہی بشکل واقع ہوتا ہے کہ وہ بچے لوئر جماعت
میں بھی سال بھر کے اندر اسقدر لیاقت حاصل نہ کریں کہ جس سے
اُن کو اوپر کی جماعت میں ترقی مل سکے ۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا کرے تو
پھر ایسی انسٹیٹیوشن کے اندر طالب علم کو داخل کرنے کا تعلیمی پہلو کو
کوئی فائدہ متصور ہی نہیں ہو سکتا سکول میں تعلیم پانے اور باقی
وقت گھر میں گذارنے کی صورت میں تو اُستادوں کو یہ کہنے کا موقع
ہو سکتا ہے کہ ہم نے تو عمدہ پڑھایا مگر گھر میں بچے کی پوری نگرانی نہ

ہوئی اور اس نے کوئی مطالعہ نہ کیا اور اس لیئے ترقی نہیں کر سکا اور
ایسی حالت میں اگر بچہ کے اندر کوئی قدرتاً کمی ہو بھی تو والدین خاص
اُستاد گھر میں رکھ کر اس کمی کو پورا کر کے اُس کا سال ضایع ہونے سے
بچانے کی کوشش کر سکتے ہیں +

لیکن گوروکل کی سکیم کے رو سے اسکے لیئے نہ تو ایسے عذر کی
گنجائش ہے اور اگر قدرتاً بچوں کے اندر کوئی کمی ہو تو اُسکی اصلاح
میں والدین کا کوئی ہاتھ نہیں - اس لیئے اُس کو بھی خصوصیت سے
پورا کرنے کی کوشش کرنا کارکنان گوروکل کا ہی فرض ہے لیکن میں
دیکھتا ہوں کہ میرے بچوں کی نسبت کوئی انتظام نہیں ہوا - اور اُنکی
عمر کا ایک قیمتی سال ضایع کر دیا گیا +

گوروکل کی موجودہ سکیم کے موجودہ صورت میں آگے ہی پورا
ہونے کی کوئی توقع نہیں - کیونکہ جہاں برہمچاریوں کی عمر قریب ۱۹ - ۲۰
برس تک پہنچ گئی ہے وہ ابھی صرف ساتویں آٹھویں جماعت تک مشکل
پہنچے ہیں - برہمچاری وشوجیت جس کی عمر قریب ۱۸ برس کے ہے وہ
ابھی پانچویں جماعت میں ہے تو اسطرح پر ۲۵ برس تک وہ کیسے مکمل
تعلیم پوری کر سکیں گے لیکن اسپر طرہ یہ ہے کہ اگر ایک ایک جماعت
میں اُن کو دو دو سال رہنا پڑا تو پھر حالت ناگفتہ بہ کہنی چاہیے +

اس امر کو فی الحال نظر انداز کرتا ہوں کہ شاید میرے ودیارتھیوں
کو کسی اور وجہ سے ترقی نہ دی گئی ہو - یہ امر تو واقع ہے کہ یا تو
گوروکل کی تعلیم کا انتظام ایسا ناقص ہے کہ بچے معمولی ترقی بھی سال
بھر کے اندر نہیں کر سکتے اور اُنکا وقت بجائے تعلیم کے اور طرح
سے ضایع کیا جاتا ہے یا یہ ہر دو بچے ہی ایسے نالائق ہیں کہ باوجود
عمدہ تعلیم کے بھی وہ ترقی نہیں کر سکتے گو ہر دو صورتوں میں [illegible]

عیاں ہے کہ میرے لئے اُن کا گورو کل میں رکھنا اُن کی عمر گنوانا ہے
تاہم کوئی آخری فیصلہ کرنے سے قبل میں چاہتا ہوں کہ اس کا پتہ لگانے
کی کوشش کروں کہ نقص تعلیم کے انتظام میں ہے یا لڑکے ایسے
کُند ذہن ہیں۔ کہ وہ پڑھنے کے لائق نہیں اگر صورت اول ہو تو اُس
کے متعلق انتظام کرنا میرا فرض ہوگا اور اگر صورت دوم تو اُن کے لئے
کوئی ایسی سکیم سوچنی ہوگی۔ کہ جس کے وہ لائق ہوں تا کہ حتی الوسع جسقدر
اُن کی آئندہ زندگی کو بہتر بنانے میں میں کام کر سکوں اس سے اپنے
آپکو مشکلوں سے بچا سکوں اسلئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ فی الحال ہر دو
دو یار بچوں کو ایک ایک ماہ کی رخصت یا خود منظور فرما دیں۔ یا اگر
اس قسم کی رخصت دینا مکھیا ادھشٹاتا جی کے اختیار میں ہو تو اُن کے
پاس یہ درخواست بھیج دیں بہر حال رخصت نہایت جلد ضرور منظور
ہو کر مجھ کو اطلاع آجانی چاہیے۔ تاکہ میں پھر اُن کو جلد یہاں بلا سکوں
اور اُن کی تعلیمی حالت کا جسم جسیم اندازہ کرکے آئندہ کے واسطے
اُن کی نسبت کوئی فیصلہ کر سکوں۔ چونکہ اس سوال کا بچوں کی آئندہ
تمام عمر کے ساتھ تعلق ہے اس لئے میں نے نہایت سوچ سمجھ کر
یہ تجویز فیصلہ کرکے آپ کی خدمت میں درخواست کی ہے اور میں
اُمید کرتا ہوں کہ بے فائدہ خط و کتابت میں اُن کا وقت ضائع نہ کیا
جاوے گا۔ اور جلد رخصت منظور فرمائی جاوے گی میں اپنی لڑکی
کی بیماری کی وجہ سے یہ درخواست ارسال نہیں کر سکا۔

آپ کا ممنون
۔ کاشی رام وید۔ کویراج لاہور

سیوا میں شری مہاشے لالہ رام کرشن جی پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب
لالہ کاشی رام وید کا خط متعلقہ گورو کل

رپورٹ - میں نے لالہ کانشی رام جی کا خط مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء
جو اُنہوں نے پردھان جی کے نام لکھا ہے پڑھا۔

(۱) اس خط کی محرک وجہ لالہ کانشی رام جی گوروکل کے سالانہ
امتحان کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔ گوروکل کے برہمچاریوں کی پریکشا کا نتیجہ
اُن کے سنرکشکوں کے پاس ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو بھیجا گیا تھا۔ لالہ
کانشی رام جی نے اُس کی نسبت اعتراض ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء کو لکھا۔ اس
توقف کی وجہ اپنی لڑکی کی بیماری بیان فرماتے ہیں لیکن جہاں تک
مجھے معلوم ہوا ہے لالہ کانشی رام جی نے تقریباً دس دن لالہ رلا رام
کے لڑکوں کے بیاہ پر صرف کئے دیگر ضروری کام بھی وہ کرتے رہے
ہیں میری دانست میں وجہ محرک اور ہے جو سانگلہ کی کانفرنس کے
بعد پیدا ہوئی اور نیز کے واقعہ سے تازہ ہو گئی لالہ کانشی رام کے
بھتیجوں کے پتا لالہ میان داس کے دیہانت کے بعد اُن کے شلک
(Monthly fee) کی بابت کچھ بھی وصول نہیں
ہوا تھا۔ دیگر چند سنرکشکوں کے نام بھی بقایا نکلتا تھا۔ میں نے اُن
سب کی فہرست بنوا کر جیٹھ سمت ۱۹۶۳ بکرمی مطابق ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء
تقریباً ۴۴ سنرکشکوں کے نام بقایا شلک کا تقاضا کیا لالہ کانشی رام
صاحب اور اُس کے بھائی لالہ پریتم داس کے نام بابت شلک برہمچاریان
دسوجیت و کرشن کے مبلغ ۲۴۶/۵/۶ کا تقاضا تھا۔ ۲۰ مئی
۱۹۰۶ء کو وہ خط گوروکل سے روانہ ہوا۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء کو لالہ کانشی
رام جی نے یہ خط روانہ فرمایا نتیجہ آپ خود برآمد فرما دیں۔

(۲) جس جماعت میں سال گذشتہ کے صرف برہمچاریاں دسوجیت و کرشن پڑھتے
تھے اُس میں کل ۱۸ برہمچاری تھے اُن میں سے ۹ ہر لازمی مضمون میں پاس
ہوئے اور انہیں ترقی دی گئی باقی سب نچلی شرنی میں رکھے گئے جبکہ

دنہ بھاگ کی گئے پرتھم بھاگ میں ایسے برہمچاری رکھے گئے جنکی نسبت امید ہو
سکتی ہے کہ محنت کرنے سے شاید چھٹی شرین کے ساتھ چل نکلیں ان میں سے
وشوجیت درجہ اول پر ہے اور آئندہ سہ ماہی پریکشا میں ان سب کو پھر موقع
دیا جاویگا کہ کمی پوری کرکے آگے چل نکلیں اس جماعت میں برہمچاری دیرین
پتر پنڈت رام بھجدت بی اے اور برہمچاری ایشوردت پتر پنڈت بالمکند
ڈاکٹر کو اس لئے ترقی دیگئی کہ وہ پاس ہوئے برہمچاری ودیا ساگر پنڈت
باشی رام جی کا پوتا اور کرشن چند انکا پتر ہے وشوجیت کے ریاضی میں ۲۰
نمبر تھے ودیا ساگر کے ۲۷ وشوجیت کے کاویہ اختیاری مضمون میں ۸ تھے
ودیا ساگر کے ۲۲ پھر ودیا ساگر اور کرشن چندر کو بھی ترقی نہیں دیگئی لالہ نذیر
چند سے میرا کتنا تعلق ہے چودھری ٹھاکر داس جی سے کیسا گہرا تعلق سردار
گوربخش سنگھ سے کیا واسطہ ہے لیکن ان تینوں مہاشیوں کے لڑکے نہیں
چڑھائے گئے چودھری بدھ سنگھ جی رئیس شیخوپورہ سے نہ صرف واسطہ ہے بلکہ
وہ اپنے سب صنعات کا سارا انتظام لڑکوں پر چھوڑکر مفت گوروکل کی سیوا
کرتے ہوئے سٹور کیپر کا کام کرتے ہیں اور اکثر اوقات ادھشٹاتا کا بھی کام
کرتے ہیں انکا لڑکا اُتم دیو بھی دوسری جماعت سے نہیں چڑھایا گیا پنڈت
بال مکند لیڈر نجیب آباد کا بڑا لڑکا چوتھی جماعت سے چھٹی جماعت میں
چڑھایا گیا کیونکہ اس لائق تھا۔ حالانکہ انہیں کے چھوٹے لڑکے کو
جماعت دوم سے ترقی نہیں ملی اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا
(۳) گذشتہ سال گوروکل کے برہمچاریوں کی پڑھائی میں وگھن پڑا جسکا
کارن سبھا سے چھپا نہیں ہے اس سال [illegible] بھی بالکل ٹھیک
کرلیا گیا اور کوشش ہو رہی ہے کہ جو فرق ایکم ہی جماعت کے برہمچاریوں
کی لیاقت میں کچھ حائل ہو گیا ہے۔ وہ دور کیا جاوے۔ چنانچہ اٹھارہ ماہی کی
۱۵ میں ہی نسبتاً کامیابی حاصل ہوئی ہے

(۴) لالہ کانشی رام کے بھتیجوں پر جسقدر محنت یہاں کیگئی ہے اسے یا تو
وشوجیت برہمچاری خود واقف ہے یا پرمیشور جانتا ہے میرا برتاؤ کیسا ہے
اسکا پتہ برہمچاریوں کے ہردیوں کو ہے ❊

(۵) لالہ کانشی رام جن وجوہات پر دونوں برہمچاریوں کو رخصت دلا کر لیجانا چاہتے
ہیں اُن وجوہات پر مجھے رخصت دینے کا اختیار نہیں ہے اس کی نسبت
آپ خود نیموں بابت نیموں کو ملاحظہ فرماویں ❊

(۶) اگر لالہ کانشی رام جی شلک کی بقایا سے گھبراتے ہیں اور آئندہ اسقدر خرچ
برداشت نہیں کر سکتے تو میں سبھا کی سیوا میں سفارش کرونگا کہ ان دونوں برہمچاریوں
کو شلک [illegible] تو بالکل معاف کر دیں۔ یا کم از کم نصف کر دیں لیکن اگر لالہ کانشی
رام جی ان برہمچاریوں کا گوروکل سے علیحدہ [illegible] ہی مجھ پر نام کرنیکا ایک ذریعہ
سمجھتے ہیں تو انکو اختیار ہو کہ بقایا شلک ادا کر دیں اور اپنے دونوں بھتیجوں کو
انترنگ سبھا سے واپس لیجاویں کیونکہ انترنگ سبھا نے ایسا اختیار مجھکو نہیں دیا
مجھے افسوس ہے کہ لالہ کانشی رام ایسا اول بخت غلطی میں پڑ کر مجھکو اپنا دشمن تصور کرتے
ہیں اور پھر اس غرض سے کہ مجھے دشمن کو نیچا دکھلانے پر اپنے بھتیجوں
کی آئندہ بہبودی کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں ❊

(۷) اگر آپ یا انترنگ سبھا اس امر کی تحقیقات کیلیے سررشتہ تعلیم کے افسر کو جو آریہ
سماج اور گوروکل کا ہتیشی بھی ہو بھیجنا چاہیں تو بہت جلد روانہ فرماویں
میں بہت خوش ہونگا کہ اس امر کی پوری تحقیقات ہو جاوے ہاں چونکہ میں انترنگ
سبھا کے اجلاس میں شاید بوجہ جسمانی کمزوری کے شامل نہ ہو سکوں اسلئے
عرض کر دیتا ہوں کہ جو لوگ مہاتما کی ذات کے اور گوروکل کے مخالف
ہیں ان میں سے کوئی شخص تحقیقات کے لئے مقرر نہ کیا جاوے ❊

۷ جیٹھ سمت ۱۹۶۳ بکرمی   (دستخط دیوناگری)
منشی رام

ہریدوار ۳۰ - اگست -   شریمان مکھیہ ادھشٹھاتا جی گوروکل

نمستے - میں امید کرتا ہوں کہ اسوقت تک آپ کے پاس اجازت آگئی ہوگی کہ
میں وشوجیت اور کرشن ہر دو برہمچاریوں کو گوروکل سے لیجا سکتا ہوں اسلئے کرپا
کر کے تحریر فرماویں کہ اسوقت بابت فیس کیا رقم واجب الادا ہے تاکہ وہ بھیجدیجاوے
بھائی صاحب لالہ پریتم داس جی جولائی کیوں سے فیس انکی روانہ کیا کرتے ہیں
یہاں پر میرے ہمراہ ہیں اور رقم فیس لائے ہوئے ہیں چونکہ آپکی تحریر کے بموجب
کل حساب کا فیصلہ کرنا ہے اسلئے ان ہر دو برہمچاریوں کی نسبت جو کچھ Deposit
ہو وہ رقم بھی تحریر کردیں تاکہ وہ وضع کر کے باقیماندہ رقم بھیجدیجاوے کیا آپ ان
ہر دو برہمچاریوں کو میری تاریخ لکھنے پر کنکھل پہنچا دینیکا انتظام فرمادینگے تاکہ
ہم کو آنا نہ پڑے آجکل پانی زیادہ ہے کرپا کر کے جواب شیگھر دیجئیگا ۔

کانشی رام وید معرفت پوسٹ ماسٹر ہریدوار

جواب جو استحط کا دیا گیا ہے اس کا اختصار ذیل میں ملاحظہ ہو:-

" ماس اگست کے انت تک شلک مد ہے ۳۰۰/۶/۳ تین سو
روپیہ چھ آنہ تین پائی آپ کی طرف نکلتے ہیں کرپایا شیگھر بھیجدیویں ابھی
تک سبھا سے کوئی آگیا پتر اکیلے برہمچاریوں کو یہاں سے آپ کے پاس بھیج
دینے کا نہیں پراپت ہوا ہے اور سبھا کی کاریہ واہی انترنگ سبھا تاریخ
۲۶ اگست میں بھی کچھ ذکر نہیں ہے ۔"

اسوقت لالہ کانشی رام جی ہردوار میں براجمان ہیں - جو شخص ان سے
دریافت کرتا ہے کہ وہ گوروکل کیوں نہیں گئے - تو جواب دیتے ہیں کہ گنگا بڑھی
ہوئی ہے - ٹیمپر کے الٹ جانے کا خوف ہے اس طرح پر کئی معزز آدمیوں کو گوروکل
جانے سے روک چکے ہیں ہاں اپنے بھتیجوں کے اسی ٹیمپر پر بٹھالانے میں کوئی
وقت محسوس نہیں کرتے ۔

مقام جالندھر - ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء

منشی رام

ضمیمہ ب

لالہ دیوراج سے میرا تعلق اور کنیا مہا ودیالے و کنیا اناتھ آلئے کے حالات

(ضروری نوٹ ۔ پہلا خط اس لئے درج کیا گیا کہ اُس تاریخ کا پتہ لگ جائے جس سے کہ لالہ دیوراج جی مجھ سے زیادہ ناراض ہو گئے تھے۔ باقی خط و کتابت اور حالات محتاج تشریح کے نہیں)

"جالندھر شہر ۹ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء۔

پریہ مہاشہ ور لالہ بدری داس جی منتری کنیا مہا ودیالہ نمسکار

نمستے۔ چونکہ مینے دو ماہ کے قریب کنیا مہا ودیالہ کی منیجری کا کام کر کے ۹۔ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو لالہ دیوراج جی کو باقاعدہ چارج دیدیا ہے۔ اس لئے کسی قدر نتیجہ اپنے تجربہ کا متعلق ودیالہ سے پیش کرتا ہوں۔ اس غرض سے کہ آپ اُسے کنیا مہا ودیالے پربندھ کرتری اور مکھ سبھاؤں کے جلسوں میں پیش کر کے اُنپر مناسب کارروائی کرادیں گے۔

(۱) اسوقت ادھیاپک اور ادھیاپکا کافی نہیں ہیں۔ بہت جلد کوشش ہونی چاہئے کہ کافی تعداد ادھیاپکاؤں کی ہو جاوے۔ مرد ادھیاپک اب نئے نہیں لئے جانے چاہئیں۔ بلکہ کوشش ہونی چاہئے۔ کہ موجودہ مردانہ ادھیاپکوں کی بجائے بھی ستری ادھیاپکائیں ہی بلائی جاسکیں۔

(۲) ادھیاپکوں میں سے منشی رلا رام ادھیاپک کے حساب کا کام میں نے تعریف کے قابل دیکھا۔ حساب میں عموماً لڑکیاں کمزور تھیں۔ انہوں نے کوشش

کرکے اسوقت بڑی ترقی کرائی ہے - میں سفارش کرتا ہوں کہ سنہ امسال
قبل امتحان سے اُن کو بجائے تین کے چھ روپیہ ماہوار عطا کریں - اور
امتحان کے عمدہ نتیجہ نکلنے پر اُنکی کچھ اور ترقی کیجائے -

(۳) پنڈت وشنوناتھ ادھیاپک کے کام سے بھی میں خوش ہوں - میری
رائے میں اُنکی تنخواہ میں بھی بوجہ عدم گنجائش صرف ایک روپیہ ماہوار کا
ہی اضافہ کیا جائے - لیکن جو تنخواہ اُنکی ایام رخصت کی کاٹی گئی ہے
وہ اُنھیں الصرقم دیا جائے -

(۴) بی بی شیام دیوی جو کلاس اول Infant class
کو پڑھاتی ہے - بالکل ناتجربہ کار ہے اور عموماً بیمار رہتی ہے - دفعتاً اُسے غش
آجاتی ہے - اُسکی جگہ کوئی اور یوگیہ ادھیاپکا رکھی جائے - شریمتی لکشمی دیوی
بیوہ پنڈت بیجہ رام نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ وہ چار گھنٹوں تک
پڑھانے کو تیار ہیں - اگر وہ یہ کام لے لیں تو میری رائے میں بی بی شیام
دیوی کی نسبت بہتر کام کریں گی -

(۵) سینے پرونے کی ادھیاپکا مائی رام دیوی کام ٹھیک نہیں کراسکتی - کشیدہ اور
سینے پرونے کے کام میں خرابی واقع ہو رہی ہے - میری رائے میں کوئی عمدہ
کام جاننے والی ادھیاپکا منگائی جانی چاہئے -

(۶) اسوقت ودیالہ کا مکان کافی نہیں ہے - بہت جلد ہال تیار ہونا چاہئے

ان کے علاوہ مجھے ان دنوں کنیا آشرم کا جو تجربہ ہوا ہے اُسکے اندرونی نقصوں
کو سبھا کے اجلاس میں پیش کرنے کے قابل نہ سمجھ کر صرف بعض بیرونی ضرورتوں
کا ذکر کرونگا - جنکے بغیر کہ آشرم کی حالت کبھی درست نہیں ہو سکتی -

(۱) عمارت اپنی ہونی چاہئے - جالندھر آریہ سماج سے جگہ جلد حاصل کرنے کے
بعد عمارت تعمیر کرانے کی لئے چندہ کی اپیل ہونی چاہئے - اور عمارت جلد بنوا لینا
چاہئے -

ہوئی جب تک ایک تعلیم یافتہ لیڈی سپرنٹنڈنٹ نہیں چارج لیتی۔ آشرم
لڑکیوں کو پورا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ موجودہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کا
اخلاقی اثر اچھا نہیں پڑتا۔ کیونکہ اُسکا اور دوسرے کارکن مائی رام دیوی کا
باہمی جو تکرار ہو جاتا ہے۔ اُس میں وے نامناسب الفاظ استعمال کرتی
ہیں۔ پس اگر سپرنٹنڈنٹ جلد نہ بھی ملے۔ تو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اسوقت
بدل دینی چاہیئے۔

(۳) آشرم میں رہتے ہوئے میں نے اپنی آنکھوں سے بعض اوقات اوپر چھت
تک صاف کرنے جاتا دیکھا۔ راج مزدور برابر جوان لڑکیوں میں کتنے دنوں
تک آشرم اور اُسکے آس پاس کام کرتے رہے۔ ہر ایسے نامناسب سمجھتا ہوں
پہلے مائی رام دیوی کا لڑکا اندر جایا کرتا تھا۔ اُسے میں نے روکا تھا۔ میری رائے
میں پانچ سال سے بڑا کوئی بھی لڑکا آشرم کے اندر علاوہ منیجروں اور دیکھنے
والوں کے نہیں جانا چاہیئے۔ اسوقت بعض شریف عورتوں کے ملازم
وغیرہ بھی اندر چلے جاتے ہیں۔ جو قابل اعتراض ہے۔

ان سب معاملات کو پیش کرنے کے لئے میری درخواست ہے کہ
پردہان مہاشہ سے خاص اجازت لے کر آپ کنیا مہاودیالیہ سبھا
منعقدہ جلسہ ۳ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء بعد زلوٹری بلوالیں۔ اگر باہر والے آنا چاہیں
تو ان کو بھی سہولیت پڑے گی۔ اس سے پہلے بھی بہت سے کام رکے
پڑے ہیں۔ جن کا فیصلہ ہو جانا ضروری ہے۔ نیز ایک ضروری سوال پیش
ہونا ہے جس کے لئے علیحدہ خط ارسال ہے۔

آپکا متر منشی رام

گروکل آشرم ۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ شریمان۔ پنڈت رام بھجدت جی
بی۔ اے۔ پردہان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب۔ نمستے
آپکی خدمت میں ذیل کی خط و کتابت بھیج کر نویدن ہے۔ کہ آپ سے

شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی انترنگ سبھا کے ریزولیشن
مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۰۳ء میں سنادیں۔ تشریح کی مجھے ضرورت نہیں ہے
کُل خط و کتابت سُننے کے بعد آپ جو مناسب سمجھیں۔ اُسپر کارروائی کریں۔ بڑے
تامل اور سوچ وچار کے بعد میں نے اپنا فرض سمجھا۔ کہ کنیا اناتھ آشرم اور
کنیا آشرم جالندھر کے حالات کی رپورٹ آپ تک پہونچا دوں۔ اس فرض
کی ادائیگی میں مجھے بڑا مانسک کشٹ ہوا ہے۔ اور سبھو ہے کہ آیندہ سا مامحب
تھا شاریرک کشٹ ہو۔ کنتو کرتویہ کا پالن دھرم سمجھ کر آپکے پاس اس نویدن
پتر کو بھیجتا ہوں۔ آپکا دھرم بھائی

" منشی رام

ضمیمہ الف

جالندھر شہر ۹۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء۔

پریہ بھلشے ور لالہ رام کرشن جی پردھان کنیا مہاودیالیہ جالندھر شہر
نمستے۔ آپکو معلوم ہے۔ کہ میں نے کنیا مہاودیالیہ منتری سبھا اور آریہ
سماج جالندھر شہر کی انترنگ سبھا تک سے استعفا دیا ہوا ہے۔ باوجود
اس کے جو سلوک تقسیم انعام کے جلسہ کے دن لالہ دیوراج منیجر کنیا مہاودیالیہ
اور لالہ بھگت رام اُن کے بھائی کی طرف سے میرے ساتھ ہوا۔ اُسکو
ناقابل برداشت سمجھ کر میں (باوجود یہ سُننے کے کہ مجھے استعفا واپس لینے
کے لئے کہیہ سبھا کی طرف سے پریرنا ہوئی ہے) شام کے جلسہ تقسیم انعام میں
بجو غفلتو میں شامل نہ ہوا اور اُسی رات کو آپ سے عرض کردی تھی۔ کہ میں اپنی علیحدگی
کی خبر اخبار میں درج کردوں گا۔ آپ نے اور پنڈت رام بھجدت نے (جو اُسجگہ
موجود تھے) مجھے اس ارادہ سے ہٹنے اترا کے بعد اس شرط پر روکا کہ میں
یہ بندش کردی اور کہیہ سبھاؤں میں اپنی استعفا پیش کردی۔ تو اُنپر غور ہوگا

لیکن جو گفتگو دوسرے روز یعنی ۸ اپریل کو پنڈت برج بھوشن جی کے ساتھ میری ہوئی اور اس کے بعد میں نے جو رخ لالہ بدری داس منتری سبھا کا دیکھا اس سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ پربندھ کرتری سبھا کے کچھ ممبر بھی ہر ایک نقص کی پردہ پوشی کے لئے اپنے آپکو مجبور سمجھتے ہیں۔ اور میرے جائز اور ضروری اعتراضوں پر انصاف کے ساتھ غور ہونا ممکن نہیں ہے۔ پس اب میں اپنے آپ کو اس اقرار کا پابند نہیں سمجھتا۔ جو میں نے آپکے ساتھ ۷ اپریل کی رات کو کیا تھا۔ اور ۱۲ اپریل کے پرچارک میں حسب ذیل اعلان جائیگا۔
"میں نے کنیا مہا ودیالے اور کنیا اناتھ آلے جالندھر کی تمام کمیٹیوں وغیرہ سے اپنا تعلق قطع کر لیا ہے میں نہ کنیا مہا ودیالے پربندھ کرتری سبھا اور نہ ٹھیکہ سبھا کا ممبر ہوں۔ اور نہ ہی آریہ سماج جالندھر کی انترنگ سبھا کا ممبر ہوں اس لئے کوئی بھائی ان انسٹی ٹیوشنوں کی بابت مجھ سے کسی قسم کی خط و کتابت نہ کریں۔" لیکن قبل اس کے کہ میں اس خبر کو پرچارک میں چھاپ دوں۔ آپ کو جملہ حالات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپکو جنکی کہ جالندھری آریوں میں سے میری نگاہ میں بہت زیادہ عزت ہے میری نسبت آئندہ کوئی شکایت کا موقعہ نہ رہے۔ ان میں سے بہت سے حالات سے آپ پیشتر ہی آگاہ ہیں۔ لیکن ایک سلسلہ کے ساتھ جملہ حالات کو مختصر بیان کرنا ضروری ہے۔ تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہ رہ جاوے۔

میں اسوقت پورانی کہانی کو دوہرانا فضول سمجھتا ہوں۔ اور اس لئے کنیا مہا ودیالے کی قائمی کی تواریخ اور کنیا آشرم کی قائمی کا قصہ بیان نہیں کرونگا۔ لیکن اس قدر کہونگا۔ کہ کنیا آشرم کی قائمی سے ہی میں لالہ دیوراج جی منیجر کو بڑی ساودھانی سے کام کرنے کے لئے تاکید کرتا رہا ہوں۔ میں چونکہ جالندھر سے بباعث گذشتہ سماجک جھگڑوں کے زیادہ غیر حاضر رہتا تھا۔ اس لئے جب کبھی آتا۔ تو جو نقائص انتظام میں معلوم ہوتے

اُنہیں پیش کرتا - لیکن چونکہ سوائے لالہ دیوراج جی کے اور کوئی کام نہیں سنبھال سکتا تھا اِس لئے کمیٹی کو ہمیشہ ہر ایک معاملہ میں چشم پوشی کرنی پڑتی - اور میں تنگ آ کر استعفا دیدیتا تو کمیٹی کے ممبران میری منت سماجت کرکے اور آئندہ کیلئے درستی کے اقرار لالہ دیوراج سے لیکر مجھے استعفا واپس لینے پر رضامند کر لیتے - ایسا معاملہ کئی مرتبہ ہوا جسکی تصدیق آپ کر سکتے ہیں - اور جن کا مفصل حال اگر درج کیا جائے - تو پڑھنے والا حیران رہ جائے - آخرکار نوبت یہاں تک پہونچی کہ ایک مرتبہ اپنی علیحدگی کا حال اخبار میں شائع کر دیا - لیکن پھر کچھ دور اندیش آریہ بھائیوں کے مجبور کرنے پر اُس چھپے ہوئے اخبار کو جلا دیا گیا - آخری تنازعہ وہ تھا جبکہ لالہ دیوراج جی نے کمیٹی میں میری سخت توہین کی تھی - یہ کشمکش ہوتے ہوتے گذشتہ دیوالی کا دن آن پہونچا - رشی کی موت کا وہ دن تھا - میں نے لالہ دیوراج جی سے خود جاکر بات چھیڑی - اُنہوں نے بھی صفائی سے بات چیت کی - گذشتہ کل کاغذات جلائے گئے اور آئندہ کو ہم دونوں نے ملکر کام کرنے کا وعدہ کرکے آپ سب بھائیوں کو خوشخبری سُنا دی (واضح رہے کہ میں نے کل کاغذات دو ماہ پیشتر سبھا کے جلسہ میں پھاڑ دئے تھے - کیونکہ اُن سے سخت خوفناک نتائج کا احتمال تھا) اُسوقت میں پھر کنیا مہا ودیالے مقرر ہوا - اور کنیا آشرم اور اناتھ آلئے میں بھی بار بار دک ٹوک جانے لگا - جہاں مجھے میرے اس طرح دخل دینے اور آنے جانے کا نتیجہ یہ ہوا - کہ مجھے انتظام میں بہت سے نقص معلوم ہوئے - اُن نقائص کو میں نے لالہ دیوراج جی کے روبرو پیش کیا - کیونکہ وہ انتظام کے اصولی سوال تھے - لالہ دیوراج جی نے واقعات کو مانکر کہا کہ میری رائے سے ان کا اتفاق نہیں ہے - اور ساتھ ہی یہ کہا کہ ودیالے اناتھ آلئے - اور آشرم میں ایک سپرٹ کام کرنی چاہئے میں نے استدعا کی - کہ مجھ سے بحث کرلیں اور میری وجوہات سُنیں - تاکہ میں اُنہیں قائل کر دوں - اُنہوں نے اِس سے انکار کیا - پھر میں نے کہا کہ ہم دونوں

اپنا اپنا کام کریں اور ایک دوسرے کے کام میں دخل نہ دیں۔ لالہ دیوراج جی نے یہ بھی منظور نہ کیا۔

جو نقائص میں نے لالہ دیوراج جی سے بیان کئے تھے۔ اُن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:-

(۱) ساوتری دیوی اور گلابو کو لالہ دیوراج جی نے خود کنیا بیتیت دیا ہوا ہے۔ اور دو ان کے گرمیں شملہ سے واپس آکر لالہ دیوراج جی آشرم میں رات کو گئے۔ اور لڑکیوں میں بیٹھ گئے۔ باتیں کرتے ہوئے انہوں نے کہا "لڑکیو! مجھے چار بال برہمچارنیوں کی ضرورت ہے" ساوتری سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ وہ تو برہمچارنی رہے گی ہی۔ لیکن "گلابو! کیا تو بھی رہے گی؟" اسنے جواب دیا کہ میں ضرور رہونگی۔ لالہ دیوراج نے فوراً یہ کہہ کر کہ "میں تیرا گرو ہوں۔ اور میں آگیا دیتا ہوں۔ کہ تو اپنے بالوں کو کاٹ ڈال" فوراً قینچی گلابو کے ہاتھ میں دی۔ اُسنے کہا۔ کہ میں کاٹتی ہوں اور قینچی بالوں کی طرف بڑھائی ہی تھی۔ کہ لالہ دیوراج جی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ میں تو تجھے آزماتا تھا۔ تو ضرور پکی نکلے گی۔ پھر تیسری ایک لڑکی نے جسکے ولی کسی اسکے لئے ور تلاش کر رہے تھے۔ اُسنے بھی بال برہمچارنی رہنے کی پرتگیا کی۔ میں نے یہ حکایت بیان کرکے لالہ دیوراج جی کی تصدیق کرلی۔ اُنہیں ماننا پڑا۔ کہ ایسا ہوا۔ میں نے اعتراض کیا کہ اسطرح پر توجہ دلانے سے بجائے برہمچریہ قائم رہنے کے لڑکیوں کے مکّار بننے کا اندیشہ ہے۔ اور دوسرے ان کی لڑکیوں پر اس طرح بلا اجازت اُن کے ولیوں کے کام کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں ہے۔ لالہ دیوراج جی نے ساوتری کی تعریف میں ایک برہمچارنی جاپ بھی بنایا تھا۔ جو لڑکیوں کو حفظ کرایا

ل اس لڑکی کا بیاہ لالہ دیوراج جی نے اب خود کیا ہے۔

جاتا تھا۔ اس کے بھی میں برخلاف تھا۔ نیز لڑکیوں میں عام چرچا تھا کہ ساوتری اور گنگا بو کی رعایت کی جاتی ہے۔

(۲) ساوتری اور گنگا بو کو لڑکیوں پر بطور مخبر چھوڑنا لالہ دیوراج جی نے قبول کیا۔ اور میں اسکے مخالف تھا۔ کہ اس طرح پر لڑکیوں کی طبیعت بگڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ (۳) گنگا بو عرف سہاگ دیوی کو بنی بخش میراسی سے ستار سکھانا شروع کیا۔ آشرم سے باہر بلاکر۔ میں نے اعتراض کیا۔ مجھ سے لالہ دیوراج جی متفق نہ ہوئے۔ بلکہ لڑکی سے کہا۔ کہ تمہیں منع کرنے والے جھک مارتے ہیں۔ تم کسی کے کہنے سے ستار سیکھنا مت چھوڑو۔

(۴) آشرم میں مرد جمعدار کا اسوقت پانی بھرتے پھرنا جبکہ لڑکیوں کے نہانے کا وقت ہوتا تھا۔ (۵) لالہ دیوراج کا امرت لال کا جو چوکیدار آشرم تھا۔ باوجود بیمار ہونے اور اُسکی جگہ دوسرا چوکیدار رکھا جانے کے بھی آشرم میں ہی رہنا اور اوپر لڑکیوں کے سامنے بیٹھ کر نہانا (۶) چھت پر مرد خاکروب کا آشرم صاف کرنے کے لئے جانا۔

(۷) جوان معماروں اور مزدوروں کا اسوقت کام کرنا جبکہ جوان لڑکیاں اکیلی آشرم میں موجود ہوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ جبکہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ وغیرہ کوئی نہیں تھی میں گیا۔ سے آشرم میں ایک لڑکی کو بیمار سنکر گیا۔ تو دیکھا کہ تین جوان لڑکیاں اکیلی موجود ہیں۔ راج مزدور سامنے کام کر رہے ہیں۔ (۸) لالہ دیوراج جی کی دھرم پتنی کے ساتھ تیرہ چودہ برس کا نوکر اُن کے لڑکے کو لے کر آشرم میں آنا اور لڑکیوں کا اُس سے چھین چھین کر لڑکے کو لینا۔ (۹) لڑکیوں کا نیا کپڑا پہننے سے پیشتر لالہ دیوراج جی کے چرنوں سے چھوانا۔ انکے علاوہ اور بہت سی باتیں تھیں جن کا مفصل ذکر اس جگہ فضول ہے۔

میں نے یہ سب حالات آپکو سنائے اور کہا۔ کہ چونکہ لالہ دیوراج نے مجھ

اشارہ دیدیا ہے کہ میں منیجری سے استعفیٰ دیدوں اس لئے میں استعفیٰ دیتا
ہوں۔ آپنے میرے اعتراضوں کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے مجھے
لالہ بھگت رام جی کے پاس بھیجا۔ اُنہوں نے بھی میرے ساتھ اتفاق کیا۔
لیکن آپ ہر دو نے مجھے رائے دی کہ میں ہرگز منیجری سے علیحدہ نہ ہوں۔ لالہ
بھگت رام نے یہاں تک کہا۔ کہ چونکہ لالہ دیوراج جی کو ودیالہ سے متعلق
انسٹی ٹیوشنوں سے بالکل قطع تعلق ہونے پر سخت صدمہ پہونچے گا۔
اور یہ اُن کا ویسن ہے۔ اس لئے میں نہیں کہتا۔ کہ آشرم وغیرہ بھی اُنسے
لے لئے جاویں۔ لیکن آپ ودیالے کی منیجری نہ چھوڑیئے۔ میں انکو سمجھا دُوں
گا۔ اس کے بعد عرصہ بیس پچیس روز تک ٹھیر کر پھر لالہ بھگت رام سے
پوچھا۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ مینے لالہ دیوراج جی کو پندرہ دن ہوئے سمجھایا تھا
چونکہ کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ مینے استعفا دیکر کام لالہ دیوراج جی کے سپرد کر
دیا۔ جو اُنہوں نے فوراً سنبھال لیا۔

اس کے بعد گو میں نے کوئی تعلق اندرونی نہیں رکھا۔ لیکن بیرونی ودیالہ
اور اناتھ آلہ وغیرہ کو مدد دیتا رہا۔ پھر اناتھالہ کا میں ادھشٹھاتا مقرر ہو گیا۔
اسپر لالہ دیوراج جی نے جو کچھ پیچ و تاب کھائے۔ آپکو معلوم ہیں۔ اُنہیں
خوف ہو گیا۔ کہ مبادا ودیالہ اور آشرم بھی اُنکے چنگل سے نکل جائے۔ پس
اُنہوں نے بقول اُن کے اپنی حفاظت کے لئے میرے برخلاف سازشیں
کرنی شروع کیں۔ جن سے کہ وہ خود اقبال کر چکے ہیں۔ اُنکی گھبراہٹ کو دیکھ
کر جب مینے پوچھا تو اُنہوں نے درخواست کی کہ میں اناتھ آلے کی ادھشٹھاتا
پدوی سے استعفا دیدوں۔ تب اُنہیں اطمینان ہو گا۔ کہ باقی انسٹی ٹیوشن
نہیں چھینے جائیں گے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن سوال پیش ہوا۔ تو آپنے
بحیثیت پردھان جالندھر آریہ سماج اس سوال کو ملتوی کر دیا۔ لالہ دیوراج کو پھر
شک ہو گیا۔ کہ میں اپنے اقرار سے پھر گیا ہوں۔ اُنہوں نے دوسرے ہی دن

تو مجھے طلب کر بھیجا۔ میں گیا تو انہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ یا تو میں آئندہ انتخاب یعنی اپریل سنہ ۱۹۰۶ء تک دیدیا سے وغیرہ کے کام میں دخل دینا چھوڑ دوں۔ یا وہ خود چھوڑ دیں گے۔ میں اُن کے ذہن کو جانتا تھا لیکن ساتھ ہی اس کے اسوقت خاص کارروں سے مجھے یہ بھی یقین نہیں تھا۔ کہ میں جالندھر ہی ہوں گا۔ اس لئے مینے مہلت چاہی۔ لالہ دیوراج نے کہا۔ کہ اگر میں نہ مداخلت کرنے کی تحریر نہ دونگا۔ تو وہ ۶۔ مارچ کے جلسہ میں اپنا استعفا کنیا مہاودیالے اور آشرم کی منیجری سے پیش کر دیں گے۔ میں نے مجبوراً حسب ذیل اقرار نامہ دیدیا۔

"میں کنیا مہاودیالے کے نئے انتخاب تک کنیا مہاودیالے کنیا اناتھالے اور آشرم کے کام میں دخل ندوں گا۔ البتہ جو نقص دیکھوں گا۔ وہ پردھان مہاشے رام کرشن جی کے پاس لکھ کر بھیجدوں گا۔ یا خود لالہ دیوراج جی کو کہہ دونگا۔ دوسروں کے پاس نہیں۔

۴ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

منشی رام"

اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ حسب ذیل خطوط سے ظاہر ہے۔

خط اول

۸۔ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء۔ پریہ مہاشے لالہ دیوراج جی۔ نمستے

جو اقرار نامہ آپنے مجھ سے درباره کنیا مہاودیالے اور اس کے متعلقہ انسٹی ٹیوشنوں کے انتظام میں نہ دخل دینے کے لیا ہے۔ اسکی بنا پر مجھے دو دقتیں ایسی معلوم ہوئی ہیں جن کا حل میرے لئے مشکل ہے۔ اس لئے آپ کا فرض ہے۔ کہ آپ اُن دقتوں کا حل مجھے لکھ بھیجیں (۱) پہلی دقت یہ ہے کہ اگر میں پربندھ کرتری اور رکھشیہ سبھا کا ممبر بنا رہوں۔ تو اُس جگہ مجھے بحث میں آزادانہ حصہ لینا چاہیئے۔ اور ہی تجاویز پیش کرنیکا بھی مثل دیگر ممبران کے ادھیکار ہونا چاہیئے۔ مگر میرا اقرار ہے کہ میں اگر کوئی

نقص دیکھوں تو آپ کو کہوں یا لالہ رام کرشن جی کو لکھ کر بھیج دوں۔ گزشتہ جلسہ میں مجھے بھی وقت پیش آئی۔ جیسے کہ مینے کسی بحث میں حصہ نہ لیا۔ آپ صاف طور پر مجھے لکھ دیں کہ آیا ان ہر دو سبھاؤں کے اجلاسوں میں کنیا مہاودیالیہ کے انتظام کی نسبت میں رائے زنی کر سکتا ہوں۔ اور نئے ریزولیوشن پیش کر سکتا ہوں۔ یا نہیں (۲) دوم میرا کاریہ ورتنگ رہکر اپنا فرض ادا کرنا بھی ایسی صورت میں مشکل ہے۔ میں Inspection Log book جاننا چاہتا ہوں۔ کہ آیا میں کوئی اعتراض وغیرہ حسب قاعدہ سابق لکھنے کا مجھے ادھکار ہوگا یا نہیں۔ کیونکہ حال کے اقرار کے مطابق صرف لالہ رام کرشن جی تک میرے خیالات پہنچنے چاہئیں۔ لیکن بموجب نئے رزولیوشن کے Inspection Committee's Report ہر ماہ کے جلسہ پربندھ کرتری سبھا میں پیش ہونی لازمی قرار دی گئی ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر ہر دو صورتوں میں آپکا جواب نفی میں ہے۔ تو مجھے کاریہ ورتنگ پد اور ہر دو کمیٹیوں کی سبھاسدی سے استعفا دینا چاہئے۔ اسوقت آپ کا فرض ہوگا۔ کہ بلا کسی شور و شر کے میرے استعفے منظور کر دیویں۔

آپکا منشی رام "

خط دوم

" جالندھر شہر ۱۱ - مارچ سنہ ۱۹۰۱ء۔ پریہ مہاشے ور لالہ دیوراج جی - نمستے - افسوس کہ آپنے اب تک میرے ۸ - مارچ والے خط کا تحریری جواب نہیں دیا - آپنے زبانی جواب دیا تھا - کہ جو میرے جی آوے کر لیجئے لیکن یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ چونکہ آپ مجھ سے تحریر لے چکے ہیں۔ اس لیے یہ وقت حل کرنا آپ کا فرض ہے۔ کرپا پوروک جواب ضرور بھیج دیجئے مشکور ہونگا۔ آپکا منشی رام

خط سوم

جالندھر شہر
۱۳- مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

نمستے

ابھی صبح کل کا لکھا ہوا خط بھیج چکا ہوں - جس میں آپ سے درخواست کی تھی - کہ میرے پہلے خط کا جواب آپ بھیج دیویں - لیکن اب چونکہ میں نے نہ صرف کنیا مہا ودیالے کے مکھیہ سبھا انگ کی ممبری سے استعفٰے دیدیا ہے بلکہ آریہ سماج جالندھر شہر کی انترنگ سبھا کی ممبری سے بھی مستعفی ہو گیا ہوں - اس لئے اب اُس خط کے جواب بھیجنے کی آپ تکلیف گوارا نہ کریں -

منشی رام "

آخری خط کے ساتھ ہی مینے استعفے بھیج دئے -

علاوہ ان وجوہات کے جن کا تعلق لالہ دیوراج جی سے ہے - اور بھی وجوہات ہیں جنکی وجہ سے میں آپکی کمیٹیوں میں رہکر اُن کے اعمال کا ذمہ وار نہیں ہونا چاہتا - جن میں بھاری وجہ یہ ہے کہ باوجود میرے بار بار کے اعتراض کے اصل سرمایہ میں سے روپیہ خرچ ہو رہا ہے - جو برخلاف اُن اقراروں کے ہے - جن پر کہ ودیالے کی بُنیاد رکھی گئی تھی - اور اگر سال حال کا سلسلہ جاری رہا - تو چار پانچ سال میں ہی سرمایہ ختم ہو جاوے گا مجھے بالکل وشواس نہیں ہا - کہ کمیٹی وغیرہ کچھ بھی دست اندازی کر سکتی ہیں - کیونکہ سارا معاملہ ایک آدمی کے ہاتھ میں ہے -

آپ شاید پھر کہیں گے کہ باوجود ان باتوں کے بھی مجھے چاہئے کہ میں استعفا واپس لے لوں - لیکن میرے بار بار کے استعفٰے واپس لینے سے لالہ دیوراج نے جو ناجایز فایدہ اُٹھایا ہے - وہ ذیل کے فقروں سے ظاہر ہوگا جو انہوں نے ایک بھدر آریہ پُرش کو لکھے تھے -

"- لالہ منشی رام کے بار بار استعفا دینے سے ضروری نہیں - کہ وہی ٹھیک راستے

رکھتے ہوں۔ اور ودیالے کے کام میں بے انتظامی ہو۔ کمیٹی میں جو فیصلہ ہوتا ہے۔ اُسکی تعمیل لچرپُرے طور پر ہوتی رہی ہے۔ اور ہوتی ہے۔ لالہ منشی رام کی رائے کمیٹی کی رائے سے فیصل نہیں ہوسکتی ۔۔۔۔ اصلاح امور کے نہ ملنے کی بابت میں کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ جو لوگ ایسا کہتے ہیں ایشور اُن کا بھلا کرے۔ "لالہ دیوراج ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اگر میرے اعتراض ٹھیک ہوتے۔ تو کمیٹی کیوں اُن کو نہ سُنتی۔ اور آپکو معلوم ہے کہ اگر کمیٹی کے سامنے میں کاغذ نہ پھاڑ دیتا اور جو بیانات لکھنے شروع ہوئے تھے وہ لکھے جاتے۔ تو ودیالے کا نشان قایم نہ رہتا۔ جب میری خاموشی کا یہی نتیجہ نکلنا ہے۔ تو میں کیوں آئندہ کے لئے اس کمیٹی سے کچھ اُمید رکھوں اور جب اصلاح کی امید نہیں تو میں کیوں اُس انتظام کا ذمہ وار بنوں جس سے کہ میرا اتفاق نہیں ہے۔

آپکا دہرم بھائی

منشی رام سابق ممبر رکھشیہ سبھا وغیرہ "

(**نوٹ**۔ اِسکے بعد لالہ دیوراج جی نے کنیا مہاودیالہ کی مینجری سے استعفےٰ کیلئے رخصت مانگی۔ سبھا نے تنگ کرکے مجھے مینجر مقرر کیا۔ میں نے اپنی دو لڑکیوں سمیت خود پڑھانا شروع کیا۔ کیونکہ انتظام پڑھائی پہلے اچھا نہ تھا۔ لالہ دیوراج جی نے پھر ناجائز دخل دینے شروع کئے۔ میں نے پھر استعفےٰ دیدیا اور کام مینجری لالہ رام کرشن جی کے سپرد ۱۰۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو کردیا۔ حسب ذیل خط سے ظاہر ہے:-

ضمیمہ ب

جالندھر شہر ۱۰۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء } پریہ مہاشے ور لالہ رام کرشن جی پردھان کنیا مہاودیالیہ جالندھر

نمستے

حالات موجودہ میں میں کنیا مہاودیالے کی مینجری کا کام نہیں کرسکتا ہوں اس لئے کُل کاغذات ورجسٹرہائے معہ فہرست آپکی خدمت میں بھیجا

ہوں۔ ایک رکھ لیجئے۔ اور دوسری دستخط کر کے میرے پاس بھیج دیجئیو تاکہ
چارج دینے کی تحریر میرے پاس موجود رہے۔ (۲) ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ (۳)
۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ (نوٹ۔ ان دونوں مضمونوں میں کچھ حساب کا ذکر
ہے) (۴) اب میرے پاس ودیالے کا کوئی کاغذ نہیں ہے ۔۔ ۔۔
(۵) ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ (معمولی کاغذات کا ذکر ہے) ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ (۶)
کل صبح آپ کو جاکر ودیالے میں انتظام کرنا چاہئے۔ کیونکہ میں اب
وہاں پڑھانے کے لئے نہیں جا سکتا۔ اور نہ ہی کوئی میری لڑکی جا سکتی
ہے۔

آپ کا متر
منشی رام

(نوٹ۔ اسکے بعد جو استعفا میں نے بھیجا۔ اسکی نقل حسب ذیل ہے:۔

ضمیمہ ج

جالندھر شہر }
۶۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء }
پریہ وہاشے ور۔ لالہ بدھ بداس جی۔ منتری کنیا مہا ودیالے نمستے
مہاودیالے مکھیہ سبھا۔

اب موقعہ آگیا ہے کہ میں اپنے آپ کو اُس ذمہ واری سے سبکدوش کر دوں
جو کہ بلحاظ اپنے اصولوں کے مجھ پر نہیں پڑنی چاہئے۔ میں عرصہ تین
سال سے برابر کمیٹی کے اس اصول کے برخلاف protest
کرتا آیا ہوں۔ کہ سرمایہ میں سے خرچ نہیں ہونا چاہئے۔ گزشتہ سال سے
عملاً ایک نیا اصول قرار پایا ہے۔ کہ سال رواں میں جس قدر سرمایہ وصول
ہو۔ اُس سے بھی زیادہ کا بجٹ بنایا جاوے۔ بعض کام آپکے ممبران
اپنی ذاتی ذمہ واری پر شروع کرا لیتے ہیں۔ اور پھر اُس ذمہ داری کو پورا
نہیں کرتے۔ نیز جن اصولوں پہ کہ اسوقت ودیالے کو چلایا جا رہا
ہے۔ وہ میرے خیالات کے بالکل برخلاف ہے۔ جسکی شہادت میں
میرے گزشتہ خطوط آپکے اور پردھان وہاشے کے نام کے موجود

ہیں۔ بوجوہات بالا میں کنیا مہاودیالے کی پربندھ کرتری سبھا اور مکھیہ سبھا دونوں سے مستعفی ہوتا ہوں۔ اب کسی جلسہ میں شریک نہیں ہوں گا۔ اطلاعاً لکھا گیا۔ میرا خط دونوں سبھاؤں میں پیش کر دیجئے۔

آپ کا منشی رام

مکرر۔ اگر آپ کی سبھائیں میرے اس استعفے پر کوئی رزولیوشن پاس کریں۔ تو میرا حق ہے۔ کہ اسکی نقل میرے پاس پہونچ جاوے۔

منشی رام

(نوٹ) ۔ اس کے بعد میں اپنے آپ کو اس سبھا کا ممبر نہیں سمجھتا رہا۔ گو منتری نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن جب ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو میں شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا کا پردہان منتخب ہوا تو میں Officer بلحاظ عہدہ پھر سے کنیا مہاودیالہ مکھیہ سبھا کا ممبر ہو گیا جس سے علیحدگی میرے لئے ناممکن تھی اس حالت میں لالہ چھجو رام پردہان آریہ سماج کرنال کی ایک چٹھی مشعر چند شکایات کنیا مہاودیالے و کنیا آشرم مکھیہ سبھا میں پیش ہوئی۔ اسپر مجھ سے کچھ حالات پوچھے جنکا جواب مجبوراً دیا گیا۔ اسپر جو کارروائی ہوئی۔ اس کا حال مفصل درج نہیں کیا چاہتا ہوں صرف اس کے بعد کے وہ خطوط پیش کر دیتا ہوں۔ جو میں نے وقتاً فوقتاً منتری کنیا مہاودیالے مکھیہ سبھا کو لکھے۔

(ضمیمہ د)

گروکل ۹۔ جولائی ۱۹۰۶ء۔ پریہ بھاتے ور لالہ بدری داس جی نمستے

منتری کنیا مہاودیالے جالندھر۔

جب میں ۹۔ جون ۱۹۰۶ء کے دن کو جالندھر پہونچکر ایکی مرتبہ تقریباً ۱۸ دنوں تک اس جگہ رہا۔ تو مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ اسوقت کنیا آشرم کا انتظام پیشتر کی نسبت بھی سخت خرابی کی حالت میں ہے۔ اس فرہ کا اقبال لالہ رام کرشن۔ لالہ کرم چند لوتھ نے بھی مجبوراً میرے سامنے کیا۔

میں غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ گزشتہ خط و کتابت کو پھر تازہ کروں کیونکہ اُنکی مفصل نقول میرے پاس موجود ہیں۔ اور آپ خود اُن کو اپنے پاس سے دیکھ سکتے ہیں۔ لالہ چھجورام پردہان کرنال آریہ سماج کی شکایت پر جو تحقیقات پربندھ کرتری سبھا نے کی۔ جسطرح مجھے مجبور کرکے چند حالات پوچھے گئے جس طرح اُن حالات کی تصدیق سبھا کے اجلاس میں ہوئی۔ جس طرح لالہ دیوراج جی نے استعفے دئے۔ اور اُسکے بعد جسطرح وہ دو لڑکیوں کو بغیر اطلاع اپنے گھر لے گئے جس طرح اُنہیں واپس کیا۔ اور آخرکار اپنے وِئیسن کا اقبال کرکے ڈی۔ اے۔ وی کالج سے علیحدگی کی استدعا کی۔ کس طرح پر آپ لوگوں نے مجھے مجبور کرکے لالہ سومناتھ جی کو جالندھر رہنے کے لئے ترغیب دلوائی۔ کس طرح پر پھر لالہ دیوراج ادھشٹھاتا کنیا اناتھ آشرم مقرر ہوئے پھر کس طرح کنیا مہاودیالیہ کمیٹی سبھا کے اجلاس میں پہلے لالہ نرائیند اس بی۔ اے پردہان مقرر ہوکر پھر لالہ دیوراج جی پردہان مقرر ہوئے۔ کس طرح پر اُنہوں نے اِس نئی حیثیت سے لالہ سومناتھ جی کے ساتھ سلوک کیا اور اُنکے درمیان کس قسم کی خط و کتابت ہوئی۔ اور اُس کے بعد آخرکار لالہ نگینہ مل اور لالہ دیوراج کی باہمی تکرار کے باعث کس طرح اناتھ آشرم میں لڑکیوں کی پارٹیاں بن گئیں۔ اور اُن سے کیسے خطرناک نتایج نکلے اور نکلنے کی امید ہے۔ اِس سے آپ۔ لالہ رام کرشن۔ لالہ کرم چند اور دیگر ممبران پربندھ کرتری سبھا آگاہ ہیں۔ میری رائے میں اسوقت کنیا آشرم جالندھر اور کنیا اناتھ آشرم کا انتظام نہایت ہی خراب ہے۔ جس کا اثر لڑکیوں پر بہت ہی بُرا پڑ رہا ہے۔ میں آپکی سبھا کے انتظام کے علاوہ کنیا آشرم اور اناتھ آشرم دونوں کے انتظام کو اِس قابل نہیں سمجھتا کہ اُسکو کوئی بھی معقول آدمی مدد دیوے۔ بباعث دوری میں خود اِس بدانتظامی کا کسی قسم کا بھی تدارک نہیں کرا سکتا ہوں۔ اِس لئے آپکے انتظام کے

برخلاف پٹیشن ادب لیکن بڑی مضبوطی سے ساتھ پروٹیسٹ

کرنے کے بعد میں کنیا مہاودیالے کھیہ اور پربندھ کرتری سبھاؤں

کی ممبری سے استعفا بھیجتا ہوں - اور آپکو واضح کرتا ہوں کہ اسکے

بعد میں آپ لوگوں کی کسی کارروائی کا بھی ذمہ وار نہیں ہونگا -

آپکا مِتر منشی رام ممبر کنیا مہاودیالے سکھیہ پربندھ کرتری سبھا

مکرر (۱) اگر میرے اس استعفا پر کوئی رزولیوشن پاس کیا جاوے تو

اسکی نقل میرے پاس آنی چاہیے -

(۲) اگر میرے نام کوئی چندہ ودیالے کا درج ہو تو ۳۰- جون سنہ ۱۹۰۲ء

تک کے بقایا سے ۲۰- جولائی سنہ ۱۹۰۲ء تک مجھے مطلع کرکے وصول

کرلیجیے - اور آئندہ کے لئے میرا نام فہرست چندہ دہندگان میں سے کاٹ

دیجیے - ورنہ بعد ۲۰- جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کے کسی رقم چندہ کے بھیجنے کا

ذمہ دار ہونگا - بندہ منشی رام

(نوٹ - اس کے بعد آشرم کے متعلق خرچ وغیرہ کی نسبت ایک ہی سکاشتی

خط لالہ مہتاب رائے کا ریاست گوالیار سے آیا - جسکو ذیل کے خط کے

ساتھ میں نے لالہ بدری داس کے پاس بھیجدیا)

ضمیمہ ۸

گروکل آشرم ۲۰- نومبر سنہ ۱۹۰۲ء - پریہ بھائی صاحب - لالہ بدری داس جی

نمستے

منتری کنیا مہاودیالے -

۹- جولائی کو میں نے ایک protest کے ساتھ اپنا استعفا

ممبری کنیا مہاودیالے سکھیہ سبھا سے بھیجا تھا - نہ معلوم آپنے وہ استعفا

سکھیہ سبھا میں پیش کیا یا نہیں - غالباً پیش کیا ہوگا - کیونکہ اسکے

بعد کسی جلسہ وغیرہ کا نوٹس میرے پاس نہیں آیا - لیکن افسوس کہ

سبھا کے رزولیوشن سے آگاہی نہ دی۔ جو میرٹ خط پر پاس کیا گیا۔

اب لالہ مہتاب رائے صاحب کلرک مجسٹریٹ ضلع سیری۔ ریاست گوالیار کا خط آپکی خدمت میں ارسال ہے۔ چونکہ لالہ دیوراج جی کی شکایت ہے۔ اور وہ خود ہی پردھان ہیں۔ اس لئے انکی بجائے آپکی خدمت میں یہ خط بھیجتا ہوں۔ آپ جیسا مناسب خیال فرماویں۔ اسپر کارروائی کریں۔ مینے لالہ مہتاب رائے کو لکھ دیا ہے کہ خط آپکے پاس بھیجدیا گیا ہے۔ لالہ رام کرشن جی کو بھی یہ خط دکھلا دیویں۔

بندہ منشی رام

(نوٹ۔ اس کے بعد کوئی پتر ویوہار نہیں ہوا۔ لیکن ۲۲ اور ۲۳ جنوری کو میرے پاس دو تین خطوط آئے۔ جنکے پڑھنے پر مجھے مجبوراً حسب ذیل خط لالہ رام کرشن جی کے نام لکھنا پڑا۔)

ضمیمہ و

گروکل آشرم۔ ۲۴۔ جنوری سنہ ۱۹۰ء۔ پیارے بھائی لالہ رام کرشن جی نمستے۔ اسوقت میرے پاس ایک خبر پہونچی ہے۔ جسکو پڑھکر رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ خبر یہ ہے کہ اناتھ آلیہ کی ایک لڑکی نے زہر کھائی تھی۔ وہ مشکل سے موت کے پنجہ سے بچائی گئی۔ وہ اناتھ آلیہ سے بھاگ کر لالہ [illegible] جی کے گھر چلی گئی ہے۔ اور اب اناتھ آلیہ کے کارکنوں کے قبضہ میں جانے سے قطعی انکار کرتی ہے۔ اور اناتھ آلیہ کی دو لڑکیاں بھاگنے کو تیار ہیں۔ وغیرہ۔۔ اس خبر کو پڑھکر میرے آنسو نکل پڑے۔

مجھے اناتھ آلیہ کی لڑکیوں سے خاص پریم تھا۔ جو اپیل میں نے اناتھ آلیہ کے لئے شائع کی تھی۔ ست سمجھئے۔ کہ وہ بناوٹی نہیں تھی ایک

ایک لفظ میرے سچے ہردے سے نکلا ہوا تھا۔ آپ بواپسی ڈاک فوراً
مجھے مطلع کیجیئے۔ کہ یہ واقعات کہاں تک سچ ہیں۔ اگر آپ کا جواب
یکم فروری ۱۹۰۳ء تک نہ آیا تو میں نتیجہ یہی نکالوں گا۔ کہ یہ واقعات
سن و عن صحیح ہیں۔ اور مجبور ہو جاؤں گا۔ کہ کنیا مہا ودیالیہ اور کنیا اناتھ
آلیہ کا سارا مکمل اتہاس پبلک کے روبرو رکھ دوں۔ تاکہ آریہ پبلک
کم از کم ان اناتھ بالکاؤں کو ان ہارلوگوں کے چنگل سے نکال لیوے
جو کہ انکی معصوم زندگیوں کو برباد کرنے کے درپے ہو رہے ہیں پیارے
بھائی! تمنے بہت دیر تک پردہ پوشی کی۔ بہت دیر تک تم دوراندیشی سے
کام لیتے رہے۔ اب پیالہ لبریز ہو گیا ہے۔ ایشور کے واسطے سچائی کے
واسطے۔ ان اناتھ کنیاؤں کے آتماؤں کا خون نہ کرو۔

جواب اگر نہ آیا تو نتیجہ وہی ہو گا۔ جو میں نے اوپر لکھا ہے۔ اگر جواب سے
یہ معلوم ہوا کہ یہ خبر صحیح ہے۔ تب بھی اگر آپ مجھے یقین نہ دلا سکے
کہ آپ اور دیگر عہدہ داران و ممبران ان خرابیوں کو روک سکیں گے
تو بھی آخری اپیل آریہ پبلک کی خدمت میں پیش کرنی لازمی ہو گی۔

آپکا دھرم بھائی منشی رام

(نوٹ ۱۔ اسی مطلب مضمون کا ایک خط لالہ نگینہ مل کو بھی لکھا گیا۔

(۲) ابھی تک اس خط کا جواب نہیں آیا تھا۔ کہ لالہ تیلو مل جی منتری
آریہ سماج جالندھر شہر کا ایک خط آیا۔ جو اصل اسکے ساتھ لف کر دیا ہے۔

ضمیمہ خ

خط بڑا لمبا تھا۔ اس لئے درج نہیں کیا گیا۔ مطلب یہی کہ سارا
قصور لالہ نگینہ مل کا ہے۔

(نوٹ۔ لالہ تیلو مل کے خط پر حسب ذیل دو خطوط میں نے لکھے)

ضمیمہ ح

گرد کل آشرم
۲۰۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ع
پربیہ بھائی سے ور لالہ منگنا مل جی نمستے
آپنے میرے پتر کا کوئی جواب نہیں دیا۔
اِس عرصہ میں لالہ سیلو مل جی نے اِس واقعہ کی مفصل کہانی میرے
پاس لکھکر بھیجی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے پبلک کے حقوق
کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے اناتھ آلے کی ایک لڑکی کو اناتھ
آلے کے کارکنوں کے خیالات کے برخلاف اپنے گھر میں رکھا ہوا
ہے۔ آپ جب منیجری سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ تو آپ کو مناسب تھا
کہ لڑکی کو خاص ہدایت دیتے۔ کہ وہ اناتھ آلے کے منتظموں کے
انتظام کے مطابق چلے۔ مجھے اپنا فرض مجبور کرتا ہے۔ کہ یہ معاملہ
پبلک کے روبرو جاوے۔ اِس لئے کرپا کر کے اِس واقعہ کی نسبت اپنی
مفصل تحریر معہ اُن تحریری دستاویزات کے جن سے اِس واقعہ پر کچھ
روشنی پڑ سکے۔ بہت جلد میرے پاس بھیج دیجئے۔ اگر ۵ فروری
تک آپ کا جواب نہ آوے گا۔ تو میں اپنی معاملات کے مطابق اِس امر کو
اخبار کے ذریعہ سے پبلک کے روبرو پیش کر دوں گا۔

بندہ منشی رام

ضمیمہ ط

گرد کل آشرم ۲۰۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ع۔ پیارے بھائی لالہ سیلو مل جی۔
نمستے۔ آپ کا پتر مجھے کل شام کو ملا۔ اِس سے پہلے ہی میرے
پاس اِس وحشت ناک حادثہ کی خبر پہنچ چکی تھی۔ جبکی بنا پر میں نے لالہ
رام کرشن جی کے نام ایک خط لکھ بھیجا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ نے اُسے

پڑھا ہوگا۔ اگر نہیں پڑھا تو آپ لے کر پڑھ لیجیے۔ وہ خبر مجھے لالہ
نگینہ مل کے ذریعہ سے نہیں ملی تھی۔ بلکہ ایک بے تعلق شخص نے
بھیجی تھی۔ اُس پر میں نے لالہ نگینہ مل کو بھی خط لکھا۔ جس کا جواب اب تک
میرے پاس نہیں آیا۔

پیارے بھائی! آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں کیا صلاح دے سکتا
ہوں؟ جبکہ میری صلاح کی لگاتار چھ سات برسوں تک کسی نے پرواہ
نہ کی۔ تو اب صلاح پوچھنے سے کیا فائدہ۔ لالہ دیوراج نے کہا تھا۔ کہ میں
اناتھالیے اور آشرم کے کام میں مخل ہوتا ہوں۔ ورنہ وہ جالندھر کو
سورگ دھام بنا سکتے ہیں۔ میں نے اس پر بالکل قطع تعلق کر کے بھی دیکھ لیا
کہ جالندھر کو سچ مچ سورگ دھام بنا یا گیا۔ کیا لالہ دیوراج کے کوش
(لغات) میں سورگ دھام کے یہی معنی ہیں-؟ مجھے افسوس بہت ہے کہ آپ لوگ
باوجود برسوں کے تعلق کے میرے آتما کے بھاؤں کو نہیں سمجھ سکے
مجھے کبھی بھی ایشنا یا دویش اپنے فرض سے بے خبر نہیں کرتی۔ لالہ
دیوراج نے اپنے نقائص کو مان کر بھی نہ معلوم کس غلط بھاؤ سے
پریرے جا کر مجھ سے ذاتی دشمنی باندھ لی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ باوجود
اُن کے اس قسم کے برتاؤ کے جو شاید دوسرے معمولی آدمی کو دیوانہ بنا دیتا
میرے دل میں اب تک اُن کے پورانے کام کے بھاؤ کے لیے
پریم موجود ہے۔ استو!

دوئم میں نہیں جانتا ہوں کہ آپ کو خود میرا اناتھالیے کا حرف الف
کیا ہے۔ لیکن میری رائے میں آپ لوگوں کا فرض تھا کہ نگینہ مل سے
لڑکی کا قبضہ حاصل کرتے۔ کیونکہ آپ اناتھالیے کے وارثین بن
سکتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ لوگوں نے کیا کوشش نہیں کی؟ لیکن
میں علاوہ اس کے کہتا ہوں کہ اگر میں موجود ہوتا۔ تو ممکن نہ تھا کہ میں گرشتا

اور کسی لڑکی پر نگینہ مل اس قسم کا دباؤ ڈال سکتا - کہ وہ اناتھ آشرم سے علیحدہ ہو کر کھلم کھلا اُس کے یہاں رہتی لیکن کیا اس واقعہ پر آپ کو کوئی تعجب ہے - ؟ مجھے تو کوئی تعجب نہیں - جب لالہ دیو راج نے دُنیں میں پھنسکر سیکرٹری سے استعفا دینے کے بعد زبردستی دو لڑکیوں کو کنیا آشرم سے نکال دیا تھا - جب انہوں نے بلا کسی سے دریافت کئے گلاب عرف سہاگ دیوی کو خود بخود اناتھ آشرم سے علیحدہ کر کے خود اُسکا بیاہ کر دیا - اور اُسپر ادہکار جما لیا - تو اگر اُنکی پیروی میں لالہ نگینہ مل سے آدمی نے بھی ایک لڑکی کو روک رکھا - تو تعجب کی کونسی بات ہے جب اُسوقت آپ لوگوں نے خاموشی اختیار کی - تو اسوقت معمولی آدمی کے خلاف بھی آپ کیسے کوئی کارروائی کر سکتے تھے -

(۳) میں نے مدت تک ان معاملات کو محض کنیا مہا ودیالے اور جالندہر آریہ سماج کی انترنگ سبھاؤں کی اُمید پر آریہ پبلک کے روبرو رکھنے سے پرہیز کیا لیکن اب ضبط کی حد سے معاملہ تجاوز کر گیا ہے کیا آپ مجھے یقین دلا سکتے ہیں کہ ایسے خطرناک نظارے پھر نہیں دیکھنے میں آئیں گے ؟ اگر نہیں تو سوائے اس کے اور کیا چارہ ہو سکتا ہے کہ آریہ پبلک کے روبرو کنیا اناتھ آشرم اور کنیا آشرم کی ساری حالت رکھی جاوے - تاکہ آئندہ کے لئے کوئی بھی بھائی دہوکھے میں نہ رہے - اگر اس کے سوا اور کوئی چارہ ہے تو بتلائے -

(۴) افسوس آپ لوگوں کی بے پروائی اور (معاف کیجئے) بزدلی کے باعث ستری سکشا اور اناتھاؤں کے پالن کا سوال ایک صدی پیچھے جا پڑے گا - اسوقت بمبئی سے میرے پاس اپیلیں آ رہی ہیں - کہ ایک سو اناتھاؤں کو عیسائی ہونے سے بچانے کے لئے بر لبنتر م کردں میں اُن کو بچانے کے لئے آدمی بھی بھیج سکتا ہوں - وہاں سے روپیہ کی مدد کی

بھی بہت امید دلائی جاتی ہے ۔لیکن اُن بیچاریوں کو کس لئے بلاؤں
اس لئے کہ وہ دیوراج اور نگینہ مل کی پارٹیوں میں تقسیم ہوکر اپنی
زندگیوں کو برباد کریں ۔ اگر آپ لوگوں میں ذاتیات کو پبلک کی بھلائی
پر قربان کرنے کا مادّہ موجود ہوتا ۔ تو جالندھر آریہ سماج کا نام ہر ایک
شخص بڑے پریم اور بڑے فخر سے لیتا ۔ اور وہ ہزاروں بیوپاریوں
کے ایمان اور دھرم کو بچانے میں کامیاب ہوتا ۔ لیکن ہمیں اپنے
کرموں کا ہی پھل ملتا ہے ۔

(۵) میں کبھی بھی ذاتی رنجشوں کو اننت نہیں سمجھتا ۔ میری طرف سے
ذاتیات کا خاتمہ ایک منٹ میں ہو سکتا ہے ۔ میں جالندھر آریہ سماج
کے ہر دو کام یعنی کنیا اناتھ آلے اور کنیا آشرم کی رکشا کرنے کے لئے اپنے
ہر ایک خیال کو بدلنے کے لئے طیار ہوں ۔ لیکن آپ ہی سوچئے ۔ کہ جب
میری آواز ہی آپکی کونسلوں میں ؞؞ ؞؞ ؞؞ جاتی ہے ۔ جب آپ کے
وار شکولتسب میں مجھ پر غلط الزام لگائے جاتے ہوتے ۔ اور آپ لوگ اسکو خاموشی
سے سنتے ہیں ۔ جب سارا معاملہ ایک آدمی کے ہاتھ میں ہے اور
اس کے مقابلہ میں تاب اصلاح نہ رکھتے ہوئے آپ لوگ اُس کے
ہر ایک کام پر صاد کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ تو مجھ سے مدد مانگنا یا
میری رائے طلب کرنا آپ ہی سمجھ سکتے ہیں ۔ کہ بالکل بے فائدہ ہے
میں نے لالہ رام کرشن جی سے جواب مانگا ہے ۔ اُن کے جواب دینے
پر میں اپنے فرض کی ادائیگی میں بڑے سخت افسوس کے ساتھ
اپنی گزشتہ مفصل خط و کتابت کو اخبار میں شائع کر کے پبلک کو کنیا
اناتھ آلے ۔ اور کنیا آشرم کی بد انتظامیوں سے خبردار کر دوں گا ۔

آپ کا دھرم بھائی
منشی رام

ان خطوں کے روانہ کرنے کے بعد لالہ رام کرشن جی کا خط آیا۔ جسے بجنسہ اُس کے ساتھ شامل کرتا ہوں۔

دیکھو ضمیمہ حرف سی

جالندھر شہر ۲۸ جنوری ۱۹۰۶ء ۔ شریمان لالہ منشی رام جی۔ نمستے ۔ کرپا پتر آپ کا کل شام پہونچا ۔ اور اُسوقت ڈاک کے وقت تک میں جواب نہیں لکھ سکتا تھا۔ آپکے پتر کے عنوان پر تو ۲۴ - تاریخ جنوری لکھے لکھنے کی درج ہے ۔ مگر معلوم نہیں ہے کہ یہاں پہونچنے میں اس قدر دیر کیوں لگی ۔ جواب میں نویدن ہے کہ آپ جانتے ہیں ۔ کہ لالہ نگینہ مل قریب ۳ سال سے ناتھ آلہ سے پنیجر تھے ۔ وہ خصوصاً امرکشا ناتھ پر خاص مہربانی کرتے تھے ۔ اسکو سوئی کا کام سکہانے اور اردو پڑھانے وغیرہ میں خاص توجہ کی ۔ جس کا کارن پہلے معلوم نہیں ہوتا تھا ۔ دریافت پر یہی کہتے تھے ۔ کہ وہ زیادہ ہوشیار اور لائق لڑکی ہے ۔ اس لئے وہ اوروں کی نسبت زیادہ کام سیکھتی ہے ۔ میں اسپر یقین کرتا رہا ۔ اور اُسکے کہنے پر اردو وغیرہ پڑہانے کی اجازت دی تھی ۔ ۸ - ۹ ماہ ہوئے انترنگ سبہا میں اس کنیا کے بواہ کا سوال پیش کیا تھا ۔ اُسپر بھی لالہ نگینہ مل بہت ناراض ہوئے تھے ۔ کہ ابھی اس کا ور تلاش نہ کیا جاوے ۔ اور لڑکی سے درخواست پیش کرادی کہ وہ ابھی بواہ کرانا نہیں چاہتی ۔ لیکن ہمارے اس اُلٹ کے بعد قریب ۲۷ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۵ء کو لالہ سیرام منصف کی زبانی پنڈت دیو بدیا لوجی کو خبر ملی (لالہ سیرام پنڈت گوجرمل والے مکان میں متصل مکان لالہ نگینہ مل رہتے ہیں) کہ لالہ نگینہ مل کے لڑکے اس کنیا

سکا بواہ ہوگا۔ پھر ہم کو اطلاع ہوئی تو دریافت کیا۔ لالہ جھنڈو مل کی
زبانی اور دیگر زبانی اور تحریری ثبوت سے اسکی پوری پوری تصدیق
ہوگئی جبکہ لڑکی کی لکھی ہوئی چٹھی بھی ایک مل گئی۔ جس سے اس کی
تصدیق ہوتی ہے۔ ممبران سماج کو عموماً یہ بات بہت ناگوار ہوئی کہ
اناتھ آلہ کے مینیجر کے لڑکے سے اسکی شادی ہوئی۔ لالہ نگینہ مل دہلی
گئے ہوئے تھے۔ اُن کے واپس آنے پر اُن سے دریافت کیا تو وہ
عام ممبروں کی رائے دیکھ کر انکاری ہوگئے۔ اور کہنے لگے کہ لڑکی
بیٹی ہے۔ وہ اسکی شادی خود کریں گے۔ اور کہ امر ناتھ سے شادی
ہونے کی افواہ غلط اڑائی گئی ہے۔ اس لئے سخت ناراضگی ظاہر
کرکے مینیجری اناتھ آلہ سے استعفا دیدیا۔ امرکشا کو بھی جو اسپر کی ہوئی
ہوئی تھی اس بات کا جلدی ظاہر ہو جانا بہت برا معلوم ہوا۔ استعفا
پیش کرنے سے پیشتر لالہ نگینہ مل کی خاص حمایت والی لڑکیاں
امرکشا اور اسکی ہمشیرہ کے اناتھ آلہ سے نگینہ مل کے گھر چلے جانے
کی صلاح ہو چکی تھی۔ تاکہ ادہکاریان کی بدنامی ہووے۔ لالہ دیو راج
ادہشٹھاتا کی یہاں موجودگی میں تو ایسا موقعہ نہ لگا۔ جب لالہ دیو راج
اپنے کسی کام کے لئے ۱۰-۱۱ جنوری کو دہلی چلے گئے۔ تو انکے پیچھے
موقعہ پاکر امرکشا لالہ نگینہ مل کے گھر چلی گئی۔ معلوم ہونے پر بہن دو
دفعہ نگینہ مل کے گھر گئی۔ اور گھنٹہ گھنٹہ لڑکی کو سمجھایا۔ اور نگینہ مل سے
بھی اپنی مدد کرنے کے لئے کہا۔ کہ لڑکی کا اناتھ آلہ سے بلا اجازت آجانا
اور پھر ایسے گھر میں جس کے پسر کے ساتھ بواہ کا رولا ہو رہا ہو مناسب
نہیں ہے۔ مگر میرے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا۔ لڑکی بہت ضدی نکلی
معلوم ہوتا ہے کہ اسکی امیدیں اعلیٰ ہو چکی ہیں۔ آخر جب لالہ دیو راج
۲۰ تاریخ کو دہلی سے واپس آئے۔ تو انکو یہ خبر بہت ناگوار گذری

کہ امرکتا اناتھ آلہ سے نگینہ مل کے گھر چلی گئی۔ اسپر پھر میں نے اور لالہ
بھگت رام نے لالہ نگینہ مل کو سمجھایا۔ آخر اُسنے مان لیا۔ کہ اگر لڑکی
لالہ سنت رام کے مکان یا میرے مکان پر چلی آوے تو اسکو کوئی عذر
نہیں ہے۔ اور اسنے شام کے وقت مکان پر جاکر کوشش کرنے کا وعدہ کیا
اسپر میں اور لالہ بھگت رام اس کے مکان پر گئے۔ وہ ٹھیک چھاونی چلا
گیا۔ ہمنے تو ایک گھنٹہ سے زیادہ انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آیا۔ تو پھر میں نے اور
لالہ بھگت رام نے لڑکی کو بہت سمجھایا۔ آخر ہمارے ساتھ چل پڑی۔ تو ہم دونوں
خود جاکر لالہ سنت رام کے مکان پر اُن کو چھوڑ آئے۔ ماسٹر جی وہاں مکان
پر موجود تھے۔ لالہ نگینہ مل جب ۱۰ بجے رات کی گاڑی میں چھاونی سے
گھر واپس آیا۔ تو لڑکی کو وہاں نہ پاکر بہت ہی گھبرایا۔ اسی وقت میرے
مکان پر آکر رات کے قریب ۱۱ بجے مجھے جگایا۔ اور بہت دھمکیاں دیں
کہ وہ یہ کرے گا۔ وہ کرے گا۔ اور ابھی ریل کے نیچے سر دیکر مر جاؤنگا
وغیرہ وغیرہ۔ مگر میں نے بڑی کوشش سے اُسکو ذرا نرم کیا۔ تو وہ
باقی رات میرے مکان پر ہی سویا۔ اور علی الصباح لالہ سنت رام
کے مکان پر گیا۔ اور اُنکی موجودگی میں لڑکی کو لیکر واپس گیا۔ اُسکی
عورت بھی اسوقت وہاں پہونچ گئی تھی۔ پھر لالہ سنت رام کے سکول
چلے جانے کے بعد لالہ نگینہ مل اور اسکی عورت قریب ۱ بجے دن کے
لالہ سنت رام کے مکان پر گئے۔ اور ماسٹر جی کی عورت کے منع کرتے
کرتے امرکتا کو اپنے گھر لے گئے۔ لڑکی نے دوسرے دن میرے
پاس لکھکر درخواست بھیجدی۔ کہ وہ اب بالغ ہوگئی ہے۔ وہ اپنا
بھلا برا خود سمجھتی ہے۔ نگینہ مل میرا پتا ہے۔ اب وہ اناتھ آلہ نہیں
جاویگی۔ اس لئے جبکہ لالہ نگینہ مل کی مدد کی وجہ سے لڑکی کچھ
نہیں سنتی تھی۔ اور وہ رجسٹر مل کے مطابق ۱۸ سال سے زیادہ ہوچکی

تھی۔ گو درحقیقت اُسکی عمر زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے مجبوراً الگ
نہیں ہو سکتا تھا۔ صرف اُس کا نام ناتھ آلہ سے علیحدہ کیا گیا
لالہ نگینہ مل کے استعفا دینے کے بعد اُسکی بجائے پنڈت دیوبدیا لوجی
پنجیرا ناتھ آلہ مقرر ہوئے ہیں۔ وہ پوری توجہ سے کام کرتے ہیں
آپ آئیندہ کے لئے کوئی فکر نہ کریں محض نگینہ مل کی ناجائز کارروائی سے
یہ واقعہ ہوا ہے۔ کہ وہ ایک دو لڑکیوں سے بیجری کی حالت میں
خاص اہانت کرتا رہا۔ جسکی وجہ سے وہ دیگر ادھکاریان کی کمی گیا
ہیں نہ ہیں۔ اب چونکہ اُسنے استعفا دیدیا ہے۔ آئیندہ کسی گڑبڑ
کی ہرگز اُمید نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی اور دھمن ڈالنے
کی کوشش کرے گا۔ تو جب موقعہ انتظام کیا جاوے گا۔ میں نے
(سچائی کے واسطے) صحیح حالات مختصراً عرض کرتے ہیں۔ کہ
مطابق آپ دیکھ لیں گے۔ کہ سوائے نگینہ مل کے اور کسی کا قصور
کسی قسم کا نہیں ہے۔ اور وہ علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے آئیندہ
کوئی احتمال نقص نہیں ہے۔
اگر آپ کسی اور صاحب کی اطلاع پر اعتبار کر کے اس میری تحریر
کو غلط سمجھیں تو آپکا اختیار ہے۔
میں تو یہی عرض کروں گا کہ کسی غلط رپورٹ پر عمل کر کے آپ ایسے
کام کو جس کے چلانے میں آپنے بہت کوشش کی تھی نقصان نہ
پہونچے۔ ایسے کام تھوڑی سی بدنامی سے خواہ صحیح ہو یا غلط بہت
آسانی سے بگڑ جاتے ہیں مگر اس کا بنانا ہی مشکل ہوتا ہے۔
اس لئے اُمید ہے کہ غلط افواہوں پر عمل نہ کریں گے۔ اگر کوئی شک
ہو تو میں آپ سے اطلاع پانے پر عرض کر دوں گا۔ یا خود کسی
موقعہ پر ادھر آ دیں تو دریافت کر سکتے ہیں ؎ داس رام کرشن "

اس خط کے بعد لالہ نگینہ مل کا لمبا چوڑا سولہ سترہ صفحوں کا بیان آیا تھا۔ وہ ہمراہ اس خط و کتابت بھائی کے پردھان کو بھیجا گیا تھا۔ لیکن چونکہ اس میں بعض ایسے امور درج ہیں جن کا پبلک کرنا بالکل ہی نامناسب ہے۔ اس لیئے اسے یہاں درج نہیں کیا جاتا۔
میرے خط کے جواب میں لالہ تیلوں کا خط آیا جو حسب ذیل تھا:

ضمیمہ حرف ل

واقعہ ۲۹۔ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء۔

شری یُت مہاماننیہ مہاتما منشی رام جی ۔ نمستے

واقعہ ۲۶۔ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو جو نیاز نامہ آپکی سیوا میں بھیجا ہے وہ فقط ایسے لیئے آپکے پاس بطور فریاد کے بھیجا ہے۔ نہ کہ کسی اور غرض کے لیئے۔ نہ مشتہر کرنے کے لیئے۔ میں نے اپنے گھر کا دکھڑا آپکی سیوا میں رو دیا ہے۔ کیونکہ آپ ہمارے لیڈر ہیں۔ اور اس سماج کے بانی ہیں۔ کنیا اناتھ آلہ اور کنیا مہاودیالہ یہ دونوں پودے آپکے لگائے ہوئے ہیں۔ ان میں جو کچھ خوشی اور غمی ہوگی اُسکی نسبت آپکو پوری اطلاع دیجانی چاہیئے۔ اسواسطے یہ دست بستہ نویدن کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ اسپر تحریر فرماویں۔ وہ پرائیویٹ طور پر تحریر فرماویں خواہ کسی کو ڈانٹ دیویں یا ہمدردی کریں۔ جیساکہ آپ مناسب خیال فرماویں۔ کیونکہ ایسے معاملہ کو پبلک کرنا سماج کو سخت نقصان پہونچنا ہے۔ ایک سوال سماجک پُرشوں میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ اخباروں میں مشتہر ہوتا ہے۔ دُنیا اسکو پڑھکر مخول اڑا رہی ہے۔ جو ہتیشی آریہ سماج کے ہیں۔ وہ اس مخول کو سُن نہیں سکتے۔ اُنہیں سخت رنج گذرتا ہے۔ وہ اپنے دل میں [illegible] کُڑھتا ہے۔ جل تپ کر خاموش ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا کہ

اِسواسطے بار بار لنویدن ہے - کہ میرا لنویدن بہتر نظر غرض کے خیال فرماویں - اور میری کوئی غرض نہیں ہے - آپکا داس

تیلو مل سکرٹری آریہ سماج جالندھر

(اِس کے جواب میں میری طرف سے حسب ذیل خط روانہ ہوا)

گروکل آشرم ۶ - فروری ۱۹۰۶ء پریہ مہاشے ور لالہ تیلو مل جی منتری آریہ سماج جالندھر شہر - نمستے - آپ کا ۹ - جنوری کا لکھا ہوا خط پہونچا لیکن اِس عرصے تک مجھے امید ہے کہ آپکو میرا دوسرا خط پہنچ گیا ہوگا - اور لالہ رام کرشن جی کا خط بھی آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا - اِن خطوط کے لکھنے کے بعد لالہ نگینہ مل کا مفصل تحریری بیان معہ نقول چند درخواستوں کے جو اُنہوں نے پنیش کی سوئی ہیں پہنچا - اِسکے علاوہ لالہ وزیر چند جی کوپال بہت سوامی یوگیندر پال ملے - تو اُنھوں نے اُس سے پڑھکر حالات بنائے - جس سے معلوم ہوا کہ اِس معاملہ کو خود لالہ دیو راج جی ہی زیادہ تر پبلک کے روبرو لا رہے ہیں - سوامی یوگیندر پال کی معرفت معلوم ہوا کہ تُرکی ـــــ خیر کیا بیان کروں - افسوس ہے - اگر یہ سب حالات صحیح ہیں - تو کیا لالہ دیو راج ادھشٹھاتا اور لالہ رام کرشن پردھان اور لالہ تیلو مل منتری آریہ سماج جالندھر شہر کی نگرانی کی طاقت پر کوئی آدمی اعتبار کر سکتا ہے - اگر نہیں تو میرا فرض ہے - کہ جہاں اِس معاملہ کو باوجود لالہ دیو راج کے عام طور پر مشتہر کرنے کے اخبار کے کالموں میں نہ دوں - وہاں یہ مفصل خط و کتابت شریمان پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی سیوا میں بھیج دوں - تاکہ وہ اسے شرومنی سبھا کی انترنگ سبھا میں پیش کر دیں -

آپکا پورانا دھرم بھائی منشی رام

(**نوٹ** - آخری خط لالہ رام کرشن کو حسب ذیل روانہ کیا گیا)

گروکل بھومی ۱۱ - فروری ۱۹۰۶ء - پریہ مہاشے ور لالہ رام کرشن جی -

لکھنے ... میں نہیں جانتا - کہ میرا آخری خط آپکو ملا یا نہیں - لالہ نیلوملکا
ایک اور خط آیا تھا - جس کے مضمون سے معلوم ہوتا تھا - کہ شاید میرے
خطوط آپ لوگوں کو نہیں ملے - میں نے سمجھا تھا کہ آپ لوگ اس معاملہ کو
بالکل ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتے - لیکن مجھے کئی ذریعوں سے معلوم ہوا
ہے کہ لالہ دیوراج جی ادہشٹاتا کنیا ناتہ نے اس معاملہ کو بہت مشہور
کر دیا ہے - مجھے نیلوملکا تحریری بیان بڑا لمبا میرے پاس آیا ہے - سوامی
یوگیندر پال کی زبانی لالہ وزیر چند جی کو بہت سے حالات معلوم ہوئے
ہیں - میں اخبار میں تو اس معاملہ کو لیجانا نامناسب سمجھتا ہوں - لیکن پنجاب
کی آریہ سماجوں کی ہیڈ سبھا کا حق سمجھتا ہوں - کہ اسکو یہ حالات معلوم
ہو جاویں - پھر مجھے اس معاملہ سے کوئی تعلق نہ ہوگا - ہاں اگر سبھا کچھ دریافت
کریگی - اور مجھے معلوم ہوگا - تو عرض کردوں گا - میں جملہ کارروائی آج پردہان
آریہ پرتی ندہی سبھا کی سیوا میں بھیجنے لگا ہوں - تاکہ وہ ۱۵ فروری کی
انترنگ سبھا میں سُنا دیویں - اگر آپ مناسب سمجھیں - تو اُس تاریخ لاہور جا کر جو
کارروائی اپنی طرف سے کرنا چاہیں کریں - میں آپکے اور لالہ نیلوملکے جملہ خطوط
کو بھی پردہان آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کی سیوا میں روانہ کرتا ہوں - فرض
مجبور کرتا ہے - ورنہ میرا دل ہی جانتا ہے - جس حالت میں یہ خط و کتابت لاہور
بھیجنے لگا ہوں -

آپکا پورانا دہرم بھائی

منشی رام

بجائے اس کے کہ پردہان مہاشے اس کارروائی کو انترنگ سبھا میں پیش کرتے - انہوں نے
اپنے شخص لالہ دیوراج کو دکھایا - اور سبھا میں کوئی ذکر نہ کیا -

اس کے بعد آریہ بھراتری سبھا والے نوجوان بھائی میرے ایک لیکھ پر ناراض ہو گئے تھے
اور اپنی پوری کونسل اکٹھی کر کے انہوں نے اس لیکھ کی نکتہ چینی کرتے ہوئے ایک زبردست
آرٹیکل میرے نام بھیجا - اس آرٹیکل میں تین جگہ - کنیا مہاودیالہ وغیرہ کے تعلق کو ظاہر کر کے

مجھے بدنام کرنے کی کوشش تھی۔ جن میں سے اپنے جوابات کے پرچارک مطبوعہ ۹۔ بھاگن سمبت ۱۹۵۰
بکرمی سے نقل کرتا ہوں۔

(۱) "کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ جالندھر کے کسی پاٹھشالہ کی ایک میٹنگ میں آپ نے
کنیا مہا ودیالہ اور کنیا اناتھ آلہ کے ادھشٹاتا پد سے استعفےٰ دیدیا۔

(نوٹ ۹) یہ خبر پھر غلط پیرایہ میں آپ نے ظاہر کی ہے۔ یہ معاملہ ودیالہ کا تھا۔ اور ودیالیہ کمیٹی سے پردھان کے پاس پیش کیا گیا تھا۔ اُس وقت کی خط وکتابت۔ اسوقت آریہ پرتی ندھی سبھا کے پردھان کے ہاتھ میں ہے۔ اس سارے معاملہ کی نسبت جاننے کا حق کنیا مہا ودیالیہ کمیٹی سبھا کا تھا۔ سو اُس کے پاس پیش کیا گیا تھا۔ چھاپنا تب سمجھا جاتا۔ اگر مناسب منتظم تک اس معاملہ کو نہ پہونچایا جاتا"

(۲) "کیا آپ پرائیویٹ بات چیت میں اپنے دوستوں میں بارہا یہ ظاہر نہیں کر چکے۔ کہ کنیا مہا ودیالہ میں کئی نقص ہیں۔

(نوٹ ۱۰) یہ نہ کیول پرائیویٹ طور پر ہی ظاہر کیا۔ بلکہ مکھیہ سبھا تک تمام حالات پہنچ پہونچائے۔ اور بعد ازاں نگی رنجش کے اُس سے تعلق توڑ لیا"

(۳) کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ کہ ایکدفعہ آپ کے اخبار میں ودیالہ کی نسبت کچھ حالات چھپ گئے۔ اور پھر چھپے ہوئے کاغذات کو تلف کیا گیا۔

نوٹ ۱۱ "جب کنیا اناتھ آلے اور کنیا مہا ودیالہ کے کاموں سے اپنی علیحدگی کی خبر در اخبار میں چھپوا دی تھی۔ لیکن بہت سے بھائیوں نے اصرار کیا۔ کہ اس سے ودیالہ وغیرہ کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہوگا۔ اور مکھیہ سبھا ان معاملات کی تحقیقات کے لئے تیار ہے۔ تو اسوقت وہ کاغذات جلا دئے گئے تھے"

اس میں جو ذکر ودیالہ وغیرہ سے تعلق توڑ لینے کا تھا۔ اُسکے پڑھتے ہی عوام کو ودیالہ کے انتظام پر شک ہوا۔ تب لالہ دیوراج نے یہ مشہور کرنا شروع کیا۔ کہ وہ منشی رام اب تک

ہماری سبھا کا ممبر ہے۔ اور اپنی علیحدگی کی بابت غلط لکھتا ہے۔" معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ سلوک تو غیر ممبر کی طرح کرتے ہیں۔ لیکن میرے استعفا کو منظور نہ کیا۔ چنانچہ اس اخبار کے نکلنے کے بعد جو جلسہ ہونیوالا تھا۔ اُس کا نوٹس میرے نام آیا۔ میں حیران ہوا۔ اور لالہ بدریداس جی کو لکھا۔ کہ جب ممبر نہیں ہوں۔ اور گزشتہ جلسوں کے نوٹس غالباً آپکے میرے پاس نہیں پہونچے۔ تو کیا اس نوٹس سے میری اخباری تحریر کو جھوٹا ثابت کرنا مقصود ہے۔ اس خط کا حسب ذیل جواب آیا۔

پریہ ور مہاشے لالہ منشی رام جی۔ نمستے۔ آپ کا پتر مورخہ ۷ مارچ ۱۹۰۳ء کل پہنچا۔ مجھے نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ میرے نوٹس بھیجنے نے آپکو رنج دیا۔ جسکے لئے میں معافی مانگتا ہوں۔ مگر آپ لنقچہ کریں کہ میرا ارادہ آپکو رنج پہونچانے کا ہرگز نہ تھا۔ میں آپکو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ اور استدعا کرتا ہوں کہ آپ ضرور یقین فرما دیں۔ کہ آپکو رنج پہونچانے کی نیّت ہرگز ہرگز میرے دل میں نہ تھی۔

آپ ۱۱ جون ۱۹۰۱ء کی کمیٹی میں شامل ہوئے تھے۔ اُسکے بعد تین جلسے پربندھ کرتری سبھا کے ہوئے جنمیں سے آخری کا نوٹس آپکو اس قدر باعث ملال ہوا۔ باقی دو جلسوں کی بابت آپنے فرمایا ہے۔ کہ آپکو نوٹس نہیں ملا۔ اس قدر عرصے کے بعد میں مفصل عرض نہیں کرسکتا۔ کہ آپکو میرے ہاں سے نوٹس لکھا گیا یا نہیں۔ لیکن جہاں تک کہ میں خیال کرسکتا ہوں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ آپ کو نوٹس کیوں نہ گیا ہو۔ کیونکہ ۱۱ جون کی کمیٹی کے بعد آپکے استعفا کی منظوری کی نسبت کوئی رزولیوشن درج نہیں ہے۔ اور آپکا نام بدستور زمرہ ممبران درج ہے۔ مگر چونکہ نوٹس آپ کو نہیں پہنچا۔ اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ یا تو میری غلطی ہے۔ یا ڈاک میں چٹھی ڈالنے والے کی غلطی ہوسکتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہوسکتا ہے کہ لالہ وزیر چند جی نے آپسے کسی معاملہ میں خط لکھا ہو۔ اور آپکو خیال ہوا ہو

کہ کوئی کمیٹی ہوئی ہو۔ لالہ وزیر چند ان ہر سہ اجلاس میں سے صرف ایک
میں خود شامل تھے۔ اس لئے شاید اگر انہوں نے آپ کو ایک سے زیادہ
خطوط لکھے ہیں۔ تو عجب نہیں۔ کہ معمولی طور پر حالات لکھے ہوں۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ جس صورت میں آپ قطعی ممبر نہیں رہنا چاہتے۔
تو آپ کا استعفا لازمی طور پر منظور ہونا چاہئے۔ یہ طریقہ ہرگز قابل تحسین
نہیں ہے۔ کہ آپکو تو نوٹس جلسہ کا بھی ناگوار ہو اور سبھا آپ کا استعفا منظور
نہ کرے۔ سیدھا طریقہ یہ ہے کہ وہ آپ سے درخواست کریں کہ آپ ممبر
رہیں۔ اگر وہ آپ کو شامل رکھنے کے قابل اپنے آپکو نہیں بنا سکتے
تو آپ کا نام محض درج رجسٹر ممبران رکھنے سے وہ کوئی فائدہ حاصل
کرنے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ جس صورت میں آپ اپنی خوشی سے شامل
نہیں ہیں۔ تو آپ کا نام زمرہ ممبران رکھ کر لوگوں کو غلطی میں ڈالنا
پسندیدہ نہیں ہے۔ کم از کم میری ذاتی رائے یہ ہے۔ مگر چونکہ سبھا آپکا
نام درج ممبران ہے۔ مجھے نوٹس بھیجنے کے لئے معذور خیال فرمانا چاہیئے
اس لئے میں آشا کرتا ہوں۔ کہ آپ مجھے صرف اس وجہ پر چھیڑنے والوں
میں شمار نہیں فرماویں گے۔ آپ کا شبھ چنتک

بدری داس

اس خط کے جواب میں میری طرف سے دریافت کیا گیا۔ کہ مجھے پہلے کوئی نوٹس جلسوں کا
نہیں آیا۔ اور اگر بھیجا گیا ہے۔ تو منتری جی اصل ڈاک بھی کی بھیجدیں۔ منتری جی کا جواب آیا
کہ ڈاک بھی کوئی نہیں رکھی جاتی رہی۔ لیکن جب ممبروں کی فہرست سے میرا نام خارج نہیں
ہوا۔ تو ضرور نوٹس بھیجا گیا ہوگا۔
اس کے بعد نہ تو میرا استعفا ہی منتکھیہ سبھا میں پیش ہوا۔ اور نہ ہی مجھے ممبری سے علیحدہ
کیا گیا۔ گویا میں ممبر رہا۔
یہ حالت تھی جبکہ دفعتاً مجھے خبر پہونچی کہ کنیا مہاودیالیہ کے لئے گورنمنٹ کی امداد کی

درخواست کرنے کا وچار ہے۔ اسپر مینے جو کچھہ کہا وہ حسب ذیل مضمون مطبوعہ پرچارک یکم مئی ۱۹۱۰ء سے ظاہر ہے۔

"اگر یہ خبر صحیح ہے تو غضب ہے" حسب ذیل خط ابھی وصول ہوا ہے ہریہ مہاشے ایڈیٹر ستیہ دہرم پرچارک جی۔ نمستے۔ کُل مُکھیہ سبھا کنیا مہاودیالے کا اجلاس ہوا۔ ایک رزولیوشن پاس ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ سے ایڈ (یعنی مدد) کے لیئے درخواست کیجائے۔ اور لکھا جاوے کہ کنیا مہاودیالے کے پاس اس قدر دھن نہیں ہے کہ جس سے اوہیا پکا تیار کر سکے۔ اسلئے نارمل کلاس کے لئے امداد طلب کیجاوے جو چالیس روپیہ ماہوار پر ایک ٹرینڈ ماسٹرل سکے۔ اور اسی قدر زر کے لئے بھی حسب قواعد سررشتہ تعلیم صاحب انسپکٹر کے پاس درخواست کیجاوے گو الفاظ رزولیوشن وہی نہیں ہیں۔ جو کتاب میں درج کئے گئے۔ مگر مطلب یہی ہے۔ مینے چاہا تھا کہ لفظ بلفظ درج کروں۔ یہی مناسب سمجھا گیا کہ شاید نقل دیویں یا نہ دیویں۔ اس لیئے اگر آپ اس کا کچھہ نوٹس لینا چاہیں تو لے لیں۔ اطلاعاً عرض ہے۔ "ایک ممبر مکھیہ سبھا"

یہ پتر مکھیہ سبھا کے ایک ممبر کا لکھا ہوا ہے۔ اسلئے اسکی صحت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا میں حیران ہوں کہ یہ رزولیوشن کیونکر پاس ہوا جس انسٹی ٹیوشن کی بنیادی اصل میں اُسکا اُدیشیہ ہی گورنمنٹ کے طریقہ تعلیم سے بالکل مختلف بتلایا گیا ہو۔ اُس کے لئے امداد طلب کر کے اُسے ہمیشہ کے لیئے آریہ سماج کے دائرہ اختیار سے باہر نکال لینے کی کوشش کرنا لالہ رام کرشن جی پردہان آریہ سماج شہر جالندہر اور لالہ نرائنداس جی پردہان آریہ سماج چھاؤنی جالندہر کی حاضری میں کیسا افسوسناک ہے۔ اور کیا مکھیہ سبھا کے ممبر ان کو یہ لکھتے ہوئے شرم نہ آئی کہ اس انسٹی ٹیوشن کے پاس دھن کا ابھاو ہے کیا جس حوصلہ سے آریہ پبلک نے کنیا مہاودیالے اور کنیا اناتھ آشرم کے

جالندھر کو مددی ہے۔ اس کا یہی اجر ہے۔ جو اُن کو مل رہا ہے۔ کنیا مہا
وِدیالے کے چلانیوالوں کو یہ لکھتے شرم نہ آئی۔ جبکہ دھن کی کمی محض انکی
بے پروائی اور کم ہمتی کا نتیجہ ہے۔ کوئی وقت تھا۔ کہ اگر یہ لوگ تھوڑا
سا ہلتے تو پچاس ہزار کی رقم پانچ چھ مہینوں میں کھینچ لاتے۔ اپنی ہی
کارروائی کی کتاب کا ملاحظہ کریں۔ "(اگر وہ گم نہیں ہوگئی) کیا اُس کے
رزولیوشنوں سے ہی نہیں معلوم ہوتا کہ بار بار اقرار کرنے کے باوجود ان
لوگوں نے وِدیالے کے لئے دھن اکٹھا کرنے کو ہلنا تک گوارا نہ کیا۔ میں نے
گو استعفے جولائی ۱۹۰۲ء میں دیدیا تھا۔ تاہم اب میری ممبری منتری
جی نے چونکہ پھر تازہ کردی تھی۔ اس لئے خبر سُنتے ہی بحیثیت ممبر ہی
پروٹیسٹ بھیجدیا ہے۔ مکھیہ سبھا کے نوٹس تک میں یہ مضمون نہ
تھا محض متفرق کی آڑ میں پیش ہوا ہوگا۔ جس آریہ سماجوں کو کنیا مہا
وِدیالہ مکھیہ سبھا میں پرتی ندھی بھیجنے کا ادھیکار ہے۔ وہ بہت جلد خبردار
ہوں۔ زیادہ لکھنے کے لئے اس ہفتہ جگہ نہیں ہے "

سوم مئی ۱۹۰۳ء کے جلسہ مکھیہ سبھا میں یہ پروٹیسٹ پیش ہوا۔ میرے
وجوہات پیش کرنے پر باوجود لالہ دیوراج جی کی خاص تیاریوں کے تجویز
گر گئی۔ جس پر لالہ دیوراج بہت ناراض ہوئے۔ اُسکے بعد اُسی جلسہ میں انہوں
نے ترمیم قواعد کا ایک مضمون رکھا تھا۔ جسکی غرض کنیا مہا وِدیالے میں
آریہ سماجوں کے متعلق پرتی ندھی حاصل کرنے کے راستہ میں رکاوٹ
ڈالنا تھا۔ اِسپر جب میں نے اعتراض کیا اور کہا۔ کہ یہ تو وہی کالج پارٹی والی
کی چال ہے جس طرح بہت سا روپیہ جمع کر کے انہوں نے دیانند کالج کو آریہ
سماجوں کے ہاتھوں سے نکال لیا۔ تو لالہ دیوراج جی بڑے سرخ ہوئے اور
ہاتھ پٹک کر بولے۔ "کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے۔ کہ کالج پارٹی کے ساتھ میرا
کچھ تعلق ہے۔؟" اسپر میں نے دو واقعے پیش کردئے۔ ایک تو ہوشیارپور کی

کلچرڈ سماج کے جلسہ پر لالہ دیوراج جی کا لیکچر دینا اور دوسرا جالندھر
میں جو دیانند کالج کے حامیوں کا سالانہ جلسہ ہوا۔ اُس میں اُن کا شریک
ہونا۔ اسپر اُنہوں نے فرمایا۔ "میں اُن لوگوں کو ستری شکشا کے حق
میں کرنے کے لئے سب کچھ کرونگا۔" چنانچہ اسی بارے میں پہلے لالہ
وزیر چند کو کہہ چکا تھا۔ تو اُنہوں نے لالہ دیوراج جی سے بات چیت
کرنے کے بعد مجھے لکھا تھا۔ "ہوشیارپور آریہ سماج میں لیکچر دینے کی بات
جب دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے کہا۔ کہ مجھ سے مہاشہ رامچندر نے تحریری
درخواست کی تھی۔ چونکہ ہماری پارٹی کے لوگ مجھ سے پریم
نہیں رکھتے۔ اس لئے میں پارٹی سپرٹ میں پھنسا ہوا
نہیں ہوں۔ اپنی رکشا کر لینا کافی سمجھتا ہوں۔"

جس عبارت پر میں نے خط کھینچ دیا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے۔ اگر ہمارے آدمی ہم سے ناراض ہیں
تو ہمیں اصولی فرق کو نظر انداز کر کے مخالف اصول رکھنے والوں سے مل جانا چاہئے۔ خیر یہی
بات کچھ ناراضگی کے لئے کم نہ تھی۔ کہ بدقسمتی سے ذیل کا مضمون بھی ۲۲۔ مئی ۱۹۰۳ء کے
اخبار پرچارک میں نکلا۔ وجہ یہ تھی کہ آریہ پرش عام طور پر مجھے تنگ کرتے تھے کہ گروکل
کے برہمچاری جب شکشا سماپت کر کے گرہستھ آشرم میں پرویش کرنا چاہیں گے۔ تو اُن کے
واسطے سوشکشتا کنیائیں کہاں سے آئینگی۔

"ستری شکشا کی طرف خاص توجہ" کی سخت ضرورت ہے

آریہ پترکا میں یہ خبر
پڑھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ مسٹر روشن لال جی کی یوگیہ دھرم پتنی شری متی
بہن ہردیوی جی اب بہ نسبت سابق کچھ اچھی ہیں۔ اور اس قدر طاقت اُن
میں آگئی ہے کہ کسی قدر چل سکیں۔ ستری شکشا کا سوال جب کبھی میرے روبرو
آتا تھا۔ تو میری درشٹی انہیں کی طرف جاتی تھی۔ وجہ یہ کہ میں شری سوامی
دیانند جی کے بتلائے ہوئے قواعد گروکل کا ماننے والا ہوں۔ اور اُس ہدایت

کے مطابق ستری شکشا کا کام ستریوں کے ہی ہاتھ میں ہونا چاہیئے - اور ایسی کوئی ستری سوائے ان کے نہ دکھائی دیتی تھی - جس پر وشواس ہو سکے - کہ کسی ستری گروکل کا مونہہ پر بندھ کر سکے - لیکن میری امیدوں کے راستہ میں کاوٹیں حائل ہوتی ہیں - ایک تو شریمتی جی کا شریر آروگیہ نہیں رہتا تھا - کہ اس قدر بوجھ برداشت کر سکیں - اور دوسرا میرے خیالات طریقہ تعلیم سے اُن کے خیالات طریقہ تعلیم شاید کسی قدر مختلف ہوں - اسوقت تو شریمتی جی سے سوائے ایسے کہ صلاح مشورہ دے سکیں - اور کسی مدد کی امید نہیں ہو سکتی لیکن یہ سوال جلد حل طلب ہے - ۳۰ اور ۳۱ مئی کو بمقام لاہور شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا کا عام جلسہ ہے - کیا اسموقعہ پر جمع شدہ آریہ پرش کنیا مہاودیالے مکھیہ سبھا کے ادہکاریوں اور ذمہ وار کام کرنیوالوں کو بھی مدعو کر کے ایک خاص کانفرنس کے ذریعہ اس سوال کو حل کرنا مناسب نہیں سمجھتے - کہ آیا پتریوں کا گروکل مکمل کرنے کا کام کنیا مہاودیالے اپنے ذمہ لے گا - یا کہ آریہ سماج کے دائیرے اثر سے علیحدہ ہونے کی خواہش ہیں وہ آریہ سماجوں کو از سیر نو پتری شکشا کے سوال پر غور کرنے کے لئے مجبور کرے گا - میرا کام تجویز پیش کرنے کا ہے - اُسکو عملی جامہ پہنانا شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اور کنیا مہاودیالے جالندھر کے ادھکاریوں کا کام ہے -"

ان دونوں واقعات نے لالہ دیوراج جی کو اور بھی زیادہ برافروختہ کر دیا - اور اُنہوں نے پہلے کی نسبت بھی جہاں علانیہ طور پر میری ذات کو بدنام کرنا شروع کیا - وہاں گروکل کی بھی سخت مخالفت زبانی شروع کر دی - لیکن اس کے بعد ماہ - اگست ۱۹۰۳ء میں کنیا مہاودیالے کی کچھ لڑکیوں کو ہیضہ ہو گیا - جسپر لالہ نگینہ مل (جو اُسوقت لالہ دیوراج سے ذاتی دشمنی کے باعث کنیا مہاودیالے کے بھی دشمن بن رہے تھے) نے اس واقعہ کے برخلاف اخباروں میں لکھنا شروع کر دیا - جسپر میں لالہ دیوراج جی اور اُن کے پرچارک کی جملہ مخالفت کو بھول گیا اور حسب ذیل تحریر اخبار میں دی -

کپورتھلہ میں ہی پتہ لگ گیا تھا کہ کنیا آشرم "کنیا مہاودیالے اور متعرض کی لڑکیوں کو ہیضہ ہو گیا ہے۔ لالہ رام کرشن جی پردھان آریہ سماج جالندھر کے بتر سے مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ چار لڑکیاں اب تک مر چکی ہیں۔ چار بالکل تندرست ہو گئیں۔ اور تین اب تک معرض خطر میں ہیں۔ میں کنیا مہاودیالے کے جملہ کارکنوں سے عموماً اور لالہ دیوراج جی سے خصوصاً کمال ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی لالہ دیوراج جی کو اُس سیوا کے بھاو کے لئے دھنیہ واد دیتا ہوں جس سے پریرے جاکر انہوں نے بیمار لڑکیوں کی حفاظت میں کمال تندہی کی۔ مجھے یہ سنکر بڑا اطمینان ہوا تھا۔ کہ انا تھ آلے اور آشرم کی دو تین کنیاؤں نے ہیونتہ پر بڑے تشکرم جتا دے اپنی بہنوں کی سیوا کی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاودیالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اور باقی آشرم نواسی پتریاں اپنے سنرکشکوں کے ساتھ بھیجی گئی ہیں۔

مجھے یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا ہے کہ لالہ نگینہ مل نے اپنے گذشتہ صاف تعلقات کو بھلا کر سہا چار پتروں میں اس افسوسناک واقعہ کے متعلق کنیا مہاودیالہ کے پربندھ پر آکشیپ کیا ہے۔ میں خود بحیثیت نکتہ چیں ہوں۔ اور یہ امر مخفی نہیں کہ جب مجھے پربندھ میں کمزوریاں نظر آئیں تو میں نے بلا خیال نیاز تعلقات کے اُن کے اظہار اور اصلاح میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا تھا میری اس نکتہ چینی کا نتیجہ خواہ میرے ساتھ کیسی ہی بے معنی مخالفت ہوئی مخالفوں کی اندھیری کے اندر الضاف کو بھول انسانیت نہیں ہے۔

ماہ مئی میں جب کنیا مہاودیالے کی عمارت میں گیا۔ تو نئے کمرہ اور ترتیب مباحثوں کو دیکھ کر پرسن ہوا تھا۔ آشرم کے انتظام میں ترقی اور اصلاح کا حال سُنکر بھی پرسنتا ہوتی تھی۔ ایشور کرے کہ جو خبریں اصلاح کی میں سُنتا رہا ہوں۔ وہ صحیح ہوں لیکن جس واقعہ کے لئے کہ منتظمان ودیالے ذمہ وار نہیں۔ اسکے لئے دلیش بہیش ہو کر انہیں ذمہ وار ٹھیرانا انسانیت سے بعید

ہوتا ہے۔ میری رائے میں اگر شہر میں بھی کوئی اور مکان آشرم کے لئے لیا جاوے
تو وہ اس سے زیادہ نامناسب ہوگا۔ ہاں آشرم اور ودیالے وغیرہ سب
مکانات شہر سے فاصلہ پر ہوں اگر کسی قسم کے "ٹیمپری گروکل" کی بنیاد
ڈالی جائے تو البتہ اس قسم کی ناگہانی آفتوں سے بچاؤ کی صورت ہو سکتی
ہے"۔

لالہ نگینہ مل کے جس پتر کے "پنجاب سماچار" میں نکلنے پر میں نے اوپر کا نوٹ لکھا تھا اُس کا
سارے چرچا پھیل گیا۔ لالہ نگینہ مل نے دوسرا خط لکھا۔ جسکو پنجاب سماچار نے چھاپنے
سے انکار کر دیا۔ اور وہ اُسے خود علیحدہ چھپوا کر شاید تقسیم کرنے کو تھا یا تقسیم کر چکا تھا۔ پلیگ
کے باعث ودیالے بند ہو گیا تھا۔ جب کھلا تو بہت کم والدین نے لڑکیاں واپس بھیجیں
اُسوقت کیا حالت تھی اُسکا اندازہ لالہ کرم چند جی کے حسب ذیل خط سے لگ سکتا ہے:-

نمستے

پریہ ور مہاشے شریمان لالہ منشی رام جی

کرپا پتر آپ کا آیا مجھے سخت افسوس ہے کہ میں آپ سے ریلوے اسٹیشن پر
نہ مل سکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ میں ریل کے وقت ایک ضروری مقدمہ میں
پیش تھا۔ اُسکو اُسوقت چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ معاف کیجئے۔
لالہ بستی رام جی ضرور مجھے ملے تھے۔ مگر اسوقت اُنہوں نے یہ نہیں کہا کہ
آپ کسی طرح سے جالندھر ٹھہر ہی سکتے تھے۔ مجھے اِس بات کا اور بھی زیادہ
افسوس ہے کہ آپکے دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہوا۔ کہ آپکی سہایتا کی ضرورت
نہیں ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اسوقت آپکی مدد کی اور بھی زیادہ
ضرورت ہے۔
لالہ نگینہ مل کی نسبت میری رائے ہے کہ وہ سخت جھوٹا آدمی ہے
جو وعدہ اُسنے میرے ساتھ کیا تھا۔ وہ بھی پورا نہیں کیا۔ اُس کی
چٹھی کا جواب لکھا جا چکا ہے۔ جو آج کل صاف کر کے پنجاب سماچار
کو بھیجا جاوے گا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حفاظت خود

اختیاری میں اُس کا کچا چٹھا پبلک کے روبرو پیش کرنا پڑا۔ مگر اُلٹم چاری
تھا۔ اگر آپکو جواب کے چھاپنے میں کوئی عذر نہ ہو۔ تو آپکی خدمت
میں ایک کاپی ارسال کی جاوے۔ بہت کچھ نرمی سے کام لیا گیا اور
سمجھایا۔ مگر وہ ایک بھی نہیں مانتا۔

کنیا مہا ودیالہ کا حساب بھیجنے میں اس لئے توقف ہوا۔ کہ پہلے
لالہ رام کرشن جی لاہور تشریف لے گئے۔ اور پھر وہاں سے آنے میں
بیمار ہو گئے۔ اور بخار آنے لگ گیا۔ اور ساتھ ہی اُن کے بچے سب کے
سب بیمار ہو گئے۔ اس لئے اُن کو فرصت نہیں ملی۔ اور آج تک وہ
کچہری بھی نہیں گئے۔ اب ایک دو دن تک ضرور حساب بھیج دونگا
اسکے لئے معافی مانگتا ہوں۔

یہ درست ہے کہ ہر چند کی لڑکی ودیالہ میں کچھ عرصہ سے کام
کرتی ہے۔ اور اُسکو آزمائشی طور پر چند ماہ کے لئے رکھا ہے۔ مگر
امید ہے کہ اُسکے خیالات کو آہستہ آہستہ درست کر لیں گے۔ اور
اُسکو شدھ کر لیں گے۔ پڑھی لکھی لڑکی ہے عیسائی ضرور ہو گئی
ہے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ ایسی لڑکی کے عیسائی ہو جانے سے اور
عیسائی رہنے سے نقصان ضرور ہے۔ اگر ہم اس طریقہ سے اُسکو
درست کر سکیں۔ تو کیا ہی اچھا ہے۔ کیا ہمارے خیالات کا کچھ
بھی اثر اُسپر نہ پڑے گا۔ اور وہ عیسائی مت کا پرچار ودیالہ میں
نہیں کر سکتی۔ اور اُسکو اپنے گذارہ اور اپنی والدہ کے گذارہ کے
لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اگر وہ کسی عیسائی سکول میں کام کرتی۔ تو
اُسکے شدھار کی کوئی امید نہیں ہوسکتی تھی۔ اس بارہ میں آپ اور کیا
تجویز فرماتے ہیں۔؟

میرے خیال میں وہ وقت قریب ہے۔ جبکہ آپ اور لالہ دیوراج جی

پہلے کی طرح پھر ودیالہ اور اناتھ آلہ وغیرہ کے لیے مل کر کام کریں گے۔
اگر درمیان میں اور کوئی رکاوٹ حائل نہ ہوتی۔ اور ایسی رکاوٹ کی بہت کم امید ہے۔

آپ کا پرانا داس
کرمچند

اسی اثنا میں اکتوبر کے مہینہ میں بھی جالندھر آیا۔ گروکل کے لئے کچھ چندہ کا کام نہیں ہوا تھا۔ اور لاہور آریہ سماج کا جلسہ سر پر تھا۔ میرا مکان چونکہ کرایہ پر تھا۔ اس لئے میں لالہ رام کرشن جی کے گھر اترا۔ وہاں ایک رات کو لالہ کرمچند جی۔ آسے آ گئے۔ لالہ بدری داس شاستری کنیا مہاودیالے بھی بلوائے گئے۔ شاید دو تین اور ممبر کنیا مہاودیالے کے بھی تھے۔ لالہ نگینہ مل کو عدالت وغیرہ کی دھمکیاں بھی دی جا چکی تھیں لیکن وہ مانتا نہ تھا۔ اس وقت ان سب صاحبوں نے جو پوزیشن میرے روبرو رکھی وہ حسب ذیل تھی۔

(۱) اگر لالہ نگینہ مل پر نالش کی گئی تو ایسے مقدمات میں اسکو بہت سے نازک معاملات کے ظاہر کرنے کا موقع ملیگا۔ بعض معاملات میں وہ بعض ممبران کو ایسا پرایسے سوال کر سکتا تھا۔ جنکے جواب شبہ میں ڈالنے والے ہوتے۔

(۲) اگر اخباروں میں جواب دیا جاوے۔ تو خاص باتیں تھیں۔ جن کے جواب پر زیادہ نقصان پہونچنے کا احتمال تھا۔

(۳) خاموش رہنے سے مشکل تھی۔ کیونکہ کنیا مہاودیالے کے پر بھی سوالات کرتے تھے۔ چوتھا کوئی چارہ نہ تھا۔ جب یہ لوگ بہت وچار کر تے رہے۔ تو انکی تشویش زیادہ دیکھی تو میں نے کہا۔

دو آپ لوگ کہتے ہو کہ اب ہم اصلاح کے لئے کمر بستہ ہیں۔ اور ٹھاکر شیو رتن سنگھ جی کی دھرم پتنی ہمیشہ کے لئے کام کرنے کو مل گئی ہیں۔ اگر آپ مجھ کو آشرم اناتھ آلہ وغیرہ کا ملاحظہ کرا دیں اور میں بذریعہ اخبار اطمینان ظاہر کر دوں۔ تو لالہ نگینہ مل کی کسی چٹھی کا بھی کچھ اثر نہ ہوگا۔ اسوقت لالہ کرمچند نے کہا (وہ اب بھی یاد کریں)

How noble of you We never expected this

"آپکی کیسی شرافت ہے! ہم اسکی اُمید نہیں رکھتے تھے"

چنانچہ یہ طے ہوا۔ کہ لالہ کرم چند جی (شاید اُن کا تعلق آنا تھ آریہ سے تھا) بھی تحریری تمنا ترا دیں اور میں لاہور سماج کے اُتسو سے پیشتر ہی پنجاب کا دورہ کر کے واپس آ جاؤں اور قبل لاہور کے جلسہ کی شرکت کے کنیا مہا ودیالہ کا ملاحظہ کروں۔ لیکن میرے پاس کوئی خط نہ پہونچا۔ اس لئے میں دورہ سے واپس لاہور آیا۔ لاہور پہونچکر مجھے لالہ رام کرشن جی کا حسب ذیل خط ملا۔

جالندھر شہر ۲۳۔ نومبر ۱۹۰۳ء - شریمان لالہ منشی رام جی

نمستے۔ اُس بارہ میں تو مجھے خیال تھا۔ کہ لالہ کرم چند جی آپکو لکھہ دیں گے مجھے ٹھیک پتہ بھی نہیں ہے۔ کہ اُنہوں نے لکھا ہے یا نہیں۔ میں پانچ دن سے اُنہیں نہیں مل سکا۔ آج ۳ دن سے وہ پنڈت سرسوتی رام کی لڑکی کی شادی پہ گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں پہلے نہ لکھہ سکا گو لالہ دیوراج سے یہ ذکر چند روز ہوئے آ چکا تھا۔ اب چونکہ دیر ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے اطلاعاً لکھ دیتا ہے کہ جیسے آپ سے زبانی طور پر ذکر آ چکا تھا۔ سو آپ اگر لاہور سماج کے جلسہ سے پہلے تشریف لا کر آشرم اور انا تھ آشرم وغیرہ کا ملاحظہ کر لیویں تو اچھا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اس تکلیف کو گوارا کریں گے۔ لیکن اگر فرصت نہ ہو تو جلسہ سے واپس آتے ہوئے یہاں ٹھیر جاویں۔ تو بھی ہو سکتا ہے۔ انا تھ آشرم نئے مکان لالہ سدا رام والے میں آ گیا ہے۔ مکان بہت اچھا ہے۔ آشا ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے۔

داس رام کرشن"

چنانچہ لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ سے لوٹتے ہوئے میں نے ان آشرموں کا ملاحظہ کیا۔ اُسوقت بوجہ اتوار لالہ دیوراج صاحب نہ تھے۔ اُن کا ذکر بخوف طوالت نہیں کرونگا صرف اسقدر لکھتا ہوں کہ اُنہوں نے اصلاح کے لئے مشورہ پیش کرنے کے لئے مجھے

خاص اجازت دی - معاینہ کے بعد میں نے مندرجہ ذیل مضمون اخبار میں دیا - جو ۱۱ - دسمبر سنہ ۱۹۰۳
کے پرچہ میں چھپا :-

کنیا مہاودیالہ کے منتظمان کو پھر بیدار ہونا چاہئے

اِس ضمون میں کنیا مہاودیالے جالندہر کے منتظمان کو از سر نو جاگنے کی ضرورت ہے یہ کہنا کافی نہیں ہے - کہ مسز بے سینٹ کی جادو بھری تقریر ہے - اور ہم یہ ہے ساف ہے ہیں ہم کو گھر بیٹھے روپیہ وغیرہ کی مدد بھیجدو ،، کنیا مہاودیالے جالندہر کے متعلق ایک نا عاقبت اندیش تحریر پنجاب سماچار میں نکلی تھی - شائد ایسے بے خبر بھائیوں کو معلوم نہیں ہے کہ میں ہمیشہ سے اِس انسٹی ٹیوشن کی بدانتظامیوں کو دُور کرانے کی کوشش کرتا رہا ہوں - لیکن نیک نیت کوشش اور بے سمجھ حملوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے - میں نے حال ہی میں شریمان لالہ رام کرشن جی پردہان آریہ سماج جالندہر اور منیجر کنیا مہاودیالے کی درخواست پر کنیا مہاودیالے کنیا آشرم اور کنیا اناتھ آلہ کا ملاحظہ ۲ - دسمبر کو کیا تھا - مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آشرم کے انتظام میں بہ نسبت سابق کے ترقی ہے - شریمتی بائی جی جو اِسوقت آشرم کی ادہشٹہاتری ہیں - بڑے پریم اور سنجیدگی سے انتظام کرتی ہیں پُتریوں کے متعلق انسٹی ٹیوشنوں کا انتظام ستریوں کے دوارا ہی ٹھیک طور پر ہو سکتا ہے - اناتھ آلئے کے لئے مکان پہلے سے بہتر ہے - اُسی کے لئے ہمیں ایک محلہ کی ضرورت ہے - ودیالے اور اُس کے متعلق انسٹی ٹیوشنوں کے ملاحظہ سے مجھے کسی قدر اُمید بندھی کہ شائد پتریوں کی شکشا کا انتظام بھی پُرانے طریقہ پر از سر نو جاری ہو سکے - جن بھدر پُرشوں کے لڑکے گُروکل میں پڑھتے ہیں - یا جو اپنے لڑکوں کو گُروکل میں بھیجنا چاہتے ہیں اُن کا پہلا پرشن یہ ہوتا ہے

کہ گروکل سے سماورتن سنسکار ہوکر نکلے ہوئے برہمچاریوں کے لئے
یوگیہ سمبندھ کہاں سے مل سکیں گے۔ میں نے کسی گزشتہ پرچہ میں
کنیا مہاودیالہ سے اس وشے میں نا اُمیدی ظاہر کی تھی لیکن جالندھر
جو ودیالئے سمبندھی اُنتی ہوا سنوں کا ملاحظہ کرکے اُسکے منتظمان سے
بات چیت کی۔ تو از سرِ نو اُمید بندھ چلی ہے۔ اگر ودیالہ کے کارکن
سب سے پہلے شہر سے دو تین میل کے فاصلہ پر مکان بنوا کر کنیا مہاودیالئے
کو بورڈنگ کی صورت میں تبدیل کر دیں اور کنواری لڑکیوں کو بیاہتا اور
ودھواؤں سے بالکل علیحدہ کرنے کا انتظام کر کے بجائے مردوں کے
جہاں تک ہو سکے عورتیں ادھیاپک مہیا کرنے کا انتظام کریں تو کنیا مہاودیالئے
کو سچی گروکل بنانے میں پہلا قدم سمجھا جا سکتا ہے۔ پرمیشور کنیا مہاودیالئے
کے منتظموں کو توفیق دے کہ سب ودیالہ کے لئے دھن اکٹھا کرنے
اور اُس کے انتظام کو بہتر بنانے میں اپنا زیادہ سے زیادہ لگا سکیں"۔

اس کے بعد میں نے تین اعتراضات واسطے توجہ لالہ دیوراج اور دیگروں کے بھیجے۔
(۱) لاہور آریہ سماج کے پلیٹ فارم پر پیلی دھوتیاں دھارن کی ہوئی برہمچارنیوں کو بھجنوں
کے لئے کھڑا کیا گیا تھا۔ میں نے اعتراض کیا۔ کہ یہ نامناسب ہے۔ رشی دیانند کی آگیا ہے
کہ برہمچریہ آشرم میں لڑکی لڑکے دونوں کو دُنیاوی ترغیبوں سے الگ رکھنا چاہئے۔ میں نے
صاف لکھا کہ لالہ دیوراج اور لالہ رام کرشن اور لالہ بدری داس وغیرہ صاحبان کی دھرم پتنیاں
پبلک پلیٹ فارم پر بھجن گاتیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا بلکہ میں خوش ہوتا۔
(۲) دوسرا اعتراض وہی تھا جسکی طرف لالہ کرم چند کے خط میں ایک اشارہ ہے۔
(۳) تیسرا اعتراض حسب ذیل تھا۔ لالہ دیوراج نے جالندھر آریہ سماج کے صحن میں آج تیرہ
کو ایک کمارہ آریہ سماج شروع کیا۔ اُسکا پہلا نیم حسب ذیل تھا۔ "اس میں پانچ سے اوپر
اور پندرہ برس سے کم عمر کے بالک شامل ہونگے"۔ اس کا اُدیشیہ تو عمدہ تھا۔ لیکن لالہ
دیوراج کو دھن لگی ہوئی ہے۔ کہ چونکہ مرد عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اس لئے ان لڑکوں کو

لڑکیاں اُپدیش دیا کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک بائیس تیس برس کی دودھوا نے۔ اور شاید دو مرتبہ ایک سولہ سالہ کماری نے اُپدیش دیا۔ میرا اعتراض تھا کہ عورتیں ہی اُپدیش دیں۔

ان اعتراضوں کا جواب آخری لالہ دیوراج جی سے یہ ملا کہ اُن کا میری رائے سے اتفاق نہیں۔ یہ سُنکر میں خاموش ہو رہا۔

لیکن مجھے ہرگز خیال نہ ہوا کہ لالہ دیوراج کنیا گروکل کا نام سُنکر بھی ناراض ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہیں دنوں ۲۹ جنوری کے پرچہ میں لالہ دیوراج کے اجمیر سے ۱۵ اناتھاؤں کے لانے کی خوشخبری سُنا کر ہوتے ہیں میں نے حسب ذیل مضمون دیا:۔

اناتھ کنیاؤں کی رکھشا

جیسے ہندو اور گوبند دھرم ہے دیو تو اناتھ بالک اور کنیا دونوں آپکی مدد کی مستحق ہیں۔ لیکن فی زمانہ کنیاؤں کا حق آپ پر اس لئے زیادہ ہے کہ آپ نے مدت سے اُن کے حقوق کو بھلا دیا ہے۔ میں نے کبھی گذشتہ پرچہ میں لکھا تھا کہ جالندھر کنیا مہاودیالہ مکھیہ سبھا کے پردھان اور سنسری تکھشا کے لئے پنجاب دیش میں اعلیٰ کام کرنے والے لالہ دیوراج جی ہٹی کی طرف گئے ہوئے ہیں اور امید ظاہر کی تھی کہ وہ راستہ میں دیا لے کے لئے دہن اکٹھا کرنے کا بھی پربندہ کریں گے۔ اب اخبار سہایک اور رنج کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ لالہ دیوراج جی اجمیر کے دیا نند اناتھ آشرم سے پندرہ اناتھاؤں کو اپنے ساتھ لائے ہیں۔ یہ لڑکیاں کنیا اناتھ آشرم جالندھر میں نواس کرینگی۔ اور کنیا اناتھ آشرم میں تعلیم پائینگی۔ علاوہ استری شکشا سا ہتیہ بھنڈار کی مد میں پچاس روپیہ بچوں کی تعلیم کے کسی قدر پرچہ لالہ دیوراج جی نے جمع کی ہے اس سے میں کہوں گا کیونکہ پندرہ اناتھ کنیاؤں کی رکھشا اور تعلیم و تربیت کے مقابلہ میں ہزاروں روپیہ کچھ وقعت نہیں رکھتے مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ میرے جالندھری بھائیوں نے اپنے انتہائی کوششوں کو ترقی کے درجہ پر پہونچانے کے لئے کوشش کرنا شروع

کردیا ہے۔ میری رائے میں اب موقع ہے کہ کنیا مہاودیالے جالندھر کو
لڑکیوں کے گروکل کی بنیاد کی طرف لیجانے کی کوشش ہو سکتی ہے۔ جیساکہ
میں کسی گزشتہ پرچہ میں لکھ چکا ہوں اگر شہر سے ۳ یا ۴ میل کے فاصلہ
پر عمدہ محفوظ مکان بناکر کنیا آشرم اور کنیا مہاودیالے کو وہاں لیجایا
جاوے اور اُس کے اندر وہی لڑکیاں تعلیم پاسکیں۔ جو کہ کنیا آشرم یا
کنیا اناتھ آشرم میں رہتی ہوں۔ تو برہمچریہ کی رکشا اور اعلیٰ تربیت کے
پہلے زینہ پر قدم رکھا جا سکتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ اُمید ہو سکتی ہے
کہ دیگر کنیا اناتھ آلے بھی اپنی لڑکیوں کو اس انسٹی ٹیوشن میں بھیج کر اسکے
لئے بڑے بھاری ذخیرہ کا کام دینگی۔ میں اس مضمون پر تفصیل کے
ساتھ پھر کبھی لکھنے کا وچار رکھتا ہوں۔

اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ لالہ دیوراج جی میرے کنیا گروکل سے تعلق رکھنے سے سخت
گھبراتے ہیں۔ چنانچہ میں نے کنیا مہاودیالے وغیرہ سے بالکل قطع تعلق ہی کرلیا۔ اور
استعفا بھیجدیا۔ جو منظور ہوگیا۔ اور میں ان انسٹی ٹیوشنوں کو بھول گیا۔

اس کے بعد میں ۶ فروری ۱۹۰۵ء کو آریہ پرتی ندھی سبھا کا پردھان بنایا گیا۔ اور باختیار
عہدہ خلاف اپنی مرضی کے پھر کنیا مہاودیالے کی مکھیہ سبھا کا ممبر بن گیا۔ لیکن میں کسی
جلسہ میں نہ گیا۔ ایکروز میں اتفاقاً لالہ دیوراج کو ملنے گیا۔ وہاں (میری طرف سے نہیں)
نہ معلوم کیونکر ودیالے کے قواعد اور پاٹھ ودھی میں تبدیلی اور ترمیم کی ضرورت کا
ذکر آیا۔ لالہ دیوراج نے کہا "یہ لوگ برابر مجھے دق کرتے ہیں۔ لیکن کوئی بھی سکیم
بناکر نہیں دیتا" مجھے اُسوقت بتلایا گیا تھا۔ کہ شہر سے فاصلہ پر زمین خرید کر بورڈنگ
سکول لڑکیوں کے لئے بنانے کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ میں آپکو خاکہ کھینچکر بھیجدونگا
چنانچہ دوسرے دن ہی میں نے خاکہ بھیجدیا۔ اور اُس میں صاف طور پر لکھدیا کہ "اگر آپکا
ان تجاویز سے اتفاق ہو تو اپنی مکھیہ سبھا کے روبرو رکھئے ورنہ ایسے ہی جانے دیجئے"
میں جانتا تھا کہ جو کچھ پاس ہوگا۔ اُسکی تعمیل سوائے لالہ دیوراج کے کوئی نہیں کراسکتا۔

اِسپر کوئی کارروائی نہوئی - اور مَیں پہلے تو آریہ سماجوں کے جلسوں پر مارا مارا پھرا پھر ۲۷ - ۲۸ مئی ۱۹۰۵ء کی پرتی ندھی سبھا میں بطور مُلزم کھڑا رہا - اور ۹ جون کو اپنا استعفا پردہان پد سے چھاپ دیا - جسمیں سب مہاشیوں کو بند کر دیا - کہ مجھ سے کسی انسٹی ٹیوشن کے بارے میں خط و کتابت نہ کریں - ۲۷ جون ۱۹۰۵ء کو اتفاقاً ٹھاکر شیو رتن سنگھ جی نے کنیا گرُدکُل کے کھُلنے کی اُمید کے بارے میں بات چھیڑی - اُن کو معلوم ہوا کہ میں نے کوئی تجاویز بھیجی ہیں - اِسپر وہ لالہ دیوراج جی کو میرے پاس لے آئے - لالہ دیوراج جی نے عُذر کیا کہ چونکہ آپ اخبار میں منع کر چکے تھے - اِس لئے مَینے کچھ نہ کہا - مَینے کہا "اگر آپکا اُن تجاویز سے اتفاق ہو - تو آپ اب بھی اُنہیں مُکھیہ سبھا کے روبرو رکھہ سکتے ہیں" دوسرے دن لالہ دیوراج جی نے حسبِ ذیل خط بھیج دیا :-

۲۸ جون ۱۹۰۵ء } پریہ مہاشے لالہ منشی رام جی نمستے
جالندھر } کنیا گرُوکُل سمبندھی آپکے پتر پر مَینے وچار کیا - اور چونکہ میرا آپکی رائے کے ساتھ بہت سی ضروری باتوں میں اتفاق نہیں - اِس لئے مَینے آپ کا پتر سکرٹری صاحب کنیا مہاودیالہ کی خدمت میں بھیج دیا ہے - کہ وہ اِسے پربندھ کرتری سبھا میں پیش کر کے سبھا کی رائے سے آپکو مطلع کر دیں -: آپ کا

دیوراج پردہان کنیا مہاودیالہ جالندھر

میں چپ ہو رہا - پھر وہ ایسے معاملات ہوئے - جن کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا - جسکے بعد اِن تجاویز کے متعلق میں نے اخبار میں کچھ آخری جملے لکھنے کو دئے - اُسوقت لالہ رام کرشن جی ریلوے اسٹیشن پر ملے - میں باہر جا رہا تھا - مجھ سے اقرار لے گئے - اور حسبِ ذیل خط "اڈیٹر جیندر" جی کو لکھ کر نقل تجاویز اور مضمون وغیرہ سب لیکر ضایع کرا دیا -

ترجمہ خط انگریزی لالہ رام کرشن جی

"پیرے مہاشہ دیا رتھی جی - نمستے - میں نے لالہ منشی رام جی سے

اُن کے اس مضمون متعلقہ کنیا مہاودیالے کی نسبت بات چیت کر لی ہے
جو اخبار کے آئندہ پرچہ میں نکلنے والا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں
نے دیشا نگر جانے سے پیشتر اُسکی نسبت آپکو کہا یا نہیں۔ لیکن میں نے
اُنکی رضامندی لے لی ہے۔ کہ اگر میں سکرٹری کنیا مہاودیالے سے
ایک خاص تحریر لے لوں۔ تو میں آپ سے وہ مضمون رکوا لوں متعلق
آپ سے کل بات چیت کروں گا۔ میں نے سکرٹری سے تحریر حاصل کر لی
ہے پس مہربانی کر کے اس مضمون کی چھپائی روک دیجئے۔ یا اگر وہ تحریر
میں آ چکا ہو۔ تو اسکی کاپی کو ہٹا لیجئے۔ یعنی نہ چھپنے دیجئے۔

آپ کا صادق رام کرشن

۳۰ - جولائی سنہ ۱۹۱۶ء

اقرار یہ تھا کہ میری تجاویز متعلقہ اصلاح آشرم پر بندھ کرنی اور مکھیہ سبھاؤں میں پیش ہو جاوینگی۔

چنانچہ تجاویز پیش ہوئیں۔ مجھے بھی بلوایا گیا۔ میں نے وجوہات بیان کر دیں۔ لالہ دیوراج جی نے سخت مخالفت کی۔ لیکن وہ تجاویز کسی قدر ترمیم کے ساتھ عموماً پاس ہو گئیں۔ میں تو چلا آیا۔ کیونکہ ممبر نہ تھا۔ لیکن چونکہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ آئندہ کے لئے پاٹھ ودھی کا مسودہ میں بناؤں۔ اس لئے وہ رزولیوشن میرے پاس آیا۔

اسپر لالہ دیوراج جی نے ظاہر کیا۔ کہ ڈاکٹر نے صلاح دی ہے۔ کہ ایکسال کی رخصت لیکر آرام کریں۔ وغیرہ میں پھر کوئٹہ چلا گیا۔ شاید وہاں سے واپسی پر کلچرڈ آریہ سماج کا سالانہ جلسہ تھا۔ لالہ دیوراج جی اُدھر بہت رجوع ہوئے۔ بلکہ جو صاحب میرے پاس آتے تھے۔ انہیں عموماً لالہ منشیرام وغیرہ کی تعریف کر بھیجتے تھے۔ جس سے اُن کا یہ مدعا تھا۔ کہ مجھے برا معلوم ہو۔ لیکن میں انکی اس کوشش پر ہنستا ہی رہا۔

کلچرڈوں کے جلسہ کے پہلے ہی دن صبح کو اُن کے سکول کی افتتاحی جلسہ پر پنڈت شیو نرائن اُنکی ڈسمبل سے جو پردہان بنائے گئے تھے۔ ان پر اس قدر چوٹیں لگائی گئیں کہ وہاں سے گھبرا کر

اُداس واپس آ گئے۔ لالہ کاشی ناتھ بی۔ اے آ گئے۔ لالہ دلباغ رائے۔ ٹھاکر شیو رتن سنگھ وغیرہ پہلے بھی لالہ دیوراج جی کی بے قراری کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اسوقت بھی سب میرے گرد آکر ہوئے کہ اگر آپکے لیکچروں کا اور اخبار کا ڈر نہ ہو۔ تو لالہ دیوراج کہتے ہیں کہ کلچرڈ اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اگر کلچرڈ دو ہزار کریں تو وہ دس ہزار جمع کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ اگر یہی بات ہے۔ تو میں تیار ہوں اور شام کو لالہ دیوراج کے پاس چلوں گا۔ لالہ دلباغ رائے اسی وقت خوشخبری لے کر اُن کے پاس پہونچے۔ لالہ دیوراج جی خود تشریف لے آئے۔ انہوں نے اسوقت اپنی حالت عجیب ظاہر کی۔ میں اُن کی اس حالت کا فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا تھا لالہ دلباغ رائے۔ لالہ رام کرشن وغیرہ سب جانتے ہیں۔ اسوقت لالہ دیوراج جی ڈی۔ اے۔ وی کالج کو گروکل سے اعلیٰ سمجھتے تھے۔ شام کو کلچرڈوں کے جلسے میں جاتے جاتے رک گئے۔ اور گروکل اور دیانند کالج کو ایک نظر سے دیکھنے لگ گئے۔ اور دوسری صبح کو گروکل کو (یہ کہہ کر اپنی پارٹی کا انسٹی ٹیوشن ہے) اعلیٰ انسٹی ٹیوشن سمجھنے لگ گئے۔ یہیں تک اِس جوش کا خاتمہ نہیں۔ بلکہ مجھ سے پوچھا۔ "لالہ رلا رام نے گوجرانوالہ کے جلسہ پر بلایا ہے جاؤں یا نہ جاؤں" میں نے جواب دیا "مجھے کوئی اعتراض نہیں" لیکن ٹھاکر شیو رتن سنگھ جی نے سمجھایا۔ کہ آپکو نہ جانا چاہئے۔ لوگ بدظن ہونگے۔ پھر رک گئے۔

میں اُنکی تسلی کے لئے حسب ذیل تحریر دیدی تھی۔ (۱) میں کنیا مہاودیالیہ کے متعلقہ معاملات کی نسبت کوئی مشورہ پیش نہ کروں گا۔ اگر لالہ دیوراج مجھ سے کوئی صلاح پوچھیں گے۔ صرف اُس حالت میں صلاح دوں گا۔ اور معاملہ وہیں ختم کر دوں گا۔

(۲) اگر اس مضمون پر اور کوئی شخص میرے پاس کوئی مشورہ بھیجے گا۔ تو اسکو سیدھا ودیالے کے کارکنوں کی طرف رجوع کر دوں گا۔ اور خود کوئی صلاح نہ دونگا۔

(۳) اگر لالہ دیوراج یا لالہ رام کرشن ودیالے کے متعلقہ کسی معاملہ میں میری مدد چاہیں گے۔ تو حتی الوسع کروں گا۔

اِس تحریر کو لیکر لالہ دیوراج نے کہا۔ "استری شکشا میرا خاص مضمون ہے۔ اِس لئے اب آپ آئندہ کبھی کنیا گروکل کی بھی تحریک۔ امید ہے نہ کریں گے۔ اسوقت لالہ رام کرشن جی

اور لالہ ولبھ رام جی بھی موجود تھے میں نے جواب دیا کہ اب آپ تو دو بجا رہے ہیں
آپ جالندھر کو سمجھا لیتے۔ میں اپنے تئیں تو آپکی بنسبت استری شکشا کے معاملہ میں بھی زیادہ
تر واقف سمجھتا ہوں۔ جالندھر سے کوئی واسطہ نہ رکھوں گا۔ باہر خواہ دس کنیا گروکل
کھلوا لیں میں مدد دوں گا۔ اسپر سرودھا جی نے لالہ دیوراج کی مخالفت کی اور انہوں نے
اپنی غلطی تسلیم کی۔ اس کے بعد میں نے لالہ دیوراج جی اور ٹھاکر شیو رتن جی اور ڈاکٹر سکھ دیو
کی مختلف تحریکوں پر حسب ذیل مضمون ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۵ء کے پرچارک میں دیا:-

انہیں دیویاں بناؤ تاکہ دیوتا اتپن ہو سکیں

بھارت کی اناتھ پرجا کی جو ہین اوستھا ہے۔ اسوقت اس سے راہ چلتے بدیشی تک واقف ہیں۔ اس کا
کارن کیا ہے۔ اس میں سندیہ نہیں کہ وس گری ہوئی حالت کے
سینکڑوں چھوٹے بڑے کارن بتلائے جا سکتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا
کارن وہی ہے جو کہ ایکمرتبہ میں نے سورگباشی شریمتی مائی بھگوتی جی کی
زبان سے لاہور آریہ سماج کے قدیم ہال میں اتھم آریہ سماج کے ایک
سالانہ جلسہ پر سنا تھا۔ مائی جی نے اپنی جاتی کے حقوق کو ظاہر کر کے اور
ان سے ان کے محروم ہونے کی داستان کو سنا کر کہا تھا "اے پرشو!
تم نے ہمیں غلام بنالیا۔ کیا تم آزاد رہے؟ جو ظلم تم نے ہم پر کئے انکا
ہی پھل ہے۔ کہ غلامی کا طوق تمہارے گلے میں پڑا ہوا ہے۔ ڈاکٹر لوگوں کے
اس سدھانت واکیہ سے کیسے نااتفاقی ہو سکتی ہے۔ کہ غلام ماتا
کی سنتان غلام ہی تو ہونی چاہیئے۔ اور یہی بھی۔ آریہ ورت اُنتی پر
تھا۔ جب اس بھومی میں دیوتا گن نواس کرتے تھے۔ غلام راکشس
اور پشاچ ہوا کرتے ہیں۔ اور جہاں راکششوں اور پشاچوں کا نواس ہو
اس بھومی کو آریہ بھومی کیسے کہہ سکتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ آریہ ورت
بدل کر ہندوستان بنگیا۔

لیکن آثار کچھ کچھ بدلتے نظر آتے ہیں۔ کنیا مہاودیالیہ میں شکشا
سماپت کرنے کے بعد لالہ دیوراج جی کے خاص اُپدیشوں سے لابھ
اُٹھا کر دیوی ساوتری پانچال پنڈتہ اخبار کی اُپ سمپادکا بن گئی
تھیں۔ گذشتہ پانچال پنڈتہ میں پڑھا کہ وہ اپنے ودیالہ کے لئے
زیادہ مفید بننے اور ساتھ ہی اُس کے لئے اپیل کرنے کی غرض سے
پونا کی دیوی سبھاشی بائی کے ساتھ دکشن میں بھرمن کرینگی۔ اب سُنا
گیا ہے۔ کہ بمبئی میں اُن کے ویاکھیانوں کا بہت اُتم پربھاو پڑا۔ علاوہ ازیں
یکصد روپیہ چندہ بھی اُن کے پریالسنی ٹیوشن کے لئے ہو گیا۔ اُس کے
بعد معلوم ہوا۔ کہ رائے پور میں دیوی ساوتری کے خاص ویاکھیانوں
پہ دو صد روپیہ اور چندہ ہوا ہیں بھائی دیوراج جی کو مبارکباد دیتا ہوں
کہ وہ اپنے پُرشارتھ کا پھل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور مجھے
خوشی ہو گی۔ اگر دیوی ساوتری کے کام کی ہفتہ وار رپورٹ وہ بھیجا کریں
دھرم پال جی کے پاس شائع ہونے کے لئے بھیجا کریں۔ اب سوال پیدا
ہوتا ہے۔ کہ دیوی ساوتری نے کیوں تن من دھن الغرض پر وشواس کے
ذریعہ دور دراز سفر طے کر کے بیگانوں کو بھی اپنا بنا لیا۔ جواب صاف
ہے۔ یہ اعلیٰ شکشا کا پرچار ہے۔ کیا دیوی ساوتری کی دیگر بہنیں ایسی
نہیں بن سکتیں! مانا کہ کنیا مہاودیالیہ میں پڑھنے والی دیگر کنیائیں
اسوقت ودیالیہ سے علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ جبکہ اُن سے پھل لینے کی
ابھیلاشا ہوتی ہے۔ لیکن جالندھر میں ہی تو کنیا اناتھ آشرم موجود
ہے۔ جس اناتھ آشرم کی خاص خوبی میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ بہ نسبت
دیگر اناتھالیوں کے یہاں کوشش ہوتی ہے۔ کہ اناتھ اپنی اوستھا کو بھول
جاویں۔ اس کے اندر ایسی لڑکیاں اسوقت موجود ہیں۔ جنکو دیوی
ساوتری بکرم بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ انکی طرف توجہ

بہت کم ہوتی ہے۔ جہاں کام کرنیوالی استریوں اور پرشوں کا ابھاؤ ہے
وہاں ساتھ ہی وہاں سے کافی مدد بھی نہیں ملتی۔ بھارت نواسیو!
لڑکیوں کے لئے بھی ایک اناتھ آلیہ خاص انتظام کے ساتھ کھولا
گیا تھا۔ تم نے اسکی خبر تک نہ لی۔ اپنی شہرت کے خیال میں مت۔ تم نے
مدد بھی کی تو زیادہ تر لڑکوں کے اناتھ آلیوں کی۔ ورنہ کیا ضرورت
پڑتی۔ کہ ٹھاکر شیورتن سنگھ جی پرچارک کے کالموں میں اُن لڑکیوں
کے پارچات موسم سرما کے لئے اپیل کرتے۔ جن کے ماتا پتا سارے
دیش کو بنانا چاہیئے۔ ان اناتھاؤں میں بہت ایسی ہونگی۔ جو شاید تمہارے
لیے کسی وقت دیوتا سنتان مہیا کر سکیں۔ اور اگر تم سہایتا دیکر اس
اناتھ آلیہ کو مستقل کردو۔ تو شاید ہزاروں دیویاں اپنے اشیرباد سے
ہندوستھان کو پھر سے آریہ ورت بنا سکیں۔ زیادہ لکھنے کی نہ گنجائش
اور نہ ضرورت ہے۔ صرف اپنا وچار پیش کرتا ہوں ٹھاکر شیورتن سنگھ
جی کی اپیل کے جواب میں ہر جگہ سے دھن اکٹھا کر کے بھیجو اور صاف
طور پر لکھ دو۔ کہ اسیوقت کے جمع شدہ روپیوں میں سے دو صد روپیہ
تو موسم سرما کے پارچات کے لئے نکال لیویں۔ باقی جس قدر بڑھے
اُسے اناتھ آلیہ کے ستھر کوش (مستقل فنڈ) میں داخل کردیں۔ میں
آشا کرتا ہوں۔ کہ پرچارک کا پریوار اس نیک کام میں خاص حصہ
لے گا۔ اور باقی آریہ پرش بھی اپنی کوششیں اُٹھا نہ رکھیں گے۔

(منشی رام)

الغرض چونکہ یہ انسٹی ٹیوشن آریہ سماج جالندھر کے آدھین ہے
اس لئے کُل روپیہ بنام لالہ کرشن چند بی۔ اے۔ پلیڈر سیکرٹری آریہ سماج
(بھیجیں)

(منشی رام)

لیکن جب میں ماہ دسمبر کے تیسرے ہفتہ جالندھر گیا۔ تو مجھے یہ دیکھ کر کیسا افسوس ہوا کہ لالہ دیوراج نے لوگوں میں مجھے بے اصول مشہور کر رکھا ہے۔ اور کہہ رہے ہیں۔ کہ میں نے انکی خوشامد کے لئے یہ مضمون لکھا۔ اس کے بعد میں نے لالہ دیوراج صاحب سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ پھر جب مجھ سے من مانی مراد پائی اور سمجھا کہ لالہ دیوراج انہیں میری پرواہ نہ رہی۔ تو اس لالہ جیجو رام کو ودیالے کا خاص مددگار بنایا۔ جو اس کے دس دن پیشتر تک برابر ودیالے کو گالیاں دیتا اور مجھ سے محض الزام لالہ دیوراج پر لگاتا تھا۔ وہ سب کچھ تھا۔ لیکن اب تو ملک منشی رام کو چلنا تھا۔ اب لالہ جیجو رام ودیالے کے مکانوں کی عمارت کی نگرانی کرتا۔ ہر وقت نا وقت ودیالے میں آن پہنچتا۔ روز ہزار بات کا حقدار ہے۔ اس کے بعد گزشتہ اپریل یا مئی میں رائے ٹھاکر دت صاحب وہاں تشریف لائے۔ خود نجوم گلے پڑ کر ودیالے کا معائنہ کیا۔ اور سنا ہے کہ بڑا اعلیٰ سرٹیفکیٹ ودیالے کو دیا۔

یہ ہے میری لالہ دیوراج کے ساتھ تعلق کی کہانی۔ کچھ عرصہ دوران داستان میں درج ہو گا۔ اس وقت لالہ دیوراج مہاشے صاحب کے خاندان کے میرے سخت برخلاف ہیں اور جب منشی جیوتش کے ساتھ میرا تعلق رہے گا۔ اسکو نقصان پہونچانے کی برابر کوشش کرینگے۔

کیا مہاودیالے۔ کنیا مہاودیالے اور کنیا آشرم کے ساتھ میرے کیا تعلق رہے ہیں میں نے انمیں آیا کوئی سیوا کی یا نہیں۔ اور آیا جو اصلاحیں ہیں۔ ان میں کرانا چاہتا تھا وہ ضروری تھیں یا نہیں۔ اسپر ٹھیک رائے شاید دس سال کے بعد لگ سکیگی۔

کلیات آریہ مسافر

مصنفہ دھرم ویر پنڈت لیکھرام کی قیمت فیجلد بجائے دو روپیہ کے اب بغرض اشاعت ویدک دھرم ایکروپیہ آٹھ آنہ کر دی گئی ہی آریہ مسافر کی ۳۳ مختلف کتابیں ایک جلد میں کلیات آریہ مسافر کے نام سے مطبع ہذا نے بعد بہت بڑے نقصان کی برداشت کے چھپوائی ہیں یہ کتاب ۱۸×۲۲ پورے سائز سات سو صفحوں سے زیادہ کی اب کوڑیوں کے مول فروخت ہو رہی ہی اس فروخت میں کسی قسم کا فائدہ مدنظر نہیں صرف آریہ مسافر کی تصانیف کا پرچار مقصود ہے آریہ دھرم کے اُن پریمیوں کو جو دھرم ویر کی تصانیف کا پرچار اپنا کرتب سمجھتے ہیں اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے اور اس امر کی اور بھی دھیان رکھنا چاہیئے کہ جو کتابیں پہلے آٹھ روپیوں کو ملتی ہیں اب ۱عہ؎ میں مل سکتی ہیں اس پر شرح کمیشن پچاس روپیہ سے زیادہ کے خریدار کو پانچ فیصدی اور ایکسو روپیہ سے زیادہ کے خریدار کو ۱۰ فیصدی دیجاتی ہے البتہ پانچ سو سے زیادہ کے خریدار کمیشن کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت طے کر سکتے ہیں ✚

درخواستیں مینجر مطبع کے نام بھیجئے ✚

پتہ — مینجر مطبع ست دہرم پرچارک جالندھر شہر

تہذیب الاسلام

چار جلدوں میں

یہ وہ مشہور کتاب ہے کہ جس نے مذہبی دنیا میں ابتک تہلکہ مچایا ہوا ہے مصنف اس کے مہاشہ دھرم پال جی بی اے ہیں ہر ایک جلد چار سو صفحوں کی ہے چاروں جلد سولہ سو صفحوں سے کسیقدر زیادہ میں ختم ہوئی ہیں - ان سب کی قیمت پہلے چار روپیہ مقرر تھی اور جزو جزو خریدنے پر فی جلد عہ ایک روپیہ کو ملتی ہے اب چاروں جلدوں کی قیمت تین روپیہ اور جدا جدا خریدنے پر فی جلد ۱۲ ؍ کردی ہے - دین اسلام کا یہ ہو بہو فوٹو ہے اگر اس سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو اسکے لئے جلد منیجر کو لکھئے ۔

صبح امید

ویدوں کے مفسّر اور سوامی دیانند

جلد اوّل

جس میں ویدوں کی بزرگی جتلا کر انقلاب زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا گیا ہے کہ نئے مفسروں کی تفسیریں حوالہ جات مستند پر مبنی نہیں مشہور مصنف مہاشہ منشی رام جی جگیاسو دھشٹھاتا گروکل کانگڑی کی تصنیف شدہ ہے اسکا دوسری بار چھپنا ہی اس امر کی شہادت ہے کہ یہ قابل قدر نسخہ کیسا مفید ہے اور خاص و عام کو اپنے پاس رکھنا از بس ضروری ہے -

قیمت فی جلد ۸ ؍ منیجر سے درخواست کریں ۔

مشتہر منیجر ست دھرم پرچارک جالندھر شہر مشتہر